شرح ابو داؤد شریف

جلد 7

امام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

فہرست مضامین

عنوان — صفحہ

كِتَابُ الْاَشْرِبَة

کِتَابُ الْحُدُوْدِ

عنوان	صفحہ
(توکیا کیا جائے؟)	۸۱۶
باب جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کے علاوہ کچھ کرلے اور پھر امام کے اسے پکڑنے سے پہلے وہ توبہ کرلے	۸۱۷
باب: ایسی کنیز جو محصنہ نہ ہو، اور وہ زنا کا ارتکاب کرے	۸۱۷
باب: بیمار پر حد جاری کرنا	۸۱۸
باب: قذف کی حد	۸۲۰
قذف کا لغوی معنی	۸۲۰
قذف کا شرعی معنی	۸۲۱
قرآن مجید کی روشنی میں قذف کا حکم	۸۲۱
احادیث کی روشنی میں قذف کا حکم	۸۲۱
احصان کی شرائط میں مذاہب فقہاء	۸۲۲
احصان کی شرائط میں مذہب احناف	۸۲۲
کوڑے مارنے کا حکم	۸۲۲
جس پر حد قذف لگ چکی ہو اس کی شہادت قبول کرنے میں اختلاف فقہاء	۸۲۳
باب: شراب نوشی کی حد	۸۲۴
خمر (شراب) کے معنی ومفہوم کا بیان	۸۲۴
قرآن کے مطابق حرمت شراب کا بیان	۸۲۵
شراب سے متعلق حکم نزول کا بیان	۸۲۵
احادیث کے مطابق حرمت شراب کا بیان	۸۲۶
شراب کی حرمت نازل ہونے پر صحابہ کرام کا عمل :	۸۲۶
شراب کی حرمت کا سبب وعلت	۸۲۶
شرابی پر اجرائے حد کی شرائط کا بیان	۸۲۷
شرابی کی حد میں اسی کوڑوں پر اجماع صحابہ کرام	۸۳۰
قرآن مجید سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان:	۸۳۲
احادیث سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان :	۸۳۳
خمر کی تعریف میں ائمہ مذاہب کا نظریہ اور امام ابوحنیفہ کے موقف پر دلائل :	۸۳۵
باب: جب کوئی شخص بار بار شراب پیئے	۸۳۶
باب: مسجد میں حد جاری کرنا	۸۴۱
مساجد میں حد وتعزیر جاری نہ کی جائیں	۸۴۱
باب: تعزیر کا بیان	۸۴۱
تعزیر کے معنی ومفہوم کا بیان	۸۴۱
تعزیر کی تعریف اور اس کی سزا کا شرعی تعین	۸۴۲
قرآن کے مطابق تعزیر کا بیان	۸۴۲
دہشت گرد اور ہراس پھیلانے والے ناپسندیدہ لوگ	۸۴۲
حدود اور تعزیر میں فرق	۸۴۷
تعزیری سزاؤں کا بیان	۸۴۷
تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا کا بیان	۸۴۹
باب: حد کے دوران چہرے پر مارنا	۸۵۰
بیوی کے چہرے پر مارنے کی ممانعت کا بیان	۸۵۰
شرح سنن ابوداؤد جلد ہفتم کے اختتامی کلمات کا بیان	۸۵۲

مقدمہ رضویہ

الْحَمد لله الَّذِى أوضح وُجُوه معالم الدّين وأفضح وُجُوه الشَّك بكشف النقاب عَن وَجه الْيَقِين بالعلماء المستنبطين الراسخين والفضلاء الْمُحَقِّقين الشامخين الَّذين نزهوا كَلَام سيد الْمُرْسلين مميزين عَن زيف المخلطين المدلسين وَرفعُوا مناره بِنصب العلائم وأسندوا عمده بأقوى الدعائم حَتَّى صَار مَرْفُوعا بِالْبِنَاءِ العالى المشيد وبالأحكام الموثق المدمج الْمُؤَكّد مسلسلا بسلسلة الْحِفْظ والإسناد غير مُنْقَطع وَلَا واه إِلَى يَوْم التناد وَلَا مَوْقُوف على غَيره من المباني وَلَا معضل مَا فِيهِ من الْمعَانِي (وَالصَّلَاة) على من بعث بِالدّينِ الصَّحِيح الْحسن وَالْحق الصَّرِيح السّنَن الْخَالِي عَن الْعِلَل القادحة والسالم من الطعْن فِي أدلته الراجحة مُحَمَّد المستأثر بالخصال الحميدة والمجتبى الْمُخْتَص بالخلال السعيدة وعَلى آله وَصَحبه الْكِرَام مؤيدى الدّين ومظهرى الْإِسْلَام وعَلى التَّابِعين بِالْخَيرِ وَالْإِحْسَان وعَلى عُلَمَاء الأمة فِي كل زمَان مَا تغرد قمرى على الْورْد والبان وناح عندليب على نور الأقحوان (وَبعد) فَإِن عانى رَحْمَة ربه الْغنى مُحَمَّد لياقت على الرضوى الحنفى عَامله ربه ووالديه بِلُطْفِهِ الْخَفي يَقُول أَن السّنة إِحْدَى الْحجَج القاطعة وأوضح المحجة الساطعة وَبهَا ثُبُوت أَكثر الْأَحْكَام وَعَلَيْهَا مدَار الْعلمَاء الْأَعْلَام وَكَيف لَا وَهِي القَوْل وَالْفِعْل من سيد الْأَنَام فِي بَيَان الْحَلَال وَالْحرَام الَّذين عَلَيْهِمَا مَبْنِيّ الْإِسْلَام فصرف الإعمار فِي اسْتِخْرَاج كنوزها من أهم الْأُمُور وتوجيه الأفكار فِي استكشاف رموزها من تعمير العمور لَهَا منقبة تجلت عَن الْحسن والبها ومرتبة جلت بالبهجة والسنا وَهِي أنوار الْهِدَايَة ومطالعها ووسائل الدِّرَايَة وذرائعها وَهِي من مختارات الْعُلُوم عينهَا وَمن متنقدات نقود المعارف فضها وعينها ولولاها لما بَان الْخَطَأ عَن الصَّوَاب وَلَا تميز الشَّرَاب من السراب وَلَقَد تصدت طَائِفَة من السّلف الْكِرَام مِمَّن كساهم الله تَعَالَى جلابيب الْفَهم والأفهام ومكنهم من انتقاد الْأَلْفَاظ الفصيحة المؤسسة على الْمعَانِي الصَّحِيحَة وأقدرهم على الْحِفْظ بالحفاظ من الْمُتُون والألفاظ إِلَى جمع سنَن من سنَن سيد الْمُرْسلين هادية إِلَى طرائق شرائع الدّين وَتَدْوِين مَا تفرق مِنْهَا فِي أقطار بِلَاد الْمُسلمين بتفرق الصَّحَابَة وَالتَّابِعِينَ الحاملين والفقهاء مذاهب الاربعة.

اَبْوَابُ الْاِجَارَۃِ

یہ ابواب اجارہ کے بیان میں ہیں

اجارہ کے لغوی واصطلاحی معنی ومفہوم کا بیان

معاوضہ دینا (مجازاً) قبضہ ایک معین مدت تک کے لیے اجرت یا معاوضہ دے کر کسی شے پر تصرف بلاشرکت غیرے تسلط بیوعات کی ایک قسم (کرایہ) لغوی معنے کرایے پر دینا مکان یا زمین کرایہ یا ٹھیکہ پر دینا کامل تصرف مکان یا زمین جو ٹھیکہ پر دی جائے کسی شخص یا اشخاص کا کسی کاروبار وغیرہ میں بلاشرکت غیرے امتیازی اور مراعاتی عمل دخل، جس سے دوسرے محروم رہیں۔

اجارہ کے لغوی معنی: کرایہ پر دینا۔ اجارہ کی اصطلاحی معنی: ہر اس معاملہ کو کہتے ہیں کہ جس میں مال (پیسے وغیرہ) کے بدلے کسی چیز سے فائدہ اٹھانے کا مالک بنایا گیا ہو، مثلاً ایک آدمی کا مکان ہو جس میں وہ کسی آدمی کو رہنے کی اجازت دی ہو اور اس میں رہنے والا اس کا کرایہ ادا کرتا ہو تو یہ اجارہ ہے۔

کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اُجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

اجارہ کے معنی ہیں کسی چیز کو کرایہ پر دینا اور اصطلاح شریعت میں اجارہ کا مفہوم ہے اپنی کسی چیز کی منفعت کا کسی کو مالک بنا۔ فقہی طور پر قیاس تو یہ کہتا ہے کہ اجارہ میں چونکہ منفعت معدوم ہوتی ہے اس لئے اجارہ جائز ہو؟ چاہئے لیکن شریعت نے لوگوں کی احتیاج وضرورت کے پیش نظر اس کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ اجارہ حدیث وآثار سے ثابت ہے۔

کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ مزدوری پر کام کرنا اور ٹھیکہ اور کرایہ اور نوکری یہ سب اجارہ ہی کے اقسام ہیں۔ مالک کو آجر، موجر اور مواجر اور کرایہ دار کو مستاجر اور اُجرت پر کام کرنے والے کو اجیر کہتے ہیں۔

کسی سے کوئی چیز مقررہ کرائے پر لینا یا مقررہ اجرت پر کسی سے مزدوری کروانا اجارہ کہلاتا ہے۔ اس کے چند شرائط یاد رکھ کر اس پر عمل کرنا ہوتا ہے ورنہ اجارہ فاسد ہو جائے گا۔ اس طرح اگر کوئی اپنا اجارہ توڑنا چاہے تو اس کا شریعت نے طریقہ بتایا ہے۔ اس بارے میں تفصیل درج ذیل ہے۔

جب کسی نے مہینہ بھر کے لیے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو۔ کرایہ بہر حال واجب ہے۔

درزی کپڑا سی کر یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک وہ اس کی مزدوری نہ لے لیوے تب

تک کپڑا نہ دے۔ بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں۔ اور اگر کسی مزدور سے غلے کا ایک بورا ایک پانچ روپے کے وعدہ پر اٹھوایا تو وہ اپنی مزدوری مانگنے کے لیے غلہ نہیں روک سکتا۔ کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلہ میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی۔ اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہوگئی۔

اگر کسی نے یہ شرط کرلی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں۔ اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کروایا جاسکتا ہے۔

اجارہ کے حکم کا بیان

اجارہ کا حکم یہ ہے کہ طرفین بدلین کے مالک ہوجاتے ہیں مگر یہ ملک ایک دم نہیں ہوتی بلکہ وقتاً فوقتاً ہوتی ہے۔ مگر جبکہ تعجیل یعنی پیشگی لینا شرط ہو تو عقد کرتے ہی اُجرت کا مالک ہوجائے گا۔ (عالمگیری)

اجارہ کے عقد کا محل منافع ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عقد اجارہ کا محل نفع ہے اور امام مالک، امام احمد اور کثیر فقہاء شوافع کا قول بھی اسی طرح ہے جبکہ بعض فقہاء شوافع نے کہا ہے کہ عقد اجارہ کا محل نفع نہیں بلکہ عین ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے معقود علیہ عقد کو گھیرنے والا ہے اور وہ نفع ہے نہ کہ عین ہے کیونکہ اعیان میں ایسا نہیں ہوتا۔ (شرح الوقایہ، کتاب اجارہ، بیروت)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اجارہ کے ارکان ایجاب وقبول ہیں خواہ لفظ اجارہ ہی سے ہوں یا دوسرے لفظ سے۔ لفظ عاریت سے بھی اجارہ منعقد ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا میں نے یہ مکان ایک مہینے کو دس روپے کے عوض میں عاریت پر دیا دوسرے نے قبول کرلیا اجارہ ہوگیا۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ میں نے اس مکان کے نفع اتنے کے بدلے میں تم کو ہبہ کیے اجارہ ہوجائے گا۔ اور جو چیز بیع کا ثمن ہوسکتی ہے وہ اُجرت بھی ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ جو اُجرت ہوسکے وہ ثمن بھی ہوجائے مثلاً ایک منفعت دوسری منفعت کی اُجرت ہوسکتی ہے جبکہ دونوں دو جنس کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہوسکتی۔ (درمختار، کتاب اجارہ، بیروت)

اجارہ کی شرائط کا بیان

اجارہ کے شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) عاقل ہونا یعنی مجنون اور ناسمجھ بچہ نے اجارہ کیا وہ منعقد ہی نہ ہوگا۔ بلوغ اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ عاقل نے اپنے نفس کے متعلق اجارہ کیا یا مال کے متعلق کیا اگر وہ ماذون ہے یعنی اُس کے ولی نے اُسے اجازت دیدی ہے تو اجارہ منعقد ہے اور اگر ماذون نہیں ہے تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کردے گا جائز ہوجائے گا۔ اور اگر نابالغ نے بغیر اجازت ولی کام کرنے پر اجارہ کیا اور اُس کام کو کرلیا مثلاً کسی کی مزدوری چار آنے روز پر کی تو اب ولی کی اجازت درکار نہیں بلکہ اُجرت کا یہ مستحق ہوگیا۔ (۲) مِلک وولایت یعنی اجارہ کرنے والا مالک یا ولی ہو اجارہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہو فضولی نے جو اجارہ کیا وہ مالک یا ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور وکیل نے عقدِ اجارہ کیا یہ جائز ہے۔ (۳) مستأجر کو وہ چیز سپرد کردینا جبکہ اُس چیز کے منافع پر اجارہ ہوا ہو۔ (۴) اُجرت کا معلوم ہونا۔ (۵) منفعت کا معلوم ہونا اور ان دونوں کو اس طرح بیان کردیا ہو کہ نزاع کا احتمال نہ رہے، اگر یہ کہہ دیا کہ ان دو مکانوں میں سے ایک کو کرایہ پر دیا یا دو غلاموں میں سے ایک کو مزدوری پر دیا یہ اجارہ صحیح

نہیں۔(٦) جہاں اجارہ کا تعلق وقت سے ہو وہاں مدت بیان کرنا مثلاً مکان کرایہ پر لیا تو یہ بتانا ضرور ہے کہ اتنے دنوں کے لیے یہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس میں کیا کام کریگا۔(٧) جانور کرایہ پر لیا اس میں وقت بیان کرنا ہوگا یا جگہ مثلاً گھنٹہ بھر سواری کے لیے یا لے گا یا فلاں جگہ تک جائے گا اور کام بھی بیان کرنا ہوگا کہ اس سے کون سا کام لیا جائے گا مثلاً بوجھ لادنے کے لیے یا سواری کے لیے۔(٨) وہ کام ایسا ہو کہ اُس کا استیفاء قدرت میں ہو اگر حقیقۃً مقدور نہ ہو مثلاً غلام کو اجارہ پر دیا اور وہ بھاگا ہوا ہے یا شرعاً غیر مقدور ہو مثلاً گناہ کی باتوں پر اجارہ یہ دونوں باتوں پر اجارہ صحیح نہیں۔(٩) وہ عمل جس کے لیے اجارہ ہوا اُس شخص پر فرض یا واجب نہ ہو۔(١٠) منفعت مقصود ہو۔(١١) اُسی جنس کی منفعت اُجرت نہ ہو۔(١٢) اجارہ میں ایسی شرط نہ ہو جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ منفعت کی مقدار کا علم مدت بیان کرنے سے ہوتا ہے مثلاً پانچ روپے میں ایک مہینہ کے لیے مکان کرایہ لیا یا ایک سال کے لیے کھیت اجارہ پر لیا۔ یہ اختیار ہے کہ جس مدت کے لیے اجارہ ہو وہ قلیل مدت ہو مثلاً ایک گھنٹہ یا ایک دن یا طویل دس برس، بیس برس، پچاس برس۔ اگر اتنی مدت کے لیے اجارہ ہو کہ عادۃً اُتنے دنوں تک زندگی متوقع نہ ہو جب بھی اجارہ درست ہے۔ وقف کے اجارہ کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیے مگر جبکہ اتنے دنوں کے لیے کوئی کرایہ دار نہ ملتا ہو یا مدت بڑھانے میں زیادہ فائدہ ہے تو بڑھا سکتے ہیں۔ (بحر الرائق، کتاب اجارہ، بیروت)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کبھی عمل کا بیان خود اُس کا نام لینے سے ہوتا ہے مثلاً اِس کپڑے کی رنگائی یا اس کی سلائی یا اس زیور کی بنوائی مگر کام کو اس طرح بیان کرنا ہوگا کہ جہالت باقی نہ رہے کہ جھگڑا ہو لہٰذا جانور کو سواری کے لیے لیا اس میں فقط فعل بیان کرنا کافی نہیں جب تک جگہ یا وقت کا بیان نہ ہو۔ کبھی اشارہ کرنے سے منفعت کا پتہ چلتا ہے مثلاً کہہ دیا یہ غلہ فلاں جگہ لیجانا ہے۔ (درمختار، کتاب اجارہ، بیروت)

فِيْ كَسْبِ الْمُعَلِّمِ

باب: معلم کی کمائی

3416 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَ، وَالْقُرْاٰنَ فَاَهْدٰى اِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَاَرْمِيْ عَنْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَسْاَلَنَّهُ فَاَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَجُلٌ اَهْدٰى اِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ اُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْاٰنَ، وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَاَرْمِيْ عَنْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: اِنْ كُنْتَ تُحِبُّ اَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا.

✿✿ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اہل صفہ کے کچھ افراد کو قرآن اور لکھنے کی تعلیم دی، تو ان

میں سے ایک شخص نے مجھے تحفے کے طور پر کمان دیدی، میں نے سوچا یہ کوئی ایسا خاص مال نہیں ہے، میں جہاد کے دوران اس کے ذریعے تیراندازی ہی کرسکتا ہوں، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک شخص نے مجھے کمان تحفے کے طور پر دی ہے یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہیں میں نے لکھنا اور قرآن پڑھنا سکھایا ہے، یہ کوئی خاص مال نہیں ہے، میں صرف اس کے ذریعے اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) تیراندازی کرسکتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو، کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے، تو تم اسے قبول کرلو''۔

3417- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ - قَالَ عَمْرٌو: وحَدَّثَنِي - عُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ. فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ: جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقَلَّدْتَهَا أَوْ تَعَلَّقْتَهَا

یہ روایت ایک سند کے ہمراہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کی مانند منقول ہے تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے (اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک انگارہ ہے، جسے تم نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال لیا ہے (راوی کو شک ہے شاید الفاظ ہیں) لٹکا لیا ہے۔

دینی امور پر اجرت کا جواز کا بیان

آج کل عذابِ قبر کے منکرین نے عذابِ قبر کے علاوہ دینی امور پر اجرت کے مسئلہ کو بھی اپنا ایشو بنا رکھا ہے اور اس بات کی وہ دن رات تبلیغ کر رہے ہیں کہ دینی امور پر اجرت ناجائز ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے کچھ لٹریچر بھی شائع کیا ہے جس میں کچھ روایات سے انہوں نے اجرت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے۔ یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ عذابِ قبر کی صحیح و صریح اور متواتر احادیث کو تو یہ فرقہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

لیکن دینی امور پر اجرت کے مسئلہ کے لیے ضعیف روایات کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں جو روایت اجرت کے جواز کا ثبوت فراہم کرتی ہیں ان کا دوراز کار قسم کی تاویلات پیش کی گئی ہیں۔ حالانکہ ایسی باطل تاویلات ان محدثین کرام کے وہم و خیال میں بھی نہ تھیں کہ جنہوں نے ان احادیث کو روایت کیا ہے۔ اس سلسلے میں جو صحیح احادیث ہیں انہیں پیش کیا جاتا ہے اور جن ضعیف روایات کو منکرین عذاب القبر نے پیش کیا ہے ان کی حقیقت بھی واضح کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز

دلیل نمبر ا:

عن ابی سعید: انطلق نفر من اصحاب النبی ﷺ فی سفرة سافروها. حتی نزلوا علی حی من احیاء العرب فاستضافوهم فابوا ان یضیفوهم. فلدغ سید ذلك الحی. فسعوا له شیئ. لا ینفعه شیئ. فاتوهم فقالوا: یایها الرهط ان سیّدنا لدغ وسعینا له بكل شئی لا ینفعه فهل عند احدمنكم من شئی؟ فقال بعضهم نعم الله. انی لارقی. ولكن والله لقد استضفنا كم فلم تضیفونا. فما انا براقٍ لكم.

آپ ﷺ نے اپنا حصہ بھی مقرر کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ صحابہ کرام کو اس مال کے حلال وطیب ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے علاوہ ازیں آپ ﷺ نے اس واقعہ پر ہنس کر خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔

عام روایات میں دم کرنے والے کا نام ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ مسند احمد (۳/۱۰) اور جامع الترمذی کی روایات میں ہے کہ دم کرنے والے خود راوی حدیث جناب ابو سعید خدری ہی تھے۔ صحیح بخاری، مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں بکریوں کی تعداد تیس (۳۰) ذکر کی گئی ہے، اور مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات میں ہے کہ سورۃ فاتحہ کو سات مرتبہ پڑھ کر اس شخص پر دم کیا گیا اور جو تھوک جمع ہو جاتا ہے اسے صحابی زخم کی جگہ پر تھتکار دیتے۔ بخاری کی اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے یہ واقعہ سننے کے بعد فرمایا: ''قد اصبتم'' (تم نے بالکل ٹھیک کیا) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: ''احسنتم'' (تم نے اچھا کیا) مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ قبیلہ کی ایک خاتون نے صحابہ کرام کو یہ بتایا کہ انکے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ نیز قبیلہ والوں نے اجرت کے علاوہ صحابہ کرام کی دودھ سے تواضع بھی کی۔ (مسلم) اور اس طرح انہوں نے صحابہ کرام سے میزبانی کے معاملے میں جو بے اعتنائی برتی تھی اس کا انہوں نے ازالہ کر دیا۔

اس حدیث کی مزید وضاحت سیدنا عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہوتی ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ جس طرح قرآن حکیم کی ایک آیت کی وضاحت دوسری آیت کرتی ہے، اسی طرح ایک حدیث کی وضاحت بھی دوسری حدیث کرتی ہے۔ سیدنا ابن عباس کی حدیث یہ ہے:

﴿عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب النبی ﷺ مروا بماء فیهم لدیغ او سلیم فعرض لهم رجل من اهل الماء فقال: هل فیكم من راق؟ ان فی الماء رجلا لدیغا او سلیما فانطلق رجل منهم فقرا بفاتحة الكتاب علی شاء فبرا فجاء بالشاء الی اصحابه فكرهوا ذالك وقالوا اخذت علی كتاب الله اجرا، حتی قدموا المدینة فقالوا: یا رسول الله اخذ علی كتاب الله اجرا فقال رسول الله ﷺ ان احق ما اخذتم علیه اجرا كتاب الله﴾

(صحیح بخاری، کتاب الطب باب الشرط فی الرقیۃ بفاتحۃ الکتاب (۵۷۳۷) موارد الظمآن (۱۱۳۱) السنن الکبری للبیہقی (۱/۴۳۰)(۶/۱۲۴) ۴۳/۷، شرح السنۃ للبغوی ۴۵۵/۴، الدار قطنی (۳/۶۵) مشکاۃ (۲۹۸۵)

(عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے چند صحابہ ایک پانی سے گزرے جس کے پاس کے قبیلہ میں سانپ یا بچھو کا کاٹا ہوا (لدیغ یا سلیم راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شک ہے۔) ایک شخص تھا۔ قبیلہ کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی اس سے وہ اچھا ہو گیا وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے اسے قبول کر لینا پسند نہیں کیا اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لی ہے۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو (پورا واقعہ) عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان صاحب نے اللہ کی

کتاب پر اجرت لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔) (کہ اس پر اجرت حاصل کی جائے۔)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جب دم کرنے والے صحابی نے وہ بکریاں لے لیں تو دوسرے صحابہ کرام نے ان سے اختلاف کیا اور ان سے کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے یہ تمام واقعہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ''ان حق ما اخذ تم علیه اجرا کتاب الله'' (جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں کتاب اللہ سب سے زیادہ مستحق ہے (کہ اس پر اجرت لی جائے))۔ صحابہ کرام کے اس طرز عمل سے معلوم ہوا کہ جب ان میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو وہ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کروایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر وہ راضی ہو جاتے۔ اور یہی ایمان خالص ہے کہ ایک مومن اللہ اور اس کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر لے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے اس عمل کو درست قرار دیا اور فرمایا:

''قد اصبتم'' (تم نے بالکل درست کیا) (بخاری) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: ''احسنتم'' (تم نے اچھا کیا)

اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

دم پر اجرت لینا جائز ہے اور یہ احادیث اس مسئلہ پر نص قطعی کا درجہ رکھتی ہیں۔

اس واقعہ کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عام اصول اور قاعدہ بھی بیان فرمایا اور وہ یہ ہے:

''ان احق ما اخذ تم علیه اجرا کتاب الله''

جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس پر اجرت لی جائے۔

اس حدیث نے یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ دم کے علاوہ تعلیم القرآن وغیرہ پر بھی اجرت لی جا سکتی ہے۔

ان احادیث میں لدیغ اور سلیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لدغ = ڈنگ مارنا جیسے لسع ہے۔ بعضوں نے کہا سانپ کے کاٹے کو لسع کہتے ہیں اور بچھو کے کاٹے کو لدغ اور ہر ایک لفظ دوسرے میں مستعمل ہوتا ہے۔ (لغات القرآن ۴/۳۰) عموماً لدغ بچھو کے ڈسنے اور سلم سانپ کے ڈسنے پر استعمال ہوتا ہے، لیکن کبھی یہ ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واستدل به للجمهور فی جواز اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن، وخالف الحنفیة فمنعوه فی التعلیم واجازوه فی الرقی کالدوا قالو لان تعلیم القرآن عبادة والاجر فیه علی الله وهو القیاس فی الرقی الا انهم اجازوه فیها لهذا الخبر. وحمل بعضهم الاجر فی هذا الحدیث علی الثواب وسیاق القصة التی فی الحدیث یابی هذا التاویل. وادعی بعضهم نسخه بالاحادیث الواردة فی الوعید علی اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن وقد رواها ابو داؤد وغیره. وتعقب بانه اثبات للنسخ بالاحتمال وهو مردود. وبان الاحادیث لیس فیها تصریح بالمنع علی الاطلاق بل هی وقائع احوال متحملة للتاویل لتوافق

الاحادیث الصحیحة کحدیثی الباب. وبان الاحادیث المذکورة ایضا لیس فیها ما تقوم به الحجة فلا تعارض الاحادیث الصحیحة وسیکون لنا عودة الی البحث فی ذلك فی کتاب النکاح فی التزویج علی تعلیم القرآن﴾ (فتح الباری کتاب الاجارة ۴/۴۵۴)

جمہور علماء کرام نے اس حدیث سے تعلیم القرآن پر اجرت لینے کے جواز پر استدلال کر کے اجرت کو درست قرار دیا ہے۔ اور حنفیہ نے جمہور کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تعلیم القرآن پر اجرت لینا درست نہیں ہے۔ البتہ جھاڑ پھونک پر اجرت لینا درست ہے۔ کیونکہ جھاڑ پھونک دوا کی طرح ہے (اور دوا علاج پر اجرت لی جاتی ہے) حنفیہ کا استدلال یہ ہے کہ تعلیم القرآن عبادت ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔ اور قیاس چاہتا ہے کہ اس سے جھاڑ پھونک پر بھی اجرت نہ لی جائے، لیکن حنفیہ نے اس حدیث کی بنا پر اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اجر سے مراد ثواب ہے، لیکن اس حدیث کا سیاق اس تاویل کو رد کرتا ہے اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ احادیث ان احادیث کی وجہ سے منسوخ ہیں کہ جن میں تعلیم القرآن پر اجرت لینے پر وعید آئی ہے۔ اور جسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن ایسے لوگوں کا تعقب کیا گیا کہ انہوں نے نسخ کا دعویٰ صرف احتمال کی بناء پر کیا ہے اور احتمال سے نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ان احادیث میں مطلق منع کی صراحت نہیں ہے۔ بلکہ وہ مختلف اوقات نے متعلق ہیں کہ جو تاویل کا احتمال رکھتی ہیں تا کہ اس طرح وہ روایات صحیح احادیث کے موافق ہو جائیں جیسا کہ اس باب کی حدیث ہے۔ نیز یہ احادیث اس قابل نہیں ہیں کہ ان (ضعیف روایات) کے ذریعے کوئی حجت قائم ہو سکے، پس وہ روایات احادیث صحیحہ کے معارض نہیں ہیں اور اس کی بحث ہم کتاب النکاح باب التزویج علی تعلیم القرآن (تعلیم القرآن کے عوض نکاح کرنے کا بیان) میں کریں گے۔)

امام نووی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

﴿قوله ﷺ: (خذوا منهم واضربوا لی بسهم معکم) هذا تصریح بجواز اخذ الاجرة علی الرقیة بالفاتحة والذکر وانها حلال لا کراهیة فیها و کذا الاجرة علی تعلیم القرآن وهذا مذهب الشافعی ومالك واحمد واسحاق وابی ثور واخرین من السلف ومن بعدهم ومنعها ابو حنیفه فی تعلیم القرآن واجازها فی الرقیة... قوله ﷺ واضربوا لی بسهم فانما قاله تطیبا لقلوبهم ومبالغهم فی تعریفهم انه حلال لا شبهة فیه﴾ (شرح صحیح مسلم للامام نووی ۲/۲۲۴)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اس مال کو لے لو اور اس میں میرا حصہ بھی لگاؤ۔ اس فرمان میں وضاحت ہے کہ سورۃ فاتحہ اور ذکر کے ذریعے جھاڑ پھونک پر اجرت لینا جائز ہے۔ اور بلا شبہ یہ حلال ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اس طرح تعلیم القرآن پر بھی اجرت لینا جائز ہے اور یہ مذہب امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور کا سلف میں سے اور ان کے بعد لوگوں کا ہے اور امام ابوحنیفہ نے تعلیم القرآن پر اجرت سے منع کیا ہے اور رقیہ پر اجرت کی اجازت دی ہے (اور آگے فرماتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے "کہ اس میں میرا حصہ بھی لگاؤ" صحابہ کرام کے دلوں کو پاک صاف کرنے کے لیے تھا اور اس مال کی

تعریف میں مبالغہ کے لیے تھا کہ بلاشبہ یہ مال حلال ہے۔)

﴿ورخص الشافعي للمعلم ان ياخذ على تعليم القرآن اجرا ويرى له ان يشترط على ذلك واحتج بهذا الحديث﴾ (جامع ترمذی ۲۰۶۳)

اور امام شافعی نے معلم کو تعلیم القرآن پر اجرت لینے کی رخصت دی ہے، اور اس بات کی بھی کہ وہ اسے مشروط کر سکتا ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

﴿باب ما يعطى فى الرقية على احياء العرب بفاتحة الكتاب﴾

یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ کر عربوں پر پھونکنا اور اس پر اجرت لینا۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک دم پر شرط لگانا کہ اس کام پر اتنی بکریاں یا مال لوں گا بھی جائز ہے۔

علاوہ ازیں امام بخاری نے کتاب النکاح میں باب التزویج علی تعلیم القرآن (تعلیم القرآن کے عوض نکاح کرنے کا بیان) قائم کیا ہے۔ جس سے انہوں نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے تعلیم القرآن پر اجرت لینا جائز ہے۔ امام بخاری نے کتاب الاجارہ کے باب کے تحت سب سے پہلے سیدنا عبداللہ بن عباس کی حدیث کے یہ آخری الفاظ نقل کیے ہیں۔

﴿ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله﴾

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتاب اللہ سب سے زیادہ اس کی مستحق ہے کہ تم اس پر اجرت حاصل کرو۔'' پھر امام بخاری نے امام الشعبی کا یہ قول نقل کیا ہے:

﴿لا يشترط المعلم الا ان يعطى شيئا فليقبله﴾

معلم تعلیم پر کوئی شرط نہ لگائے البتہ جو کچھ اسے بن مانگے دیا جائے وہ اسے لے لے۔

اور امام حاکم کا قول ہے ''لم اسمع احدا كره اجر المعلم'' میں نے کسی (عالم) شخص نے یہ نہیں سنا کہ معلم کی اجرت کو اس نے ناپسند کیا ہو'' اور امام حسن بصری نے (معلم کو) دس درہم اجرت کے دیے۔

ان احادیث اور آثار کو ذکر کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہی ہے کہ تعلیم القرآن پر اجرت جائز ہے۔

امام ابن العربی المالکی (المتوفی ۵۴۳ھ) سیدنا ابوسعید الخدری کی روایت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿جواز اخذ الاجرة على القرآن وقف اتبعه بقوله فى الصحيح ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله (عارضة الاحوذى بشرح صحيح الترمذى ۸/۱۲۸، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

اس حدیث سے قرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں کتاب اللہ سب سے زیادہ مستحق ہے کہ تم اس پر اجرت حاصل کرو۔

امام بیہقی اس حدیث کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

﴿وهو عام فى جواز اخذ الاجرة على كتاب الله تعالىٰ بالتعليم وغيره واذا جاز اخذ الاجرة عليه جاز ان يكون مهرا وحديث ابن عباس اصح من حديث عبادة. (معرفۃ السنن والآثار ۵/۳۸۱)

اور ابن عباس کی حدیث کتاب اللہ کی تعلیم وغیرہ پر اجرت لینے کے جواز کے سلسلے میں عام ہے اور جب کتاب اللہ کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ تعلیم قرآن مہر مقرر ہو اور حدیث ابن عباس حدیث عبادہ سے زیادہ صحیح ہے۔

امام بیہقی عدم جواز کی ضعیف اور موضوع روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿ويشبه ان كان شئ من هٰذا ثابتا ان يكون منسوخا بحديث ابن عباس وبما روى فى معناه عن ابى سعيد الخدرى ويستدل على ذلك بذهاب عامة اهل العلم على ترك ظاهره وبان ابا سعيد وابن عباس انما حملا الحديث على اواخر عهد النبى ﷺ ويشبه ان يكون عبادة بن الصامت حمله فى الابتداء والله اعلم﴾ (معرفۃ السنن والآثار ۵ـ۳۸۱،۳۸۲)

اور اگر عدم جواز کی کوئی روایت ثابت بھی ہو تو وہ ابن عباس کی حدیث سے منسوخ ہوگی، اور اسی طرح کی حدیث ابو سعید الخدری سے بھی مروی ہے اور عام اہل علم نے ان احادیث کے ظاہر کی وجہ سے ان (ضعیف) روایات کے ترک پر استدلال کیا ہے۔

امام ابو سلیمان الخطابی اس حدیث کے تحت رقم طراز ہیں:

﴿وفى هذا بيان جواز اخذ الاجرة على تعليم القرآن، ولو كان ذلك حراما لامرهم النبى ﷺ برد القطيع. فلم صوب فعلهم، وقال لهم "احسنتم" ورضى الاجرة التى اخذوها لنفسه. "فقال اضربوا لى معكم بسهم ثبت انه طلق مباح. وان المذهب الذى ذهب اليه من جمع بين اخبار الاباحة والكراهة فى جواز اخذ الاجرة على لا يتعين الفرض فيه على معلمه ونفى جوازه على ما يتعين فى التعليم: مذهب سديد، وهو قول ابى سعيد الاصطخرى.

وفى الحديث دليل: على جواز بيع المصاحف. واخذ الاجرة على كتبها وفيه: اباحة الرقية بذكر الله فى اسمائه وفيه: اباحة اجر الطب والمعالج. وذلك ان القراة والرقية والنفث: فعل من الافعال المباحة وقد اباحه اخذ الاجرة عليها. وفكذالك ما يفعله الطبيب من قول ووصف علاج: فعل لا فرق بينهما﴾

اس حدیث میں تعلیم القرآن پر اجرت لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ انہیں بکریوں کا ریوڑ لوٹانے کا حکم دیتے۔ پس جب آپ نے اسے درست قرار دیا اور ان سے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اور ان کی اس اجرت پر آپ راضی ہوئے جو انہوں نے اپنی ذات کے لیے حاصل کی تھی، اور آپ نے فرمایا اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ، ثابت ہوا

اجرة ولا مشارطة وهم يجيزون هذا الوجه فهو هوا بايراد احاديث ليس فيها شئ مما منعوا. وهم مخالفون لما فيها فبطل كل ما فى هذا الباب. والصحابة رضی اللہ عنہم قد اختلفوا فبقى الاثران الصحيحان عن رسول الله ﷺ اللذان اوردنا لامعارض لهما وبالله تعالىٰ التوفيق ﴾۔ (المحلی بالآثار لابن حزم اندلسی ۷/ ۲۱)

پھر اگر یہ روایات صحیح بھی ثابت ہو جائیں تو امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے ان کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ ان تمام روایات میں جو تحفہ دینے کا ذکر ہے وہ بغیر اجرت اور بغیر شرط کے ہے (یعنی ان روایات میں اجرت اور شرط کا کوئی ذکر نہیں ہے) اور وہ اس طریقہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ پس انہوں نے ملمع سازی کرتے ہوئے ایسی روایات (اس مسئلہ میں) وارد کی ہیں جن میں اس چیز کی ممانعت نہیں جس سے انہوں نے منع کیا اور ان روایات میں جو کچھ ہے وہ خود اس کے مخالف ہیں۔ پس (اس وضاحت سے) جو اس باب میں ہے سب باطل ہو گیا۔ اور صحابہ کرام نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے، باقی رہ گئیں وہ دو صحیح حدیثیں جو ہم نے وارد کیں ان دونوں کے لیے کوئی معارض نہیں۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔)

علامہ سید محمد آلوسی الحنفی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں۔

﴿والا كثرون من الشافعية ان ما كان له ﷺ من خمس الخمس يصرف لمصالح المسلمين كالثغور وقضاة البلاد والعماء المشتغلين بعلوم الشرع وآلاتها ولو مبتدئين والائمة والمؤذنين ولو اغنيا وسائر من يشتغل عن نحو كسبه بمصالح المسلمين لعموم نفعهم ﴾(روح المعانی ۱۴/ ۳۶ پ ۲۸)

اور اکثر شافعی علماء کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس (اور مال فے) کو مسلمین کے بھلائی کے کاموں میں استعمال فرمایا کرتے تھے، جیسے دشمن کی سرحد پر پہرہ دینے والوں اور شہروں میں مقرر کیے گئے قاضی حضرات اور وہ علماء جو شرعی علوم کی تحصیل میں مشغول ہوں اور اس کے آلات اور اگر چہ ان آلات کو ایجاد کیا گیا ہو۔ اور اماموں اور مؤذنین کے لیے اگر چہ وہ امیر ہوں اور وہ تمام لوگ جو مسلمین کے بھلائی کے کاموں میں لگے ہوئے ہوں اور ان کے عمومی نفع کی وجہ سے ان تمام کو مال خمس اور مال فے میں سے وظائف دیے جاتے تھے۔)

﴿وفى الحديث اعظم دليل على ان يجوز الاجرة على الرقى والطب كما قاله الشافعي ومالك وابو حنيفه واحمد واما الاجرة على تعليم القرآن فاجازها الجمهور بهذا الحديث وبرواية البخاري ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله وحرمه ابو حنيفه قاله ابن رسلان قلت ولكن اجازه متاخرو الحنفيه لضرورة ﴾(بذل المجهود فی حل ابی داؤد، ج ۶ ص ۱۱)

اس حدیث میں رقیہ اور طب پر اجرت لینے کی بہت بڑی دلیل ہے جیسا کہ امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے کہا اور رہی تعلیم القرآن پر اجرت تو جمہور نے اس حدیث کی بناء پر اس کی اجازت دی ہے اور صحیح بخاری کی یہ روایت "بیشک جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اللہ کی کتاب اجرت لینے کی زیادہ مستحق ہے۔" (بھی اس کی دلیل ہے) اور امام ابوحنیفہ نے اجرت کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ابن رسلان نے کہا۔ میں کہتا ہوں لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بناء پر اجرت کی اجازت دی

ہے۔

اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ رقیہ پر تمام علماء کا اجماع ہے یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ بھی اس کے قائل ہیں اور تعلیم القرآن پر جمہور کا اتفاق ہے۔ یعنی امت کے علماء کی اکثریت تعلیم القرآن پر اجرت کی قائل ہے۔ اور اس سلسلے میں جو روایات آئی ہیں ان کے صحیح ہونے پر بھی پوری امت کا اتفاق ہے۔ البتہ جن روایات کو ممانعت کے سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے وہ نہ تو صحیح ہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں صریح ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

احناف کا موقف:

امام ابوحنیفہ دم کے علاوہ دیگر دینی امور پر اجرت کے قائل نہیں تھے۔ چونکہ اس دور میں بیت المال موجود تھا اور دینی امور انجام دینے والوں کو بیت المال سے وظائف ملتے تھے لیکن جب بیت المال کا سلسلہ ختم ہوگیا تو علماء احناف نے بھی اپنے موقف میں تبدیلی پیدا کی اور وہ دینی امور پر اجرت کے قائل ہو گئے اور اس طرح اس مسئلہ پر گویا پوری امت کا اجماع ہوگیا۔ چنانچہ احناف کے بہت بڑی وکیل امام قاضی خان الحنفی فرماتے ہیں کہ:

﴿انما کرہ المتقدمون الاستیجار لتعلیم القرآن و کرھوا اخذ الاجر علی ذلك لانه کان للمعلمین عطیات فی بیت المال فی ذلك الزمان وکان لھم زیادة رغبة فی امر الدین واقامة الحسبة وفی زماننا انقطعت عطیاتھم وانتقصت رغائب الناس فی امر الاخرة فلو اشتغلوا بالتعلیم بالحاجة الی مصالح المعاش لاختل معاشھم قلنا بصحة الاجارة ووجوب الاجرة للمعلم بحیث لو امتنع الوالد عن اعطاء الاجر حبس فیه اھ﴾ (فتاوی قاضی خان ۳/ ۳۴۴ طبع نولکشور لکھنؤ)

بلاشبہ حضرات متقدمین نے تعلیم قرآن کریم پر کسی کو اجرت دے کر ملازم رکھنا مکروہ سمجھا ہے اور اس پر اجرت لینا بھی مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ اس زمانہ میں معلمین کے لیے بیت المال میں عطیات مقرر ہوتے تھے۔ نیز امور دین اور للہ فی اللہ کام کرنے میں ان حضرات کی رغبت زیادہ تھی۔ اور ہمارے زمانہ میں عطیات بھی منقطع ہو چکے ہیں اور آخرت کے معاملے میں لوگوں کی رغبتیں بھی کم ہو چکی ہیں سو اگر ایسے لوگ ناداری کی حالت میں تعلیم کا شغل جاری رکھتے ہوئے روزی کمانے میں مصروف ہوئے تو ان کی کمائی میں سخت خلل پڑے گا۔ اس لیے ہم نے یہ کہا کہ یہ اجارہ صحیح ہے اور معلم کے لیے اجرت واجب ہے۔ اب اگر تعلیم پانے والے شاگرد کا والد (اور موجودہ اصطلاح میں مدرسہ، ادارہ اور مہتمم) معلم کو تنخواہ دینے سے گریز کرے تو اسے گرفتار کیا جائے گا۔)

علامہ ابن النجیم الحنفی (الملقلب بابی حنیفۃ الثانی) فرماتے ہیں:

﴿اما علی المختار للفتوی فی زماننا فیجوز اخذ الاجر للامام والمؤذن والمعلم والمفتی﴾

(بحر الرائق، ج ۱، ص ۲۵۴)

بہر حال ہمارے زمانہ میں فتویٰ کے لیے مختار قول یہ ہے کہ امام اور مؤذن اور معلم اور مفتی کو اجرت لینا جائز ہے۔

اور صاحب ہدایہ بھی یہی تصریح فرماتے ہیں کہ اب فتویٰ جواز پر ہے۔ (ہدایہ، ج ۴، ص ۱۵) اور اسی طرح علامہ بدرالدین العینی

الحنفی صراحت فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو بنایہ شرح ہدایہ، ج ۳، ص ۶۵۵)

دوسری دلیل:

جناب سہل بن سعد الساعدی کی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ایک خاتون نے اپنے آپ کو نبی ﷺ سے نکاح کرنے کے لیے پیش کیا لیکن آپ کو اس کی خواہش نہ تھی۔ ایک صحابی نے نبی ﷺ سے اس خاتون کے ساتھ نکاح کی درخواست پیش کی، لیکن اس کے پاس مہر میں دینے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ بالآخر آپ نے اس سے پوچھا کہ اسے کچھ قرآن یاد ہے؟ آخر میں آپ نے فرمایا:

﴿اذهب فقد انكحتكها بما معك من القرآن

جا میں نے اس خاتون کا نکاح تیرے ساتھ اس قرآن کے عوض کر دیا جو تیرے پاس ہے) (اور جسے تو مہر کے عوض اسے سکھا دے گا۔

دوسری روایت میں ہے: قد زوجتكها بما معك من القرآن

ایک روایت میں ہے: وقد زوجنا كها بما معك من القرآن

ایک اور روایت میں ہے: اذهب فقد ملكتكها بما معك من القرآن

جا میں نے تجھے اس خاتون کا مالک بنایا اس قرآن کے عوض جو تیرے پاس ہے۔

ایک اور روایت میں ہے: املكنا كها بما معك من القرآن

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں تیرہ مقامات پر ذکر کیا ہے اور ہر مقام پر اس حدیث سے کسی مسئلہ کا استخراج کیا ہے۔ ایک مقام پر امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب بھی قائم کیا ہے "باب التزويج على القرآن وبغير صداق" (قرآن کے عوض نکاح کرنا اور بغیر مہر کے) حافظ ابن حجر العسقلانی اس باب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مطلب یہ ہے کہ تعلیم القرآن کے عوض اور بغیر ظاہری مال کے نکاح کرنا۔"

علامہ سندھی کہتے ہیں "على ما معك اى على تعليمها" یعنی جو قرآن آپ کے پاس ہے اور جس کی آپ اسے تعلیم دیں گے۔

اس روایت کی تخریج ملاحظہ فرمائیں:

صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۳۱۰، ۵۰۲۹، ۵۰۳۰، ۵۰۸۷، ۵۱۲۱، ۵۱۲۶، ۵۱۳۲، ۵۱۳۵، ۵۱۴۱، ۵۱۴۹، ۵۱۵۰، ۵۸۱۷، ۷۴۱۷، ۲۳۱۰۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق، ابوداؤد کتاب النکاح باب فی التزویج علی العمل یعمل، الترمذی کتاب النکاح باب فی مہور النساء النسائی کتاب النکاح باب ہبۃ المراۃ نفسہا بغیر صداق۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

﴿هذا حديث حسن صحيح وقد ذهب الشافعي الى هذا الحديث فقال ان لم يكن له شئ يصدقها

فتزوجها على سورة من القرآن فالنكاح جائز. ويعلمها سورة من القرآن فالنكاح جائز. ويعلمها سورة من القرآن وقال بعض اهل العلم النكاح جائز ويجعل لها صداق مثلها وهو قول اهل الكوفه واحمد واسحاق ﴾ (سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی مہورالنساء)

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام شافعی اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ اگر مہر موجود نہ ہو تو قرآن کی کسی سورۃ کے بدلے خاتون کا نکاح ہو سکتا ہے۔ پس یہ نکاح جائز ہے اور وہ شخص اس خاتون کو قرآن کی وہ سورۃ سکھائے گا اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ نکاح جائز ہے اور وہ شخص اس خاتون کو مہر مثل دے گا اور یہ قول اہل کوفہ اور امام احمد اور امام اسحاق کا ہے۔

اس مسئلہ کو ایک دوسری مثال سے بھی سمجھایا جا سکتا ہے۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ مالک اگر اپنی لونڈی کو غلامی سے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اور اس آزادی کو مہر قرار دے ڈالے تو یہ بھی جائز ہے۔ چنانچہ سیدنا انس سے روایت ہے:

﴿ان رسول الله ﷺ اعتق صفية وجعل عتقها صداقها

رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کو آزاد فرمایا اور ان سے نکاح کر لیا اور ان کو آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

صحيح بخاری كتاب المغازی باب اتخاذ السراری. كتاب النكاح باب من اعتق جارية ثم تزوجها. صحيح مسلم كتاب النكاح باب فضيلة اعتاق الامة ثم يزوجها. ابو داؤد كتاب النكاح باب فی الرجل يعتق امة ثم يزوجها. (الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی الرجل یعتق الامۃ ثم یزوجہا، الدارمی کتاب النکاح مسند احمد ۳/۲۹۱، ۲۸۰، ۲۴۲، ۲۴۲، ۲۳۹، ۲۰۳، ۱۸۱، ۱۷۰، ۱۶۵، ۹۹)

لونڈی خود مال ہے اور اسے فروخت کر کے مال حاصل کیا جاتا ہے اور اس کی آزادی کو اس حدیث میں مہر کا بدل قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تعلیم القرآن کو بھی مہر کا بدل قرار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن پر اجرت جائز ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

حديث انس حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند بعض اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغيرهم وهو قول الشافعی واحمد واسحاق وكره بعض اهل العلم ان يجعل عتقها صداقها حتى يجعل لها مهرا سوى العتق والقول الاول اصح.

انس بن مالک کی حدیث صحیح ہے اور اس پر نبی ﷺ کے صحابہ کرام اور دیگر لوگوں میں بعض اہل علم کا عمل ہے اور یہ امام شافعی اور امام احمد امام اسحاق کا قول ہے۔ اور بعض اہل علم نے اسے ناپسند کیا ہے کہ عورت کا مہر اس کی آزادی کو قرار دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس عورت کے لیے مہر مقرر کیا جائے سوائے آزادی کے، لیکن قول اول زیادہ صحیح ہے۔

جناب انس بن مالک سے ان کے شاگرد جناب ثابت نے دریافت کیا:

يا ابا حمزة ما اصدقها، قال نفسها اعتقها وتزوجها ﴾ (صحیح بخاری ۵۰۸۶)

اے ابوحمزہ! یہ انس کی نیت ہے۔ صفیہ کا مہر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا ان کا نفس (جان) رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کر لیا۔)

ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم کا مہر ابوطلحہ کا اسلام لانا قرار پایا:

﴿عن انس قال تزوج ابو طلحه ام سليم فكان صداق ما بينهما الاسلام اسلمت ام سليم قبل ابي طلحة فخطبها فقالت اني قد اسلمت فان اسلمت نكحتك فاسلم فكان صداق ما بينهما﴾

(نسائی، کتاب النکاح باب التزویج علی الاسلام)

انس فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم سے نکاح کیا۔ ان کے درمیان ابوطلحہ کا اسلام لانا مہر قرار پایا۔ ام سلیم ابوطلحہ سے پہلے اسلام لے آئیں تھیں۔ جب ابوطلحہ نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تم سے نکاح کرلوں گی۔ پس ابوطلحہ نے اسلام قبول کرلیا۔ پس یہی ان کا مہر قرار پایا۔

﴿عن انس قال خطب ابو طلحة ام سليم فقالت والله ما مثلك يا ابا طلحة يرد ولكنك رجل كافر وانا امراة مسلمة ولا يحل لي ان اتزوجك فان تسلم فذاك مهري ولا اسالك غيره فاسلم فكان ذلك مهرها﴾ (ایضاً)

سیدنا انس فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ابوطلحہ تمہاری طرح کے آدمی کو رد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمہ اور میرے لیے جائز نہیں کہ تم سے نکاح کروں، ہاں اگر تم اسلام قبول کرلو تو یہی میر مہر ہوگا اور اس کے علاوہ میں تم سے کچھ نہ طلب کروں گی۔ چنانچہ ابوطلحہ نے اسلام قبول کرلیا اور یہی ان کا مہر رہا۔)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابوطلحہ کی راہ میں غربت حائل نہ تھی البتہ ام سلیم نے خود ہی ان کو اپنا مہر معاف کر دیا تھا اور ان کے اسلام لانے ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ معترض نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام قبول کرنے پر مال و دولت لینا جائز ہوا یا مال و دولت کے عوض اسلام قبول کرنا مستحسن قرار پایا۔ (ص ۲۰)

اسلام قبول کرنے کی تو کوئی قیمت ہی نہیں لگائی جاسکتی اب یہ ام سلیم رضی اللہ عنہا پر ہی منحصر ہے کہ انہوں نے ابوطلحہ کو مہر کیوں معاف کر دیا اور ان کے اسلام لانے پر کیوں راضی ہوگئیں؟ قرآن کریم میں ایک مقام پر آیا ہے:

''والمؤلفة قلوبهم'' اس کا موصوف کیا مطلب لیں گے۔ اسلام کی طرف راغب کافر و مشرک یا نیا نیا اسلام قبول کرنے والوں کی اگر مالی اعانت کی جائے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ان لوگوں نے مال و دولت کے لیے اسلام قبول کیا تھا؟ معترض جیسے لوگوں کو اپنی نیتوں کا علاج کرنا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کی اپنی نیتوں میں فتور ہے اور اس کا الزام یہ دوسروں پر لگا رہے ہیں۔ ایک دور وہ تھا کہ اسلام کے چاہنے والوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی اسلام کو سینہ سے لگائے رکھا اور پھر ایک ایسا دور بھی آیا کہ انہی صحابہ کرام نے اسلامی برکت سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو حاصل کیا۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے لوٹنے والوں کے متعلق معترض کیا فتویٰ لگائیں گے؟ دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ اگر اہل ایمان کو مالا مال کر دے تو اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟ کیا جہاد کے ذریعے جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے معترض اس کے بھی منکر ہیں؟

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح میں اسلام کو بھی بطور مہر مقرر کیا جاسکتا ہے اور اسلام اسی طرح مہر مقرر ہوسکتا ہے جیسا کہ

قرآن کو نبی ﷺ نے مہر کے طور پر مقرر فرمایا۔ اور قرآن گویا اس مال کا بدل ہے جو مہر میں مقرر کیا جاتا ہے اور چونکہ قرآن کے سکھانے میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ لہٰذا اس محنت کے عوض مال و دولت (تنخواہ) لی جاسکتی ہے۔ اس کی ایک اور مثال جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے بھی واضح ہوتی ہے۔

جناب موسیٰ کا نکاح:

حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے جب ایک قبطی ہلاک ہوگیا تو آپ گرفتاری کے خوف سے مصر سے نکلے اور مدین جا پہنچے۔ اور آخر کار شعیب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کی بیٹیاں موسیٰ کی قوت و امانت کا مشاہدہ کرچکی تھیں۔ لہٰذا ایک بیٹی کہنے لگی۔

﴿قَالَتْ إِحْدٰىهُمَا يٰٓأَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ○ قَالَ إِنِّيٓ أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰىٓ أَن تَأْجُرَنِي ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۖ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ ۖ وَمَآ أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِينَ ○ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوٰنَ عَلَيَّ ۖ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ﴾ (القصص:۲۶۔۲۸)

ان میں سے ایک بولی ابا جان! اسے اپنا نوکر رکھ لیجیے بہترین آدمی جسے آپ نوکر رکھنا چاہیں وہی ہوسکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو۔ شعیب علیہ السلام نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس شرط پر نکاح کردوں کہ تم میرے ہاں آٹھ برس ملازمت کرو اور اگر دس سال پورے کردو تو تمہاری مہربانی۔ میں اس معاملے میں تم پر سختی نہیں چاہتا ان شاء اللہ تم مجھ کو ایک خوش معاملہ آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی جونسی مدت بھی میں پوری کروں مجھ پر کچھ دباؤ نہ ہوگا اور جو کچھ ہم قول و قرار کررہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا نکاح اس شرط پر ہوا کہ وہ شعیب علیہ السلام کے ہاں آٹھ برس تک ملازمت کریں اور ان کی بکریاں چرائیں گے۔ اور اگر وہ دس سال پورے کریں تو یہ انکا احسان ہوگا۔ گویا موسیٰ علیہ السلام کا مہر شعیب علیہ السلام کے ہاں ملازمت کرنا قرار پایا۔ یہ واقعہ اوپر نقل کردہ احادیث کی پوری طرح وضاحت اور تشریح کرتا ہے اور اس مسئلہ کی اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ البتہ جس نے نہ ماننا ہو تو ''میں نہ مانوں'' کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

جہاں تک گزر اوقات کی بات ہے اس کی ذمہ دار اسلامی حکومت ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور زندگی کے جھنجھٹ بڑھ گئے تو پرائیوٹ سطح پر ان کی کفالت کے لیے جتن کیے گئے، ورنہ یہ عظیم سلسلہ ختم ہوکر دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ بند ہوجاتا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مؤذن، امام، قراء اور علوم عربیہ کے معلمین کی تقرریاں کیں اور ان کے بیش بہا وظیفے مقرر کیے۔

إن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان كانا يرزقان المؤذنين والائمة والمعلمين (سيرة العمرين لابن الجوزي) وفي رواية: كانا يرزقان المؤذنين والأئمة (ايضا) وقال الزيلعي في نصب الراية: وروى عن عمر بن الخطاب أنه كان يرزق المعلمين ثم أسند عن إبراهيم بن سعد عن أبيه أن عمر بن الخطاب كتب إلى

بعض عماله أن أعط الناس على تعليم القرآن (نصب الرایہ)

قراء صحابہ کو قرآن کی تعلیم کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دور دراز مقامات پر تعینات کیا، وہ جا کر ان کو قرآن پڑھاتے اور تفقہ فی الدین کے لیے تیاری کراتے۔ ان میں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، ابوایوب رضی اللہ عنہ، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، کا نام بالخصوص تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے امام ابن الجوزی نے تصریح کی ہے کہ باقاعدہ ان کی تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں۔ (الفاروق 2 ص 138)

بَابٌ فِيْ كَسْبِ الْأَطِبَّاءِ

باب: طبیبوں کی کمائی

3418 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ، عَنْ اَبِي بِشْرٍ، عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَهْطًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، قَالَ: فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَشَفَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ اَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّ اَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَشَفَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ، فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَشْفِيْ صَاحِبَنَا، يَعْنِيْ رُقْيَةً، فَقَالَ رَجُلٌ: مِنَ الْقَوْمِ اِنِّيْ لَاَرْقِيْ وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَاَبَيْتُمْ اَنْ تُضَيِّفُونَا مَا اَنَا بِرَاقٍ حَتّٰى تَجْعَلُوا لِيْ جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيْعًا مِنَ الشَّاءِ، فَاَتَاهُ فَقَرَاَ عَلَيْهِ بِاُمِّ الْكِتَابِ، وَيَتْفِلُ حَتّٰى بَرَءَ كَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَاَوْفَاهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُ عَلَيْهِ، فَقَالُوْا: اقْتَسِمُوا، فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى: لَا تَفْعَلُوا حَتّٰى نَاْتِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْتَاْمِرَهُ، فَغَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ اَيْنَ عَلِمْتُمْ اَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ اَحْسَنْتُمْ وَاضْرِبُوا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا ایک گروہ سفر پر روانہ ہوا، انہوں نے ایک عرب قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا، انہوں نے ان سے مہمان نوازی کے لیے کہا تو ان لوگوں نے انہیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا، راوی بیان کرتے ہیں: اس قبیلے کے سردار کو کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا، ان لوگوں نے ہر چیز کو دوا کے طور پر استعمال کیا، لیکن اس سردار کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، تو ان میں سے کسی نے کہا اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، جو تمہارے پاس آ کر پڑاؤ کیے ہوئے ہیں، تو ہو سکتا ہے، ان میں سے کسی کے پاس ایسی چیز ہو، جو تمہارے آقا کو فائدہ دیدے، تو ان میں سے ایک شخص (ہمارے پاس آیا،

3418-واخرجه بنحوه البخاری (2276) و (5736) و (5749)، ومسلم (2201)، وابن ماجه (/2156م)، والترمذی (2193)، والنسائی فی "الکبریٰ" (7491) و (15800) و (10801) من طرق عن ابی بشر جعفر بن ایاس، به. وهو فی "مسند احمد" (15985) و (11399). واخرجه ابن ماجه (2156)، والترمذی (2192)، والنسائی فی "الکبریٰ" (10799) و (10802)

اور اس نے) کہا، ہمارے سردار کو کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا ہے، ہم نے اسے ہر طرح سے ٹھیک کرنے کی کوشش کی لیکن کسی چیز نے فائدہ نہیں دیا، کیا تم میں سے کسی کے پاس ایسی چیز ہے، جس کے ذریعے وہ ہمارے ساتھی کو شفاء دے سکے، اس کی مراد یہ تھی، کسی کو کوئی دم کرنا آتا ہے، تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا، میں دم کردوں گا لیکن ہم نے تمہیں کہا تھا کہ ہمیں مہمان بنالو، لیکن تم نے ہمیں مہمان بنانے سے انکار کردیا، میں اس وقت تک دم نہیں کروگا، جب تک تم ہمارا معاوضہ مقرر نہیں کرتے ،تو ان لوگوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ معاوضے کے طور پر طے کردیا، وہ شخص اس سردار کے پاس آیا، اس نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اس پر دم کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ سردار ٹھیک ہوگیا، یوں جیسے اس کی رسیاں کھول دی گئیں ہوں، راوی بیان کرتے ہیں، ان لوگوں نے طے شدہ معاوضہ ادا کردیا، ان لوگوں نے کہا تم اسے تقسیم کرلو، دم کرنے والے شخص نے کہا تم لوگ ایسا اس وقت تک نہ کرو، جب تک ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے اس کی اجازت نہیں لے لیتے ،پھر وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ،اور آپ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ''تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا کہ اس کا دم ہوتا ہے، تم نے اچھا کیا ہے، تم لوگ اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو''۔

3419 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَخِيهِ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3420 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَارْقِ لَنَا هَذَا الرَّجُلَ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ، فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ، ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلْ فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ

خارجہ بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کا گزر کسی قوم کے پاس سے ہوا، وہ لوگ ان کے پاس آئے اور بولے: تم ان صاحب کی طرف سے بھلائی لے کر آئے ہو، تو تم ہمارے شخص کو دم کردو، وہ لوگ اس شخص کو ساتھ لے کر آئے، جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، ان صحابی نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر تین دن تک صبح وشام اسے دم کیا، وہ جب بھی مکمل سورۃ پڑھ لیتے، اپنا لعاب اکٹھا کرتے اور اپنا لعاب اس پر ڈال دیتے تو وہ شخص یوں ٹھیک ہوگیا جیسے اسے رسیوں سے آزاد کردیا گیا ہو، ان لوگوں نے اس صحابی کو کچھ دیا، وہ صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے کھالو، میری زندگی کی قسم لوگ باطل دم کر کے کھاتے ہیں اور تم حق دم کر کے کھارہے ہو''

بَابٌ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ

باب: پچھنے لگانے والے کی کمائی

3421- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ قَارِظٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''پچھنے لگانے والے کی آمدن حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے اور فاحشہ عورت کی آمدن حرام ہے''

کتے کی قیمت اور گھر میں رکھنے سے متعلق احکام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُص كل يوم من عمله قِيرَاط إِلَّا كلب حرثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

جس نے کتا رکھا اس کے نیک اعمال سے ہر روز ایک قیراط نیکیاں کم ہو جائیں گی، سوائے کھیتی اور مویشیوں کی (حفاظت کی خاطر رکھے گئے کتے کے)۔

دوسری روایت میں ہے ہاں وہ کتا رکھنا جائز ہے جو بکریوں یا کھیتی یا شکار کے لئے رکھا جائے۔

(بخاری ج1 ص312 طبع کراچی)، (مسلم ج2 ص27 طبع لاہور)

ائمہ وفقہاء کے نزدیک

آیئے: اس معاملے میں ائمہ کبار اور فقہاء کرام کی آراء اور موقف جانتے ہیں:

امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

فمذهبنا انه يحرم اقتناء الكلب بغير حاجة ويجوز اقتناؤه للصيد وللزرع وللماشية.

''ہمارا مذہب یہ ہے کہ بلاضرورت کتا پالنا حرام ہے ہاں شکار، کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے جائز ہے''۔

(نووی، شرح مسلم ج2 ص28 طبع لاہور)

امام قرطبی اندلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

امام قرطبی اندلسی مالکی فرماتے ہیں کہ امام مالک کا مذہب مشہور یہ ہے کہ کتا رکھنا جائز ہے اور اس کی خرید وفروخت کرنا مکروہ ہے۔ اگر بیع ہوگئی تو فسخ نہ ہوگی۔ تو گویا ان کے نزدیک یہ نجس نہ ہوا اور انہوں نے اس کے جائز منافع حاصل کرنے کی اجازت دی ہے اور اس کا حکم باقی اموال تجارت کی طرح ہے، ہاں شریعت نے اس کی خرید وفروخت سے منع فرمایا تو یہ کراہت تنزیہی ہے کہ اخلاق حسنہ کے خلاف ہے۔ (امام ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، شرح بخاری ج4 ص427 طبع دارالفکر)

امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

علی جواز تربیة الجر والصغیر لاجل المنفعة التی یؤل امرہ الیھا اذا کبر. ویکون القصد لذلك قائما مقام وجود المنفعة به کما یجوز بیع مالم ینتفع به فی الحال لکونه ینتفع به فی المال.

"کتے کا چھوٹا بچہ ان فوائد کے لئے پالنا جو اس کے بڑا ہونے سے وابستہ ہیں، جائز ہے اور ان فوائد کی نیت وارادہ، ان کے حصول کے قائم مقام ہوگا جیسے ان اشیاء کو بیچنا جائز ہے جن سے ابھی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا مگر مستقبل میں ان سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں"۔ (فتح الباری، ج5،ص7،طبع دار الفکر)

حنفی مذہب:

عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، امام محمد، ابن کنانہ سحنون مالکی اور امام مالک (ایک روایت کے مطابق) علیہم الرحمۃ والرضوان نے فرمایا:

الکلاب التی ینتفع بھا یجوز بیعھا ویباح اثمانھا وعن ابی حنیفة ان الکلب العقور لا یجوز بیعه ولا یباح ثمنه.

"جن کتوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ان کو خریدنا، بیچنا جائز اور ان کی قیمت حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کاٹنے والے کتے کو نہ بیچنا جائز اور نہ ہی اس کی قیمت جائز ہے۔

اسی طرح بدائع میں ہے کہ خنزیر کے علاوہ مندرجہ ذیل درندوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔

اما بیع ذی ناب من السباع سوی الخنزیر. کالکلب والفھد والاسد والنمر والذئب والھر ونحوھا فجائز عند اصحابنا. ثم عندنا لافرق بین المعلم وغیر المعلم فی الاصل فیجوز بیعه کیف ماکان وروی عن ابی یوسف انه لایجوز بیع الکلب العقور کماروی عن ابی حنیفة.

"خنزیر کے علاوہ تمام درندوں مثلاً تیندوا، بھیڑیا، شیر، چیتا، بلی وغیرہ کی خرید وفروخت ہمارے اصحاب (حنفیہ) کے نزدیک جائز ہے۔ پھر ہمارے نزدیک اصل میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ یہ جانور پڑھائے سدھائے ہوں، یا نہ ہوں۔ سو جیسے بھی ہوں ان کی تجارت جائز ہے۔ امام ابو یوسف اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک پاگل کتے کی بیع جائز نہیں"۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج12،ص59)

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

یجوز بیع الکلب والفھد والسباع المعلم وغیر المعلم فی ذالك سواء.

"خنزیر اور کاٹنے والے کے علاوہ کتا، تیندوا یا بھیڑیا اور سدھائے سکھائے یا غیر معلم درندوں کی خرید وفروخت جائز ہے"۔ (امام ابن ہمام ہدایہ مع فتح القدیر، ج6،ص345)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ:

شکار، مویشیوں، گھروں اور فصل کی حفاظت کے لئے کتا پالنا، بالاجماع جائز ہے مگر گھر میں نہ رکھے۔ ہاں اگر چوروں یا دشمنوں کا ڈر ہو تو گھر میں (بھی) رکھ سکتا ہے۔ اس حدیث صحیح کی بناء پر کہ جس نے شکار اور مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ (گھر میں) کتا پالا، ہر دن اس کے اجر وثواب میں دو قیراطوں کی کمی کر دی جائے گی۔ گڑیا کی بیع اور بچوں کا اس سے کھیلنا جائز ہے۔ سوائے خنزیر کے، کتے، بھیڑیے، ہاتھی، بندر اور تمام درندوں، یہاں تک کہ بلی اور پرندے سدھائے ہوں یا نہ، سب کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (شامی، الدر المختار مع رد المحتار ج5، ص226 طبع کراچی، عالمگیری)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

''سانپوں کی تجارت جائز ہے بشرطیکہ ان سے دوائیں بنائی جائیں۔ اگر اس کے لئے مفید نہیں تو بیع جائز نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ہر چیز جس سے نفع اٹھایا جائے اس کی تجارت جائز ہے۔ ہمارے نزدیک سکھائے ہوئے کتے کی بیع جائز ہے اور اسی طرح بلی اور وحشی درندوں اور پرندوں کی خرید وفروخت درست ہے۔ اگرچہ سکھائے سدھائے ہوں یا نہ ہوں جس کتے کو سدھایا پڑھایا نہ جائے اگر وہ قابل تعلیم ہے تو اس کا لین دین بھی جائز ہے۔ اگر قابل تعلیم نہیں (پاگل ہے) تو اس کی بیع درست نہیں''۔

''امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شیر کے بارے میں بھی یہی ہے کہ اگر قابل تعلیم وتربیت ہے اور اس سے شکار کیا جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ بھیڑیا اور باز ہر حال میں تعلیم قبول کرتے ہیں لہٰذا ان کی ہر حال میں تجارت بھی جائز ہے۔۔۔ بھیڑیے یا (تیندوے) کے چھوٹے بچے کو جو قابل تعلیم نہ ہو، ان کو بیچنا بھی جائز ہے''۔

''امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا چھوٹے بڑے کا ایک ہی حکم ہے۔ ہاتھی کی تجارت جائز ہے۔ بندر کی خرید وفروخت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت جواز کی ہے اور یہی مختار ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور خنزیر کے علاوہ تمام حیوانوں کی خرید وفروخت جائز ہے، یہی مذہب مختار ہے''۔ (فتاویٰ عالمگیری ج3، ص114 طبع کوئٹہ)

مذاہب ائمہ اربعہ

1۔ مالکیہ: کتے کی بیع جائز نہیں، خواہ اسے کسی مقصد کے لئے رکھا جائے حدیث پاک میں اس کے بیع کی ممانعت ہے۔ بعض مالکیہ کے نزدیک شکار اور حفاظت کے لئے کتا رکھنا بھی جائز اور اس کی بیع وشراء بھی جائز ہے۔

2۔ حنابلہ: کتے کی خرید وفروخت کسی صورت جائز نہیں، ہاں شکار، مویشیوں اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔ بشرطیکہ سیاہ رنگ نہ ہو۔۔۔ بلی کی بیع میں اختلاف ہے۔ مذہب مختار یہ ہے کہ نا جائز ہے۔۔۔ درندوں کی بیع جائز ہے جیسے ہاتھی اور باقی درندے۔۔۔ اسی طرح شکاری پرندوں کی بیع جائز ہے جیسے باز، شکرا۔۔۔ حشرات الارض کی بیع جائز نہیں جیسے بچھو، سانپ، مگر ریشم کے کیڑوں کی بیع جائز ہے اور شکار کے لئے استعمال ہونے والے کیڑوں کی بیع بھی جائز ہے۔

3۔ حنفیہ: گوبر، بیٹھ وغیرہ کی خرید وفروخت اور ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ بطور ایندھن ان کا استعمال جائز اور بیع درست ہے۔۔۔ کتا، شکار یا حفاظت کے لئے ہو تو اس کی بیع بھی جائز ہے۔۔۔ یونہی خنزیر کے علاوہ دیگر درندے مثلاً شیر، بھیڑیا، ہاتھی وغیرہ، جب ان سے یا ان کے چمڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے مذہب مختار کی رو سے ان کو پالنا اور ان کی خرید وفروخت جائز

ہے۔۔۔اسی طرح حشرات الارض، کیڑے مکوڑے مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ سے جب فائدہ اٹھایا جائے تو ان کو رکھنا، پالنا اور لین دین جائز ہے۔ جیسے شکاری پرندوں کی بیع وشراء جائز ہے مثلاً شکرا، باز۔۔۔قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں فائدہ ہو اور شرعاً اجازت ہو، اس کی بیع وشراء جائز ہے۔ (علامہ عبدالرحمٰن الجزیری، الفقہ علی مذاہب الاربعہ، ج2، ص232، طبع)

3422 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى أَمَرَهُ أَنْ أَعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَرَقِيقَكَ

ابن محیصہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پچھنے لگانے والے کے معاوضے کے بارے میں اجازت لی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس سے منع کر دیا، وہ مسلسل نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کرتے رہے اور ان سے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (اس کی آمدن کو) اپنے اونٹ کو کھلا دیں، یا غلام کو کھلا دیں۔

3423 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَهُ خَبِيثًا لَمْ يُعْطِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے، آپ نے پچھنے لگانے والے کو اس کا معاوضہ ادا کیا، اگر آپ کو یہ علم ہوتا کہ یہ حرام ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ دیتے۔

3424 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو پچھنے لگائے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کھجوروں کا ایک صاع دینے کا حکم دیا آپ نے اس کے آقا کو یہ ہدایت دی کہ وہ اس کے خراج میں تخفیف کر دے۔

3423-اسناده صحيح. خالد: هو ابن مهران الحذاء، ومسدد: هو ابن مسرهد. واخرجه البخاری (2103) و (2279) من طريق خالد الحذاء، به. وهو فی "مسند احمد" (3284). واخرجه البخاری (2278)، ومسلم باثر (1577)، وباثر (2208)، وابن ماجه (2162)، والنسائی فی "الكبرى" (1580) من طريق طاووس اليمانی، عن ابن عباس. دون قوله: ولو كان خبيثاً لم يعطه. وهو فی "مسند احمد" (2249) و (2337)، و "صحيح ابن حبان" (5150). واخرجه مسلم باثر (1577) من طريق الشعبی

3424-اسناده صحيح. حميد الطويل: هو ابن ابی حميد، والقعنبی: هو عبد الله ابن مسلمة بن قعنب. وهو فی "موطا مالک" 974.2/ واخرجه البخاری (2102) و (2210) و (2277) و (2281)، ومسلم (1577)، والترمذی (1324) من طرق عن حميد الطويل، به. وهو فی "مسند احمد" (11966). واخرجه البخاری (2280)، ومسلم باثر (2208)

بَابٌ فِي كَسْبِ الْإِمَاءِ

باب: کنیز کی (جسم فروشی کی) کمائی

3425 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیزوں کی کمائی سے منع کیا ہے۔

3426 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنِي طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: جَاءَ رَافِعُ بْنُ رِفَاعَةَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لَقَدْ نَهَانَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ. فَذَكَرَ أَشْيَاءَ وَنَهَى عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ بِيَدِهَا، وَقَالَ: هٰكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخَبْزِ وَالْغَزْلِ وَالنَّفْشِ

❁❁ طارق بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن رفاعہ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک محفل میں آئے، اور بولے: انہوں نے فرمایا: اللہ کی نبی نے ہمیں آج منع کر دیا ہے، اس کے بعد انہوں نے کچھ چیزوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کنیزوں کی آمدن سے بھی منع کیا ہے، ماسوائے اس چیز کے، جو وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے کام لے کر (کماتی ہیں)۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے اپنی انگلیوں کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا، جیسے روٹی پکانا یا سوت کاتنا یا روئی وغیرہ دھنکنا۔

3427 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ هُرَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ هُوَ ابْنُ خَدِيجٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ حَتّٰى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ

❁❁ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیز کی آمدن سے منع کیا ہے، جب تک یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ آمدن کہاں سے آتی ہے۔

بَابٌ فِي حُلْوَانِ الْكَاهِنِ

باب: کاہن کی مٹھائی (نذرانہ)

3428 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

ترجمہ: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے کتے کی قیمت فاحشہ عورت کی آمدن اور کاہن کے نذرانے سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِي عَسْبِ الْفَحْلِ

باب: جانور کے جفتی کرانے کی اجرت لینا

3429 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر جانور کو جفتی کے لیے، معاوضے کے عوض میں دینے سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِي الصَّائِغِ

باب: سناروں کا بیان

3430 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعَنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا لِي حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَتِي غُلَامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارَكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ ابْنُ مَاجِدَةَ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،

ترجمہ: ابو ماجد بیان کرتے ہیں: میں نے ایک لڑکے کا کان کاٹ لیا، (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرا کان کاٹ لیا گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حج کرنے کے لیے ہمارے علاقے میں تشریف لائے، ہم ان کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف بھجوا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک یہ (یعنی کٹا ہوا کان) قصاص کی حد تک پہنچا ہے، تو میرے پاس کسی پچھنے لگانے والے کو لاؤ، جو قصاص لے، جب پچھنے لگانے والے کو بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3428-اسنادہ صحیح. سفیان: ھو ابن عیینۃ، وقتیبۃ: ھو ابن سعید البغلانی. واخرجہ البخاری (2237)، ومسلم (1567)، وابن ماجہ (2159)، والترمذی (1164) و (1321) و (2201)، والنسائی (4292) و (4666) من طرق عن الزھری، بہ. وھو فی "مسند احمد" (17070)، و "صحیح ابن حبان" (5157).

3429-اسنادہ صحیح. اسماعیل: ھو ابن ابراھیم بن مقسم، المعروف بابن علیۃ. واخرجہ البخاری (2284)، والترمذی (1319)، والنسائی (4671) من طریقین عن علی بن الحکم، بہ وھو فی "مسند احمد" (4630)، و "صحیح ابن حبان" (5156).

''میں نے اپنی خالہ کوایک غلام تحفے کوطور پر دیا، مجھے یہ امید ہے کہ اس خالہ کے لیے اس میں برکت رکھی جائے گی، میں نے اس خاتون سے کہا، آپ اسے کسی پچھنے لگانے والے، یا سنار یا قصائی کے حوالے نہ کیجیے گا، (کہ کہیں وہ ان سے یہ پیشہ نہ سیکھ لے)''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3431 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُرَقِيِّ، عَنِ ابْنِ مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3432 - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُرَقِيُّ، عَنِ ابْنِ مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

بَابٌ فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ وَلَهُ مَالٌ

باب: جس غلام کوفروخت کیا جائے اور اس کے پاس مال موجود ہو

3433 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کوئی غلام فروخت کرے اور اس غلام کے پاس مال بھی موجود ہو، تو وہ مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہو گا، اگر خریدار نے اس کی شرط عائد کی ہوگی، تو حکم مختلف ہوگا، جو شخص پیوند شدہ کھجوروں کا باغ فروخت کرتا ہے، تو اس کا پھل فروخت کرنے والی کی ملکیت ہوگا، البتہ اگر خریدار نے شرط عائد کی ہو، تو (حکم مختلف) ہوگا''۔

3434 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ الْعَبْدِ، وَعَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ النَّخْلِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ، وَنَافِعٌ، فِي أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هَذَا أَحَدُهَا

3433-اسناده صحيح. سالم: هو ابن عبد الله بن عمر بن الخطاب، وسفيان: هو ابن عيينة. واخرجه البخاري (2379)، ومسلم (1543)، وابن ماجه (2211)، والترمذي (1288)، والنسائي في "المجتبى" (4636) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. وهو في "مسند احمد" (4552)، و"صحيح ابن حبان" (4922).

زہری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کا واقعہ نقل کرتے ہیں، جبکہ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور والا مسئلہ نقل کیا ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) زہری اور نافع نے چار روایات میں اختلاف کیا ہے، یہ ان میں سے ایک ہے۔

3435 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کوئی غلام فروخت کرے، اور اس غلام کا کوئی مال ہو، تو وہ مال فروخت کرنے والے کو ملے گا، البتہ اگر خریدار نے شرط عائد کی ہو، (تو حکم مختلف ہوگا)''۔

بَابٌ فِي التَّلَقِّي

باب: (سوداگروں سے، منڈی سے باہر) ملاقات کرنا

3436 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا الْأَسْوَاقَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ ہی تم لوگ، سامان (لانے والے سوداگروں سے منڈی سے باہر) ملو، جب تک وہ بازار میں اتر نہیں جاتا''۔

3437 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو الرَّقِّيَّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ

3435- واخرجه ابن ابی شیبة /1127 و /22614، واحمد (14214)، وابو یعلی (2139)، والبیهقی /3265 من طریق سفیان الثوری، بهذا الاسناد. واخرجه احمد (14325)، والنسائی فی "الکبری" (4964)، وابن حبان (4924) من طریق عطاء بن ابی رباح، عن جابر. واخرجه ابو حنیفة (338)، وعنه ابو یوسف فی "الآثار" (829)، والبیهقی /3265

3436- اسناده صحیح. وهو فی "موطا مالک" بروایة ابی مصعب الزهری (2701). وهو کذلک فی "الموطا" بروایة یحیی بن یحیی اللیثی /6832 دون ذکر تلقی السلع. وفی "الموطا" بروایة محمد بن الحسن الشیبانی (772) و (784) مفرقاً بین المساومة وتلقی السلع. واخرجه البخاری (2165) عن عبد الله بن یوسف، عن مالک، به. تاماً. واخرج الشطر الاول منه وهو المساومة البخاری (2139) عن اسماعیل بن ابی اویس، ومسلم باثر (1514) عن یحیی بن یحیی النیسابوری، وابن ماجه (2171) عن سوید بن سعید، ثلاثتهم عن مالک، به

3437- اسناده صحیح. ابن سیرین: هو محمد، وایوب: هو ابن ابی تمیمة السختیانی. واخرجه الترمذی (1264) من طریق عبید الله بن عمرو الرقی، بهذا الاسناد. واخرجه مسلم (1519)، وابن ماجه (2178)، والنسائی (4501) من طریق هشام بن حسان، عن محمد بن سیرین، به. واخرجه البخاری (2727)، ومسلم (1515)، والنسائی (4491) من طریق ابی حازم سلمان الاشجعی، والبخاری (2162) من طریق سعید المقبری، کلاهما عن ابی هریرة وهو فی "مسند احمد" (7825) و (10324)، و "صحیح ابن حبان" (4961). وسیاتی ضمن الحدیث (3443).

سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ، فَاِنْ تَلَقَّاهُ مُتَلَقٍّ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالْخِيَارِ اِذَا وَرَدَتِ السُّوْقَ، قَالَ اَبُوْ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ اَبَا دَاوُدَ: يَقُوْلُ: قَالَ سُفْيَانُ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ اَنْ يَقُوْلَ: اِنَّ عِنْدِيْ خَيْرًا مِنْهُ بِعَشَرَةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منڈی سے باہر) سوداگروں سے ملنے سے منع کیا ہے، اگر کوئی شخص ان سے ملا ہو، اور اس نے کوئی چیز خرید لی ہو تو پھر سامان والے کو اختیار ہوگا، جب وہ بازار میں وارد ہوگا (اگر وہ چاہے تو اس سودے کو کالعدم قرار دے)

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سفیان کہتے ہیں: کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ یہ کہے: یہ چیز میرے پاس، اس سے دس گنا بہتر موجود ہے۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ

باب: مصنوعی بولی لگانے کی ممانعت

3438 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنَاجَشُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''مصنوعی بولی نہ لگاؤ''

بَابٌ فِي النَّهْيِ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ

باب: شہری کے، دیہاتی کے لیے خرید وفروخت کرنے کی ممانعت

3439 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقُلْتُ: مَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا

3438-اسناده صحيح. سفيان: هو ابن عيينة. واخرجه البخاري (2140)، ومسلم (1413)، وابن ماجه (2174)، والترمذي (1352)، والنسائي (3239) و (4502). و (4506) و (4507) من طرق عن الزهري، واخرجه البخاري (2150) و (6066)، ومسلم (1515)، والنسائي (4496) من طريق عبد الرحمن بن هرمز الاعرج، والبخاري (2727)، ومسلم (1515)، والنسائي (4491) من طريق ابي حازم سلمان الاشجعي، ومسلم (2563) من طريق ابي صالح السمان، و (2564) من طريق ابي سعيد مولى عامر بن كريز، والنسائي (4506) من طريق ابي سلمة بن عبد الرحمن، خمستهم عن ابي هريرة. وهو في "مسند احمد" (7248).

3439-واخرجه البخاري (2158)، ومسلم (1521)، وابن ماجه (2177)، والنسائي (4500) من طريق معمر بن راشد، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (3482).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمابیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، کہ شہری شخص دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: شہری شخص کے دیہاتی کے لیے فروخت کرنے سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ کہ وہ اس کا ایجنٹ بن جائے۔

3440 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الزِّبْرِقَانِ اَبَا هَمَّامٍ، حَدَّثَهُمْ قَالَ زُهَيْرٌ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ، اَوْ اَبَاهُ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا اَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا، وَلَا يَبْتَاعُ لَهُ شَيْئًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت نہ کرے، اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں، یہ کہا جاتا ہے، کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز خرید وفروخت نہ کرے، یہ ایک جامع کلمہ ہے، یعنی وہ اس کے لیے کوئی چیز فروخت نہ کرے اور اس کے لیے کوئی چیز خریدے نہیں۔

3441 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ سَالِمٍ الْمَكِّيِّ، اَنَّ اَعْرَابِيًّا، حَدَّثَهُ اَنَّهُ، قَدِمَ بِحَلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، فَقَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَكِنِ اذْهَبْ اِلَى السُّوقِ فَانْظُرْ مَنْ يُبَايِعُكَ، فَشَاوِرْنِي حَتَّى آمُرَكَ اَوْ اَنْهَاكَ

سالم مکی بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے انہیں بتایا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک دودھ والی اونٹنی لے کر آیا، اس نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پڑاؤ کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے، تم بازار جاؤ، اور اس بات کا جائزہ لو کہ کون تمہارے ساتھ سودا کرنا چاہتا ہے، تم مجھ سے مشورہ لے لینا، تاکہ میں تمہیں (سودا کرنے کی) ہدایت کروں، یا تمہیں اس سے منع کردوں۔

3442 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ

3442- اسنادہ صحیح. وقد صرح ابو الزبیر - وھو محمد بن مسلم بن تدرس المکی - بسماعه من جابر عند احمد والنسائی، فانتفت شبھة تدلیسه. زھیر: ھو ابن معاویة الجعفی. واخرجه مسلم (1522)، وابن ماجه (2176)، والترمذی (1266)، والنسائی (4495) من طریقین عن ابی الزبیر، به. وھو فی "مسند احمد" (14291)، و "صحیح ابن حبان" (4960) و (4963) و (4964).

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَذَرُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ

❀❀ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت نہ کرے، تم لوگوں کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ انہیں ایکدوسرے کے ذریعے رزق عطا کردے گا''۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَكَرِهَهَا

باب: جو شخص ''تصریہ'' والے جانور کو (غلطی سے) خرید لے اور پھر اسے ناپسند کرے

3443 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا فَاِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید وفروخت کے لیے سواروں کو (منڈی سے باہر راستے میں) نہ ملو اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور تم اونٹوں اور بکریوں کا تصریہ نہ کرو، جو شخص اسے خرید لیتا ہے، اس کے بعد، اسے دو میں سے ایک چیز کا اختیار ہوگا، جبکہ وہ اس کا دودھ دوہ چکا ہو، اگر چہ وہ چاہے تو اسے اپنے پاس رہنے دے، اگر نہ چاہے تو وہ واپس کردے، اور ساتھ کھجور کا ایک صاع بھی واپس کرے''۔

3444 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ اَيُّوْبَ، وَهِشَامٌ، وَحَبِيْبٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص تصریہ والی کوئی بکری خرید لیتا ہے، تو تین دن تک اسے (اس کو واپس کردے) ساتھ میں اناج کا ایک صاع دے، جو عمدہ قسم کی گندم نہ ہو۔

3445 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَخْلَدٍ التَّمِيْمِيُّ، حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي زِيَادٌ، اَنَّ ثَابِتًا، مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ، اَخْبَرَهُ اَنَّهُ، سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً، احْتَلَبَهَا فَاِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص تصریہ والی بکری خرید کر، پھر اس کا دودھ دوہ لے، تو اگر بعد میں وہ راضی ہو، تو اسے اپنے پاس رکھے اگر پسند نہ کرے، تو اس نے جو دودھ دوہ لیا تھا، اس کے عوض میں کھجور کا ایک صاع دیدے''۔

3446 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً، فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَ، أَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس نے محفلہ جانور خریدا، تین دن تک اسے اختیار ہوگا، اگر وہ چاہے تو اسے واپس کردے اور اس کے ہمراہ، اس کے دودھ کی مانند (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس سے دوگنی گندم بھی واپس کرے''۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْحُكْرَةِ

باب: ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

3447 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ، أَحَدِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قَالَ وَمَعْمَرٌ: كَانَ يَحْتَكِرُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَأَلْتُ أَحْمَدَ مَا الْحُكْرَةُ قَالَ: مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: الْمُحْتَكِرُ: مَنْ يَعْتَرِضُ السُّوقَ

حضرت معمر بن ابو معمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''(کوئی) گناہگار شخص ہی، ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے''

راوی کہتے ہیں: میں سعید بن مسیب سے کہا: آپ بھی تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، انہوں نے کہا، حضرت معمر رضی اللہ عنہ خود بھی ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا: ذخیرہ اندوزی سے مراد کیا ہے، انہوں نے فرمایا: یہ ان چیزوں کے بارے میں ہوتی ہے، جو لوگوں کی بنیادی ضروریات ہو۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ذخیرہ اندوزہ ہوتا ہے، جو بازار سے متعلق ہو۔

3448 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَيَّاضٍ، حَدَّثَنَا أَبِي ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَيَّاضِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ: عَنِ الْحَسَنِ، فَقُلْنَا لَهُ: لَا تَقُلْ عَنِ الْحَسَنِ

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَنَا بَاطِلٌ

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: كَانَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَحْتَكِرُ النَّوٰى، وَالْخَبَطَ وَالْبِزْرَ وسَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ يُوْنُسَ، يَقُوْلُ: سَاَلْتُ سُفْيَانَ، عَنْ كَبْسِ الْقَتِّ فَقَالَ: كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ الْحُكْرَةَ وَسَاَلْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ فَقَالَ: اِكْبِسْهُ

❀❀ قتادہ فرماتے ہیں: کھجور میں ذخیرہ اندوزی نہیں ہوتی، ابن مثنیٰ نے یہ بات بیان کی، یہ روایت حسن بصری سے منقول ہے، تو ہم نے ان سے کہا، آپ اسے ان کے حوالے سے نقل نہ کریں۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ روایت باطل ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) سعید بن مسیب گٹھلیوں، پتوں اور بیج کا ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے احمد بن یونس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے سفیان سے جانوروں کے چارے کی

ذخیرہ اندوزی کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: پہلے زمانے کے لوگ ذخیرہ اندوزی کو مکروہ سامان قرار دیتے تھے۔

میں نے ابوبکر بن عیاش سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: تم اسے ذخیرہ کر سکتے ہو۔

بَابٌ فِيْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ

باب: دراہم کو توڑنا

3449 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ فَضَاءٍ، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ اِلَّا مِنْ بَاْسٍ

❀❀ علقمہ بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ مسلمانوں میں رائج سکے کو توڑ دیا جائے، البتہ اگر انتہائی ضرورت ہو، تو (حکم مختلف ہے)

بَابٌ فِي التَّسْعِيْرِ

باب: نرخ مقرر کرنا

3450 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ، اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ بِلَالٍ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: اَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلْ اَدْعُوْ ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: بَلِ اللّٰهُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ، وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ

عِنْدِي مَظْلَمَةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص آیا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! (بازار میں) چیزوں کے نرخ مقرر کر دیجیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی نہیں! بلکہ میں دعا کر دیتا ہوں، پھر ایک اور شخص آیا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! نرخ مقرر کر دیجیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ (چیزوں کی قیمتوں کو) گھٹاتا اور بڑھاتا ہے، مجھے یہ امید ہے کہ جب میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا، تو کوئی بھی شخص میری طرف سے ظلم کا دعویدار نہیں ہوگا۔

3451 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: النَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ، غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! چیزوں کے نرخ مہنگے ہو گئے ہیں، آپ ہمارے لیے نرخ مقرر کر دیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نرخ مقرر کرنے والا ہے، وہ تنگی کرنے والا اور وسعت دینے والا ہے، رزق عطا کرنے والا ہے، مجھے یہ امید ہے کہ میں ایسی حالت میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص جان یا مال کے حوالے سے، مجھ سے زیادتی کا مطالبہ نہیں کرے گا"۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ

باب: ملاوٹ کرنے کی ممانعت

3452 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا، جو کوئی اناج فروخت کر رہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: تم اسے کیسے فروخت کر رہے ہو؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ بات وحی کی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس اناج میں داخل کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا، تو وہ اناج اندر سے گیلا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دھوکہ دیتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں۔

3451- اسناده صحيح. حميد: هو ابن ابي حميد الطويل، وقتادة: هو ابن دعامة السدوسي، وثابت: هو ابن اسلم الطويل، وعفان: هو ابن مسلم. واخرجه ابن ماجه (2200)، والترمذي (1361) من طريق حماد بن سلمة، به. وهو في "مسند احمد" (12591).

3453 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ هَذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ مِنَّا لَيْسَ مِثْلَنَا

⊛⊛ یحییٰ بیان کرتے ہے: سفیان اس وضاحت کو ناپسند کرتے تھے "وہ ہم میں سے نہیں" سے مراد "وہ ہماری مانند نہیں" ہے۔

بَابٌ فِي خِيَارِ الْمُتَبَايِعَيْنِ

باب: خرید وفروخت کرنے والوں کے لیے اختیار ہونا

3454 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ.

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"خرید وفروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار رہتا ہے، جب تک وہ دونوں جدا نہیں ہوجاتے، البتہ اگر بیع خیار ہو، تو حکم مختلف ہوگا"۔

3455 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اخْتَرْ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

"یا پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے یہ کہہ دے: تم اختیار کرلو"

3456 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"خرید وفروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار اس وقت تک رہتا ہے، جب تک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے، اگر وہ سودا اختیار والا ہو، پھر (حکم مختلف ہوگا) اور آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اس اندیشے کے تحت اپنے ساتھی سے جدا ہوجائے، کہ وہ سودا ختم ہوسکتا ہے"۔

3457 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْوَضِيءِ، قَالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبٌ لَنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ، ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ الرَّحِيلُ، فَقَامَ إِلَى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ، فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ:

بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيَا أَبَا بَرْزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَا لَهُ: هٰذِهِ الْقِصَّةَ. فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا. قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَ جَمِيلٌ أَنَّهُ. قَالَ: مَا أَرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا

❀❀ ابوضی بیان کرتے ہیں: ہم نے ایک جنگ میں حصہ لیا، ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا، ہمارے ایک ساتھی نے دوسرے کو ایک غلام کے عوض میں اپنا گھوڑا فروخت کر دیا، اس کے بعد وہ دونوں ایک دن اور ایک رات اکٹھے رہے، جب اگلا دن ہوا، کوچ کرنے کا وقت آیا تو گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا، اس نے اس پر زین رکھ کر اس کو تیار کرنا چاہا، تو گھوڑے کو فروخت کرنے والے کو، اپنے کیے ہوئے سودے پر ندامت ہوئی، وہ اس کے پاس آیا اور اس سے یہ کہا کہ وہ سودا منسوخ کرنا چاہتا ہے، لیکن جس شخص نے گھوڑا خریدا تھا، اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا، اس نے کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ثالث ہوں گے، جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، وہ دونوں آدمی لشکر کے ایک طرف سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہیں پورا واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے دریافت کیا: کیا تم دونوں اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں جو نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار رہتا ہے، جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے''۔

ہشام بن حسان کہتے ہیں: جمیل نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خیال میں تم جدا نہیں ہوئے۔

3458 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ، قَالَ: مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ، أَخْبَرَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، قَالَ: كَانَ أَبُو زُرْعَةَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا خَيَّرَهُ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيِّرْنِي، وَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ

❀❀ یحییٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں: ابوزرعہ جب کسی شخص کے ساتھ کوئی سودا کرتے تھے، تو اسے اختیار دیتے تھے، پھر وہ یہ فرماتے تھے: تم مجھے بھی اختیار دو، پھر وہ یہ بیان کرتے تھے، میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''دو آدمی باہمی رضامندی کے بغیر، ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں''

3459 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتِ الْبَرَكَةُ مِنْ بَيْعِهِمَا.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ اَبِي عَرُوبَةَ، وَحَمَّادٌ. وَاَمَّا هَمَّامٌ، فَقَالَ: حَتّٰى يَتَفَرَّقَا، اَوْ يَخْتَارَا ثَلَاثَ مِرَارٍ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''خرید وفروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار، اس وقت تک رہتا ہے، جب تک وہ دونوں جدا نہیں ہوجاتے، اگر وہ دونوں سچ بولتے ہیں اور سب کچھ بیان کرتے ہیں، توان دونوں کے لیے ان کے سودے میں برکت رکھی جائے گی، اور اگر وہ (کسی بھی قسم کی خرابی) چھپاتے ہیں اور غلط بیانی کرتے ہیں، توان کے سودے میں سے برکت کو مٹا دیا جاتا ہے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''یہاں تک کہ وہ جدا ہوجائیں، یا وہ دونوں اختیار کرلیں (یعنی اختیار کی شرط عائد کردیں)''

یہ الفاظ تین مرتبہ ہیں۔

بَابٌ فِي فَضْلِ الْاِقَالَةِ

باب: اقالہ کی فضیلت

3460- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِي صَالِحٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی مسلمان کے ساتھ اقالہ کرلے، اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں سے درگزر کرے گا''

بَابٌ فِيمَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

باب: جو شخص ایک ہی سودے میں، دو سودے کرے

3461- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ، فَلَهُ اَوْكَسُهُمَا اَوِ الرِّبَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ایک ہی سودے میں، دو سودے کرے گا، تو یا تو اس کے حصے میں کم قیمت آئے گی، یا پھر سود آئے گا''

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْعِينَةِ

باب: بیع عینہ کی ممانعت

3462- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ح وحَدَّثَنَا جَعْفَرُ

بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرُلُّسِيُّ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ إِسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُرَاسَانِيِّ، أَنَّ عَطَاءً الْخُرَاسَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوا إِلٰى دِينِكُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْإِخْبَارُ لِجَعْفَرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب تم بیع عینہ کرو گے اور تم بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی سے مطمئن ہو جاؤ گے، اور جہاد ترک کر دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جو کسی بھی صورت میں زائل نہیں ہوگی، جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں آ جاتے''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت جعفر کی نقل کردہ ہے اور یہ الفاظ بھی اسی کے ہیں۔

بَابٌ فِي السَّلَفِ

باب: بیع سلف کا بیان

3463 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَةَ، وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُومٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، تو لوگ کھجوروں میں ایک، ایک دو، دو، تین، تین سال تک کے لیے بیع سلف کر لیتے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کھجور میں بیع سلف کرتا ہے، اسے متعین ماپ، متعین وزن میں، متعین مدت کے لیے سودا کرنا چاہیے''

3464 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ، أَوْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُجَالِدٍ، قَالَ: اخْتَلَفَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ، وَأَبُو بُرْدَةَ، فِي السَّلَفِ فَبَعَثُونِي، إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفٰى، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِنْ كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فِي الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ، إِلٰى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا، وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى، فَقَالَ:

3463-واخرجه البخاری (2239) و (2240)، ومسلم (1604)، وابن ماجه (2280)، والترمذی (1358)، والنسائی (4616) من طریق عبداللہ بن ابی نجیح، بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (1868)، و"صحیح ابن حبان" (4925).

مِثْلَ ذٰلِكَ

محمد بن مجالد یا شاید، عبداللہ بن مجالد بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن شداد اور ابوبردہ میں، بیع سلف کے بارے میں اختلاف ہوگیا، انہوں نے مجھے حضرت ابن ابواوفی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، میں نے ان سے سوال کیا، تو انہوں نے جواب دیا: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں، گندم، جو، کھجور اور کشمش میں بیع سلف کر لیتے تھے۔

ابن کثیر نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ہم ان لوگوں کے ساتھ بیع سلف کرتے تھے، جن کے پاس وہ چیزیں موجود نہیں ہوتی تھیں' اس کے بعد دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں: میں نے حضرت ابن ابزی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی اس کی مانند جواب دیا۔

3465 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الصَّوَابُ ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں

''ان لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ کرتے تھے، جن کے پاس وہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) درست یہ ہے کہ راوی کا نام ابن ابومجالد ہے جبکہ شعبہ نے اس روایت میں (راوی کا نام ذکر کرتے ہوئے) غلطی کی ہے۔

3466 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَنِيَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا، فَقِيلَ لَهُ: مِمَّنْ لَهُ ذٰلِكَ قَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ

حضرت عبداللہ بن ابواوفی سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شام کی طرف جنگ کے لیے سفر کیا، تو شام کے رہنے والے نبطی لوگ ہمارے پاس آتے اور ہم ان کے ساتھ گندم، زیتون کے تیل میں بیع سلف کر لیتے، جو متعین نرخ کے اعتبار سے متعین مدت کے لیے ہوتی، ان سے دریافت کیا گیا: یہ چیزیں ان سے خریدتے تھے، جن کے پاس ہوں، تو انہوں نے فرمایا: ہم ان سے یہ دریافت نہیں کرتے تھے۔

بَابٌ فِي السَّلَمِ فِي ثَمَرَةٍ بِعَيْنِهَا

باب: کسی متعین پھل کی بیع سلم کرنا

3467 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، نَجْرَانِيٍّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا أَسْلَفَ رَجُلًا فِي نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَهُ ارْدُدْ عَلَيْهِ مَالَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُسْلِفُوا فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے کھجور کے درخت میں، ایک شخص کے ساتھ بیع سلف کر لی تو کھجور کے اس درخت کی اس سال پیداوار نہیں ہوئی، وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم کس بنیاد پر اس کے مال کو حلال قرار دیتے ہو؟ تم اس کا مال اسے واپس کر دو، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کھجور کے بارے میں، اس وقت تک بیع سلف نہ کرو، جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہیں ہو جاتی۔

بَابُ السَّلَفِ لَا يُحَوَّلُ

باب: سلف کو تبدیل کرنا

3468 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ، عَنْ سَعْدٍ يَعْنِي الطَّائِيَّ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی چیز میں بیع سلف کرتا ہے، تو وہ اسے دوسری چیز میں تبدیل نہ کرے''

بَابٌ فِي وَضْعِ الْجَائِحَةِ

باب: آفت آنے کی صورت میں ادائیگی معاف (یا کم) کرنا

3469 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے پھل خریدے، جو آفت کا شکار ہو گئے، تو اس شخص کا قرض زیادہ ہو گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اسے صدقہ دو، لوگوں نے اسے صدقہ دیا،

لیکن پھر بھی اس کے پورے قرض کی ادائیگی کا بندوبست نہ ہوسکا، تو نبی اکرم ﷺ نے (اس کے قرض خواہوں سے) فرمایا: تمہیں جو مل رہا ہے، اسے حاصل کرلو، تمہارے لیے صرف یہی ہے۔

3470 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَعْنَى، أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمْرًا فَأَصَابَتْهَا جَائِحَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اگر تم اپنے بھائی کو کھجور فروخت کرو، اور پھر اسے کوئی آفت لاحق ہو جائے، تو تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں ہے، تم کسی حق کے بغیر کس بنیاد پر اپنے بھائی کا مال حاصل کرو گے"۔

بَابٌ فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ

باب: آفت کی وضاحت

3471 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: الْجَوَائِحُ: كُلُّ ظَاهِرٍ مُفْسِدٍ مِنْ مَطَرٍ، أَوْ بَرَدٍ، أَوْ جَرَادٍ، أَوْ رِيحٍ، أَوْ حَرِيقٍ

عطاء بیان کرتے ہیں: آفات سے مراد تمام ظاہری اسباب ہیں، جو خرابی پیدا کر دیتے ہیں، جس میں بارش، سردی، آندھی یا جل جانا وغیرہ شامل ہیں۔

3472 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: لَا جَائِحَةَ فِيمَا أُصِيبَ دُونَ ثُلُثِ رَأْسِ الْمَالِ، قَالَ يَحْيَى: وَذَلِكَ فِي سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں: جس آفت کے نتیجے میں پورے مال کا ایک تہائی سے کم کا نقصان ہو، وہ آفت شمار نہیں ہوتی، یحییٰ کہتے ہیں: مسلمانوں کا یہی طریقہ ہے۔

بَابٌ فِي مَنْعِ الْمَاءِ

باب: پانی سے روکنا

3473 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ

3470- واخرجه مسلم (1554)، وابن ماجه (2219)، والنسائي (4527) و (4528) من طريق ابن جريج، به. وهو في "صحيح ابن حبان" (5034) و (5035).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اضافی پانی استعمال کرنے سے نہ روکا جائے، کیونکہ اس کے نتیجے میں گھاس اُگنا بند ہو جائے گی''

3474- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ يَعْنِي كَاذِبًا. وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تین لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا، ایک وہ شخص جس نے مسافر کو اپنے پاس موجود اضافی پانی استعمال کرنے سے روک دیا ہو، ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد کسی سامان پر قسم اٹھائی ہو (راوی کہتے ہیں: جس نے جھوٹی قسم اٹھائی ہو) اور ایک وہ شخص جو کسی حکمران کی بیعت کرے، اگر حکمران اسے کچھ دیدے، تو وہ اس بیعت کو پورا کرے، اگر وہ اسے کچھ نہ دے تو وہ اس بیعت کو پورا نہ کرے۔

3475- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَقَالَ فِي السِّلْعَةِ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الآخَرُ فَأَخَذَهَا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تزکیہ نہیں کرے گا، ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا''

سامان کے بارے میں وہ شخص یہ کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے اس کے عوض میں اتنے اور اتنے پیسے دیئے جا رہے تھے، تو دوسرا شخص اس کی تصدیق کرتے ہوئے، اسے حاصل کرلے۔

3476- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَنْظُورٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عَنْ أَبِيهَا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لاَ يَحِلُّ مَنْعُهُ. قَالَ: الْمَاءُ. قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لاَ يَحِلُّ مَنْعُهُ، قَالَ: الْمِلْحُ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لاَ يَحِلُّ مَنْعُهُ، قَالَ: أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ

بہیسہ نامی خاتون اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میرے والد نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی، وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی قمیص کے درمیان داخل ہو گئے، آپ کو بوسہ دینے لگے اور اپنے ساتھ چمٹانے لگے، پھر انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! وہ کون سی چیز ہے، جسے روکنا جائز نہیں ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانی انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کون سی چیز ہے، جسے روکنا جائز نہیں ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نمک، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کون سے

چیز ہے جس سے روکنا جائز نہیں ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا بھلائی کرتے رہنا تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

3477 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اللُّؤْلُؤِيُّ، أَخْبَرَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ حِبَّانَ بْنِ زَيْدٍ الشَّرْعَبِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَرْنٍ ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو خِدَاشٍ، وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ

ابو خداش ایک مہاجر صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تین غزوات میں شرکت کی ہے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے حصے دار ہیں، گھاس، پانی اور آگ''۔

بَابٌ فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

باب: اضافی پانی کو فروخت کرنا

3478 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے اضافی پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے''

بَابٌ فِي ثَمَنِ السِّنَّوْرِ

باب: بلی کی قیمت (کا حکم)

3479 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، ح وحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

3480 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهِرَّةِ

3479- واخرجه الترمذی (1325) من طريق عيسى بن يونس، به. وضعف هو وابن عبد البر فی "التمهيد" /8/4028-403 طريق ابی سفيان هذه للاختلاف فيها على الاعمش، وهذا غير مسلّم لهما، لان الحديث لم ينفرد ابو سفيان به، بل تابعه ابو الزبير محمد ابن مسلم المكی، على انه صححه من طريق ابی سفيان: ابن الجارود (580)، والحاكم/342، والبيهقی/6/11، وانظر ما بعده وما سياتی برقم (3807).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کی قیمت سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِي أَثْمَانِ الْكِلَابِ

باب: کتوں کی قیمت (کا حکم)

3481 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کے نذرانے سے منع کیا ہے۔

3482 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ حَبْتَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلَأْ كَفَّهُ تُرَابًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے اور اگر کوئی شخص آ کر کتے کی قیمت کا مطالبہ کرے، تو تم اس کی ہتھیلی کو مٹی سے بھر دو۔

3483 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَوْنُ ابْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ

عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے۔

3484 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ، أَنَّ عُلَيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کتے کی قیمت' کاہن کا نذرانہ اور فاحشہ عورت کی کمائی جائز نہیں ہے''

بَابٌ فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ

باب: شراب اور مردار کی قیمت (کا حکم)

3485 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بُخْتٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ

اللهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَثَمَنَهَا. وَحَرَّمَ الْمَيْتَةَ وَثَمَنَهَا. وَحَرَّمَ الْخِنْزِيرَ وَثَمَنَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے مردار اور اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے، اس نے خنزیر اور اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے''

3486 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إِنَّ اللهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ. فَقَالَ: لَا هُوَ حَرَامٌ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ. إِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے، عرض کی گئی:

یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ ہم اسے کشتیوں کے تختوں پر لگاتے ہیں اور ان کے ذریعے چمڑوں کو دھونی لگاتے ہیں اور لوگ اس کے ذریعے روشنی بھی حاصل کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! یہ حرام ہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے چربی کو حرام قرار دیا، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا، اور اس کی قیمت کھانے لگے''۔

3487 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ لَمْ يَقُلْ هُوَ حَرَامٌ

یزید بن ابوحبیب بیان کرتے ہیں: عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت مجھے لکھ کر بھیجی، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ''وہ حرام ہے''

3488 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ بِشْرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ، وَخَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَاهُمُ الْمَعْنَى، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ بَرَكَةَ. قَالَ مُسَدَّدٌ: فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ، ثُمَّ اتَّفَقَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ. قَالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ. فَقَالَ:

3486- اسناده صحيح. الليث: هو ابن سعد. واخرجه البخاري (2236)، ومسلم (1581)، وابن ماجه (2167)، والترمذي (1343)، والنسائي (4256) و (4669) من طريق يزيد بن ابي حبيب، به. وهو في مسند احمد (14472)، و"صحيح ابن حبان" (4937).

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ. ثَلَاثًا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَاَكَلُوا اَثْمَانَهَا. وَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ اَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّحَّانِ: رَاَيْتُ وَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ

🟊🟊 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کے پاس تشریف فرما دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، پھر مسکرا دیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی، (پھر فرمایا) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے، چربی کو حرام قرار دیا، انہوں نے اسے فروخت کرنا شروع کر دیا، اور اس کی قیمت کو کھانا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے لیے کسی چیز کو کھانا حرام قرار دیتا ہے، تو اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دے دیتا ہے۔

خالد بن عبداللہ کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ''میں نے دیکھا''۔

انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کر دے''۔

3489 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ، وَوَكِيعٌ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بَيَانٍ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيرَ

🟊🟊 حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص شراب فروخت کرتا ہے، اسے خنزیر کو بھی حلال سمجھنا چاہیے''

3490 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ اَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَاتُ الْاَوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهُنَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

🟊🟊 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب سورۃ البقرہ کی آخری آیات نازل ہو گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ان آیات کی تلاوت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شراب کی تجارت کو حرام قرار دے دیا گیا ہے''

3491 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، بِاِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: الْاٰيَاتُ الْاَوَاخِرُ فِي الرِّبَا

🟊🟊 یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں ''وہ آخری آیات، جو سود سے متعلق ہیں''

بَابٌ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَ

باب: پوری طرح اپنے قبضے میں لینے سے پہلے، اناج کو فروخت کرنا

3492 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کوئی اناج خریدے، تو وہ اسے آگے اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک پہلے اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا''

3493 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ يَعْنِي جُزَافًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم غلے کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف کسی شخص کو بھیجتے اور ہمیں یہ حکم دیتے تھے کہ ہم اس اناج کو اس جگہ سے منتقل کرلیں، جس جگہ پر ہم نے اسے خریدا ہے، یا اسے کسی ایسی جگہ پر منتقل کریں، جو اس جگہ کے علاوہ ہو، ایسا ہم اس اناج کو آگے فروخت کرنے سے پہلے کریں۔

راوی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اندازے کے تحت (کی گئی، خرید وفروخت) ممنوع ہے۔

3494 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الطَّعَامَ جُزَافًا بِأَعْلَى السُّوقِ فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے لوگ بازار کے بالائی حصے کی جانب اندازے کے تحت اناج کی خرید وفروخت کرلیا کرتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس طرح فروخت کرنے سے منع کردیا، جب تک وہ اسے (دوسری جگہ) منتقل نہیں کرلیتے۔

3495 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ الْمَدِينِيِّ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص کسی اناج کو فروخت کرے، جس کو اس نے متعین ماپ کے ہمراہ خریدا ہو، ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا، جب تک وہ اسے پوری طرح اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا۔

3496 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا اَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ زَادَ اَبُوْ بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: اَلَا تَرٰى اَنَّهُمْ يَتَبَايَعُوْنَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرَجًّى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے، تو وہ اسے اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک اسے ماپ نہیں لیتا''

ابوبکر نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے یہ بات نہیں دیکھی کہ لوگ سونے کے عوض میں خرید و فروخت کر لیتے ہیں، اور اناج ابھی دور ہوتا ہے۔

3497 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ - وَهٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اشْتَرٰى اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ، قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ، زَادَ مُسَدَّدٌ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاَحْسِبُ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص کوئی اناج خریدے تو اس وقت تک آگے فروخت نہ کرے جب تک اسے اپنے قبضے میں نہیں لیتا''

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میرا خیال ہے ہر چیز اناج کی مانند ہے۔

3498 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جُزَافًا اَنْ يَبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُبْلِغَهُ اِلٰى رَحْلِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ان کی اس بات پر پٹائی ہوتی تھی، جب وہ اناج کو کسی اندازے کے تحت خرید لیتے تھے اور پھر اسے اپنے پالان تک پہنچانے سے پہلے اسے فروخت کر دیتے تھے۔

3499 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِي

3497- اسناده صحيح كسابقه. ابو عوانة: هو الوضاح بن عبد الله اليشكري، وحماد: هو ابن زيد. واخرجه البخاري (2135)، ومسلم (1525)، وابن ماجه (2227)، والترمذي (1337)، والنسائي (4598) من طريق عمرو بن دينار، به. وهو في "مسند احمد" (1847)، و"صحيح ابن حبان" (4980).

الزِّنَادِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ابْتَعْتُ زَيْتًا فِي السُّوقِ، فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي، لَقِيَنِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْحًا حَسَنًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ، حَتَّى تَحُوزَهُ إِلَى رَحْلِكَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ، حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے بازار سے زیتون کا تیل خریدا جب میں نے اسے مکمل طور پر وصول کرلیا، تو ایک شخص کی مجھ سے ملاقات ہوئی وہ مجھے مناسب سا معاوضہ دے رہا تھا، تو میں نے یہ ارادہ کیا میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہوں (تاکہ سودا طے شمار ہو) تو ایک شخص نے پیچھے سے، میری کلائی پکڑ لی، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے فرمایا: تم اسے فروخت نہ کرو، جہاں تم نے اسے خریدا تھا، جب تک تم اسے اپنے پالان کے قریب نہیں لے جاتے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ سامان کو اسی جگہ فروخت کردیا جائے، جہاں اسے خریدا تھا، جب تک تاجر لوگ اسے اپنے پالان کے قریب نہیں لے جاتے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ

باب: آدمی کا سودے وقت یہ کہنا: ''کوئی دھوکہ نہیں ہے''

3500 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ ذکر کیا کہ خرید و فروخت میں اس کے ساتھ دھوکہ ہوجاتا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: جب تم کوئی سودا کرو تو یہ کہہ دو: دھوکہ نہیں چلے گا، تو جب وہ شخص کوئی سودا کرتا تھا، تو یہ کہتا تھا: کہ دھوکہ نہیں چلے گا۔

3501 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَرُزِّيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: مُحَمَّدٌ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَأَتَى أَهْلُهُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، احْجُرْ عَلَى فُلَانٍ، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَهَاهُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

3500- اسناده صحيح. وهو في "موطا مالك" 685/2، واخرجه البخاري (2117)، ومسلم (1533)، والنسائي (4484) من طريق عبد الله بن دينار به. وهو في "مسند احمد" (5036) و (5970)، و "صحيح ابن حبان" (5051).

اِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكِ الْبَيْعِ فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ. قَالَ أَبُو ثَوْرٍ: عَنْ سَعِيدٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص خرید وفروخت کیا کرتا تھا، اس کی زبان میں کچھ لکنت تھی، اس کے اہل خانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ فلاں شخص کو تصرف کرنے سے روک دیں، کیونکہ وہ خرید وفروخت کرتا ہے اور اس کی زبان میں کچھ لکنت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا اور اسے خرید وفروخت کرنے سے منع کر دیا، تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں خرید وفروخت کے بغیر نہیں رہ سکتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے خرید وفروخت ترک نہیں کرنی' تو پھر یہ کہہ دیا کرو: یہ اور یہ، کوئی دھوکہ نہیں چلے گا۔

ابوثور کہتے ہیں: یہ روایت سعید سے منقول ہے۔

بَابٌ فِي الْعُرْبَانِ

باب: عربان (بیعانہ دبا لینے کا حکم)

3502 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ، قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ فِيمَا نَرَى وَاللهُ أَعْلَمُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ، أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ، ثُمَّ يَقُولُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا عَلَى أَنِّي إِنْ تَرَكْتُ السِّلْعَةَ أَوِ الْكِرَاءَ فَمَا أَعْطَيْتُكَ لَكَ

عمرو بن شعیب، اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربان کے سودے سے منع کیا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اس سے مراد یہ ہے، باقی اللہ بہتر جانتا ہے، کہ کوئی شخص کسی سے کوئی غلام خریدتا ہے، یا کوئی جانور کرائے پر لیتا ہے اور پھر یہ کہتا ہے، میں تمہیں ایک دینار دے رہا ہوں، اس شرط پر' اگر میں نے تمہیں سامان' یا کرایہ نہیں دیا' تو جو میں نے تمہیں دیا ہے' وہ تمہارا ہو جائے گا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ

باب: آدمی کا کوئی ایسی چیز فروخت کرنا، جو اس کے پاس نہ ہو

3503 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ فَقَالَ: لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور مجھ

سے کوئی ایسی چیز خریدنا چاہتا ہے، جو میرے پاس نہیں ہوتی تو کیا میں (اسے فروخت کرنے کے لیے) بازار سے وہ چیز خرید لوں (اور اس کے ساتھ سودا پہلے طے کرلوں؟) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسی چیز فروخت نہ کرو، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔

3504 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، حَتَّى ذَكَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ تَضْمَنْ، وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سلف (ادھار) اور بیع (سودا)، اور ایک ہی بیع میں دو شرطیں عائد کرنا، اور ایسا منافع' جس میں تاوان کی پابندی نہ ہو، اور ایسی چیز کو فروخت کرنا، جو تمہارے پاس نہ ہو، یہ سب جائز نہیں ہے''۔

بَابٌ فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ

باب: سودے میں کوئی شرط عائد کرنا

3505 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا عَامِرٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بِعْتُهُ يَعْنِي بَعِيرَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، قَالَ فِي آخِرِهِ: تُرَانِي إِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِأَذْهَبَ بِجَمَلِكَ، خُذْ جَمَلَكَ وَثَمَنَهُ فَهُمَا لَكَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اسے فروخت کردیا (یعنی اونٹ کو فروخت کردیا) میں نے وہ نبی اکرم ﷺ کو فروخت کیا اور میں نے یہ شرط عائد کی کہ میں اپنے گھر تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا، اس روایت کے آخر میں وہ بیان کرتے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) ''تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے تمہارے ساتھ یہ سودا اس لیے کیا ہے، تاکہ تمہارا اونٹ حاصل کرلو، تم اپنا اونٹ بھی لے جاؤ، اور اس کی قیمت بھی، یہ دونوں تمہارے ہوئے''۔

بَابٌ فِي عُهْدَةِ الرَّقِيقِ

باب: غلام کی ضمانت

3506 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''غلام کی ضمانت تین دن تک ہوتی ہے''

3507 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ

زَادَ إِنْ وَجَدَ دَاءً فِي الثَّلَاثِ لَيَالِي رُدَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، وَإِنْ وَجَدَ دَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُلِّفَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ وَبِهِ هَذَا الدَّاءُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

''اگر تین دن میں آدمی غلام میں کوئی بیماری پائے تو وہ کسی ثبوت کے بغیر اسے واپس کر دے گا، اور اگر تین دن کے بعد کوئی بیماری کو پاتا ہے، تو پھر وہ ثبوت پیش کرنے کا پابند ہوگا کہ اس نے اس شخص سے اسے خریدا تھا، تو اس وقت اس میں یہ بیماری موجود تھی۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ وضاحت قتادہ کا کلام ہے۔

بَابٌ فِيمَنِ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا

باب: جو شخص غلام خرید کر، اس سے مزدوری کروائے اور پھر اس میں کوئی عیب پائے

3508 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''خراج ضمان کے حساب سے ہوتا ہے''

3509 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أُنَاسٍ شَرِكَةٌ فِي عَبْدٍ فَاقْتَوَيْتُهُ وَبَعْضُنَا غَائِبٌ، فَأَغَلَّ عَلَيَّ غَلَّةً فَخَاصَمَنِي فِي نَصِيبِهِ إِلَى بَعْضِ الْقُضَاةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَرُدَّ الْغَلَّةَ فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَحَدَّثْتُهُ فَأَتَاهُ عُرْوَةُ، فَحَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ

حضرت مخلد بن خفاف غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں دوسرے کچھ لوگوں کے ساتھ ایک غلام میں حصہ دار تھا میں نے اسے کام پر لگا دیا۔ ہم حصہ داروں میں سے چند لوگ موجود نہیں تھے وہ غلام میرے لیے کما کر لایا، تو میرے شراکت دار نے اپنے حصے کے بارے میں، ایک قاضی کے سامنے مقدمہ پیش کر دیا، قاضی نے مجھے ہدایت دی کہ میں وہ کمائی واپس کر دوں، میں عروہ بن زبیر کے پاس آیا، انہیں یہ بات بتائی، عروہ قاضی کے پاس آئے، اور اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بتایا:

''خراج ضمان کے حساب سے ہوتا ہے''

3510 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ غُلَامًا فَأَقَامَ عِنْدَهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يُقِيمَ، ثُمَّ

وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ.

قال ابو داود: هذا اسناد ليس بذاك

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے غلام خریدا، پھر جب تک اللہ کو منظور تھا، وہ غلام اس کے پاس رہا، پھر اس نے اس غلام میں عیب پایا، وہ اس کا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ غلام واپس کروا دیا، اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے غلام کی آمدن بھی ہوئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خراج، ضمان کے حساب سے ہوتا ہے''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ سند زیادہ مستند نہیں ہے۔

بَابٌ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ

باب: جب خرید وفروخت کرنے والوں میں اختلاف ہو جائے اور فروخت شدہ سامان موجود ہو

3511 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اشْتَرَى الْأَشْعَثُ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمُسِ، مِنْ عَبْدِ اللهِ بِعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَرْسَلَ عَبْدُ اللهِ إِلَيْهِ فِي ثَمَنِهِمْ. فَقَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعَشَرَةِ آلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: فَاخْتَرْ رَجُلًا يَكُونُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ. قَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يَقُولُ: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ. أَوْ يَتَتَارَكَانِ.

عبدالرحمن بن قیس اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے خمس کے غلاموں میں سے، ایک غلام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے 20 ہزار کے عوض میں خریدا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے غلاموں کی قیمت کے لیے آدمی ان کے پاس بھجوایا، تو حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تو یہ دس ہزار کے عوض میں خریدے ہیں، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو چن لو، جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے، تو اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اور اپنے درمیان آپ ہی فیصلہ کریں، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان اختلاف ہو جائے، ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہ ہو، تو پھر یا تو فروخت کرنے والے کی بات معتبر ہوگی، یا پھر وہ دونوں سودے کو ترک کر دیں گے''۔

3512 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ بَاعَ مِنَ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، رَقِيْقًا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ

قاسم بن عبدالرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کو ایک غلام فروخت کیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، جس کے الفاظ میں کچھ کمی وبیشی ہے۔

بَابٌ فِي الشُّفْعَةِ

باب: شفعہ کا بیان

3513 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ، اَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهُ، فَاِنْ بَاعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''شفعہ ہر مشترکہ زمین یا باغ میں کیا جاسکتا ہے اسے اس وقت تک فروخت کرنا درست نہیں ہے جب تک آدمی اپنے شراکت دار کو اطلاع نہیں دیتا، اگر آپ نے (اطلاع دیئے بغیر) فروخت کردیا ہے، تو وہ شراکت دار اس بات کا زیادہ حقدار ہوگا، یا پھر یہ ہے کہ وہ اس کی اجازت دیدے''

3514 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اِنَّمَا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ہر ایسے مال میں رکھا ہے، جو تقسیم نہ ہوا ہو، لیکن جب حدود متعین ہوجائیں، اور راستے الگ ہوجائیں، تو اسے شفعہ کا حق نہیں رہے گا۔

3515 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، اَوْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، اَوْ عَنْهُمَا جَمِيْعًا، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا قُسِمَتِ الْاَرْضُ وَحُدَّتْ، فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب زمین تقسیم ہوجائے اور حدود متعین ہوجائیں، پھر اس میں شفعہ نہیں ہوسکتا''

3514- اسناده صحيح. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (14391) ومن طريقه اخرجه البخاري (2213)، وابن ماجه (2499)، والترمذي (1422).

3516 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سَمِعَ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ، سَمِعَ أَبَا رَافِعٍ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''پڑوسی، اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے''

3517 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوِ الْأَرْضِ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''گھر کا پڑوسی، اپنے پڑوس کے گھر کا، (راوی کا شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) زمین کا زیادہ حقدار ہوتا ہے''

3518 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے، اگر وہ موجود نہ ہو، تو اس کا انتظار کیا جائے گا، یہ اس صورت میں ہے، جب ان دونوں کا راستہ ایک ہو''۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ

باب: جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی اپنا مال بعینہ اس کے پاس پائے

3519 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ الْمَعْنَى، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ

3516-اسناده صحيح. سفيان: هو ابن عيينة. واخرجه البخاری (2258)، وابن ماجه (2495) و (2498)، والنسائی (4702) من طریق ابراهيم بن ميسرة، به. وهو فی "مسند احمد" (23871) و (27180)، و"صحيح ابن حبان" (5181) و (5183). واخرجه ابن ماجه (2496)، والنسائی (4703)

3519-اسناده صحيح. زهير: هو ابن معاوية الجعفی، والنفيلی: هو عبد الله بن محمد بن علی بن نفيل. وهو فی "موطا مالک" 2/678. واخرجه البخاری (2402)، ومسلم (1559)، وابن ماجه (2358)، والترمذی (1308)، والنسائی (4676) و (4677) من طريق ابی بكر بن محمد، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (7124)، و"صحيح ابن حبان" (5036) و (5037). واخرجه مسلم (1559) من طريق بشير بن نهيک، و (1559)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص مفلس ہو جائے، کوئی شخص اپنے سامان کو اس کے پاس آئے تو وہ اس سامان کا دوسرے کسی سے زیادہ حقدار ہوگا''۔

3520 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا، فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ.

ابوبکر بن عبدالرحمن، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کوئی سامان فروخت کرے، اور پھر اسے خریدنے والا شخص مفلس ہو جائے، اور فروخت کرنے والے نے، اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہ کیا ہو، اور پھر وہ اپنے مال کو اس شخص کے پاس بعینہ پائے، تو اس سامان کا مالک دیگر قرض خواہوں کے برابر شمار ہوگا''

3521 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ، زَادَ: وَإِنْ كَانَ قَدْ قَضَى مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابوبکر بن عبدالرحمن کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''اگر اس نے قیمت میں سے کچھ ادائیگی کی بھی ہو، تو وہ اس بارے میں دیگر قرض خواہوں کی مانند شمار ہوگا''۔

3522 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ يَعْنِي الْخَبَايِرِيَّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهُذَيْلِ الْحِمْصِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ: فَإِنْ كَانَ قَضَاهُ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ وَأَيُّمَا امْرِئٍ هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَتَاعُ امْرِئٍ بِعَيْنِهِ اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ مَالِكٍ أَصَحُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کی مانند روایت نقل کرتے ہیں: جس میں یہ الفاظ ہیں:

''اگر اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول کر لیا ہو تو باقی بچ جانے والی رقم کے بارے میں وہ دیگر قرض خواہوں کی مانند شمار

ہوگا اور جو شخص فوت ہو جائے اس کے پاس کسی شخص کا سامان بعینہ موجود ہو، تو خواہ اس دوسرے شخص نے اس کی قیمت میں سے کچھ وصول کیا ہو، یا نہ کیا ہو، وہ دیگر قرض خواہوں کی مانند شمار ہوگا"۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ روایت زیادہ درست ہے

3523 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ، عَنْ اَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ، قَالَ: اَتَيْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا اَفْلَسَ، فَقَالَ: لَاَقْضِيَنَّ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ اَفْلَسَ، اَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ

❁❁ عمر بن خلدہ بیان کرتے ہیں: ہم اپنے ایک ساتھی کے سلسلے میں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو مفلس ہو گیا تھا، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دوں گا۔ جو شخص مفلس ہو جائے یا فوت ہو جائے اور پھر کوئی شخص اپنے سامان کو بعینہ اس کے پاس پائے، تو وہ اس سامان کا زیادہ حقدار ہوگا"

بَابٌ فِيمَنْ اَحْيَا حَسِيْرًا

باب: جو شخص انتہائی بیمار جانور کو زندگی فراہم کرے

3524 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنَا مُوْسَى، حَدَّثَنَا اَبَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَقَالَ عَنْ اَبَانَ: اَنَّ عَامِرًا الشَّعْبِيَّ، حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَجَدَ دَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا اَهْلُهَا اَنْ يَعْلِفُوهَا فَسَيَّبُوهَا، فَاَخَذَهَا فَاَحْيَاهَا فَهِيَ لَهُ، قَالَ: فِي حَدِيْثِ اَبَانَ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَقُلْتُ: عَمَّنْ، قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَهٰذَا حَدِيْثُ حَمَّادٍ وَهُوَ اَبْيَنُ وَاَتَمُّ

❁❁ عامر شعبی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی ایسا جانور پائے، جس کے مالکان اسے چارہ فراہم کرنے سے عاجز آ چکے ہوں اور پھر انہوں نے اس جانور کو چھوڑ دیا ہو، تو جو شخص اس جانور کو لے کر اسے زندگی فراہم کرے گا (یعنی چارہ فراہم کرے گا) وہ جانور اسی کا ہوگا"۔

ابان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: عبیداللہ کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: یہ کس کے حوالے سے منقول ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ کئی صحابہ کرام کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت حماد کی نقل کردہ ہے، یہ زیادہ واضح اور زیادہ مکمل ہے۔

3525 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ حَمَّادٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ تَرَكَ دَابَّةً بِمَهْلَكٍ فَأَحْيَاهَا رَجُلٌ فَهِيَ لِمَنْ أَحْيَاهَا

شعبی مرفوع حدیث کے طور پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی جانور کو تباہ کن حالت میں چھوڑ دے اور پھر کوئی شخص اسے زندگی فراہم کرے (یعنی اسے چارہ فراہم کرے) تو وہ جانور اس کا ہوگا جس نے اسے زندگی فراہم کی''۔

بَابٌ فِي الرَّهْنِ

باب: رہن کا بیان

3526 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَالظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَحْلِبُ النَّفَقَةُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دودھ والے جانور کو جب رہن رکھا گیا ہو، تو اس کے خرچ کے عوض میں اس کا دودھ دوہ لیا جائے گا، اور سواری والے جانور کو جب رہن رکھا گیا ہو، تو اس کے خرچ کے عوض میں، اس پر سواری کی جائے گی، جو شخص دودھ دوہتا ہے اور سواری کرتا ہے، خرچ اس پر لازم ہوگا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ہمارے نزدیک یہ روایت درست ہے۔

3527 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ. قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ، وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ (أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ) (یونس: 62)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ وہ انبیاء بھی نہیں ہیں اور شہید بھی نہیں ہیں، لیکن انبیاء اور شہداء قیامت کے دن، اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں، ان کے مرتبہ و مقام پر رشک کریں گے، لوگوں نے عرض کی:
یارسول اللہ! آپ ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے، جو آپس میں اللہ کی کتاب کی وجہ سے، ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں گے، حالانکہ ان کے درمیان آپس میں کوئی رشتہ یا مالی لین دین نہیں ہو گا، اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے، وہ لوگ نور پر موجود ہوں گے، اس دن جب لوگ خوفزدہ ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا، جب لوگ غمگین ہوں گے، انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی
''خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے''

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ

باب: آدمی کا اپنی اولاد کے مال میں سے کھانا

3528 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي حِجْرِي يَتِيمٌ أَفَآكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ

❀❀ عمارہ بن عمیر، اپنی پھوپھی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: میرے زیر کفالت ایک یتیم لڑکا ہے، کیا میں اس کے مال میں سے کچھ کھا سکتی ہوں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی جو کچھ کھاتا ہے، اس میں سے پاکیزہ چیز وہ ہے، جو وہ اپنی کمائی میں سے کھاتا ہے اور آدمی کی اولاد اس کی کمائی
کا حصہ ہے''۔

3529 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ زَادَ فِيهِ إِذَا احْتَجْتُمْ وَهُوَ مُنْكَرٌ

❀❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

3528- واخرجه ابن ماجه (2290)، والترمذی (1408)، والنسائی (4449) و (4450) من طریق عمارة بن عمیر، بهذا الاسناد. واخرجه ابن ماجه (2137)، والنسائی (4451) و (4452) من طریق الاعمش، عن ابراهیم النخعی، عن الاسود، عن عائشة. وهذا اسناد صحیح. وهو فی "مسند احمد" (24148)، و "صحیح ابن حبان" (4260) و (4261) من طریق الاسود. واخرجه الدارقطنی فی "العلل" 5/ ورقة 60، وابن حزم فی "المحلی" 1028/

''آدمی کی اولاد اس کی کمائی کا حصہ ہے، بلکہ اس کی کمائی کا بہترین حصہ ہے، توتم ان کے اموال کھا سکتے ہو''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حماد بن ابوسلیمان نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں ''جب تم ضرورت مند ہو'' لیکن یہ الفاظ منکر ہیں۔

3530 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا، وَاِنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي؟ قَالَ: اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس مال بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہوتی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اور تمہارا مال' تمہارے والد کا ہے، بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترین کمائی ہے، توتم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ

باب: جب کوئی شخص، کسی کے پاس اپنا مال بعینہ پائے

3531 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعُ مَنْ بَاعَهُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنا مال بعینہ کسی شخص کے پاس پاتا ہے، تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہوگا، اور خریدار اس شخص کے پاس جائے گا، جس نے اسے فروخت کیا تھا''۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مَنْ تَحْتَ يَدِهِ

باب: آدمی کا حاصل ہونے والے مال میں سے اپنا حق حاصل کر لینا

3532 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ

3532- اخرجه البخاری (2211) و (5364) و (5375) و (7180)، ومسلم (1714)، وابن ماجه (2293)، والنسائی فی "المجتبی" (5420) من طرق عن هشام بن عروة، وهو فی "مسند احمد" (24117)، و"صحیح ابن حبان" (4256).

هِنْدًا أُمَّ مُعَاوِيَةَ، جَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ، رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِيْ مَا يَكْفِينِيْ وَبَنِيَّ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا؛ قَالَ: خُذِيْ مَا يَكْفِيكِ وَبَنِيكِ بِالْمَعْرُوفِ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: حضرت معاویہ کی والدہ ہند نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے، وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتے، جو میرے بچوں کے لیے کافی ہو، تو اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی لاعلمی میں) کچھ حاصل کرلو، تو کیا مجھے کوئی گناہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مناسب طور پر اتنا حاصل کرلو، جو تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے کافی ہو۔

3533 - حَدَّثَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَائَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ؛ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي بِالْمَعْرُوفِ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں: ہند، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابوسفیان کنجوس شخص ہے، کیا مجھے کوئی گناہ ہوگا اگر میں ان کے مال میں سے ان کی اجازت کے بغیر ان کی اولاد پر کچھ خرچ کر دوں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم مناسب طور پر خرچ کرتی ہو، تو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

3534 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ يَعْنِي الطَّوِيلَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ الْمَكِّيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَيْتَامٍ كَانَ وَلِيَّهُمْ فَغَالَطُوهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، فَأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ فَأَدْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا، قَالَ: قُلْتُ: أَقْبِضُ الْأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ؛ قَالَ: لَا، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

❁❁ یوسف بن ماہک مکی بیان کرتے ہیں: میں فلاں شخص کا خرچ لکھتا تھا، جو کچھ یتیم بچوں کا خرچ ہوتا تھا، جن بچوں کا وہ شخص نگران تھا، تو ان بچوں نے اس کو مغالطے کا شکار کر کے ایک ہزار درہم حاصل کر لیے، اس نے وہ رقم ان کو ادا کر دی، جب میں نے ان یتیموں کے مال میں زیادہ ادائیگی پائی تو میں نے کہا: آپ وہ ایک ہزار وصول کر لیں، جو وہ آپ سے لے گئے ہیں، تو اس نے جواب دیا: جی نہیں، میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو تمہیں امین بنائے، تم اسے امانت ادا کر دو، اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے، تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرنا''۔

3535 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، عَنْ شَرِيكٍ - قَالَ: ابْنُ الْعَلَاءِ، وَقَيْسٌ - عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص تمہیں امین بنائے، اسے تم امانت ادا کردو، اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے، تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرنا''

بَابٌ فِيْ قَبُوْلِ الْهَدَايَا

باب: تحائف قبول کرنا

3536 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسٰى وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ بْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ السَّبِيْعِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول کر لیتے تھے، اور اس کے بدلے میں تحفہ دیا کرتے تھے۔

3537 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ، حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَايْمُ اللّٰهِ، لَا اَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا مِنْ اَحَدٍ هَدِيَّةً، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مُهَاجِرًا قُرَشِيًّا، اَوْ اَنْصَارِيًّا، اَوْ دَوْسِيًّا، اَوْ ثَقَفِيًّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی شخص سے تحفہ قبول نہیں کروں گا، صرف کسی قریشی مہاجر سے' یا انصاری سے یا دوس قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص سے' یا ثقیف قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص سے تحفہ قبول کروں گا''۔

بَابُ الرُّجُوْعِ فِي الْهِبَةِ

باب: ہبہ واپس لینا

3538 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا اَبَانُ، وَهَمَّامٌ، وَشُعْبَةُ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ

3537- حديث صحيح، وهذا اسند حسن لولا عنعنة محمد بن اسحاق، وهو متابع. واخرجه الترمذی (4290) من طريق محمد بن اسحاق، بهذا الاسناد، وقال: حسن غريب صحيح من هذا الوجه. واخرجه احمد (7363)، والنسائی (3759) من طريق محمد بن عجلان، والترمذی (4289)

3538- اسناده صحيح. قتادة: هو ابن دعامة السدوسی، وشعبة: هو ابن الحجاج، وهمام: هو ابن يحيیٰ العوذی، وابان: هو ابن يزيد العطار. واخرجه البخاری (2621)، ومسلم (1622)، وابن ماجه (2385)، والنسائی (3696) و (3697) من طريق قتادة، به. واخرجه البخاری (2622) و (6975)، والترمذی (1344)، والنسائی (3698)، من طريق عكرمة، عن ابن عباس. ولفظه: "ليس لنا مثل السوء، الذی يعود فی هبته كالكلب يرجع فی قيئه". "وهو فی "مسند احمد" (1872) و (2529)، و"صحيح ابن حبان" (5121).

قَالَ هَمَّامٌ: وَقَالَ قَتَادَةُ: وَلَا نَعْلَمُ الْقَيْءَ إِلَّا حَرَامًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹ لینے والے کی مانند ہے''

ہمام اور قتادہ نے یہ بات بیان کی ہے: ہمارے نزدیک قے چاٹنا حرام ہے۔

3539 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز عطیہ کے طور پر دے، یا کوئی چیز ہبہ کرے، اور پھر اسے واپس لے، البتہ والد نے اپنی اولاد کو جو چیز دی ہو (اس کا حکم مختلف ہے) جو شخص کوئی عطیہ دینے کے بعد واپس لے لیتا ہے، اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو کچھ کھاتا ہے، پھر جب وہ سیر ہو جاتا ہے، تو قے کر دیتا ہے، پھر دوبارہ اسی قے کو کھانے لگتا ہے''۔

3540 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوَقَّفْ فَلْيُعَرَّفْ بِمَا اسْتَرَدَّ ثُمَّ لِيُدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لے لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے کو کھا لیتا ہے، جب ہبہ کرنے والا شخص اس چیز کو واپس لینے لگے، تو اسے کھڑا کیا جائے اور جو چیز وہ واپس لے رہا ہے، اس کی شناخت حاصل کی جائے، پھر وہ چیز اسے واپس دیدی جائے، جو اس نے ہبہ کی تھی''۔

بَابٌ فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

باب: کوئی کام کرنے پر تحفہ دینا

3539-اسناده صحيح. حسين المعلم: هو ابن ذكوان، ومسدد: هو ابن مسرهد. واخرجه ابن ماجه (2377)، والترمذي (1345) و (2266)، والنسائي (3690) و (3703) من طريق حسين المعلم، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (2119) و (4810)، و"صحيح ابن حبان" (5123).

3541 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص اپنے کسی بھائی کی سفارش کرے پھر وہ بھائی اس سفارش پر اسے کوئی چیز تحفے کے طور پر دے، اور وہ شخص اس تحفے کو قبول کرے تو ایسا شخص سود کے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو جاتا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ

باب: آدمی کا بیٹوں میں سے کسی ایک کو ترجیحی طور پر عطیہ دینا

3542 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، وَأَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ، وَأَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَأَخْبَرَنَا مُجَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: أَنْحَلَنِي أَبِي نُحْلًا، قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ: مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ نَحَلَهُ غُلَامًا لَهُ، قَالَ: فَقَالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: ائْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْهِدْهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْهَدَهُ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي النُّعْمَانَ نُحْلًا، وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ: فَقَالَ: أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَ النُّعْمَانَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ: هَذَا جَوْرٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هَذَا تَلْجِئَةٌ، فَأَشْهِدْ عَلَى هَذَا غَيْرِي. قَالَ مُغِيرَةُ فِي حَدِيثِهِ: أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبِرِّ وَاللُّطْفِ سَوَاءً؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَشْهِدْ عَلَى هَذَا غَيْرِي، وَذَكَرَ مُجَالِدٌ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ، كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبَرُّوكَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَعْضُهُمْ: أَكُلَّ بَنِيكَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَلَدِكَ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيهِ: أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ، وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے مجھے تحفے کے طور پر ایک غلام دیا، تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے میرے والد سے کہا: آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں گواہ بنائیں۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میں نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک تحفہ دیا ہے، تو عمرہ نے مجھے یہ کہا کہ میں آپ کو اس بارے میں گواہ بناؤں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے ان سب کو اسی طرح عطیہ دیا ہے جس طرح تم نے نعمان کو دیا

ہے؟انہوں نے جواب دیا: جی نہیں!

تو یہاں بعض محدثین نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) یہ ظلم ہے۔

جبکہ بعض محدثین نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یہ زیادتی ہے، تم میری بجائے کسی اور کو اس پر گواہ بنالو۔

مغیرہ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ فرمانبرداری اور مہربانی کرنے میں، وہ سب تمہارے ساتھ یکساں سلوک کریں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میری بجائے کسی اور کو اس پر گواہ بنالو۔

مجالد نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان بچوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے درمیان انصاف سے کام لو، اس طرح تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہاری فرمانبرداری کریں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زہری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

بعض راویوں نے یہ نقل کیا ہے: ''کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو''

جبکہ بعض راویوں نے یہ لفظ نقل کیا ہے: ''اپنی اولاد کو''

ابن ابوخالد نے شعبی کے حوالے سے اس میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''کیا تمہارے اس کے علاوہ اور بیٹے بھی ہیں''

ابوضحیٰ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''کیا تمہارا اس کے علاوہ کوئی اور بچہ بھی ہے''

3543 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيهِ، حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: اَعْطَاهُ اَبُوهُ غُلَامًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا الْغُلَامُ؟ قَالَ: غُلَامِي اَعْطَانِيهِ اَبِي، قَالَ: فَكُلَّ اِخْوَتِكَ اَعْطٰى كَمَا اَعْطَاكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْدُدْهُ

❁❁ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے انہیں ایک غلام عطا کیا' نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: یہ غلام کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ میرا ہے، میرے والد نے مجھے دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا انہوں نے تمہارے تمام بھائیوں کو اسی طرح دیا ہے جس طرح تمہیں دیا ہے؟ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے واپس کردو۔

3544 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ اعْدِلُوا بَيْنَ اَبْنَائِكُمْ

❁❁ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

3544- اسناده حسن من اجل المفضل بن المهلب - وهو ابن ابی صفرة - حماد: هو ابن زيد. واخرجه النسائی (3687) من طريق سليمان بن حرب، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (18422).

''اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو، اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو''۔

3545 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرٍ انْحَلِ ابْنِي غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ، سَأَلَتْنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامًا، وَقَالَتْ لِي: أَشْهِدْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَيْسَ يَصْلُحُ هَذَا، وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے کو اپنا غلام تحفے کے طور پر دے دیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنالیں، تو حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: فلاں کی صاحبزادی (یعنی میری بیوی) نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کو یہ غلام عطیہ کے طور پر دے دوں، اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنالوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا اس بچے کے اور بھی بھائی ہیں؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ان سب کو تم نے اسی طرح دیا ہے؟ جس طرح اسے دیا ہے، حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ٹھیک نہیں ہے، میں صرف حق کے کام پر گواہ بنتا ہوں۔

بَابٌ فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا

باب: عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا

3546 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، وَحَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عورت کے لیے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے، جبکہ اس کا شوہر اس کی عصمت کا مالک بن چکا ہو''۔

3547 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ، إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عورت کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا جائز نہیں ہے''

بَابٌ فِي الْعُمْرَى

باب: عمریٰ کا بیان

3548 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمْرَى جَائِزَةٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عمریٰ جائز ہے''

عمریٰ کے فقہی مفہوم کا بیان

جان لیجیے کہ عمری کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں تمہاری زندگی تک کے لئے دیا یہ جائز ہے اس صورت میں جب تک وہ شخص جس کو مکان دیا گیا ہے زندہ ہے اس سے وہ مکان واپس نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد وہ مکان واپس لیا جا سکتا ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ عمری کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ کوئی شخص مثلاً اپنا مکان کسی کو دے اور یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں دے دیا جب تک تم زندہ رہو گے یہ تمہاری ملکیت میں رہے گا تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارثوں اور اولاد کا ہو جائے گا اس صورت کے بارے میں تمام علماء کا بالاتفاق یہ مسلک ہے کہ یہ ہبہ ہے اس صورت میں مکان مالک کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی ملکیت میں آ جاتا ہے اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس مکان کے مالک ہو جاتے ہیں اگر ورثاء نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہو جاتا ہے۔

عمری کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دینے والا بلا کسی قید و شرط کے یعنی مطلقاً یہ کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے اس صورت کے بارے میں علماء کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا بھی حکم وہی ہے جو پہلی صورت کا حکم ہے چنانچہ حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے اور بعد اس کے وارثوں کا حق نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک یعنی جس نے اس شخص کو دیا تھا کی ملکیت میں واپس آ جاتا ہے۔

موت کے بعد عمریٰ کو واپس لوٹانے میں مذاہب اربعہ

تیسری صورت یہ ہے کہ دینے والا یوں کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا اس صورت کے بارے میں بھی زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک یہ شرط کہ تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا فاسد ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ کسی

3548- اسناده صحيح. قتادة: هو ابن دعامة، وهمام: هو ابن يحيى العوذي، وابو الوليد الطيالسي: هو هشام بن عبد الملك. واخرجه البخاري (2626)، ومسلم (1626)، والنسائي (3754) من طريق قتادة به. وجاء عند مسلم في احدى روايتيه: "العمرى ميراث لاهلها" او قال: "جائزة." وهو في "مسند احمد" (8567). واخرج ابن ماجه (2379)، والنسائي (3753)

فاسد شرط کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا۔

حضرت امام شافعی کا بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے لیکن حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ عمریٰ کی یہ صورت ایک فاسد شرط کی وجہ سے فاسد ہے۔ عمریٰ کے بارے میں حضرت امام مالک کا یہ قول ہے کہ اس کی تمام صورتوں میں بنیادی مقصد دی جانے والی چیز کی منفعت کا مالک کرنا ہوتا ہے۔ (شرح الوقایہ، کتاب ہبہ، بیروت)

عمریٰ معمرلہ کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے

حضرت جابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمریٰ اپنے مالک یعنی معمرلہ کے ورثاء کی میراث ہو جاتا ہے (مسلم)

معمرلہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے بطور عمریٰ کوئی چیز دی جاتی ہے چنانچہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو مثلاً کوئی مکان بطور عمریٰ دیا جاتا ہے وہ مکان اس کی زندگی تک تو اس کی ملکیت رہتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے گویا یہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے جمہور علماء کے مسلک کی دلیل ہے۔

عمریٰ ورقبیٰ سے انتقال ملکیت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص اور اس کے ورثاء کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی جاتی ہے تو وہ عمریٰ اسی شخص کا ہو جاتا ہے جسے وہ دیا گیا ہے (یعنی وہ چیز اس کی ملکیت ہو جاتی ہے) عمریٰ دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتا کیونکہ دینے والے نے اس طرح دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو جاتی ہے (بخاری ومسلم)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی شخص کو بطور عمریٰ دی جاتی ہے وہ اس شخص کی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلی جاتی ہے دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتی۔ حضرت ابوہریرہ: کی جو روایت (۲) اوپر گزری ہے اس کی تشریح کے ضمن میں عمریٰ کی تین صورتیں بیان کی گئی تھیں اس حدیث میں انہیں سے پہلی صورت کا بیان ہے اس بارے میں جو فقہی اختلاف ہے اس کی تفصیل وہاں ذکر کی جا چکی ہے

حضرت جابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقبیٰ کرو اور نہ عمریٰ کرو کیونکہ جو چیز یعنی مثلاً مکان یا زمین) بطور رقبیٰ یا بطور عمریٰ دی جاتی ہے وہ اس کے ورثاء کی ملکیت میں چلی جاتی ہے (سنن ابوداؤد)

عمریٰ کی طرح رقبیٰ بھی ہبہ ہی کی ایک شاخ ہے اس کی وضاحت بھی ابتداء باب کے حاشیہ میں کی جا چکی ہے چنانچہ رقبیٰ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یہ کہے کہ میں اپنا مکان تمہیں اس شرط کے ساتھ دیتا ہوں کہ اگر میں تم سے پہلے مر گیا تو یہ مکان تمہاری ملکیت میں رہے گا اور اگر تم مجھ سے پہلے مر گئے تو پھر یہ میری ملکیت میں آ جائے گا رقبیٰ مشتق ہے ارقاب سے جو مراقبہ کے معنی میں ہے گویا رقبیٰ میں ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے۔

اس حدیث میں عمریٰ اور رقبیٰ سے منع کیا گیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ تم جو چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ کسی کو دیتے ہو وہ اس شخص کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور تمہاری ملکیت چونکہ کلیۃً ختم ہو جاتی ہے اس لئے اس شخص کے مرنے کے بعد وہ چیز اس کے

ورثاء کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے لہٰذا تم اپنے مال کو بطور عمریٰ یا رقبیٰ اپنی ملکیت سے نکال کر اپنا نقصان نہ کرو۔

اب رہی یہ بات کہ جب پہلے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عمریٰ اور رقبیٰ جائز ہیں تو پھر اس ممانعت کا محمول کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ ممانعت اس وقت فرمائی گئی ہوگی جب یہ دونوں جائز نہیں تھے اس صورت میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا پھر اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ عمریٰ اور رقبیٰ اگرچہ مصلحت کے خلاف ہیں لیکن جب یہ وقوع پذیر ہو جاتے ہیں (یعنی کسی کو کوئی چیز بطور عمریٰ یا رقبیٰ دے دی جاتی ہے) تو شرعی طور پر یہ صحیح ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز نہ صرف اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے کہ جس کو دی گئی ہے بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت میں پہنچ جاتی ہے اس صورت میں اس حدیث کو منسوخ قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

عمریٰ کے بارے میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہ حنفیہ کے ہاں جائز ہے لیکن رقبیٰ کے بارے میں ملا علی قاری یہ لکھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام ابو یوسف کے قول کے مطابق جائز ہے۔

حنفی علماء میں سے بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ نہی (ممانعت) ارشادی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنا مال کسی مدت متعینہ تک کے لئے ہبہ نہ کرو کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو اپنا مال واپس لے لو کیونکہ جب تم اپنی کوئی چیز کسی کو دے دو تو وہ تمہاری ملکیت سے نکل گئی اب وہ تمہاری ملکیت میں نہیں آئے گی خواہ تم وہ چیز ہبہ کی صراحت کر کے دو یا عمریٰ اور رقبیٰ کے طور پر دو۔

رقبیٰ کے صحیح ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم، امام محمد اور ایک قول کے مطابق امام مالک علیہم الرحمہ کے نزدیک رقبیٰ درست نہیں ہے۔

حضرت امام ابو یوسف، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک رقبیٰ درست ہے کیونکہ یہ ایسی شرط پر مشتمل ہے جس کے سبب موت کے بعد اس کو لوٹا دیا جاتا ہے۔ پس یہ عمریٰ کے حکم میں ہو جائے گا۔ جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی تعلیق کے معلق ہے جو خود خطرناک یعنی موت ہے۔ (شرح الوقایہ، کتاب ہبہ، بیروت)

3549 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

❁❁ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3550 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا اَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: الْعُمْرَى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ

3550- اسناده صحيح. ابو سلمة: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، ويحيى: هو ابن ابى كثير، وابان: هو ابن يزيد العطار. واخرجه البخارى (2625)، ومسلم (1625)، والنسائى (3750) و (3751) من طرق عن يحيى بن ابى كثير، به. وهو فى "مسند احمد" (14243) و (14270)، و"صحيح ابن حبان"، (5130).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے:

''عمریٰ اس کا ہوتا ہے، جسے ہبہ کیا گیا ہو''

3551 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُعْمِرَ عُمْرَى فَهِيَ لَهُ، وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو یہ اس شخص کو اور اس کے پسماندگان کو ملے گی، اس کا وارث وہ شخص ہوگا، جو اس کے پسماندگان میں وارث ہوگا''۔

شرح

رقبیٰ ارقاب سے ہے جو مراقبۃ سے بنا، رقب گردن کو کہتے ہیں، سوچنا، انتظار کرنا رقبیٰ کہلاتا ہے کہ وہ بھی گردن ڈال کر ہی ہوتا ہے، رقبیٰ یہ ہے کہ کہے یہ چیز تجھے دیتا ہوں لیکن اگر تو پہلے مرجائے تو میری ہوگی اور اگر میں پہلے مرجاؤں تو مستقل تیری ہوگی، چونکہ اس صورت میں ہر ایک دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے اس لیے اسے رقبیٰ کہتے ہیں، عمریٰ کے معنی پہلے عرض ہو چکے۔

لاترقبوا کی نہی بطور مشورہ ہے نہ کہ حرمت کے لیے یا یہ مطلب ہے کہ واپسی کی نیت سے رقبیٰ عمریٰ نہ کرو۔

یعنی رقبیٰ ہو یا عمریٰ چونکہ یہ ہبہ بالشرط ہے لہٰذا ہبہ درست ہے اور شرط باطل اور وہ شے کبھی بھی واہب کو نہ واپس ہوگی یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ رقبیٰ اور ہر طرح کا عمرہ موہوب لہ کو مستقل مالک کر دیتا ہے، چونکہ حدیث مرفوع ہے لہٰذا موقوف کے مقابل یہی راجح ہے۔

3552 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقِبِهِ

باب: جس نے اس کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ (حاصل کرنے والے کے) پسماندگان کے لیے بھی ہے

3553 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ يَعْنِي ابْنَ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَاِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِي اَعْطَاهَا لِاَنَّهُ اَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کو عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو اس شخص کی اور اس کے پسماندگان کی ہوگی، کیونکہ یہ اس کی ملکیت ہے، جسے وہ دیدی گئی ہے، یہ اس شخص کی طرف واپس نہیں جائے گی، جسے نے وہ دی ہو، کیونکہ اس نے ایک ایسا عطیہ دیا ہے، جس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے''۔

3554 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا اَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِاِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ،

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَيَزِيدُ بْنُ اَبِي حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى الْاَوْزَاعِيِّ فِي لَفْظِهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ ابن شہاب کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس کے الفاظ میں کچھ اختلاف ہے۔

3555 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي اَجَازَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَاَمَّا اِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَاِنَّهَا تَرْجِعُ اِلَى صَاحِبِهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عمریٰ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار دیا ہے کہ آدمی یہ کہے: یہ تمہارے لیے اور تمہارے ورثاء کے لیے ہے۔ لیکن جب آدمی یہ کہے: یہ تمہاری اس وقت تک ہے، جب تک تم زندہ رہو، تو پھر یہ چیز اس کے مالک کی طرف واپس آجائے گی۔

3556 - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا فَمَنْ اُرْقِبَ شَيْئًا اَوْ اُعْمِرَهُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3553- اسناده صحيح، وهو في "موطا مالک" 7562/، ومن طريقه اخرجه مسلم (1625)، والترمذي (1400)، والنسائي (3745). واخرجه مسلم (1625)، والنسائي (3747) من طريق ابن ابي ذئب، ومسلم (1625) من طريق ابن جريج، والنسائي (3746) من طريق شعيب بن ابي حمزة، ومسلم (1625)، وابن ماجه (2380)، والنسائي (3744) من طريق الليث بن سعد، والنسائي (3749) من طريق يزيد بن ابي حبيب، خمستهم عن الزهري، به. وهو في "مسند احمد" (14131) و (14871) و (15290)، و "صحيح ابن حبان" (5137) و (5138) و (5139).

''تم لوگ رقبیٰ کے طور پر، یا عمریٰ کے طور پر کوئی چیز نہ دو، جس شخص کو رقبیٰ یا عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دے جائے، وہ اس کے ورثاء کو ملے گی''۔

3557 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِي ثَابِتٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الْاَعْرَجِ عَنْ طَارِقٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيْقَةً مِنْ نَخْلٍ، فَمَاتَتْ، فَقَالَ ابْنُهَا: اِنَّمَا اَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا وَلَهُ اِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا، قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا، قَالَ: ذٰلِكَ اَبْعَدُ لَكَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون کے بارے میں فیصلہ دیا تھا، اس خاتون کو اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ دیا تھا، اس خاتون کا انتقال ہوگیا، تو اس کے بیٹے نے کہا، یہ تو میں نے ان کی زندگی تک کے لیے دیا تھا، اس لڑکے کے اور بھی بھائی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس خاتون کی ملکیت شمار ہوگا، اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی، اس لڑکے نے کہا: یہ تو میں نے انہیں صدقہ کے طور پر دیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس صورت میں تو یہ اور بھی زیادہ دور ہو جائے گا۔

بَابٌ فِي الرُّقْبٰى

باب: رقبیٰ کا بیان

3558 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، اَخْبَرَنَا دَاوُدُ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا، وَالرُّقْبٰى جَائِزَةٌ لِاَهْلِهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عمریٰ اس کے اہل کے لیے جائز ہے اور رقبیٰ اس کے اہل کے لیے جائز ہے (یعنی جسے یہ دیا گیا ہے، اس کی ملکیت شمار ہوگا)''۔

3556- اسناده صحيح، ورواية ابن جريج - وهو عبد الملك بن عبد العزيز - وان لم يصرح بسماعه من عطاء - وهو ابن ابي رباح - محمولة على الاتصال، كما صرح هو نفسه بذلك فيما رواه ابن ابي خيثمة في "تاريخه" (858). سفيان: هو ابن عيينة، واسحاق بن اسماعيل: هو الطالقاني. واخرجه النسائي (3731) من طريق سفيان بن عيينة، بهذا الاسناد. واخرجه البخاري (2626)، ومسلم (1625)، والنسائي (3729) و (3755) من طريق قتادة بن دعامة، والنسائي (3727) من طريق مالك بن دينار، كلاهما عن عطاء بن ابي رباح، به. بلفظ: "العمرى جائزة"، وفي رواية لمسلم: "العمرى ميراث لاهلها" واخرجه النسائي (3728) من طريق عبد الكريم بن مالك الجزري، و (3730) من طريق عبد الملك بن ابي سليمان، كلاهما عن عطاء بن ابي رباح مرسلاً. وهو في "مسند احمد" (14174)، و"صحيح ابن حبان" (5129).

3558- اخرجه ابن ماجه (2383)، والترمذي (1401)، والنسائي (3738) (3739) من طريق داود بن ابي هند، به. وقال الترمذي: حديث حسن. واقتصر النسائي في الموضع الاول على ذكر الرقبى. وهو في "مسند احمد" (14254)، و"صحيح ابن حبان" (5136)

3559 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ

❀❀ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی چیز عمریٰ کے طور پر دے دیتا ہے، تو وہ جس شخص کو دی گئی ہو، اس کی ملکیت شمار ہوگی، اس کی زندگی میں بھی اس کے مرنے کے بعد بھی اور تم لوگ کوئی چیز رقبیٰ کے طور پر نہ دو، جو شخص رقبیٰ کے طور پر کوئی چیز دے گا، تو اس کا راستہ وہی ہوگا (یعنی اس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔)"

3560 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَهُ وَلِوَرَثَتِهِ وَالرُّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الْإِنْسَانُ هُوَ لِلْآخِرِ مِنِّي وَمِنْكَ

❀❀ مجاہد فرماتے ہیں: عمریٰ سے مراد یہ ہے: ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے: جب تک تم زندہ رہے یہ تمہاری ہوئی، جب کوئی شخص یہ کہہ دے تو یہ اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، اور رقبیٰ سے مراد یہ ہے: وہ یہ کہے: یہ مجھ میں اور تم میں سے اس شخص کی ہوگی، جو بعد میں فوت ہو۔

بَابٌ فِي تَضْمِينِ الْعَوَرِ

باب: عاریت کا ضمان ادا کرنا

عاریت کی تعریف وفقہی مفہوم کا بیان

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عاریت کی تعریف یہ کی ہے کہ کسی معین اور مباح چیز کا نفع لینا جس کا نفع لینا مباح ہو اور نفع حاصل کرنے کے بعد اصل چیز کو مالک کو واپس کرنا۔ تو اس تعریف سے وہ چیز خارج ہوگی جس کا نفع حاصل کیا جائے تو وہ ضائع ہو جائے مثلاً کھانے پینے والی چیزیں۔

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اُسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔ عاریت کے لیے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اُس نے لا کر دیدی اور کچھ نہ کہا عاریت ہوگئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔ (بحر الرائق، کتاب عاریت، بیروت)

عاریت کے شرعی مأخذ کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے) : اور استعمال کرنے والی چیزوں سے روکتے ہیں) (الماعون، ۷)

یعنی وہ چیزیں جو لوگ عام طور پر آپس میں لیتے دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ضرورت کی چیز ان سے لوگوں کو روکتے اور عاریت نہیں دیتے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک دن (ایک دن اس خیال سے کہ کفار کا لشکر مدینہ کے قریب آ گیا ہے) مدینہ میں گھبراہٹ اور خوف کی ایک فضا پیدا ہوگئی ہے۔ (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ کا گھوڑا کہ جسے مندوب یعنی سست کہا جاتا تھا عاریۃً مانگا اور اس پر سوار ہو کر تحقیق حال کے لیے مدینہ سے باہر نکلے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا کہ میں نے خوف وگھبراہٹ کی کوئی چیز نہیں دیکھی ہے نیز میں نے اس گھوڑے کو کشادہ قدم یعنی تیز رفتار پایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوطلحہ کا گھوڑا پہلے بہت ڈھیلا اور سست رفتار تھا اسی واسطے اس کا نام ہی مندوب یعنی سست رکھ دیا گیا تھا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ گھوڑا بڑا چاق وچوبند اور تیز رفتار ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کو عاریۃً مانگنا اور اسے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے نیز کسی جانور کو کسی نام سے موسوم کر دینا بھی جائز ہے اسی طرح سامان جنگ کا نام رکھنا بھی جائز ہے۔

یہ حدیث جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری اور کمال جانبازی کو ظاہر کرتی ہے کہ جب دشمن کی فوج کے مدینہ کے قریب آ جانے کے خوف سے پورے مدینہ میں اضطراب وگھبراہٹ کی ایک عام فضا پیدا ہوگئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل بے خوف ہو کر تحقیق حال کے لیے تن تنہا مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے وہیں یہ حدیث اس بات کی بھی غماز ہے کہ دشمنوں کی ٹوہ لینی اور ان کے حالات پر مطلع ہونے کے لئے سعی کرنا ضروری ہے۔ نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی خوف واضطراب کے موقع پر خوف کے خاتمہ کی خوشخبری لوگوں کو دینا مستحب ہے۔

عاریت کا بغیر عوض کے تملیک ہونے کا بیان

کوئی چیز بطور ادھار لینا دینا جائز ہے اور اس کی تعریف یہ ہے کہ عاریت ''کسی کو بلاعوض اپنی چیز کے منافع کا مالک بنا دینا'' ہے اور یہ اس طرح کا قول کرنے سے درست ہو جاتی ہے۔ مثلاً کہنا کہ میں نے تجھے تیری مانگی شئے ادھار دیدی۔ اور میں نے تمہیں یہ زمین کھانے کیلئے دیدی۔ اور میں نے یہ کپڑا تمہیں دیدیا عطا کر دیا۔ اور میں نے تمہیں اس جانور پر سوار کر دیا۔ مگر یہ اس وقت ہوگا۔ جب اس نے اپنے اس قول سے جانور کو ہبہ کرنے کا ارادہ نہ کیا اور میں نے تمہیں یہ غلام خدمت کے لئے دیدیا میرا گھر تیرے لئے رہائش ہے اور میرا گھر زندگی بھر تیرے لئے رہائش ہے۔

اور معیر (یعنی بطور ادھار چیز دینے والے) کے لئے جب چاہے اپنی چیز واپس لے لینا جائز ہے اور عاریت (ادھار دی گئی شئے مستعیر (یعنی جس نے ادھار چیز لے رکھی ہو) کے پاس امانت کے طور پر ہوتی ہے۔ اس لئے جب وہ مستعیر کی زیادتی کے علاوہ ہلاک ہوئی۔ تو اسے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔ اور مستعیر کے لئے جو چیز اس نے ادھار لے رکھی ہو اسے آگے کرائے پر چڑھا دینا جائز نہیں ہے۔ جب اس نے اسے کرائے پر دیا تھا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اسے جرمانہ بھرنا پڑے گا۔ اس

کیلئے مانگی شیئ کو آگے دینا اس صورت میں جائز ہوسکتا ہے۔ کہ جب استعمال کرنے والے کی تبدیلی میں مستعار (یعنی ادھار لی گئی) چیز تبدیل نہ ہو جاتی ہو اور درہم' دینار' پیمائش والی اشیاء اور وزن والی جن کا وزن کیا جاتا ہو ان اشیاء کو بطور عاریت دینا بطور قرض شمار ہوگا۔ (قدوری، کتاب عاریت، لاہور)

مستعار لی ہوئی چیز کے امانت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت شریح، حضرت نخعی حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ جو چیز مستعار لی جاتی ہے وہ مستعار لینے والے کے پاس بطور امانت ہوتی ہے کہ اگر وہ تلف وضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ دینا واجب نہیں ہوتا ہاں اگر مستعار لینے والا اس چیز کو قصداً ضائع کر دے تو پھر اس پر اس چیز کا بدل واجب ہوتا ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

لیکن حضرت ابن عباس حضرت ابوہریرہ حضرت امام شافعی اور امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اگر وہ چیز ضائع وتلف ہو جائے تو مستعار لینے اولے پر اس کا بدل یعنی اس چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوتا ہے اسی لئے ان حضرات کے نزدیک لفظ مضمونۃ جو واپس کردی جائیں گی کے یہ معنی ہیں تلف ہو جانے کی صورت میں ان کا بدل ادا کیا جائے گا۔ (شرح الوقایہ، کتاب عاریت، بیروت)

موزونی وعددی چیزوں کی عاریت کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مکیل وموزون وعددی متقارب کو عاریت لیا اور عاریت میں کوئی قید نہیں تو عاریت نہیں بلکہ قرض ہے مثلاً کسی سے روپے، پیسے، گیہوں، جَو وغیرہا عاریت لیے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو خرچ کریگا اور اسی قسم کی چیز دے گا یعنی روپیہ لیا ہے تو روپیہ دے گا پیسہ لیا ہے تو پیسہ دے گا اور جتنا لیا اُتنا ہی دے دیگا یہ عاریت نہیں بلکہ قرض ہے کیونکہ عاریت میں چیز کو باقی رکھتے ہوئے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے اور یہاں ہلاک وخرچ کر کے فائدہ اُٹھانا ہے لہٰذا فرض کرو کہ قبل انتفاع یہ چیزیں ضائع ہو جائیں جب بھی تاوان دینا ہوگا کہ قرض کا یہی حکم ہے کہ لینے والا مالک ہو جاتا ہے نقصان ہوگا تو اس کا ہوگا دینے والے کا نہیں ہوگا ہاں اگر ان چیزوں کے عاریت لینے میں کوئی ایسی بات ذکر کردی جائے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ حقیقۃً عاریت ہی ہے قرض نہیں تو اُسے عاریت ہی قرار دیں گے مثلاً روپے یا پیسے مانگتا ہے کہ اس سے کوئی چیز وزن کریگا یا اس سے تول کر باٹ بنائے گا یا اپنی دوکان کو سجائے گا تو عاریت ہے۔ (درمختار، کتاب عاریت، بیروت)

اور جب اس نے پہننے کے کپڑے قرض مانگے یہ عرفاً عاریت ہے پیوند مانگا کہ کرتے میں لگائے گا یا اینٹ یا کڑی مکان میں لگانے کے لیے عاریت مانگی اور ان سب میں یہ کہہ دیا ہے کہ واپس دیدوں گا تو عاریت ہے اور یہ نہیں کہا ہے تو قرض ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب عاریت، بیروت)

کسی سے ایک پیالہ سالن مانگا یہ قرض ہے اور اگر دونوں میں انبساط وبے تکلفی ہو تو اباحت ہے۔ گولی، چھرے عاریت لیے یہ قرض ہے اور اگر نشانہ پر مارنے کے لیے یعنی چاند ماری کے لیے گولی لی ہے تو عاریت ہے کیونکہ اُسے واپس دے سکتا ہے۔

عاریت والی چیز کو عاریت پر دینے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے عاریت والی چیز کسی کو بطور عاریت دی تو یہ ہمارے نزدیک جائز ہے۔ اگر چہ معیر نے معین نہ کیا اور یہی مذہب امام مالک اور ایک دلیل کے مطابق امام شافعی کا ہے۔ کیونکہ وہ منافع کی ملکیت ہے۔ جبکہ امام شافعی کا صحیح مذہب اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ عاریت کو کسی دوسرے شخص پر بطور عاریت دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عاریت میں ملکیت منافع صرف اسی کیلئے مباح ہوئے ہیں کسی دوسرے کیلئے مباح نہیں ہوئے۔

(شرح الوقایہ، کتاب عاریت، بیروت)

3561 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَ، ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ، فَقَالَ: هُوَ أَمِينُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ

❁❁ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہاتھ جو وصول کرتا ہے وہ اس پر لازم ہے، جب تک وہ اسے ادا نہیں کر دیتا (یعنی واپس نہیں کر دیتا)''

پھر حسن اس روایت کو بھول گئے اور انہوں نے یہ کہا: جو شخص تمہارا امین ہو، اس پر ضمان نہیں ہوگا۔

3562 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرَاعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: أَغَصْبٌ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: لَا بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ رِوَايَةُ يَزِيدَ بِبَغْدَادَ وَفِي رِوَايَتِهِ بِوَاسِطٍ تَغَيُّرٌ عَلَى غَيْرِ هَذَا

❁❁ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ حنین کے موقع پر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ زرہیں عاریت کے طور پر طلب کیں، تو انہوں نے عرض کی: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ غصب کرنا چاہ رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی نہیں! بلکہ عاریت کے طور پر ہیں اور ان کا ضمان بھی ہوگا

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) یہ روایت یزید نے بغداد میں بیان کی تھی، جب انہوں نے واسط میں یہ روایت نقل کی، تو وہ کچھ متغیر تھی۔

3563 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أُنَاسٍ، مِنْ آلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا صَفْوَانُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ سِلَاحٍ، قَالَ: عَوَرٌ أَمْ غَصْبًا، قَالَ: لَا بَلْ عَوَرٌ فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

3561- اخرجه ابن ماجه (2400)، والترمذي (1312)، والنسائي في "الكبرى" (5751) من طريق سعيد بن ابي عروبة بهذا الاسناد. وقال الترمذي: حديث حسن. وهو في "مسند احمد" (20086).

وَسَلَّمَ حُنَيْنًا، فَلَمَّا هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ جُمِعَتْ دُرُوعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ مِنْهَا أَدْرَاعًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَفْوَانَ: إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَدْرَاعِكَ أَدْرَاعًا، فَهَلْ نَغْرَمُ لَكَ؟ قَالَ: لَا، يَا رَسُولَ اللهِ، لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ، ثُمَّ أَسْلَمَ،

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کچھ لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے صفوان! کیا تمہارے پاس ہتھیار ہیں؟ انہوں نے دریافت کیا: آپ عاریت کے طور پر لینا چاہتے ہیں یا غصب کرنا چاہتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عاریت کے طور پر لینا چاہتے ہیں، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو 30 سے لے کر 40 تک زرہیں عاریت کے طور پر دیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں شرکت کی، جب مشرکین پسپا ہو گئے، تو حضرت صفوان کی زرہیں اکٹھی کی گئیں، ان میں سے کچھ زرہیں گم ہو چکی تھیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہاری زرہوں میں سے کچھ زرہیں ہمیں نہیں ملی ہیں، تو کیا ہم تمہیں اس کا تاوان ادا کریں، انہوں نے عرض کی: جی نہیں، یا رسول اللہ آج میرے دل میں (اسلام کی) جو جگہ ہے وہ اس دن نہیں تھی''

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہیں اسلام قبول کرنے سے پہلے عاریت کے طور پر دی تھیں، بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

3564 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ نَاسٍ، مِنْ آلِ صَفْوَانَ قَالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی آل میں سے کچھ لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاریت کے طور پر لیں، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

3565 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ، وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَا الطَّعَامَ، قَالَ: ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا ثُمَّ قَالَ: الْعَوَرُ مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لیے وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی اور عورت اپنے گھر میں سے کوئی بھی چیز، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اناج بھی نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہمارا افضل مال ہے، پھر آپ نے فرمایا عاریت کے طور پر لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی،

عطیہ کے طور پر ملنے والی چیز واپس کی جائے گی، قرض کو ادا کیا جائے گا، اور ضامن شخص تاوان ادا کرنے کا پابند ہو گا"۔

3566 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُصْفُرِيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اَتَتْكَ رُسُلِي فَاَعْطِهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا، وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: اَعَوَرٌ مَضْمُونَةٌ، اَوْ عَوَرٌ مُؤَدَّاةٌ، قَالَ: بَلْ مُؤَدَّاةٌ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: حَبَّانُ خَالُ هِلَالٍ الرَّائِيِّ

✿✿ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

جب میرے قاصد تمہارے پاس آئیں گے، تم انہیں 30 زرہیں اور 30 اونٹ دے دینا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ ایسی عاریت کے طور پر ہیں، جن کا ضمان ادا کیا جائے گا یا یہ وہ عاریت ہیں، جسے واپس کیا جائے گا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ عاریت ہے، جسے واپس کیا جائے گا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حبان نامی راوی، ہلال رائی کے ماموں ہیں۔

بَابٌ فِيمَنْ اَفْسَدَ شَيْئًا يَغْرَمُ مِثْلَهُ

باب: جو شخص کسی چیز کو خراب کر دے، وہ اس کی مثل جرمانہ ادا کرے گا

3567 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَاَرْسَلَتْ اِحْدَى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمِهَا قَصْعَةً فِيهَا طَعَامٌ، قَالَ: فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ اِحْدَاهُمَا اِلَى الْاُخْرَى، فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ، وَيَقُولُ: غَارَتْ اُمُّكُمْ زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى كُلُوا فَاَكَلُوا حَتَّى جَائَتْ قَصْعَتُهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ رَجَعْنَا اِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ قَالَ كُلُوا وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ اِلَى الرَّسُولِ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِهِ

✿✿ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اپنی ایک زوجہ محترمہ کے گھر میں موجود تھے، امہات المومنین میں سے کسی نے ایک خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا موجود تھا راوی کہتے ہیں: تو اس خاتون نے (جس کے گھر میں نبی

3567- اسناده صحيح. حميد: هو ابن ابي حميد الطويل، وخالد: هو ابن الحارث الهُجيمي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان، ومسدد: هو ابن مسرهد. واخرجه البخاري (2481)، و (5225)، وابن ماجه (2334)، والترمذي (1409)، والنسائي (3955) من طرق عن حميد الطويل، به. ورواية الترمذي مختصرة. وهو في "مسند احمد" (12027).

اکرم ﷺ موجود تھے) اپنا ہاتھ مار کروہ پیالہ توڑ دیا، نبی اکرم ﷺ نے اس کے دونوں ٹکڑے پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا، پھر آپ ﷺ اس اناج کو اکٹھا کرنے لگے (جو نیچے گر گیا تھا) آپ یہ فرماتے جا رہے تھے: تمہاری امی کو غصہ آ گیا۔ ابن مثنیٰ نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) تم اسے کھالو، لوگوں نے اسے کھالیا، یہاں تک کہ وہ خاتون اپنا برتن لے کر آئی، جس کے گھر میں نبی اکرم ﷺ موجود تھے، مسدد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم لوگ کھالو، نبی اکرم ﷺ نے اس آنے والے شخص کو (اور ٹوٹنے ہوئے) پیالے کو روک لیا، یہاں تک کہ جب لوگ کھا کر فارغ ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے صحیح پیالہ اس قاصد کے سپرد کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس گھر میں رکھ لیا (جس میں آپ ﷺ موجود تھے)۔

3568 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي فُلَيْتٌ الْعَامِرِيُّ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ، صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَبَعَثَتْ بِهِ، فَأَخَذَنِي أَفْكَلٌ، فَكَسَرْتُ الْإِنَاءَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قَالَ: إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ وَطَعَامٌ مِثْلُ طَعَامٍ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی، جو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جیسا عمدہ کھانا پکاتی ہو، ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور وہ کھانا بھجوایا، اس پر مجھے غصہ آ گیا، میں نے وہ برتن توڑ دیا (بعد میں) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے جو کیا ہے، اس کا کفارہ کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایسا برتن' جو اس برتن کی مانند ہو، ایسا کھانا' جو اس کھانے کی مانند ہو''

زمین کو ادھار پر لینے کا بیان

جب کسی نے کسی سے زمین اس لئے مستعار لی کہ وہ اس میں تعمیر کرے گا یا شجر کاری کرے گا تو یہ جائز ہے لیکن معیر اس سے اپنی زمین کسی بھی وقت واپس لے لینے کا برابر حقدار ہوگا۔ اور اسے اس کو اپنی عمارت اور درخت اکھاڑ لینے پر مجبور کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ پھر اس صورت میں دینے والے سے جب عاریت کا کوئی وقت طے نہیں ہوا تھا تو اس پر کوئی جرمانہ وغیرہ نہ ہوگا۔ لیکن جب پہلے اس نے وقت مقرر کر دیا تھا اب جب وہ وقت سے پہلے لینے کی کوشش کرے گا تو اس پر مستعیر کے مکان اکھاڑنے اور درخت اکھاڑنے سے جو نقصان ہوگا اس کا جرمانہ دینا لازم ہوگا۔ البتہ عاریت کی چیز کو واپس کرنے کی مزدوری مستعیر کے ذمے ہوگی اور اجرت پر دی گئی چیز کو واپس کرنے کی اجرت مؤجر (یعنی جسے چیز اجرت پر دی گئی) پر ہوتی ہے اور غصب کردہ شئے کو لوٹانے کی اجرت غاصب پر ہوتی ہے۔ اور ودیعت رکھی گئی شئے کو واپس لوٹانے کی مزدوری مودع کے ذمہ ہوتی ہے۔ جب کسی نے کسی سے کوئی جانور' سواری مستعار لی پھر اس نے اسے اس کے مالک کے اصطبل میں واپس لوٹا بھی دیا۔ اس کے بعد وہ جانور ہلاک ہو گیا۔ تو اس کا مستعیر ضامن نہ ہوگا۔ اور جب اس نے کوئی شئے مستعار لی پھر اسے اس کے مالک کے گھر پہنچا دیا مگر اسے بنفس نفیس اس کے مالک کے حوالے نہیں کیا تھا تو پھر بھی وہ اس کا ضامن نہ ہوگا۔ لیکن جب اس نے ''ودیعت'' مالک کے گھر تو پہنچا دی تھی مگر اسے اس کے مالک کے حوالے نہیں کیا تھا تو اس کا اسے جرمانہ دینا ہوگا۔ اور اللہ

تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔ (قدوری، کتاب عاریت، لاہور)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زمین عاریت پر لی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کریگا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہوجانے کا اندیشہ ہوتو اِس ملبہ کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہوگی یا درخت کے کاٹنے کے بعد جو قیمت ہوگی مالکِ زمین سے دلادی جائے اور مالک مکان ودرخت اپنے مکان ودرخت کو بجنسہٖ چھوڑ دے۔ اور جب مالکِ زمین نے مستعیر کے لیے کوئی مدت مقرر کردی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگر چہ یہ مکروہ ووعدہ خلافی ہے مگر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد اُس کے ذمہ قضاءً لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہوگا مالک زمین اُس کو ادا کرے یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ملبہ جدا کردینے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالکِ زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔ (درمختار، کتاب عاریت، بیروت)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب زمین زراعت کے لیے عاریت دی اور واپس لینا چاہتا ہے جب تک فصل طیار نہ ہو اور کھیت کاٹنے کا وقت نہ آئے واپس نہیں لے سکتا وقت مقرر کر کے دی ہو یا مقرر نہ کیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے یہ البتہ ہے کہ فصل طیار ہونے تک زمین کی جو اُجرت ہو مالک زمین کو دلادی جائے گی۔ اگر کھیت بولیا ہے مگر ابھی تک جما نہیں ہے مالک زمین یہ کہتا ہے کہ بیج لے لو اور جو کچھ صرفہ ہوا ہے وہ لے لو اور کھیت چھوڑ دو یہ نہیں کرسکتا اگر چہ کاشتکار اس پر راضی بھی ہو کیونکہ جمنے سے پہلے زراعت کی بیع نہیں ہوسکتی اور کھیت جم گیا ہے تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (بحرالرائق، کتاب عاریت، بیروت)

عاریت کی واپسی کے صرفہ کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں جب ایک شخص نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا غلام فلاں شخص کی خدمت کرے یعنی وہ وارث کی ملک ہے اور موصیٰ لہ کی اتنے دنوں خدمت کرے اس میں بھی واپسی کا صرفہ موصیٰ لہ کے ذمہ ہے۔ غصب و رہن میں واپسی کی ذمہ داری ومصارف غاصب ومرتہن پر ہیں۔ مالک نے اپنی چیز اُجرت پر دی تو واپسی کی ذمہ داری ومصارف مالک پر ہیں۔ یہ اُس وقت ہے کہ وہاں سے لے جانا مالک کی اجازت سے ہو مثلاً کہیں جانے کے لیے گھوڑا کرایہ پر لیا وہاں تک گیا سواری واپس کرنا اس کا کام نہیں بلکہ مالک کا کام ہے اور اگر اُس کے حکم سے نہیں لے گیا ہے تو پہنچانا اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً کرسی کرایہ پر لی اور شہر سے باہر لے گیا تو واپس کرنا اس کا کام ہوگا۔ شرکت ومضاربت اور موہوب شے جس کو مالک نے واپس کرلیا ان سب کی واپسی مالک کے ذمہ ہے۔ اجیر مشترک جیسے درزی دھوبی کپڑے کی واپسی ان کے ذمہ ہے۔ (شامی)

بَابُ الْمَوَاشِي تُفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ

باب: جب مویشی کسی کا کھیت خراب کردیں

3569 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَاَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ الْاَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ، وَعَلٰى اَهْلِ الْمَوَاشِيْ حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ

حرام بن محیصہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک شخص کے باغ میں داخل ہوگئی اور اس نے وہاں کی پیداوار خراب کردی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا کہ زمین کے مالک پر اس کی حفاظت کرنا، دن کے وقت لازم ہے، اور مویشی کے مالک پر، رات کے وقت اس کی حفاظت کرنا لازم ہے۔

شرح

یعنی اگر اونٹنی نے رات میں باغ کو نقصان پہنچایا ہے تو اونٹنی کا مالک اس نقصان کو پورا کرے گا، اور اگر دن میں نقصان پہنچائے تو باغ کا مالک اس نقصان کو برداشت کرے، کیونکہ باغ کی حفاظت خود اسی کی اپنی ذمہ داری تھی۔

3570 - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ الْاَنْصَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِيَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ، فَكُلِّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا: فَقَضٰى اَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلٰى اَهْلِهَا، وَاَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلٰى اَهْلِهَا، وَاَنَّ عَلٰى اَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا اَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کی ایک اونٹنی تھی، جو نقصان پہنچایا کرتی تھی، وہ ایک باغ میں داخل ہوئی، اس نے وہاں نقصان کر دیا، اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی گئی، تو آپ نے یہ فیصلہ دیا: دن کے وقت باغات کی حفاظت کرنا، ان کے مالکان پر لازم ہے، اور رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت کرنا، ان کے مالکان پر لازم ہے۔ مویشی رات کے وقت جو نقصان کریں گے، اس کی ادائیگی مویشی کے مالک کے ذمے ہوگی۔

3570-اسناده ضعيف لانقطاعه، والصحيح انه مرسل كما سلف قبله. وحرام بن محيصة لم يسمع من البراء بن عازب. واخرجه النسائي في "الكبرى" (5753) من طريق الاوزاعي، بهذا الاسناد. واخرجه ابن ماجه (2332م)، والنسائي (5752) من طريق معاوية بن هشام القصار، عن سفيان الثوري، عن عبدالله بن عيسى -وقرن به النسائي اسماعيل بن امية- عن الزهري، به. ومعاوية بن هشام -وان كان حسن الحديث-، لكنه يغرب عن الثوري باشياء كما قال ابن عدي. واخرجه النسائي (5755)

كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ

یہ کتاب عہدہ قضاء کے بیان میں ہے

بَابٌ فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ

باب: عہدہ قضا مانگنا

منصب قضاء کے ابتلاء کا بیان

3571 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص قضاء کا نگران بنے، وہ چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا''۔

3572 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، وَالْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جسے لوگوں کے درمیان قاضی بنادیا گیا، اسے چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا''

شرح

ذبح" سے اس کے متعارف معنی (یعنی ہلاکت بدن) مراد نہیں ہے بلکہ غیر متعارف معنی" ذہنی وروحانی ہلاکت" مراد ہے۔ چنانچہ جس شخص کو قاضی مقرر کیا جاتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہمہ وقت کی الجھن و پریشانی اور روحانی، (اذیت) یا یوں کہئے۔ کہ درد بے

3571-حديث قوی، وهذا اسناد حسن فی المتابعات من اجل فضيل بن سليمان، فهو ضعيف يعتبر به، وقد توبع. سعيد المقبری: هو ابن ابی سعيد كيسان. وسياتی بعده من طريق آخر بسند حسن. واخرجه الترمذی (1374) من طريق فضيل بن سليمان، بهذا الاسناد. وقال: حديث حسن غريب. واخرجه النسائی فی "الكبری" (5892) من طريق داود بن خالد العطار، عن سعيد المقبری، به. وداود العطار فی عداد المجهولين. وهو فی "مسنداحمد" (7145).

3572-واخرجه ابن ماجه (2308)، والنسائی فی "الكبری" (5895) من طريق عبدالله ابن جعفر المخرمی، والنسائی (5893) من طريق ابن ابی ذئب، و (5894)

دواء اور مفت کی بیماری میں مبتلا رہتا ہے بلکہ اس کو اپنی عاقبت کی خرابی کا خوف بھی رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ چھری سے ذبح ہو جانا صرف لمحہ بھر کے لئے اذیت برداشت کرنا ہے جب کہ یہ اذیت عمر بھر کی ہے بلکہ اس کی حسرت وپشیمانی قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔

بَابٌ فِي الْقَاضِي يُخْطِئُ

باب: قاضی کا (فیصلہ دیتے ہوئے) غلطی کرنا

تین قسم کے قاضی ہونے کا بیان

3573 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ. فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ، فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ بُرَيْدَةَ الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ

ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں جائے گا اور دو جہنم میں جائیں گے، جہاں تک اس قاضی کا تعلق ہے جو جنت میں جائے گا، یہ وہ شخص ہے جو حق کو جانتا ہے اور اس کے مطابق فیصلہ دے دیتا ہے ایک وہ شخص ہے جو حق کو جانتا ہے لیکن فیصلے میں زیادتی کر جاتا ہے، وہ جہنم میں جائے گا، ایک وہ شخص ہے جو علم نہ ہونے کے باوجود لوگوں کے فیصلے کرتا ہے، وہ بھی جہنم میں جائے گا''

(امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اس بارے میں یہ روایت سب سے زیادہ مستند ہے، یعنی بریدہ کی نقل کردہ یہ روایت ''قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں''

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص مسلمانوں کے منصب قضاء کا طالب اور خواستگار ہوا یہاں تک کہ اس نے اس کو حاصل بھی کر لیا اور پھر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں) اس کا عدل وانصاف ظلم پر غالب ہوگا تو جنت ملے گی اور اگر ظلم غالب ہوگا تو دوزخ ملے گی۔ لیکن علماء نے لکھا ہے کہ دونوں ہی صورتوں میں" غالب" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس درجہ کا ہو کہ دوسرے کے لئے رکاوٹ بن جائے۔ مثلاً اس کے عدل وانصاف کا وصف اس طرح حاوی ہو کہ اس کا ظلم سر نہ اٹھا سکے۔ یا اس کے ظلم کی خصلت اتنی حاوی ہو کہ اس کے مقابلہ پر اس کا عدل ظاہر نہ ہو سکے۔

3574 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ

عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی حاکم فیصلہ دیتے ہوئے اجتہاد کرے اور درست فیصلہ دے، تو اسے دو اجر ملیں گے اور جب فیصلہ دیتے ہوئے اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا"۔

راوی کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن حزم کو یہ روایت سنائی تو وہ بولے: ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث اسی طرح مجھے بیان کی ہے۔

مجتہد قاضی کے لیے اجر کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوہریرہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب کوئی حاکم فیصلہ دینے کا ارادہ کرے اور اجتہاد کرے یعنی غور وفکر کے ذریعہ حکم وفیصلہ دے) اور پھر اس کا وہ حکم وفیصلہ صحیح یعنی کتاب وسنت کے موافق ہو تو اس کو دوہرا اجر ملے گا (ایک اجر تو اجتہاد کرنے کا اور دوسرا اجر صحیح فیصلہ پر پہنچنے کا) اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم وفیصلہ دیا جس میں اس نے اجتہاد کیا لیکن (نتیجہ اخذ کرنے میں) چوک گیا (یعنی صحیح حکم تک پہنچنے میں خطا کر گیا) تو اس کو ایک اجر ملے گا۔"

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 860)

مطلب یہ ہے کہ اگر حاکم وقاضی کسی سے قضیہ ومعاملہ کا حکم وفیصلہ دینا چاہے جس کے بارے میں کتاب وسنت اور اسلامی فقہ میں کوئی صریح اور واضح ہدایت نہیں ہے اور پھر وہ اجتہاد کرے یعنی کتاب وسنت کے احکام وتعلیمات وفقہ اسلامی کے مسائل اور اسلامی عدالتوں کے نظائر میں پوری طرح غور وفکر کرنے کے بعد وہ کسی ایسے نتیجہ پر پہنچ جائے جس کے بارے میں اس کے ضمیر کی رہنمائی یہ ہو کہ یہ مبنی برحق ہے اور پھر وہی نتیجہ اس کا حکم وفیصلہ بن جائے تو وہ حکم وفیصلہ ظاہری قانون کے اعتبار سے تو بالکل صحیح تسلیم کیا جائے گا البتہ حقیقی کے لحاظ سے اس کی دو صورتیں ہوں گی ایک تو یہ کہ اگر حقیقت میں بھی وہ فیصلہ کتاب وسنت کی منشاء کے موافق رہا تو اس کو دو اجر ملیں گے اور اگر اس کا فیصلہ کتاب وسنت کے موافق نہیں ہوا ہے تو اس کو ایک ہی اجر ملے گا۔ بالکل یہی حکم مجتہد کا ہے کہ اگر وہ استنباط مسائل کے وقت اپنے اجتہاد کے نتیجے میں کتاب وسنت کی منشاء تک پہنچ گیا تو اس کو دو اجر ملیں گے۔

3574-حديث صحيح، وهذا اسناد قوى من اجل عبد العزيز بن محمد -وهو الدراوردی- فهو صدوق لا باس به، وهو متابع. عبيد الله بن ميسرة: هو ابن عمر بن ميسرة، نسب هنا الى جده. واخرجه البخاری (7352)، ومسلم (1716)، وابن ماجه (2314)، والنسائی فی "الكبرى" (5887) و (5888) من طريق يزيد بن عبد الله بن الهاد، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (17774) و (17820)، و "صحيح ابن حبان" (5061). واخرج حديث ابی هريرة وحده الترمذی (1375)، والنسائی فی "المجتبى" (5381) من طريق يحيى بن سعيد، عن ابی بكر بن حزم، به.

اور اگر کتاب وسنت کی منشاء تک پہنچنے میں خطا کر گیا تو اس کو ایک ثواب ملے گا۔ لہٰذا یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ قاضی اسلام کو ایسی جزئیات میں اجتہاد کا اختیار حاصل ہے جو اسلامی قانون کے ماخذ میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اور جن کا کوئی حکم واضح نہیں وہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں کبھی تو صحیح حکم تک پہنچ جاتا ہے اور کبھی خطا کر جاتا ہے یعنی صحیح حکم تک نہیں پہنچ پاتا لیکن اجر وثواب اس کو بہر صورت ملتا ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی چیز کا حکم ومسئلہ، نصوص یعنی کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے قیاس پر عمل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہو تو اس صورت میں قیاس پر عمل کرنا تحری قبلہ کی مانند ہوگا (جس طرح اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے قبلہ کی سمت کا پتہ نہ چلے اور وہ نماز کے وقت غور وفکر اور تحری کر کے اپنے گمان غالب کے مطابق قبلہ کی کوئی سمت مقرر کر لے اور اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ حقیقت میں قبلہ اس سمت نہ ہو اسی طرح قیاس پر عمل کرنے والا، مصیبت یعنی درست عمل کرنے والا ہوگا اگرچہ اس قیاس میں اس سے خطا (غلطی) ہوگئی ہو۔

3575 - حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ نَجْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَنَالَهُ، ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص مسلمانوں کے قاضی کے منصب کا طلبگار ہو، یہاں تک کہ وہ اس پر فائز ہو جائے، پھر اس کا انصاف اس کے ظلم پر غالب آجائے، تو اسے جنت ملے گی اور جس کا ظلم اس کے انصاف پر غالب آجائے، اسے جہنم ملے گی“۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قاضی جب تک ظلم وناانصافی کی راہ اختیار نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے یعنی حق تعالیٰ کی توفیق وتائید اس کے شامل حال ہوتی ہے لیکن جب وہ ظلم وناانصافی کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے الگ ہو جاتا ہے (یعنی اس کے اوپر سے حق تعالیٰ کی تائید وتوفیق کا سایہ ہٹ جاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 868)

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قاضی جب ظلم وناانصافی کی راہ اختیار کر لیتا ہے تو (اللہ تعالیٰ) اس کے کام کو اس کے سپرد کر دیتا ہے (یعنی اس کو اپنی توفیق وتائید سے محروم کر دیتا ہے۔" اور حضرت سعید ابن مسیب راوی ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے کر آئے حضرت عمر نے جب (قضیہ کی تحقیق کے بعد)

3575-اسناده ضعيف لجهالة موسى بن نجدة. عباس الغنبري: هو ابن عبد العظيم. واخرجه البيهقي 10/ 88 من طريق المصنف بهذا الاسناد.

یہ دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو انہوں نے اس (یہودی) کے حق میں فیصلہ دیا اس یہودی نے (اپنے حق میں فیصلہ سن کر) کہا" اللہ کی قسم! آپ نے حق کے مطابق فیصلہ دیا ہے حضرت عمر نے (یہ سن کر) اس کے ایک درہ مارا اور فرمایا تجھے کیسے علم ہوا کہ میں نے حق کے مطابق فیصلہ دیا ہے؟ یہودی نے کہا" اللہ کی قسم! ہم نے توراۃ میں (یہ لکھا ہوا) پایا ہے کہ جو بھی قاضی حق کے مطابق فیصلہ دیتا ہے اس کے دائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اور اس کے بائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اور وہ دونوں فرشتے اس کو تقویت پہنچاتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک وہ حق پر رہتا ہے اور جب قاضی حق کو چھوڑ کر دیتا ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (مالک)

ایک خلجان تو یہ واقع ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر نے اس یہودی کو اپنے درے سے کیوں مارا درآنحالیکہ اس نے ان کے فیصلہ کے منصفانہ اور برحق ہونے کا اقرار واعتراف کیا تھا؟ اور ایک اشکال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر کے سوال" تجھ کو یہ کیسے معلوم ہوا الخ" اور یہودی کے جواب" ہم نے توارۃ میں پایا ہے الخ" میں مطابقت کیا ہوئی۔" پہلے خلجان کا جواب تو یہ ہے کہ حضرت عمر نے یہودی کو کسی سزا یا غصہ کے طور پر نہیں مارا تھا بلکہ نرمی اور خوش طبعی کے طور پر مارا تھا اور دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ اس بات کو یہودی سے زیادہ کون جان سکتا تھا کہ اس تنازعہ میں حق پر کون ہے۔ لہٰذا جب اس یہودی نے دیکھا کہ اگر حضرت عمر حق سے انحراف کرتے تو فریق مخالف یعنی مسلمان کے حق میں فیصلہ کرتے، اس صورت میں ان کا فیصلہ مبنی بر انصاف ہوتا اور نہ ان کا حق پر قائم رہنا ظاہر ہوتا۔ لہٰذا جب انہوں نے مسلمان کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمر حق پر قائم ہیں اور انہوں نے انصاف سے انحراف نہیں کیا ہے۔

3576 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي يَحْيَى الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) (المائدة: 44)، إِلَى قَوْلِهِ: (الْفَاسِقُونَ) (المائدة: 47) هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ الثَّلَاثِ نَزَلَتْ فِي الْيَهُودِ خَاصَّةً فِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

"وہ لوگ جو اس چیز کے مطابق فیصلہ نہیں دیتے، جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ کافر ہیں"۔

یہ آیت یہاں تک ہے:"فاسق ہیں"۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) یہ تین آیات یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، بطور خاص قریظہ اور نضیر (قبیلوں سے تعلق رکھنے والے، یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں)

3576-حديث صحيح، وهذا اسناد حسن من اجل ابن ابي الزناد -وهو عبد الرحمن- لكنه متابع. واخرجه سعيد بن منصور -قسم التفسير من "سننه-" (750)، واحمد (2212)، والطبراني (10732) من طريق ابن ابي الزناد، بهذا الاسناد.

شرح

ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه اور (حکم دے دیا گیا کہ) انجیل والے اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم دیں۔

ایک شبہ: نزول قرآن کے بعد انجیل کو منسوخ کر دیا گیا۔ پھر ولیحکم بصیغۂ امر کس طرح صحیح ہوگا۔ امر تو حال یا استقبال کے لئے آتا ہے (امر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فوراً یا آئندہ اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ گزشتہ کے متعلق اب حکم دینا ناقابل تصور ہے)۔

جواب: انجیل کے تمام احکام منسوخ نہیں کئے گئے اور جو احکام منسوخ کئے گئے ہیں اور قرآن کی وجہ سے ان کو ترک کر دیا گیا ہے تو اس کا حکم بھی انجیل میں ہی موجود تھا (تو گویا یہ بھی حکم انجیل کی تعمیل ہوئی) اب اگر منسوخ ہونے کے بعد اس منسوخ پر عمل کیا جائے گا تو حکم انجیل کی خلاف ورزی ہوگی۔ اہل انجیل سے مراد ہے حضرت عیسیٰ کی وہ امت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے گزر چکی اور امت اسلامیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد امت محمدیہ قرار پائی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہی امت اسلامیہ انجیل والی ہے کیونکہ انجیل کے احکام پر یہ ہی چلتی ہے اور قرآن سے جو احکام انجیل منسوخ کر دیئے گئے ان پر نہیں چلتی کیونکہ قرآن سے ان کے منسوخ ہو جانے کی صراحت خود انجیل میں پہلے سے موجود تھی اس طرح منسوخ شدہ احکام پر نہ چلنا بھی حکم انجیل کے مطابق ہے) (۱) [شبہ کا زیادہ واضح جواب وہ ہے جو مترجم نے ترجمہ میں اشارتاً بین القوسین عبارت کو زیادہ کر کے ظاہر کر دیا ہے اس پر غور کیا جائے]

ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفاسقون اور جو لوگ اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق حکم نہیں دیتے وہ اللہ کی اطاعت سے باہر ہونے والے ہیں۔ یا (فاسقوں سے مراد کافر ہیں یعنی) ایمان سے خارج ہیں۔ کیونکہ اللہ کے احکام کو حقیر جانتے ہیں۔

بَابٌ فِیْ طَلَبِ الْقَضَاءِ وَالتَّسَرُّعِ اِلَیْهِ

باب: عہدہ قضا مانگنا، اور اس کی طرف جلدی کرنا

3577 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: اَخْبَرَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ رَجَاءٍ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ الْاَنْصَارِيِّ الْاَزْرَقِ، قَالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ اَبْوَابِ كِنْدَةَ وَاَبُو مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيُّ، جَالِسٌ فِيْ حَلْقَةٍ، فَقَالَا: اَلَا رَجُلٌ يُنَفِّذُ بَيْنَنَا. فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْحَلْقَةِ اَنَا فَاَخَذَ اَبُو مَسْعُودٍ كَفًّا مِنْ حَصًى فَرَمَاهُ بِهٖ، وَقَالَ: مَهْ اِنَّهٗ كَانَ يُكْرَهُ التَّسَرُّعُ اِلَى الْحُكْمِ

❁❁ عبدالرحمن بن بشر انصاری بیان کرتے ہیں: کندہ کے دروازوں سے دو آدمی اندر داخل ہوئے، اس وقت حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ ایک محفل میں تشریف فرما تھے، ان دونوں نے کہا: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے درمیان فیصلہ کر دے،

3577- اسناده ضعیف لجهالة رجاء الانصاری. الاعمش: هو سلیمان بن مهران، وابو معاویة: هو محمد بن خازم الضریر. واخرجه ابو خیثمة زهیر بن حرب فی "العلم" (11)، والبیهقی /10110 من طریق ابی معاویة الضریر، بهذا الاسناد. واخرجه البیهقی /10010 من طریق سفیان الثوری، عن الاعمش، به.

تو محفل میں موجود ایک شخص نے کہا: میں کرتا ہوں، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر اس کو ماریں، اور بولے: رک جاؤ! ثالث بننے کی طرف جلد بازی کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا۔

3578 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ، وُكِلَ إِلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ، أَنْزَلَ اللهُ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ. وَقَالَ وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ: عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالِ بْنِ مِرْدَاسٍ الْفَزَارِيِّ، عَنْ خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو شخص قاضی کے منصب کا طلب گار ہوتا ہے اور اس کے لیے مدد مانگتا ہے، اسے اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور جو شخص اس کا طلبگار نہیں ہوتا، اور اس کے لیے مدد حاصل نہیں کرتا (یعنی سفارش نہیں کرواتا) تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل کرتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا رہتا ہے"۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3579 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ نَسْتَعْمِلَ، أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہم اپنے کام کے لیے کسی ایسے شخص کو عامل مقرر نہیں کریں، جو اس کا طلبگار ہو"۔

بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ

باب: رشوت کا حرام ہونا

3580 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي

3578-واخرجه ابن ماجه (2309)، والترمذی (1372) من طریق اسرائیل، بهذا الاسناد. واخرجه الترمذی (1373) من طریق ابی عوانة

3579-اسناده صحیح. واخرجه البخاری (2261)، ومسلم بالر الحدیث (1823)، والنسائی (4) من طریق یحیی بن سعید القطان، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (19666)، و"صحیح ابن حبان" (1071). واخرجه البخاری (7149)، ومسلم باثر (1823) من طریق ابی اسامة، عن برید ابن عبدالله بن ابی بردة، عن ابی بردة، به. وهو فی "صحیح ابن حبان"، (4481).

3580-واخرجه ابن ماجه (2313)، والترمذی (1386) من طریق ابن ابی ذئب، بهذا الاسناد. لکن جاء فی روایة ابن ماجه: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: -"لعنة الله علی الراشی والمرتشی." وهو فی "مسند احمد" (6532)، و"صحیح ابن حبان" (5077).

(۷) (۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

شرح

بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رائش یعنی وہ شخص جو رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے کے درمیان واسطہ وذریعہ بنتے اس پر بھی لعنت فرمائی ہے۔" تشریح: رشوت (یاراء کے پیش کے ساتھ یعنی رُشوت) اس مال کو کہتے ہیں جو کسی (حاکم وعامل وغیرہ) کو اس مقصد کے لئے دیا جائے کہ وہ باطل (ناحق) کو حق کر دے اور حق کو باطل کر دے۔ ہاں اگر اپنا حق ثابت کرنے یا اپنے اوپر ہونے والے کے دفعیہ کے لئے کچھ دیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

رشوت کے حرام ہونے کا بیان

اسلام جس معاشرے کا تصور دیتا ہے وہ بے غرض اور ایثار پسند معاشرہ ہے۔ جس میں ہر شخص بے غرض ہو کر دوسرے کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ مسکرا کر دیکھنا بھی صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ رشوت کا تصور صرف اسی معاشرے میں پنپ سکتا ہے جہاں صلاحیت کی بجائے سفارش یا پھر روپے پیسے کو میرٹ بنالیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے"۔ (طبرانی)

اصطلاحی معنوں میں رشوت سے مراد وہ مال ہے جو اپنے جائز یا ناجائز کام کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے شخص کو دیا جائے یا کوئی فرد کسی کا جائز یا ناجائز کام کرنے کے بدلے جو رقم حاصل کرے وہ بھی رشوت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ"۔ (البقرہ)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ" اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے"۔ (کنزالعمال)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت لینے، رشوت دینے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے"۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ" قاضی کا کسی سے رشوت لے کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا کفر کے برابر ہے اور عام لوگوں کا ایک دوسرے سے رشوت لینا حرام کمائی ہے"۔ (طبرانی)

یہی وجہ ہے کہ رشوت کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے چنانچہ کسی بھی معاشرے میں جب کوئی کام انصاف کے مطابق نہیں ہوتا تو اس معاشرے کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ لوگوں میں عدل وانصاف کو قائم رکھنے اور حق داروں کو ان کا حق پہنچانے کے لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی یقین دہانی کروائی ہے تاکہ لوگوں میں یہ شعور پیدا ہو کہ عدل وانصاف کے ساتھ معاملات نمٹانے میں ہی بھلائی ہے ورنہ دنیا میں نہ سہی آخرت میں اس کی سزا ضرور ملے گی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کے لئے

سوت لینے کے ساتھ ساتھ رشوت دینے سے بھی احتراز کرنا چاہیے اور اس کی ہر جگہ مذمت کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ رشوت کی وجوہات کا تجزیہ کر کے ان کی تلافی کی جائے تو بھی کافی حد تک ہم اپنے معاشرے سے اس ناسور کو ختم کر سکتے ہیں۔

ماہنامہ دار العلوم، شمارہ 7-8، جلد: 97، رمضان شوال 1434 ہجری مطابق جولائی۔ اگست 2013ء

رشوت پر وعید اور اس کا شرعی حکم

از: مولانا غفران ساجد قاسمی، حی النسیم، ریاض، سعودی عرب

رشوت کیا ہے؟

آج جب کہ زمانہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور آئے دن نت نئی ایجادات سامنے آ رہی ہیں، ایسے ترقی یافتہ دور میں رشوت کی کوئی خاص شکل وصورت متعین نہیں ہے، اور اب صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کا نام رشوت نہیں ہے؛ بلکہ زمانہ اور حیثیت کے اعتبار سے رشوت کی شکلیں بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں، اگر کوئی عام آدمی کسی کلرک کو رشوت دیتا ہے تو وہ وہ چند نوٹوں کی شکل میں ہوتا ہے، لیکن اگر یہی رشوت کوئی خاص شخص کسی بڑے عہدہ دار، مثلاً وزیر یا کسی بڑے صاحب منصب کو دیتا ہے تو وہ کبھی بنگلہ، موٹر کار یا پھر کسی بیرون ملک کے سیاحتی ٹکٹ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے، جسے وہ ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دے دیتا ہے؛ لیکن درحقیقت وہ رشوت کی ترقی یافتہ شکل ہوتی ہے؛ اس لیے صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کو ہی رشوت نہیں کہہ سکتے، اس کے علاوہ بھی ہر وہ شئی جو اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی اہل منصب کو دیا جائے گا وہ رشوت ہی ہوگا۔

مجمع البحار میں علامہ فتنی نے بھی رشوت کی تعریف کی ہے: "رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کار پرداز شخص کو کچھ دے"۔ (مجمع البحار بحوالہ علامہ سید سلیمان ندوی)

رشوت کی مذمت اور اس کے لینے اور دینے والوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت وعیدیں بتائی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے"۔ (رواہ ابن ماجہ)

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "رشوت لینے اور دینے والا دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے"۔ (طبرانی)

رشوت کی دلالی کرنے والا بھی ملعون:

اسلام کی نظر میں جس طرح رشوت لینے اور دینے والا ملعون اور دوزخی ہے، اسی طرح اس معاملہ کی دلالی کرنے والا بھی حدیث رسول کی روشنی میں ملعون ہے۔ صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے اور رشوت کی دلالی کرنے والے سب پر لعنت فرمائی ہے"۔ (رواہ احمد وطبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ قاضی کا کسی سے رشوت لے کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا کفر کے برابر ہے، اور عام لوگوں کا ایک دوسرے سے رشوت لینا "سُحت" یعنی حرام ناپاک کمائی ہے۔ (طبرانی) یہی وجہ ہے کہ پوری امت رشوت کے حرام ہونے پر متفق ہے۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟

لغت میں "رشوت" کے معنی ہیں وہ نذرانہ جو اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کسی کو پیش کیا جائے، خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز؛ اسی لیے امام ابوسلیمان خطابی اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "رشوت لینے اور دینے والے دونوں شخص گناہ و سزا کے مستحق اس وقت ہوں گے، جب کہ دونوں کا مقصد باطل اور ناحق کی حمایت کرنا ہو، کسی پر ظلم کرنا یا کرانا ہو یا شرعی حکم کی پامالی ہو، مثلاً ایک شخص جس کا ایک چیز میں شرعاً کوئی حق نہیں بنتا، وہ صاحب اختیار کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیتا ہے یا ایک چیز ایک شخص کی ملکیت یا اس کا حق ہے، اس کے پاس ثبوت بھی ہیں، جو اس نے فراہم کر دیے، مگر دوسرا شخص رشوت کے زور پر صاحب اختیار سے اس کے خلاف فیصلہ کرالیتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق نہ مل سکے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ رشوت دینا بلاشبہ لعنت کا سبب ہے۔

اسی طرح رشوت لینے والا شخص بھی وعید کا مصداق اس وقت ہوگا، جب اس نے ایسے حق یا عمل کی انجام دہی پر رشوت لی ہو جو اس کے اوپر از روئے شریعت واجب ہے، یا وہ کوئی کام ایسا کر رہا ہے، جس کے کرنے کا کوئی جواز نہیں اور دوسرے کا اس سے نقصان ہو رہا ہے، جب تک اس کی مٹھی گرم نہ کی جائے، وہ اپنے اس ناحق عمل سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ ہو، مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ایسا شخص ملعون ہے۔

البتہ ایک شخص کا حق ہے کہ جو اسے ملنا چاہیے، رشوت دیے بغیر نہیں ملے گا، یا اتنی دیر سے ملے گا، جس میں اسے غیر معمولی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اس کے اوپر کسی فرد کی طرف سے ظالمانہ مطالبات عائد ہو گئے ہیں اور رشوت دیے بغیر ان سے خلاصی مشکل ہے تو امید ہے کہ دینے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، البتہ دیانت شرط ہے جس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص حکام اور ارباب اختیار کے نزدیک اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے باحیثیت مانا جاتا ہے، اگر ایسے شخص کے ذریعے اپنا جائز حق وصول کرنے کے لیے حاکم تک رسائی حاصل کی جائے اور وہ شخص جس پر اس کام کی شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے، حق الخدمت کے طور پر کچھ وصول کرتا ہے تو یہ اس کے لیے حلال ہوگا، کیوں کہ یہ نہ تو باطل کی اعانت ہے، نہ کسی پر ظلم ہے اور نہ ہی اس پر یہ کام کرنا از روئے شریعت واجب ہے، لیکن نہ لینا موجب اجر و ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفارش کر دو ثواب پاؤ گے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن ناگوار حالات میں رشوت دینی پڑتی ہے، ان میں دینے والا تو مجبور ہوتا ہے، مگر لینے والا مجبور نہیں ہوتا۔

رشوت اور قوم یہود کا شیوہ:

سید سلیمان ندوی نے اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں رشوت کے چلن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عرب کے کاہن اپنی

مفروضہ غیبی طاقت کی بنا پر بعض مقدموں کے فیصلے کرتے تھے، اہل غرض ان کو اس کے لیے مزدوری یا رشوت کے طور پر کچھ نذرانہ دیتے تھے، اس کو حلوان (مٹھائی) کہتے تھے، اسلام آیا تو اوہام کا یہ دفتر ہی اڑ گیا، اس پر بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کے حلوان کی خاص طور سے ممانعت فرمائی۔ (ترمذی، باب ماجاء فی کراہیۃ مہر البغی)

اسی طرح عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار اور رئیس فیصل کرتے تھے، قانون کی زد سے بچنے کے لیے مال دار اور اہل ثروت طبقہ علانیہ رشوت دیتے اور ان کے کاہن اور قاضی یہ رشوت لے کر ان کے حق میں فیصلہ سنا دیتے تھے، اور اتنا ہی نہیں؛ بلکہ توراۃ کے احکام پر پردہ ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری) چنانچہ توراۃ کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی، قرآن مجید کی اس آیت میں اسی گناہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (البقرة:۲۱)

ترجمہ: خدا نے کتاب سے جو اتارا اس کو جو چھپاتے ہیں اور اس کے ذریعہ معمولی معاوضہ حاصل کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں، خدا ان سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہی حرام کی کمائی رشوت ہے۔

عہد نبوت میں خیبر کے یہودیوں سے زمین کی آدھے آدھ پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی، جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے، وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو حصے کر دیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی، آپس میں چندہ کر کے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور کہا کہ یہ قبول کرو، اور اس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے یہودیو! خدا کی قسم تم خدا کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو، لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے۔" یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ "یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں۔" (موطا امام مالک، کتاب المساقاۃ)

عاملین زکوٰۃ کا ہدیہ یا نذرانہ قبول کرنا:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال کو رعایا سے ہدیہ اور تحفہ قبول کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابوداؤد، کتاب الاقضیہ)، ایک دفعہ ایک عامل نے آ کر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے، یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی، حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے، تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ کر نہیں دیکھتا کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اس میں سے جو لے جائے

گا وہ قیامت میں اپنی گردن پر لاد کر لائے گا، اونٹ، گائے، بکری جو ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا: "خداوندا میں نے پہنچا دیا۔" (صحیح بخاری، باب ہدایا العمال)

اس حدیث میں غور کریں اور موجودہ دور کے عمال (یعنی مدرسہ اور ملی تنظیموں کے سفراء) پر نظر ڈالیں کہ جب وہ رمضان میں سفر سے واپس اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے پاس ہدایا وتحائف کی کتنی بڑی تعداد ہوتی ہے بالخصوص مہتمم، نظماء اور سکریٹری حضرات، پھر فیصلہ کریں کہ ان کا یہ ہدایا اور تحائف قبول کرنا مذکورہ حدیث کی روشنی میں کیسا ہے؟

رشوت کی برائی قرآن میں:

رشوت کی ممانعت میں قرآن کریم کی ایک اور آیت صریح طور پر دلالت کرتی ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ: (البقرة:۱۸۸)

ترجمہ: اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ پہونچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو؛ لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے۔ اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کر لے۔ یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کر سکتا۔ یہ ظالم عنداللہ مجرم ہوگا۔ (ابن کثیر)

شریعت اسلام میں جتنے معاملات باطل یا فاسد اور گناہ کہلاتے ہیں ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں وجوہِ مذکورہ میں کسی وجہ سے خلل ہوتا ہے، کہیں دھوکہ فریب ہوتا ہے، کہیں نامعلوم چیز یا نامعلوم عمل کا معاوضہ ہوتا ہے، کہیں کسی کا حق غصب ہوتا ہے، کہیں کسی کو نقصان پہونچا کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، کہیں حقوق عامہ میں ناجائز تصرف ہوتا ہے، سود، قمار وغیرہ کو حرام قرار دینے کی اہم وجہ یہ ہے کہ وہ حقوق عامہ کے لیے مضر ہیں، ان کے نتیجہ میں چند افراد پلتے بڑھتے ہیں، اور پوری ملت مفلس ہوتی ہے، ایسے معاملات فریقین کی رضامندی سے بھی اس لیے حلال نہیں کہ وہ پوری امت کے خلاف ایک جرم ہے، آیت مذکورہ ان تمام ناجائز صورتوں پر حاوی ہے۔

یہ آیت اپنے ترجمہ کے لحاظ سے رشوت کی ممانعت میں صاف وصریح ہے؛ کیوں کہ رشوت بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا اثر حقوق عامہ پر براہ راست پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے حقدار کا حق مارا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں رشوت کا اطلاق کن چیزوں پر ہوگا؟

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں کن طریقوں کو رشوت کہیں گے، تو اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا احادیث اور قرآنی آیتوں کی روشنی میں ہر وہ لین دین جو شریعت کے خلاف ہو، اور کسی کا حق مارنے کے لیے

ہو یا اسی طرح کسی غیر شرعی افعال کو انجام دینے کے لیے کچھ لیا یا دیا جا رہا ہو وہ سب رشوت کے دائرہ میں آئیں گے۔

مثلاً: اس وقت ذرائع ابلاغ سب سے موثر اور طاقتور ذریعہ ہے اپنی بات لوگوں تک پہونچانے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کا۔ تو ہر وہ شخص جو غیر شرعی طور پر اپنی بات اخبار میں شائع کرانے کے لیے یا اپنے کسی مد مقابل کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی خبر اخبار میں شائع کراتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی خبریں جو شخصی ہوتی ہیں اخبار والے بھی بغیر کچھ لیے دیے شائع نہیں کرتے تو یہ دینا اور اخبار والے کا لینا دونوں شرعاً بھی حرام ہیں اور صحافتی وقانونی نقطہ نظر سے بھی حرام ہے۔ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال تھی، آج کی دنیا میں قدم قدم پر رشوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور اس کا چلن سب سے زیادہ سرکاری دفاتر اور محکموں میں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ جگہیں ایسی ہیں جہاں ایک نیک اور دین دار شخص کو بھی اپنا حق حاصل کرنے کے لیے رشوت کا سہارا لینا پڑتا ہے؛ کیوں کہ اگر وہ رشوت نہیں دیتے ہیں تو وہ اپنے حق سے محروم رہ جائیں گے، ایسے معاملات میں جہاں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے بہ جبر و اکراہ رشوت دینی پڑتی ہے، اسے تو فقہاء نے کسی حد تک جائز قرار دیا ہے؛ لیکن رشوت لینا ہر حال میں حرام اور ناجائز ہے۔

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے رشوت دینے کی گنجائش:

"رشوت لینا جس طرح حرام ہے، اسی طرح اصولی طور پر رشوت کا دینا بھی حرام ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں ایک متفق علیہ اصول ہے کہ جس چیز کا لینا جائز نہیں اس کا دینا بھی جائز نہیں۔ "مَا حَرُمَ أَخْذُهُ حَرُمَ إِعْطَاؤُهُ" البتہ چوں کہ رشوت لینا کبھی بھی مجبوری نہیں بن سکتی اور رشوت دینا بعض دفعہ مجبوری بن جاتی ہے؛ اس لیے فقہاء نے ضرورت اور مجبوری کے مواقع پر رشوت دینے کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو پیش نظر رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ شر پسند شعراء کو اس لیے کچھ دیا کرتے تھے کہ وہ بے ہودہ ہجو پر مبنی اشعار کہنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے سے اجتناب کریں۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ اصول متعین کیا ہے کہ اگر رشوت نہ دے تو ناحق طریقہ پر اس کو جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ جس ذمہ دار کے پاس اس کی درخواست زیر غور ہے، وہ اس کے ساتھ انصاف سے کام نہ لے گا اور اس کے اور دوسرے امیدواروں کے درمیان مساویانہ سلوک روا نہیں رکھے گا۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

"اَلرِّشْوَةُ لِخَوْفٍ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ لِيُسَوِّيَ أَمْرَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ أَوْ أَمِيرٍ"

(رد المحتار ۴/ ۳۴۰ بحوالہ جدید فقہی مسائل ۱/ ۳۰۰)

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے نیز اس لیے کہ سلطان یا امیر کے پاس معاملہ کی صحیح صورت حال رکھے رشوت دینے کی گنجائش ہے یہ ممنوع صورتوں سے مستثنیٰ ہے۔

بَابٌ فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ

باب: (ریاستی) اہلکاروں کو ملنے والے تحائف

3581 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، حَدَّثَنِي قَيْسٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ، مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ، وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى

حضرت عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اے لوگو! تم میں سے جس کسی کو بھی ہمارے کام کا عامل مقرر کیا جائے، اور پھر وہ اس میں سے ایک دھاگہ یا اس سے کم تر کوئی چیز چھپا لے، تو یہ خیانت ہوگی جسے ساتھ لے کر وہ قیامت کے دن آئے گا، تو انصار سے تعلق رکھنے والا سیاہ رنگ کا ایک شخص کھڑا ہوا، یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام مجھ سے واپس لے لیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوا کیوں؟ اس نے عرض کی: میں نے آپ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ کہتا ہوں کہ ہم جس کو کسی کام کے لیے عامل مقرر کریں، تو وہ تھوڑی اور زیادہ تمام چیزیں لے کر آئے، اور اس کو جو دیا جائے، وہ حاصل کرلے اور جس چیز سے منع کیا جائے، اس سے باز آ جائے۔

بَابٌ كَيْفَ الْقَضَاءُ

باب: فیصلہ کیسے دیا جائے؟

3582 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ، وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ، فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ، كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ

3581- إسناده صحيح. قيس: هو ابن أبي حازم، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه مسلم (1833) من طرق عن إسماعيل بن أبي خالد، به. وهو في "مسند أحمد" (17717)، و"صحيح ابن حبان" (5078).

3582- وأخرجه الترمذي (1380) من طريق زائدة بن قدامة، والنسائي في "الكبرى" (8366) من طريق شريك النخعي، كلاهما عن سماك، به.

قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا، أَوْ مَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں، میری عمر کم ہے اور مجھے قضاء (یعنی فیصلہ کرنے) کے بارے میں علم بھی نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت نصیب کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا، جب تم دو مخالف فریقوں کے درمیان بیٹھو، تو تم اس وقت تک فیصلہ ہرگز نہ کرنا، جب تک تم دوسرے فریق کو نہیں سن لیتے، جس طرح تم نے پہلے کو سنا ہے، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہوگا کہ تمہارے لیے فیصلہ واضح ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں قاضی رہا (راوی کو شک ہے کہ شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔

بَابٌ فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ

باب: جب قاضی (فیصلہ دیتے ہوئے) غلطی کر جائے

3583 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ،

حضرت سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''میں بھی ایک انسان ہوں، تم لوگ اپنے مقدمات میرے پاس لے کر آتے ہو، ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی ایک اپنی بات ثابت کرنے میں، دوسرے سے زیادہ تیز ہو، تو میں نے جب اس سے بات سنی ہو تو اس کے مطابق میں اس کے حق فیصلہ دے دوں، تو جس شخص کے حق میں، میں اس کے بھائی کے حق سے متعلق کسی چیز کا فیصلہ دوں، تو وہ اس میں سے کچھ بھی حاصل نہ کرے، کیونکہ میں نے اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیا ہوگا''۔

3584 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

3583-اسنادہ صحیح. واخرجہ البخاری (2680) و (6967) و (7169)، ومسلم (1713)، وابن ماجہ (2317)، والترمذی (1388)، والنسائی (5401) و (5422) من طریق ھشام بن عروۃ، بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (25670)، و "صحیح ابن حبان" (5070). واخرجہ البخاری (2458) و (7181) و (7185)، ومسلم (1713) من طریق الزھری، عن عروۃ، بہ. وھو فی "مسند احمد" (26626).

3584-اسنادہ حسن اسامۃ بن زید -وھو اللیثی- صدوق حسن الحدیث، وباقی رجالہ ثقات، واخرجہ ابن ابی شیبۃ 7/ 233 - 234، واسحاق بن راھویہ فی "مسندہ" (1823)، وابو یعلی (7027)، وابن الجارود (1000)، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (755-760)، وفی "شرح معانی الآثار" 4/ 155، والطبرانی فی "الکبیر" 23/ (663)، والدارقطنی (4580) و (4581)، والحاکم 4/ 95، والبیھقی 666/، والبغوی فی "شرح السنۃ" (2508) من طرق عن اسامۃ بن زید اللیثی، بہ

رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لَهُمَا، لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، فَبَكَى الرَّجُلَانِ، وَقَالَ: كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا إِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا، وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ، ثُمَّ اسْتَهِمَا، ثُمَّ تَحَالَّا.

⊛⊛ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو آدمی وراثت کا مقدمہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دونوں کے پاس ثبوت کوئی نہ تھا، صرف ان دونوں کا دعویٰ تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ دونوں شخص رونے لگ پڑے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے یہ کہا: میرا حق بھی تمہارا ہوا، تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اگر تم ایسا کر رہے ہو تو پھر تم حق کو دو حصوں میں تقسیم کرو، پھر قرعہ اندازی کرلو اور پھر ایک دوسرے سے معافی تلافی کرلو''۔

3585 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ، فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ

⊛⊛ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتی ہیں: تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں، ان دونوں کا وراثت کے بارے میں' چند دوسری چیزوں کے بارے میں اختلاف چل رہا تھا، جس کے نشانات ختم ہو چکے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے درمیان اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا، اس چیز کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

3586 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الرَّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصِيبًا لِأَنَّ اللهَ كَانَ يُرِيهِ، وَإِنَّمَا هُوَ مِنَّا الظَّنُّ وَالتَّكَلُّفُ

⊛⊛ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے انہوں نے منبر پر ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! نبی اکرم ﷺ کی رائے بالکل درست ہوتی تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں ٹھیک راہ دکھا دیتا تھا، ہماری رائے صرف گمان اور اپنی سوچ پر مبنی ہوتی ہے''

3587 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُثْمَانَ الشَّامِيُّ: وَلَا

3585-اسنادہ حسن کسابقہ. عیسی: ھو ابن یونس بن ابی اسحاق السبیعی. واخرجہ ابو یعلی (6897)، والبیھقی 10/ 260 من طریق اسامۃ بن زید، بہ.

3586-رجالہ ثقات الا ان فیہ انقطاعاً، ابن شھاب الزھری لم یدرک عمر بن الخطاب. واخرجہ البیھقی 10/ 117 من طریق ابن وھب، بھذا الاسناد.

إِنَّمَا الَّذِي رَأَيْتُ شَامِيًّا أَفْضَلَ مِنْهُ يَعْنِي حَرِيزَ بْنَ عُثْمَانَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ كَيْفَ يَجْلِسُ الْخَصْمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟

باب: مقابل فریق، قاضی کے سامنے کیسے بیٹھیں گے؟

3588 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ (کسی مقدمے کے) دونوں مخالف فریق، حاکم (قاضی) کے سامنے بیٹھیں گے۔

بَابُ الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضْبَانُ

باب: قاضی کا غصے کے عالم میں فیصلہ کرنا

3589 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْضِي الْحَكَمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

عبدالرحمن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو خط میں یہ لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی بھی قاضی غصے کے عالم میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ دے''

بَابُ الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ

باب: ذمی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا

3587-هذا ليس بحديث وانما هو تنويه بفضل حريز بن عثمان. وحريز بن عثمان هو الحمصي من صغار التابعين، قال ابن حجر في "هدى الساري" ص: 396 وثقه احمد وابن معين والائمة، لكن قال الفلاس وغيره: انه كان ينتقص علياً، وقال ابو حاتم: لا اعلم بالشام اثبت منه، ولم يصح عندي ما يقال عنه

3588-اسناده ضعيف لضعف مصعب بن ثابت - وهو ابن عبد الله بن الزبير بن العوام ولانقطاعه، مصعب بن ثابت لم يدرك جده عبد الله بن الزبير. بينهما ثابت ما سياتي. واخرجه احمد (16104)، والطبراني في "الكبير" - قطعة من الجزء 13 - (246)، والبيهقي 10/ 135 من طريق عبد الله بن المبارك، به. واخرجه الحاكم /944 من طريق عبدان، عن مصعب بن ثابت، عن ابيه ثابت، ان اباه عبد الله بن الزبير... وقال: هذا حديث صحيح ولم يخرجاه وسكت عنه الذهبي اوله شاهد لا يفرح به من حديث ام سلمة عند ابي يعلى (5867) و (6924)، والطبراني في "الكبير" 23/ (622)، والدارقطني (4466) و (4467)، والبيهقي /13510،

3590 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ)، فَنُسِخَتْ، قَالَ: (فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ) (المائدة: 48)

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''اگر وہ تمہارے پاس آئیں، تو تم ان کے درمیان فیصلہ کر دو، یا پھر ان سے اعراض کرو (تمہاری مرضی ہے) یہ آیت منسوخ ہوگئی اور ارشاد ہوا:

''اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے، اس کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرو''

3591 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ) الْآيَةُ، قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَدَّوْا نِصْفَ الدِّيَةِ، وَإِذَا قَتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ أَدَّوْا إِلَيْهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً، فَسَوَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''جب وہ تمہارے پاس آئیں، تو تم ان کے درمیان فیصلہ کرو، یا ان سے اعراض کرو (تمہاری مرضی ہے) اگر تم ان سے اعراض کرتے ہو، تو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، اگر تم فیصلہ کرتے ہو، تو ان کے درمیان انصاف کے مطابق فیصلہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت کی: پہلے یہ ہوتا تھا کہ بنونضیر سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص جب بنوقریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تھا، تو وہ لوگ نصف دیت ادا کرتے تھے اور بنوقریظہ کا کوئی فرد بنونضیر کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تھا، تو وہ لوگ مکمل دیت ادا کرتے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ان دونوں کو برابر قرار دیا۔

بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ

باب: فیصلہ کرتے ہوئے اپنی رائے سے اجتہاد کرنا

3589-اسناده صحيح. سفيان: هو الثوري، ومحمد بن كثير: هو العبدي. واخرجه البخاري (7158)، ومسلم (1717)، وابن ماجه (2316)، والترمذي (1383)، والنسائي (5406) و (5421) من طرق عن عبد الملك بن عمير، به. وهو في "مسند احمد" (20379)، و "صحيح ابن حبان" (5063).

3591-حديث صحيح، وهذا اسناد حسن من اجل محمد بن اسحاق، وقد صرح بالسماع عند ابن هشام في "السيرة" 2/215، وعند النسائي (4733)، وقد توبع. وهو في "السيرة النبوية" لابن هشام 2/215. واخرجه النسائي في "الكبرى" (6959) من طريق ابراهيم بن سعد الزهري، عن محمد بن اسحاق، بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (3434). واخرجه باطول مما هنا احمد (2212)

3592 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أُنَاسٍ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ، مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟، قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟، قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي، وَلَا آلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ، وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ، رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ،

❁❁ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا، تو آپ نے دریافت کیا: جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا، تو تم کیسے فیصلہ کرو گے، انہوں نے عرض کی: میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اگر تم اللہ کی کتاب میں (اس کا حکم) نہ پاؤ، تو انہوں نے عرض کی: میں اللہ کے رسول کے سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اگر تم (اس مسئلے کا حل) اللہ کے رسول کی سنت میں اور اللہ کی کتاب میں بھی نہ پاؤ؟ تو انہوں نے عرض کی: میں اپنی رائے کے ذریعے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

''ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے اپنے رسول کے نمائندے کو، اس بات کی توفیق عطا کی جو اللہ کے رسول کو راضی کردے''۔

3593 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

❁❁ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن بھیجا (تو اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

اجتہاد کی تربیت

ان اصولی ہدایات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو اجتہاد کے موقع پر اجتہاد کرنے کی ہدایت کی اور عملاً اس کی تربیت دی۔

3592- وقد خرج البخاری (360) الذی شرط الصحة حدیث عروة البارقی: سمعت الحی یحدثون عن عروة، ولم یکن ذلک الحدیث فی المجهولات. وقال مالک فی "القسامة" /2: 877 اخبرنی رجل من کبراء قومه، وفی "صحیح مسلم" (945) (52) عن ابن شهاب

3593- اسناده کسابقه. قال الخطابی: قوله: "اجتهد رایی" یرید الاجتهاد فی رد القضیة من طریق القیاس الی معنی الکتاب والسنة، ولم یرد الرای الذی یسنح له من قبل نفسه او یخطر بباله من غیر اصل من کتاب او سنة، وفی هذا اثبات القیاس، وایجاب الحکم به. وفیه دلیل علی ان للحاکم ان یقلّد غیره فیما یرید ان یحکم به، وان کان المقلّد اعلم منه وافقه، حتی یجتهد فیما یسمعه منه، فان وافق رایه واجتهاده امضاه، والا توقف عنه، لان التقلید خارج من هذه الاقسام المذکورة فی الحدیث. وقوله: "لا آلو" معناه: لا اقصر فی الاجتهاد، ولا اترک بلوغ الوسع فیه

ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن اپنی نذر پوری کرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہوگیا، کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: بتاؤ اگر تمھاری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا نہ کرتیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں ضرور کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس قرض کو بھی ادا کرو۔ یہ تو دوسرے قرضوں سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ وہ ادا ہو۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بعض پہلوؤں سے مشابہت ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جانا چاہیے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں اپنے مال کا حق ادا کرے تو یہ مال آخرت میں اس کی فلاح اور کامیابی کا ذریعہ ہوگا، لیکن جس مال کا حق ادا نہ کیا جائے وہ آخرت میں وبال ثابت ہوگا۔ اس سلسلے میں آپ نے دولت کی مختلف صنفوں: سونے، چاندی، اونٹ، گائے، بکری اور گھوڑے کا تفصیل سے ذکر کیا کہ وہ کس صورت میں ہلاکت کا باعث ہوں گے اور کب سبب نجات بنیں گے؟ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے گدھے اور خچر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سلسلے میں الگ سے کوئی ہدایت نہیں نازل ہوئی ہے، البتہ یہ جامع اور اپنی نوعیت کی منفرد آیت موجود ہے:

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ. (الزلزال:۷-۸)

جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے (وہاں) وہ دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اسے بھی وہ دیکھ لے گا۔

یہ درحقیقت اصول وکلیات سے تفصیلات اخذ کرنے کی ہدایت ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی معاملے میں اجتہاد سے کام لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہمت افزائی فرمائی۔

جنگِ 'احزاب' کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں سے کہا کہ وہ فوراً 'بنی قریظہ' پہنچ جائیں اور وہیں عصر کی نماز پڑھیں، لیکن یہ لوگ راستے ہی میں تھے کہ عصر کا وقت ہوگیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ ہم 'بنو قریظہ' پہنچنے میں جلدی کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے نمازِ عصر میں تاخیر کردی جائے۔ چناں چہ ان لوگوں نے وقت پر نماز پڑھ لی، لیکن بعض دوسرے لوگوں نے اس سے اختلاف کیا، چوں کہ آپ نے عصر کی نماز 'بنو قریظہ' میں پڑھنے کی ہدایت کی تھی، اس لیے وہیں پہنچ کر رات میں انھوں نے نماز پڑھی، پہلے گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کو سمجھنے کی کوشش کی اور دوسرے گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو سامنے رکھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی گروہ کو ملامت نہیں کی۔

دو صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے، نماز کا وقت آیا تو وضو کے لیے پانی نہیں تھا، چناں چہ انھوں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، لیکن وقت کے ختم ہونے سے پہلے ہی پانی مل گیا، تو ایک صاحب نے نماز دہرائی اور دوسرے نے نہیں دُہرائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو درست قرار دیا۔ جنھوں نے نماز نہیں دہرائی اُن سے کہا: تم نے سنت کے مطابق عمل کیا، تمھارے لیے یہ نماز کافی ہے،

دوسرے سے کہا کہ تمھیں دوگنا اجر ملے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کے عمل کو جاری رکھا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع رہا ہے کہ جس مسئلے میں شریعت کا منصوص حکم نہ ہو وہاں رائے اور اجتہاد سے کام لیا جائے، اسی پر انھوں نے اپنے دور میں عمل کیا۔ یہ اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش بالکل نہیں ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے اہم مسئلہ خلافت کا پیش آیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مستحق خلافت ہونے کی ایک دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دی کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی زندگی میں نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھایا تھا۔ یہ ان کے نزدیک اس بات کا ثبوت تھا کہ خلافت کے لیے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سب سے زیادہ آپ کی نظر میں مستحق تھے۔ اس طرح انھوں نے 'امامتِ صغریٰ' پر 'امامت کبریٰ' کو قیاس کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے 'مانعینِ زکوٰۃ' سے جنگ کرنی چاہی تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے اختلاف کیا۔ ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ اسلام لانے کے بعد لوگوں کے جان و مال محفوظ ہیں، الاّ یہ کہ حق اس کا تقاضا کرے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اُسی میں زکوٰۃ بھی داخل ہے۔ جس طرح نماز کے انکار پر جنگ کی جائے گی، اسی طرح زکوٰۃ کے انکار پر بھی جنگ کی جائے گی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا ایک ساتھ اور یکساں اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں خلیفۂ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ رفاہِ عام کے لیے لی تھی، اس مقصد کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ اس طرح یہ پورا مسئلہ اجتہادی تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وظائف متعین ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اُن کی دینی خدمات اور قربانیوں کے لحاظ سے اُن کے وظائف متعین کیے جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ خدمات اور قربانیاں اللہ کے لیے انجام دی گئی تھیں، اس کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا۔ دنیا کی ضروریات سب کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، اس لیے اس معاملے میں برابری ہونی چاہیے، چناں چہ انھوں نے بغیر کسی فرق کے سب کا ایک وظیفہ مقرر کیا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس فیصلے کو بدل دیا اور دینی خدمات اور قربانیوں کے لحاظ سے وظائف کا تعین کیا۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کے اور بھی اجتہادات نقل کیے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اُن کے اجتہادات میں سے صرف چند ہیں، سب کا نقل کرنا ممکن نہیں ہے۔

فتویٰ دینے والے صحابہ

جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف موضوعات پر فتوے دیے ان کی تعداد ایک سوتیس (۱۳۰) سے زیادہ ہے، ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتووں سے ایک کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ ابوبکر محمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتووں کے بیس مجموعے مرتب کیے تھے۔ ان کے علاوہ بیس صحابہ وہ ہیں جنھوں نے اتنے زیادہ فتوے تو نہیں دیے، لیکن پھر بھی ان میں سے ہر ایک کے فتووں سے ایک رسالہ تیار ہوسکتا ہے۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ داخل ہیں۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت کم فتوے دیے ہیں۔ کسی نے ایک مسئلے میں، کسی نے دو مسئلوں میں، کسی نے کچھ زیادہ مسائل میں فتوے دیے۔ ان سب فتووں کو اکٹھا کیا جائے تو ایک مختصر سا مجموعہ تیار ہوسکتا ہے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں بھی بڑے بڑے فقہا پیدا ہوئے۔ صرف مدینے میں بیک وقت سات فقہاء تھے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر، یمن، خراسان اور دوسرے علاقوں میں فقہاء کی بڑی تعداد تھی جنھوں نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مدت گزاری، جن کی کتاب وسنت پر گہری نظر تھی اور جو اجتہاد و استنباط کر سکتے تھے۔ ان سے انھوں نے بھرپور استفادہ کیا اور فتویٰ دینے اور اجتہاد کرنے کی تربیت حاصل کی۔ خود اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُن کے علم و فضل کی تعریف کی۔ ان میں اصحاب درس بھی تھے، جن کے طالب علموں اور شاگردوں کا بڑا وسیع حلقہ تھا۔ ان میں مفتی بھی تھے، جن کی طرف دینی احکام معلوم کرنے کے لیے لوگ رجوع کرتے تھے۔ ان میں قاضی بھی تھے، جن کو مختلف مسائل کے سلسلے میں کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلے کرنے پڑتے تھے۔

غرض سینکڑوں تابعین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کو مورخین نے مفتی، مجتہد، فقیہ اور عالم کے القاب سے یاد کیا ہے۔ ان میں سے بعض افراد تو اپنے علم و فہم، فقہی بصیرت اور اجتہادی صلاحیت میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے بڑے راوی حدیث ہیں۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ ان کے داماد تھے۔ انھوں نے سب سے زیادہ ان کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی انھوں نے استفادہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ اور صحابہ کے اسوہ سے سب سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے، خصوصیت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کے حامل سمجھے جاتے تھے، خود بھی فقیہ تھے، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو سب سے بڑا فقیہ کہا ہے۔

فقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقام بہت نمایاں ہے۔ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے ممتاز شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔ خاص طور پر فقہ میں انھوں نے ان سے تربیت حاصل کی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جتنا کچھ میں جانتا ہوں اتنا علقمہ رضی اللہ عنہ بھی جانتے ہیں، اور جو کچھ میں پڑھ سکتا ہوں وہ علقمہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ قابوس بن ظبیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا: کیا بات ہے کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس

میں پہنچ جاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسائل معلوم کرتے اور فتویٰ حاصل کرتے تھے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم سے انھوں نے استفادہ کیا تھا۔ ان کو ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے 'علامۂ تابعین' کہا ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ اُن کے دور میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے لیکن اس کے باوجود اُن سے فتوے لیے جاتے تھے۔ ان کا اپنا ایک حلقہ تھا۔ جہاں تک قیاس اور اجتہاد کا تعلق ہے، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اُن سے بھی اونچا تھا۔ ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: شعبی رحمۃ اللہ علیہ خوش مزاج اور ہنسنے بولنے والے آدمی تھے، لیکن کوئی فتویٰ سامنے آتا تو وہ خاموش ہو جاتے، اس کے برخلاف ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش طبع تھے، لیکن فتویٰ دیتے وقت اُن کی خاموشی ختم ہو جاتی اور کھل کر اظہارِ خیال فرماتے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا۔ بے شمار مسائل میں فتوے دیے، بعض علماء نے ان کے فتاویٰ سات ضخیم مجموعوں میں مرتب کیے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے ہر فتویٰ کی بنیاد کوئی حدیث ہوتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ اپنی دانست میں جس بات کو ہم سائل کے حق میں خود اس کی رائے سے بہتر سمجھتے ہیں، اُسے پیش کرتے ہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا محدثین میں بڑا اونچا مقام ہے۔ اس کے ساتھ وہ مفتیٔ وقت اور مجتہد بھی تھے۔ محمد بن نوح رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے فتاویٰ کو تین جلدوں میں فقہی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا تھا۔

ربیعہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ فقیہ اور مجتہد تھے، اور رائے اور قیاس میں بڑی بصیرت رکھتے تھے، اسی وجہ سے ان کو 'ربیعۃ الرأی' کہا جاتا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ربیعہ ہماری مشکلات حل کرتے تھے، وہ صاحبِ علم اور ہم سب میں افضل تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ میں ان سے استفادہ کیا تھا۔ ان کے انتقال پر انھوں نے کہا: فقہ کی لذت ختم ہو گئی۔

حدیث و فقہ کے وسیع ذخیرہ میں تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ اور اجتہادات بکھرے ہوئے ہیں۔ ان سب کو جمع کر کے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے کن مسائل میں استنباط کیا اور اس سلسلے میں ان کے سامنے کیا اصول تھے؟ ان کے فتاویٰ اور اجتہادات باقاعدہ مرتب ہو جائیں تو ان کے اجتہادی کام سے بہتر طریقہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ جیسے بہت سے ائمہ فقہ پیدا ہوئے۔ ان ائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار مسائل میں نہ صرف یہ کہ اپنی رائے ظاہر کی، بلکہ مسائل کے استنباط کے اُصول بھی بتائے۔ ان ہی کے دور میں ایک فن کی حیثیت سے فقہ کی ترتیب کا عمل شروع ہوا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ

علماء نے فقہ کے اصول اور استنباط و اجتہاد کے طریقے مدون کیے۔ اس کے بعد 'فقہ' کے ساتھ ساتھ 'اصولِ فقہ' نے بھی ایک مخصوص علم اور فن کی شکل اختیار کر لی۔

ان ائمہ کے اندازِ فکر میں تھوڑا بہت اختلاف رہا ہے، لیکن اتنی بات طے ہے کہ یہ سب مجتہد تھے اور انھوں نے قیاس اور اجتہاد کو ایک اصول کی حیثیت سے تسلیم کیا اور اس پر عمل کرتے رہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان کو جو بھی مسئلہ درپیش ہو، شریعت میں اس کا حکم صراحتاً یا دلالتاً موجود ہوگا۔ اگر بعینہٖ اس مسئلہ کے بارے میں کوئی حکم ہو تو اُسے اس کی اتباع کرنی چاہیے، اگر ایسا نہ ہو تو اسے اجتہاد کے ذریعہ حق بات دریافت کرنی چاہیے۔ اسی کو اجتہاد اور قیاس کہا جاتا ہے۔

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر ہمارے زمانے تک فقہاء تمام دینی احکام میں قیاس سے کام لیتے رہے ہیں، اس بات پر ان کا اجماع رہا ہے کہ حق کی نظیر حق اور باطل کی نظیر باطل ہے۔ اس لیے قیاس کا انکار کسی بھی شخص کے لیے صحیح نہیں ہے۔ یہ ایک طرح کی تشبیہ اور تمثیل ہے۔

محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو شخص کتاب وسنت اور اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عالم ہو اور فقہائے رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو چیزیں مستحسن رہی ہیں ان کو جانتا ہو، تو اسے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کا حق ہے۔ وہ نماز، روزہ، حج اور تمام مامورات و منہیات کے بارے میں فتویٰ دے سکتا اور اسے نافذ کر سکتا ہے، اگر اس نے غور و فکر اور اجتہاد میں اور مسئلہ سے ملتے جلتے احکام پر قیاس کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے تو اس پر عمل بھی کر سکتا ہے، چاہے وہ عملاً صحیح نتیجہ تک نہ پہنچ سکا ہو۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک کہا ہے کہ قیاس کا انکار بدعت ہے۔

مختلف اسباب کی بنا پر اس دور کے ائمہ میں ائمہ اربعہ کو خاص شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور ان کے ذریعہ فقہ اور اجتہاد کے اس عمل کو جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے شروع ہوا تھا، بڑی ترقی ہوئی۔

فقہِ حنفی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا بیج بویا، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی آب پاشی کی، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کھیتی کو کاٹا، حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کوفی نے اس کے دانے الگ کیے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا آٹا بنایا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے خمیر کی شکل دی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روٹی تیار کی، ان کے بعد سب لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے چلے جا رہے ہیں۔

یہی بات دوسری فقہوں کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے کہ ان کے ائمہ نے اپنے اپنے طور پر بتدریج فقہ کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کی۔

ان ائمہ اور ان کے تلامذہ نے اجتہاد اور مسائل کے استنباط کے جو اصول وضع کیے ان کی روشنی میں مزید استنباط کا کام صدیوں تک جاری رہا۔ ہر فقہ کے ماننے والوں میں مختلف سطح کے علماء پیدا ہوتے رہے۔

فقہاء احناف کے درجات

فقہ حنفی میں مجتہدین اوران کی اتباع کرنے والے علماء وفقہاء کے سات طبقات بتائے گئے ہیں:

پہلا طبقہ 'مجتہدین فی الشرع' کا ہے، جنھوں نے شریعت کے احکام سے براہ راست اجتہاد کیا۔ جیسے ائمہ اربعہ یا ان جیسے دوسرے ائمہ، جنھوں نے کتاب وسنت کو سامنے رکھا اوران کی روشنی میں اجتہاد کے اصول وضع کیے اوران پر عمل کیا۔

دوسرا طبقہ 'مجتہدین فی المذہب' کا ہے۔ فقہ حنفی میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے تلامذہ کا شمار اسی طبقہ میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ فروع اور جزئیات میں بسا اوقات امام صاحب سے اختلاف بھی کرتے ہیں، لیکن اصول میں وہ ان سے متفق ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ فقہ حنفی کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو اصول سے بھی اختلاف ہے، اس لیے ان کا فقہی مسلک دوسرا سمجھا جاتا ہے۔

تیسرا طبقہ 'مجتہدین فی المسائل' کا ہے۔ یہ لوگ فقہ حنفی کے اصول وفروع کسی بھی چیز سے اختلاف نہیں کر سکتے، البتہ جن مسائل میں ان کے ائمہ نے صراحت نہیں کی ہے، ان کی بتائی ہوئی تفصیلات کی روشنی میں ان کا حکم بیان کر سکتے ہیں۔ اس طبقہ میں خصاف رحمۃ اللہ علیہ، طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، کرخی رحمۃ اللہ علیہ، شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ علیہ، شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ بزدوی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ جیسے اصحاب علم داخل ہیں۔

چوتھا طبقہ 'اصحاب تخریج' کا ہے، جو اجتہاد کی صلاحیت تو نہیں رکھتے، البتہ اپنے ائمہ کے اصول اوران کے ماخذ سے اچھی طرح واقف ہیں اور انھوں نے جو مسائل مستنبط کیے ہیں ان پر قیاس کر سکتے ہیں۔ اس لیے ان کے کسی بھی مجمل یا مبہم قول کی، جس کے ایک سے زیادہ پہلو ہو سکتے ہیں، تعیین اور توضیح کر سکتے ہیں، جیسے رازی رحمۃ اللہ علیہ اور کرخی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

پانچواں طبقہ 'اصحاب ترجیح' کا ہے۔ یہ لوگ اپنے مذہب کی مختلف روایات میں کسی ایک کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ ابوالحسن قدوری رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب ہدایہ اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

چھٹا طبقہ ان علماء کا ہے جو اپنے مذہب کی مختلف روایات میں یہ فرق کر سکتے ہیں کہ ان میں کون قوی ہے اور کون ضعیف؟ اور ظاہر روایت کیا ہے اور شاذ روایت کیا؟ جیسے 'کنز الدقائق'، 'درمختار'، 'وقایہ' وغیرہ کے مصنفین۔

ساتواں طبقہ ان مقلدین کا ہے جو اپنے مذہب کی کمزور اور مضبوط اور غلط اور صحیح روایات میں کوئی فرق نہیں کر پاتے۔

یہ فقہ حنفی کی تاریخ کو سمجھانے کی ایک کوشش ہے۔ اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے اور یہ بحث کی جا سکتی ہے کس امام یا فقیہ کا کیا مقام ہے اور اسے کس طبقہ میں جگہ ملنی چاہیے؟ (مقالہ، جلال الدین عمری)

بَابٌ فِي الصُّلْحِ

باب: صلح کا بیان

صلح حدیبیہ کیونکر ہوئی

حدیبیہ میں سب سے پہلا شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بدیل بن ورقا خزاعی تھا۔ ان کا قبیلہ اگرچہ

ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا مگر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف اور انتہائی مخلص و خیر خواہ تھے۔ بدیل بن ورقاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ کفار قریش نے کثیر تعداد میں فوج جمع کر لی ہے اور فوج کے ساتھ راشن کے لئے دودھ والی اونٹنیاں بھی ہیں۔ یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو خانہ کعبہ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم جنگ چاہتے ہیں۔ ہم یہاں صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ مسلسل لڑائیوں سے قریش کو بہت کافی جانی و مالی نقصان پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا ان کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ وہ جنگ نہ کریں بلکہ مجھ سے ایک مدت معینہ تک کے لئے صلح کا معاہدہ کر لیں اور مجھ کو اہل عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اگر قریش میری بات مان لیں تو بہتر ہوگا اور اگر انہوں نے مجھ سے جنگ کی تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا کہ میری گردن میرے بدن سے الگ ہو جائے۔

بدیل بن ورقاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر کفار قریش کے پاس گیا اور کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔ اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو میں ان کا پیغام تم لوگوں کو سناؤں۔ کفار قریش کے شرارت پسند لونڈے جن کا جوش ان کے ہوش پر غالب تھا شور مچانے لگے کہ نہیں ہرگز نہیں ہمیں ان کا پیغام سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کفار قریش کے سنجیدہ اور سمجھدار لوگوں نے پیغام سنانے کی اجازت دے دی اور بدیل بن ورقاء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صلح کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ سن کر قبیلہ قریش کا ایک بہت ہی معمر اور معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اے قریش! کیا میں تمہارا باپ نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم لوگ میرے بچے نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ میرے بارے میں تم لوگوں کو کوئی بدگمانی تو نہیں؟ سب نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت ہی سمجھداری اور بھلائی کی بات پیش کر دی۔ لہٰذا تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں ان سے مل کر معاملات طے کروں۔

سب نے اجازت دے دی کہ بہت اچھا آپ جائیے۔ عروہ بن مسعود وہاں سے چل کر حدیبیہ کے میدان میں پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ بدیل بن ورقاء کی زبانی آپ کا پیغام ہمیں ملا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ نے لڑ کر قریش کو برباد کر کے دنیا سے نیست و نابود کر دیا تو مجھے بتائیے کہ کیا آپ سے پہلے بھی کسی عرب نے اپنی ہی قوم کو برباد کیا ہے؟ اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ بھاری پڑا تو آپ کے ساتھ جو یہ لشکر ہے میں ان میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ بن مسعود کا یہ جملہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صبر و ضبط کی تاب نہ رہی۔ انہوں نے تڑپ کر کہا کہ اے عروہ! چپ ہو، جا اپنی دیوی "لات" کی شرمگاہ چوس، کیا ہم بھلا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ بن مسعود نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ "یہ ابوبکر ہیں۔" عروہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اے ابوبکر! اگر تیرا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک تجھ کو نہیں دے سکا ہوں تو میں تیری اس تلخ گفتگو کا جواب دیتا۔ عروہ بن مسعود اپنے کو سب سے بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ اس لئے جب بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کہتا تو ہاتھ بڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پکڑ لیتا تھا اور بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس داڑھی پر ہاتھ ڈالتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے۔ وہ عروہ بن مسعود کی اس جرأت اور حرکت کو برداشت نہ کر سکے۔ عروہ بن مسعود جب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ تلوار کا قبضہ اس کے ہاتھ پر مار کر اس سے کہتے کہ ریش مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹا لے۔ عروہ بن مسعود نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ بن مسعود نے ڈانٹ کر کہا کہ اے دغاباز! کیا میں تیری عہد شکنی کو سنبھالنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں؟ (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا تھا جس کا خون بہا عروہ بن مسعود نے اپنے پاس سے ادا کیا تھا یہ اسی طرف اشارہ تھا)

اس کے بعد عروہ بن مسعود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے لگا اور پوری لشکر گاہ کو دیکھ بھال کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے میدان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیرت انگیز اور تعجب خیز عقیدت و محبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا عجیب اثر ڈالا تھا۔ چنانچہ اس نے قریش کے لشکر میں پہنچ کر اپنا تاثر ان لفظوں میں بیان کیا:

"اے میری قوم! خدا کی قسم! جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا کھنکار تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرط عقیدت سے اس کو اپنے چہرے اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے۔ اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں۔ اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھوون کو اس طرح لوٹتے ہیں کہ گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر دیکھ نہیں سکتا۔ اے میری قوم! خدا کی قسم! میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریاب ہو چکا ہوں۔ مگر خدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔"

عروہ بن مسعود کی یہ گفتگو سن کر قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے جس کا نام "حلیس" تھا، کہا کہ تم لوگ مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے کہا کہ "ضرور جایئے" چنانچہ یہ شخص جب بارگاہ رسالت کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہٰذا تم لوگ قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو اور سب لوگ "لبیک" پڑھنا شروع کر دو۔ اس شخص نے جب قربانی کے جانوروں کو دیکھا اور احرام کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو "لبیک" پڑھتے ہوئے سنا تو کہا کہ سبحان اللہ! بھلا ان لوگوں کو کس طرح مناسب ہے کہ بیت اللہ سے روک دیا جائے؟ وہ فوراً ہی پلٹ کر کفار قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا

ہوں کہ قربانی کے جانور ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور سب احرام کی حالت میں ہیں۔ لہٰذا میں کبھی بھی یہ رائے نہیں دے سکتا کہ ان لوگوں کو خانہ کعبہ سے روک دیا جائے۔ اس کے بعد ایک شخص کفار قریش کے لشکر میں سے کھڑا ہو گیا جس کا نام مکرز بن حفص تھا اس نے کہا کہ مجھ کو تم لوگ وہاں جانے دو۔ قریش نے کہا: "تم بھی جاؤ" چنانچہ یہ چلا۔ جب یہ نزدیک پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے۔ یہ بہت ہی لچا آدمی ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ناگہاں "سہیل بن عمرو" آگیا اس کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک فالی کے طور پر یہ فرمایا کہ سہیل آگیا، لو! اب تمہارا معاملہ سہل ہو گیا۔ چنانچہ سہیل نے آتے ہی کہا کہ آیئے ہم اور آپ اپنے اور آپ کے درمیان معاہدہ کی ایک دستاویز لکھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دستاویز لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ سہیل بن عمرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دیر تک صلح کے شرائط پر گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر چند شرطوں پر دونوں کا اتفاق ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا کہ ہم "رحمٰن" کو نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے؟ آپ "باسمك اللهم" لکھوایئے جو ہمارا اور آپ کا پرانا دستور رہا ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں لکھیں گے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کی بات مان لی اور فرمایا کہ اچھا۔ اے علی! باسمك اللهم ہی لکھ دو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عبارت لکھوائی۔ ہذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کا فیصلہ کیا۔ سہیل پھر بھڑک گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے لیکن آپ "محمد بن عبداللہ" لکھیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کو مٹا دو اور اس جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو سکتا ہے؟ لیکن محبت کے عالم میں کبھی کبھی ایسا مقام بھی آجاتا ہے کہ سچے محب کو بھی اپنے محبوب کی فرمانبرداری سے محبت ہی کے جذبہ میں انکار کرنا پڑتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے نام کو تو کبھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جگہ پر انگلی رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے "رسول اللہ" کا لفظ مٹا دیا۔ بہرحال صلح کی تحریر مکمل ہو گئی۔ اس دستاویز میں یہ طے کر دیا گیا کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی بالکل موقوف رہے گی۔ صلح نامہ کی باقی دفعات اور شرطیں یہ تھیں کہ

(۱) مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔

(۲) آئندہ سال عمرہ کیلئے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔

(۳) تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں۔ تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔

(۴) مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں

رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

(۵) کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

یہ شرطیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر بڑی زبردست ناگواری ہو رہی تھی مگر وہ فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دم مارنے سے مجبور تھے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۷، بیروت)

3594 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، أَوْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَكَّ الشَّيْخُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ زَادَ أَحْمَدُ، إِلَّا صُلْحًا أَحَلَّ حَرَامًا، أَوْ حَرَّمَ حَلَالًا وَزَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے''

احمد راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: البتہ وہ صلح جائز نہیں ہے، جو کسی حلال چیز کو حرام قرار دے، یا حرام چیز کو حلال قرار دے۔

سلیمان بن داؤد نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان اپنی آپس کی طے کی جانے والی شرائط کے پابند ہوں گے''

صلح کے معنی و مفہوم کا بیان

صلح" اصل میں صلاح اور صلوح کا اسم ہے جو فساد بمعنی تباہی کے مقابلہ پر استعمال ہوتا ہے۔ اسلامی مملکت کے سربراہ کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ نظریہ توحید کے مطابق عالمگیر امن کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے، تبلیغ اسلام کی مطمح نظر کی خاطر انسانی سلامتی و آزادی کی حفاظت اور سیاسی و جنگی مصلح کے پیش نظر دشمن اقوام سے معاہدہ صلح و امن کر لے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ھ میں اپنے سب سے بڑے دشمن کفار مکہ سے صلح کی جو "صلح حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ صلح کی

3594- اسناده حسن من اجل كثير بن زيد - وهو الاسلمي - والوليد بن رباح فهما صدوقان حسنا الحديث. واخرجه احمد (8784)، وابن الجارود (637) و (638)، وابن حبان (5091)، وابن عدي في "الكامل" /20886، والدارقطني (2890)، والحاكم /492 و 1014، والبيهقي /636 و 64-65 و 65 من طرق عن كثير بن زيد، به. وبعضهم يزيد فيه الزيادات التي اشار اليها المصنف. واخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار" /904 من طريق كثير بن زيد، به مختصرا بقوله: "المسلمون عند شروطهم." واخرجه الدارقطني (2891)، والحاكم /502

مقدار دس سال مقرر کی گئی تھی اور حدیث وتاریخ کے اس متفقہ فیصلہ کے مطابق کہ حدیبیہ کا یہی وہ معاہدہ صلح ہے جس نے نہ صرف اسلام کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں بڑی آسانیاں پیدا کی بلکہ دنیا کو معلوم ہو گیا کہ اسلام، انسانیت اور امن کے قیام کا حقیقی علم دار ہے اور مسلمان اس راہ میں اس حد تک صادق ہیں کہ جنگ جو عرب اور بالخصوص کفار مکہ کے وحشیانہ تشدد اور عیارانہ سازشوں کے باوجود اس معاہدہ کی پوری پوری پابندی کرتے رہے لیکن اس معاہدہ صلح کی مدت پر تین سال ہی گذرے تھے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بنوخزاعہ کے مقابلہ پر جنگ کرنے والے بنوبکر کی مدد کر کے اس معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

3595 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، اَخْبَرَهُ اَنَّهُ، تَقَاضَى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ. فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ. وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا كَعْبُ. فَقَالَ: لَبَّيْكَ. يَا رَسُوْلَ اللهِ. فَاَشَارَ لَهُ بِيَدِهِ، اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ. قَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ. يَا رَسُوْلَ اللهِ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ فَاقْضِهِ

عبداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے ابن ابوحدرد سے قرض کا مطالبہ کیا، جو انہوں نے اس سے واپس لینا تھا، اس وقت وہ مسجد میں موجود تھے، ان دونوں کی آواز بلند ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے یہ آواز سن لی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ان دونوں کے پاس تشریف لائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا اور بلند آواز میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے کعب! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک کے ذریعے سے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم نصف قرض معاف کر دو، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے ایسا ہی کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرے فریق سے) فرمایا: تم اٹھو اور اسے (بقیہ قرض) ادا کرو۔

بَابٌ فِي الشَّهَادَاتِ

یہ باب گواہیوں کے بیان میں ہے

قضاء وشہادت کے معنی کا بیان

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قضاء کی مجلس میں گواہی کے الفاظ کے ساتھ حق کو ثابت کرنے کیلئے سچی

3595-اسناده صحيح. ابن شهاب: هو الزهري، ويونس: هو ابن يزيد الايلي، وابن وهب: هو عبد الله. واخرجه البخاري (457)، ومسلم (1558)، وابن ماجه (2429)، والنسائي (5408) من طريق يونس بن يزيد الايلي، به. واخرجه النسائي (5414)- وهو عند مسلم (1558) معلقا- من طريق عبد الرحمن ابن هرمز الاعرج، عن عبد الله بن كعب، عن ابيه. وهو في مسند احمد" (27173) و (27177)، و "صحيح ابن حبان" (5048).

گواہی دینے کا نام شہادت ہے۔ اور ہر ایسا لفظ جو بھلائی کے معنی کیلئے ہو اور وہ قسم کے معنی میں نہ ہو تو وہ اس کا رکن ہوگا۔

(فتح القدیر، کتاب شہادات)

قضیہ اس نزاعی معاملے کو کہتے ہیں جو حاکم وقاضی کے پاس اس غرض سے لے جایا جائے کہ وہ فریقین کے درمیان کوئی حکم وفیصلہ کرے۔ اور "شہادت" "گواہی دینے کو کہتے ہیں اور" گواہی" کا مطلب ہے" دو فریقوں میں سے ایک فریق کے مقابلہ پر دوسرے فریق کے حق کا اقرار واثبات کرنا۔

گواہ بنانے کی اہمیت کا بیان

اب رہی شہادت تو سعید بن مسیب تو فرماتے ہیں کہ ادھار ہو یا نہ ہو، ہر حال میں اپنے حق پر گواہ کرلیا کرو، دیگر بزرگوں سے مروی ہے کہ (آیت فان امن الخ،) فرما کر اس حکم کو بھی ہٹا دیا، یہ بھی ذہن نشین رہے۔

جمہور کے نزدیک یہ حکم واجب نہیں بلکہ استحباب کے طور پر اچھائی کیلئے ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت کی جبکہ اور کوئی گواہ شاہد نہ تھا، چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اعرابی آپ کے پیچھے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ کی طرف رقم لینے کیلئے چلا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ذرا جلد نکل آئے اور وہ آہستہ آہستہ آرہا تھا، لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ گھوڑا بک گیا ہے، انہوں نے قیمت لگانی شروع کی یہاں تک کہ جتنے داموں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا تھا اس سے زیادہ دام لگ گئے، اعرابی کی نیت پلٹی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دے کر کہا حضرت یا تو گھوڑا اسی وقت نقد دے کر لے لو یا میں اور کے ہاتھ بیچ دیتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر رکے اور فرمانے لگے تو تو اسے میرے ہاتھ بیچ چکا ہے پھر یہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو نہیں بیچا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلط کہتا ہے، میرے تیرے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے، اب لوگ ادھر اُدھر سے بیچ میں بولنے لگے، اس گنوار نے کہا اچھا تو گواہ لائیے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا، مسلمانوں نے ہر چند کہا کہ بدبخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے پیغمبر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تو حق ہی نکلتا ہے، لیکن وہ یہی کہے چلا جائے کہ لاؤ گواہ پیش کرو، اتنے میں حضرت خزیمہ آ گئے اور اعرابی کے اس قول کو سن کر فرمانے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے بیچ دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تو فروخت کر چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیسے شہادت دے رہا ہے، حضرت خزیمہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور سچائی کی بنیاد پر یہ شہادت دی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے حضرت خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔ پس اس حدیث سے خرید وفروخت پر گواہی دو گواہوں کی ضروری نہ رہی، لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ تجارت پر بھی دو گواہ ہوں،

کیونکہ ابن مردویہ اور حاکم میں ہے کہ تین شخص ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں کی جاتی، ایک تو وہ کہ جس کے گھر بداخلاق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے، دوسرا وہ شخص جو کسی یتیم کا مال اس کی بلوغت کے پہلے اسے سونپ دے، تیسرا وہ شخص جو کسی کو مال قرض دے اور گواہ نہ رکھے، امام حاکم اسے شرط و بخاری ومسلم پر صحیح بتلاتے ہیں، بخاری مسلم اس لئے نہیں لائے

کہ شعبہ کے شاگرد اس روایت کو حضرت ابو موسیٰ اشعری پر موقوف بتاتے ہیں۔

حکم شہادت کے شرعی ماخذ کا بیان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ

(المائدہ، ۱۰۶)

اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے، وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے، ان دونوں کو نماز کے بعد روکو، وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تمہیں کچھ شک پڑے، ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے، اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شان نزول: مہاجرین میں سے بدیل جو حضرت عمرو بن العاص کے مَوالی میں سے تھے بقصد تجارت ملک شام کی طرف دو نصرانیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، ان میں سے ایک کا نام تمیم بن اوس داری تھا اور دوسرے کا عدی بن بداء، شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام سامان کی ایک فہرست لکھ کر سامان میں ڈال دی اور ہمراہیوں کو اس کی اطلاع نہ دی، جب مرض کی شدت ہوئی تو بدیل نے تمیم وعدی دونوں کو وصیت کی کہ ان کا تمام سرمایہ مدینہ شریف پہنچ کر ان کے اہل کو دے دیں اور بدیل کی وفات ہوگئی، ان دونوں نے ان کی موت کے بعد ان کا سامان دیکھا، اس میں ایک چاندی کا جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں تین سو مثقال چاندی تھی، بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غائب کر دیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کر دیا، سامان کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آ گئی جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی، سامان کو اس کے مطابق کیا تو جام نہ پایا اب وہ تمیم اور عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان بیچا بھی تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، کہا کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں پھر دریافت کیا بدیل بہت عرصہ بیمار رہے اور انہوں نے اپنے علاج میں کچھ خرچ کیا؟ انہوں نے کہا نہیں، وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی ہے اس میں چاندی کا ایک جام سونے سے منقش کیا ہوا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے، یہ بھی لکھا ہے تمیم وعدی نے کہا ہمیں نہیں معلوم، ہمیں تو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا، جام کی ہمیں خبر بھی نہیں، یہ مقدمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا، تمیم وعدی وہاں بھی انکار پر جمے رہے اور قسم کھالی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خازن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر وہ جام مکہ مکرمہ میں پکڑا گیا، جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ

میں نے یہ جام تمیم و عدی سے خریدا ہے، مالک جام کے اولیاء میں سے دو شخصوں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ احق ہے، یہ جام ہمارے مورث کا ہے۔ اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی)

3596 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ، أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ، قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا. شَكَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَيَّتَهُمَا قَالَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: الَّذِي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلَا يَعْلَمُ بِهَا الَّذِي هِيَ لَهُ. قَالَ الْهَمْدَانِيُّ: وَيَرْفَعُهَا إِلَى السُّلْطَانِ. قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: أَوْ يَأْتِي بِهَا الْإِمَامَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ الْهَمْدَانِيِّ. قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ لَمْ يَقُلْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

⇔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بہتر گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں، یہ وہ شخص ہے جو اپنی گواہی دیتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) گواہی کے بارے میں خبر دیتا ہے اس سے پہلے کہ اس سے گواہی کا مطالبہ کیا جائے"۔

روایت کے الفاظ میں شک 'عبداللہ بن ابوبکر نامی راوی کو ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی گواہی کے بارے میں خبر دیتا ہے حالانکہ اس شخص کو بھی اس گواہی کا پتہ نہیں ہوتا، جس کے حق میں گواہی دی جانے گی۔

ہمدانی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حاکم وقت کے سامنے اپنی گواہی پیش کرتا ہے۔

ابن سرح یہ کہتے ہیں: یا وہ اپنی گواہی حاکم کے پاس لے کر آتا ہے۔

اخبار کے الفاظ ہمدانی کے نقل کردہ روایت میں ہیں، ابن سرح نامی راوی نے راوی کا نام ابن ابوعمرہ نقل کیا ہے انہوں نے نام عبدالرحمن ذکر نہیں کیا۔

گواہی دینے کے لازم ہونے کا بیان

گواہی فرض ہے جو گواہوں پر لازم ہوتی ہے۔ جب مدعی انہیں طلب کرے تو اس کے چھپانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

3596- اسناده صحيح، ابن وهب: هو عبد الله، واحمد بن السرح: هو احمد بن عمرو ابن عبد الله بن عمرو بن السرح ابو الطاهر، نسب هنا لاحد اجداده، وهو مشهور بكنيته. وهو في "الموطا" برواية محمد بن الحسن الشيباني (849)، واخرجه مسلم (1719) عن يحيى بن يحيى النيسابوري، والترمذي (1449) من طريق عبد الله بن مسلمة القعنبي، كلاهما عن مالك، به، الا انهما قالا: عن ابن ابي عمرة لم يسماه. وهو في "الموطا" برواية يحيى بن يحيى الليثي /7202، ورواية ابي مصعب الزهري (2931)، واخرجه كذلك الترمذي (2448) من طريق معن بن عيسى، والنسائي في "الكبرى" (5985)

حدود کی گواہی میں گواہ کو چھپانے اور ظاہر کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور ان میں چھپانا ہی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔
البتہ مال کی چوری میں گواہی واجب ہو جاتی ہے۔ پس وہ یوں کہے گا کہ اس نے لیا ہے یہ نہیں کہے گا کہ اس نے چرایا ہے۔
اور گواہی کے کچھ درجے ہیں۔ ان تمام میں سے زناء کی گواہی دینا ہے۔ اس میں چار مردوں کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور اس میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں ہوگی اور ان مراتب میں سے باقی حدود اور قصاص کی گواہی دینا ہے۔ جس میں دو مردوں کی گواہی قبول کی جائے گی اور یہاں بھی عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس کے علاوہ حقوق میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ وہ چاہے مال میں ہو یا مال کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو مثلاً نکاح' طلاق' عتاق' وکالت اور وصیت وغیرہ میں۔ (قدوری، کتاب شہادات، لاہور)

ادائے شہادت کے وجوب کی شرائط کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ادائے شہادت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں۔ (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہوگی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔

(۲) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کرے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کریگا تو گواہی دینا واجب نہیں۔

(۳) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ اُن کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہو گی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگر چہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اُس نے نہ دی گنہگار ہے۔

(۴) دو عادل کی زبانی اس امر کا بطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مثلاً مدعی نے دَین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مدعیٰ علیہ دَین ادا کر چکا ہے یا زوج نکاح کا مدعیہ اور گواہ کو معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے یا مشتری غلام خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو معلوم ہوا ہے کہ مشتری اُسے آزاد کر چکا ہے۔ یا قتل کا دعویٰ ہے اور معلوم ہے کہ ولی معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دَین و نکاح و بیع وقتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ نکاح کے دعوے میں گواہ سے دو عادل نے کہا کہ ہم نے خود معاینہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ یا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اُس چیز میں اُس طرح تصرف کرتا ہے جیسے مالک کیا کرتے ہیں اور دو عادل نے ان کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ چیز دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔

(۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔

(۶) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ مقر نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے مثلاً مدعی علیہ نے

جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔

(۷) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آ سکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آ سکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اُسکے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اُسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہو اور مدعی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔ (بحرالرائق، کتاب شہادات)

حدود کی گواہی میں پردہ رکھنے کا بیان

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسلم میں سے ایک آدمی جسے ماعز بن مالک کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں برائی کو پہنچا ہوں (زنا کیا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد قائم کر دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بار بار رد کیا۔ پھر آپ نے ان کی قوم سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہمیں اس میں کوئی بیماری معلوم نہیں لیکن اندازاً معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے جس کہ بارے میں اسے گمان ہے کہ سوائے حد قائم کیے کے اس سے نہ نکلے گی۔ راوی کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیں اسے بقیع غرقد کی طرف لے چلے نہ ہم نے اسے باندھا اور نہ اس کے لیے گڑھا کھودا۔ ہم نے اسے ہڈیوں ڈھیلوں اور ٹھکریوں سے مارا وہ بھاگا اور ہم بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ وہ حرہ کے عرض میں آ گیا اور ہمارے لیے رکا تو ہم نے اسے میدان حرہ کے پتھروں سے مارا۔ یہاں تک کہ اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا ہم جب بھی اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو کوئی آدمی ہمارے اہل میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس کی آواز بکرے کی آواز کی طرح ہوتی ہے مجھ پر یہ ضروری ہے کہ جو بھی آدمی جس نے ایسا عمل کیا ہو اور وہ میرے پاس لایا جائے تو میں اسے عبرتناک سزا دوں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے نہ مغفرت مانگی اور نہ اسے برا بھلا کہا۔

(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1935)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بالجزم یہ کہتے ہیں کہ: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی گناہ کر بیٹھے اور اللہ نے اس کا پردہ رکھ لیا تو وہ اپنے آپ کو پردہ میں ہی رہنے دے اور اسے چاک مت کرے، انہوں نے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ قصہ سے استدلال کیا ہے۔

اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو کوئی برائی کر بیٹھے اور وہ اپنے کیے پر نادم ہو تو وہ جلد توبہ کر لے، اور کسی کو بھی اس کے متعلق مت بتائے اور اللہ کے پردہ کو چاک مت کرے، اور اگر اتفاق سے کسی کو اس کی خبر بھی ہو جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ برائی کرنے والے کو توبہ کرنے کا حکم دے، اور لوگوں سے اسے چھپائے جس طرح ماعز رضی اللہ عنہ کا عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ میں ہے۔ (فتح الباری (12/124)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے دنیاوی

مصائب میں سے کوئی مصیبت دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اسکی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کریں گے۔ اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہے اس باب میں حضرت عقبہ بن عامر اور ابن عمر سے بھی روایات منقول ہیں حضرت ابوہریرہ کی حدیث کوکئی راوی اعمش سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اعمش، ابوصالح سے وہ ابوہریرہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوعوانہ ہی کی حدیث کی طرح نقل کرتے ہیں۔ اسباط بن محمد، اعمش سے وہ ابوہریرہ سے اور وہ نبی سے نقل کرتے ہیں ہم سے یہ حدیث عبید بن اسباط بن محمد اپنے والد کے واسطے سے اعمش سے نقل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1463)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک ازالہ منکر و رفع فساد اور دوسرا مسلم کی پردہ پوشی کرنا، گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص بیباک ہو۔ حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔ (درمختار، کتاب شہادات)

زنا کی شہادت سے مراد تو ایسی شہادت ہے جس میں وضاحت کے ساتھ فعل زنا کی شہادت ہو اور تہمت زنا کی شہادت سے مراد ایسے قرائن کی شہادت ہے جیسے کوئی یہ گواہی ہے کہ میں نے فلاں اجنبی مرد اور عورت کو خلوت میں دیکھا ہے۔ یا بوس و کنار کرتے دیکھا ہے یا کوئی کسی کو ولدالزنا یا ولدالحرام کہے۔ ایسے مدعی کے لئے چار شہادتوں کا پیش کرنا ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی چار شہادتیں میسر آنا نہایت مشکل ہے۔ لہٰذا شہادتوں کے اس سخت نصاب اور پھر سخت سزا سے اصل مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی برائی دیکھ بھی لے تو اس کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ پردہ پوشی کرے اور مطلقاً اس کی تشہیر نہ کرے۔ یا پھر چار شہادتیں مہیا کر کے صرف حکومت کو مطلع کرے تاکہ حکومت ملزموں کا جرم ثابت ہو جانے پر انہیں سزا دے کر اس گندگی کا سدباب کرے۔ تیسری راہ اختیار کرنا یعنی عام لوگوں میں ایسی باتیں پھیلانا معاشرہ کے حق میں اور خود اس کے حق میں انتہائی خطرناک ہے۔

دوسری بات محصنت کے لفظ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو مرد یا عورت پہلے ہی بدنام مشہور ہو چکے ہوں یا پہلے ہی سزا یافتہ ہوں ان پر الزام لگانے سے نہ حد پڑے گی اور نہ ہی وہ غیر مقبول الشہادت قرار پائیں گے تاہم انہیں ایسے کام سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یعنی خواہ ایسے لوگ اپنی بات یا دعویٰ میں حقیقتاً سچ ہوں مگر مکمل ثبوت فراہم نہ ہونے کے باعث جھوٹے قرار پا گئے ہوں تب بھی ایسے لوگ بدکردار ہیں۔ اللہ کے ہاں بھی اور لوگوں کے ہاں بھی۔ اور ان کی بدکرداری یہ ہے کہ اس فحاشی کی بات کو معاشرے میں پھیلانا شروع کر دیا۔ جسے وہ ثابت نہیں کر سکے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے راہ نجات پردہ پوشی میں ہی ہے۔

حدود کی گواہی میں اظہار و اخفاء کی نوعیت کا بیان

البتہ حدود میں یعنی حدود کی گواہی میں دو پہلو ہیں ایک ازالہ منکر یعنی برائی کا ازالہ اور رفع فساد کہ معاشرہ میں فساد برپا نہ ہو اور دوسرا مسلمان کی پردہ پوشی۔ اس لیے حدود کی گواہی میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے تاکہ مجرم اپنی سزا کو پہنچے۔ یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب و پرہیز برتے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر

ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُس کی ستاری کرے گا (اور اُس کے جرائم پر پردہ ڈال دے گا۔

ہاں جس پر جرم ثابت ہو چکا وہ بیباک و بدلحاظ ہو۔ حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو اور مسلمان اس کے کرتوتوں سے نالاں ہوں اور اس کی غلط روی سے دوسروں کے اخلاق و عادات اور کردار کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو پہلی صورت اختیار کرے تاکہ لوگ اس کی شرارتوں اور بدکرداریوں سے محفوظ رہیں۔ اور اسی طرح چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری ہو گیا ہے اُس کا حق تلف نہ ہو۔ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے۔ اتنا کہنے پر اکتفاء کرے کہ اُس نے فلاں شخص کا مال لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی۔ اس طرح احیاء حق بھی ہو جاتا ہے اور پردہ پوشی بھی۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی کے عدم قبول کا بیان

جمہور فقہا حدود اور قصاص کے معاملات میں خواتین کی گواہی کو قبول نہ کرنے پر متفق ہیں، جبکہ عطاء بن ابی رباح، حماد بن ابی سلیمان اور ابن حزم کی رائے میں تمام معاملات میں عورتوں کی گواہی قابل قبول ہوگی، البتہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر سمجھی جائے گی۔ امام جعفر صادق سے بھی خواتین کی گواہی کی بنیاد پر زنا کی سزا دینے کی رائے مروی ہے۔ اسی طرح سیدنا علی سے قتل کے ایک مقدمے میں خواتین کی گواہی قبول کرنا ثابت ہے۔ بعض معاصر اہل علم نے بھی اس معاملے میں جمہور کے موقف سے اختلاف کرتے ہوئے حدود و قصاص میں خواتین کی گواہی کو قابل قبول قرار دیا یا کم از کم اس رائے کو قابل غور ضرور تسلیم کیا ہے۔ یا در ہے جو موقف جمہور فقہاء کا ہے وہی تمام اہل اسلام کا عمل ہے۔ جمہور فقہا کی طرف سے اپنے نقطہ نظر کے حق میں بنیادی طور پر حسب ذیل دلیلیں پیش کی گئی ہیں

ایک یہ کہ قرآن مجید نے زنا کے اثبات کے لیے 'اَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ' کی گواہی کو ضروری قرار دیا ہے جس سے مراد چار مرد گواہ ہیں۔ یہ استدلال اس نحوی قاعدے پر مبنی ہے کہ عربی زبان میں تین سے دس تک معدود اگر مذکر ہو تو اس کے لیے عدد مونث استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اربعۃ کا مونث لایا جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شہداء سے مراد مرد گواہ ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے بدکاری کا مرتکب ہونے کی صورت میں فرمایا ہے کہ 'فاستشهدوا علیهن اربعة منكم' یعنی ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو۔ چونکہ یہاں مشہود علیہ خواتین ہیں اور مشہود علیہ، خود شاہد نہیں ہو سکتا، اس لیے منکم' سے مراد بھی خواتین نہیں، بلکہ مرد ہی ہو سکتے ہیں۔

تیسری دلیل امام زہری کا یہ بیان ہے کہ 'مضت السنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والخليفتين من بعده ان لا تجوز شهادة النساء فى الحدود' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد دونوں خلفا کے زمانے سے سنت یہ چلی آ رہی ہے کہ حدود میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ خواتین گواہی دیتے ہوئے نسیان اور ضلال کا شکار ہو سکتی ہیں، اس لیے ان کی گواہی میں شبہ پایا جاتا ہے اور چونکہ شریعت میں شبہات کی بنا پر حدود کو ٹال دینے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے خواتین کی گواہی کی بنا پر کسی کو زنا کی سزا نہیں دی جا

سکتی۔ (ابن قدامہ، المغنی ۱۰/۱۷۰)

مالی وحکم مالی معاملات میں نصاب شہادت کا بیان

اور امام مالک نے امام زہری سے بیان کیا ہے۔ یہ طریقہ اور سنت چل رہی ہے کہ حدود اور نکاح اور طلاق میں عورت کی گواہی جائز نہیں، اور جس میں مذکورہ شرط پائی جائے اسے بھی اس پر قیاس کرو۔

احناف کہتے ہیں: وہ معاملات جس میں دو مرد گواہ یا پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول ہوتی ہے وہ حدود اور قصاص کے معاملات کے علاوہ باقی معاملات ہیں، چاہے وہ مال ہو یا غیر مال، مثلاً نکاح، طلاق، آزادی، وکالت، وصیت اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: (اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرلو، تاکہ ایک بھول چوک کو دوسری یاد کرا دے۔ (البقرۃ، ۲۸۲)

اور جمہور نے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو صرف مال یا مال کے معنی والے معاملات میں ہی اقتصار کیا ہے، مثلاً بیع، اور حوالہ، ضمان، مالی حقوق، مثلاً اختیار، اور مدت وغیرہ۔

د اور کچھ ایسے معاملات ہیں جس میں صرف عورتوں کی ہی گواہی قبول کی جاتی ہے، اور وہ ولادت اور رضاعت، اور پیدائش کے وقت بچے کا چیخنا، اور وہ چھپے عیوب جن پر اجنبی مرد مطلع نہیں ہو سکتا، اس میں صرف عورت کی گواہی ہی قبول کی جائیگی۔

لیکن ان امور کے ثبوت میں گواہوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے، کہ ان امور میں کتنی عورتوں کی گواہی ہو تو وہ معاملہ پایا ثبوت تک پہنچے گا، اس میں پانچ قول ہیں۔

اور کچھ ایسے معاملات بھی ہیں جس میں صرف ایک گواہ کی گواہی قبول کی جاتی ہے، چنانچہ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے میں ایک عادل شخص کی گواہی قبول کی جائیگی، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے: "لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا" اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ (26/226-229)

بَابٌ فِيمَنْ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا

باب: جب کوئی شخص کسی مقدمے میں، حقیقت جانے بغیر کسی ایک فریق کی حمایت کرے

3597 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ

3597-اسناده صحيح. زهير: هو ابن معاوية. واحمد بن يونس: هو ابن عبد الله ابن يونس، نسب هنا لجده. واخرجه احمد (5385)، والحاكم/272، والبيهقي في "السنن الكبرى"/826و/3328، وفي "شعب الايمان" (6309) و (7267) من طريق زهير بن معاوية، بهذا الاسناد. واخرج القسم الاول منه، وهو: "من حالت شفاعته..." الحاكم/3834، والطبراني في "الكبير" (13084)

اللهِ حَتّٰى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ.

یحییٰ بن راشد بیان کرتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور بتایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس شخص کی سفارش اللہ کی کسی حد کے بارے میں رکاوٹ بن جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جو شخص باطل کے بارے میں مقدمہ بازی کرے، حالانکہ وہ یہ جانتا ہو (کہ وہ باطل ہے) تو وہ شخص مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے، جب تک وہ اس چیز سے الگ نہیں ہو جاتا اور جو شخص کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے، جو اس میں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنمیوں کی پیپ میں ڈالے گا، جب تک وہ اس چیز سے باہر نہیں نکل آتا، جو اس نے بات کہی ہے''۔

3598- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعُمَرِيُّ، حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى بْنُ يَزِيدَ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کسی ظالم کے مقدمے میں مدد کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ واپس آتا ہے''

اسلام میں گواہی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ اس جہاں کا خالق ہے۔ کائنات میں حسن پیدا کرنے کے لئے انسان بنایا۔ انسان کے ملنے سے معاشرہ ترتیب پاتا ہے۔ جب معاشرہ میں دینی اور دنیاوی معاملات بعض اوقات ایسی صورت اختیار کرلیں کہ صاحب معاملہ کسی پر کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرا حق ہے لیکن تنہا اُس کے اقراری دعویٰ یا بیان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا، اس لیے نہیں کہ وہ ناقابل اعتبار ہے۔ بلکہ اس لیے کہ اگر محض دعویٰ و بیان کی رو سے کسی کا کسی پر کوئی حق ثابت ہو جایا کرے تو دنیا سے امان اُٹھ جائے اور لوگوں کا جینا دوبھر ہو جائے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر لوگوں کو محض دعویٰ کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے۔ لیکن مدعی (دعویدار) کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے او رمنکر پر قسم۔" (مسلم بیہقی)

تو ثابت ہوا کہ مدعی اپنے دعویٰ کے ثبوت، یا اپنے کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے حاکم اسلام کی مجلس میں ایسے اشخاص کو پیش کرے جو اس کے دعویٰ کی تصدیق کریں۔ لفظ شہادت کے ساتھ کسی کی تصدیق کرنے یا سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔

3598- حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة المثنى بن يزيد وقد سلف الحديث قبله بسند صحيح. مطر الرزاق: هو ابن طهمان. واخرجه ابن ماجه (2320) من طريق حسين المعلم، عن مطر الرزاق، به. واسناده حسن في المتابعات من اجل مطر الوراق.

پھر چونکہ شہادت بھی شرعاً ایک خاص اعزاز و منصب ہے اس لیے ہر کس و ناکس نہ اس شہادت کا اہل ہے اور نہ ایرا غیرا، گواہی کے لیے موزوں اس کے اہل وہی ہیں جن کی سیرت و کردار پر اسلامی معاشرہ کو اطمینان ہو اور جو اپنے اخلاق و دیانت کے لحاظ سے عام لوگوں کے درمیان قابل اعتماد سمجھے جاتے ہوں جن کی بات پر اعتبار کیا جاتا ہو اور جن کی دیانت کم از کم عام طور پر مشتبہ نہ ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ۔ "ایسے گواہ جن کو تم پسند کرو۔"

اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان، ایسوں ہی کو گواہ بنانا اور اس کی گواہی کو قبول کرنا پسند کرے گا جو اُس کے نزدیک متقی، عادل اور قابل اعتبار ہوں اور جن کے صالح ہونے پر اُسے اعتماد ہو۔ جو عاقل ہوں، بالغ ہوں۔ آزاد ہوں اور دیندار ہوں۔

اسلام نے مسلمان عورتوں کو بھی یہ حق دیا اور عورت کی گواہی کو قابل قبول مانا۔ لیکن ساتھ ہی اپنے علم کامل اور تحقیق مطلق کی بنا پر عورت کی گواہی کا مرتبہ، مرد کے مقابلہ پر نصف مانا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ۔ لہٰذا تنہا عورتوں کی گواہی کسی معاملہ میں، اگر چہ وہ چار ہوں، شرعاً معتبر نہیں۔ مگر جن اُمور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔ جیسے ولادت و بکارت یعنی عورت کا بچہ جننا یا اُس کا باکرہ ہونا۔ یونہی نسوانی عیوب، یعنی عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اُن میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے، جبکہ وہ آزاد و مسلمان ہو اور دو عورتیں ہوں تو اور بہتر۔

قرآن حکیم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی چھپانا جائز نہیں۔ بلکہ مدعی کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازمی ہے۔ بلکہ اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ اگر میں نے گواہی نہ دی تو صاحب حق کا حق تلف ہو جائے گا۔ یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے تو اُسے گواہی کے لئے کیسے طلب کرے گا۔ اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔

البتہ حدود میں یعنی حدود کی گواہی میں دو پہلو ہیں ایک ازالہ منکر یعنی برائی کا ازالہ اور رفع فساد کہ معاشرہ میں فساد برپا نہ ہو اور دوسرا مسلمان کی پردہ پوشی۔ اس لیے حدود کی گواہی میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے تاکہ مجرم اپنی سزا کو پہنچے۔ یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب و پرہیز برتے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُس کی ستاری کرے گا (اور اُس کے جرائم پر پردہ ڈال دے گا۔)

ہاں جس پر جرم ثابت ہو چکا وہ بیباک و بدلحاظ ہو۔ حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو اور مسلمان اس کے کرتوتوں سے نالاں ہوں اور اس کی غلط روی سے دوسروں کے اخلاق و عادات اور کردار کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو پہلی صورت اختیار کرے تاکہ لوگ اس کی شرارتوں اور بدکرداریوں سے محفوظ رہیں۔ یونہی چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری ہو گیا ہے اُس کا حق تلف نہ ہو۔ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے۔ اتنا کہنے پر اکتفاء کرے کہ اُس نے فلاں شخص کا مال لیا۔ یہ نہ کہے کہ چوری کی۔ اس طرح احیاء حق بھی ہو جاتا ہے اور پردہ پوشی بھی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

جھوٹی گواہی کا وبال

حدیث میں ہے۔رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں" جھوٹی گواہی بت پوجنے کے برابر ہے۔جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر ہے۔جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔" تین بار فرما کر، حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
" بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ اللہ کے لئے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔" (ترمذی، ابن ماجہ وغیرہما)

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ" جھوٹے گواہ کے پاؤں، جگہ سے ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔

اور بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:" جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے، حالانکہ یہ گواہ نہیں۔ وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں ہے۔ جب تک اُس سے جدا نہ ہو جائے۔" اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو گواہی کے لئے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔" (طبرانی)

شہادت کے احکام و مسائل میں اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ مندرجہ ذیل افراد کی گواہی شرعاً مقبول و معتبر نہیں۔

1:۔کافر کی گواہی مسلم کے خلاف اور مرتد کی گواہی مقبول نہیں۔
2:۔دو شخصوں میں دنیاوی عداوت ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف قبول نہیں۔
3:۔جو شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہو کہ وہ اس کی عادت سی ہو گئی ہے۔تو ایسے شخص کی گواہی بھی قبول نہیں۔
4: بچے کی گواہی اور ایسے لوگوں کی گواہی جو دنیاوی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں۔
5:۔جس پر حد قذف قائم کی گئی ہو۔
6:۔جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے۔
7:۔زوج وزوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں اور خلاف ہو تو مقبول۔
8:۔اولاد کی گواہی ماں باپ دادا دادی کے حق میں، اور اُن کی گواہی اولاد کے حق میں۔
9:۔کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے اور اس کی کفالت میں رہنے والوں کی گواہی اُستاد کے حق ہیں۔
10:۔گویے، گانے والی یا پیشہ ور ڈرامے کرنے والے۔
11:۔جو شخص اٹکل پچو باتیں اڑاتا ہو۔
12:۔جو کثرت سے قسم کھاتا یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو۔
13:۔جس کا پیشہ دلالی ہو کہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے۔
14:۔مختاری کا پیشہ کرنے والے کہ خود جھوٹ سچ بولنے اور دوسروں کو تلقین کرتے ہیں۔

15:۔مرغ بازی، کبوتر بازی، اور دوسرے ایسے ہی کھیل کود میں وقت گنوانے والے۔

16:۔جو شخص گناہ وحرام کی مجلس میں بیٹھتا ہے اگر چہ وہ خود اس حرام کا مرتکب نہیں۔

17:۔سودخور، جواری، یا علی الاعلان شطرنج کھیلنے والا۔

18:۔بغیر عذر شرعی نماز روزہ قضا کرنے والا یا جماعت ترک کرنے والا جبکہ کوئی عذر شرعی نہ ہو۔

19:۔حقیر وذلیل افعال میں گرفتار ومشغول رہنے والا۔

20:۔جو شخص بزرگان دین، پیشوایان اسلام مثلاً صحابہ وتابعین، وائمہ اہلبیت خصوصاً امام حسین شہید کرب و بلا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کو برے الفاظ سے اعلانیہ یاد کرتا ہو، اس کی گواہی بھی مقبول نہیں۔انہی بزرگان دین سلف صالحین میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔اور جو بیہودہ گوئی کو اپنا جز وایمان سمجھتے ہیں، ہرگز ہرگز کسی دینی یا دنیاوی معاملہ میں شہادت کے اہل نہیں۔(درمختار، ردالمختار، عالمگیری وغیرہا)

کیونکہ سچی گواہی سے معاملہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔حق اور باطل دونوں میں تمیز ہوجاتی ہے۔لہٰذا سچی گواہی مسلمان کی عزت میں اضافہ کرتی ہے جبکہ جھوٹی گواہی ذلت ورسوائی کا باعث بنتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں سچی گواہی دینے والا بنائے۔آمین

ولادت وبکارت میں ایک عورت کی گواہی کا بیان

اور ولادت و پردہ بکارت اور عورتوں کے وہ عیب جن پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے۔ان میں صرف ایک عورت کی گواہی بھی قبول کرلی جائے گی۔البتہ ان سب میں عادل وانصاف والا ہونا' اور لفظ شہادت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔جب گواہ نے لفظ شہادت ذکر نہ کیا' اور کہا کہ میں جانتا ہوں یا میں یقین رکھتا ہوں۔تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حاکم ایک مسلمان آدمی کے ظاہری طور پر عادل ہونے پر ہی اکتفاء کرے گا۔مگر حدود اور قصاص میں ایسا نہیں کرے گا بلکہ ان میں گواہوں کے بارے سوال کرے گا۔جب مدعی علیہ ان کے بارے طعنہ زنی کرے' تو حاکم ان کے بارے معلومات حاصل کرے گا۔صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے بارے میں خفیہ طور پر اور علانیہ طور پر دونوں طرح تحقیق کرنا ضروری ہے۔

اور وہ چیز جسے کسی گواہ نے دوطرح سے اٹھا رکھا ہوتا ہے۔ان میں سے ایک تو وہ ہے جس کا حکم اس کی ذات کے ساتھ ہی ثابت ہوجاتا ہے۔اس کی مثال جیسے بیع' اعتراف' غصب' قتل اور حاکم کا حکم وغیرہ ہے پس جب گواہ نے انہیں خود دیکھا ہو یا سنا ہو' تو اسے جبکہ گواہ نہ بھی بنایا گیا ہو۔اس کے لئے ان کی گواہی دینا جائز ہے' اور وہ کہے گا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس نے بیچا ہے یہ نہیں کہے گا کہ اس نے مجھے گواہ بنایا ہے۔(قدوری، کتاب شہادات، لاہور)

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ولادت وبکارت اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں ایک عورت حرہ مسلمہ کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر اور بچہ زندہ پیدا ہوا، پیدا ہونے کے وقت رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔مگر حق وراثت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی

کافی نہیں۔عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے بالقصد اُدھر نظر کی تھی گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں۔اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اُس طرف نظر چلی گئی تو گواہی مقبول ہے۔(ردمحتار،کتاب شہادات،لاہور)

قرآن وسنت کے مطابق عورت کی آدھی گواہی کا بیان

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى.(البقرہ،۲۸۲)

اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے۔

قرآن پاک میں یہاں نص قطعی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوگی۔اس آیت سے نام نہاد گمراہ کن سکالر جو اسلام کے نام پر لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہے کیونکہ وہ عورت کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دیتے ہیں جس کے سبب اس قرآنی آیت کی مخالفت ضروری آتی ہے جو عذاب الٰہی کا سبب ہوگی۔پتہ نہیں عورت کی گواہی آدھی کہنے سے یہ لوگ کیوں آگ بگولہ ہوجاتے ہیں۔حالانکہ آگ سے شیطان بنا ہے۔اور یہ سراپا شیطان کے چیلے بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ہمیں ان کے شیطانی کردار سے کوئی غرض نہیں کیونکہ وہ جہنم میں جائیں یا جہاں جانا چاہیں جائیں لیکن خدا کیلئے ہماری مسلمان عوام سے گزارش ہے کہ وہ اس کے جہلاء سکالرز کے شر وفساد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔

اسی طرح ایسے لوگوں کو قانون وراثت میں غور کرنے چاہے کہ وہاں بھی مرد کی بہ نسبت آدھا حصہ دیا گیا ہے وہاں پر بھی ان لوگوں کو یہ قانون نافذ کرتے ہوئے مردوں کے برابر حصہ دینا چاہے وہاں ان کو کیسے سمجھ آگیا ہے کہ عورت کا حصہ نصف ہے۔اور وہاں عورت کو نصف حصہ دینا عورت کے شرف کے خلاف نہیں ہے تو یہاں نصف گواہی ہونے کے سبب عورت کی عزت میں کیونکر کمی آئے گی۔بلکہ آدھی گواہی کے سبب عورت کو گھر میں پردہ رہنے کا اہتمام ہے اور یہی شیطان کو برداشت نہیں ہے۔کیونکہ جب عورت کثرت سے عدالتوں کی زینت بنے اور غیر محرموں کے آمنے سامنے آزادانہ طور پر آئے یہی شیطان اور اہل شیطان کو پسند ہے

شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل

حدیث کے الفاظ بالکل صاف صاف بیان کررہے ہیں کہ : عورت کی گواہی،مرد کی گواہی سے نصف ہے،یہ حدیث صرف ایک کتاب حدیث میں درج ہوتی تو پھر بھی کسی کے لئے "مطالعے کی کمی" کہا جاسکتا مگر مسئلہ یہی ہے کہ یہ حدیث صحیحین کے علاوہ درج ذیل 10 کتب احادیث میں درج ہے۔

1۔ابوداؤد،باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه 2۔ترمذی،باب ما جاء فی استكمال الايمان وزيادته ونقصانه 3۔ابن ماجه،باب فتنة النساء 4۔مسند احمد،جلد:25۔صحيح ابن خزيمه،باب اسقاط فرض الصلاة عن الحائض ايام حيضها 6۔سنن دارمی،باب الحائض تسمع السجدة فلا تسجد 7۔سنن بيهقی كبرى،باب الحائض تفطر فی شهر رمضان كتاب الصوم 8۔ابن حبان،ذكر الزجر للنساء عن اكثار اللعن واكفار العشير 9۔مستدرك الحاكم،جلد:410۔مجمع الزوائد،باب الصدقة على الاقارب وصدقة المرأة على زوجها

حضرت ابوہریرہ وزید بن خالد، شبل سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اس دوران ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند قدوس کی قسم دیتا ہوں ہمارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمائیں اللہ کی کتاب کے موافق۔ پھر اس کا مخالف اٹھ کھڑا ہوا وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے عرض کیا سچ کہتا ہے کتاب اللہ کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ دو۔ اس نے کہا میرا لڑکا اس کے پاس مزدوری کا کام کرتا تھا تو اس کی بیوی سے زنا کرلیا۔ میں نے ایک سو بکریاں اور ایک خادم دے کر اس کو چھڑا لیا۔ کیونکہ مجھ سے لوگوں نے کہا تھا کہ تمہارے لڑکے پر رجم (یعنی پتھروں سے مار ڈالنا ہے) تو میں نے فدیہ ادا کردیا پھر میں نے چند جاننے والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا تمہارے لڑکے کو ایک سو کوڑے لگنے چاہئیں تھے۔ ایک سال کے واسطے ملک بدر ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کردوں گا لیکن ایک سو بکریاں اور خادم تم اپنے لے لو اور تمہارے لڑکے کو ایک سو کوڑے لگیں گے اور صبح کو اس دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا اگر وہ اقرار زنا کرے تو اس کو پتھروں سے مار ڈال۔ چنانچہ صبح کے وقت انیس اس کے پاس پہنچے اس نے اقرار کرلیا انہوں نے اس کے اوپر پتھر برسائے۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1715)

امام نسائی علیہ الرحمہ نے سنن نسائی میں اس حدیث پر فقہی باب قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عورت کو گواہی کیلئے عدالت میں جانے سے جس قدر ہو سکے دور رکھا جائے۔ کیونکہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔

بَابٌ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

باب: جھوٹی گواہی دینا

3599 - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ يَعْنِي الْعُصْفُرِيَّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا، فَقَالَ: عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَرَأَ (فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ) (الحج: 31)

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز ادا کی، جب آپ نے نماز مکمل کی تو آپ کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جھوٹی گواہی کو، کسی کو اللہ کا شریک قرار دینے کے برابر قرار دیا گیا ہے''

یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''بتوں کی ناپاکی سے اجتناب کرو، اور جھوٹی گواہی سے اجتناب کرو، اللہ تعالیٰ کے لیے خالص رہتے ہوئے اور اس

3599- اسنادہ ضعیف، ابو سفیان العصفری - واسمہ زیاد - وحبیب بن النعمان مجھولان. واخرجہ ابن ماجہ (2372) من طریق محمد بن عبید، بھذا الاسناد. واخرجہ الترمذی (2453) من طریق مروان بن معاویۃ الفزاری،

کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوئے"۔

شرح

واجتنبوا قول الزور اور جھوٹی بات کہنے سے پرہیز رکھو۔

زُوْر کا لفظ زور سے مشتق ہے۔ زور کا معنی ہے مڑ جانا' جھوٹی بات بھی حق سے منحرف ہوتی ہے جس طرح افک کا لفظ افک (پھیر دینا موڑ دینا) سے بنا ہے اور جھوٹی بات صداقت سے برگشتہ ہوتی ہی ہے۔ زور کا لفظ اگرچہ عام ہے ہر قسم کی جھوٹی بات اس میں شامل ہے لیکن اس جگہ کافروں کے لئے مشرکانہ مقولے مراد ہیں مثلاً وہ کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ بت اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کریں گے۔ لبیک کہنے کے وقت کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ۔ تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے وہ (تیرا) مالک نہیں۔

امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' طبرانی اور ابن المنذر نے حضرت خریم بن فاتک کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو گئے اور فرمایا جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے یہ بات تین بار فرمائی پھر آیت فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ۔ تلاوت فرمائی۔

قتادہ نے کہا دور شرک میں لوگ حج کرتے تھے لیکن ماؤں' بیٹیوں اور بہنوں کو رد کرتے تھے اور اپنے کو حنیف کہتے تھے یعنی دین ابراہیمی پر قائم۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ دین ابراہیمی پر قائم ہونا چاہتے ہو تو بت پرستی چھوڑ دو اس گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے اجتناب رکھو۔ (تفسیر مظہری، سورہ حج، لاہور)

جھوٹی قسم کھانے پر وعید کا بیان

حضرت عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا (۳) اور جھوٹی قسم کھانی (یاد رکھو) جس قسم کھانے والے نے بھی مجبوری وقید کی حالت میں اللہ کی قسم کھائی اور اس قسم میں مچھر کے بازو کے برابر (یعنی تھوڑا سا) بھی جھوٹ شامل کیا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے ایک نکتہ پیدا ہو جائے گا (جس کا وبال آخرت میں ظاہر ہوگا)" اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 902)

غموس" دراصل "غمس" سے ہے جس کے معنی ہیں" غوطہ دینا" اور" یمین غموس" کسی گذری بات پر دیدہ و دانستہ جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ حنفی مسلک کے مطابق ایسی قسم کھانے والے پر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ لیکن اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ توبہ استغفار کرے اور آئندہ اس طرح جھوٹی قسم نہ کھانے کا پختہ عہد کرے کیونکہ یمین غموس کے بارے میں دوزخ کی آگ سے ڈرایا گیا ہے چنانچہ ایسی قسم" کو غموس" اسی اعتبار سے کہتے ہیں کہ وہ ایسی قسم کھانے والے کو دوزخ کی آگ میں غوطہ دے گی۔ نیز غیر کا حق دوسرے کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جو جھوٹی قسم کھائی جاتی ہے وہ اسی قبیل سے (یعنی یمین غموس کی قسم سے) ہے۔

میتیجہ کے اعتبار سے "یمین صبر" بھی "یمین غموس" کے مفہوم میں داخل ہے کہ جس طرح یمین غموس سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ آخرت کی سزا (یعنی دوزخ کی آگ) ملتی ہے اسی طرح "یمین صبر" میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی سزا بھی آخرت میں ہی ملے گی۔ حدیث (جعلت نكتة فی قلبه الی یوم القیامة) (اس دل میں قیامت تک کے لئے ایک نکتہ پیدا ہو جائے گا) کا مطلب یہ ہے کہ اس نکتہ (داغ) کا اثر زنگ کی طرح ہے کہ وہ اپنی قسم میں تھوڑے سے بھی جھوٹ کی آمیزش کرنے والے شخص کے دل پر قیامت تک ہوگا پھر قیامت میں اس کا وبال اس طرح ظاہر ہوگا کہ اس کو عذاب الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا۔ اس سے عبرت پکڑنی چاہئے جب کہ تھوڑے سے جھوٹ کی آمیزش کرنے کا انجام یہ ہے کہ تو اس صورت میں کیا حشر ہوگا جب کہ جس بات پر قسم کھائی جائے وہ سرے جھوٹ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں تین چیزوں کو ذکر کیا ہے جو بڑے گناہوں میں سب سے بڑے گناہ ہیں اور پھر ان تینوں میں سے صرف آخر کے بارے میں وعید بیان فرمائی تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ بھی سب سے بڑے گناہ ہیں اور پھر ان تینوں میں سے صرف آخر میں کے بارے میں وعید بیان فرمائی تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ بھی سب سے بڑے گناہوں میں داخل ہے اور لوگ یہ گمان کر کے عدالت میں جھوٹی قسم کھانا گناہ کے اعتبار سے شرک اور ماں باپ کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے اس کو کمتر نہ جائیں اسی طرح آگے حضرت خزیمہ ابن فاتک کی جو روایت آئے گی اس کے یہ الفاظ (عدلت شهادة الزور بالا شراك بالله) سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ بھی "اکبر کبائر میں داخل ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو بھی شخص میرے منبر کے پاس قسم کھاتا ہے اور اس کی وہ قسم جھوٹی ہوتی ہے اگر چہ وہ ایک مسواک ہی کے لئے کیوں نہ ہو تو وہ (دوزخ کی) آگ میں اپنا ٹھکانہ تیار کرتا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ۔ اس کے لئے (دوزخ کی) آگ واجب ہوتی ہے۔ (مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

منبر کے پاس قسم کھانے کی قید اس لئے لگائی کہ وہ ایک مقدس و باعظمت جگہ ہے وہاں جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ورنہ مطلق جھوٹی قسم کھانا خواہ جہاں بھی کھائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب کو واجب کرتا ہے۔ "سبز مسواک" کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ وہ ایک حقیر ترین چیز ہے۔ جب کہ خشک ہو جانے کے بعد اس میں قدر و قیمت پیدا ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ مسواک بذات خود بہت معمولی و حقیر چیز ہے۔ جب کہ خشک ہونے سے پہلے تو اس کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہوتی۔ جب اس کے لئے جھوٹی قسم کھانا اتنی بڑی وعید کا محمول ہے تو جو لوگ عدالتوں میں بڑی بے باکی کے ساتھ بڑی سے بڑی چیز کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں ان کا حشر کیا ہوگا؟

بَابُ مَنْ تُرَدُّ شَهَادَتُهُ

باب: کس کی گواہی مسترد کر دی جائے گی؟

3600 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ، وَالْخَائِنَةِ وَذِي الْغِمْرِ

عَلَى أَخِيهِ، وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغِمْرُ: الْحِنَةُ، وَالشَّحْنَاءُ، وَالْقَانِعُ: الْأَجِيرُ التَّابِعُ مِثْلُ الْأَجِيرِ الْخَاصِّ.

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے خیانت کرنے والے مرد خیانت کرنے والی عورت اور اپنے بھائی سے بغض رکھنے والے شخص کی گواہی کو مسترد کر دیا تھا، آپ نے کسی ملازم کی اس کے گھر والوں کے خلاف گواہی کو مسترد کر دیا تھا، البتہ دوسروں کے حق میں اس کی گواہی کو درست قرار دیا تھا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) غمر کا مطلب بغض اور عداوت ہے جبکہ قانع کا مطلب تابع رہنے والا ملازم ہے، جیسے خاص ملازم ہوتا ہے۔

3601 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ طَارِقٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلَى أَخِيهِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز نہیں ہے، اور نہ ہی زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت کی جائز ہے اور نہ ہی اپنے بھائی کے خلاف بغض رکھنے والے کی جائز ہے''۔

شرح

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ان لوگوں کی گواہی جائز و معتبر نہیں۔ (۱) خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت (۲) جس شخص پر تہمت کی حد جاری کی گئی ہو (۳) دشمن جو اپنے (مسلمان) بھائی کے خلاف ہو (٤) وہ شخص جو ولاء کے بارے میں متہم ہو (٥) وہ شخص جو قرابت کے بارے میں متہم ہو۔ (٦) وہ شخص جو کسی ایک گھر پر قانع ہو۔ امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے نیز اس حدیث کا ایک راوی یزید ابن زیاد دمشقی منکر الحدیث ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 904)

اسلام کی رو سے گواہ کا عادل ہونا اتنا ہی ضروری ہے جس قدر حاکم کا عادل ہونا کیونکہ گواہی ایک ایسا اہم درمیانی وسیلہ ہے جو عدالت کو عدل تک پہنچنے میں فیصلہ کن مدد دیتا ہے، اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حدیث میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا

3600-اسناده حسن. محمد بن راشد: هو المكحولي، وحفص بن عمر: هو ابو عمر الحوضي. واخرجه ابن ماجه (2366) من طريق حجاج بن ارطاة، عن عمرو بن شعيب، به بنحو اللفظ الآتي بعده. الا انه قال: "لا محدود في الاسلام" بدل: "ولا زان ولا زانية." ولم يذكر في روايته شهادة القانع. وهو في "مسند احمد" (6698) و (6899) و (6940) و (7102).

3601-اسناده حسن كسابقه. محمد بن خلف بن طارق الدّاري نسبة الى داريّا، ويقال في النسبة اليها ايضاً: الداراني، وهي اكبر قرى الغوطة الجنوبية، وثانية قرى الغوطة اليوم على الاطلاق، تبعد عن دمشق نحو ثمانية كيلو مترات جنوباً الى غرب.

...چونکہ عدل کے معیار پر پورے نہیں اترتے اس لئے ان کی گواہی کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے خیانت کرنے والا مرد الخ ...سے "لوگوں کی امانتوں میں خیانت مراد ہے، یعنی ان مردوں اور عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو لوگوں کی امانتوں میں خیانت کرنے والے مشہور ہوں اور ان کا جرم خیانت بار بار سرزد ہونے کی وجہ سے لوگوں پر عیاں ہو۔ ورنہ تو ظاہر ہے کہ (خیانت) ایک ایسا مخفی جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے مگر عام طور سے بندوں پر عیاں نہیں ہوتا۔

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہاں "خیانت" سے مراد فسق ہے خواہ وہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کی صورت میں ہوا یا احکام دین اور فرائض دین کی عدم بجا آوری کی شکل میں ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام کو بھی "امانت" فرمایا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ (اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الاحزاب:72) "تحقیق ہم نے امانت (یعنی اپنے دین کے بار کو) آسمانوں اور زمین پر پیش کیا الخ اور دین کے احکام کو بجا نہ لانے کو "خیانت" فرمایا جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ (لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ، (الانفال ۸:۲۷) "نہ تو اللہ اور اس کے رسول کی امانت (یعنی دین کے امور) میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو" اس صورت میں اول تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جو مرد و عورت احکام شرع اور فرائض دین کی بجا آوری نہ کرتے ہوں یا گناہ کبیرہ کے ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرتے ہوں ان کی گواہی معتبر نہیں ہوگی۔

دوسرے یہ کہ آگے آنے والی حدیث میں "خیانت کے بعد "زنا" کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ تخصیص بعد تعمیم" کے طور پر ہے علماء لکھتے ہیں کہ یہ تاویل (یعنی خیانت سے فسق مراد لینا اولیٰ ہے ورنہ دوسری صورت میں تمام برائیوں اور گناہوں کا ذکر باقی رہ جائے گا۔ جن کا ارتکاب قبول گواہی سے مانع ہے اور ان سب کو چھوڑ کر صرف خیانت کا ذکر کرنا سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جس شخص پر تہمت کی حد جاری کی گئی ہو" کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی پاکدامن پر زنا کی تہمت لگائی ہو اور اس کی سزا میں اس پر حد قذف جاری کی گئی ہو تو اس شخص کی گواہی قابل قبول نہیں ہوگی اگرچہ وہ اس سے توبہ بھی کر لے۔

اس بارے میں فقہی مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ حد قذف کے علاوہ اور دوسرے تمام حدود میں یہ رعایت حاصل ہے کہ جس شخص پر حد جاری ہوئی ہو اگر وہ توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول ہوگی، توبہ سے پہلے تو اس کی گواہی ناقابل اعتبار قرار پائے گی جب کہ حد قذف میں یہ سزا ہے کہ جس شخص پر یہ حد جاری ہوئی اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی لیکن دوسرے آئمہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام ہی حدود سے متعلق ہے کہ اگر کسی شخص پر حد جاری ہو گئی تو اس کے توبہ کر لینے کے بعد اس کی گواہی قبول کی جائے گی خواہ وہ حد تہمت کے جرم میں جاری ہوئی ہو یا کسی اور گناہ (جیسے زنا) کی وجہ سے۔ "دشمن جو اپنے خلاف ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی و عداوت رکھتے ہوں ان کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی معتبر نہیں ہوگی خواہ وہ دونوں آپس میں نسبی بھائی ہوں یا اجنبی" یعنی دینی بھائی" ہوں۔" وہ شخص جو ولاء کے بارے میں متہم ہو" کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص زید ایک دوسرے بکر کا غلام تھا اور بکر نے اس کو آزاد کر دیا تھا اب زید اپنی آزادی کو ایک تیسرے شخص کی طرف منسوب کرتا یعنی یوں کہتا ہے کہ میں عمرو کا آزاد کیا ہوا ہوں، حالانکہ وہ اپنی بات میں

جھوٹا ہے اور وہ اپنے اس جھوٹ میں مشہور ہے کہ لوگ عام طور پر اس کے جھوٹے انساب پر اس کو متہم کرتے ہیں اور اس کی تکذیب کرتے ہیں ایسے شخص کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی کیونکہ وہ اپنے اس کہنے کی وجہ سے "فاسق" ہے چنانچہ آزاد کرنے والے کی ولاء (یعنی آزاد کرنے پر حاصل ہونے والے حق کو قطع کرنا اور اس کی ولاء کی نسبت کسی ایسے شخص کی طرف کرنا جس نے حقیقت میں اس کو آزاد نہیں کیا ہے گناہ کبیرہ ہے، اور اس کے مرتکب کے بارے میں سخت وعید وتنبیہ وارد ہے۔

یہ حکم قرابت کے بارے میں بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی قرابت میں غلط بیانی کرے یعنی یوں کہے کہ میں فلاں شخص مثلاً زید کا بیٹا ہوں لیکن اس کی غلط بیانی پر لوگ اس کو متہم کرتے ہوں اور اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ زید کا بیٹا نہیں ہے بلکہ حقیقت میں بکر کا بیٹا ہے تو اس کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی کیونکہ اس کا یہ جھوٹ بھی "فسق" ہے اور اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنی نسبت کرنے والے کے بارے میں لعنت وارد ہوئی ہے۔ وہ شخص جو کسی ایک گھر پر قانع ہو۔" ایسا شخص وہ سائل ہے جو کم سے کم پیٹ بھرنے پر قناعت کر لیتا ہو یا جس کی روزی کسی ایک گھر سے متعلق ہو اور یا جو کسی ایک گھر کا ہو رہا ہو۔ لیکن یہاں وہ شخص مراد ہے جو کسی کے زیر نفقہ ہو یعنی جس کا گزر کسی کے دینے پر ہوتا ہو جیسے خادم وتابع۔

ایسے شخص کی گواہی اس کے مخدوم ومتبوع کے حق میں قبول نہیں ہوگی کیونکہ اول تو یہ احتمال ہے کہ وہ اپنی محتاجی کی وجہ سے اپنے مخدوم متبوع کی ناروا طرف داری کرے اور سچی بات نہ کہے اور دوسرے یہ کہ اپنے مخدوم ومتبوع کے حق میں گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ گویا وہ اپنی گواہی کے ذریعہ اس چیز کے منافع کو اپنی ذات سے متعلق کرتا ہے جو اس کی گواہی کے نتیجہ میں اس کے مخدوم ومتبوع کو حاصل ہوگی یا بایں طور کہ جب اس کا کھانا پینا اس کے مخدوم ومتبوع کے ذمہ ہے جس کے حق میں وہ گواہی دے رہا ہے تو اس مخدوم ومتبوع کو اس کی گواہی کا وہی حکم ہوگا جو باپ اور بیٹے یا شوہر اور بیوی کی گواہی کا حکم ہے کہ جس طرح اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کے حق میں یا بیٹا اپنے باپ کے حق میں گواہی دے یا شوہر اپنی بیوی کے حق میں یا بیوی شوہر کے حق میں گواہی دے تو اس کی گواہی درست نہیں ہوگی اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا آپس میں ایک دوسرے کے حق میں گواہی دینا گویا اپنی ذات کے فائدے کے لئے گواہی دینا ہے اسی طرح مخدوم ومتبوع کے حق میں تابع وخادم کی گواہی بھی درست نہیں ہے اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا! البتہ یہ واضح رہے کہ بھائی کے حق میں بھائی کی گواہی درست رہے گی اور اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

بَابُ شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ

باب: دیہاتی کا شہریوں کے خلاف گواہی دینا

3602 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ

3602- اسناده صحيح. ابن الهاد: هو يزيد بن عبد الله بن الهاد، وابن وهب: هو عبد الله. واخرجه ابن ماجه (2367) عن حرملة بن يحيى، عن عبد الله بن وهب، عن نافع بن يزيد وحده، بهذا الاسناد. قال الذهبي في "تلخيص المستدرك" 4/99: هو حديث منكر على نظافة اسناده.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"کسی دیہاتی کی شہری کے خلاف گواہی جائز نہیں ہے"

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرَّضَاعِ

باب: رضاعت کے بارے میں گواہی

3603 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ - وَحَدَّثَنِيهِ صَاحِبٌ لِي عَنْهُ وَأَنَا لِحَدِيثِ صَاحِبِي أَحْفَظُ - قَالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْنَا جَمِيعًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا لَكَاذِبَةٌ، قَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ وَقَدْ قَالَتْ مَا قَالَتْ دَعْهَا عَنْكَ.

ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی: میں نے ام یحییٰ بنت ابواہاب کے ساتھ شادی کر لی، ایک سیاہ فام عورت ہمارے پاس آئی اس نے کہا: میں نے ان دونوں (میاں بیوی کو بچپن میں) دودھ پلایا ہے، راوی کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے سامنے یہ صورتحال ذکر کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیر لیا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ عورت جھوٹ بول رہی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا پتہ؟ اس نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا، اب تم اسے (یعنی اپنی بیوی کو) چھوڑ دو۔

ولادت میں تنہا دایہ کی گواہی کے مقبول ہونے کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ وقت نکاح سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینے یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے جبکہ شوہر اقرار کرے یا سکوت اور اگر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے ولادت ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی شہادت ناکافی ہے۔ یونہی اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے اور نسب ثابت ہونے کے لیے فقط جنائی کا قول کافی ہے۔ اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینے کے اندر دوسرا چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں۔ نکاح میں جہاں نسب ثابت ہونا کہا جاتا ہے وہاں کچھ یہ ضرور نہیں کہ شوہر دعوے کرے تو نسب ہوگا بلکہ سکوت سے بھی نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کرے تو نفی نہ ہوگی جب تک لعان نہ ہوا و

3603- اسناده صحيح. ابن ابي مليكة: هو عبد الله، والرجل المبهم هنا في هذا الاسناد: هو عبيد بن ابي مريم المكلي، الآتي في الطريق التالي، وهو مجهول، فالاعتماد في هذا الحديث على رواية ابن ابي مليكة عن عقبة بن الحارث. واخرجه البخاري (88) و (2052) و (2640) و (2659) و (2660) من طرق عن عبد الله بن ابي مليكة، به. زاد البخاري في بعض طرقه: ففارقها عقبة ونكحت زوجا غيره. وهو في "مسند احمد" (16148)، و "صحيح ابن حبان" (4216-4218).

راگر کسی وجہ سے لعان نہ ہو سکے جب بھی ثابت ہوگا۔ (عالم گیری، باب ثبوت نسب)

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون غنیّہ سے نکاح کر لیا۔ ایک عورت نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اور تمہاری منکوحہ دونوں کو اپنا دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے نہ تم نے پہلے کبھی مجھ سے یہ بات کہی۔ پھر انہوں نے اپنی بیوی کے رشتہ داروں سے معلوم کروایا انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ اس عورت نے عقبہ کو دودھ پلایا ہے۔ آخر کار حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرہ بیان کیا۔ دودھ پلانے والی عورت تن تنہا یہ واقعہ بیان کر رہی تھی۔ دوسرا کوئی گواہ اس کی گواہی نہیں دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعت کے بارے میں اس عورت کا کہا تسلیم فرمایا۔ غنیّہ کو عقبہ کی رضاعی بہن قرار دیا۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے غنیّہ کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ نکاح کیا۔

3604 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ - وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ - فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ، فَقَالَ: هَذَا مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ أَيُّوبَ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) حماد بن زید نے حارث بن عمیر کو دیکھا ہے، یہ ایوب کے ثقہ شاگردوں میں سے ایک تھا۔

بَابُ شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَفِي الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر کے دوران کی گئی (کسی مسلمان کی) وصیت کے بارے میں ذمیوں کا گواہی دینا

3605 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِدَقُوقَاءَ هَذِهِ، وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهِدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ، فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَدِمَا الْكُوفَةَ فَأَتَيَا أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، فَأَخْبَرَاهُ وَقَدِمَا بِتَرِكَتِهِ وَوَصِيَّتِهِ، فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: هَذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَحْلَفَهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ بِاللَّهِ مَا خَانَا وَلَا كَذَبَا وَلَا بَدَّلَا، وَلَا كَتَمَا، وَلَا غَيَّرَا وَإِنَّهَا لَوَصِيَّةُ الرَّجُلِ وَتَرِكَتُهُ فَأَمْضَى شَهَادَتَهُمَا

3604- اسناده صحيح من طريق ابن ابى مليكة عن عقبة بن الحارث. احمد بن ابى شعيب الحرانى: هو احمد بن عبد الله بن ابى شعيب نسب هنا لجده. واخرجه البخارى (5104)، والترمذى (1185)، والنسائى (3330) من طريق اسماعيل بن ابراهيم - وهو ابن علية - بهذا الاسناد. وهو فى "مسند احمد" (16148)، و"صحيح ابن حبان" (4216).

3605- واخرجه سعيد بن منصور فى قسم التفسير من "سننه" (857)، والطبرى فى "تفسيره" /1057، وابن حزم فى "المحلى" /4079، والبيهقى /16510 من طريق هشيم بن بشير، بهذا الاسناد. واخرجه عبد الرزاق (15539)

⊛⊛امام شعبی بیان کرتے ہیں: دقوقاء کے مقام پر ایک مسلمان کا آخری وقت قریب آ گیا، اسے کوئی ایسا مسلمان نہیں ملا جسے وہ اپنی وصیت کے بارے میں گواہ بنا لیتا، تو اس نے اہل کتاب سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں کو گواہ بنا لیا، وہ دونوں آدمی کوفہ آئے، وہ دونوں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بارے میں بتایا وہ اس کا ترکہ اور اس کی وصیت ساتھ لے کر آئے تھے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد کبھی پیش نہیں آیا، پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عصر کے بعد ان دونوں سے، اللہ کے نام کی قسم لی، کہ انہوں نے کوئی خیانت نہیں کی، کوئی غلط بیانی نہیں کی، کوئی تبدیلی نہیں کی، کوئی چیز چھپائی نہیں ہے، کوئی چیز متغیر نہیں کی ہے، یہ اسی شخص کی وصیت ہے اور اسی کا ترکہ ہے، پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دونوں کی گواہی کو برقرار رکھا (یعنی قبول کیا)

3606- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامَ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ، فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ، فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِمْ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ) (المائدة: 106) الْآيَةَ

⊛⊛حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنوسہم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا، اس سہمی شخص کا انتقال ایک ایسی جگہ پر ہوا، جہاں کوئی مسلمان نہ تھا، جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر آئے، تو اس کے پسماندگان نے چاندی سے بنے ہوئے ایک برتن کو غیر موجود پایا، جس پر سونے کے پترے لگے ہوئے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے حلف لیا، پھر بعد میں وہ برتن مکہ میں مل گیا، ان لوگوں نے بتایا کہ ہم نے تو یہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے، تو سہمی شخص کے وارثوں میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ قسم اٹھائی کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے، اور یہ برتن ہمارے ساتھی کا ہے، تو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی۔

"اے ایمان والو! تمہارے درمیان گواہی کا حکم یہ ہوگا، جب کسی شخص کو موت آ جائے"۔

حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور گواہی کا بیان

اس میں ستائیس مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر ۱۔ مکی نے کہا: یہ تین آیات اہل معانی کے نزدیک قرآن میں اعراب، معنی اور حکم کے اعتبار سے مشکل ہیں۔ ابن

3606- اسنادہ قوی من اجل عبد الملک بن سعید بن جبیر، فھو صدوق لا باس بہ. واخرجہ البخاری (2780)، والترمذی (3312) من طریق یحیی بن آدم، بھذا الاسناد. وھو فی "شرح مشکل الآثار" (4546).

عطیہ نے کہا: یہ اس کا کلام ہے جس کے لیے اس کی تفسیر میں اطمینان واقع نہیں ہوا یہ ان کی کتاب میں واضح ہے۔

(المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۰۰)

میں کہتا ہوں: مکی نے جو ذکر کیا ہے ابو جعفر نحاس نے بھی اس سے پہلے یہ ذکر کیا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ آیات تمیم داری اور عدی بن بداء کے سبب نازل ہوئیں۔ بخاری، دار قطنی وغیرہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا: تمیم داری اور عدی بن بداء مکہ کی طرف جاتے تھے تو ان کے ساتھ بنی سہم کا ایک نوجوان بھی نکلا، وہ ایسے علاقہ میں فوت ہوا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا اس نے تمیم اور عدی کو وصیت کی اور اپنا ترکہ اپنے اہل کی طرف ان کے ہاتھ بھیج دیا ان دونوں نے چاندی کے جام کو اپنے پاس رکھ لیا جس پر سونے کے نقش ونگار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے قسم طلب کی کہ تم نے نہ چھپایا اور نہ تمہیں اطلاع ہے پھر وہ پیالہ مکہ میں پایا گیا انہوں نے کہا: یہ ہم نے عدی اور تمیم سے خریدا ہے۔ سہمی کے ورثاء میں سے دو آدمی آئے انہوں نے قسم اٹھائی کہ یہ پیالہ سہمی کا ہے اور ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ ٹھیک ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا۔ فرمایا: پھر انہوں نے پیالہ لے لیا اس میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ دار قطنی کے الفاظ ہیں، ترمذی نے تمیم داری سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے: (آیت) یایها الذین امنوا شهادة بینکم۔

اس آیت سے میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں نصرانی تھے اسلام سے پہلے شام کی طرف جاتے تھے پھر وہ تجارت کی غرض سے شام آئے، ان کے پاس بنی سہم کا ایک آدمی تجارت کی غرض سے آیا جس کا نام بدیل بن ابی مریم تھا۔ اس کے پاس چاندی کا پیالہ تھا اس کے ذریعے بادشاہ کا ارادہ کرتا تھا وہ اس کی تجارت کا بڑا حصہ تھا۔ وہ مریض ہو گیا تو انہیں اس نے وصیت کی اور انہیں حکم دیا کہ میرا مال میرے گھر والوں کو پہنچا دیں، تمیم نے کہا: جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ پیالہ لے لیا اور ہم نے وہ پیالہ ہزار درہم کے عوض بیچ دیا پھر ہم نے انہیں تقسیم کیا، جب ہم ان کے گھر والوں کے پاس آئے تو ہم نے وہ سب کچھ ان کے حوالے کیا جو ہمارے پاس تھا، انہوں نے پیالہ سامان میں نہ پایا پس انہوں نے ہم سے اس پیالہ کے متعلق سوال کیا۔ ہم نے کہا: اس کے علاوہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور اس کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں دیا۔ تمیم نے کہا: پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ آمد کے بعد مسلمان ہوا تو میں نے اسے گناہ سمجھا پھر میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انہیں سب کچھ بتایا اور میں نے انہیں پانچ سو درہم ادا کر دیئے اور میں نے انہیں بتایا کہ اس کی مثل رقم میرے ساتھی کے پاس ہے۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دلیل مانگی تو انہوں نے دلیل نہ پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ عدی سے اس کے ساتھ قسم طلب کریں جو ان کے دین داروں پر عظیم ہے۔ پس عدی نے قسم اٹھا دی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یایها الذین امنو اشهادة بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیة اثنن ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت تحبسونهما من بعد الصلوة فیقسمن بالله ان ارتبتم لا نشتری به ثمنا ولو کان ذا قربی ولا نکتم شهادة الله انا اذا لمن الاثمین فان عثر علی انهما استحقا اثما فاخران یقومان مقامهما من الذین استحق علیهم الاولین فیقسمن بالله

شهادتنا احق من شهادتهما وما اعتدينا انا اذا لمن الظلمين ذلك ادنى ان يأتوا بالشهادة على وجهها اویخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانھم۔ عمرو بن العاص اوران میں سے ایک اور آدمی اٹھا اور قسم اٹھائی پس عدی بن بداء کے انہوں سے پانچ سو درہم چھین لیے گئے۔

ابو عیسیٰ نے کہا: یہ حدیث غریب ہے اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ یہ تین آیات تمیم اور اس کے ساتھی عدی کے بارے میں نازل ہوئیں یہ دونوں نصرانی تھے اور ان کے کاروبار کی جگہ مکہ تھی، جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ابن ابی مریم مولی عمرو بن العاص مدینہ طیبہ آیا وہ شام میں تجارت کا ارادہ رکھتا تھا اس کے ساتھ تمیم اور اس کا ساتھی عدی تھا۔ الحدیث۔ نقاش نے ذکر کیا ہے فرمایا: یہ بدیل بن ابی مریم مولی العاص بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہوئی وہ سمندر میں نجاشی کی طرف سفر کرتے ہوئے نکلا۔ اس کے ساتھ دو نصرانی تھے ایک کو تمیم کہا جاتا تھا وہ لخم سے تھا اور عدی بن بداء۔ بدیل فوت ہوا وہ کشتی میں تھے اسے دریا میں پھینکا گیا تھا اس نے وصیت لکھی تھی اور اسے سامان میں رکھ دیا تھا اس نے کہا: میرا یہ سامان میرے گھر پہنچا دینا، جب بدیل فوت ہو گیا تو ان دونوں نے سامان پر قبضہ کر لیا اور اس مال میں سے جو انہیں پسند آیا وہ خود لے لیا اور جو مال انہوں نے لیا تھا اس میں چاندی کا ایک برتن بھی تھا اس میں تین سو مثقال تھا اور وہ سونے کے ساتھ منقش تھا مکمل حدیث ذکر کی۔ اس کو سنید نے ذکر کیا فرمایا: جب شام میں آئے تو بدیل مریض ہو گیا وہ مسلمان تھا۔ الحدیث۔

مسئلہ نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) شهادة بينكم، شهد کا لفظ کتاب اللہ میں کئی معانی کے لیے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے: (آیت) واستشهدوا شهيدين من رجالكم (بقرہ:۲۸۲) بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے احضروا (شمار کرو) شهد بمعنی قضی یعنی اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا: یہ ابوعبیدہ کا قول ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) شهد الله انه لا اله الا هو (آل عمران:۱۸) اور شهد بمعنی اقر بھی آیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) والملائكة يشهدون فرشتے اقرار کرتے ہیں اسی طرح شهد بمعنی حکم بھی آیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) شهد شاهد من اهلها (یوسف:۲۶) اسی سے شهد بمعنی حلف (قسم اٹھانا) ہے جیسا کہ لعان میں ہے۔ شهد بمعنی وصی بھی آیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) یایها الذین امنوا شهادة بینکم۔ بعض علماء نے فرمایا: یہاں اس کا معنی وصیت کے لیے حاضر ہونا ہے کہا جاتا ہے: شهدت وصية فلان یعنی میں فلاں کی وصیت کے وقت حاضر تھا۔ طبری کا خیال ہے کہ شهادة بمعنی قسم ہے پس معنی ہو گا جو تمہارے درمیان جھگڑا ہے اس کی دو آدمی قسم اٹھائیں اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ یہ اس شهادت کے علاوہ جو مشہود لہ (جس کے لیے گواہی دی گئی ہو) کے لیے دی جاتی ہے کہ وہ اللہ کے لیے حکم معلوم نہیں ہے جس میں گواہ پر قسم واجب ہے۔ اس قول کو قفال نے اختیار کیا ہے اور یمین (قسم) کو شہادت کہا گیا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ حکم ثابت ہوتا ہے جس طرح شہادت کے ساتھ حکم ثابت ہوتا ہے۔ ابن عطیہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ یہاں شہادت اسی شہادت کے معنی میں جس کی حفاظت کی جاتی ہے اور ادا کی جاتی ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۲)، اور انہوں نے حضور اور یمین کے معنی میں ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بينكم۔ بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ما بينكم۔ ما کو حذف کیا گیا ہے اور

شہادت کوظرف کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔اسم حقیقت میں استعمال ہوا ہے نحویوں کے نزدیک اس کو وسعت کی بنا پر مفعول کہا جاتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا: ویوما شهدناه سليما وعامرا شاعر کی مراد شهدنا فيه ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) مكر اليل والنهار (سبا:۳۳) یعنی مکر کم فیهما۔ شاعر نے کہا: نصالح من لاقيت لی ذا عداوة صفاحا وعنی بين عينيك منزوی مراد ما بين عينيك ہے پس ما کوحذف کیا گیا۔اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) هذا فراق بيني وبينك (الکہف:۷۸) یعنی ما بینی و بینک۔

مسئلہ نمبر ٤ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اذا حضر اس کا معنی ہے جب موت قریب ہو ورنہ جب موت آجاتی ہے تو میت گواہی نہیں دیتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے: (آیت) فاذا قراءت القرآن فاستعذ بالله (النحل:۹۸) اسی طرح ارشاد ہے: (آیت) اذا طلقتم النساء فطلقوهن (طلاق:۱) اس کی مثل بہت سی آیات ہیں۔اذا میں عامل مصدر ہے جو شہادۃ ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) حين الوصية اثنن حين ظرف زمان ہے اور اس میں عامل حضر ہے اور اثنان اپنے اطلاق کے ساتھ دو شخصوں کا تقاضا کرتا ہے اور رجلین کا احتمال رکھتا ہے مگر اس کے بعد کہا: ذوا عدل تو واضح کر دیا کہ مراد دو آدمی ہیں کیونکہ یہ لفظ مذکر کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ ذوات مونث کا تقاضا کرتا ہے۔اثنان کو رفع مبتدا کی خبر کی حیثیت سے ہے اور وہ شہادۃ ہے ابوعلی نے کہا: شہادۃ کو رفع مبتدا کی حیثیت سے ہے اور خبر اثنان ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے شهادة بينكم فی وصاياكم شهادة اثنين مضاف کوحذف کیا گیا اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام رکھا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) وازوجه امهتهم (الاحزاب:٦) یعنی مثل امهاتهم اور اثنان کو رفع شہادہ کی وجہ سے دینا بھی جائز ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی: وفيما انزل عليكم اوليكن منكم ان يشهد اثنان ليقم الشهادة اثنان.

مسئلہ نمبر ٦۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ذوا عدل منكم، ذوا عدل صفت ہے اثنن کی او منکم دوسری صفت ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۲)۔اور او اخران من غيركم اس کا مطلب ہے یا تمہارے علاوہ دوسروں کی گواہی۔من غيركم، اخران کی صفت ہے۔اس آیت میں یہ فصل مشکل ہے۔اس میں تحقیق یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس میں علماء کے تین اقوال ہیں:

(۱) منکم میں ضمیر مسلمانوں کے لیے ہے اور او اخران من غيركم کفار کے لیے ہے اس بنا پر اہل کتاب کی گواہی مسلمانوں پر سفر میں جائز ہوگی جب وصیت ہو۔یہ سیاق آیت کے زیادہ مناسب ہے۔

نیز احادیث سے یہ بھی ثابت ہے یہ ان تین صحابہ کا قول ہے جنہوں نے نزول قرآن کو دیکھا یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ قیس (سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب الشهادة اهل الذمة وفی الوصية فی السفر، حدیث نمبر ۳۱۲۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اور حضرت عبداللہ بن عباس۔آیت کا معنی اول سے آخر تک اس قول کی بنا پر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ موصی (وصیت کرنے والا) پر شہادت میں اس کا حکم، جب آجائے موت یہ ہے کہ دو عادل آدمیوں کی شہادت ہو اگر وہ سفر میں ہو۔الضرب فی الارض کا یہی معنی ہے اور اس کے ساتھ مومنین میں سے کوئی نہ ہو تو دو گواہ بنا لے ان کفار میں سے جو موجود ہیں جب وہ آئیں اور عصر کی نماز کے بعد حلفا اس کی وصیت پر گواہی دیں کہ انہوں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ انہوں نے وصیت کو بدلا ہے اور جو انہوں نے گواہی دی ہے صحیح

ہے انہوں نے اس میں گواہی کو چھپایا نہیں ہے اور ان کی شہادت کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا پھر اس کے بعد پتہ چلا کہ انہوں نے جھوٹ بولا یا خیانت کی اور اس جیسی چیز کی جو گناہ ہے سفر میں موصی کے اولیاء میں سے دو آدمی قسم اٹھائیں اس کی جوان پہلے گواہوں پر ثابت ہو وہ ادا کریں۔ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری، سعید بن مسیب، یحییٰ بن یعمر، سعید بن جبیر، ابومجلز، ابراہیم، شریح، عبیدہ سلمانی، ابن سیرین، مجاہد، قتادہ، سدی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہم کے مذہب پر آیت کا معنی ہے فقہاء میں سفیان ثوری نے یہ کہا ہے۔ ابوعبید القاسم بن سلام کا میلان بھی اسی طرف ہے، کیونکہ بہت سے لوگوں نے یہ کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس کو اختیار کیا ہے۔ فرمایا: اہل ذمہ کی مسلمانوں پر سفر میں گواہی جائز ہے جب کہ مسلمان نہ ہوں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۳)۔ یہ تمام علماء کہتے ہیں کہ منکم سے مراد مومنین ہیں اور من غیرکم سے مراد کفار ہیں۔ بعض نے فرمایا: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صرف مدینہ میں مومن تھے اور مومنین اہل کتاب کی معیت میں بت پرستوں کی صحبت میں اور مختلف کفار کے ساتھ تجارتی سفر کرتے تھے یہ حضرت ابوموسیٰ اور شریح وغیرہما کے مذہب پر محکم آیت ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۱)

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (آیت) **او اخران من غیرکم**۔ منسوخ ہے یہ زید بن اسلم، نخعی، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ وغیرہم فقہاء کا قول ہے مگر امام ابوحنیفہ ان کی مخالفت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: کفار کی ایک دوسرے پر گواہی جائز ہے اور مسلمان پر کفار کی گواہی جائز نہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (آیت) **ممن ترضون من الشھداء** (بقرہ: ۲۸۲) اور (آیت) **واشھدوا ذوی عدل منکم** (الطلاق: ۲) سے حجت پکڑی ہے۔ ان علماء کا خیال ہے کہ آیت دین آخر میں نازل ہوئی اور اس میں ہے (آیت) **ممن ترضون من الشھداء** اس کی ناسخ ہے اور اس وقت اسلام صرف مدینہ میں تھا پس اہل کتاب کی شہادت جائز تھی آج زمین پر مسلمان پھیل چکے ہیں اور کفار کی شہادت ساقط ہو چکی ہے اور مسلمان کا اجماع ہے کہ فساق کی شہادت جائز نہیں اور کفار فساق ہیں پس ان کی شہادت جائز نہیں۔

میں کہتا ہوں: جو تم نے ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے لیکن ہم بھی اس کے مطابق کہتے ہیں اور یہ اہل ذمہ کی شہادت مسلمانوں کے اوپر وصیت میں سفر کی حالت میں خاص ضرورت کے لیے جائز ہے جہاں مسلمان موجود نہ ہوں لیکن مسلمان موجود ہوں تو پھر جائز نہیں اور جو تم نے نسخ کا دعویٰ کیا ہے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے ان میں سے کسی سے یہ مروی نہیں ہے۔ پہلا قول صحابہ میں تین کا ہے اور یہ اس کے علاوہ میں نہیں ہے اور صحابہ کی مخالفت کرنا اور دوسرے کی طرف جانا اس کو اہل علم اچھا نہیں سمجھتے اور اس کو یہ بات بھی تقویت دیتی ہے کہ سورۃ مائدہ نزول کے اعتبار سے قرآن کی آخری سورتوں میں سے ہے حتی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن وغیرہما نے کہا: اس میں منسوخ نہیں ہے۔ اور جو ان علمائے نے نسخ کا دعویٰ کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ نسخ کے لیے ناسخ کا اثبات ہونا اس کا صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ ایک واقعہ میں ہے جو وصیت کے واقعہ کے علاوہ ہے اس میں حاجت اور ضرورت کا عنصر ہے اور ضروریات کے وقت حکم کا اختلاف ممتنع نہیں نیز کبھی کافر مسلمان کے نزدیک ثقہ (معتمد) ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت اسے پسند کرتا ہے، پس انہوں نے کہا: اس میں ناسخ نہیں ہے۔

(۳) آیت میں نسخ نہیں ہے یہ زہری، حسن اور عکرمہ کا قول ہے اور منکم کا معنی ہے تمہارے قرابتداروں سے اور رشتہ داروں

سے کیونکہ وہ زیادہ حفظ اور ضبط والے ہوتے ہیں اور نسیان سے دور ہوتے ہیں اور (آیت) اواخران من غیرکم کا معنی ہے جو قریبی اور خاندان کے نہیں ہیں۔ نحاس نے کہا: یہ عربی میں گہری نظر رکھنے پر مبنی ہے آخر کا معنی عربی میں پہلے کی جنس سے ہوتا ہے تو کہتا ہے: مررت بکریم وکریم آخر پس آخر کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ پہلے کی جنس سے ہے۔ اہل عرب کے نزدیک مررت بکریم وخسیس آخر اور مررت برجل وحمار آخر کہنا جائز نہیں اس بنیاد پر معنی (آیت) اواخران من غیرکم کا معنی ہوگا دو عادل آدمی اور کفار عادل نہیں ہوتے اس بنا پر اس کا قول صحیح ہوگا جس نے من غیرکم کا معنی، مسلمان میں سے تمہارے خاندان کے علاوہ، کیا ہے یہ لغت کی جہت سے عمدہ معنی ہے اس امام مالک اور ان کے ہمنوا علماء کے لیے حجت پکڑی گئی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک من غیرکم کا معنی ہے جو تمہارے قبیلے سے نہ ہوں، اس بنا پر کہ اس قول کا آیت کے آغاز میں (آیت) یایھا الذین امنوا سے مقابلہ کیا گیا ہے پس مومنین کی جماعت خطاب کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۔ امام ابوحنیفہ نے اس آیت سے ذمی کفار کی آپس میں شہادت کے جواز پر استدلال کیا ہے فرمایا: (آیت) اواخران من غیرکم کا معنی ہے جو تمہارے دین والوں کے علاوہ ہیں پس یہ ان کی ایک دوسرے پر شہادت کی جواز کی دلیل ہے، انہیں کہا جائے گا: تم اس آیت کے مقتضی کے مطابق نہیں کہتے: کیونکہ یہ آیت اہل ذمہ کی مسلمانوں پر شہادت کی قبولیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور تم یہ نہیں کہتے ہو پس تمہارا اس کے ساتھ حجت پکڑنا درست نہیں۔ اگر کہا جائے کہ یہ آیت طریق النطق کے اعتبار سے اہل ذمہ کی مسلمانوں پر شہادت کی قبولیت کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور طریق تنبیہ کے اعتبار سے اہل ذمہ کی آپس میں شہادت کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے، یہ اس طرح کہ جب ان کی گواہی مسلمانوں پر قبول ہے تو ان کی آپس میں گواہی کی قبولیت بدرجہ اولی ہوگی پھر مسلمان پر ان کی شہادت کے قبول نہ ہونے پر دلیل دلالت کرتی ہے پس ان کی آپس میں گواہی پر قبولیت ثابت و باقی ہوگی، یہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ اہل ذمہ کی اہل ذمہ پر گواہی کی قبولیت، مسلمانوں پر ان کی گواہی کی قبولیت کی فرع ہے جب مسلمانوں پر ان کی شہادت باطل ہوئی جو اصل ہے تو اہل ذمہ پر بھی ان کی شہادت باطل ہوگی جو فرع ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ان انتم ضربتم فی الارض۔ یعنی تم سفر پر ہو۔ اس کلام میں حذف ہے تقدیر عبارت یہ ہے (آیت) ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبۃ الموت۔ یعنی اگر تم زمین میں سفر پر ہو اور تمہیں موت کی مصیبت پہنچے تو تم اپنے گمان میں دو عادل آدمیوں کو وصیت کرو اور تم اپنا مال ان کے حوالے کر دو پھر تم مرجاؤ اور وہ تمہارے ورثاء کی طرف ترکہ لے جائیں پھر انہیں دونوں کے معاملہ میں شک ہو اور وہ ان پر خیانت کا دعوی کریں تو حکم یہ ہے کہ تم انہیں نماز کے بعد روک لو، یعنی ان دونوں سے توثیق کرلو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے موت کو مصیبت کا نام دیا ہے۔ ہمارے علماء نے فرمایا: موت اگرچہ مصیبت عظمی اور مصیبت کبری ہے لیکن اس سے بڑی مصیبت موت سے غفلت ہے اور اس کے ذکر سے اعراض ہے اور اس میں فکر کا ترک ہے اور اس کے لیے عمل کا ترک ہے اگرچہ عبرت کی نگاہ رکھنے والے کے لیے اس میں عبرت ہے اور فکر کرنے والے کے لیے مقام فکر ہے۔ نبی مکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر جانور موت کو جانتے جتنا کہ تم جانتے ہو تو تم ان میں سے کوئی موٹا جانور نہ

کھائے"۔روایت ہے کہ ایک اعرابی ایک اونٹ پر سفر کر رہا تھا تو اس کا اونٹ گرا اور مر گیا، وہ اعرابی اونٹ سے اترا اور اونٹ کے ارد گرد چکر لگانے لگا اور اس میں متفکر ہوا اور کہنے لگا: تجھے کیا ہوا ہے کہ تو کھڑا نہیں ہوتا ہے؟ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو اٹھتا نہیں ہے؟ یہ تیرے اعضاء تو مکمل ہیں اور اعضاء سلامت ہیں، تجھے کیا ہوا ہے؟ کون تجھے اٹھائے ہوئے تھا اور کون تجھے کھڑا کیے ہوئے تھا اور کس نے تجھے گرا دیا اور کس نے تجھے حرکت سے روک دیا؟ پھر اس کے متعلق سوچتے ہوئے اور اس کے معاملہ میں تعجب کرتے ہوئے اسے چھوڑ گیا۔

مسئلہ نمبر ۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) تحبسونهما۔ ابوعلی نے کہا: یہ آخران کی صفت ہے۔ موصوف اور صفت کے درمیان ان اتم معترضہ ہے۔ یہ آیت اس شخص کو قید کرنے کی دلیل ہے جس پر حق ہو۔ حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا جلدی طلب کرنا ممکن ہوتا ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو صرف تاخیر سے پورے کرنا ممکن ہوتے ہیں اگر اسے چھوڑ دیا جائے جس پر حق ہے اور وہ غائب ہو جائے اور چھپ جائے تو حق باطل ہو جائے گا اور مال ضائع ہو جائے گا پس اس سے توثیق لینا ضروری ہے یا تو حق کے بدلے کوئی مال لیا جائے جسے رہن کہا جاتا ہے یا مطالبہ اور ذمہ میں قائم مقام کوئی شخص لیا جاتا ہے اور وہ کفیل ہے یہ پہلے سے کم رتبہ ہے، کیونکہ جائز ہوتا ہے کہ وہ بھی غائب ہو جائے اور اس کا وجود متعذر ہو جس طرح پہلے شخص کا وجود متعذر تھا لیکن یہ اکثر کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر یہ تمام مشکل ہوں اور کوئی صورت باقی نہ رہے گی تو اسے قید کرنے کا ساتھ توثق ہے حتی کہ اس سے حق کی ادائیگی کر لی جائے یا اس کا تنگ دست ہونا واضح ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۰۔ اگر حق بدنی ہو تو بدل قبول نہیں کیا جائے گا جسے حدود اور قصاص میں اس کا جلدی پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا اس میں قید کرنے کے ساتھ ہی وثوق ممکن ہوتا ہے اس حکمت کے پیش نظر ہی قید خانہ کا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ابوداؤد، ترمذی وغیرہما نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت کے سبب قید کیا تھا۔ ابوداؤد نے عمرو بن شرید عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرمایا: "مال دار کا حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کی عزت اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، جلد ۱، صفحہ ۳۲۳، ایضاً سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، حدیث نمبر ۳۱۴۴، ضیاء القرآن، پبلی کیشنز)۔ ابن المبارک نے کہا: اس کی عزت کو حلال کرتا ہے اس پر سختی کی جاتی ہے۔ اور عقوبت سے مراد یہ ہے کہ اسے قید کیا جاتا ہے۔ خطابی نے کہا: حبس (قید کرنا) کی دو قسمیں ہیں: حبس عقوبت اور حبس استظہار پس عقوبت صرف واجب میں ہوتی ہے اور جو تہمت میں ہوتی ہے وہ اس لیے ہوتی ہے جو کچھ پیچھے ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو تہمت میں دن کا کچھ وقت قید کیا پھر اسے چھوڑ دیا۔

معمر نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے فرمایا شریح کسی کے حق کے لیے کسی کے خلاف فیصلہ کرتے تھے تو اس مجلس سے اٹھنے تک مسجد میں اسے قید کر دیتے تھے، اگر وہ حق ادا کر دیتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا ورنہ اسے قید خانہ میں لے جانے کا حکم دیا جاتا۔

مسئلہ نمبر ۱۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) من بعد الصلوٰۃ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ یہ اکثر علماء کا قول ہے، کیونکہ اہل

ادیان اس وقت کی تعظیم کرتے ہیں اور اس وقت میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم اٹھانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ حسن نے کہا: اس سے مراد صلوۃ ظہر ہے۔ بعض نے فرمایا: کوئی بھی نماز ہو۔ بعض نے فرمایا: ان کی نماز کے بعد، کیونکہ وہ دونوں کافر تھے۔ یہ طبری کا قول ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: نماز کی شرط لگانے کا فائدہ وقت کی تعظیم کرنا ہے اور اسے ڈرانا ہے، کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ صحیح میں ہے جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھائی وہ اللہ سے ملاقات کرے گا جبکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۱۲۔ یہ آیت قسموں میں سختی کرنے میں اصل ہے اور سختی چار چیزوں کے ساتھ ہوتی ہے: (۱) زمانہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے (۲) مکان جیسے مسجد اور منبر۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں نبی مکرم ﷺ کے منبر کے پاس کسی سے قسم طلب کرنا واجب نہیں اور نہ رکن اور مقام کے درمیان، نہ تھوڑی اشیاء میں نہ زیادہ اشیاء میں اسی قول کی طرف بخاری کا رجحان ہے، کیونکہ باب باندھا ہے "مدعی علیہ قسم اٹھائے جہاں اس پر قسم واجب ہوا سے کسی دوسری جگہ کی طرف پھیرا نہیں جائے گا"۔ امام مالک اور امام شافعی نے کہا: قسامت کی قسموں میں سے مکہ کی طرف لے جایا جائے گا جو اس کے متعلقہ لوگوں سے ہوگا اور رکن اور مقام کے درمیان قسم لی جائے گی اور جو مدینہ طیبہ سے متعلقہ لوگوں سے ہوگا اسے مدینہ طیبہ لے جایا جائے گا اور منبر کے پاس قسم لی جائے گی۔ (۳) حالت، مطرف، ابن الماجشون اور بعض اصحاب شافعی نے روایت کیا ہے وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے قسم اٹھائے گا، کیونکہ یہ روکنے میں زیادہ بلیغ ہے۔ ابن کنانہ نے کہا: وہ بیٹھ کر قسم اٹھائے گا۔ ابن عربی نے کہا: میرے نزدیک وہ اسی حالت میں قسم اٹھائے جس حالت میں اس پر حکم لگایا گیا ہے اگر وہ کھڑا ہو تو کھڑا ہو کر اٹھائے بیٹھا ہو تو بیٹھ کر اٹھائے، کیونکہ کھڑے ہونے یا بیٹھنے کے متعلق کوئی اثر اور نظر ثابت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: بعض علماء نے علقمہ بن وائل عن ابیہ کی حدیث میں فانطلق لیحلف سے کھڑے ہو کر قسم اٹھانے کا مسئلہ مستنبط کیا ہے۔ واللہ اعلم یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے (٤) لفظ کے ساتھ تغلیظ۔ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ کی قسم سے زائد کچھ نہ کہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فیقسمن باللہ اور ارشاد ہے (آیت) قل ای وربی (یونس: ۵۳) اور فرمایا: (آیت) وتاللہ لا کیدن اصنامکم (الانبیاء: ۵۷) اور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے: من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت (صحیح بخاری، کتاب الشہادات، جلد ۱، صفحہ ۳۶۸) جو قسم اٹھائے وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے اور آدمی کا قول: واللہ لا زید علیھن (اللہ کی قسم میں ان پر زیادتی نہیں کروں گا) اور امام مالک نے کہا: وہ اس طرح قسم اٹھائے باللہ الذی لا الہ الا ھو میرے پاس فلاں کا حق نہیں ہے اور جو اس نے مجھ پر دعوی کیا ہے وہ باطل ہے اور امام مالک کی حجت ابوداؤد کی روایت ہے جو اس سند سے مروی ہے حدثنا مسدد قال حدثنا ابوالاحوص قال حدثنا عطا بن السائب عن ابی یحییٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یعنی قسم اٹھانے والے شخص کو فرمایا "تو اس طرح قسم اٹھا باللہ الذی لا الہ الا ھو تیرے پاس اس کے لیے کوئی چیز نہیں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۶)" یعنی مدعی کے لیے۔

ابوداؤد نے کہا: ابو یحییٰ کا نام زیاد ہے جو کوفی ہے ثقہ اور ثبت ہے۔ کوفیوں نے کہا: صرف باللہ کے ساتھ قسم اٹھائے۔ اگر قاضی اسے متہم کرے تو اس پر قسم کو مغلظ کردے وہ اس طرح قسم اٹھائے۔ باللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب

وبسم اللہ الرحمن الرحیم الذی یعلم من السر ما یعلم من العلانیۃ الذی یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔ اصحاب شافعی نے قرآن کے ساتھ قسم کو مغلظ کیا ہے۔ ابن عربی نے کہا: قرآن کے ساتھ تغلیظ بدعت ہے صحابہ میں سے کسی نے یہ نہیں کہا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۶) (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۵)۔ امام شافعی نے فرمایا: انہوں نے صنعاء کے قاضی ابن مازن کو دیکھا وہ قرآن کے ساتھ قسم اٹھواتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کا حکم دیتا تھا اور یہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ وہ صحیح نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: المہذب کتاب میں ہے اگر قرآن اور جو کچھ اس میں ہے اس کی قسم اٹھائے تو امام شافعی نے مطرف سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر قرآن پر قسم لیتے تھے فرمایا: میں نے مطرف کو صنعاء میں دیکھا وہ قرآن پر قسم لیتے تھے۔ امام شافعی نے فرمایا: یہ عمدہ ہے۔ ابن المنذر نے کہا: علماء کا اجماع ہے کہ حاکم کے لیے طلاق، عتاق اور مصحف کی قسم لینا مناسب نہیں۔ میں کہتا ہوں: ایمان میں گزر چکا ہے۔ حضرت قتادہ قرآن کی قسم لیتے تھے احمد اور اسحاق نے کہا یہ مکروہ نہیں ہے ان دونوں سے یہ ابن المنذر نے حکایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۔ امام مالک اور امام شافعی کا اختلاف ہے کہ کتنے حق کے ضیاع پر قسم لی جائے گی؟ امام مالک نے فرمایا: کم از کم تین دراہم ہوں، انہوں نے قطع ید پر قیاس کیا ہے۔ ہر وہ مال جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور جس کے لیے عضو کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے وہ عظیم ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: قسم اس مال کے لیے اٹھائی جائے جو کم از کم بیس دینار ہو انہوں نے زکوۃ پر قیاس کیا ہے۔ اسی طرح ہر مسجد کے منبر کے پاس قسم اٹھوانے کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ١٤۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فیقسمن باللہ۔ فیقسمن میں فاعاطفہ ہے جملہ کا جملہ پر عطف ہے یا جزا کا جواب ہے، کیونکہ تحبسونهما کا معنی ہے احبسوهما یعنی انہیں قسم کے لیے روک لو پس یہ جواب امر ہے جس پر کلام دلیل ہے گویا فرمایا: اذا احبستموهما اقسما جب تم انہیں روکو تو وہ قسمیں اٹھائیں۔ ذوالرمہ نے کہا: وانسان عینی یحسر الماء مرۃ فیبدو او تارات یجم و فیغرق اس کی تقدیر ہے اذا حسر بدا۔

مسئلہ نمبر ١٥۔ علماء کا اختلاف ہے کہ فیقسمن سے کیا مراد ہے۔ بعض نے فرمایا: اس سے مراد وصی ہے جب ان کے قول پر شک کیا گیا ہو۔ بعض نے فرمایا: گواہ ہیں جب وہ عادل نہ ہوں اور حاکم ان کے قول پر شک کرے تو ان سے قسمیں اٹھوائے۔ ابن عربی نے اس قول کو باطل قرار دیتے ہوئے کہا جو میں نے سنا ہے۔ یہ بدعت ہے۔ ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ وہ دو گواہوں کے ساتھ طالب سے بھی قسم لے کہ جس کے متعلق ان دونوں نے گواہی دی وہ حق ہے اور اس کے لیے حق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ جب حاکم کو قبضہ پر شک ہو تو وہ قسم اٹھائے کہ ابھی حق باقی ہے وگرنہ کسی دوسری صورت میں اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا یہ مدعی کے بارے میں ہے، پس گواہ کو کیسے روکا جائے گا یا اس سے حلف لیا جائے گا؟ یہ ایسی چیز ہے جو قابل التفات نہیں۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۵)

میں کہتا ہوں: طبری کے قول سے گزر چکا ہے کہ اللہ کا حکم معلوم نہ ہو تو اس صورت میں گواہ پر قسم واجب ہوگی۔ بعض نے کہا:

کو وہ قسم کا ذکر کیا، تو یہ شہادت کی حیثیت سے ہو رہا ہے، جائز ہے کہ ان دونوں نے اس میں خیانت کی ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ان ارتبتم شرط ہے گواہوں سے قسم اٹھانے کی طرف تو یہ لازم ہوگی اگر شک کی صورت میں، اور جب شک واقع نہ ہو اور اختلاف واقع نہ ہو تو قسم نہیں ہے۔ ابن عطیہ نے کہا: حضرت ابو موسیٰ کے حکم سے ذمیوں سے قسم اٹھوانے کے بارے میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی شہادت قسم کے ساتھ مکمل ہوتی ہے اور وصیت ان کے لیے نافذ ہوتی ہے۔ ابوداؤد نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص پر دقوقاء شہر میں موت کا وقت قریب آیا اور اس نے کوئی مسلمان نہیں پایا جس کو وہ اپنی وصیت پر گواہ بناتے، اس نے اہل کتاب سے دو آدمیوں کو گواہ بنایا، وہ دونوں کوفہ آئے اور اشعری کے پاس آئے، انہوں نے انہیں بتایا اور وہ اس کا ترکہ اور اس کی وصیت لے آئے۔ اشعری نے کہا: یہ ایسا امر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھا اس کے بعد پھر نہیں ہوا۔ پھر اشعری نے عصر کے بعد ان سے اللہ کی قسم اٹھوائی باللہ ما خانا ولا کذبا ولا بدلا ولا کتما ولا غیرا وانہا لوصیۃ الرجل وترکتہ اللہ کی قسم انہوں نے خیانت کی نہ جھوٹ بولا، نہ تبدیل کیا، نہ چھپایا، نہ تبدیلی کی اور یہ اس شخص کی وصیت اور اس کا ترکہ ہے۔ اشعری نے ان کی شہادت کو نافذ کر دیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب شہادۃ اہل الذمۃ وفی الوصیۃ فی السفر، حدیث نمبر ۳۱۶۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ابن عطیہ نے کہا: یہ شک اس کے نزدیک ہے جو آیت کو منسوخ نہیں دیکھتا، اس میں یہ حکم مرتب ہوتا ہے اور تہمت کی صورت میں بعض لوگوں کی طرف یہ میراث کرنا ہے جن کے لیے وصیت کی گئی ہے اس کے نزدیک ایسی صورت میں قسم واقع ہوتی ہے اور جن کے نزدیک آیت منسوخ ہے ان کے نزدیک قسم نہیں اٹھوائی جاتی مگر خیانت یا کسی اعتبار سے تعدی اور زیادتی کا شک ہو پس ان کے نزدیک قسم اٹھوانا صرف دعویٰ کے متعلق ہے نہ کہ شہادت کے لیے تکمیل ہے۔ ابن عربی نے کہا: شک اور تہمت کی قسمیں دو قسمیں ہیں: (۱) کہ دعویٰ کرنے والے حق کے ثبوت کے بعد اس میں شک واقع ہوتا ہے، اس صورت میں قسم کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں (۲) حقوق اور حدود میں مطلق تہمت۔ اس کی تفصیل ہے جس کا بیان کتب فروع میں ہے یہاں دعویٰ محقق ہو گیا اور قوی ہو گیا جیسے کہ روایات میں ذکر کیا گیا ہے (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، صفحہ ۷۲۲)۔

مسئلہ نمبر ۷۔ ان ارتبتم شرط ہے اس کا تعلق تحبسونہما کے ساتھ ہے نہ کہ فیقسمٰن کے ساتھ ہے، کیونکہ یہ حبس، قسم کا سبب ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) لا نشتری بہ ثمنا ولو کان ذا قربی یعنی وہ دونوں اپنی قسم میں کہیں کہ ہم اپنی قسم کے ساتھ کوئی عوض خریدنا نہیں چاہتے جس کو ہم اس کے بدلے لیں جو اس نے ہمیں وصیت کی تھی اور ہم کسی کو وہ مال دینا نہیں چاہتے اگرچہ وہ جس کے لیے ہم تقسیم کر رہے ہیں وہ ہمارا قریبی رشتہ دار بھی ہو قول کا اضمار کثیر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) والملئکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم (الرعد: ۲۳-۲۴) یعنی وہ کہیں گے: سلام علیکم یہاں اشتراء بمعنی بیع نہیں بلکہ تحصیل (حاصل کرنا) کے معنی میں ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۔ لا نشتری میں لام فیقسمٰن کا جواب ہے، کیونکہ قسم بھی اس کے ساتھ متصل ہوتا ہے جس کے ساتھ قسم

متصل ہوتی ہے اور وہ لا، ما جو نفی کا معنی دیتے ہیں اور ان اور لام ایجاب کا معنی دیتے ہیں۔ بہ میں ضمیر اسم جلالت کی طرف لوٹ رہی ہے یہ قریب ترین ذکر ہے معنی یہ ہے کہ ہم اس کے عوض کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے حصہ کو نہیں بیچتے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ شہادت کی طرف راجع ہو اور قول کے معنی پر وہ ذکر کی گئی ہو جیسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب۔ (صحیح بخاری، کتاب المظالم والقصاص، جلد ۱، صفحہ ۳۳۱) مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب نہیں ہے۔ ضمیر کا مرجع دعوۃ ہے جس کا معنی دعا ہے یہ سورۃ النساء میں گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ثمنا کوفیوں نے کہا: رضی اللہ عنہ اس کا معنی ہے ذا ثمن ایسا مال جو قیمت والا ہے پس مضاف کو حذف کیا گیا ہے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام رکھا گیا ہے اور ہمارے نزدیک اور بہت سے علماء کے نزدیک ثمن کبھی مراد ہوتی ہے اور کبھی سامان مراد ہوتا ہے۔ ثمن ہمارے نزدیک خریدی گئی چیز ہے جس طرح ثمن والی چیز خریدی جاتی ہے، پس ثمن اور ثمن چیز دونوں مبیع ہوتی ہیں بیع سامان، نقدی پر یا دونوں عرض (سامان) پر یا دونوں نقدی پر گھومتی رہتی ہے اس اصل پر مسئلہ پیدا ہوتا ہے جب مشتری مفلس قرار دیا جائے اور بائع اپنا سامان پائے تو کیا وہ اس کا زیادہ مستحق ہوگا؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: وہ اس کا زیادہ مستحق نہیں اور انہوں نے اس اصل پر بنیاد رکھی ہے۔ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں: دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا: افلاس کی صورت میں وہ زیادہ حق دار ہے موت کی صورت میں نہیں۔ امام شافعی نے فرمایا: افلاس اور موت دونوں صورتوں میں اس کا مالک زیادہ مستحق ہے۔

امام ابوحنیفہ نے اس دلیل سے حجت پکڑی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے اور اس اصل کلی سے کہ مفلس اور میت کے ذمہ میں اور جوان کے ہاتھوں میں ہے وہ قرض کو پورا کرنے کا محل ہے پس تمام قرض خواہ اپنے اپنے مال کی مقدار کے مطابق اس میں برابر کے شریک ہوں گے اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ سامان بعینہ موجود ہو یا نہ ہو، کیونکہ وہ بائع کی ملکیت سے مال نکل گیا ہے اور اس کی قیمت واجب ہوگئی ہے۔ اس پر اجماع ہے، پس ان کے لیے اس مال کی قیمت ہوگی یا جو اس میں سے موجود ہوگا۔ امام مالک اور امام شافعی نے اس قاعدہ کو ان اخبار کے ساتھ خاص کیا ہے جو اس باب میں مروی ہیں جنہیں ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب ابواب الاجارہ، باب فی الرجل یفلس فیجد الرجل الخ، حدیث نمبر ۳۰۵۶-۳۰۵۵، ۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

مسئلہ نمبر ۲۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ولا نكتم شهادة الله یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں شہادت میں سے علم عطا فرمایا ہے۔ اس میں سے سات قراءتیں ہیں، جو ان کو جاننے کا ارادہ کرے تو وہ "التحصیل" وغیرہ کتب میں پالے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فان عثر على انهما استحقا اثما حضرت عمر نے فرمایا: اس سورت میں جو احکام ہیں ان میں مشکل ترین آیت ہے۔ زجاج نے کہا: اور قرآن میں ترکیب کے اعتبار سے مشکل ترین یہ ارشاد ہے: (آیت) من الذين استحقا عليهم الاولين۔ عثر على كذا۔ یعنی وہ اس پر مطلع ہوا، کہا جاتا ہے: عثرت منه على خيانة یعنی میں مطلع ہوا۔ اعثرت غیری علیہ، اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) و كذالك اعثرنا عليهم (الکہف: ۲۱)

کیونکہ وہ انہیں طلب کرتے تھے ان پر ان کی جگہ مخفی ہوگئی تھی اور العثور کا اصل معنی کسی شی پر گرنا اور واقع ہونا ہے اسی سے

عربوں کا قول ہے: عثر الرجل یعثر عثورا جب اس کی انگلی کسی چیز کے ساتھ لگے اور اس کے ساتھ ٹکرا جائے۔ عثرت اصبع فلان بکذا جب اس کی انگلی کسی چیز کو لگے اور اس پر واقع ہو۔ عثر الفرس عثارا۔ اعشیٰ نے کہا: بذات لوث عفرناۃ اذا عثرت فالتعس ادنی لھا من ان اقول لعا العثیر اڑنے والا غبار، کیونکہ وہ چہرے پر گرتا ہے۔ العثیر مخفی اثر، کیونکہ وہ پوشیدگی سے اس پر واقع ہوتا ہے۔ انھما میں ضمیر ان وصیوں کی طرف لوٹ رہی ہے جو اثنان کے ارشاد میں ذکر کیے گئے ہیں یہ سعید بن جبیر سے مروی ہے بعض علماء نے فرمایا: ضمیر کا مرجع گواہ ہیں۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے استحقا یعنی استوجبا مستحق ہوا، اثما۔ خیانت کر کے انہوں نے وہ لیا جو ان کے لیے نہیں تھا۔ جھوٹی قسم کے ساتھ باطل گواہی کے ساتھ۔ ابوعلی نے کہا: اثم اس چیز کا نام ہوتا ہے جو بغیر حق کے ظلماً لی جاتی ہے، کیونکہ اس کے بدلے میں اس کا لینا اثم ہے اس کو اثم کہا جاتا ہے جیسا کہ اس چیز کو اثم کہا جاتا ہے جو بغیر حق کے ظلماً لی جاتی ہے سیبویہ نے کہا: مظلمة وہ ہے جو تجھ سے لی جاتی ہے، اسی طرح جو چیز لی جاتی ہے اسے مصدر کا نام دیا جاتا ہے اور وہ الجام ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۲۵۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

مسئلہ نمبر ۲۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فاخران یقومان مقامھما یعنی قسموں یا گواہی میں دو ان کی جگہ کھڑے ہوں اور فرمایا: فاخران اس کے مطابق کہ ورثاء دو تھے اور فاخران کو رفع مضمر فعل کے ساتھ دیا گیا ہے اور یقومان صفت ہے اور مقامھما مصدر ہے اس کی تقدیر یوں ہے مقاما مثل مقامھا پھر صفت کو موصوف کی جگہ رکھا گیا ہے اور مضاف الیہ کی جگہ رکھا گیا۔

مسئلہ نمبر ۲۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) من الذین استحقا علیھم الاولین، ابن السری نے کہا: اس کا معنی ہے جن کو وصیت کرنے کا حق دیا گیا تھا۔ نحاس نے کہا: یہ سب سے بہتر ہے، کیونکہ ایک حرف کو دوسرے حرف کا بدل نہیں بنایا جاتا۔ ابن عربی نے اس کو اختیار کیا ہے تفسیر بھی اسی کے مطابق ہے، کیونکہ اہل تفسیر کے نزدیک اس کا معنی ہے: من الذین استحقت علیھم الوصیة جب پر وصیت کرنے کا حق رکھا گیا تھا اور الاولین، فاخران سے بدل ہے۔ یہ ابن السری کا قول ہے۔ نحاس نے اس کو اختیار کیا ہے یہ نکرہ سے معرفہ بدل بن رہا ہے اور نکرہ سے معرفہ کو بدل بنانا جائز ہے۔

بعض علماء نے فرمایا: جب نکرہ پہلے ذکر کیا گیا ہو پھر اس کا ذکر دوبارہ کیا جائے تو وہ معرفہ بن جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) کمشکوۃ فیھا مصباح (النور: ۳۵) پھر فرمایا: (آیت) المصباح فی زجاجة (النور: ۳۵) پھر فرمایا: الزجاجة. بعض علماء نے فرمایا: الاولین اس ضمیر سے بدل ہے جو یقومن میں ہے گویا فرمایا: فیقوم الاولین یا مبتدا محذوف کی خبر ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی فاخران یقومان مقامھما الاولین. ابن عیسیٰ نے کہا: الاولیان، مضاف کے حذف پر استحق کا مفعول ہے یعنی استحق فیھم وبسببھم اثم الاولین، پس فعلیھم بمعنی فیھم ہے جیسے علی ملک سلیمان۔ یعنی فی ملک سلیمان۔ شاعر نے کہا: متی ما تنکروھا تعرفوھا علی اقطارھا علق نفیث اس شعر میں بھی علی بمعنی فی استعمال ہوا ہے یعنی فی اقطارھا.

یحییٰ بن وثاب، اعمش اور حمزہ نے الاولین پڑھا ہے۔ اول کی جمع اس بنا پر کہ یہ الذین سے بدل ہے یا علیھم کی ضمیر سے بدل

حفص نے استحق تا اور حا کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے اور اس کا فاعل الاولیان ہے اور مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے: من الذین استحق علیھم الاولیان بالمیت وصیتہ التی اوصی بھا۔
بعض علماء نے فرمایا: اس کی تقدیر یہ ہے استحق علیھم الاولیین رد الایمان یعنی ان پر قریبی دو شیخ قسموں کو لوٹانے کے حقدار ہیں۔ حسن سے اولان مروی ہے۔ ابن سیرین سے الاولین مروی ہے۔ نحاس نے کہا: دونوں قراءتیں غلط ہیں ثنی میں مثان نہیں کہا جاتا مگر حسن سے الاولان مروی ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فیقسمن باللہ یعنی وہ دو قسمیں اٹھائیں جو گواہوں کے قائم مقام ہوں۔ یہ کہیں کہ جو ہمارے ساتھی نے وصیت میں کہا وہ حق ہے اور وہ مال جس کی اس نے تمہیں وصیت کی وہ اس سے زیادہ جو تم نے ہمیں دیا ہے اور یہ برتن ہمارے اس ساتھی کے سامان سے ہے۔ جس کو وہ لے کر گیا تھا اور اس نے اس کو اپنی وصیت میں لکھا ہے اور تم دونوں نے خیانت کی ہے، پھر یہ ارشاد فرمایا: (آیت) لشھادتنا احق من شھادتھما یعنی ہماری قسمیں تمہاری قسموں سے زیادہ ٹھیک ہے۔ پس صحیح ہے کہ شہادت کبھی یمین (قسم) کے معنی میں ہوتی ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) فشھادۃ احدھم اربع شھادات (النور:۶)

معمر نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے عبیدہ سے روایت کیا ہے فرمایا: میت کے اولیا میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں۔ لشھادتنا احق یہ مبتدا خبر ہے اور وما اعتدینا یعنی ہم نے اپنی قسموں میں حق سے تجاوز نہیں کیا (آیت) انا اذلمن الظالمین یعنی پھر تو ہم نے باطل پر قسمیں اٹھائیں اور ہم نے وہ لیا جو ہمارا نہیں تھا۔

مسئلہ نمبر ۲۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ذالك ادنی یہ مبتدا خبر ہے ان محل نصب میں ہے۔ یا تو ا، ان کی وجہ سے منصوب ہے۔ او یخافوا اس پر معطوف ہے۔ ان ترد، یخافوا کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ (آیت) ایمان بعد ایمانھم بعض علماء نے فرمایا یاتوا اور یخافو کی ضمائر موصی الیھما (جن کو وصیت کی گئی) کی طرف راجع ہیں، یہ آیت کے سیاق کے زیادہ مناسب ہے۔ بعض نے فرمایا: اس سے مراد ہیں یعنی یہ لائق ہے کہ لوگ خیانت سے بچیں اور وہ رسوائی کے خوف سے سچی سچی گواہی دیں کہیں ایسا نہ کہ مدعی پر قسم لوٹائی جائے۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۲۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) واتقوا اللہ واسمعوا یہ امر کے صیغے ہیں اسی وجہ سے نون حذف کی گئی ہے یعنی جو تمہیں کہا جاتا ہے اسے قبول کرتے ہوئے سنو اور اللہ کے امر کی اس پر اتباع کرتے ہوئے سنو۔ (آیت) واللہ لایھدی القوم الفسقین فسق یفسق ویفسق بولا جاتا ہے جب کوئی اطاعت سے معصیت کی طرف نکل جائے۔

(تفسیر قرطبی، سورہ المائدہ، لاہور)

بَابٌ إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ

باب: جب قاضی کو ایک ہی گواہ کے سچے ہونے کا یقین ہو، تو اس کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ (اس ایک گواہ کی گواہی کی بنیاد پر) فیصلہ دیدے

3607 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَهُمْ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ عَمَّهُ، حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ، فَيُسَاوِمُونَهُ بِالْفَرَسِ وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسِ وَإِلَّا بِعْتُهُ؟ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ: أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللهِ مَا بِعْتُكَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلَى، قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ هَلُمَّ شَهِيدًا، فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: بِمَ تَشْهَدُ؟ فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ

عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا کے حوالے سے، جو نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، یہ بات نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے کہا: میرے ساتھ چلو تاکہ میں تمہیں گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں، تو نبی اکرم ﷺ تیزی سے چل پڑے، جبکہ دیہاتی آہستہ آہستہ آ رہا تھا، پھر کچھ لوگ دیہاتی کے سامنے آئے، اور اس کے ساتھ گھوڑے کا سودا کرنے کی کوشش کرنے لگے، انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ نبی اکرم ﷺ اسے خرید چکے ہیں، اس دیہاتی نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو پکارا، اگر تو آپ ﷺ نے یہ گھوڑا لینا ہے، تو ٹھیک ہے، ورنہ میں اسے فروخت کر دیتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے جب اس دیہاتی کی آواز سنی، تو آپ ٹھہر گئے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟ اس دیہاتی نے کہا: جی نہیں! اللہ کی قسم! میں نے اسے آپ کو فروخت نہیں کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! میں اسے تم سے خرید چکا ہوں، تو وہ دیہاتی یہ کہنے لگا کوئی گواہ لے کر آئیں، تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم نے نبی اکرم ﷺ کو یہ گھوڑا فروخت کر دیا ہے، نبی اکرم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی تصدیق کی وجہ سے (یعنی ہم آپ کو سچا

3607- اسناده صحيح. الزهري: هو محمد بن مسلم، وشعيب: هو ابن ابي حمزة. واخرجه النسائي (4647) من طريق يحيى بن حمزة عن ابن شهاب الزهري، به. وهو في "مسند احمد" (21883).

سمجھتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو، دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

گواہی پر گواہی دینے کا بیان

دوسری قسم وہ ہے جس کا حکم اس کی ذات کے ساتھ یعنی خود ثابت نہیں ہوتا ہے اس کی مثال جیسے کسی کی گواہی پر گواہی دینا ہے۔ پس جب کسی گواہ نے کسی اور کو گواہی دیتے ہوئے سن لیا ہو تو اس کے لئے اسے گواہ بنائے بغیر کسی کی گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں ہے۔ یوں ہی جب کوئی کسی کو کسی کی گواہی پر گواہی دیتے ہوئے سن لے تو سننے والے کے لئے اس پر گواہی دینے کی گنجائش اور وسعت نہیں ہوگی۔ کوئی گواہ جب اپنا لکھا ہوا دیکھ لے تو اس کے لئے گواہی کو خوب یاد کرنے کے بغیر گواہی دینا جائز نہیں ہوگا۔

اندھے آدمی کی، غلام کی اور زناء کی تہمت میں آ کر کے سزا پانے والے کی گواہی جبکہ اس نے توبہ بھی کر لی ہو قبول نہیں کی جائے گی۔ بیٹے اور پوتے کے لئے والد کی گواہی کے لئے والدین اور دادوں کے لئے بیٹے کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ زوجین میں سے ایک کی دوسرے کے خلاف، ایک آقا کی اپنے غلام اور مکاتب کے خلاف اور ایک شریک کی گواہی کسی دوسرے شریک کے خلاف اس چیز میں جس میں دونوں کی شراکت ہو قبول نہیں کی جائے گی۔

(قدوری)

شہادت میں اصل علم ویقین ہے قاعدہ فقہیہ

الاصل فی الشهادة علم (الفروق ص ۱۳)

شہادت میں اصل علم ویقین ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ کسی بات کی گواہی اسی وقت دی جا سکتی ہے جبکہ وہ کسی ایسے طریقے سے معلوم ہو جس سے علم کامل حاصل ہو سکے۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی شخص کی شہادت دینے کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابن عباس: صرف اس چیز پر گواہی دو جو تمہارے لئے سورج کی روشنی کی طرح روشن ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سورج کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث صحیح السند ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا۔ (المستدرک ج ۴ ص ۹۹ مطبوعہ بیروت)

شہادت کی تعریف

کسی حق کو ثابت کرنے کیلئے (میں گواہی دیتا ہوں) کے الفاظ کے ساتھ فیصلے کی مجلس میں سچی خبر دینا شہادت کہلاتا ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ کتاب الشہادات مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر)

شہادت کی اقسام:

شہادت کی تین اقسام ہیں۔ ۱۔ عینی شہادت ۲۔ سمعی شہادت ۳۔ شہادت علی شہادت

ا۔عینی شہادت۔

وہ شہادت جس میں گواہ آنکھوں سے دیکھے ہوئے کسی واقعہ کو بیان کرے یہی فیصلہ کن شہادت ہوتی ہے۔

۲ سمعی شہادت۔

وہ شہادت جس کو گواہ کسی سے سن کر شہادت دے۔جن امور کا تعلق سننے والی اشیاء سے ہو ان میں سمعی شہادت اتنی ہی معتبر ہوتی ہے جتنی عینی شہادت معتبر ہوتی ہے۔

۳۔شہادت علی شہادت۔

وہ شہادت جس میں اصل گواہ اپنی شہادت پر کسی اور شخص کو گواہ بنائے۔تب یہ گواہ اصل کی شہادت دے سکتا ہے۔

(ہدایہ اخیرین ص ۶۰۔۱۵۸،مطبوعہ المجتبائے دہلی)

حصول شہادت کے ذرائع:

ا۔عقل ۲۔حواس خمسہ ۳۔نقل متواتر ۴۔نظر واستدلال،

فقہاء مالکیہ نے ان چاروں ذرائع کی شہادت کو قبول کیا ہے۔اور نظر واستدلال کی وضاحت اس روایت سے کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ شہادت ہے جبکہ ایک شخص نے قئے کی اور اس میں شراب نکلی تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم گواہی دے سکتے ہو کہ اس نے شراب پی ہے؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس نے شراب کی قئے کی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پر گہرائی کا کیا مطلب ہے ایسی بات نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم: اس نے شراب پی کر قئے کی ہے۔(الفروق ص ۱۳ مطبوعہ تونس مصر)

غلام و باندی کی شہادت میں مذاہب اربعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام اگر عادل ہے تو اس کی گواہی جائز ہے، شریح اور زرارہ بن اوفی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔ابن سیرین نے کہا کہ اس کی گواہی جائز ہے، سوا اس صورت کے جب غلام اپنے مالک کے حق میں گواہی دے (کیوں کہ اس میں مالک کی طرف داری کا احتمال ہے) حسن اور ابراہیم نے معمولی چیزوں میں غلام کی گواہی کی اجازت دی ہے۔ قاضی شریح نے کہا کہ تم میں سے ہر شخص غلاموں اور باندیوں کی اولاد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ تم سب لونڈی غلام ہو، اس لیے کسی کو کسی پر فخر کرنا جائز نہیں ہے۔امام احمد بن حنبل نے اسی کے موافق حکم دیا ہے کہ لونڈی غلام کی جب وہ عادل اور ثقہ ہوں، گواہی مقبول ہے۔مگر ائمہ ثلاثہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔حضرت امام بخاری رحمہ اللہ لونڈی غلاموں کی شہادت جب وہ عادل ثقہ ہوں ثابت فرما رہے ہیں۔

نابینا کی گواہی کے قبول میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نابینا کی گواہی مقبول نہیں ہے امام زفر فرماتے ہیں کہ جن چیزوں میں

تسامع جاری ہے ان میں نابینا کی گواہی مقبول ہے اور اسی طرح امام اعظم سے بھی روایت ہے اس لئے کہ اس میں صرف سماع کی ضرورت ہے اور نابینا کی سماعت میں کوئی خلل نہیں ہے امام ابو یوسف اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ نابینا اگر تحمل شہادت کے وقت بینا ہو تو اس کی شہادت جائز ہے اس لئے کہ معائنہ سے اسے علم حاصل ہو چکا ہے اور ادائے شہادت قول کے ساتھ خاص ہے اور نابینا کی زبان عیب دار نہیں ہوتی۔ حضرت امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا قول ہے۔ (فتح القدیر، ج ۷، ص ۱۰۵، بیروت)

مملوک کی شہادت کے قبول نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مملوک کی شہادت بھی جائز نہیں اس لئے کہ شہادت باب ولائیت میں سے ہے اور مملوک اپنی ذات کا ولی نہیں ہوتا اس لئے اس کو دوسرے پر بدرجہ اولی ولائیت ثابت نہیں ہوگی۔

حضرت امام مالک اور امام شافعی علیہما الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے جبکہ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مملوک و آزاد کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور یہی قول حضرت انس بن مالک اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اور امام بتی اور امام اسحاق اور امام داؤد کا ہے۔ (فتح القدیر، ج ۷، ص ۱۰۸، بیروت)

حد قذف والے کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان

حضرت سلیمان بن یسار وغیرہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کو حد قذف پڑی پھر اس کی گواہی درست ہے انہوں نے کہا ہاں جب وہ توبہ کر لے اور اس کی توبہ کی سچائی اس کے اعمال سے معلوم ہو جائے۔ ابن شہاب سے بھی یہ سوال ہوا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا جو لوگ لگاتے ہیں نیک بخت بیبیوں کو پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے مارو پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی گنہگار ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں بعد اس کے اور نیک ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پس جو شخص حد قذف لگایا جائے پھر توبہ کر لے اور نیک ہو جائے اس کی گواہی درست ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1309)

حد قذف والے کی گواہی میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہا ور محدود فی القذف کی گواہی بھی جائز نہیں اگر چہ اس نے توبہ کر لی ہو اس لئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ محدودین کی گواہی کو قبول نہ کرو کبھی بھی اور اس لئے کہ ان کی گواہی قبول نہ کرنا تمامیت حد میں سے ہے۔

جبکہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جب وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(فتح القدیر، ج ۷، ص ۱۰۸، بیروت)

فرع واصل کا ایک دوسرے کیلئے گواہی دینے کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فرع کی گواہی اصل کے لیے اور اصل کی فرع کے لیے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادا دادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادا دادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یہ نامقبول ہے۔ ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یا

فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے۔ مگر میاں بی بی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے موافق گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ کے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔ (درمختار، کتاب شہادات)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اسکی دو صورتیں ہیں ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔

اور جب بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی اور وہ منکر ہے اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔ اور جب ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور بغیر حلالہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔ (بحرالرائق، کتاب شہادات)

رشتہ داروں کی باہمی شہادت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن مرد و عورت کی گواہی یا کسی ایسے مرد وعورت کی گواہی جن پر حد جاری ہو چکی ہو یا کسی دشمن کی گواہی یا ایسے شخص کی گواہی جو ایک مرتبہ جھوٹا ثابت ہو چکا ہے یا کسی کے ملازم کی اس کے حق میں گواہی اور ولاء، یا قرابت میں تہمت زدہ کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی یعنی ان تمام مذکورہ اشخاص کی گواہی قابل قبول نہیں فزاری کہتے ہیں کہ قانع سے مراد تابع ہے یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف یزید بن زیاد دمشقی کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں پھر یہ حدیث ان کے علاوہ کوئی راوی بھی زہری سے نقل نہیں کرتے۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت ہے ہمیں اس حدیث کا مفہوم کا علم نہی اور میرے نزدیک اس کی سند بھی صحیح نہیں۔ اہل علم کا عمل اس طرح ہے کہ قریب کی قریب کے لئے شہادت جائز ہے ہاں باپ کی بیٹے کے لئے شہادت میں اختلاف ہے اس طرح بیٹے کی باپ کے لئے پس اکثر علماء ان دونوں کی ایک دوسرے کے لئے شہادت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

لیکن بعض اہل علم اس کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ وہ دونوں عادل ہوں پھر بھائی کی بھائی کے لئے شہادت اور قرابت داروں کی آپ میں شہادت کے متعلق علماء میں کوئی اختلاف نہیں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی دشمن کی کسی پر شہادت کسی صورت بھی جائز نہیں اگر چہ گواہ عادل ہی کیوں نہ ہوں ان کی دلیل عبدالرحمن سے منقول حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا صاحب عدوات کی گواہی جائز نہیں ہے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 182)

بچوں کی باہمی گواہی کا بیان

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر لڑکوں کی گواہی پر حکم کرتے تھے ان کے آپس کی مار پیٹ کے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا کہ لڑکے لڑ کر ایک دوسرے کو زخمی کریں تو ان کی گواہی درست ہے لیکن لڑکوں کی گواہی اور

مقدمات میں درست نہیں ہے یہ بھی جب درست ہے کہ لڑکے لڑا کر جدا نہ ہو گئے ہوں مگر نہ کیا ہو اگر جدا جدا چلے گئے ہوں تو پھر ان کی گواہی درست نہیں ہے مگر جب عادل لوگوں کو اپنی شہادت پر شاہد کر گئے ہوں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1314)

بعض عائلی قوانین میں بیٹے کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیٹے کی گواہی باپ کے خلاف کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے جائز ہے بشرطیکہ وہ گواہی اس کے بیٹے کی ماں یا اس کی سوکن کے حق میں نہ ہو کیونکہ یہ گواہی باپ کے خلاف ہے (نہ کہ اس کے حق میں جو ناجائز ہے) اور اگر وہ گواہی بیٹے کی ماں یا اس کی سوکن کے حق میں ہو تو ناجائز ہے کیونکہ یہ شاہد کی شہادت اس کی ماں کے لئے ہوئی۔ صاحب بحر نے اس پر مفصل کلام کیا اور اس سے ظاہر ہوا کہ یہی اصح اور شہادت کے بارے میں ان مسائل کثیرہ کے لئے معتمد علیہ ہے جو جامع کبیر سے منقول ہے۔ (الاشباہ والنظائر)

بچوں کی گواہی کے عدم قبول پر مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بچوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہے اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے۔ جبکہ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے مجمع عام میں وہ جرح کرلے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ (فتح القدیر، ج ۱۷، ص ۱۰۹، بیروت)

شوہر بیوی کی باہمی شہادت کے عدم قبول پر مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور میاں بیوی میں کسی کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہ کی جائے گی جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قبول ہوگی۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب وہی ہے جو احناف کا مذہب ہے۔ اور اسی طرح ابن ابی لیلیٰ، امام ثوری، امام نخعی علیہم الرحمہ بھی کہتے ہیں کہ گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ ہماری دلیل وہ حدیث ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور اس لئے بھی کہ زوجین کی منفعت عادتاً متصل ہوتی ہے اور یہی مقصود ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ

باب: قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ دینا

3608 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ الْحُبَابِ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا سَيْفٌ الْمَكِّيُّ، قَالَ: عُثْمَانُ سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ.

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قسم اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ دے

3608- اسناده صحيح. الحسن بن علي: هو الخلال. واخرجه مسلم (1712)، وابن ماجه (2370)، والنسائي في "الكبرى" (5967) من طريق سيف بن سليمان، بهذا الاسناد. وقال النسائي: هذا اسناد جيد

دیا تھا۔

3609 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قَالَ سَلَمَةُ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَمْرٌو: فِي الْحُقُوقِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''وہ فیصلہ حقوق کے بارے میں تھا''۔

3610 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الشَّافِعِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسُهَيْلٍ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَنِّي حَدَّثْتُهُ إِيَّاهُ وَلَا أَحْفَظُهُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ وَنَسِيَ بَعْضَ حَدِيثِهِ فَكَانَ سُهَيْلٌ بَعْدُ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ قسم کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا تھا۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ایک اور سند کے ساتھ یہی روایت منقول ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ اس روایت کے ایک راوی کو بیماری کی وجہ سے یادداشت کی شکایت ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے وہ کئی روایات بھول گئے تھے اور انہوں نے اس روایت کو نقل کرنے میں غلطی کی ہے۔

3611 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ، بِإِسْنَادِ أَبِي مُصْعَبٍ، وَمَعْنَاهُ قَالَ سُلَيْمَانُ: فَلَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُهُ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَبِيعَةَ أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْكَ. قَالَ: فَإِنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَحَدِّثْ بِهِ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِّي

3609-حدیث صحیح، وھذا اسناد حسن من اجل محمد بن مسلم -وھو الطائفی- وقد توبع فی السالف قبلہ. واخرجہ البیھقی /16810 من طریق عبد الرزاق، بھذا الاسناد. واخرجہ الطبرانی فی "الکبیر" (11185)، والبیھقی /16810

3610-واخرجہ ابن ماجہ (2368)، والترمذی (1392) من طریق عبد العزیز بن محمد الدراوردی، بھذا الاسناد. وقال الترمذی: حدیث حسن غریب. واخرجہ النسائی فی "الکبری" (5969) من طریق المغیرۃ بن عبد الرحمن الحزامی، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی ھریرۃ. واسنادہ حسن. وھو فی "صحیح ابن حبان" (5073)

3611-اسنادہ صحیح. محمد بن داود: ھو ابن ابی ناجیۃ. واخرجہ ابن الجارود (1007)، وابن حبان (5073)، والبیھقی /16810 من طریق سلیمان بن بلال، بھذا الاسناد.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں ایک راوی کی غلطی کا ذکر ہے۔

3612 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ شُعَيْثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي الزُّبَيْبَ، يَقُولُ بَعَثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوهُمْ بِرُكْبَةٍ مِنْ نَاحِيَةِ الطَّائِفِ فَاسْتَاقُوهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. أَتَانَا جُنْدُكَ فَأَخَذُونَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ. فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرِ. قَالَ لِي نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: مَنْ بَيِّنَتُكَ؟ قُلْتُ: سَمُرَةُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ فَشَهِدَ الرَّجُلُ، وَأَبَى سَمُرَةُ أَنْ يَشْهَدَ. فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَبَى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ، فَتَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِكَ الْآخَرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَاسْتَحْلَفَنِي. فَحَلَفْتُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ. فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبُوا فَقَاسِمُوهُمْ أَنْصَافَ الْأَمْوَالِ، وَلَا تَمَسُّوا ذَرَارِيَّهُمْ لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ ضَلَالَةَ الْعَمَلِ مَا رَزَيْنَاكُمْ عِقَالًا قَالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعَتْنِي أُمِّي. فَقَالَتْ: هَذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زِرْبِيَّتِي فَانْصَرَفْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ لِي: احْبِسْهُ فَأَخَذْتُ بِتَلْبِيبِهِ، وَقُمْتُ مَعَهُ مَكَانَنَا. ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمَيْنِ. فَقَالَ: مَا تُرِيدُ بِأَسِيرِكَ؟ فَأَرْسَلْتُهُ مِنْ يَدِي. فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لِلرَّجُلِ: رُدَّ عَلَى هَذَا زِرْبِيَّةَ أُمِّهِ الَّتِي أَخَذْتَ مِنْهَا. فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ يَدِي. قَالَ: فَاخْتَلَعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَ الرَّجُلِ فَأَعْطَانِيهِ. وَقَالَ لِلرَّجُلِ: اذْهَبْ فَزِدْهُ آصُعًا مِنْ طَعَامٍ. قَالَ: فَزَادَنِي آصُعًا مِنْ شَعِيرٍ

✿✿ حضرت زُبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعنبر کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، انہوں نے طائف کے اطراف میں موجود رُکبہ کے مقام پران لوگوں کو پکڑلیا، وہ انہیں ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے، راوی کہتے ہیں: میں (سواری پر) سوار ہوا اوران سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا، میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہمارے پاس آیا، انہوں نے ہمیں پکڑلیا، حالانکہ ہم پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور ہم نے جانوروں کے کان بھی کاٹ لیے تھے، جب بنوعنبر کے لوگ بھی آ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا:

3612- اسناده ضعيف لجهالة عمار بن شعيث، وابوه يقبل عند المتابعة، ولم يتابع، من اجل ذلك قال الخطابي: اسناده ليس بذاك. ومع ذلك فقد حسّن ابن عبد البر هذا الحديث في "الاستيعاب" في ترجمة الزبيب بن ثعلبة. واخرجه ابن ابي عاصم في "الآحاد والمثاني" (1209) وابن قانع /1/ 242، والخطابي في "غريب الحديث" /1/ 484، والبيهقي /10/ 171 من طريق احمد بن عبدة الضبي، بهذا الاسناد. ولفظ ابن قانع: قضى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - باليمين مع الشاهد. واخرجه ابن قانع /1/ 242 والطبراني في "الكبير" (5299)

کیا تم لوگوں کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ ان دنوں میں تمہیں پکڑے جانے سے پہلے تم لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، میں نے جواب دیا جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا ثبوت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سمرہ، یہ ایک شخص تھا، جس کا تعلق بنوعنبر سے تھا، اور ایک دوسرے شخص کا نام لیا، تو دوسرے شخص نے گواہی دی، لیکن سمرہ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے تو گواہی دینے سے انکار کر دیا، تو کیا تم دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھا لو گے، میں نے کہا: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے حلف لیا، میں نے اللہ کے نام کا حلف اٹھایا کہ میں نے فلاں فلاں دن اسلام قبول کر لیا ہوا تھا، اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ لیے تھے، نبی اکرم ﷺ نے (مجاہدین سے) فرمایا: تم لوگ جاؤ اور ان کے نصف اموال لے لو، اور نصف واپس کر دو، اور ان کے بچوں اور عورتوں کو نہ پکڑنا، اگر ایسا نہ ہوتا، کہ اللہ تعالیٰ کسی کے بھی عمل کے ضائع ہونے کو ناپسند کرتا ہے، تو ہم تم سے رسی بھی نہ لیتے۔

حضرت زبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری والدہ نے مجھے پکار کر کہا: اس شخص نے میرا تھیلا لے لیا ہے، میں واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تم حاصل کر لو، تو میں نے اس شخص کو گریبان سے پکڑ لیا میں اس کے ساتھ اسی جگہ کھڑا ہوا تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس طرح کھڑے ہوئے دیکھا تو مجھ سے دریافت کیا، تم نے جسے پکڑا ہوا ہے، اس کے ساتھ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے: آپ نے اس شخص سے فرمایا: اس شخص کے مال کے تھیلے کو تم واپس کر دو، جو تم نے اس سے لیا ہے، تو اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی تلوار اتاری اور وہ مجھے دے دی، آپ نے اس شخص سے فرمایا: تم جاؤ اور اسے اناج کے کچھ صاع بھی ادا کرو، راوی کہتے ہیں: تو اس شخص نے مجھے کچھ صاع دیئے۔

ایک گواہی وقسم سے فیصلہ کرنے میں مذاہب اربعہ

اور حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک قضیہ میں) ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ صادر فرمایا۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 888)

حدیث کا ظاہری مفہوم یہ بتاتا ہے کہ اگر مدعی اپنے دعوی کے ثبوت میں صرف ایک گواہ پیش کر سکے تو اس (مدعی) سے دوسرے گواہ کے بدلے ایک قسم لے لی جائے اور اس قسم کو ایک گواہ کا قائم مقام قرار دے کر اس کا دعوی تسلیم کر لیا جائے چنانچہ حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد تینوں کا یہی مسلک ہے۔

لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے جس طرح قرآن کریم سے ثابت ہے، اور چونکہ قرآن کے حکم کو خبر واحد کے ذریعہ منسوخ کرنا جائز نہیں ہے اس لئے اس روایت کی بناء پر ایسے مسلک کی بنیاد صحیح نہیں ہو سکتی جو قرآن کے حکم کے منافی ہو دوسرے انحالیکہ اس رویت کے بارے میں یہ احتمال بھی ہے جب مدعی اپنا دعوی لے کر آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہو اور وہ اپنے دعوی کے ثبوت میں صرف ایک گواہ پیش کر سکا ہو تو چونکہ وہ اپنے ثبوت شہادت کی تکمیل نہ کر سکا اور آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم نے صرف ایک گواہ کے وجود کے وجود کا اعتبار

نہیں کیا اس لئے مدعا علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیا مدعا علیہ کے قسم کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قضیہ کا فیصلہ دیا۔ اسی کو راوی نے "ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ دینے سے تعبیر کیا۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ ائمہ کا یہ اختلاف بھی اس صورت میں ہے جب کہ قضیہ کا تعلق کسی مالی دعوی سے ہو اگر دعوی کا تعلق مال کے علاوہ کسی اور معاملہ سے ہو تو اس صورت میں متفقہ طور پر تمام ائمہ کا مسلک یہی ہے کہ گواہ اور قسم (یعنی مدعی) کی طرف سے مثلاً ایک گواہ پیش کرنے اور ایک قسم کھانے کا اعتبار نہ کیا جائے۔

غائب شخص کے خلاف فیصلہ نہ کرنے کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قاضی کے لیے یہ درست نہیں کہ غائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت غائب ہو یا بعد شہادت و بعد تزکیہ شہود غائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے غائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یہ اُس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو۔ اور اگر خود مدعی علیہ نے حق کا اقرار کر لیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اُس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ اور جب مدعی علیہ غائب ہے مگر اُس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعی علیہ کی عدم موجودگی میں ہو مثلاً اُس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ یہ حقیقۃً اُس کا نائب ہے یا مدعی علیہ مر گیا ہے مگر اُس کا وصی موجود ہے یا نابالغ مدعی علیہ ہے اور اُس کے ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی کہ یہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔ (ردمحتار، کتاب قضاء)

حدود وقصاص میں قاضی کے خط کے قبول نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور حدود وقصاص میں ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کی جانب قبول نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ اس میں بدلیت کا شبہہ ہے پس یہ شہادت علی شہادت کی طرح ہو جائے گا۔ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے جبکہ ان کے دوسرے قول کے مطابق قبول کیا جائے گا اور یہ مذہب امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا ہے ان ائمہ کی دلیل یہ ہے کہ وہ شہادت پر اعتماد کرتے ہیں۔ (فتح القدیر، ج ۱۶، ص ۴۰۷، بیروت)

بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَدَّعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَتْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ

باب: جب دو آدمی ایک ہی چیز کے بارے میں دعویٰ کر دیں اور ان دونوں کے پاس ثبوت نہ ہو

3613 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أَوْ دَابَّةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں نے ایک اونٹ یا شاید ایک جانور کے بارے میں

3613- اخرجه ابن ماجه (2330)، والنسائي (5424) من طريق سعيد بن ابي عروبة بهذا الاسناد. وهو في "مسند احمد" (19603).

دعویٰ پیش کیا، دونوں میں سے کسی کے پاس ثبوت نہیں تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان اسے برابر تقسیم کر دیا۔

3614 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3615 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ بِمَعْنَى إِسْنَادِهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ

ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ منقول ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ پیش کیا، ان دونوں میں سے ہر ایک نے دو گواہ بھی پیش کر دیے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس جانور کو ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔

3616 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فِي مَتَاعٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ أَحَبَّا ذٰلِكَ أَوْ كَرِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں نے کسی سامان کے بارے میں مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا، ان میں سے کسی کے پاس بھی ثبوت نہیں تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اٹھانے کی بنیاد پر تم اسے دو حصوں میں تقسیم کر لو، خواہ یہ بات تم دونوں کو پسند ہو یا ناپسند ہو۔

3617 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَرِهَ الِاثْنَانِ الْيَمِينَ، أَوِ اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهِمَا عَلَيْهَا. قَالَ سَلَمَةُ: قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، وَقَالَ: إِذَا أُكْرِهَ الِاثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ.

3614-حدیث معل کمابیناہ فی "مسند احمد" (19603). وانظر ماقبلہ.

3615-حدیث معل کما بیناہ فی "مسند احمد" (19603). واخرجہ ابن ابی شیبۃ 10/ 184، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (4754)، وابن الغطریف فی "جزئہ" (14) من طریق عفان، وابو یعلی (7280)

3616-اسنادہ صحیح. ابو رافع: ہو نفیع الصائغ، وخلاس: ہو ابن عمرو الھجری، ابن ابی عروبۃ: ہو سعید. واخرجہ ابن ماجہ (2346) من طریق عبد الاعلی بن عبد الاعلی، والنسائی فی "الکبری" (5957) من طریق اسحاق بن یوسف الازرق، کلاھما عن سعید بن ابی عروبۃ، بہذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (10347).

3617-وھو فی "مصنف عبد الرزاق" (15212)، ومن طریق البخاری (2674)، والنسائی فی "الکبری" (5958)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب دونوں فریق قسم اٹھانے کو ناپسند کریں یا پسند کریں، تو وہ دونوں اس پر قرعہ اندازی کریں گے''

ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ منقول ہیں: ''جب ان دونوں کو قسم اٹھانے پر مجبور کیا جائے''

3618 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، بِإِسْنَادِ ابْنِ مِنْهَالٍ، مِثْلَهُ قَالَ: فِي دَابَّةٍ، وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''ان کا اختلاف ایک جانور کے بارے میں تھا، ان دونوں کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ وہ قسم اٹھانے کی بنیاد پر قرعہ اندازی کرلیں''۔

دو مدعیوں کا تیسرے شخص کے قبضہ میں ہونے والی چیز میں دعویٰ کرنے کا بیان

جب دو آدمیوں نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو تیسرے آدمی کے قبضہ میں ہے تو ان میں سے ہر مدعی شک کے ساتھ کہے گا کہ یہ چیز میری ہے اور ان میں سے ہر ایک گواہی پیش کر دے تو دونوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ حضرت امام شافعی کے ایک قول کے مطابق دونوں کا گواہی ساقط ہو جائے گا اور دوسرے قول کے مطابق ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی اس لئے کہ دونوں گواہیوں میں سے ایک گواہی یقیناً جھوٹا ہے اس لئے ایک حالت میں دو ملکیوں کا جمع ہونا متعذر ہے۔ اور ان میں امتیاز کرنا بھی مشکل ہے اس لئے دونوں بینے ساقط ہو جائیں گے یا قرعہ اندازی کی راہ اپنائی جائے گی اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے معاملات میں قرعہ اندازی کر کے اس طرح دعا فرمائی۔

اے اللہ! تو ہی ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے،، ہماری دلیل حضرت طرفہ بن تمیم والی یہ حدیث ہے کہ دو آدمیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی کے متعلق فیصلہ کرنے والا بنایا اور ان میں سے ہر ایک نے گواہی پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں کے لئے آدھی آدھی اونٹنی کا فیصلہ کر دیا اور قرعہ اندازی والی حدیث کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا جائے گا پھر وہ منسوخ ہوگئی اور اس لئے کہ دونوں گواہوں کے حق میں شہادت کو جائز قرار دینے والی چیز پائی جاسکتی ہے اس طرح کہ ایک کی گواہی کا مدار سبب ملک پر ہو اور دوسرے نے قبضہ پر اعتماد کیا ہو تو دونوں شہادتیں درست ہیں لہٰذا اس وقت دونوں پر عمل کرنا واجب ہوگا اور آدھا آدھا کر کے عمل کرنا ممکن بھی ہے اس لئے کہ محل دعویٰ نصف کو قبول کرتا ہے اور آدھا آدھا کر کے اس وجہ سے تقسیم کی جائے گی کہ مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ (ہدایہ، کتاب دعویٰ، لاہور)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب دو شخصوں نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا

3618- اسنادہ صحیح. وھو فی "مصنف ابن ابی شیبة" 3186/، وعنه ابن ماجه (2329). واخرجه النسائی (5956) عن عمرو بن علی الفلاس، عن خالد بن الحارث، بھذا الاسناد.

ہرایک اُس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سبب ملک کچھ نہیں بیان کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہرایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ چیز دونوں کو نصف نصف دلا دی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔ (درمختار، کتاب دعویٰ، بیروت)

مثال کے طور پر یہ زید کے قبضہ میں مکان ہے عمرو نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور بکر نے آدھے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اُس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر نزاع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کی نزاع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر مکان انہیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے تو مدعی کل کو نصف بغیر قضا ملے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا نزاع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔

بَابُ الْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

باب: مدعیٰ علیہ کے خلاف قسم اٹھانا

3619- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

❁❁ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے تحریر کر کے بھیجا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ کے قسم اٹھانے کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا تھا۔

شرح

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مدعیٰ علیہ نے انکار کیا اُس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہ اُس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤں گا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں ہے مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور یہ انکار یا سکوت مجلس قاضی میں ہے تو قاضی فیصلہ کر دے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہیے کہ اُس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔ اور حلف سے انکار پر فیصلہ کر دیا گیا اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ فیصلہ جو ہو چکا، ہو چکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات پر شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہو جائے تو گواہ لیے جا سکتے ہیں۔ (بحرالرائق، کتاب دعویٰ، بیروت)

قاضی کا مدعیٰ علیہ پر تین بار قسم پیش کرنے کا بیان

قاضی کو چاہیے کہ وہ مدعیٰ علیہ کے لئے اس طرح کہے کہ میں تم پر تین بار قسم کو پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی ٹھیک ہے ورنہ میں تجھ پر اس چیز کا فیصلہ کر دوں گا جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ انداز اسے قسم کے انکار کے حکم کی خبر دینے کے لئے ہے کیونکہ

3619- اسنادہ صحیح. ابن ابی ملیکۃ: ہو عبد اللہ بن عبید اللہ. واخرجہ البخاری (2514) و (2668)، ومسلم (1711)، والترمذی (1391)، والنسائی (5425) من طرق عن نافع بن عمر، بہ

پوشیدگی کا مقام ہے۔لہٰذا جب قاضی نے مدعیٰ علیہ پر تین بار قسم پیش کی تو اس کے انکار کے سبب اس کے خلاف فیصلہ کر دے گا۔اور اس تکرار کو امام خصاف نے بیان کیا ہے اس لئے کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے۔اور عذر کو ظاہر کرنے میں مبالغہ بھی ہے۔

پس بہر حال مذہب تو یہ ہے کہ جب ایک بار پیش کرنے کے بعد انکار کے سبب اگر قاضی نے فیصلہ کر دیا تو بھی جائز ہے۔اس دلیل کے سبب جو ہم بیان کر چکے ہیں اور یہی صحیح ہے لیکن پہلی صورت افضل ہے۔

پس انکار کبھی حقیقی ہوتا ہے جس طرح مدعیٰ علیہ یہ کہے کہ میں قسم نہیں کھاؤں گا اور کبھی حکمی ہوتا ہے جس طرح اس کا خاموش رہنا اور اس کا حکم بھی پہلے والے حکم کی طرح ہوگا۔مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ مدعیٰ علیہ کو بہرہ یا گونگا ہونے کی آفت نہیں ہے۔یہی قول صحیح ہے۔

اور جب قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اُس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن کے بعد آ کر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اُس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اُس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اور اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔اور اسی طرح مدعیٰ علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اُس پر قسم دی جائے گی۔قسم کھا لینے کا اشارہ کیا قسم ہو گئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا نکول ہوگا۔اور اُس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔(فتاویٰ ہندیہ، کتاب دعویٰ، بیروت)

بَابُ كَيْفَ الْيَمِيْنُ

باب: قسم کیسے اٹھائی جائے

3620 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَعْنِي لِرَجُلٍ حَلَّفَهُ احْلِفْ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، مَا لَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ يَعْنِي لِلْمُدَّعِي،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى: اسْمُهُ زِيَادٌ كُوفِيٌّ ثِقَةٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا یعنی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف لینا تھا: کہ تم اس اللہ کے نام حلف اٹھاؤ، جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے، کہ تمہارے پاس اس کی کوئی چیز نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ مدعی کی کوئی چیز نہیں ہے۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ابویحییٰ نامی راوی جس کا نام زیاد تھا، کوفہ کا رہنے والا ہے، یہ ثقہ ہے۔

حدود و غیر حدود میں حلف لینے پر مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ حدود و لعان کے سواسب

3620-واخرجه النسائي في "الكبرى" (5964) عن هناد بن السري، عن ابي الاحوص، به، وهو في "مسند احمد" (2695).

میں حلف لیا جائے گا۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حد قذف اور قصاص میں حلف لیا جائے گا۔ اور باقی حدود میں حلف نہ لیا جائے گا۔ حضرت امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ تحالف صرف ان چیزوں میں جاری ہوتا ہے جو دو گواہوں سے ثابت ہوتی ہیں۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعویٰ، بیروت)

انکار کے سبب حلف ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حلف اسی سے لیا جائے گا جو انکار کرے گا۔ کیونکہ مذکورہ عبارت میں بیان کردہ اشیاء سے معارضہ کرنے والا وہی ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ جبکہ امام زفر، امام شافعی اور امام مالک علیہم الرحمہ نے کہا ہے کہ دونوں سے حلف لیا جائے گا۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعویٰ، بیروت)

انکار جان کے سبب قصاص کے عدم ثبوت پر مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے کسی جان کا انکار کر دیا اور اس کو قید کر دیا گیا کہ وہ اقرار کرے یا حلف اٹھائے تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ اور امام احمد علیہ الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔

حضرت امام مالک، امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے گا ہاں البتہ اس سے پہلے مدعی سے حلف لے لیا جائے گا۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعویٰ، بیروت)

تعداد شہادت پر ترجیح نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب ایک مدعی نے دو گواہ پیش کئے اور دوسرے نے چار گواہ پیش کر دئے تو پھر بھی دونوں برابر ہوں گے اس لئے کہ ہر دو گواہوں کی گواہی علت تامہ ہے جس طرح انفراد کی صورت میں دو کی گواہی علت تامہ ہے اور علت کی زیادتی سے ترجیح نہیں ہوتی بلکہ علت میں قوت کی بناء پر ترجیح ہوتی ہے

حضرت امام احمد اور امام شافعی کا قول جدید اور امام مالک کا مشہور قول یہی ہے۔ حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ترجیح دی جائے اور امام شافعی کا قدیم قول اور ایک روایت کے مطابق امام مالک علیہ الرحمہ کا قول یہی ہے۔ کیونکہ زیادہ گواہوں کی طرف قلوب مائل ہونے والے ہیں اور ان سے عدالت کی زیادہ توقع ہے۔ (شرح الوقایہ، کتاب دعویٰ، بیروت)

بَابُ إِذَا كَانَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ ذِمِّيًّا أَيَحْلِفُ

باب: اگر مدعیٰ علیہ، ذمی ہو، تو کیا اس سے حلف لیا جائے گا؟

3621 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ، قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: احْلِفْ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذًا يَحْلِفَ

3621-اسنادہ صحیح. وھو مکرر الحدیث السالف برقم (3243).

وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللهُ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا) (آل عمران: ۷۷) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین کا تنازعہ تھا، اس نے وہ مجھے دینے سے انکار کیا، تو میں اس کا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے، میں نے عرض کی: جی نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی سے فرمایا: تم قسم اٹھاؤ، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو قسم اٹھا کر میرا مال لے جائے گا۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''جو لوگ اللہ کے نام کے عہد اور اس کے نام کی قسموں کی عوض میں، تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں''

یہ آیت کے آخر تک ہے۔

حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور عہد شکنی کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت خریدتے ہیں' ان لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ آخرت میں اللہ ان سے کوئی کلام کرے گا' اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظر (رحمت) فرمائے گا اور نہ ان کو پاکیزہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (آل عمران: ۷۷)

عہد شکنی کرنے اور قسم توڑنے والوں کے متعلق آیت کا نزول

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے حاکم کے فیصلہ سے حلف اٹھایا تاکہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان شخص کا مال کھالے وہ جس وقت اللہ سے ملاقات کرے گا وہ اس پر غضبناک ہوگا' اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی: (آیت) ''ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم ثمنا قلیلا'' الایہ (آل عمران: ۷۷) پھر حضرت اشعث بن قیس آئے اور پوچھا حضرت ابوعبدالرحمان نے تم سے کیا حدیث بیان کی ہے؟ انہوں نے بتایا اس اس طرح حدیث بیان کی ہے' انہوں نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی' میرے عم زاد کی زمین میں میرا کنواں تھا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقدمہ پیش کیا' آپ نے فرمایا تم اس کے ثبوت میں گواہ لاؤ' ورنہ پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو اس پر قسم کھالے گا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے حاکم کے فیصلہ سے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس قسم کے ذریعہ وہ مسلمان کا مال کھالے وہ جب قیامت کے دن اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں:

عدی بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ امرؤ القیس اور حضرموت کے ایک شخص کے درمیان کوئی تنازعہ تھا' دونوں نے اپنا مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ نے حضرمی سے فرمایا تم گواہ پیش کرو ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا' حضرمی نے کہا یارسول اللہ:

اگر اس نے قسم کھائی وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا' امرء القیس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ جو شخص حق پر ہونے باوجود قسم نہ کھائے اور اپنا حق ترک کردے اس کی کیا جزاء ہے؟ آپ نے فرمایا جنت! اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں قسم کو ترک کرتا ہوں' عدی نے کہا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(جامع البیان ج ۳ ص ۲۲۸' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' ۱۴۰۹ھ)

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کی ہوئی کتاب کے ذریعہ جن لوگوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ سیدنا محمد ﷺ کی اتباع کریں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام لائے ہیں ان کی تصدیق اور ان کا اقرار کریں گے' ان میں سے کو لوگ اس عہد کو پورا نہیں کرتے' اور وہ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کا مال کھاتے ہیں' اور اس عہد شکنی اور جھوٹی قسموں کے ذریعہ دنیا کا تھوڑا مال خریدتے ہیں' ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے' اور اللہ تعالیٰ نے جنت اور جنت کی جو نعمتیں تیار کی ہیں' ان سے وہ محروم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی بات نہیں کرے گا جس سے ان کو خوشی ہو اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا اور نہ ان کو ان کے گناہوں کے میل اور زنگ سے پاک فرمائے گا اور ان کو دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔

عہد شکنی کرنے اور قسم توڑنے والوں کی سزا کا بیان

ہر چند کہ اس آیت کا شان نزول چند خاص لوگوں کے متعلق ہے لیکن اس آیت کے الفاظ عام ہیں: جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت خریدتے ہیں: اور اعتبار خصوصیت مورد کا نہیں عموم الفاظ کا ہوتا ہے' اس لیے ہر عہد شکنی کرنے والے اور مال دنیا کی خاطر جھوٹی قسم کھانے والے کا یہی حکم ہے' اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی پانچ سزائیں بیان فرمائیں ہیں۔

(۱) ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۲) آخرت میں اللہ ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔

(۳) قیامت کے دن انکی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

(٤) ان کا تزکیہ نہیں فرمائے گا۔

(٥) ان کے لیے دردناک عذاب ہے' ان پانچوں وعیدوں کی تشریح حسب ذیل ہے:

(۱) ان کے لیے آخرت کی خیر اور نعمتوں میں سے کوئی حصہ نہیں' معتزلہ اسی آیت سے استدلال کرتے تھے کہ عہد شکنی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اور جو شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے اور بغیر توبہ کے مرجائے وہ آخرت میں اجر وثواب سے محروم رہے گا بلکہ اس کو دائمی عذاب ہوگا' ہمارے نزدیک یہ آیت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور عدم عفو کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو دائمی عذاب دے گا یا اگر اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہ کرے تو اس کو دائمی عذاب دے گا' یا یہ آیت محض انشاء تخویف کے لیے ہے' یعنی اللہ تعالیٰ نے ڈرانے کیلیے فرمایا فی الواقع ایسا نہیں کرے گا اور وعید کے خلاف کرنا عین کرم ہے یا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے استحقاق بیان فرمایا ہے یعنی عہد شکنی اور جھوٹی قسم کھانے والے اس سزا کے مستحق ہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ ان کو ضرور یہ سزا دے گا یا یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے یعنی یہ آیت کافروں کے ساتھ خاص ہے اور کافروں میں سے جو عہد شکنی کرے گا یا جھوٹی قسم کھانے گا اس

کی یہ سزا ہوگی۔

(۲) اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا' اس پر یہ اعتراض ہے کہ قرآن مجید کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر شخص سے کلام فرمائے گا اور ان سے پوچھے گا:

(آیت) "فلنسئلن الذين ارسل اليهم ولنسئلن المرسلين"۔ (الاعراف:٦)

ترجمہ: پس ضرور ہم ان لوگوں سے پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے' اور ہم ضرور رسولوں سے بھی پوچھیں گے۔

(آیت) "فوربك لنسئلنهم اجمعين. عما كانوا يعملون"۔ (الحجر:۹۳-۹۲)

ترجمہ: سو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے' ان سب کاموں کے متعلق جو وہ کرتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ سوال بغیر کلام کے متصور نہیں ہے' اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس آیت میں جو فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا یہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے سے کنایہ ہے کیونکہ جو شخص کسی سے ناراض ہو اور اس سے بات نہیں کرتا' دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کاملین اور اولیاء عارفین سے براہ راست اور بالمشافہ بات کرے گا اور کفار اور ساق اور فجار سے بالمشافہ بات نہیں کرے گا بلکہ فرشتوں کے وساطت سے بات کرے گا' اور تیسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا محمل یہ ہے اللہ تعالیٰ ان سے خوشی سے بات نہیں کرے گا' اور نہ ان سے ایسی بات کرے گا جس سے وہ خوش ہوں۔

(۳) قیامت کے دن ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا: اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھے گا نہیں کیونکہ کائنات کی کوئی چیز اللہ سے اوجھل اور مخفی نہیں ہے بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف محبت اور رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

(٤) اللہ تعالیٰ ان کا تزکیہ نہیں فرمائے گا: اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہوں کے میل اور زنگ سے پاک اور صاف نہیں کرے گا بلکہ ان کے گناہوں کی ان کو سزا دے گا اور ان کو معاف نہیں کرے گا' دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے نیک بندوں کی تعریف اور ستائش کرے گا ان کی تعریف نہیں کرے گا' اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف فرشتوں کے واسطہ سے بھی کرے گا اور بلاواسطہ بھی ان کی تعریف فرمائے گا فرشتوں کے واسطہ سے یہ تعریف ہے:

(آیت)"۔ والملائكة يدخلون عليهم من كل باب ۔ سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" (الرعد:۲۴-۲۳)

ترجمہ: اور فرشتے (جنت کے) ہر دروازہ سے (یہ کہتے ہوئے) ان پر داخل ہوں گے' تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا سو کیا ہی اچھا ہے آخرت کا گھر۔

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نیک بندوں کی دنیا میں بھی تعریف فرمائی ہے: (آیت) "التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحفظون لحدود الله وبشر المؤمنين"۔ (التوبہ:۱۱۲)

ترجمہ: جو توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' اللہ کی حمد کرنے والے ہیں' روزہ رکھنے والے ہیں' رکوع

کرنے والے ہیں' سجدہ کرنے والے ہیں' نیکی کا حکم دینے والے ہیں' برائی سے روکنے والے ہیں اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں اور مومنوں کو بشارت دیجئے۔

اور اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کی تعریف فرمائے گا: (آیت) ''سلم قولا من رب رحیم ''۔(یٰس: ۳۶)

ترجمہ: ان پر رب رحیم کا فرمایا ہوا سلام ہوگا:

(۵) انکے لیے دردناک عذاب ہے: پہلے چار امور میں اللہ تعالیٰ نے ان سے ثواب کی نفی کی ہے اور اس آخری امر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ آل عمران، لاہور)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا: صحیحین میں ابووائل کی وساطت سے حضرت عبداللہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے گا تو اللہ کے سامنے اس کی پیشی ایسی حالت میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کی تصدیق میں آیت مذکورہ آخر تک نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ یہ حدیث بیان کر چکے تو حضرت اشعث بن قیس باہر سے اندر آئے اور پوچھا ابوعبدالرحمن نے تم سے کیا حدیث بیان کی تھی لوگوں نے بتادیا کہ یہ یہ بیان کر رہے تھے حضرت اشعث نے کہا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی۔ بات یہ ہوئی کہ میرا ایک کنواں میرا چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا میں نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گواہ پیش کرو۔ ورنہ اس کی قسم کو مانو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ تو اس پر قسم کھالے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مسلمان آدمی کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائی اور (دانستہ) وہ قسم میں جھوٹا ہو تو قیامت کے دن جب اللہ کی پیشی میں جائے گا تو اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

بخاری کے طریق سے بغوی نے اپنی سند سے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے لیکن ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں حضرت اشعث بن قیس کا قول اس طرح منقول ہے کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان کچھ زمین کا نزاع تھا۔ یہودی (میرے حق کا) منکر تھا) میں اس کو رسول اللہ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے فرمایا: تو قسم کھا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ تو قسم کھالے گا اور میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بخاری نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص کچھ تجارتی سامان بازار میں لایا اور کسی مسلمان کو پھانسنے کے لیے اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ مجھے اس کی اتنی قیمت ملتی تھی حالانکہ اس کو اس کی بیان کردہ قیمت نہیں ملتی تھی (یا یوں ترجمہ کیا جائے کہ اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں نے اس سامان کی اتنی قیمت دی ہے یعنی اتنے میں خریدا ہے حالانکہ اس نے اتنی قیمت نہیں دی تھی) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں (کہ ایک کو صحیح ماننے کی صورت میں دوسری کو غلط ماننا ہی پڑے) بلکہ ممکن ہے کہ نزول آیت کے دونوں سبب ہوں (ایک واقعہ بھی ہوا ہو اور دوسرا بھی)

ثَمَنًا قَلِيْلًا: سے مراد ہے متاع دنیا خواہ قلیل ہو یا کثیر کیونکہ جنت کی نعمتوں کے مقابل تو دنیا کا کثیر سامان بھی قلیل ہی

ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جولوگ اداء امانت کے عہد اور جھوٹی قسموں کے عوض متاع دنیا حاصل کرتے ہیں ابن جریر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیت کا نزول کعب بن اشرف حیی بن اخطب اور ان جیسے دوسرے یہودیوں کے حق میں ہوا جو توریت میں نازل شدہ اوصاف محمدی کو چھپاتے بدلتے اور ان کی جگہ دوسری چیزیں درج کیا کرتے تھے اور قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اس تبدیل وتحریف سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کو کھانے کو ملتا رہے اور جو رشوتیں وہ اپنے متبعین سے لیتے رہتے تھے ان میں فرق نہ آئے۔ ابن حجر نے لکھا ہے آیت میں اس سبب نزول کا بھی احتمال ہے۔ لیکن اصل سبب نزول وہی ہے جو صحیح حدیث میں آیا ہے۔

میں (مفسر) کہتا ہوں آیت کی رفتار اور کلام کا سیاق ابن جریر از عکرمہ کی روایت کی صحت کو چاہتا ہے اور جس طرح دونوں مذکورۂ بالا حدیثوں میں باہم تضاد نہیں ہے اس طرح ان حدیثوں سے عکرمہ کی روایت کا بھی تضاد نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ اسباب نزول تینوں ہوں۔ علقمہ نے اپنے والد حضرت وائل کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے ایک حضرموت کا دوسرا کندہ کا۔ حضرمی نے عرض کیا: یارسول اللہ اس نے میری زمین چھین لی۔ کندی نے جواب دیا وہ میری زمین ہے۔ میرے قبضہ میں ہے اس میں کسی کا حق نہیں ہے رسول اللہ نے حضرمی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس گواہ ہیں۔ اس نے کہا نہیں فرمایا: تو تم کو اس سے قسم لینے کا حق ہے حضرمی نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ شخص تو علانیہ فاسق ہے کسی چیز سے اس کو باک نہیں۔ اس کو قسم کھانے کی پروا بھی نہ ہوگی فرمایا: اس کے علاوہ اس سے تم کو کوئی حق نہیں چنانچہ کندی جب قسم کھانے چلا اور پشت پھیری تو رسول اللہ نے فرمایا: اگر اس نے ناحق مال کھانے کے لیے قسم کھالی تو اللہ کی پیشی کے وقت خدا اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوگا۔

(رواہ مسلم)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ کندی کا نام امراء القیس بن عابس اور اس کے حریف کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔ ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ جو کوئی قسم کھا کر (کسی کا) کوئی مال مارے گا وہ اللہ کی پیشی کے وقت کوڑھی ہوگا۔ یہ سن کر کندی نے عرض کیا: یہ زمین اسی کی ہے۔ بغوی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کندی نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس پر امراء القیس (یعنی کندی) نے قسم کھانے سے انکار کردیا اور اپنے حریف کے حق کا اقرار کرلیا اور زمین اس کو دیدی۔

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ: ان لوگوں کا راحت آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

حضرت ابوامامہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان شخص کا حق مارا اللہ نے اس کے لیے دوزخ لازم کردی اور جنت اس پر حرام کردی۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو؟ فرمایا: اگرچہ درخت پیلو کی ایک ٹہنی ہو۔ (رواہ مسلم) ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور نے یہ آخری لفظ تین مرتبہ فرمایا۔

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اور قیامت کے دن اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ ان سے ایسا کلام نہیں کرے گا جس سے ان کو خوشی ہو اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ صحیح یہ ہے کہ (آیت کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ) بطور کنایہ غضبناک ہونا اور رخ پھیر لینا مراد ہے

گویا اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ اور حضرت اشعث کی روایت سے ذکر کر دی گئی ہے کہ لقی اللہ وھو علیہ غضبان اور حضرت وائل کی روایت سے بیان کیا گیا ہے کہ لیلقین اللہ و ھو عنہ معرض.

وَلَا يُزَكِّيهِمْ: اور اللہ ان کو پاک نہیں بنائے گا یعنی ان کی (پاکی کی) تعریف نہیں کرے گے (یہ مطلب ضعیف ہے)

صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کا گناہ معاف نہیں کرے گا کیونکہ یہ بندوں کا حق ہے اس کا بدلہ تو ضرور ملنا ہے۔ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اعمالناموں کی تین مدیں ہیں ایک مدوہ ہے جس کی پروا (سختی کے ساتھ) اللہ نہیں کرے گا۔ دوسری مدوہ ہے جس میں سے کوئی چیز (بغیر عوض کے) نہیں چھوڑے گا تیسری مدوہ ہے جس کو معاف نہیں فرمائے گا۔ جس مدکو معاف نہیں فرمائے گا وہ تو شرک ہے اور جس مد کی کوئی خاص پرواہ نہیں کرے گا وہ خود انسان کا اپنی ذات پر ظلم ہے یعنی وہ حقوق جو براہ راست خدا کے انسان پر ہیں ان کو ادا نہ کرنا (جیسے) کوئی روزہ ترک کر دیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اور وہ مدجس (کے اندراجات) میں سے کوئی چیز (بغیر بدلہ کے) نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کی باہم حق تلفیاں ہیں اس میں لامحالہ بدلہ دینا ہوگا۔ (رواہ الحاکم واحمد)

طبرانی نے بھی ایسی ہی حدیث حضرت سلمان اور حضرت ابوہریرہ کی روایت سے اور بزار نے حضرت انس کی روایت سے بیان کی ہے اگر اوصاف رسول اللہ کو چھپانے کی وجہ سے آیت کا نزول یہودیوں کے متعلق تسلیم کیا جائے تو عدم مغفرت کا حکم ان کے کفر کی وجہ سے قرار پائے گا۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا یعنی ان کے اعمال کی سزا میں حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ حضور ﷺ نے یہ آیت تین بار تلاوت فرمائی حضرت ابوذر نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ ناکام اور نامراد ہوں گے مگر ہیں کون لوگ۔ فرمایا: (غرور سے) تہبند نیچی لٹکانے والا (یعنی ٹخنوں سے نیچے) اور وہ احسان جتلانے والا کہ جب کچھ دیتا ہے تو اس کا احسان ضرور جتلاتا ہے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی فروخت کو فروغ دینے والا۔

(رواہ مسلم واحمد وابوداؤد والترمذی والنسائی)

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تین ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ شخص جس کے پاس بیابان میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ دوسرے مسافر کو نہ دے ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد (جب کہ بازار میں رونق ہوتی ہے) کچھ سامان تجارت کا فروخت کرنا چاہا اور اللہ کی قسم کھا کر کہ میں نے یہ اتنے میں خریدا ہے حالانکہ بیان کردہ قیمت پر اس نے نہیں خریدا تھا اور لوگوں نے اس کی بات سچ مان لی اور ایک وہ آدمی جس نے امام کی بیعت کی اور صرف دنیا کے لیے کی اگر امام نے کچھ دنیا اسے دے دی تو وفادار رہا اور نہ دی تو اس نے بیعت کی وفا نہ کی (یعنی غداری کی) (رواہ اصحاب الستہ واحمد)

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ کی ایک مرفوع روایت اس طرح ہے کہ تین ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات بھی نہیں کرے گا اور نہ ان پر نظر فرمائے ایک وہ شخص جس نے کسی سامان کے فروخت پر جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ میں نے یہ اتنے میں لیا ہے

حالانکہ جو قیمت اس نے دی تھی اس سے بتائی ہوئی قیمت زیادہ تھی۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تیسرا وہ آدمی جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا پانی (حاجتمند مسافر کو دینے سے) روک لیا۔ (قیامت کے دن) اللہ اس سے فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنا فضل روکتا ہوں جس طرح تو نے اپنے صرف سے بچی ہوئی وہ چیز روک رکھی تھی جو تو نے بنائی بھی نہ تھی (یعنی پانی)۔

طبرانی اور بیہقی نے تین آدمیوں کی تفصیل حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح نقل کی ہے ایک بوڑھا زانی دوسرا شیخی خور مفلس، تیسرا وہ شخص جس نے اپنا سرمایہ ہی اس بات کو بنا رکھا ہے کہ کچھ بیچے گا تو قسم کھا کر اور خریدے گا تو قسم کھا کر۔ طبرانی نے حضرت عصمہ بن مالک کی روایت سے بھی ایسی ہی مرفوع حدیث نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری، سورہ آل عمران، لاہور)

بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ

باب: آدمی جس موقعہ پر موجود نہیں تھا، اس کے بارے میں اس کے علم کی بنیاد پر، اس سے حلف لینا

3622 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُو هَذَا. وَهِيَ فِي يَدِهِ قَالَ: هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ، قَالَ: لَا وَلَكِنْ أُحَلِّفُهُ. وَاللهِ مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُوهُ فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ يَعْنِي لِلْيَمِينِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کندہ اور حضرموت سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں نے یمن میں موجود ایک زمین کے بارے میں مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، تو حضرمی نے عرض کی:

یارسول اللہ! یہ میری زمین ہے: جسے اس شخص کے باپ نے مجھ سے غصب کر لیا تھا، اور وہ اب اس کے قبضے میں ہے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! لیکن میں اس سے حلف لوں گا، اللہ کی قسم یہ شخص یہ بات نہیں جانتا کہ اس کے باپ نے میری زمین غصب کر لی تھی، تو وہ کندی شخص قسم اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

3623 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الْحَضْرَمِيُّ، يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ: قَالَ لَا قَالَ: فَلَكَ

3622- اسنادہ ضعیف، وھو مکرر الحدیث السالف برقم (3244).

3623- اسنادہ صحیح، وھو مکرر الحدیث السالف برقم (3245).

يَمِينُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ فَاجِرٌ لَيْسَ يُبَالِي مَا حَلَفَ، لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ

حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرموت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اور کندہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرمی نے عرض کی: یارسول اللہ! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے، جو میرے والد کی زمین تھی، کندی شخص نے کہا: وہ میری زمین ہے میں اس پر کھیتی باڑی کرتا ہوں، اس شخص کا اس زمین پر کوئی حق نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تمہارے مقابلے میں اس کی قسم کافی ہوگی، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ گناہگار شخص ہے، یہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ کیا قسم اٹھا رہا ہے اور یہ بچنے کی کوئی کوشش نہیں کرے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے صرف یہی ہوسکتا ہے۔

بَابُ كَيْفَ يَحْلِفُ الذِّمِّيُّ؟

باب: ذمی سے کیسے حلف لیا جائیگا؟

3624 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي لِلْيَهُودِ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى، مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى؟ - وَسَاقَ الْحَدِيثَ فِي قِصَّةِ الرَّجْمِ-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی تھی، تم لوگ زنا کرنے والے کے بارے میں توریت میں کیا حکم پاتے ہو" اس کے بعد راوی نے سنگسار سے متعلق پورا واقعہ نقل کیا ہے۔

3625 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَبِإِسْنَادِهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ، يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ

ابن شہاب زہری کے حوالے سے ایک اور روایت منقول ہے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

3624-صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن، شيخ الزهري -وان كان مبهماً- قد اثنى عليه الزهري فذكر انه ممن يتبع العلم ويعيه كما سياتي بعده، وذكر ابن المبارك عند الطبري في "تفسيره" 2332/

3625-صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن كسابقه، وسياتي تخريجه برقم (4450).

3626 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: يَعْنِي لِابْنِ صُورِيَا: أُذَكِّرُكُمْ بِاللهِ الَّذِي نَجَّاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمُ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْمَنَّ، وَالسَّلْوَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى أَتَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمُ الرَّجْمَ، قَالَ: ذَكَّرْتَنِي بِعَظِيمٍ، وَلَا يَسَعُنِي أَنْ أَكْذِبَكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

⊛⊛ عکرمہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس سے (یعنی یہودیوں کے عالم) ابن صوریا سے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی یاد دلاتا ہوں، جس نے تم لوگوں کی آل فرعون سے نجات عطا کی تھی اور تمہارے لیے دریا کو شق کردیا تھا، تم پر بادل کے ذریعے سایہ کردیا تھا، تم لوگوں پر من وسلویٰ نازل کیا تھا، جس نے تم لوگوں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی، کیا تم لوگ اپنی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم پاتے ہو؟ تو اس یہودی عالم نے کہا: آپ نے مجھے ایک عظیم ذات کی یاد دلائی ہے، اب میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں آپ کے ساتھ غلط بیانی کروں، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى حَقِّهِ

باب: آدمی کا اپنے حق کے لیے قسم اٹھانا

3627 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، وَمُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ سَيْفٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ: لَمَّا أَدْبَرَ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ، فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

⊛⊛ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان ایک فیصلہ دیا جس شخص کے خلاف فیصلہ دیا گیا تھا جب وہ واپس مڑا، تو اس نے یہ کہا: میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عاجز ہوجانے پر ملامت کرتا ہے، تم پر لازم ہے کہ تم سمجھداری اختیار کرتے ہوئے (بھرپور طریقے سے کوئی کام کرو) اور اگر معاملہ تم پر غالب آجائے، تو پھر یہ کہو کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

بَابٌ فِي الْحَبْسِ فِي الدَّيْنِ وَغَيْرِهِ

باب: قرض کا بیان، کیا اس کی وجہ سے قید کیا جائے گا؟

3626- رجاله ثقات، لكنه مرسل. قال الزيلعي في "نصب الراية" 4/130: جعله شيخنا علاء الدين مسنداً من رواية ابن عباس مقلداً لغيره في ذلك

3627- اسناده ضعيف بقية بن الوليد على ضعفه مدلس وقد عنعن. سيف - وهو الشامي - قال الذهبي: لا يعرف

3628 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ وَبْرِ بْنِ أَبِي دُلَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: يُحِلُّ عِرْضَهُ يُغَلَّظُ لَهُ، وَعُقُوبَتَهُ يُحْبَسُ لَهُ

⊛⊛ عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''(قرض کی ادائیگی کی صلاحیت رکھنے والے) خوشحال شخص کا ٹال مٹول کرنا، اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے''۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عزت کو حلال کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے گا اور اس کی سزا کو حلال کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے قید کیا جائے گا۔

قرض ادا کرنے کی استطاعت کے باوجود ادا نہ کرنا ظلم ہے

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب استطاعت کا ادائیگی قرض میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو صاحب استطاعت کے حوالہ کیا جائے تو اسے اس حوالہ کو قبول کر لینا چاہئے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 128)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت ادا کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود قیمت ادا نہ کرے یا کسی کا قرض دار ہو اور ادائیگی قرض پر قادر ہونے کے باوجود (قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے تو یہ ظلم ہے) بلکہ بعض علماء نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ فسق ہے اور اس کی وجہ سے ایسے شخص کی گواہی رد ہوتی ہے اگرچہ یہ نادہندگی ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ظاہر ہوئی ہو لیکن بعض دوسرے علماء کا قول یہ ہے کہ اس شخص کی گواہی قابل رد ہے جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود بار بار نادہندگی میں مبتلا ہوا اور ادائیگی میں تاخیر کرنا اس کی عادت بن چکی ہو۔

حدیث کے دوسرے جزء اور جب تم سے کسی کو صاحب استطاعت کے حوالہ کیا جائے الخ۔ کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور وہ قرض دار ادائیگی قرض پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے کسی مالدار شخص سے یہ کہے کہ تم میرا قرض ادا کر دینا تو قرض خواہ کو چاہئے کہ وہ قرضدار کی اس بات کو فوراً قبول کر لے تاکہ اس کا مال ضائع نہ ہو یہ حکم استحباب کے طور پر ہے لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حکم بطریق وجوب ہے جب کہ کچھ علماء اس حکم کو بطریق اباحت کہتے ہیں

قرض ادا نہ کرنے پر سخت وعید کا بیان

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا، صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنازہ کی نماز پڑھ لیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر قرض تو نہیں ہے صحابہ نے کہا

3628- اسنادہ حسن. محمد بن میمون - وھو ابن مسیکۃ - روی عنہ وبر الطائفی واثنی علیہ خیراً، وقال ابو حاتم: روی عنہ الطائفیون، وذکرہ ابن حبان فی "الثقات"، وصحح لہ ھذا الحدیث، وحسن ھذا الاسناد الحافظ فی "الفتح" 62.5/ واخرجہ ابن ماجہ (2427)، والنسائی (4689) و (4690) من طریق وبر بن ابی دلیلۃ. وھو فی "مسند احمد" (17946)، و "صحیح ابن حبان"، (5089).

کہ نہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر قرض تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ ہاں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں صحابہ نے عرض کیا کہ تین دینار اس نے چھوڑے ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس پر قرض تو نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں تین دینار اس پر قرض ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کچھ چھوڑ کر بھی مرا ہے یا نہیں عرض کیا گیا کہ کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو ابوقتادہ نے جب یہ سنا تو کہا کہ یا رسول اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی نماز جنازہ پڑھ لیجئے اس کا قرض میں ادا کر دوں گا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 130)

ہوسکتا ہے کہ تینوں جنازے ایک ہی دن اور ایک ہی مجلس میں لائے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ الگ الگ دن اور الگ الگ مجلس میں یہ جنازے لائے گئے ہوں۔ دوسرے شخص پر جو قرض تھا اس کی مقدار انہیں تین دینار کے برابر رہی ہوگی جو وہ چھوڑ کر مرا تھا اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوگیا کہ اس شخص پر جتنا قرض ہے اس کی ادائیگی کے بقدر اثاثہ چھوڑ کر مرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ تیسرا چونکہ اپنے قرض کی ادائیگی کے بقدر مال چھوڑ کر نہیں مرا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ قرض سے پرہیز کریں اور اگر بدرجہ مجبوری قرض لیں تو اس کی ادائیگی میں تاخیر وتقصیر سے باز رہیں یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ میں اس کے لئے دعا کروں اور دعا قبول نہ ہو کیونکہ اس پر لوگوں کا حق تھا جس سے بری الذمہ ہوئے بغیر وہ مر گیا تھا۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ میت کی طرف سے ضامن ہونا جائز ہے خواہ میت نے ادائیگی قرض کے لئے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو چنانچہ حضرت امام شافعی اور اکثر علماء کا یہی مسلک ہے بخلاف حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔

بعض حنفی علماء کہتے ہیں کہ حضرت امام مالک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث سے اس بات کا استدلال کیا ہے کہ اس میت کی طرف سے کفالت جائز ہے جس نے کچھ بھی مال نہ چھوڑا ہو اور اس پر قرض ہو یہ حضرات کہتے ہیں کہ اگر میت کی طرف سے کفالت جائز نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تیسرے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مفلس میت کی طرف سے کفالت صحیح نہیں ہے کیونکہ مفلس میت کی طرف سے کفالت دراصل دین ساقط کی کفالت ہے اور یہ بالکل صاف مسئلہ ہے کہ دین ساقط کی کفالت باطل ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت ابوقتادہ نے میت کی طرف سے اس کے قرض کی کفالت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کی کفالت کو تسلیم کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بارے میں امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ ابوقتادہ نے اس شخص کی زندگی ہی میں اس کی طرف سے کفالت کر لی ہوگی اس موقع پر تو انہوں نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا اقرار و اظہار کیا کہ میں اس کی کفالت پہلے ہی کر چکا ہوں اب میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس اقرار واظہار پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ابوقتادہ نے اس وقت میت کی طرف سے کفالت کی نہیں تھی بلکہ ازراہ احسان وتبرع یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔

3629 - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا هِرْمَاسُ بْنُ حَبِيبٍ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَرِيمٍ لِي، فَقَالَ لِي: الْزَمْهُ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا أَخَا بَنِي تَمِيمٍ مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ؟

ہرماس بن حبیب، ایک دیہاتی شخص سے روایت کرتے ہیں، اس نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک مقروض کو لے کر حاضر ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اس کے ساتھ رہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سے فرمایا: اے بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے فرد! تم اپنے ساتھی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟

3630 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت کی وجہ سے ایک شخص کو قید کر دیا تھا۔

3631 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ - حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ إِنَّ أَخَاهُ أَوْ عَمَّهُ، وَقَالَ مُؤَمَّلٌ -: إِنَّهُ قَامَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: جِيرَانِي بِمَا أُخِذُوا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلُّوا لَهُ عَنْ جِيرَانِهِ لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کے بھائی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ان کے چچا، اور ایک روایت کے مطابق، وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے، انہوں نے عرض کی: میرے ہمسایوں کو کس بنیاد پر پکڑا گیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ان سے اعراض کیا: پھر راوی نے کوئی چیز ذکر کی؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔

پڑوسی کے حقوق قرآن وسنت کی روشنی میں

اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور دیگر مذاہب کے برعکس

3629- اسنادہ ضعیف لجهالة الهرماس بن حبیب وابیه. واخرجه ابن ماجه (2428) من طریق النضر بن شمیل، بهذا الاسناد

3630- اسنادہ حسن. بهز بن حکیم وابوه صدوقان. واخرجه الترمذی (1476)، والنسائی (4875) و (4876) من طریق بهز بن حکیم به. وقال الترمذی: حدیث بهز عن ابیه عن جده حدیث حسن. وهو فی "مسند احمد" (20019).

3631- اسنادہ حسن کسابقه. اسماعیل: هو ابن ابراهیم بن مقسم، المعروف بابن علیه.

جس میں گھر بار، بیوی بچے اور رشتہ دار و اقرباء سب کچھ چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جانے اور رہبانیت کی زندگی گزارنے کی تاکید کی گئی ہے۔اس کی جگہ اسلام نے یہ بتایا کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بھی بہت ضروری ہیں اور بعض اعتبار سے انہیں حقوق اللہ سے بھی آگے رکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن اللہ پاک اپنا حق معاف کر دیں گے لیکن اس نفسی نفسی کے عالم میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ اس دن ہر ایک کو اپنی نجات کی فکر ہوگی۔قرآن نے روز حشر کا بڑا ہولناک نقشہ کھینچا ہے کہ اس دن ہر شخص اپنے بھائی، ماں باپ، بیوی بچے سب سے گریزاں ہوگا۔

حقوق العباد میں سے ایک اہم حق پڑوسی کا حق ہے جس کی جانب اسلام نے بڑی توجہ دلائی ہے۔رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جبرئیل نے مجھ کو پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ مجھے خدشہ ہو گیا کہ پڑوسیوں کو بھی وراثت میں حقدار قرار دے دیا جائے۔() یہ ارشاد رسول ہی اپنے آپ میں یہ بیان کر دے رہا ہے کہ پڑوسیوں کے حقوق کی کتنی شدت سے تاکید بیان کی گئی ہے۔ دوسری طرف اگر ہم اپنی زندگی کو دیکھیں اور تھوڑا غور کریں کہ کیا کبھی ہم نے اپنے پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔ کیا اسلام میں پڑوسی کے جو حقوق بیان کئے گئے ہیں اور بطور ایک پڑوسی قرآن وحدیث میں ہم پر جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے اسے ہم نے پورا کیا ہے۔اگر انصاف سے جواب کی تلاش کی جائے تو جواب یہی ہوگا نہیں؟ اور یہی وجہ ہے کہ آج ہماری زندگی سے چین وسکون اٹھ گیا ہے۔ ہر شخص کو اپنی فکر ہے۔ پڑوسی پڑوسی کے حالات سے بے خبر ہے اور کوئی ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کیلئے تیار نہیں۔اگر اسلامی تعلیمات کو اپنایا جائے اور بالخصوص پڑوسی کے جو حقوق قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں ان کی جانب توجہ دی جائے تو شاید ہمارے معاشرے اور سماج سے جو چین وسکون اٹھ گیا ہے وہ دوبارہ واپس آجائے اور ہماری معاشرت بہت خوبصورت ہو جائے۔

قرآن کریم نے ایک مقام پر پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے اور یہ حسن سلوک کس طرح ہو، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات گرامی سے واضح کیا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی ہی یہی تھا کہ لتبین للناس ما نزل الیھم کہ قرآن کی آیتوں کو واضح کریں، کھول کر بیان کر دیں۔اس کے مفہوم ومعانی سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

اللہ تبارک وتعالی نے سورہ نساء میں فرمایا:واعبدوا اللہ ولاتشرکوابہ شیئا وبالوالدین احسنا وبذی القربی والیتمی والمسکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل، وما ملکت ایمنکم ،ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا (سورہ نساء،36) اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو بے شک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نے والدین کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، یتیموں، مساکین کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کے ساتھ نیکی کرنے یعنی حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔الجار ذی القربی اور الجار الجنب کے ایک معنی حضرت ابن عباس سے یہ مروی ہیں کہ وہ پڑوسی جس سے تمہاری رشتہ داری ہو اور وہ پڑوسی جس سے تمہاری رشتہ داری نہ ہو دونوں کے ساتھ اللہ نے نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ایک

حدیث آگے ذکر ہوگی۔جس میں اسی اعتبار سے پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(تفصیل کیلئے تفسیر طبری کی جانب رجوع کریں)

پڑوسی کا اکرام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ابوشریح العدوی الکعبی الخزاعی نے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارہ (بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر، مسلم کتاب الایمان، حدیث 77,76، ابن ماجہ کتاب الادب، موطا امام مالک کتاب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یہ روایت متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے۔حافظ ذہبی نے اس روایت کو متواتر المعنی قرار دیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہیں لیکن مجموعی طور پر پڑوسی کے اکرام کے بارے میں جو روایتیں متفرق طور پر ہیں وہ اس قدر ہیں کہ وہ درجہ تواتر کو پہنچتی ہیں۔یہ حدیث حضرت ابوایوب انصاری، حضرت خالد الجہنی سے بھی منقول ہے۔

پڑوسی کے ساتھ بہتر سلوک کرنا حضرت ابوشریح خزاعی کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ پڑوسی کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔(الادب المفرد، باب الوصاۃ بالجار، مسلم کتاب الایمان، باب ذلک کلہ من الایمان، سنن الدارمی، کتاب الاطعمہ، باب 11) یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے بھی مروی ہے۔(مسلم، کتاب الایمان باب ذلک کلہ من الایمان)

مومن وہ ہے جو پڑوسی کو تکلیف نہ دے

حضرت ابوہریرہ رسول اللہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

(بخاری کتاب الادب باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذ جارہ، مسلم المصدر السابق، ابوداؤد، کتاب الادب باب فی حق الجوار)

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ کے علاوہ حضرت ابوسعید الخدری، حضرت عائشہ [illegible] بن مسعود سے بھی منقول ہے۔

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا ملعون (خدا کی رحمت سے دور) ہے

شریک ابوعمر سے اور وہ ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کے پاس اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سامان لے کر راستے پر آجاؤ۔راوی کہتے ہیں لوگ راستے سے گزرتے اور اس پر (پورا واقعہ سن کر پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والے) لعنت کرتے۔(شدہ شدہ یہ خبر اس تک پہنچی) وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول میں نے ایسا کیا کیا کہ لوگ مجھ پر لعنت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔لوگوں کے لعنت کرنے سے پہلے اللہ نے تجھ پر لعنت کی ہے اس شخص نے پڑوسی کو تکلیف نہ دینے کا وعدہ کیا۔جب وہ شخص آیا جو اپنے پڑوسی کے ظلم کا شکار تھا تو آپ نے فرمایا اپنا سامان (راستے سے) اٹھالو اب تم مامون و محفوظ ہو۔

(الادب المفرد، باب شکایۃ الجار ص43/44، کنز العمال رقم 25510، مستدرک حاکم 4/166)

یہ روایت حضرت حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ تکلیف دینے والے پڑوسی نے خود آکر

اپنے پڑوسی سے سامان اٹھا کر گھر واپس چلنے کی گزارش کی اور آئندہ کبھی نہ ستانے کا بھی وعدہ کیا۔ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ارجع الی منزلک، فو اللہ لااوذیک ابدا گھر واپس چلئے آئندہ میں کبھی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

(بخاری ادب المفرد باب شکایۃ الجار، مجمع الزوائد 8 170.)

جب کہ شہر بن حوشب سے مروی روایت میں اسی واقعہ میں یہ منقول ہے کہ شکایت کرنے والے پڑوسی نے جب اولاً اپنے پڑوسی کے ظلم وستم کی شکایت کی تو فرمایا صبر کرو دوبارہ آیا تو فرمایا صبر کرو، جب تیسری مرتبہ اس نے شکایت کی تو آپ نے گھر کا سامان راستے پر ڈال دینے کا مشورہ دیا۔ (کنز العمال 25607 علی متقی الھندی نے اس روایت کو ابو نعیم کی المعرفۃ کی جانب منسوب کیا ہے)

برا پڑوس قیامت کی نشانیوں میں سے ہے

حضرت ابوہریرہ مرفوعاً (یعنی ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے) روایت کرتے ہیں کہ قیامت کی علامتوں مین سے برا پڑوس اور قطع رحمی (رشتہ داروں کے حقوق کا ادا نہ کرنا) بھی ہے۔ جب کہ ایک دوسری روایت جو حضرت ابوہریرہ سے ہی منقول ہے اس میں قرب قیامت کی علامتوں مین سے ایک ترک جہاد بھی ہے۔

(الادب المفرد ص 41، اس میں من اشراط الساعۃ کی جگہ لاتقوم الساعۃ ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک یہ باتیں ظہور پذیر نہ ہو جائیں)

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا جنت میں نہیں جائے گا حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ وہ مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (حدیث کے الفاظ ہیں غوائلہ، جب کہ ایک دوسری روایت میں بوائقہ کا لفظ ہے دونوں کا معنی قریب قریب ایک ہی ہے۔ شر، برائی تکلیف۔ (مستدرک حاکم، 4/165، کنز العمال 24905)

یہ روایت حضرت انس سے بھی منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، بوائق کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا اس کا غصب اور اس کا ظلم۔ (مسند احمد بن حنبل۔ 4/336، مجمع الزوائد 8/169)

یہ روایت حضرت ابوشریح الخزاعی سے بھی منقول ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتا، صحابہ نے عرض کیا یارسول اس سے مراد کون ہے۔ آپ نے فرمایا وہ پڑوسی جس کے بوائق سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو، صحابہ نے عرض کیا بوائق کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا اس کی برائی۔ (بخاری کتاب الادب باب اثم من لایامن جارہ بوائقہ، امام بخاری نے بوائق کی تفسیر ہلاکت سے کی ہے۔ یوبقھن یھلکھن موبقا مھلکا)

حضرت انس مرفوعاً نقل کرتے ہین مومن وہ ہے جس سے اس کا پڑوسی مامون ہو اور اس کے شر کا اس کو خوف نہ ہو۔

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتوں میں سے ایک پتہ پر لکھوایا (اصل لفظ کتب ہے) شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔ (مستدرک حاکم 4/165، حاکم نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ وہ صحیحین کی شرط پر ہے)

پڑوسی کے اہل خانہ پر بری نظر رکھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا جب کہ تجھ کو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے۔میں نے پوچھا پھر کون سا گناہ،فرمایا:اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھلانا پڑے گا۔میں نے پوچھا،پھر کون سا گناہ،فرمایا۔اپنی پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ،اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو نہیں پکارتے ،اور نہ کسی نفس کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہو مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں۔(بخاری کتاب التفسیر ،کتاب الادب ،باب قتل الولد خشیۃ ان یاکل معہ،کتاب الحدود باب 20،مسلم کتاب الایمان 141،ابوداؤد کتاب الطلاق باب 50،سنن الترمذی،کتاب التفسیر تفسیر سورۃ 25،نسائی کتاب التحریم باب 4،مسند احمد بن حنبل،1/ 380،1/ 431)

(نوٹ :اس روایت کے ایک دوسرے سند میں اس کی وضاحت ہے کہ سوال شروع سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے ہی پوچھا تھا۔الفاظ ہیں:عن عمرو بن شرحبیل عن عبداللہ قال:سالتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .یعنی سوال کرنے والے شروع سے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود تھے جب کہ جو حدیث پیش کی گئی اس کی سند میں ہے۔عن عمرو بن شرحبیل عن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل .یعنی اولا سوال کسی اور نے کیا تھا بعد میں سوال انہوں نے کئے تھے۔)

حضرت مقداد بن الاسود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا۔چوری کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ہم نے عرض کیا۔حرام ہے اس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس گھروں سے چوری کرنے کرنے سے زیادہ برا یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کے گھر میں چوری کرے۔(پھر فرمایا)تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ہم نے عرض کیا اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور وہ حرام ہے۔فرمایا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ برا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی پڑوس کی عورت سے زنا کرے۔(مسند احمد بن حنبل 6/ 8،مجمع الزوائد،8/ 16)

نوٹ :اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ذہبی لکھتے ہیں محمد بن سعید(جو اس روایت کا ایک راوی ہے)وہ متہم ہے۔اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ہیثمی لکھتے ہیں۔اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

حضرت سلمی اپنے والد حضرت ابوبریدہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جس نے کسی مسلمان سے اس کی بیوی اور پڑوسی کے بارے میں دھوکہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(کنز العمال 7830)

پڑوسی کو کھانے میں سے کچھ بھیج دینا

حضرت ابوذر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جب تم شوربہ بناؤ تو اس میں پانی زیادہ کردو،پھر اپنے پڑوسیوں کے اہل خانہ کو دیکھو اور ان کو اس میں سے کچھ پہنچادو۔(مسلم ،کتاب البر والصلۃ ،143،ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب 58،سنن الدارمی کتاب الاطعمہ باب 37،سنن الترمذی کتاب الاطعمہ 30،مسند احمد بن حنبل 5/ 161)

حضرت جابر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی گوشت پکائے تو تو اس میں شوربہ زیادہ کردے اور کچھ پڑوسیوں کے یہاں بھی بھجوادے۔ (الادب المفرد، باب ماءکثر ماء المرق فیقسم فی الجیران ص 40)

(نوٹ: حافظ ذہبی اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں یہ حدیث اس سند سے منکر ہے لیکن متن صحیح ہے)

علقمہ بن عبداللہ المزنی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے تو اس میں شوربہ زیادہ کردے۔ اگر کسی کو گوشت نہ مل سکے تو (کم سے کم) شوربہ مل جائے گا اور وہ بھی گوشت کا ہی ایک حصہ ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الاطعمہ باب ما جاء فی اکثار ماء المرقہ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ کنز العمال 40733)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعا روایت کرتی ہیں کہ جب تم میں سے کوئی گوشت پکائے تو اس میں شوربہ زیادہ کرے اور کچھ پڑوسی کو بھی دے۔ (مجمع الزوائد 8/165) حافظ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں عبیداللہ بن سعید قائد الاعمش ہے جس کی توثیق ابن حبان نے کی ہے جب کہ دوسرے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کیلئے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کیلئے سب سے بہتر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل 2/168، سنن الترمذی کتاب البر والصلہ 28، سنن الدارمی کتاب السیر باب 3، مستدرک حاکم 4/168، الادب المفرد، باب خیر الجیران ص 41/42)

پڑوسیوں میں زیادہ حق دار کون ہے

طلحہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میرے دو پڑوسی ہیں تو میں (ہدیہ تحفہ وغیرہ) میں کس سے شروعات کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔

(بخاری باب حق الجوار فی قرب الابواب، الادب المفرد باب یبدی الی اقربہم بابا، مستدرک حاکم 4/167)

حضرت عائشہ رضی اللہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے دو پڑوسی ہیں تو میں کس سے شروع کروں (یعنی کوئی ہدیہ تحفہ یا کوئی اور چیز لینے دینے کے معاملہ میں کس پڑوسی کو مقدم رکھا جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے شروعات کرو جو ہدیہ میں تم سے زیادہ قریب ہو۔

حضرت ابوہریرہ سے مرفوعا منقول ہے اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر برتاؤ کرو مومن بن جاؤ گے۔ (مسند احمد 2/310، سنن الترمذی کتاب الزہد باب 2، مجمع الزوائد 8/19، ہیثمی نے اس روایت کے متعلق کہا کہ اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں۔)

پڑوسی کا حق شفعہ

نوٹ: یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ شفعہ فقہاء کی اصطلاح میں اس حق کو کہتے ہیں جو پڑوسی کو بطور پڑوسی کے حاصل ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنا مکان زمین جائیداد بیچنا چاہتا ہے تو اس کو خریدنے کا پہلا حق پڑوسی کا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے عذر کردیتا ہے تو پھر دوسرے کو بیچا جاسکتا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ حق شفعہ صرف استحباب کی حد تک ہے لازمی نہیں جب کہ دوسرے کہتے ہیں کہ حق شفعہ لازمی ہے اور پڑوسی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

حضرت جابر سے مرفوعا منقول ہے پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔

(بخاری کتاب الشفعہ، باب 2، ابوداؤد کتاب البیوع باب 73، سنن النسائی کتاب البیوع، باب 19، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب 2 مسند احمد بن حنبل 6/10)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی جائیداد بیچنے کا ارادہ کرے تو اس کو تب تک نہ بیچے جب تک کہ اپنے پڑوسی سے اس کی اجازت نہ لے لے۔ (ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب من باع رباعا فلیوذن شریکہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفع کا زیادہ حقدار ہے۔ وہ اس کا انتظار کرے اگر وہ غائب ہو جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔ اس کو سنن اربعہ کے مؤلفین نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد کتاب البیوع باب 73، ترمذی کتاب الاحکام باب 32، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب 2,1، مسند احمد 3/303)

حضرت ابن عباس رضی سے مرفوعا روایت ہے کہ جس کے پاس کوئی زمین ہو اور وہ اس کو بیچنا چاہے تو اس (بیع کو پہلے پہل) پڑوسی کے سامنے رکھے۔ اس روایت کو قزوینی نے بیان کیا ہے۔ (کنز العمال 18692)

حضرت سمرہ بن جندب سے مرفوعا منقول ہے: گھر کا پڑوسی گھر کا زیادہ حقدار ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الاحکام باب 31/33، امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے، ابوداؤد کتاب البیوع باب 73)

پڑوسی کے حق میں سے ایک اس کو اپنے دیوار پر لکڑی گاڑنے کا حق بھی دینا ہے اس بارے میں حضرت ابوہریرہ کی روایت صحیح ہے اور یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی سے اس کا پڑوسی اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔ متفق علیہ

(بخاری کتاب المظالم باب 20، مسلم کتاب المساقاۃ حدیث 136، ترمذی کتاب الاحکام باب 18، ابن ماجہ کتاب الاحکام باب 15، موطا امام مالک کتاب الاقضیہ 33)

کیا تم جانتے ہو پڑوسی کا حق کیا ہے

نہر بن حکیم اپنے والد سے کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو، اور اگر مر جائے تو جنازے کے ساتھ چلو، اگر تم سے قرض مانگے تو اسے قرض دو، اگر اسے کوئی خوشی اور بھلائی حاصل ہو تو اس کو مبارکباد دو، اور اگر اسے کوئی رنج اور تکلیف پہنچے تو اس کی تعزیت کرو اور اپنے عمارت اس سے اونچی نہ بناؤ تا کہ اس کے ہوا میں رکاوٹ نہ پہنچے۔ اور اپنے ہانڈی کی بو سے اس کو تکلیف مت پہنچاؤ ہاں مگر یہ کہ کچھ اس کو بھی پہنچادو۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حافظ ذہبی کہتے ہیں بیکار سند ہے۔ (الاحیاء فی علوم الدین 2/213، حافظ عراقی جنہوں نے احیاء کے احادیث کی تخریج کی ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے۔)

عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا حق کیا ہے؟ اگر وہ تم سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرو، اگر تم سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو اور اگر وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کرو اور اپنی عمارت کو زیادہ اونچی نہ بناؤ کہ اس کو ہوا کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو مگر پڑوسی کی اجازت سے۔ اور اگر تم میوہ خرید تو کچھ اس کو بھی ہدیہ کرو، اگر ایسا نہ کر سکو تو پوشیدہ طور پر گھر لے جاؤ اور تمہارا بیٹا میوہ لے کر باہر نہ جائے کہ کہیں اس کے بیٹے کو رنج

ہو۔اور اپنے ہانڈی کی بو سے اس کو تکلیف نہ دو مگر یہ کہ کچھ اس کو بھی پہنچا دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر پڑوسی کے ساتھ خیرخواہی کے بارے میں بیان کرتے رہے یہاں کہ میں نے گمان کرلیا کہ آپ صلی اللہ پڑوسی کو وراثت میں حقدار قرار دے دیں گے۔

وہ مومن نہیں جو خود تو شکم سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔اس حدیث کے ایک راوی حکیم بن جبیر کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور ان پر جرح کی ہے لیکن اس حدیث دیگر شواہد ہیں۔(الفردوس للدیلمی 5/20،مستدرک حاکم 4/167،سنن کبریٰ للبیہقی 3/10،طبرانی فی الکبیر 12/104،الترغیب والترھیب 3/358، امام منذری اس حدیث کو بیان فرما کر کہتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی اور ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں)

حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں ہے جو خود تو شکم سیر ہو اور اس کے بازو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔(الادب المفرد باب لایشبع دون جارہ ص 40،مسند احمد 1/55،مجمع الزوائد 8/167،حافظ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور بزار کی سند حسن درجے کی ہے)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خود شکم سیر رہے اور اس کے بازو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور وہ اس کے حال سے واقف بھی ہو تو اس نے مجھ پر ایمان نہیں لایا۔اس روایت کے ایک راوی اثرم کو ابوزرعہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔(مجمع الزوائد 8/167،اس حدیث کو حافظ ہیثمی نے نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سن حسن ہے۔اس حدیث کے ایک راوی اثرم کے بارے میں مزید معلومات کیلئے الکامل لابن عدی کی جانب رجوع کیا جائے۔الکامل لابن عدی 6/291)

رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ایک شخص سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے: آدمی پڑوسی کو بھوکا چھوڑ کر خود شکم سیر نہ ہو۔اس کی سند ضعیف ہے۔(کنز العمال حدیث 14331)

پڑوسی کو تکلیف دینے والی عورت جہنم میں جائے گی

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا فلانی عورت رات بھر نماز پڑھتی اور دن کو روزہ رکھتی ہے لیکن اپنے پڑوسی کو اپنی زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے (ایسی عورت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔صحابہ نے کہا اور فلاں عورت صرف فرض نمازیں پڑھتی ہے اور تھوڑا پنیر صدقہ کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے (ایسی عورت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنتی ہے۔(مسند احمد 2/440،مستدرک حاکم 4/166،مجمع الزوائد 8/169،حافظ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں)

اچھا پڑوسی

حضرت عبدالحارث فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی خوش نصیبی میں سے اچھا پڑوسی بھی ہے۔(مسند احمد 3/407،الادب المفرد باب الجار الصالح ص 41 تھوڑی سی زیادتی اور اختلاف کے ساتھ،اسکے الفاظ ہیں کہ ایک مسلمان کی نیک بختی میں سے کشادہ گھر،نیک

پر داری اور مروسواری شامل ہیں۔ مستدرک حاکم 4 / 167، امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)۔

حضرت انس سے مرفوعاً منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پڑوسی گھر سے پہلے ہے۔ (مسند الفردوس للدیلمی 2624، والطبرانی کمانی مجمع الزوائد 8 / 164، حافظ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی ابان بن المحبر ہے) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کہیں بھی گھر خریدنے بنانے سے قبل پڑوس کو دیکھنا چاہئے اگر پڑوسی صالح اور نیک ہوں تو پھر وہاں قیام کا فیصلہ کرے ورنہ اس مقام کو چھوڑ دے۔

حضرت انس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی اور اپنے بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جس کو وہ خود کیلئے پسند کرتا ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من خصال الایمان، کنز العمال 24886)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننے کا طریقہ

عبدالرحمن بن ابی قراد نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بنے تو وہ اپنے پڑوس والوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی 2 / 201، رقم 1533)

اس سند میں ایک راوی حارث بن فضل ہے امام احمد نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے جب کہ ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی کے طرز عمل اور ان کے اس حدیث کو جید قرار دینے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس راوی کے بارے میں ان کی بھی رائے ابن معین اور امام نسائی کے ساتھ ہے۔ (الاوسط للطبرانی 6 / 320، رقم 6517)

پڑوسی کو حقیر سمجھنے سے بچو

حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی اپنے پڑوسی کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ وہ بکری کے کھر ہی کیوں نہ بھیجے۔ (مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں اور ان کے ہدایا اور تحائف کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ بظاہر وہ معمولی اور بے حیثیت ہی کیوں نہ ہو۔

نوٹ: حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک راوی لیث کی متابعت ابو معشر السندی نے بھی کی ہے جب کہ لیث ایسے ثقہ راوی ہیں کہ ان کو متابعت کی ضرورت نہیں۔ (بخاری کتاب الھبۃ وفضلھا باب 1، مسلم کتاب البر باب الوصیۃ بالجار، حدیث 143، سنن الدارمی کتاب الزکاۃ 33، موطا امام مالک کتاب الصدقۃ 4، مسند احمد 2 / 264)

عمرو بن معاذ الاشہلی اپنی دادی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے مومنہ عورتو! تم میں سے کوئی اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ بکری کے جلے ہوئے پائے ہی کیوں نہ ہو۔

مراد اس حدیث کی بھی وہی ہے کہ اپنے پڑوسی کے ہدایا اور تحائف بظاہر کتنے ہی معمولی کیوں نہ نظر آئیں لیکن اس کی وجہ سے اپنے پڑوسی کو حقیر نہ سمجھے۔ (مسند احمد 4 / 64، 5 / 377)

حضرت جابر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین طرح کے ہیں۔ ایسا پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے ایسا پڑوسی جس کے دو حق ہیں اور ایسا پڑوسی جس کا تین حق ہے اور تینوں طرح کے پڑوسیوں میں بہتر اور افضل وہی ہے۔ بہرحال وہ پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے تو وہ مشرک پڑوسی ہے جس کوئی رشتہ داری نہ ہو۔ صرف پڑوس کا حق ہو۔ اور وہ پڑوسی جس کا دو حق ہے تو وہ مسلم پڑوسی ہے جس سے کوئی قرابت داری نہ ہو۔ اس کیلئے اسلام اور پڑوس کا حق ہے۔ اور وہ پڑوسی جس کے تین حق ہیں تو وہ مسلم قرابت دار پڑوسی ہے اس کا ایک تو اسلام کا حق ہے دوسرے پڑوس کا حق ہے اور تیسرے قرابت داری کا حق ہے۔ اور پڑوسی کا ایک دوسرے پڑوسی پر کمتر حق یہ ہے کہ وہ اس کو اپنے ہانڈی کی خوشبو سے تکلیف نہ پہونچائے۔ (مراد یہ ہے کہ کچھ اچھا پکایا گوشت وغیرہ یا کوئی اور چیز تو اس کی خوشبو کو باہر نہ پھیلنے دے تا کہ پڑوسی جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا اسے تکلیف نہ ہو۔) ہاں یہ کہ اس میں سے کچھ تھوڑا اس کو بھی پہنچا دے۔

(مجمع الزوائد 8/ 164، حافظ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو بزار نے بھی اپنے شیخ عبداللہ بن محمد الحارثی سے نقل کیا ہے اور وہ روایتیں گھڑنے والے ہیں۔

نوٹ: صاحب مجمع الزوائد نے اس حدیث کو ایک طریقہ سے نقل کر کے اس کے راوی کو وضاع قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث اس کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی منقول ہے جس پر ضعیف کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث جتنے طرق سے منقول ہے اس سے کم از کم یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچ جاتی ہے۔

بَابٌ فِي الْوَكَالَةِ

باب: وکالت کا بیان

وکالت کے معنی ہیں اپنے حقوق و مال کے تصرف یعنی لینے دینے میں کسی دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا وکالت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ موکل یعنی کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنانیوالا) تصرف یعنی لین دین کا مالک ہو اور جس شخص کو وکیل بنایا جا رہا ہو وہ اس معاملہ کو جانتا ہو جس میں وہ وکیل بنایا گیا ہے۔ اور جو معاملہ آدمی کو خود کرنا جائز ہے اس میں دوسرے کو وکیل کرنا بھی جائز اور جو معاملہ آدمی کو خود کرنا جائز نہیں ہے اس میں وکیل کرنا بھی جائز نہیں ہے مثلاً کوئی شخص شراب یا سور وغیرہ حرام چیزوں کی خرید و فروخت کے لئے کسی کو وکیل کر دے تو یہ درست نہیں ہوگا تمام حقوق کو ادا کرنے اور ان کے حاصل کرنے میں وکیل کرنا جائز ہے اسی طرح حقوق پر قبضہ کرنے کے لئے بھی وکیل کرنا جائز ہے مگر حدود اور قصاص میں جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی انجام دہی پر باوجود موکل کے اس جگہ موجود نہ ہونے کے لئے وکالت درست نہیں ہوتی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ حقوق کی جواب دہی کے لئے وکیل کرنا فریق ثانی کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہے ہاں اگر موکل بیمار ہو یا تین منزل کی مسافت یا اس سے زائد کی دوری پر ہو تو جائز ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد کہتے ہیں کہ فریق ثانی کی رضامندی کے بغیر بھی حقوق کی جواب دہی کے لئے وکیل کرنا جائز ہے۔

3632 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي

نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قَالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ: إِذَا أَتَيْتَ وَكِيلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فَإِنِ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً، فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوَتِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کیا، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میں خیبر جانا چاہ رہا ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو، تو اس سے پندرہ وسق وصول کر لینا، اگر وہ تم سے کوئی نشانی مانگے، تو تم اپنا ہاتھ اس کی گردن پہ رکھ دینا۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو خیبر میں اپنا وکیل مقرر کر رکھا تھا اسے یہ ہدایت دے رکھی ہوگی کہ اگر کوئی شخص میری طرف سے کچھ مانگنے آئے اور تم اس سے میرا فرستادہ ہونے کی کوئی نشانی وعلامت طلب کرو اور وہ اپنا ہاتھ تمہارے حلق پر رکھ دے تو سمجھ لینا کہ اس شخص کو میں نے بھیجا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو یہی نشانی سکھا کر بھیجا تا کہ وکیل اس نشانی کے ذریعہ ان کو پندرہ وسق کھجوریں دیدے۔

وکالت سے متعلق بعض احکام کا بیان

وکالت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وکیل اور مؤکل مجنوں نابالغ غلام اور مجور نہ ہو۔ 2۔ کسی اسی چیز میں وکیل بنانا جائز نہیں جو کسی کی مملوک نہ ہو جیسے جنگ کی گھاس یا لکڑیا جمع کرنا دریا سے پانی لانا، غوطہ لگا کر موتی نکالنا یا صدقہ لینے کے لئے وکیل بنانا۔ 3۔ جائز ہے کہ وکیل چاہے تو مفت خدمات انجام دے چاہے اپنی اجرت وصول کر لے اور چاہے نفع میں شریک ہو۔ 4۔ ہر ایسے تصرف میں جس کی نسبت اپنی اور مؤکل دونوں کی طرف کر سکتا ہے وکیل مثل اصل کے مدعی اور مدعا علیہ بن سکتا ہے جیسے خرید وفروخت اور ہر ایسے امر میں جس کی نسبت اپنی طرف نہیں کر سکتا وکیل کو حقوق عقد سے کوئی واسطہ نہیں جیسے نکاح، طلاق۔

5 وکیل کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنی ذات کے لئے مالکانہ تصرف کرے کیونکہ وہ صرف امین ہے۔ 6۔ مؤکل اپنے وکیل کو تصرف سے پہلے معزول کر سکتا ہے تصرف کے بعد اسے وکیل کے انجام دیئے ہوئے کام کو قبول وتسلیم کر لینے کے علاوہ اور کوئی حق حاصل نہیں۔

7۔ وکیل کو حق ہے کہ وہ مؤکل کے لئے جو مال لایا ہے اس کے دام وصول کئے بغیر اس کے حوالے نہ کرے مگر دے کر واپس نہیں کر سکتا۔

8۔ جب کہ وکیل دام وصول کرنے کے لئے مال نہ روکے امین ہے اور روکنے کے بعد ضامن ہو جائے گا۔

3632- واخرجہ ابو بکر بن ابی عاصم فی "البیوع" کما فی تغلیق التعلیق "4773/3، والحسین بن اسماعیل المحاملی فی "المحاملیات" کما فی "ھدی الساری" ص 48، والدار قطنی (4304) والبیھقی 806/، وابن حجر فی "تغلیق التعلیق" 4763/3-477 من طریق عبید اللہ بن سعد، بھذا الاسناد.

9۔وکیل کو جائز نہیں کہ جس چیز کے لئے وکیل بنایا گیا ہے اس کا معاملہ اپنی ذات کے لئے کرے۔

1 زید نے اپنے نوکر سے کسی دکان سے کوئی چیز منگوائی اور نوکر وہ چیز دکاندار سے ادھار لے آیا تو وہ دکاندار زید سے قیمت کا تقاضہ نہیں کر سکتا بلکہ اسی نوکر سے تقاضہ کرے اور وہ نوکر زید سے تقاضا کرے۔ بشرطیکہ زید نے قیمت اسے نہ دی ہو اسی طرح اگر زید نے اپنی کوئی چیز اپنے نوکر سے بکوائی تو زید کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ خریدار سے تقاضہ کرے یا اس سے قیمت وصول کرے بلکہ خریدار نے جس شخص سے وہ چیز حاصل کی ہے اسی کو قیمت ادا کرے گا ہاں اگر خریدار زید کو از خود قیمت دیدے تو یہ جائز ہے مطلب یہ کہ اگر خریدار زید کو قیمت نہ دے تو زید زبردستی نہیں کر سکتا۔

2 زید نے اپنے نوکر سے ایک من گیہوں منگوایا تھا مگر وہ ڈیڑھ من اٹھالایا تو زید کو پورا ڈیڑھ من لینا واجب نہیں ہے بلکہ اگر وہ نہ لے تو آدھ من نوکر کو لینا پڑے گا۔

3 زید نے کسی سے کہا کہ فلاں بکری جو فلاں کے پاس ہے تم جا کر اس کو پندرہ روپے میں لے آؤ تو اب وہ شخص وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز خاص کر کے وکیل کو بتادی جائے اس وقت وکیل کو خود اپنے لئے اس کو خریدنا جائز نہیں ہے البتہ مؤکل نے جو دام بتائے ہیں اس سے زیادہ میں اگر وکیل اپنے لئے خریدے تو جائز ہے اور اگر مؤکل نے کچھ دام نہ بتائے ہوں صرف خریدنے کے لئے کہا ہو تو پھر کسی صورت میں بھی وہ چیز وکیل اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔

4 زید کے وکیل نے زید کے لئے ایک بکری خریدی پھر ابھی وکیل زید کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مرگئی یا چوری ہوگئی تو اس بکری کے دام زید ہی کو دینا پڑیں گے۔ اگر زید وکیل سے یہ کہے کہ تم نے وہ بکری میرے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے خریدی تھی تو زید کی اس بات کا اعتبار نہیں ہوگا بشرطیکہ زید نے اس بکری کے دام وکیل کو پہلے ہی دیدیئے ہوں ہاں اگر اس نے دام پہلے نہیں دیئے تھے تو اس صورت میں اگر زید قسم کھا کر وکیل سے یہ کہے کہ تم نے وہ بکری اپنے لئے خریدی تھی تب اس کی بات کا اعتبار ہوگا اور اس بکری کا نقصان وکیل کو برداشت کرنا ہوگا اور اگر زید قسم نہ کھا سکے تو پھر وکیل ہی کی بات کا اعتبار کرنا ہوگا۔

5 زید کا نوکر اگر کوئی چیز گراں خرید لائے تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تو وہ چیز زید کو لینی پڑے گی اور اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی اور اگر بہت زیادہ گراں خرید لاتا ہے کہ وہ چیز اتنی قیمت میں کوئی نہیں خرید سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں ہے اگر زید وہ چیز نہ لے تو خود نوکر اس چیز کا ذمہ دار ہوگا۔

6 زید نے اپنی کوئی چیز بکر کو دی کہ وہ اسے فروخت کر دے تو بکر کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو خود لے لیوے اور اس کے دام زید کو دیدے۔ اسی طرح اگر زید نے بکر سے کہا کہ فلاں کی چیز مجھے خرید لاؤ تو بکر کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اپنی چیز زید کو لا کر دیدے اور اس سے اس کی قیمت وصول کر لے اگر بکر اپنی چیز دینا یا خود لینا چاہے تو زید سے صاف صاف کہدے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہدے کہ یہ میری چیز لے لو اور اتنی قیمت مجھے دیدو بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

7 زید نے اپنے نوکر سے بکری کا گوشت منگوایا اور وہ بھینس کا لے آیا تو زید کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو لے چاہے نہ لے اسی طرح زید نے نوکر سے آلو منگوائے اور وہ بھنڈی لے آیا تو اس کا لینا ضروری نہیں ہے اگر زید لینے سے انکار کر دے تو نوکر کو خود لینا

پڑے گا۔

8 زید نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ بازار جا کر فلاں چیز لے آؤ تو اس چیز کی خریداری کے وقت ان دونوں آدمیوں کو موجود رہنا ضروری ہے صرف ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں ہے۔ اگر ایک ہی آدمی خریداری کرے تو بیع موقوف رہے گی۔ اگر زید صرف ایک آدمی کی خریداری کو منظور کر لے گا تو صحیح ہو جائے گا۔

9 زید نے کسی شخص سے کہا کہ بازار سے فلاں چیز خرید لاؤ مگر اس شخص نے وہ چیز خود نہیں خریدی بلکہ کسی دوسرے سے خریدنے کے لئے کہہ دیا تو اب اس چیز کو لینا زید پر واجب نہیں رہے گا چاہے وہ لے لے چاہے لینے سے انکار کر دے دونوں اختیار ہیں البتہ اگر وہ شخص خود خریدے تو پھر زید کو لینا پڑے گا۔

بَابٌ مِنَ الْقَضَاءِ

باب: قضاء کا بیان

3633 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا تَدَارَأْتُمْ فِي طَرِيقٍ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب تمہارا کسی راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے، تو تم اسے (راستے کو) سات ذراع مقرر کرو''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی افتادہ زمین پر راستہ بنا ہوا اور وہاں کچھ لوگ عمارت بنانا چاہیں تو بہتر ہی ہے کہ آپس کے اتفاق واتحاد سے مناسب راستہ کے لائق زمین کا کچھ حصہ چھوڑ کر اس کے اردگرد عمارت بنالی جائے لیکن اگر راستہ کے لئے زمین کی کسی مقدار پر اتفاق نہ ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس صورت میں واضح ہدایت یہ ہے کہ راستہ کے لئے چوڑائی میں سات ہاتھ زمین متعین کر دی جائے اور اس سات کے اندر کوئی کچھ نہ بنائے۔ مذکورہ بالا حدیث کی مراد تو یہ ہے کہ لیکن اس بارے میں ایک یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ اگر کوئی چلتا ہوا راستہ سات ہاتھ سے زائد چوڑا ہو تو اس صورت میں کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے وہ اس پورے زائد حصے یا اس میں سے کچھ پر قابض ہو جائے اور یہ کہے کہ راستہ کی سات ہاتھ چوڑائی کافی ہے۔

3634 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَابْنُ اَبِي خَلَفٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي

3633-اسناده صحيح. واخرجه ابن ماجه (2338)، والترمذي (1406) من طريقين عن المثنى بن سعيد، بهذا الاسناد. وقال الترمذي: حديث حسن صحيح. واخرجه الترمذي (1405).

3634-اسناده صحيح. الاعرج: هو عبد الرحمن بن هرمز، وسفيان: هو ابن عيينة، وابن ابي خلف: هو محمد بن احمد بن ابي خلف السلمي مولاهم، ومسدد: هو ابن مسرهد. واخرجه البخاري (2463)، ومسلم (1609)، وابن ماجه (2335)، والترمذي (1403) من طرق عن الزهري به. وهو في "مسند احمد" (7278)، و"صحيح ابن حبان" (515).

هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَأْذَنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ فَلَا يَمْنَعْهُ فَنَكَّسُوْا فَقَالَ: مَا لِيْ اَرَاكُمْ قَدْ اَعْرَضْتُمْ؟ لَاُلْقِيَنَّهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَهٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِيْ خَلَفٍ وَهُوَ اَتَمُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے اس بات کی اجازت مانگے کہ وہ اس کی دیوار میں اپنے شہتیر کو گاڑ لے، تو وہ بھائی اسے منع نہ کرے، (راوی بیان کرتے ہیں) لوگوں نے گردنیں جھکا لیں، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اعراض کر رہے ہو، میں تمہارے کندھوں کے درمیان اسے رکھواؤں گا''۔

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) روایت کے یہ الفاظ ابن ابوخلف کے نقل کردہ ہیں اور یہ روایت مکمل ہے۔

شرح

منع نہ کرنے کا یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ لکڑی گاڑنے کی وجہ سے کوئی نقصان وضرر نہ پہنچتا ہو حضرت امام احمد اور محدثین کے نزدیک مذکورہ بالا حکم وجوب کے طور پر ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ حکم استحباب کے طور پر ہے۔

3635 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ - قَالَ: غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، عَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ - صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰهُ بِهٖ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص (کسی مسلمان کو) نقصان پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اس کا نقصان کرے گا اور جو کسی (مسلمان) کو مشقت کا شکار کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں مبتلا کرے گا''۔

3636 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا وَاصِلٌ، مَوْلٰى اَبِيْ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، اَنَّهٗ كَانَتْ لَهٗ عَضُدٌ مِنْ نَخْلٍ فِيْ حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، قَالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ اَهْلُهٗ، قَالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ اِلٰى نَخْلِهٖ فَيَتَاَذّٰى بِهٖ وَيَشُقُّ عَلَيْهِ، فَطَلَبَ اِلَيْهِ اَنْ يَبِيْعَهٗ فَاَبٰى، فَطَلَبَ اِلَيْهِ اَنْ يُنَاقِلَهٗ فَاَبٰى، فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَطَلَبَ اِلَيْهِ

3635- صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة لؤلؤة، فقد ذكرها الحافظ الذهبي في "الميزان" 6104/4 في المجهولات. يحيى: هو ابن سعيد الانصاري. واخرجه ابن ماجه (2342)، والترمذي (2054) من طريق الليث بن سعد، بهذا الاسناد. وقال الترمذي: حديث حسن غريب. وهو في "مسند احمد" (15755).

3636- اسناده ضعيف لانقطاعه. ابو جعفر محمد بن علي - وهو ابن الحسين بن علي ابن ابي طالب الباقر - لم يدرك السماع من سمرة بن جندب

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اَنْ يَبِيعَهُ فَاَبٰى فَطَلَبَ اِلَيْهِ اَنْ يُنَاقِلَهُ فَاَبٰى. قَالَ: فَهِبْهُ لَهُ وَلَكَ كَذَا وَكَذَا اَمْرًا رَغَّبَهُ فِيهِ فَاَبٰى. فَقَالَ: اَنْتَ مُضَارٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِيِّ: اذْهَبْ فَاقْلَعْ نَخْلَهُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان کے کھجوروں کے کچھ درخت ایک انصاری کے باغ میں لگے تھے، وہ بیان کرتے ہیں: اس انصاری کے اہل خانہ بھی وہیں رہتے تھے، جب حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کے لیے وہاں جاتے تو اس کی وجہ سے اس شخص کو اذیت ہوتی تھی اور اسے ان کا وہاں اس طرح سے آنا جانا برا لگتا تھا، انصاری نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ یہ درخت اسے فروخت کر دیں لیکن حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات نہیں مانی، اس نے یہ پیشکش کی کہ وہ اس کے بدلے میں، ان سے دوسرے درخت لے لیں، تو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی نہیں مانی، وہ انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس صورت حال کے بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ان درختوں کو فروخت کر دیں، تو انہوں نے یہ بات نہیں مانی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ وہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لیں، تو انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ درخت اسے ہی ہبہ کر دو، تو تمہیں اس کے عوض اتنا اور اتنا اجر ملے گا، یہ ایک ایسی صورت حال تھی، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ترغیب دی تھی، لیکن انہوں نے یہ بات بھی نہیں مانی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنا نقصان کروا کے رہو گے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری سے یہ فرمایا: تم جاؤ اور اس کے درخت اکھاڑ دو۔

3637 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ. ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰى جَارِكَ. قَالَ: فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ. فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ قَالَ: اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: فَوَاللهِ اِنِّي لَاَحْسَبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ) (النساء: 65) الْاٰيَةَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حرہ سے آنے والی پانی کی نالی کے بارے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا، جس سے لوگ کھیتوں کو پانی دیتے تھے، اس انصاری نے کہا کہ آپ پانی کو چھوڑ دیں، تاکہ وہ آگے جاتا رہے، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات نہیں مانی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! تم (اپنے کھیت کو) سیراب کر لو اور پھر اپنے (پڑوسی کے لیے) پانی چھوڑ دو، راوی کہتے ہیں، تو انصاری غصے میں آ گیا، اس نے عرض کی:

3637- واخرجه البخاری (2359)، ومسلم (2357)، وابن ماجه (15) و (2480)، والترمذی (1414) و (3276)، والنسائی (5416) من طریق اللیث بن سعد، بهذا الاسناد. وهو فی "مسند احمد" (16116)، و "صحیح ابن حبان" (24). واخرجه البخاری (2708) من طریق شعیب بن ابی حمزة، و (2361) و (4585) من طریق معمر بن راشد، و (2362)

رسول اللہ! کیونکہ یہ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد ہیں (اس لیے آپ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے) تو نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے زبیر!) تم (اپنے کھیت کو) سیراب کرو، پھر پانی کو روکے رکھو، جب تک وہ پانی منڈیر تک نہیں پہنچ جاتا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں، یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

''تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتے: جب تک یہ تمہیں ثالث نہیں بنالیتے''

3638 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، عَنْ اَبِي مَالِكِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ اَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِي مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ كُبَرَاءَهُمْ، يَذْكُرُونَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَهْزُورٍ يَعْنِي السَّيْلَ الَّذِي يَقْتَسِمُونَ مَاءَهُ: فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَاءَ اِلَى الْكَعْبَيْنِ لَا يَحْبِسُ الْاَعْلَى عَلَى الْاَسْفَلِ

ثعلبہ بن ابو مالک بیان کرتے ہیں: انہوں نے بڑوں کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے:

قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا بنوقریظہ میں زمین کا ایک ٹکڑا تھا، اس نے مہزور سے تعلق رکھنے والے پانی کی تقسیم میں، اپنا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا، تو نبی اکرم ﷺ ان کے درمیان یہ فیصلہ دیا کہ جب پانی ٹخنے تک پہنچ جائے، تو پھر اوپر والا نیچے والے کے لیے اسے نہیں روکے گا (یعنی پہلے والا بعد والے کے لیے نہیں روکے گا)۔

3639 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنِي اَبِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي السَّيْلِ الْمَهْزُورِ اَنْ يُمْسَكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلُ الْاَعْلَى عَلَى الْاَسْفَلِ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے مہزور سے آنے والے پانی کے نالے کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ اسے اس حد تک روکا جائے گا، جب تک یہ ٹخنوں تک نہیں پہنچ جاتا، پھر پہلے والا اسے بعد والے کے لیے چھوڑ دے گا۔

3640 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِي

3638-صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال ابي مالك -وقيل: مالك، وهو الاشهر في اسمه- بن ثعلبة. وثعلبة مختلف في صحبته. واخرجه ابن ماجه (2481) من طريق زكريا بن منظور بن ثعلبة بن ابي مالك، عن محمد بن عقبة بن ابي مالك، عن عمه ثعلبة بن ابي مالك.

3639-صحيح لغيره، وهذا اسناد حسن في الشواهد من اجل عبد الرحمن بن الحارث -وهو ابن عبد الله بن عياش المخزومي- فهو حسن الحديث في المتابعات والشواهد. واخرجه ابن ماجه (2482) عن احمد بن عبدة، بهذا الاسناد.

3640-اسناده قوي من اجل عبد العزيز بن محمد -وهو الدراوردي- فهو صدوق لا باس به. عمرو بن يحيى: هو ابن عمارة المازني، وابو طوالة: هو عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر الانصاري، ومحمد بن عثمان: هو التنوخي ابو الجماهر. واخرجه الطبراني في "الاوسط" (1898)، والبيهقي في "السنن الكبرى" 6/

طُوَالَةَ، وَعَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: اخْتَصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فِي حَرِيمِ نَخْلَةٍ فِي حَدِيثِ أَحَدِهِمَا، فَأَمَرَ بِهَا فَذُرِعَتْ، فَوُجِدَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ، وَفِي حَدِيثِ الْآخَرِ، فَوُجِدَتْ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ فَقَضَى بِذَلِكَ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِجَرِيدَةٍ مِنْ جَرِيدِهَا فَذُرِعَتْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا ان میں سے ایک شخص کے کھجور کے درخت دوسرے کی زمین میں تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ اس درخت کو ناپا جائے اس درخت کو ناپا گیا تو وہ سات ذراع کا تھا (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) وہ پانچ ذراع کا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ فیصلہ دیا (درخت کے اطراف کی اتنی زمین درخت کا حصہ شمار ہوگی)۔

عبدالعزیز نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک شاخ کے بارے میں حکم دیا، تو اسے ناپا گیا۔

کِتَابُ الْعِلْمِ

یہ کتاب علم کے بیان میں ہے

علم کی فضیلت پر چالیس احادیث کا بیان

۱۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور بے شک علم کے طلب کرنے والے کے لیے ہر چیز استغفار کرتی ہے حتیٰ کہ مچھلیاں سمندر میں' اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔" (ابن عبد البر فی العلم عن انس رضی اللہ عنہ)

۲۔ ایک گھڑی علم کی طلب و تلاش کرنا پوری رات قیام کرنے سے بہتر ہے اور ایک دن علم کی تلاش و طلب کرنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۳۔ علم، اسلام کی حیات اور دین کا ستون ہے اور جس نے علم سکھایا (تو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کا اجر و ثواب پورا کرے گا۔ اور جو (علم) سیکھ کر (اس پر) عمل کرے گا (تو) اسے (وہ) سکھائے گا جو وہ نہیں جانتا۔ (ابو الشیخ عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۴۔ علم میری اور مجھ سے پہلے انبیا (علیہم السلام) کی میراث ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ام ہانی رضی اللہ عنہا)

۵۔ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔ (ابن عبد البر فی العلم عن معاذ رضی اللہ عنہ)

۶۔ عالم، علم اور عمل جنت میں ہیں پس جب عالم اس پر عمل نہیں کرے گا جسے وہ جانتا ہے (تو) علم اور عمل جنت میں ہوں گے اور عالم (جہنم کی) آگ میں ہوگا۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۷۔ علماء انبیا (علیہم السلام) کے جانشین ہیں۔ آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور مچھلیاں سمندر میں ان کے لیے دعائے استغفار کرتی ہیں قیامت تک جب وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ (ابن النجار عن انس رضی اللہ عنہ)

۸۔ جب تم جنت کے باغات سے گذرو تو کچھ چر لیا کرو۔ کسی نے عرض کی: جنت کے باغات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: علم کی مجالس۔ (الطبرانی فی الکبیر عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۹۔ جو ایسا راستہ چلے جس میں وہ علم کی طلب کرے (تو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسان کردے گا وہ راستہ جو جنت کی طرف ہے۔ (الترمذی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ جس نے علم کی طلب و تلاش کی (تو) وہ تلاش گذشتہ گناہوں کے لیے کفارہ ہوگی۔ (الترمذی عن سخبرۃ رضی اللہ عنہ)

۱۱۔ جس نے علم کی تلاش کی تو وہ اللہ کے راستے میں ہے یہاں تک کہ وہ واپس لوٹے۔ (ابونعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ عنہ)

۱۲۔ جس نے (کسی کو) علم سکھایا تو اس کے لیے اس کا اجر و ثواب ہے جو اس پر عمل کرے (اور) عمل کرنے والے کے اجر و

ثواب سے (بھی) کمی نہیں ہوگی۔ (ابن ماجۃ عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)

۱۳۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین میں فقیہ وعلم شریعت کا (ماہر) بنا دیتا ہے۔
(احمد، البیہقی عن معاویہ رضی اللہ عنہ، احمد الترمذی عن ابن العباس رضی اللہ عنہما، ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

۱۴۔ جو صبح وشام جائے اس حال میں (کہ) وہ اپنا دین سکھانے میں (مصروف) ہو تو وہ جنت میں ہے۔
(ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

۱۵۔ طالب علم کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اس چیز کی رضا کے لیے جو وہ طلب کرتا ہے۔
(ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ)

۱۶۔ علم کا متلاشی (تلاش کرنے والا) جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسا مُردوں کے درمیان زندہ۔
(العسکری فی الصحابۃ وابوموسیٰ فی الذیل عن حسان بن سنان مرسلا)

۱۷۔ تُو صبح کر اس حال میں (کہ) عالم ہو یا متعلم یا دھیاں سے (دین کی باتیں) سننے والا یا محبت کرنے والا (عالم دین سے علم دین کی وجہ سے) اور تُو پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔ (البزار، الطبرانی فی الاوسط عن ابی بکر رضی اللہ عنہ)

۱۸۔ بے شک اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بِل میں اور مچھلی سمندر میں لوگوں کو بھلائی (کی باتیں) سکھانے والے کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ (الطبرانی فی الکبیر والضیاء عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ)

۱۹۔ جس دل میں حکمت و دانائی سے کچھ نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے پس تم سیکھو اور سکھاؤ اور (دین میں) سمجھ حاصل کرو اور جاہلوں کی موت مت مرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ لاعلمی کا عذر قبول نہیں فرماتا۔ (ابن السنی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۲۰۔ علما کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۲۱۔ عالم کی دو رکعت (نماز پڑھنا) غیر عالم کی ستر رکعت (نماز پڑھنے) سے افضل ہے۔ (ابن النجار عن محمد بن علی مرسلا)

۲۲۔ مومن عالم کو مومن عابد پر ستر درجہ فضیلت ہے۔ (ابن عبدالبر عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۲۳۔ تھوڑا عمل (بھی) علم کے ساتھ نفع دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا۔
(الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۴۔ ہر چیز کے لیے ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ (الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

۲۵۔ جس نے میری امت کو ایک حدیث پہنچائی تاکہ اس کے ذریعے سنت کو قائم کیا جائے یا بدعت کو ختم کیا جائے تو وہ جنت میں ہے۔ (ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن العباس رضی اللہ عنہما)

۲۶۔ جو شخص قدم اٹھائے تاکہ وہ علم سیکھے (تو) اس کے قدم اٹھانے سے پہلے اس کے (گناہوں کو) معاف کر دیا جاتا ہے۔ (الشیرازی عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

۲۷۔ جو کوئی میری سنت سے چالیس احادیث یاد کر کے میری امت کو پہنچائے (تو) میں اسے قیامت کے دن اپنی شفاعت میں داخل کروں گا۔ (ابن النجار عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

۲۸۔جس نے کتاب اللہ (قرآن) کی ایک آیت یا علم (دین) کا ایک باب سکھایا تو اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کا اجر وثواب بڑھائے گا۔(ابن عساکر عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

۲۹۔فقہ کا طلب کرنا ہر مسلمان پر لازم وواجب ہے۔(الحاکم فی تاریخہ عن انس رضی اللہ عنہ)

۳۰۔جس نے علم کا ایک باب حاصل کیا تا کہ اس کے ذریعے اپنے نفس کی اصلاح کرے یا اپنے بعد والے کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ریگستان کی ریت کے برابر اجر لکھتا ہے۔(ابن عساکر عن ابان عن انس رضی اللہ عنہ)

۳۱۔جو علم کی طلب میں ہے (تو) جنت اس کی طلب میں ہے اور جو معصیت کی طلب میں ہے (تو جہنم کی) آگ اس کی طلب میں ہے۔(ابن النجار عن ابی عمر رضی اللہ عنہما)

۳۲۔جب تو علم کا ایک باب سیکھے گا (تو وہ) تیرے لیے ہزار رکعت مقبول نفلی نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور جب تو وہ علم لوگوں کو سکھائے گا اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے تو وہ تیرے لیے ہزار رکعت مقبول نفلی نماز سے بہتر ہے۔(الدیلمی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

۳۳۔جس نے دو حدیثیں سیکھیں تو وہ نفع دیتا ہے ان کے ذریعے اپنی جان کو یا وہ اپنے سوا کو دو حدیثیں سکھاتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو یہ اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(الدیلمی عن البراء رضی اللہ عنہ)

۳۴۔جس شخص نے ایک کلمہ یا دو تین یا چار یا پانچ کلمے اس چیز سے سیکھے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا پھر ان کا علم رکھا اور انھیں سکھایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(ابن النجار عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۳۵۔تم علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور تم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔(الدارقطنی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)

۳۶۔نہیں ہے کوئی شخص مگر اس کے دروازے پر دو فرشتے ہوتے ہیں پس جب وہ نکلتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں صبح کر اس حال میں کہ تو عالم ہو یا متعلم اور تو تیسرا نہ ہونا۔(ابو نعیم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۳۷۔حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! تو علما کی مجالس کو لازم کر اور حکما کا کلام غور سے سن کیوں کہ اللہ عزوجل مردہ دل کو حکمت کے نور سے زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار بارش کے ذریعے زندہ کرتا ہے۔

(الطبرانی فی الکبیر فی الامثال عن ابی امامۃ وسندہ ضعیف)

(۳۸)۔بے شک افضل ہدیہ یا افضل عطیہ کلام حکمت کا کلمہ ہے بندہ اسے سنتا ہے پھر اسے سیکھتا ہے اس کے بعد اسے اپنے بھائی کو سکھاتا ہے تو یہ اس کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ)

(۳۹)۔حکمت کی بات جسے آدمی سنتا ہے وہ اس کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور علمی مذاکرہ کے وقت ایک ساعت بیٹھنا ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔(الدیلمی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

(۴۰)۔ہر چیز کے لیے ستون ہے اور اسلام کا ستون دین میں تفقہ (سمجھ) ہے اور ضرور ایک فقیہ (احکام شرعیہ کا تفصیلی علم رکھنے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔(ابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) {کنز العمال جلد دہم}

بَابُ الْحَثِّ عَلٰى طَلَبِ الْعِلْمِ

باب: علم کی فضیلت

3641-حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ: إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي، أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ، قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ، وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

⊛⊛ کثیر بن قیس بیان کرتے ہیں: میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ! میں ایک حدیث کی خاطر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مبارک سے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: مجھے یہاں اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تھا، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

''جو شخص علم کے حصول کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلائے گا اور فرشتے طالب علم کی طلب سے راضی ہو کر اپنے پر اس کے بچھا دیتے ہیں اور عالم شخص کے لیے آسمان میں بسنے والے، زمین میں رہنے والے یہاں تک کہ پانی کے اندر موجود مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں، عالم کو عبادت گزار پر وہی فضیلت حاصل ہے، جو چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر حاصل ہوتی ہے، بیشک علماء، انبیاء کے وارث ہوتے ہیں، انبیاء وراثت میں درہم یا دینار نہیں چھوڑتے ہیں، وہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں، جو شخص اسے حاصل کر لیتا ہے، وہ وافر حصے کو حاصل کر لیتا ہے''۔

3642-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: لَقِيتُ شَبِيبَ بْنَ شَيْبَةَ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ

3641-وأخرجه ابن ماجه (223) من طريق عبد الله بن داود الخريبي، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (21716)، و"صحيح ابن حبان" (88). وأخرجه الترمذي (2877) من طريق محمد بن يزيد الواسطي،

⊙⊙ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3643- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.

⊙⊙ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص علم کے حصول کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے' جنت کے راستے کو اس کے لیے آسان کر دیتا ہے اور جس شخص کا عمل اسے سست کر دے، اس کا نسب اسے تیز نہیں کر سکتا''۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک فقیہ (یعنی عالم دین) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 211)

مقابلہ کا یہ مسلم اصول ہے کہ کامیابی اس آدمی کے حصہ میں آتی ہے جو اپنے مدمقابل کے داؤ پیچ سے بخوبی واقف ہو اور اس کا توڑ جانتا ہو۔ چنانچہ ہم خود دیکھتے ہیں کہ مقابلہ کے اکھاڑہ میں وہ آدمی جو اپنے ظاہری قوی اور جسم کے اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اپنے اس مقابل کو پچھاڑ دیتا ہے جو جسم و بدن کے اعتبار سے اس سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہوتا ہے کیونکہ وہ جب مقابلہ میں آتا ہے تو اس کا دماغ بنیادی طور پر مقابل کے ہر وار سے بچاؤ کی شکل اور اس کے ہر داؤ کا جواب اپنے خزانہ میں رکھتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامیابی اسی ہی سے ہوتی ہے۔

دنیا میں باطنی طور پر انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے جو اپنے مکر وفریب کی طاقت سے لوگوں کو گمراہی کی وادی میں پھینکتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو شیطان کے مکر وفریب سے واقف نہیں ہوتے اور اس کی طاقت وقوت کا جواب نہیں رکھتے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں مگر ایسے لوگ جو اس کے ہر داؤ کا جواب رکھتے ہیں اور اس کی طاقت وقوت کی شہ رگ پر ان کا ہاتھ ہوتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ خود اس کی گمراہی سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی محفوظ رکھتے ہیں اور یہ لوگ وہی عالم ہوتے ہیں جن کے قلب و دماغ نور الٰہی کی مقدس روشنی سے منور اور ان کے ذہن وفکر علم ومعرفت کی طاقت سے بھرپور ہوتے ہیں۔

اسی لئے اس حدیث میں فرمایا جا رہا ہے کہ شیطان کے مقابلہ میں ایک ہزار عابد جتنی طاقت رکھتے ہیں اتنی طاقت تنہا ایک عالم کے پاس ہوتی ہے کیونکہ جب شیطان لوگوں پر اپنے مکر وفریب کا جال ڈالتا ہے اور انہیں خواہشات نفسانی میں پھنسا کر گمراہی کے

3642- حسن، فإن كان شيخ الوليد - وهو ابن مسلم- فيه شبيب بن شيبة، فالحديث حسن بشواهده كما بيناه في الطريق السالف قبله، وإن كان شعيب بن رزيق كما في رواية عمرو بن عثمان الحمصي عن الوليد بن مسلم - وقد أشار إليها المزي في "تهذيب الكمال" قائلا: وهو أشبه بالصواب فالإسناد حسن، وعلى أية حال فإن للحديث شواهد

3643- إسناده صحيح. أبو صالح: هو ذكوان السمان، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وزائدة: هو ابن قدامة. وأخرجه بأطول مما هاهنا مسلم(2699)، وابن ماجه(225)، والترمذي(2837) و(3174) من طريق الأعمش، به. وهو في "مسند أحمد "(7427)، و"صحيح ابن حبان "(84).

راستہ پر کھڑا رہنا چاہتا ہے تو عالم اس کی چال سمجھ لیتا ہے چنانچہ وہ لوگوں پر شیطان کی گمراہی کو ظاہر کرتا ہے اور ایسی تدابیر انہیں بتا دیتا ہے جن پر عمل کرنے سے وہ شیطان کے ہر حملے سے محفوظ رہتے ہیں۔

برخلاف اس کے وہ عابد جو صرف عبادت ہی عبادت کرتا جاتا ہے اور علم و معرفت سے کوسوں دور ہوتا ہے وہ تو محض اپنی ریاضت ومجاہدہ اور عبادت میں مشغول رہتا ہے اسے یہ خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ شیطان کس چور دروازے سے اس کی عبادت میں خلل ڈال رہا ہے اور اس کی تمام سعی وکوشش کو ملیامیٹ کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ظاہری طور پر وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے، مگر لاعلم ہونے کی وجہ سے وہ شیطان کے مکروفریب میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اس لئے نہ وہ خود شیطان کی گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اور نہ وہ دوسروں کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔

بَابُ رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب: اہل کتاب سے کوئی بات روایت کرنا

3644 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَمْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجَنَازَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ، وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوهُ

ابن ابونملہ انصاری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی بھی بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران ایک جنازہ گزرا یہودی نے کہا: ''اے حضرت محمد ﷺ! کیا یہ جنازہ کلام کرتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے، یہودی نے کہا: یہ کلام کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل کتاب جو تمہیں بات بتائیں تم اس کی تصدیق بھی نہ کرو، اور جھوٹا بھی قرار نہ دو، بلکہ تم یہ کہو: ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، کیونکہ اگر وہ باطل ہوگی تو تم اس کی تصدیق نہیں کرو گے اور اگر وہ حق ہوگی، تو تم اس کی تکذیب نہیں کرو گے''۔

3645 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ يَعْنِي ابْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَعَلَّمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وَقَالَ: إِنِّي وَاللهِ

3644- إسناده حسن. ابن أبي نملة - واسمه نملة - روى عنه جمع وذكره ابن حبان في "الثقات" فهو حسن الحديث. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (10160) و (19214) و (20059). وأخرجه احمد (17225)، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 380 /1، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (2121)، والدولابي في "الكنى" 58 /1، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (5197) و (5198)، وابن حبان (6257) والطبراني في "الكبير" 22/ (879 - 874)، والبيهقي في "السنن الكبرى" 10 /2، وفي "شعب الإيمان" (5206)، والبغوي في "شرح السنة" (124)، وفي "التفسير" 196 /5، وابن الأثير في "أسد الغابة" 315 /6.

مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي فَتَعَلَّمْتُهُ. فَلَمْ يَمُرَّ بِي إِلَّا نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى حَذَقْتُهُ. فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إِذَا كَتَبَ وَأَقْرَأُ لَهُ إِذَا كُتِبَ إِلَيْهِ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت کی تو میں نے یہودیوں کی تحریر سیکھ لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! یہودیوں سے میں جو کچھ لکھواتا ہوں، مجھے اس پر اعتماد نہیں ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے اس زبان کو سیکھ لیا، نصف مہینے کے اندر میں اس کا ماہر ہو چکا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی خط وغیرہ لکھوانا ہوتا تھا، تو میں ہی اسے تحریر کرتا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خط لکھا جاتا تھا، تو اسے میں ہی پڑھ کر سناتا تھا۔

بَابٌ فِي كِتَابِ الْعِلْمِ

باب: علم کو تحریر کرنا

3646 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُغِيثٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأُصْبُعِهِ إِلَى فِيهِ، فَقَالَ: اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جو بات بھی سنتا تھا، اسے نوٹ کر لیتا تھا، میں یہ چاہتا تھا کہ اسے بعد میں یاد کر لیا کروں، قریش نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا، انہوں نے کہا: کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی جانے والی ہر چیز نوٹ کر لیتے ہو؟ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک انسان ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے اور رضامندی (ہر طرح کی حالت میں) بات کرتے ہیں، تو میں تحریر کرنے سے رک گیا، میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کے ذریعے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

3645-صحيح. وهذا إسناد حسن من أجل ابن أبي الزناد -واسمه عبد الرحمن -. أبو الزناد: هو عبد الله بن ذكوان. وأخرجه الترمذي (2912) من طريق عبد الرحمن بن أبي الزناد، بهذا الإسناد. وقال: هذا حديث حسن صحيح. وعلقه البخاري (7195) بصيغة الجزم. وهو في "مسند أحمد" (21618). وأخرجه أحمد (21587)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (2038)، وابن حبان (7136)

3646-إسناده صحيح يحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه ابن أبي شيبة 9/ 49 - 50، وأحمد (6510)، والدارمي (484)، والحاكم 1/ 104 - 105، وابن عبد البر في "جامع بيان العلم" ص 89 - 90، والخطيب في "تقييد العلم" ص80، والمزي في "تهذيب الكمال" 31/ 38 - 39 من طريق يحيى بن سعيد القطان، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (6930)، والحاكم 1/ 105، وابن عبد البر ص 89 من طريق عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده. وأخرجه الحاكم 1/ 105

"تم نوٹ کرلیا کرو، اس ذات کی قسم! جس کی قدرت میں میری جان ہے، اس (یعنی میرے منہ) سے صرف حق نکلتا ہے"۔

3647 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ فَأَمَرَ إِنْسَانًا يَكْتُبُهُ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ فَمَحَاهُ

مطلب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے ایک انسان کو یہ ہدایت کی، تو وہ اس نے نوٹ کرلی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: بے شک اللہ کے رسول نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو نوٹ نہ کریں، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے مٹا دیا۔

3648 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشَهُّدِ وَالْقُرْآنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم تشہد اور قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز تحریری طور پر نوٹ نہیں کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہتمام سماعت: حفظ و کتابت حدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ قبیلہ بنو اُمیہ بن زید میں رہتے تھے اور یہ قبیلہ مدینہ کے باہر پورب (مشرق) کی طرف رہتا تھا۔ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باری باری حاضر ہوتے، ایک روز وہ جاتا تھا اور ایک روز میں۔ میں جب جاتا تھا تو اس دن کی وحی وغیرہ سے متعلق خبریں اس انصاری کو بتا دیتا اور جس دن وہ جاتا، وہ بھی یوں ہی کرتا تھا۔ (۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سن کر آتے تو مل کر دہرایا کرتے حتیٰ کہ وہ ازبر ہو جاتیں۔ (۸)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے حدیث سنتے اور لکھتے تھے۔ (۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کے صحابہ رضی اللہ عنہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو مجھ سے زائد حدیثیں یاد ہوں، ہاں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو (حدیثیں مجھ سے زائد یاد تھیں) کیونکہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔ (۱۰)

3647-إسناده ضعيف لانقطاعه، المطلب بن عبد الله بن حنطب لم يسمع من زيد ابن ثابت. أبو أحمد: هو محمد بن عبد الله الزبيري. وأخرجه أحمد (21579)، والخطيب البغدادي في "تقييد العلم" ص 35، وابن عبد البر في "جامع بيان العلم" 63 /1 من طريق كثير بن زيد، به. وأخرج الدارمي (474)

3648-إسناده صحيح. أبو المتوكل الناجي: هو علي بن داود، والحذاء: هو خالد ابن مهران، وأبو شهاب: هو عبد ربه بن نافع الكناني الحناط. وأخرجه الخطيب في "تقييد العلم" ص 93، وأبو إسماعيل الهروي في "ذم الكلام" (590)

حضرت سلمیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ لکھنے کی تختیاں ان کے پاس تھیں، ان پر وہ ابو رافع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ افعال لکھ کر نقل کر رہے ہیں۔ (۱۱)

کتابتِ حدیث کے لیے احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

1. حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی احادیث روایت کروں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں دل کے ساتھ ہاتھ سے لکھنے کی مدد بھی لوں، اگر آپ پسند فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن كان حديثي ثم استعن بيدك مع قلبك (۱۲)

اگر میری حدیث ہو تو اپنے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بھی مدد لو۔

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھا کرتے اور احادیث سنتے تھے۔ وہ انہیں بہت پسند آتیں لیکن یاد نہیں رہتی تھیں، چنانچہ انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے حدیثیں سنتا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں رہتیں، آپ نے فرمایا:

استعن بيمينك وأومأ بيده الخط (۱۳)

اپنے دائیں ہاتھ سے مدد حاصل کرو اور آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ کیا۔

3. حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں کیا ہم انہیں لکھ لیا کریں... آپ نے فرمایا: »اکتبوا ولا حرج« لکھ لیا کرو کوئی حرج نہیں (۱۴)

4. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا۔ یہ سن کر ایک یمنی شخص (ابو شاہ) نے حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ (سب احکام) مجھے لکھ دیجئے۔ آپ نے فرمایا:

»اکتبوا لأبي فلان« ابو فلاں کو لکھ دو۔ (۱۵) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ

»اکتبوا لأبي شاه« ابو شاہ کو لکھ دو (۱۶)

5. حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو لفظ سنتا تھا اسے یاد کرنے کے لیے لکھ لیا کرتا تھا۔ پھر قریش نے مجھے لکھنے سے منع کیا اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ بشر ہیں۔ غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں باتیں کرتے ہیں یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

أُكتب فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه إلا حق (۱۷)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں ہونٹوں کے درمیان (زبان) سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، اس لیے تم [illegible] کرو۔

6 حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیدوا العلم قلت وما تقییدہ؛ قال کتابتہ (۱۸)

علم کو قید کرو... میں نے پوچھا: علم کی قید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے لکھنا...

7. حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

قیدوا العلم بالکتاب علم کو لکھ کر محفوظ کرلو (۱۹)

علم سے مراد علم حدیث ہے اسلئے کہ اسلاف کے ہاں یہ لفظ رائے کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے۔

8. نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ (۲۰)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی گئی احادیث اوران کے مجموعے

(1) حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج سے روایت ہے کہ مدینہ ایک حرم ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے اور یہ ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ (۲۱)

(2) رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضے میں سے ایک کاغذ ملا جس میں لکھا تھا کہ اندھے کو رستے سے بھٹکانے والا ملعون ہے، زمین کا چور ملعون ہے، احسان فراموش ملعون ہے۔ (۲۲)

(3) کتاب الصدقۃ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب زکوۃ لکھوائی لیکن ابھی اپنے عمال کو بھیج نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے اسے اپنی تلوار کے پاس رکھ دیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر نے اپنی وفات تک اس پر عمل کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات تک۔ (۲۳)

(4) صحیفہ صادقہ: حضرت عبداللہ بن عمرو نے نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ایک صحیفہ مرتب کیا جسے صحیفہ صادقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ صادقہ ایک صحیفہ ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر لکھا ہے۔ (۲۴)

(5) صحیفہ علی: حضرت علی نے فرمایا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں، سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جو نبی ﷺ سے منقول ہے (۲۵)... صحیح بخاری کی دوسری روایت کے مطابق اس صحیفہ میں دیت اور قیدیوں کے چھڑانے کے احکام ہیں اور یہ حکم کہ کافر حربی کے (قتل کے) عوض مسلمان کو نہ مارا جائے۔ (۲۶)

(6) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تالیفات: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دس برس رہے۔ آپ نے عہد رسالت ہی میں احادیث کے کئی مجموعے لکھ کر تیار کر لیے تھے۔ ان کے شاگرد سعید بن ہلال فرماتے ہیں کہ ہم جب حضرت انس سے زیادہ اصرار کرتے تو وہ ہمیں اپنے پاس سے بیاض نکال کر دکھاتے اور کہتے کہ یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے نبی ﷺ سے سنتے ہی لکھ لی تھیں اور پڑھ کر بھی سنادی تھیں۔ (۲۷)

(7) صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ: ۱۰ھ میں جب یمن کا علاقہ نجران فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو یمن کا

بنا کر بھیجا تو انہیں ایک عہد نامہ تحریر فرمادیا جس میں آپ نے شرائع وفرائض وحدود اسلام کی تعلیم دی تھی۔(۲۸)

(8) قبیلہ جہینہ کے نام تحریر: عبداللہ بن عکیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک تحریر (ہمارے قبیلہ جہینہ) کو پہنچی۔(۲۹)

(9) اہل جرش کے نام خط: نبی کریم ﷺ نے ایک نامہ مبارک اہل جرش کو بھیجا تھا جس میں کھجور اور کشمش کی مخلوط نبیذ کے متعلق حکم بیان فرمایا گیا تھا۔(۳۰)

(10) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن سے آنحضرت ﷺ سے لکھ کر دریافت کیا کہ کیا سبزیوں میں زکوٰۃ ہے؟ آپ نے تحریری جواب دیا کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں۔(۳۱)

(11) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط: عالم اسلام کے نامور مورخ ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عہد نبوی کے کوئی پونے تین سو مکتوب یکجا کیے جا چکے ہیں۔(۳۲)

(12) تبلیغی خطوط: صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے دنیا کے چھ مشہور حکمرانوں کے نام تبلیغی خطوط روانہ فرمائے اور ان پر اپنی مہر بطور دستخط ثبت فرمائی۔(۳۳)... قیصر وکسریٰ وغیرہ کے نام خطوط کا ذکر صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اور خط پر مہر لگانے کیلئے چاندی کی انگوٹھی تیار کرنے کا ذکر بھی موجود ہے۔(۳۴)

(13) نو مسلم وفود کے لیے صحائف: جب حضرت وائل بن حجر نے (مدینہ سے) اپنے وطن لوٹنے کے ارادے پر رسول اللہ ﷺ کے حضور عرض کیا یا رسول اللہ! میری قوم پر میری سیادت کا فرمان لکھوا دیجئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے تین ایسے فرمان لکھوا کر وائل کے سپرد فرمائے(۳۵)... آپ نے مندرجہ ذیل وفود کو بھی اسلامی احکام پر مشتمل صحیفے الگ الگ لکھوا کر عنایت فرمائے جو وفد قبیلہ خثعم، وفد الرياويين ، وفد ثمالة والجدان-(۳۶)

(14) ایک مرتبہ کسی لشکر کے سردار کو حضور نے ایک خط دیا اور فرمایا کہ جب تک تو فلاں فلاں مقام پر نہ پہنچ جائے اس کو نہ پڑھنا، وہ سردار جب مقام مقررہ پر پہنچا تو لوگوں کے سامنے حضور کا خط پڑھا اور سب کو اس کی اطلاع کردی۔(۳۷)

(15) تحریری معاہدے: ہجرت کے فوراً بعد مختلف قبائل عرب اور دوسری اقوام سے آپ کے معاہدات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے الوثائق السیاسیۃ میں ایسے تحریری معاہدات کی بہت بڑی تعداد جمع کردی ہے۔ دستور مملکت جو ہجرت کے صرف پانچ ماہ بعد آپ نے نافذ فرمایا تھا، وہ بھی معاہدات ہی کے سلسلے کی اہم کڑی ہے۔(۳۸) اسی طرح چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ تحریر کیا گیا۔(۳۹) اس معاہدے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا تھا۔ اس کی ایک نقل قریش نے لے لی اور ایک آنحضرت ﷺ نے اپنے پاس رکھی۔(۴۰)

(16) جاگیروں کے ملکیت نامے: رسول اللہ ﷺ نے بہت سے لوگوں کو جاگیریں عطا فرمائیں اور ان کے ملکیت نامے بھی تحریر کروا کے دیئے۔ مثلاً حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو ایک بڑی جاگیر عطا فرماتے وقت یہ دستاویز لکھوا کر دی:

یہ دستاویز محمد رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو دی ہے ان کو سوارق پورا کا پورا بالائی حصے تک موضع مورع سے موضع موقت تک دیا

ہے، اس کے مقابلے میں کوئی اپنا حق اس میں نہ جتائے۔ (۴۱)

(17) اَمان نامے: آپ نے بہت سے افراد اور خاندانوں کو امان نامے لکھوا کر عطا فرمائے۔ ان کا ذکر طبقات ابن سعد میں بھی ملتا ہے اور البدایہ والنہایہ میں ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ سے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر اَمان نامہ سراقہ بن مالک کو لکھوا دیا۔

(18) بیع نامے: رسول اللہ ﷺ قیمتی اشیاء کی خرید و فروخت کے وقت ان کی دستاویز بھی لکھوایا کرتے تھے۔ عبدالمجید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں ایسی تحریر نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تحریر کرائی تھی۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! اس پر انہوں نے ایک تحریر نکالی، اس میں لکھا تھا: یہ اقرار نامہ ہے کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریداری کی۔ (۴۲)

حوالہ جات

(۱) حفاظت حدیث، ڈاکٹر خالد علوی ر ۵ ص ۵۲ تا ۶۵ (۲) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزہد ج ۶ ص ۵۰۱ (۳) کتاب العلم، بخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ج ۲ ص ۴۹۲ (۴) الجامع الصحیح، از بخاری، کتاب العلم ج ۱ ص ۱۳۵ (۵) جامع ترمذی از محمد بن عیسیٰ ترمذی ج ۲ ص ۱۲۵ (۶) خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی ص ۴۳ (۷) الجامع الصحیح، از بخاری کتاب المظالم ج ۲ ص ۱۳۵ (۸) الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع از خطیب بغدادی ج ۱ ص ۲۳۶ (۹) مجمع الزوائد از نور الدین، الہیثمی ج ۱ ص ۱۶۱ (۱۰) الجامع الصحیح از بخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۱۵۸ (۱۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۲ ص ۳۷۱ (۱۲) سنن الدارمی از عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۶ (۱۳) جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۲۸ (۱۴) تدریب الراوی از حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۸۶ (۱۵) الجامع الصحیح از بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب العلم، ج ۱ ص ۱۵۷ (۱۶) جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۲۸ (۱۷) سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۱۷ (۱۸) المستدرک از حاکم ج ۱ ص ۱۰۶ (۱۹) جامع بیان العلم از ابن عبدالبر اندلسی ج ۱ ص ۷۲ (۲۰) مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص ۳۳ (۲۱) الجامع الصحیح از مسلم ج ۳ ص ۳۸۴ (۲۲) جامع بیان العلم از ابن عبدالبر اندلسی ج ۱ ص ۷۲ (۲۳) جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۶۴ (۲۴) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۳۰۸ (۲۵) الجامع الصحیح از بخاری ج ۲ ص ۳۴۶ (۲۶) الجامع الصحیح از بخاری ج ۱ ص ۱۵۷ (۲۷) المستدرک از حاکم، ذکر انس بن مالک، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، دکن (۲۸) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۳۹ (۲۹) مشکوۃ المصابیح از خطیب بغدادی ج ۱ ص ۱۲۵ نسائی ج ۳ ص ۱۶۴ (۳۰) الجامع الصحیح لمسلم: ۲۴۰/۵ (۳۱) خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی ص ۵۱ (۳۲) رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص ۳۱۱ (۳۳) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۲۹ (۳۴) الجامع الصحیح للبخاری ج ۱ ص ۱۳۴ (۳۵) الوثائق السیاسیۃ از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص ۱۳۲ تا ۱۳۴ (۳۶) طبقات ابن سعد از ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۱ تا

3649- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، ح وحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شَاةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اكْتُبُوا لِي. فَقَالَ: اكْتُبُوا لِأَبِي شَاةَ

3649- إسناده صحيح. الوليد: هو ابن مسلم الدمشقي، ومؤمل: هو ابن الفضل الحراني، والأوزاعي: هو عبد الرحمن بن عمرو. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (5824) عن العباس بن الوليد، بهذا الإسناد. وأخرجه البخاري (112) من طريق أبي نعيم الفضل بن دكين حدثنا شيبان، عن يحيى بن أبي كثير بهذا الإسناد. وانظر ما سلف برقم (2017)، وما سيأتي برقم (4505).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب مکہ فتح ہوا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اس کے بعد راوی نے خطبے کا ذکر کیا ہے، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا تھا اس کا ذکر کیا ہے، راوی بیان کرتے ہیں: پھر اہل یمن سے تعلق رکھنے والا ایک شخص کھڑا ہوا، جس کا نام ابوشاہ تھا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ لکھوا دیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوشاہ کو لکھ کر دے دو۔

3650 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَمْرٍو مَا يَكْتُبُوهُ، قَالَ: الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا يَوْمَئِذٍ مِنْهُ

ولید کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان لوگوں نے انہیں کیا لکھوا کے دیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ خطبہ جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا تھا۔

بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کی شدید مذمت

3651 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْمَعْنَى، عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ، قَالَ: مُسَدَّدٌ أَبُو بِشْرٍ: عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُ وَجْهٌ وَمَنْزِلَةٌ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

عامر بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حوالے سے اس طرح احادیث بیان کرتے ہیں، جس طرح آپ کے ساتھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے احادیث بیان کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قدر و منزلت حاصل تھی، لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا، وہ جہنم میں اپنے ٹھکانے تک پہنچنے کے لیے تیار رہے''

بَابُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

باب: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں، علم کے بغیر، بات کرنے کا تذکرہ

3652 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُقْرِئُ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا

3651-إسناده صحيح. خالد: هو ابن عبد الله الواسطي الطحان. وأخرجه البخاري (107)، وابن ماجه (36)، والنسائي في "الكبرى" (5881)

سُهَيْلُ بْنُ مِهْرَانَ، أَخِي حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ: فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ، فَقَدْ أَخْطَأَ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اللہ کی کتاب کے بارے میں، اپنی رائے کے ذریعے کچھ کہتا ہے، وہ اگر ٹھیک بھی ہے، تو اس نے غلطی کی''

قرآن میں اپنی مرضی سے تفسیر کرنے کی ممانعت کا بیان

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے:

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ۔ (ترمذی، باب ما جاء یفسر القرآن، حدیث نمبر: ۲۸۷۶)

جو شخص قرآن کریم کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو اگر صحیح بات بھی کہے تو اس نے غلطی کی

علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض غلو پسند لوگوں نے اس حدیث سے یہ مطلب سمجھا کہ قرآن کریم کے بارے میں کوئی بات فکر و رائے کی بنیاد پر کہنا جائز نہیں؛ یہاں تک کہ اجتہاد کے ذریعے قرآن کریم سے ایسے معانی بھی مستنبط نہیں کیے جاسکتے جو اصول شرعیہ کے مطابق ہوں؛ لیکن یہ خیال درست نہیں؛ کیونکہ خود قرآن کریم نے تدبر اور استنباط کو جابجا مستحسن قرار دیا ہے اور اگر فکر و تدبر پر بالکل پابندی لگادی جائے تو قرآن وسنت سے شرعی احکام وقوانین مستنبط کرنے کا دروازہ ہی بند ہوجائے گا؛ لہٰذا اس حدیث کا مطلب ہر قسم کی رائے پر پابندی لگانا نہیں ہے۔ (الاتقان: ۲/۱۸۰)

چنانچہ اس بات پر جمہور علماء متفق ہیں کہ خود قرآن وسنت کے دوسرے دلائل کی روشنی میں اس حدیث کا منشاء یہ ہرگز نہیں ہے کہ معاملہ میں غور وفکر اور عقل ورائے کو بالکل استعمال نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ اس کا اصل منشاء یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کے لیے جو اصول اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہیں ان کو نظر انداز کرکے جو تفسیر محض رائے کی بنیاد پر کی جائے وہ ناجائز ہوگی اور اگر اس طرح تفسیر کے معاملہ میں دخل دے کر کوئی شخص اتفاقاً کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے تو وہ خطا کار ہے، اب اصول تفسیر کو نظر انداز کرنے کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً:

۱۔ جو شخص تفسیر قرآن کے بارے میں گفتگو کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ محض اپنی رائے کے بل بوتے پر تفسیر شروع کردے۔

۲۔ کسی آیت کی کوئی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے ثابت ہو اور وہ اسے نظر انداز کرکے محض اپنی عقل سے کوئی معنی بیان کرنے لگے۔

۳۔ جن آیات میں صحابہ کرام وتابعین سے کوئی صریح تفسیر منقول نہیں ان میں لغت اور زبان وادب کے اصولوں کو پامال کرکے کوئی تشریح بیان کرے۔

۴۔ قرآن وسنت سے براہ راست احکام وقوانین مستنبط کرنے کے لیے اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر بھی اجتہاد شروع

3652-إسناده ضعيف لضعف سهيل بن مهران -وهو سهيل بن أبي حزم- أبو عمران الجوني: هو عبد الملك بن حبيب. وأخرجه الترمذي (3183)، والنسائي في "الكبرى" (8032) من طريق سهيل بن أبي حزم مهران، به. وقال الترمذي: هذا حديث غريب، وقد تكلم بعض أهل الحديث في سهيل بن أبي حزم. وهو في "شرح السنة" للبغوي (120).

کردے۔
۵۔قرآن کریم کے متشابہ آیات (جن کے بارے میں قرآن نے خود کہہ دیا ہے کہ ان کی سو فیصد صحیح مراد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا) ان کی جزم ووثوق کے ساتھ کوئی تفسیر بیان کرے اور اس پر مصر ہو۔
۶۔قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کرے جس سے اسلام کے دوسرے اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ عقائد یا احکام مجروح ہوتے ہوں۔
۷۔تفسیر کے معاملہ میں جہاں عقل وفکر کا استعمال جائز ہے وہاں کسی قطعی دلیل کے بغیر اپنی ذاتی رائے کو یقینی طور پر درست اور دوسرے مجتہدین کی آراء کو یقینی طور سے باطل قرار دے۔
یہ تمام صورتیں اس تفسیر بالرائے کی ہیں جن سے مذکورہ بالا حدیث میں منع کیا گیا ہے؛ چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ان تمام صورتوں کو اس مختصر جملے میں سمیٹ دیا گیا ہے:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار (ترمذی، باب ما جاء یفسر القرآن، حدیث نمبر:۲۸۷۴)
جو شخص قرآن کریم کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

البتہ تفسیر کے اصولوں اور اسلام کے اجماعی طور پر طے شدہ ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے اگر تفسیر میں کسی ایسی رائے کا اظہار کیا جائے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو تو وہ حدیث کی وعید میں داخل نہیں ہے؛ البتہ اس قسم کا اظہار رائے بھی قرآن وسنت کے وسیع وعمیق علم اور اسلامی علوم میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں اور علماء نے اس کے لیے بھی کچھ کارآمد اصول مقرر فرمائے ہیں جو اصول فقہ اور اصول تفسیر میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور ان کا ایک نہایت مفید خلاصہ علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "البرہان فی علوم القرآن کی نوع ۴۱ میں بالخصوص اقسام التفسیر کے زیر عنوان (صفحہ:۱۶۴۔۱۷۰) بیان فرمایا ہے، یہ پوری بحث نہایت قابل قدر ہے؛ لیکن چونکہ عربی زبان وعلوم کی مہارت کے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، اس لیے اس کا ترجمہ یہاں نقل کرنا بے فائدہ ہے جو عربی داں حضرات چاہیں وہاں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

تفسیر میں گمراہی کے اسباب کا بیان

علم تفسیر جہاں ایک انتہائی سعادت کی چیز ہے وہاں اس نازک وادی میں قدم رکھنا بے حد خطرناک بھی ہے؛ کیونکہ انسان اگر کسی آیت کی غلط تشریح کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی بات منسوب کررہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں کہی اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہوسکتی ہے جن لوگوں نے ضروری شرائط پوری کیے بغیر قرآن کریم میں دخل اندازی کی ہے وہ کافی محنت خرچ کرنے کے باوجود اس بدترین گمراہی میں مبتلا ہوگئے، تفسیر قرآن میں گمراہی کا ایک خطرناک سبب یہ ہے کہ انسان اہلیت وصلاحیت کو دیکھے بغیر قرآن کریم کے معاملے میں رائے زنی شروع کردے، خاص طور سے ہمارے زمانے میں گمراہی کے اس سبب نے بڑی قیامت ڈھائی ہے، یہ غلط فہمی عام ہوتی جارہی ہے کہ صرف عربی زبان پڑھ لینے کے بعد انسان قرآن مجید کا عالم ہوجاتا ہے اور اس کے بعد جس طرح سمجھ میں آئے قرآن کریم کی تفسیر کرسکتا ہے، حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ

کوئی بھی علم وفن ایسا نہیں ہے جس میں زبان دانی کے بل بوتے پر مہارت پیدا ہوسکتی ہے، آج تک کبھی کسی ذی ہوش نے انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھنے کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کیا ہوگا کہ وہ ڈاکٹر ہوگیا ہے، اسی طرح کوئی شخص انجینیرنگ کی کتابیں پڑھ کر انجینیر ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور نہ قانون کی اعلیٰ کتابیں دیکھ کر ماہر قانون کہلا سکتا ہے، اگر کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو یقیناً ساری دنیا اسے احمق اور بے وقوف کہے گی، اس لیے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ تمام علوم وفنون محض زبان دانی اور نجی مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتے ؛ بلکہ ان کے لیے سالہا سال کی محنت درکار ہے، انھیں ماہر اساتذہ سے پڑھا جاتا ہے، اس کے لیے بڑی بڑی درسگاہوں میں کئی کئی امتحانات سے گزرنا ہوتا ہے، پھر کسی ماہر فن کے پاس رہ کر ان کا عملی تجربہ کرنا پڑتا ہے، تب کہیں انسان ان علوم کا مبتدی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

جب ان علوم وفنون کا حال یہ ہے تو تفسیر قرآن جیسا علم محض عربی زبان سیکھ لینے کی بناء پر آخر کیسے حاصل ہوجائے گا؟ آپ گزشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ علم تفسیر میں درک حاصل کرنے کے لیے کتنی وسیع معلومات درکار ہوتی ہیں ؛ بلکہ وہ دنیا کی تمام کتابوں کے برخلاف اپنا ایک جداگانہ اور ممتاز اسلوب رکھتا ہے، لہٰذا کسی آیت کو قرار واقعی طور پر سمجھنے کے لیے اول تو یہ ضروری ہے کہ اس آیت کے مختلف قرأتوں، اس موضوع کی تمام دوسری آیات اور ان کے متعلقات پر پوری نگاہ ہو، پھر آپ پیچھے دیکھ چکے ہیں کہ بہت سی آیتیں کسی خاص واقعاتی پس منظر سے وابستہ ہوتی ہیں جسے سبب نزول کہا جاتا ہے اور جب تک سبب نزول کی مکمل تحقیق نہ ہو اس کا پورا مفہوم نہیں سمجھا جاسکتا نیز یہ حقیقیت بھی آپ کے سامنے آچکی ہے قرآن کریم بہت سی مجمل باتوں کی تشریح وتفسیر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر چھوڑ دیتا ہے۔

لہٰذا ہر آیت میں یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی قولی یا عملی تعلیم موجود ہے یا نہیں اور اگر موجود ہے تو وہ تنقید روایات کے مسلم اصولوں پر پوری اترتی ہے یا نہیں نیز صحابہ کرام نے جو نزول قرآن کے عینی شاہد تھے اس آیت کا کیا مطلب سمجھا تھا اگر اس بارے میں روایات کے درمیان کوئی تعارض واختلاف ہے تو اسے کیونکر رفع کیا جاسکتا ہے، پھر عربی زبان ایک وسیع زبان ہے جس میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی اور ایک ایک معنی کے لیے کئی کئی لفظ ہوتے ہیں، لہٰذا جب تک اُس زمانے کے اہل عرب کے محاورات پر عبور نہ ہو کسی معنی کی تعیین بہت مشکل ہوتی ہے، اس کے علاوہ صرف الفاظ کے لغوی معنی جاننے سے کام نہیں چلتا ؛ کیونکہ عربی میں نحوی ترکیبوں کے اختلاف سے معانی میں تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اور یہ بات عربی لغت وادب پر مکمل عبور کے بغیر طے نہیں کی جاسکتی کہ اس مقام پر کونسی ترکیب محاوراتِ عرب کے زیادہ قریب ہے؟ اور سب سے آخر میں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے اسرار ومعارف ایسے شخص پر نہیں کھولتا جو اس کی نافرمانیوں پر کمر بستہ ہے ؛ لہٰذا تفسیر قرآن کے لیے اللہ کی بندگی اس کے ساتھ تعلق خاص، طاعت وتقویٰ اور حق پرستی کے بے لاگ جذبے کی ضرورت ہے۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ تفسیر قرآن کے لیے صرف عربی زبان کی معمولی واقفیت کام نہیں دے سکتی ؛ بلکہ اس کے لیے علم اصولِ تفسیر، علم حدیث، اصول حدیث، اصول فقہ، علمِ فقہ، علم نحو، علم صرف، علمِ لغت، علم ادب اور علمِ بلاغت میں ماہرانہ بصیرت اور اس کے ساتھ طہارت وتقویٰ ضروری ہے، ان ضروری شرائط کے بغیر تفسیر کی وادی میں قدم رکھنا اپنے آپ کو گمراہی میں

ڈال دینے کے مرادف ہے اور اسی طرزِ عمل کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار"۔ (ترمذی، باب ما جاء فی تفسیر القرآن، حدیث نمبر: ۲۸۷۴)
جو شخص قرآن میں بغیر علم کے گفتگو کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ" (قمر: ۱۷) "اور بلاشبہ ہم نے قرآن کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے" اور جب قرآن کریم ایک آسان کتاب ہے تو اس کی تشریح کے لیے کسی لمبے چوڑے علم وفن کی ضرورت نہیں؛ لیکن یہ استدلال ایک شدید مغالطہ ہے جو خود کم فہمی اور سطحیت پر مبنی ہے واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جن میں عام نصیحت کی باتیں، سبق آموز واقعات اور عبرت وموعظت کے مضامین بیان کئے گئے ہیں، مثلاً دنیا کی ناپائیداری، جنت و دوزخ کے حالات، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی باتیں اور زندگی کے دوسرے سیدھے سادے حقائق، اس قسم کی آیتیں بلاشبہ آسان ہیں اور جو شخص بھی عربی زبان سے واقف ہو وہ انھیں سمجھ کر نصیحت حاصل کرسکتا ہے، مذکورہ بالا آیت میں اسی قسم کی تعلیمات کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ہم نے آسان کر دیا ہے؛ چنانچہ خود اس آیت میں لفظ "لِلذِّكْرِ" (نصیحت کے واسطے) اس پر دلالت کر رہا ہے۔

اس کے برخلاف دوسری قسم کی آیتیں وہ ہیں جو احکام وقوانین، عقائد اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں، اس قسم کی آیتوں کا کماحقہ سمجھنا اور ان سے احکام ومسائل مستنبط کرنا ہر شخص کا کام نہیں، جب تک اسلامی علوم میں بصیرت اور پختگی حاصل نہ ہو؛ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی مادری زبان اگرچہ عربی تھی اور عربی سمجھنے کے لیے انھیں کہیں تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے میں طویل مدتیں صرف کرتے تھے، علامہ سیوطی نے امام ابوعبدالرحمن سلمی سے نقل کیا ہے کہ جن حضرات صحابہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے مثلاً حضرت عثمان بن عفان اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ انھوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان آیتوں کے متعلق تمام علمی اور عملی باتوں کا احاطہ نہ کرلیں، وہ فرماتے تھے کہ "نتعلمنا القرآن والعلم والعمل جمیعًا" (اتقان: ۲/۱۷۶) "ہم نے قرآن اور علم وعمل ساتھ ساتھ سیکھا ہے" چنانچہ مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے صرف سورۂ بقرہ یاد کرنے میں پورے آٹھ سال صرف کئے اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لیتا ہماری نگاہوں میں اُس کا مرتبہ بہت بلند ہوجاتا تھا۔ (اتقان: ۲/۱۷۶، نوع: ۷۷)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات صحابہ جن کی مادری زبان عربی تھی، جو عربی کے شعر وادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور جن کو لمبے لمبے قصیدے معمولی توجہ سے ازبر ہوجایا کرتے تھے، انھیں قرآن کریم کو یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لیے اتنی طویل مدت کی کیا ضرورت تھی کہ آٹھ آٹھ سال صرف ایک سورت پڑھنے میں خرچ ہوجائیں؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور اس کے علوم کو سیکھنے کے لیے صرف عربی زبان کی مہارت کافی نہیں تھی؛ بلکہ اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت

اور تعلیم سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا، اب ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عربی زبان کی مہارت اور نزولِ وحی کا براہِ راست مشاہدہ کرنے کے باوجود "عالم قرآن" بننے کے لیے باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی تو نزولِ قرآن کے سینکڑوں سال بعد عربی کی معمولی شدبد پیدا کر کے یا صرف ترجمے دیکھ کر مفسر قرآن بننے کا دعویٰ کتنی بڑی جسارت اور علم ودین کے ساتھ کیسا افسوسناک مذاق ہے؛ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ".

(ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ. حدیث نمبر: ۲۸۷۵)

جو شخص قرآن کریم کے معاملہ میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اگر کوئی تفسیر قرآن کے سلسلہ میں اپنی رائے سے ٹھیک بات بھی کہہ دے تب بھی وہ موجب عتاب قرار دیا گیا ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے:

"مَنْ قَالَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ".

(ابوداؤد، بَابُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ. حدیث نمبر: ۳۱۶۷)

جو شخص قرآن کریم کے بارے میں اپنی رائے سے کچھ گفتگو کرے تو اگر صحیح بات بھی کہے تو اس نے غلطی کی۔

دراصل یہ ایک خدائی نظام ہے اس کتاب مقدس کے الفاظ ومعانی کی نگہداشت کا، تاکہ یہ کلام من گھڑت خیالات شخصی تشریحات کی ملاوٹ سے بالکل پاک وصاف رہے، اس لیے علمائے امت اور مفسرین کرام نے تن ومن قربان کر کے اس کی خدمت کی ہے اور صحیح وسقیم میں فرق، حق وباطل میں تمیز اور مراد ربانی ومنشائے نبوی کی تعیین کے لیے خود کو وقف کر دیا اور اگر کسی مفسر نے راہِ حق سے سرمو انحراف کی کوشش کی یا اصول وضوابط کو فراموش کیا تو پھر وہ ساری امت کی نگاہوں میں مجرم قرار دیا گیا، چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر وتشریح میں غیر تحقیقی واقعات کے بیان اور بے جا قصص وامثال کے اظہار پر پابندی لگادی اور تفسیر قرآن کریم میں اسرئیلی روایات پر اعتماد کرنے سے اجتناب اور ان کو بیان کرنے کے لیے اصول متعین فرمادئے ہیں۔

بَابُ تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ

باب: بات کو دُہرا دینا

3653 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ هَاشِمِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سَابِقِ بْنِ نَاجِيَةَ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ رَجُلٍ، خَدَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

3653- إسناده ضعيف لضعف عبد الأعلى - وهو ابن عامر الثعلبي - أبو عوانة: هو الوضاح بن عبد الله اليشكري. وأخرجه أحمد (2069)، والترمذي (3181) و (3182)، والنسائي في "الكبرى"، (8530) و (8031)، بلفظ" :من قال في القرآن بغير علم - وفي رواية: برأيه - فليتبوأ مقعده من النار" وقال الترمذي: هذا حديث حسن.

ابوسلام ایک شخص کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے (وہ بیان کرتے ہیں) کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات کرتے تھے، تو آپ ﷺ اسے تین مرتبہ دہراتے تھے۔

بَابٌ فِي سَرْدِ الْحَدِيثِ

باب: جلدی، جلدی بات کرنا

3654- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ، إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اسْمَعِي يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ، مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا، قَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُ إِلَى هَذَا، وَحَدِيثِهِ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُحَدِّثُ الْحَدِيثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ أَنْ يُحْصِيَهُ أَحْصَاهُ

عروہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نماز ادا کر رہی تھیں، تو انہوں نے دو مرتبہ یہ کہا: اے اس حجرے کی مالک خاتون! آپ ﷺ سنیے، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز مکمل کی، تو فرمایا: کیا تمہیں ان پر اور ان کی طرزِ گفتگو پر حیرانی نہیں ہوتی؟ نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات بیان کرتے تھے، تو اگر گنتی کرنے والا شخص چاہتا، تو (آپ ﷺ کے الفاظ کو) شمار کر سکتا تھا۔

3655- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ، قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ مِثْلَ سَرْدِكُمْ

عروہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تمہیں ابوہریرہ پر حیرانی نہیں ہوتی، وہ آئے، میرے حجرے کے پہلو میں بیٹھے اور نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احادیث بیان کرنے لگے، وہ مجھے وہ حدیث سنا رہے تھے، میں اس وقت نوافل ادا کر رہی تھی، پھر میرے نوافل مکمل کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے بھی گئے، اگر میں انہیں پا لیتی تو میں انہیں یہ جواب دیتی کہ نبی اکرم ﷺ اس طرح تیزی سے گفتگو نہیں کرتے تھے، جس طرح آپ لوگ تیزی سے بات چیت کرتے ہیں۔

3654- وأخرجه البخاري (3567) من طريق سفيان بن عيينة، بهذا الإسناد. وأخرجه بنحوه مسلم بإثر (3003) من طريق سفيان بن عيينة، عن هشام بن عروة، عن أبيه، به. وهو في "مسند أحمد" (24865)، و"صحيح ابن حبان" (100) و (7153).

3655- إسناده صحيح. يونس: هو ابن يزيد الأيلي، وابن وهب: هو عبد الله. وأخرجه مسلم (2493). من طريق عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد. وعلقه البخاري بصيغة الجزم (3568) عن الليث بن سعد، عن يونس، به. وأخرجه الترمذي (3968)، والنسائي في "الكبرى" (10174)

بَابُ التَّوَقِّي فِي الْفُتْيَا

باب: فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا

3656 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْغَلُوطَاتِ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط مسئلے بیان کرنے سے منع کیا ہے۔

3657 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَفْتَى ح وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي نُعَيْمَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الطُّنْبُذِيِّ، رَضِيعِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ زَادَ سُلَيْمَانُ الْمَهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ وَهٰذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو (کسی) نے علم نہ ہونے کے باوجود شرعی مسئلہ بتایا ہو، تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جس نے اسے مسئلہ بتایا ہو''

ایک راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں ''جس شخص اپنے بھائی کو کسی ایسی چیز کے بارے میں مشورہ دیا، جس کے بارے میں وہ یہ جانتا ہو کہ اس کی بجائے دوسری صورت بہتر ہے، تو اس شخص نے اس کے ساتھ خیانت کی''

روایت کے یہ الفاظ سلیمان کے نقل کردہ ہیں۔

افتاء کی لغوی اور شرعی تعریف

افتاء کے لغوی معنی ہیں کسی بھی سوال کا جواب دینا؛ خواہ اس کا تعلق حکم شرعی سے ہو یا کسی دنیوی معاملے سے، اور شریعت کی اصطلاح میں افتاء کہتے ہیں کسی دینی اور شرعی مسئلہ کے بارے میں ادلہ شرعیہ کے ذریعہ حکم خداوندی اور منشاء الٰہی سے واقف کرانا،

"المصباح" کے مصنف افتاء کے لغوی اور شرعی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

3656-وأخرجه سعيد بن منصور (1179)، وأحمد (23688)، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 305 /1، والآجري في "أخلاق العلماء" ص117 - 116، والطبراني في "الكبير" 19/ (892)، والخطابي في "غريب الحديث" 354 /1، وتمام في "فوائده" (116 - 114)، والبيهقي في "المدخل" (305)، والخطيب في "الفقيه والمتفقه" 11 /2، وابن عبد البر في "الاستذكار" 27/ 365 - 366، وفي "جامع بيان العلم وفضله" 139 /2، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 46 /29،

3657-حديث حسن، وهذا إسناد رجاله ثقات، لكنه اختلف فيه كما ترى فمرة ذكر فيه عمرو بن أبي نعيمة، ومرة لم يذكر، وعمرو بن أبي نعيمة-وقيل: نعمة-مجهول، لكنه متابع. فقد أخرجه ابن ماجه (53) من طريق أبي هانئ حميد بن هانئ الخولاني

معنى الإفتاء في اللغة: هو الجواب لأي سوال كان، سواء كان متعلقا بالأحكام الشرعية أو بغيرها من المعاملات الأخرى الدنيوية المحضة ويؤخذ مما قال علماء الفقه الإسلامي وأصوله أن الإفتاء: هو الإخبار بحكم الله تعالى عن مسئلة بمقتضى الأدلة الشرعية لمن سأل عنه.

دین کے مخصوص خدام

یہ ایک حقیقت ہے کہ علماء کرام کے دو طبقے مخصوص طور پر دین کی خدمت میں نمایاں اور پیش پیش رہے ہیں ایک محدثین کا طبقہ ہے، جن کا مشغلہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت وصیانت ہے یعنی اس طبقہ کو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات اوران کے بیان وضبط کا اہتمام رہا اور انہوں نے اسناد اور الفاظ حدیث پر گہری نظر رکھی۔

دوسرا طبقہ فقہاء امت کا ہے، جنہوں نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل واحکام کا استخراج کیا اور الفاظ حدیث سے زیادہ معانی اور اس سلسلہ کے اصول وقواعد پر ان کی نظر مرکوز رہی۔

ملت اسلامیہ کے پہلے مفتی

مفتیوں کا تعلق اسی دوسرے طبقہ سے ہے، اور اس امت کے پہلے مفتی اعظم خود رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے؛ اس لئے کہ بندوں کو امر الٰہی اور حکم خداوندی سے واقف کرانا انبیاء کرام کی مقدس جماعت کے واسطہ سے ہی ہوا ہے، اور انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ انسانیت کا رشتہ رب العالمین سے جوڑا جائے، مخلوق کو خالق سے ملایا جائے، اور بندوں کو رب کے احکام بتا کر حکم خدا پر لگایا جائے اس لئے اس عظیم الشان فریضے کو سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا اور یہ دولت آپ تک خود رب العالمین کی جانب سے پہونچی تھی، قرآن پاک میں لفظ "افتاء" خود حق جل مجدہ کے لئے استعمال ہوا ہے، ارشاد ربانی ہے:

يستفتونك في النساء قل الله يفتيكم فيهن وما يتلى عليكم في الكتاب.

لوگ آپ سے عورتوں کے متعلق حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتا ہے اور وہ آیات بھی جو قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ کلالہ کے سلسلہ میں آیت نازل ہوئی:

يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة.

"لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے سلسلہ میں حکم دیتا ہے"۔

ان آیتوں کو پڑھتے چلئے تو صاف معلوم ہوگا کہ ان آیتوں میں افتاء کی نسبت خود اللہ رب العزت کی طرف کی گئی ہے، اس سے اس منصب کی عظمت اور جلالت شان کا بھی اندازہ ہوتا ہے، علامہ ابن القیم اپنی شہرہ آفاق تالیف "اعلام الموقعین" میں لکھتے ہیں:

اول من قام بمنصب الإفتاء سيد المرسلين، خاتم النبيين ﷺ فكان يفتي عن الله سبحانه

وتعالى بوحيه المبين وكانت فتاواه عليه السلام جوامع الأحكام وهي اكبر مأخذ للشريعة الإسلامية بعد القرآن.

سب سے پہلے منصب افتاء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی مبین کے ذریعہ فتویٰ دیتے تھے اور آپ کے فتاوی جامع الاحکام اور قرآن کے بعد شریعت کے سب سے بڑے ماخذ ہیں۔ (اعلام الموقعین)

چنانچہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنے پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں حکم دریافت کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی روشنی میں سب کو شاد کام فرماتے ان سوالات وجوابات کا بڑا ذخیرہ کتب حدیث میں محفوظ ہے اور علماء نے اس حصہ کو علیحدہ جمع کرنے کی بھی سعی پیہم کی ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ مَنْعِ الْعِلْمِ

باب: علم کی بات کو چھپانے کا ناپسندیدہ ہونا

3658 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص سے علم سے متعلق کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اسے چھپالے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالے گا"۔

علم چھپانا سخت گناہ ہے

جو شخص دین کا عالم ہے اس کو چاہیے کہ وہ دوسروں کو سکھائے، اگر لوگ اس سے فیض نہیں حاصل کر پا رہے ہیں، تو صاحب علم کو سمجھنا چاہیے کہ اس کا علم نفع بخش نہیں ہے، اگر کسی عالم سے کوئی دینی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود لوگوں کو مطلع نہیں کیا تو ایسے شخص کے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ" (۲۳) جس شخص سے علم دین کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے جاننے کے باوجود چھپایا تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی، قیامت کے دن اس کو اتنی سخت سزا اس وجہ سے دی جائے گی کہ اس نے علم کے مقصد نشر واشاعت کو زائل کر دیا، اس نے معلوم شدہ بات میں سکوت اختیار کر کے دنیا میں اپنے منہ میں لگام ڈالی لہٰذا آخرت میں

3658- إسناده صحيح. عطاء: هو ابن أبي رباح، وعلي بن الحكم: هو البناني البصري، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه ابن ماجه (261)، والترمذي (2840) من طريق علي بن الحكم، به. وأخرجه ابن ماجه (266) من طريق إسماعيل بن إبراهيم الكرابيسي، عن عبد الله ابن عون، عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة. وإسماعيل الكرابيسي حسن الحديث. وهو في "مسند أحمد" (7571)، و"صحيح ابن حبان" (95).

آگ کی لگام اس کے منہ میں ڈالی جائے گی، اسی وجہ سے ہر عالم کو خوب متنبہ رہنا چاہئے، جو شخص بھی اس سے دین کی کوئی ضروری بات پوچھے تو اگر صحیح طور پر جانتا ہے تو اس کو بتانے سے ہرگز ہرگز دریغ نہ کرے؛ تاکہ اس وعید کا مستحق نہ بنے۔

علم کو صلاحیت کے مطابق سکھانا چاہئے

عالم دین کو خود علم کی وقعت اور عزت کرنا چاہئے علم کو سونے، چاندی اور ہیرے جواہرات سے بھی بہتر سمجھنا چاہئے جس طرح ایک دنیادار آدمی کبھی کتے اور خنزیر کی گردن میں ہیرے جواہرات کے زیور نہیں ڈالتا ہے؛ اسی طرح علماء دین کو بھی چاہئے کہ ناقدروں کو علم نہ سکھائیں، مسئلہ بتادینا یہ دوسری بات ہے؛ لیکن علم سکھانا اور علمی نکات بتانا یہ دوسری چیز ہے، مسئلہ تو جو بھی دریافت کرنے آئے اس کو اس کے فہم کے اعتبار سے بتادینا بہتر ہے؛ لیکن جہاں تک علم دین سکھانے کا تعلق ہے؛ تو وہ صرف قدردانوں تک ہی محدود رکھنا چاہئے۔ اسی طرح کسی شخص کی صلاحیت سے بڑھ کر، اس کو علم سکھانا بھی علم پر ظلم کرنا ہے؛ جو شخص معمولی باتیں نہ سمجھتا ہو اس کے سامنے تصوف کی باریکیاں بیان کرنا؛ یہ علم کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ" (۲۴) نااہلوں کو علم سکھانے سے اس لئے منع فرمایا کہ وہ علمی باریکیوں کو سمجھ نہیں سکیں گے، اور بغیر سمجھے عمل شروع کرنے کے نتیجے میں شیطان کے دام میں پھنس کر گمراہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا علماء دین کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ علم دین سکھاتے وقت طلباء و عوام کی صلاحیتوں کا خاص خیال رکھ کر ان کو مستفید کریں۔

علماء کرام کو اشاعت حدیث کا خاص خیال رکھنا چاہئے

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو یاد کرنا اور ان کو لوگوں تک پہنچانا بہت بڑی سعادت کی بات ہے اس امت کے سیکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے اس سعادت کا اپنے آپ کو مستحق بنایا ہے اور ساری زندگی اللہ کے نبی کے فرامین کی خدمت میں گزار دی یہ اتنی بڑی سعادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ (۲۵) اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے کچھ سنا پھر جس طرح سے اس نے سنا تھا اسی طرح دوسرے تک پہنچا دیا۔ اللہ کے نبی نے اپنے فرامین کی اشاعت کرنے والے کیلئے یہ دعاء کی ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا فوراً قبول ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ حدیث کی خدمت کرنے والوں کے چہروں پر نورانیت رہتی ہے۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا: مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيهًا وَ كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا. جس شخص نے میری امت کے نفع کے لئے دینی امور سے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرلیں تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو فقیہ بنا کر اٹھائیں گے اور میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اس کی نیکیوں پر گواہی دینے والا ہوں گا۔ حفظ حدیث اور نشر حدیث کرنے والے کیلئے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شفارش کی ذمہ داری لی ہے اور اس بات کی بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنا کر اٹھائیں گے ان تمام بشارتوں کے باوجود اہل علم کا ایک بہت بڑا طبقہ علم حدیث سے تغافل برت رہا ہے۔ اس طبقہ نے صرف حدیث کا پڑھ لینا ہی کافی سمجھ لیا ہے۔ حدیث کے یاد کرنے اور اس کے پھیلانے کی طرف کوئی قابل ذکر توجہ نہیں ہے۔ اگر کسی شخص

کی یہ خواہش ہے کہ قیامت کے روز اس کا شمار فقیہوں میں ہو تو اس کو اولین فرصت میں کم از کم چالیس اَحادیث یاد کر کے لوگوں تک پہنچانے کی تگ و دو کرنا چاہئے، لیکن اس کے ساتھ حدیث کے انتخاب اور اس کے یاد کر کے روایت کرنے میں پوری احتیاط برتنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ موضوع روایات یا منسوخ و متروک روایات یاد کر کے اس کو نشر کر دے اور بجائے فائدہ کے نقصان اٹھانا پڑ جائے اس سلسلہ میں صد درجہ احتیاط لازم ہے اسی وجہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اتقو الحديث الا ما علمتم فمن كذب علىّ متعمدًا فليتبوّا مقعدَهٗ من النار" (۲۷) آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث روایت کرنے سے بچو۔ صرف وہی حدیث نقل کرو جس کے بارے میں تم کو یقین ہو کہ یہ میری حدیث ہے جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈھنا چاہئے۔" لہٰذا احادیث یاد کرنے اور ان کو نقل کرنے میں یا تو کسی حدیث کی معتبر کتاب کا انتخاب کرنا چاہئے یا پھر کسی ماہر عالم کی طرف رجوع کریں۔ اور عام علماء کو اگر کسی چیز میں تشویش ہو تو وہ راسخ فی الدین اور جید الاستعداد عالم سے اپنا مسئلہ دریافت کریں اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہہ دینا چاہئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فما علمتم منه فقولوا وما جعلتم فكلوه الى عالمه" (۲۸) تم لوگ وہی بات کہو جو علماء کے ذریعہ سے تمہارے علم میں ہے اور جس بات سے تم ناواقف ہو اس کو علم رکھنے والوں کے سپرد کر دو اپنی طرف سے دین میں دخل اندازی اور اپنے نفس سے حدیث کے بارے میں موشگافی نہ کرنا چاہئے۔

بَابُ فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ

باب: علم کی اشاعت کی فضیلت

3659 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْكُمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم (مجھ سے احادیث) سنتے ہو، (آگے آنے والے وقت میں) تم سے سنا جائے گا اور پھر اُن سے سنا جائے گا، جنہوں نے تم سے سنا تھا''

3660 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3659-وأخرجه أحمد بن حنبل في "مسنده" (2947)، والحارث بن أبي أسامة (52- زوائده) وابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" 2/ 8 و9 - 8 و9، وابن حبان (62)، والرامهرمزي في "المحدث الفاصل" (92)، والحاكم في "المستدرك" 95 /1، وفي "معرفة علوم الحديث" ص 27، والبيهقي في "السنن الكبرى" 250 /10، وفي "دلائل النبوة" 539 /6، وفي "شعب الايمان" (1740)، والخطيب البغدادي في "شرف أصحاب الحديث" (70)، وابن عبد البر في "جامع بيان العلم وفضله" 43 /1.

يَقُولُ: نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ

❁❁ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اللہ اس شخص کو خوش رکھے، جو ہم سے کوئی حدیث سن کر اسے محفوظ کر لے اور پھر اس کی تبلیغ کر دے، کیونکہ بعض اوقات علمی بات سیکھنے والا شخص' اس شخص تک بات منتقل کر دیتا ہے' جو اس سے بڑا عالم ہوتا ہے اور بعض اوقات علمی بات سیکھنے والا شخص' اس شخص تک بات منتقل کر دیتا ہے، جو اس سے بڑا عالم ہوتا ہے اور بعض اوقات علمی بات سیکھنے والا شخص، خود عالم نہیں ہوتا''۔

3661 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِهُدَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

❁❁ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی کی وجہ سے، ایک شخص کو ہدایت عطا کر دے، یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے''۔

بَابُ الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

بنی اسرائیل کے حوالے سے کوئی بات روایت ہونا

3662 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بنی اسرائیل کے حوالے سے بات بیان کر دیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے''

3660-وأخرجه الترمذي (2847) من طريق شعبة بن الحجاج، بهذا الإسناد. وقال: حديث حسن. وهو في "مسند أحمد" (21590)، و"صحيح ابن حبان" (67) و (680). وأخرجه ابن ماجه (230) من طريق عباد بن شيبان الأنصاري، عن زيد بن ثابت.

3661-إسناده صحيح. أبو حازم: هو سلمة بن دينار. وهو في "سنن سعيد بن منصور" (2472) و (2473). وأخرجه البخاري (2942)، ومسلم (2406)، والنسائي في "الكبرى" (8093) و (8348) و (8533) من طريق أبي حازم سلمة بن دينار، به. وهو في "مسند أحمد" (22821)، و"صحيح ابن حبان" (6932).

3662-صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمد بن عمرو -وهو ابن علقمة الليثي- وهو في "مصنف ابن أبي شيبة" 9/ 62. وأخرجه الشافعي في "مسنده" 1/ 17، والحميدي (1165)، وأحمد (10130)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (135)، وابن حبان (6254) من طرق عن محمد ابن عمرو، به. وفي الباب عن عبد الله بن عمرو بن العاص عند البخاري (3461)، وأحمد (6486)، والترمذي (2860) و (2861). وعن أبي سعيد الخدري عند أحمد (11424)، والنسائي في "الكبرى" (5817)، وأبي يعلى (1209).

3663 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتَّى يُصْبِحَ مَا يَقُومُ إِلَّا إِلَى عُظْمِ صَلَاةٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ ہمیں بنی اسرائیل کے بارے میں بتا رہے تھے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، آپ ﷺ صرف فرض نماز کے لیے اٹھے''۔

اسرائیلیات کے حکم کا بیان

اس سلسلہ میں تقریباً علمائے امت نے ایک ہی جواب دیا، الفاظ و تعبیرات اگرچہ مختلف ہیں؛ لیکن حکم ایک ہی ہے، آگے ہم مختلف علماء کرام کی تحریریں پیش کریں گے، علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ

(۱) پہلی قسم وہ اسرائیلیات ہیں جن کی تصدیق دوسرے خارجی دلائل سے ہو چکی ہے مثلاً: فرعون کا غرق ہونا وغیرہ، ایسی روایات اسی لیے قابلِ اعتبار ہیں کہ قرآن کریم یا صحیح احادیث نے ان کی تصدیق کر دی ہے۔

(۲) دوسری قسم وہ اسرائیلیات ہیں جن کا جھوٹ ہونا خارجی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے، مثلاً: یہ کہانی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آخر عمر میں (معاذ اللہ) بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے یہ روایت اس لیے قطعاً باطل ہے کہ قرآن کریم نے صراحۃً اس کی تردید فرمائی ہے۔

(۳) تیسری قسم ان اسرائیلیات کی ہے جن کے بارے میں خارجی دلائل سے نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سچی ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹ ہیں، مثلاً تورات کے احکام وغیرہ ایسی اسرائیلیات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لا تصدقوها ولا تكذبوها"۔

اس قسم کی روایات کو بیان کرنا تو جائز ہے؛ لیکن ان پر نہ کسی دینی مسئلہ کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے نہ ان کی تصدیق یا تکذیب کی جا سکتی ہے اور اس قسم کی روایات کو بیان کرنے کا کوئی خاص فائدہ بھی نہیں۔ (علوم القرآن: ۳۶۴)

یہی بات علامہ محمد حسینی ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے۔ (التفسیر والمفسرون للذھبی، باب ثانیا: الاسرائیلیات: ۴/ ۱۴)

مسند الہند حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۱۷۶) نے نہایت اختصار کے ساتھ مگر جامع بات لکھی ہے کہ تفسیر میں اسرائیلی روایتوں کو بیان کرنا دراصل یہ بھی ایک سازش ہے جبکہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ ان کی تکذیب کرو؛ لہٰذا اس قاعدہ کی بنیاد پر دو باتیں نہایت ضروری ہیں:

3663- إسناده صحيح. أبو حسان: هو مسلم بن عبد الله الأعرج، ومعاذ: هو ابن هشام بن أبي عبد الله الدستوائي. وأخرجه أحمد (19922)، وابن خزيمة (1342)، وابن حبان (6255) من طريقين عن قتادة، به. وأخرجه أحمد (19921)، والبزار في "مسنده" (3596)، وابن خزيمة (1342)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (137)، والطبراني في "الكبير" /18 (510)، وابن عدي في "الكامل" 6/ 2221، والحاكم 379 /2

(۱) جب حدیث میں قرآن کریم کے اشارہ کی تفصیل موجود ہو تو اسرائیلی روایات کو تفسیر میں نقل نہیں کرنا چاہئے۔
(۲) قرآن کریم میں جس واقعہ کی طرف اشارہ آیا ہو اس کی تفصیل ضرورت کے بقدر ہی بیان کرنی چاہئے تاکہ قرآن کریم کی گواہی سے اس کی تصدیق ہو کیونکہ یہ بھی قاعدہ ہے کہ ضروری بات بقدر ضرورت مانی جاتی ہے۔ (الفوز الکبیر مع شرح الخیر الکثیر: ۵۳۰)

بَابٌ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالَى

باب: غیر اللہ کے لیے علم کے حصول (کی مذمت)

3664 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ أَبِي طُوَالَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيحَهَا

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کوئی ایسا علم حاصل کرے، جسے اللہ کی رضا اور رسول کے لیے حاصل کیا جاتا ہے، لیکن وہ شخص اس کے ذریعے صرف کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہو، تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا''۔

بَابٌ فِي الْقَصَصِ

باب: وعظ کہنا

3665 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْخَوَّاصُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُخْتَالٌ

❁❁ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3664- حديث صحيح لغيره، فليح - وهو ابن سليمان - وإن تكلم فيه، يعتبر به في المتابعات والشواهد، وباقي رجاله ثقات. وقد سكت عبد الحق الإشبيلي عن هذا الحديث مصححاً له. وهو في "مصنف ابن أبي شيبة" 731 /8، وعنه ابن ماجه (252). وهو في "مسند أحمد" (8457)، و "صحيح ابن حبان" (78). ويشهد له حديث عبد الله بن عمر عند الترمذي (2846)، وابن ماجه (258)، والنسائي في "الكبرى" (5879).

3665- وأخرجه ابن قانع في "معجم الصحابة" 305 /2، والطبراني في "الكبير" /18(121). وفي "الشاميين" (61) و(855) من طريق ابراهيم بن أبي عبلة، عن يحيى بن أبي عمرو السيباني، عن عوف بن مالك. وأخرجه عبد الله بن وهب في "جامعه" (565)، وأحمد (23974)، والبخاري في "تاريخه" "الكبير"، تعليقاً 266 /3، والطبراني "الكبير" /18(114)، من طريق أزهر بن سعيد، عن ذي الكلاع، عن عوف بن مالك. وهذا إسناد حسن. وأخرجه أحمد (24005)، وعمر بن شبة في "تاريخ المدينة" 8 /1، والبزار في "مسنده" (2762)، والطبراني في "الكبير" /18(100)

''وعظ صرف حکمران کرے، یا جسے مقرر کیا گیا ہو وہ کرے، یا بڑائی کا اظہار کرنے والا کرے''۔

3666 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ فِي عِصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرْيِ، وَقَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِئُ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ قَارِئٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا، فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قَالَ: بِيَدِهِ هَكَذَا، فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزَتْ وُجُوهُهُمْ لَهُ قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْشِرُوا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذَاكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں کچھ غریب مہاجرین کے درمیان بیٹھا ہوا تھا، یہاں تک کہ انہوں نے مناسب کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی اوٹ لی ہوئی تھی اور ایک تلاوت کرنے والا، ان کے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا، اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہوئے، جب آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو قرأت کرنے والا خاموش ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے سلام کیا، پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک قاری ہمارے سامنے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، ہم اس سے اللہ کی کتاب کو سن رہے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر طرح کی حمد وثناء، اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں، جن کے بارے میں مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے ساتھ رہوں''۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے، یوں کہ اپنے آپ کو، ہم میں شامل کر لیں، پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا، تو لوگوں نے حلقہ بنا لیا اور ان سب کے چہرے نبی اکرم ﷺ کی طرف تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں نبی اکرم ﷺ نے میرے علاوہ اور کسی (انصاری) کو ان میں شمار نہیں کیا ہو، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے غریب مہاجرین! تم قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری حاصل کرو، تم خوشحال لوگوں سے نصف دن پہلے، جنت میں داخل ہو گے، وہ نصف دن پانچ سو سال کا ہوگا''۔

3667 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ مُطَهَّرٍ أَبُو ظَفَرٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ

خَلَفِ الْعَمِّيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتِقَ اَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتِقَ اَرْبَعَةً

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر صبح کی نماز سے لے کر سورج نکلنے تک ذکر کرتا رہوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار لوگوں کو آزاد کروں اور میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر صبح کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں چار غلام آزاد کروں"

3668 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَاْ عَلَيَّ سُوْرَةَ النِّسَاءِ قَالَ: قُلْتُ: اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ، قَالَ: اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ، قَالَ: فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا انْتَهَيْتُ اِلٰى قَوْلِهِ (فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ) (النساء: 41) الْآيَةَ، فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَهْمِلَانِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے سامنے سورہ نساء کی تلاوت کرو، میں نے عرض کی: کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کروں؟ جبکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسے، اپنے علاوہ کسی اور کی زبان سے سنوں، راوی کہتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت شروع کی، یہاں تک کہ جب میں اس مقام تک پہنچا۔

"اس وقت کیا عالم ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے، ایک گواہ کو لے کر آئیں گے"

میں نے اپنا سر اٹھایا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تمام نبیوں کے صدق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا یعنی کافر کو جو عذاب دے گا وہ ظلم نہیں ہوگا اور مومنوں کو بشارت دی تھی کہ ان کی نیکیوں کے اجر کو بڑھا دے گا' اب اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ جزا اور سزا نبیوں اور رسولوں کی گواہی پر مترتب ہوگی جس کے خلاف وہ گواہی دیں گے اس کو سزا ملے گی اور جس کے حق میں گواہی دیں گے اس کو اجر و ثواب بیش از بیش ملے

3667-إسناده حسن من أجل موسى بن خلف العمي، فهو صدوق حسن الحديث. وأخرجه الطبراني في "الدعاء" (1878) والبيهقي في "شعب الإيمان" (561) من طريقين عن موسى بن خلف، به. وأخرجه البيهقي في "السنن الكبرى" 8/79، وفي "شعب الإيمان" (562)

3668-إسناده صحيح. عبدالله: هو ابن مسعود، وعبيدة: هو ابن عمرو السلماني، وإبراهيم: هو ابن يزيد النخعي، والأعمش: هو سليمان بن مهران. وأخرجه البخاري (4582) و (5055)، ومسلم (800)، والترمذي (3273) و (3274)، والنسائي في "الكبرى" (8521) و (8024) و (8025) و (11039)

گا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ آپ پر تو خود قرآن مجید نازل ہوا ہے' آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں کسی اور سے قرآن سنوں' میں نے سورۃ النساء پڑھی جب میں آیت پر پہنچا (آیت) ''**فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا** (النساء:۴۱)

میں نے سر اٹھا کر دیکھا یا کسی نے میرے پہلو میں ٹہوکا دیا اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۰۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا خوف خدا کے غلبہ سے تھا کیونکہ اس سے پہلی آیت میں ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرمائیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دینے کا معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء صادقین علیہم السلام کے صدق پر گواہی دیں گے' یا انبیاء سابقین کی تقویت کے لئے ان کی امت کے کافروں کے خلاف شہادت دیں گے' اور اس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم فضیلت ہے کیونکہ تمام نبیوں اور رسولوں کی شہادت آپ کی شہادت سے مانی جائے گی۔

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

کتاب: مشروبات کے بارے میں روایات

بَابٌ فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

باب: شراب کا حرام ہونا

3669 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنَ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ، مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِي إِلَيْهِ: الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا، تو اس وقت یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی، انگور، کھجور، گندم اور جو، جبکہ خمر سے مراد وہ چیز ہے، جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

تین چیزیں ایسی ہیں، جن کے بارے میں میری ہر خواہش تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہونے سے پہلے ان کے بارے میں بھرپور وضاحت کر دیتے، (وراثت) میں (دادا کا حصہ) کلالہ کا حکم اور سود سے متعلق کچھ مسائل۔

3670 - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ) (البقرة: 219) الْآيَةَ. قَالَ: فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي النِّسَاءِ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى) (النساء: 43) فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: أَلَا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ

3669-إسناده صحيح. أبو حيان: هو يحيى بن سعيد بن حيان. وأخرجه البخاري (5588)، ومسلم (3032) من طريق أبي حيان، بهذا الإسناد. وأخرجه مختصراً بذكر الخمر البخاري (4619)، والترمذي (1982)، والنسائي (5578) و (5579) من طريق أبي حيان، والبخاري (5589) م

3670-إسناده صحيح. عمرو: هو ابن شرحبيل الهمداني، وقد أثبت البخاري وأبو حاتم سماعه من عمر، وأبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله السبيعي، وإسرائيل: هو ابن يونس بن أبي إسحاق. وأخرجه الترمذي (3301) من طريق محمد بن يوسف، والنسائي (5540) من طريق عبيد الله بن موسى.

بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً. فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ) (المائدة: 91) قَالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا

⊛⊛ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

''اے اللہ! شراب کے بارے میں، ہمارے لیے ایسا واضح حکم بیان کر دے، جو شفاء ہو تو یہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے:

''لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو تم فرما دو: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی، تو انہوں نے دعا کی۔

''اے اللہ! شراب کے بارے میں، ہمارے لیے ایسا واضح حکم بیان کر دے، جو شفا ہو''

تو یہ آیت نازل ہوئی، جو سورۂ نساء میں ہے:

''اے ایمان والو! نماز کے قریب مت جاؤ، جب تم نشے کی حالت میں ہو''

تو جب نماز قائم ہوتی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی یہ اعلان کرتا تھا: خبردار! کوئی شخص نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا، ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی گئی۔ تو انہوں نے دعا کی:

''اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے ایسا واضح حکم بیان کر دے، جو شفاء ہو تو یہ آیت نازل ہوئی:

''کیا تم باز آنے والے ہو''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم باز آ گئے۔

3671 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ. فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ فَقَرَأَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ فَخَلَطَ فِيهَا. فَنَزَلَتْ (لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُوْلُوْنَ) (النساء: 43)

⊛⊛ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک انصاری نے ان کی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور انہیں شراب پلا دی، یہ شراب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے، مغرب کی نماز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی امامت کرتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی:

''تم فرما دو: اے کافرو!'' اس آیت کی تلاوت میں ان سے غلطی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

''تم لوگ نماز کے قریب نہ جاؤ، جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو، جب تک کہ تمہیں پتا نہیں چلتا کہ تم کیا پڑھ رہے ہو''۔

3671- إسناده صحيح، ورواية سفيان -وهو الثوري- عن عطاء بن السائب قبل اختلاطه. يحيى: هو ابن سعيد القطان، ومسدد: هو ابن مسرهد. وأخرجه الترمذي (3275)، والنسائي في "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 7/ 402 من طريقين عن عطاء بن السائب به. قال الترمذي: حديث حسن غريب صحيح.

3672 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى) (النساء: 43) وَ (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) (البقرة: 219) نَسَخَتْهُمَا الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ (إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ) (المائدة: 90) الْآيَةَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو، تو نماز کے قریب نہ جاؤ''

(ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''لوگ تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، تم یہ فرمادو! ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ بھی ہے''

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں) ان دونوں آیتوں کو، سورۂ مائدہ میں موجود اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''بے شک شراب، جوا، بت''

حدیث میں بیان کردہ آیت کی تفسیر اور حکم شراب کا بیان

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری''۔ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب کے ساتھ مومنین کو خاص فرمایا، کیونکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے شراب پی تھی اور اس نے ان کے ذہنوں کو ختم کر دیا تھا پس وہ اس خطاب سے خاص کیے گئے، کیونکہ کفار تو نہ ہوش میں نماز پڑھتے تھے، نہ حالت نشہ میں، ابوداؤد نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرمایا: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لیے واضح حکم بیان فرما، تو سورۂ بقرہ کی آیت (آیت) ''یسئلونک عن الخمر والمیسر''۔ (بقرہ: ۲۱۹) نازل ہوئی، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا ان پر یہ آیت پڑھی گئی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق واضح حکم بیان فرما، تو سورۂ نساء کی آیت (آیت) ''یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری''۔ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ندا دیتا تھا جب نماز کھڑی ہوتی تھی کہ خبردار کوئی نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ہمارے لیے شراب کے متعلق کوئی شافی حکم بیان فرما، تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) ''فھل انتم منتھون''۔ (المائدہ) حضرت عمر رضی اللہ

3672-صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل علي بن حسين -وهو ابن واقد المروزي- يزيد النحوي: هو ابن أبي سعيد، وأحمد بن محمد المروزي: هو ابن ثابت بن عثمان الخزاعي. وأخرجه البيهقي 8/ 285، وابن الجوزي في "نواسخ القرآن" ص 279 من طريق علي بن حسين بن واقد، بهذا الإسناد

عنہ نے کہا: ہم رک گئے۔

(جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب ومن سورۃ المائدہ، حدیث نمبر ۲۹۷۰، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مسند امام احمد، حدیث نمبر ۳۷۸)

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ زمانہ جاہلیت کے امر پر تھے حتیٰ کہ انہیں کسی کا حکم دیا گیا یا منع کیا گیا، وہ ابتدائے اسلام میں شراب پیتے تھے حتیٰ کہ (آیت) "یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس"۔ (بقرہ:۲۱۹) کا ارشاد نازل ہوا، لوگوں نے کہا: ہم منفعت کے لیے پیتے ہیں گناہ کے لیے نہیں پیتے، پھر ایک شخص نے شراب پی اور آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگا اس نے "قل یایھا الکافرون اعبد ما تعبدون"۔ پڑھ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) "یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری"۔ لوگوں نے کہا: عین نماز کے علاوہ وقت میں ہم پئیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ ہم پر شراب کے بارے شافی بیان فرما، تو (آیت) "انما یرید الشیطن"۔ (المائدہ:۹۱) کا ارشاد نازل ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "انتھینا انتھینا"۔ ہم رک گئے، ہم رک گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے چکر لگایا اور کہا: خبردار شراب حرام کی گئی ہے۔

ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہمارے لیے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کھانا تیار کیا ہمیں بلایا اور ہمیں شراب پلائی، شراب نے ہمیں مدہوش کر دیا، نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے مجھے آگے کیا، میں نے پڑھا (آیت) "قل یایھا الکفرون، لا اعبد ما تعبدون"۔ ونحن نعبد ما تعبدون۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) "یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری"۔ (جامع ترمذی کتاب التفسیر جلد ۲، صفحہ ۱۲۷)

ابوعیسیٰ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس آیت کا ماقبل سے اتصال کی وجہ اور مقابل سے ترتیب کی وجہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا: (آیت) "واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا"۔ پھر ایمان کے بعد نماز کا ذکر فرمایا: جو عبادت کی اصل ہے اسی وجہ سے نماز کو تارک کو قتل کیا جاتا ہے، اور اس کا فرض ساقط نہیں ہوتا، کلام اس کی شروط میں جاری ہوئی جن کے بغیر یہ صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ نمبر: (۲) جمہور علماء اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ سکر سے مراد شراب کا نشہ ہے مگر ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا: سکر سے مراد نیند کا نشہ اور غلبہ کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا نعس احدکم فی الصلاۃ فلیرقد حتی یذھب عنہ النوم فانہ لا یدری لعلہ یستغفر و فیسب نفسہ"۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضو، جلد ۱ صفحہ ۳۴) جب تم میں سے نماز میں کسی پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو اسے سو جانا چاہیے کہ اس سے نیند کا غلبہ دور ہو جائے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ تو استغفار کرنا چاہتا ہو اور وہ اپنے نفس کو (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) گالی دے رہا ہو، عبیدہ سلیمانی نے کہا: (آیت) "وانتم سکری"۔ کا مطلب ہے جب تم پیشاب کو روکے ہوئے ہو، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ، صفحہ ۴۸) ایک روایت میں "جبکہ وہ اپنی رانوں کو ملائے ہوئے ہو"۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، کتاب قصر الصلوۃ فی سفر، صفحہ ۱۴۴)

میں کہتا ہوں: ضحاک رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ کا قول صحیح ہے، کیونکہ نماز سے مطلوب دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف

متوجہ ہونا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات کوترک کرنا ہے اور نیند، حقنہ اور بھوک میں جو اس کی توجہ کو مشغول کرتی ہے اور اس کے دل کو اللہ تعالیٰ سے جدا کرتی ہے اور حالت کو تبدیل کرتی ہے اس سے خالی ہونا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب شام کو کھانا حاضر ہو اور نماز بھی کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ''۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸) رسول اللہ ﷺ نے ہر تشویش پیدا کرنے والی چیز کے زوال کی رعایت فرمائی ہے۔

جس سے دل متعلق ہوتا ہے حتی کہ وہ اپنے رب کی عبادت کی طرف خالص دل کے ساتھ متوجہ ہو اور نماز میں خشوع کرے، اس آیت میں یہ ارشاد (آیت) ''قد افلح المؤمنون، الذین هم فی صلاتهم خشعون''۔ (المومنون) بھی داخل ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''یایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکری''۔ سورۃ مائدہ کی آیت ''اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا''۔ (مائدہ: ۶) کے ساتھ منسوخ ہے، اس قول پر انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھیں پھر انہیں ہر حال میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، یہ تحریم سے پہلے ہے، مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا: شراب کی تحریم کے ساتھ منسوخ ہوگئی، اسی طرح عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کی وجہ سے باب میں یہی صحیح ہے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز کھڑی ہوگئی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ کے منادی ندا دی: نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ جائے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الاشربہ جلد ۲، صفحہ ۱۶۱) یہ نحاس نے ذکر فرمایا ہے، ضحاک رضی اللہ عنہ اور عبیدہ کے قول پر یہ آیت محکمہ ہے، اس میں نسخ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''لا تقربوا'' جب کہا جاتا ہے: لا تقرب (راء کے فتحہ کے ساتھ) تو اس کا معنی ہوتا ہے یہ فعل نہ کر اور جب راء کے ضمہ کے ساتھ ہو تو معنی ہوتا ہے فعل کے قریب نہ جا، یہ حکم تمام امت کے غیر مدہوش لوگوں کے لیے ہے اور رہا نشہ والا، وہ چونکہ نشہ کی وجہ سے عقل ہی نہیں رکھتا تو وہ عقل نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت اس کا مخاطب ہی نہیں ہوتا، وہ اس کی پیروی کا مخاطب ہے جو اس پر جو اس پر واجب ہے اور نشہ کے وقت جو احکام اس نے ضائع کیے جن کا وہ نشہ سے پہلے مکلف تھا ان کا کفارہ دینے کے ساتھ مخاطب ہے۔

مسئلہ نمبر: (۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''الصلوة''۔ یہاں ''الصلوة'' سے کیا مراد ہے؟ علماء کا اس میں اختلاف ہے، ایک طائفہ نے کہا: اس سے مراد عبادت معروفہ ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۵۷ دار الکتب العلمیہ) یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اسی وجہ سے فرمایا: (آیت) ''حتی تعلموا ما تقولون''۔ ایک جماعت نے کہا: اس سے مراد نماز کی جگہیں ہیں، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''حتی تعلموا ما تقولون''۔ ایک جماعت نے کہا: اس سے مراد نماز کی جگہیں ہیں۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''لهدمت صوامع وبیع وصلوت''۔ (الحج: ۴۰) اس میں نماز کی جگہوں کو صلاۃ کہا گیا ہے اس تاویل پر دلیل یہ قول ہے، (آیت) ''ولا جنبا الا عابری سبیل''۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنبی شخص کے لیے مسجد سے گزرنا جائز ہے نہ اس میں نماز جائز ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (آیت) ''ولا جنبا الا عابری سبیل''۔ سے مراد مسافر ہے

جب وہ پانی نہ پائے تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے، اس کا بیان آگے آئے گا، ایک جماعت نے کہا: الصلاۃ سے نماز اور نماز کی جگہیں دونوں مراد ہیں، کیونکہ وہ مسجد میں نہیں آتے تھے مگر نماز کے لیے اور وہ نماز نہیں پڑھتے تھے مگر اکٹھے ہو کر اور وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) "وانتم سکری"۔ یہ مبتدا خبر ہیں اور "تقربوا" سے حال ہے، سکری، سکران کی جمع ہے جیسے کسلان کی جمع کسالی ہے، نخعی نے سکری سین کے فتح کے ساتھ فعلی کے وزن پر پڑھا ہے، یہ سکران کی جمع مکسر ہے سکری پر اس کی جمع مکسر بنائی گئی، کیونکہ سکر ایک آفت ہے جو عقل کو لاحق ہوتی ہے پس یہ صرعیٰ کے قائم مقام جاری ہوا اور اس کے باب پر جاری ہوا۔ اعمش نے اسے حبلیٰ کے وزن پر سکری پڑھا ہے اور یہ صفت مفردہ ہے اور جمع کی خبر صفت مفردہ جائز ہے جس طرح جمع کے متعلق خبر واحد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

السکر یہ صحو کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: سکر یسکر سکرا"۔ یہ باب حمد یحمد سے ہے، سکرت عین تسکر"۔ یعنی اس کی آنکھ حیران ہوئی، اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔: (آیت) "انما سکرت ابصارنا"۔ (الحجر:۱۵) سکرت الشق کا مطلب ہے میں نے اسے بند کر دیا۔

پس نشہ والا شخص اس سے رک جاتا ہے جو عقل کی وجہ سے اس پر ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۶) اس آیت میں دلیل ہے بلکہ نص ہے کہ ابتداء اسلام میں شراب کا پینا، حلال تھا حتی کہ وہ پینے والے کو نشہ تک پہنچا دیتا، ایک قوم نے کہا: نشہ عقلاً حرام ہے اور کسی دین میں یہ مباح ہے نہیں کیا گیا اور انہیں نے السکر کو اس آیت میں نیند پر محمول کیا ہے قفال نے کہا: یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے لیے شراب مباح کی گئی تھی، کیونکہ یہ طبیعت میں سخاوت، شجاعت اور حمیت پیدا کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی معنی عربوں کے اشعار میں موجود ہے، حضرت حسان نے کہا:

ونشربها فتترکنا ملوکا:

ہم شراب پیتے ہیں یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے۔ ہم نے اس معنی کا ارشاد سورۃ بقرہ میں کیا تھا، قفال نے کہا: جب وہ شراب جو عقل کو زائل کر دے حتی کہ پینے والا جنون اور غشی کی حد کو پہنچ جائے تو قصداً اس کا پینا مباح نہیں کیا گیا اور اگر بغیر قصد کے اس حد تک پہنچ جائے تو وہ معاف ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، اس کا بیان سورۃ المائدہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمان نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو پھر شراب پیتے وہ ہمیشہ اسی معمول پر رہے حتی کہ سورۃ مائدہ میں شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ (آیت) "فھل انتم منتھون"۔ (المائدہ) (تفسیر قرطبی، سورۂ نساء، لاہور)

3673- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ

3673- إسناده صحيح. ثابت: هو ابن أسلم البناني. وأخرجه البخاري (2464) و (4620)، ومسلم (1980) من طريق حماد بن زيد، به

حَيْثُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي مَنْزِلِ اَبِي طَلْحَةَ، وَمَا شَرَابُنَا يَوْمَئِذٍ اِلَّا الْفَضِيخُ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، فَقَالَ: اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، وَنَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْنَا: هٰذَا مُنَادِي رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا، میں اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، ان دنوں ہماری شراب فضیح (کچی کھجور سے بنی ہوئی شراب) ہوتی تھی، ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: شراب کو حرام قرار دے دیا گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اس کا اعلان کر دیا، تو ہم نے کہا: یہ اللہ کے رسول کا منادی ہے۔

بَابُ الْعِنَبِ يُعْصَرُ لِلْخَمْرِ

باب: شراب بنانے کے لیے انگور کو نچوڑنا

3674- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِي عَلْقَمَةَ، مَوْلَاهُمْ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْغَافِقِيِّ، اَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَنَ اللهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ اِلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے شراب پر، اسے پینے والے پر، اسے پلانے والے پر، اسے فروخت کرنے والے پر، اس کو خریدنے والے پر، اس کو نچوڑنے والے پر، اس کو نچڑوانے والے پر، اسے اٹھا کر لے جانے والے پر اور جس کی طرف اسے اٹھا کے لے جایا جا رہا ہو، (ان سب پر) لعنت کی ہے''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تُخَلَّلُ

باب: شراب کو سرکہ بنانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3675- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ اَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ

3674-حديث صحيح بطرقه وشواهده كما هو مبين في التعليق على "مسند أحمد" (4787)، وهذا إسناد حسن. وأخرجه ابن ماجه (3380) من طريق وكيع بن الجراح، بهذا الإسناد. ويشهد له حديث ابن عباس عند أحمد (2897) وغيره، وسنده حسن. وحديث أنس بن مالك عند الترمذي (1295) وابن ماجه (3381) ورواته ثقات.

3675-حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل السُّدِّي -وهو إسماعيل بن عبد الرحمن- سفيان: هو الثوري. وأخرجه مسلم (1983)، والترمذي (1340) من طريق سفيان الثوري، بهذا الإسناد. وقال الترمذي: حديث حسن صحيح. وهو في "مسند أحمد" (12189). وأخرجه أحمد (13732)

حديث: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَيْتَامٍ وَرِثُوا خَمْرًا، قَالَ: أَهْرِقْهَا قَالَ: أَفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا قَالَ: لَا

ترجمہ: حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان یتیم بچوں کے بارے میں دریافت کیا، جنہیں وراثت میں شراب ملی ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بہادو۔ حضرت ابوطلحہ نے عرض کی: کیا میں اس کا سرکہ نہ بنالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت جعفر کے محبوب ہونے کی وجہ

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کی چار خصلتیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جعفر طیار کی چار خصلتیں پسند ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا انہوں نے عرض کیا (وہ چار خصلتیں یہ ہیں)

(۱) میں نے شراب کبھی نہیں پی یعنی حکم حرمت سے پہلے بھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جانتا تھا کہ اس سے عقل زائل ہوتی ہے اور میں چاہتا تھا کہ عقل اور بھی تیز ہو۔

(۲) دوسری خصلت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ ضرر۔

(۳) تیسری خصلت یہ ہے کہ میں کبھی بھی زنا میں مبتلا نہ ہوا کہ اس کو بے غیرتی سمجھتا تھا۔

(۴) چوتھی خصلت یہ ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں اس کو کمینہ پن خیال کرتا تھا۔

(تفسیر روح البیان، البقرہ، ۲۱۹، از علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ)(۲) خزائن العرفان، البقرہ ۲۱۹، از صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ)

حضرت علی کا تقویٰ اور شراب سے نفرت

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں گا۔

اور اگر دریا میں شراب کا قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں اپنے جانوروں کو کبھی بھی نہ چراؤں۔

(تفسیر روح البیان، البقرہ، ۲۱۹، از علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ)(۲) خزائن العرفان، البقرہ ۲۱۹، از صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ)

سبحان اللہ! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شراب کو کس قدر نفرت تھی۔ اور کتنے اعلیٰ تقوے پر فائز تھے اور اگر کوئی آج کا خارجی، وہابی، دیوبندی یہ کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراب پی کر نماز پڑھائی تو یہ بات کیسے مانی جاسکتی ہے؟

دس شرابی زمین میں دھنس گئے

روض الافکار میں کسی نیک بخت کا بیان ہے کہ میں نے چاندنی رات میں دس آدمیوں کو شراب پیتے ہوئے دیکھا جب وہ چلتے چلتے مسجد کے قریب پہنچے تو کہنے لگے آئیں نماز ادا کریں۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اپنی دائیں طرف والوں سے کہا قریب ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نہ فرمائے۔

بائیں طرف والوں سے مخاطب ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر راضی نہ ہو پھر نماز کی نیت باندھ کر نماز ادا کرنے لگے۔ بعد از فاتحہ یہ آیت تلاوت کی گئی۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

تم فرما، بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے۔ تو وہ کون سا ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچا لے گا۔

تو تم کیا کر سکو گے۔ پھر وہ نیک بخت کہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور وہ زمین کے اندر دھنس گئے یہاں تک کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ (زینت المحافل، ترجمہ نزہۃ المجالس ج ۲، ص ۱۶۷، شبیر برادرز، لاہور)

بَابُ الْخَمْرِ مِمَّا هُوَ

باب: شراب کون سی چیزوں سے بنتی ہے؟

3676 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک انگور سے شراب بنتی ہے، کھجور سے شراب بنتی ہے، شہد سے شراب بنتی ہے، گندم سے شراب بنتی ہے اور جو سے شراب بنتی ہے"۔

3677 - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَرِيزٍ، أَنَّ عَامِرًا، حَدَّثَهُ أَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالذُّرَةِ، وَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے:

3676- صحيح من قول عمر بن الخطاب كما سلف برقم (3669)، وهذا إسناد اختلف فيه على الشعبي - وهو عامر بن شراحيل - فقد رواه عدد كرواية إبراهيم بن مهاجر - وفيه ضعف - وكلهم ضعاف، فقالوا: عن النعمان بن بشير مرفوعاً كما في الطريق الآتي بعده، وخالفهم أبو حيان يحيى بن سعيد التيمي الثقة وغيره كما سلف عند المصنف برقم (3669). فرووه عن الشعبي من قول عمر موقوفاً عليه، وقال المزي في التحفة 9/ 24: وهو المحفوظ. وأخرجه الترمذي (1985) و (1981) من طريق إسرائيل، والنسائي في "الكبرى" (6756)

3677- صحيح من قول عمر بن الخطاب كسابقه، وهذا إسناد اختلف فيه عن الشعبي، وأبو حريز - وهو عبد الله بن حسين الأزدي - وإن تابعه غيره من الضعاف، خالفهم من هم أوثق منهم كما في الطريق السالف برقم (3669). عامر: هو الشعبي. وهو في "صحيح ابن حبان" (5398)

''خمر انگور، کشمش، کھجور، گندم، جو اور مکئی سے بنائی جاتی ہے اور میں تمہیں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں''۔

3678 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ، وَالْعِنَبَةِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي كَثِيرٍ الْغُبَرِيِّ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غُفَيْلَةَ السُّحَيْمِيِّ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُذَيْنَةُ وَالصَّوَابُ غُفَيْلَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خمر ان دو درختوں سے بنتی ہے، کھجور اور انگور''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوکثیر عنبری کا نام یزید بن عبدالرحمن بن غفیلہ ہے، جبکہ بعض حضرات نے ''اذینہ'' نقل کیا ہے، جبکہ درست لفظ غفیلہ ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ

باب: نشے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3679 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جو شخص ایسی حالت میں مر جائے کہ وہ باقاعدگی سے شراب پیتا ہو، تو وہ آخرت (میں جنت کا مشروب) نہیں پی سکے گا''۔

3680 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ

3678-إسناده صحيح. يحيى: هو ابن أبي كثير، وأبان: هو ابن يزيد العطار. وأخرجه مسلم (1985)، وابن ماجه (3378)، والترمذي (1983)، والنسائي (5572) و (5573) من طرق عن أبي كثير، به. وهو في "مسند أحمد" (7753)، و"صحيح ابن حبان" (5344).

3679-إسناده صحيح. نافع: هو مولى ابن عمر، وأيوب: هو ابن أبي تميمة السختياني. وأخرجه البخاري (5575)، ومسلم (2003)، وابن ماجه (3373)، والترمذي (1969)، والنسائي (5586 - 5582) و (5671) و (5673) و (5674) من طرق عن ابن عمر. واقتصر البخاري وابن ماجه والنسائي في المواضع الثلاثة الأخيرة على حرمان مدمن الخمر من خمر الآخرة، واقتصر مسلم والنسائي في بعض المواضع عندهما على ذكر تحريم كل مسكر. وأخرجه ابن ماجه (3390)، والترمذي (1972)، والنسائي (5587) و (5588) و (5701) من طريق أبي سلمة، والنسائي (5605) من طريق طاووس، كلاهما عن ابن عمر. واقتصرا على ذكر تحريم كل مسكر. وأخرجه النسائي (5700) من طريق سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه رفعه" :حرم الله الخمر، وكل مسكر حرام ."وهو في "مسند أحمد "(4645)، و "صحيح ابن حبان"، (5354) و (5366) و (5368).

النُّعْمَانَ بْنَ اَبِي شَيْبَةَ، يَقُوْلُ: عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ، قِيْلَ: وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: صَدِيْدُ اَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيْرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے، وہ خمر ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو شخص نشہ آور چیز پیے گا، چالیس دن تک، اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، اگر وہ توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا"۔

(تین مرتبہ کرنے کی صورت میں ایسا ہوگا) اگر وہ چوتھی مرتبہ پھر پیے گا، تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے کہ وہ اسے "طینۃ الخبال" پلائے، عرض کی گئی: یارسول اللہ! طینۃ الخبال سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ جہنمیوں کی پیپ ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جو شخص کسی بچے کو شراب پلائے، جس بچے کو یہ نہ پتا ہو، حلال کیا ہوتا ہے اور حرام کیا ہوتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے کہ وہ اسے "طینۃ الخبال" پلائے۔

3681 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ اَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ، فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ

❀❀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شے کی زیادہ مقدار نشہ کرے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے"

3682 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ

3680- وأخرجه البيهقي 8/ 288 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد. وأخرجه الطبراني في "الكبير" (10927) من طريق وهيب بن خالد، عن عبد الله ابن طاووس عن أبيه، عن ابن عباس رفعه" : كل مسكر حرام" وسنده صحيح. وستأتي هذه القطعة من الحديث ضمن حديث قيس بن حبتر عن ابن عباس برقم (3696) وإسناده صحيح.

3681- صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل داود بن بكر بن أبي الفرات. وأخرجه ابن ماجه (3393) عن عبد الرحمن بن إبراهيم دحيم، عن أنس بن عياض، والترمذي (1973) من طريق إسماعيل بن جعفر، كلاهما (أنس بن عياض وإسماعيل) عن داود بن بكر، به. وقال الترمذي: حديث حسن غريب. وأخرجه ابن حبان (5382) من طريق رزق الله بن موسى، عن أنس بن عياض، عن موسى بن عقبة، عن محمد بن المنكدر، عن جابر. فذكر موسى بن عقبة بدل داود بن بكر. وخالفه دحيم الحافظ عند ابن ماجه كما مضى، وكذلك عمرو بن عثمان ابن سعيد الحمصي - وهو ثقة- عند المزي في "تهذيب الكمال" 8/ 377 في ترجمة داود بن بكر. ورزق الله بن موسى عنده أوهام. وهو في "مسند أحمد" (14703).

حَرَامٌ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ، حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ، زَادَ: وَالْبِتْعُ نَبِيذُ الْعَسَلِ، كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا كَانَ اَثْبَتَهُ مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي اَهْلِ حِمْصَ يَعْنِي الْجُرْجُسِيَّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتع (مخصوص قسم کی شراب) کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ کردے حرام ہے"

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ہمراہ یہ روایت منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

بتع، شہد سے بنی ہوئی شراب ہے، جسے اہل یمن پیتے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا: لا الہ الا اللہ یہ کتنا ثبت شخص ہے اور اہل حمص میں کوئی بھی اس کی مانند نہیں ہے، امام احمد کی مراد جرجسی ہے۔

3683 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ اِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِيِّ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اِنَّا بِاَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَاِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى اَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا، قَالَ: هَلْ يُسْكِرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَاجْتَنِبُوهُ قَالَ: قُلْتُ: فَاِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ، قَالَ: فَاِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ

حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، میں نے عرض کی:

"یارسول اللہ! ہم سرد علاقے میں رہتے ہیں، ہم نے وہاں شدید مشقت کرنی ہوتی ہے، ہم گندم سے ایک مشروب

3682- إسناده صحيح، أبو سلمة: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، وابن شهاب: هو محمد بن مسلم الزهري، ومالك: هو ابن أنس، وهو في "موطأ مالک" .845 /2 وأخرجه البخاري (242)، ومسلم (2001)، وابن ماجه (3386)، والترمذي (1971)، والنسائي (5591 - 5594) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه الترمذي (1974) من طريق القاسم بن محمد، عن عائشة. وهو في "مسند أحمد" (24082)، و"صحيح ابن حبان" (5345) و(5371) و(5383).

3683- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، ولا تضر عنعنة محمد بن إسحاق، لأنه متابع. وأخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى، 534 /5، وابن أبي شيبة 460 - 459 /7، وأحمد في "مسنده" (18035)، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (2683)، والطبراني في "الكبير" (4205)، والبيهقي 292 /8، وابن الأثير في "أسد الغابة" في ترجمة ديلم بن فيروز 164 /2، والمزي في ترجمة ديلم الحميري من "تهذيب الكمال، 504 /8 و 505 من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن سعد 534 - 533 /5، وأحمد في "مسنده" (18034) و(18036)، وفي "الأشربة" (209) و(210)، والبخاري في "تاريخه" الكبير" 136 /7، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (2684) والطبراني (4204)

بناتے ہیں، جس کے ذریعے ہم اپنے کام میں قوت حاصل کرتے ہیں اور اپنے علاقے کی سردی سے بچتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا وہ نشہ کرتا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس سے اجتناب کرو، میں نے عرض کی: لوگ اسے چھوڑ نہیں پائیں گے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نہیں چھوڑیں گے، تو تم ان سے لڑائی کرنا"

3684 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ: ذَاكَ الْبِتْعُ قُلْتُ: وَيُنْتَبَذُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ، فَقَالَ: ذٰلِكَ الْمِزْرُ ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

⊛⊛ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے شہد سے بنی ہوئی شراب کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا: یہ بتع ہے، میں نے عرض کی: جو یا مکئی سے جو نبیذ تیار کی جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ مزر ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی قوم کو بتا دو، ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

3685 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ، وَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ سَلَامٍ أَبُو عُبَيْدٍ: الْغُبَيْرَاءُ: السُّكُرْكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الذُّرَةِ، شَرَابٌ يَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب، جوئے، سارنگی اور غبیراء سے منع کیا ہے، آپ نے فرمایا ہے: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوعبید بن سلام کہتے ہیں: غبیراء سے مراد جو سے بنایا جانے والا ایک نشہ آور مشروب ہے، جسے حبشی استعمال کرتے ہیں۔

3684- حديث صحيح، وهذا إسناد قوي من أجل عاصم بن كليب، فهو صدوق لا بأس به، وهو متابع. وتسمية نوعي النبيذ: البتع والمزر، إنما هو من قول أبي موسى الأشعري لا من قول النبي -صلى الله عليه وسلم-، وقد سأل -صلى الله عليه وسلم- أبا موسى عن تفسيرهما. وأخرجه البخاري (4343) و (6124)، ومسلم بإثر (2001)، وابن ماجه (3391)، والنسائي (5595) من طريق سعيد بن أبي بردة، والنسائي (5596) من طريق أبي إسحاق السبيعي، و (5597) و (5602) من طريق طلحة بن مصرف، و (5604) من طريق أبي إسحاق الشيباني، أربعتهم عن أبو بردة بن أبي موسى، والنسائي (5603) من طريق أبي بكر بن أبي موسى،

3685- وأخرجه يعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 518 /2، والبزار (2454)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 217 /4، والبيهقي 221 /10 من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (6591)، ويعقوب 519 /2، والطبراني في "الكبير - " قطعة من الجزء 13 (20)، والبيهقي 222 - 221 /10، وابن عبد البر في "التمهيد" 248 /1 و 167 /5 من طريق عبد الحميد بن جعفر، وأحمد (6478)

3686 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفَتِّرٍ

⊛⊛ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور اور سست کر دینے والی چیز سے منع کیا ہے۔

3687 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ يَعْنِي ابْنَ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، قَالَ: مُوسَى وَهُوَ عَمْرُو بْنُ سَلْمٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ

⊛⊛ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کا بڑا پیالہ نشہ کرتا ہو، اس کا ایک چلو بھی حرام ہے''

بَابٌ فِي الدَّاذِيِّ

باب: داذی (مخصوص قسم کی) شراب

3688 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ، فَتَذَاكَرْنَا الطِّلَاءَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا

⊛⊛ مالک بن ابو مریم بیان کرتے ہیں: عبدالرحمن بن غنم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے طلاء کے (یعنی مخصوص قسم کی شراب) کے بارے میں بات چیت کی، تو انہوں نے بتایا: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3686-صحيح لغيره دون قولها: ومفتر، فقد عده الحافظ صالح بن محمد البغدادي من تفردات شهر بن حوشب (وهو ضعيف)، لأنه لم يذكر في شيء من الحديث. وعده الحافظ الذهبي في "الميزان" من مناكيره. لكن حسّن إسناده الحافظ ابن حجر في "الفتح" 10/ 44! ونقل المناوي في "فيض القدير" 6/ 338 عن الحافظ العراقي أنه صحح إسناده! وأنه احتج به في مجلس حضره أكابر علماء العصر لبحث تحريم الحشيش فأعجب من حضر. وأخرجه ابن أبي شيبة 8/ 103، وأحمد في "مسنده" (26634)، وفي "الأشربة" (4)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 4/ 216، والطبراني في "الكبير" 23/ (781)، وأبو الشيخ في "طبقات المحدثين بأصبهان" 3/ 122، والبيهقي 8/ 296 من طريق الحسن بن عمرو الفقيمي، بهذا الإسناد.

3688-صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة مالك بن أبي مريم، فلم يرو عنه غير حاتم بن حريث، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، وقال ابن حزم: لا يدرى من هو، وقال الذهبي: لا يعرف. وأخرجه ابن ماجه (4020) من طريق معن بن عيسى، عن معاوية بن صالح، بهذا الإسناد. وزاد" :يعزف على رؤوسهم بالمعازف والمغنيات، يخسف الله بهم الأرض، ويجعل منهم القردة والخنازير." وهو في "مسند أحمد" (22900)، و"صحيح ابن حبان" (6758)

"میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے، وہ اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے"

3689 - قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ وَاسِطٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ مَنْصُوْرٍ الْحَارِثُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ عَنِ الدَّاذِيِّ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ الدَّاذِيُّ: شَرَابُ الْفَاسِقِيْنَ

⊙⊙ سفیان ثوری سے "داذی" کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میری امت کے کچھ لوگ ضرور شراب پئیں گے اور وہ اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے"

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سفیان ثوری فرماتے ہیں: داذی فاسق لوگوں کا مشروب ہے۔

بَابٌ فِي الْاَوْعِيَةِ

باب: (شراب کے) برتنوں کا بیان

3690 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: نَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيْرِ

⊙⊙ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتے ہیں کہ آپ نے دباء، حنتم، مزفت، اور نقیر سے منع کیا ہے"

3691 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، وَمُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْمَعْنِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ يَعْلٰى يَعْنِي ابْنَ حَكِيْمٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيْذَ الْجَرِّ فَخَرَجْتُ فَزِعًا مِنْ قَوْلِهِ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيْذَ الْجَرِّ فَدَخَلْتُ عَلٰى

3690-إسناده صحيح. وأخرجه مسلم (1997)، والنسائي (5643) من طريق منصور بن حيان، به. وأخرجه مسلم بإثر (1995)، والنسائي (5548) و (5549) من طريق حبيب بن أبي عمرة، ومسلم بإثر (1995)، والنسائي (5557) من طريق حبيب بن أبي ثابت ومسلم بإثر (1995) من طريق يحيى بن عبيد أبي عمر البهراني، ثلاثتهم عن ابن عباس وحده. وأخرجه مسلم (1997)، وابن ماجه (3402)، والنسائي (5631) من طريق نافع، ومسلم (1997)، والترمذي (1975)، والنسائي (5614) و (5615) و (5624) و (5625) من طريق طاووس اليماني، ومسلم (1997)، والنسائي (5634) من طريق محارب بن دثار، ومسلم (1997) من طريق عقبة بن حريث، ومسلم (1997)، والنسائي (5617) من طريق جبلة بن سحيم، ومسلم (1997)، والترمذي (1976)، والنسائي (5645) من طريق زاذان أبي عمر، ومسلم (1997)، والنسائي (5632) من طريق سعيد بن المسيب، ومسلم (1998)

3691-إسناده صحيح. جرير: هو ابن حازم. وأخرجه مسلم (1997) من طريق جرير بن حازم، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي (5619) من طريق هشام الدستوائي، عن أيوب السختياني، عن سعيد بن جبير، به. وهو في "مسند أحمد" (5090) و (5819).

ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ، قُلْتُ: قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ. قَالَ: صَدَقَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجَرِّ قُلْتُ: وَمَا الْجَرُّ، قَالَ: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: میں ان کے بیان سے گھبرا کر باہر نکلا، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، میں نے کہا: کیا آپ نے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا بیان کیا ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: کیا بیان کیا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے یہ کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے، تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہوں نے ٹھیک کہا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے، میں نے دریافت کیا: مٹکے سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہر وہ برتن، جو مٹی سے بنایا جاتا ہو"

3692 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - وَهٰذَا حَدِيثُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، وَلَيْسَ نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا. قَالَ: آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللهِ، وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَعَقَدَ بِيَدِهِ وَاحِدَةً. وَقَالَ مُسَدَّدٌ الْإِيمَانُ بِاللهِ، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا الْخُمُسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ. وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْمُقَيَّرِ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ: النَّقِيرِ مَكَانَ الْمُقَيَّرِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ. لَمْ يَذْكُرِ الْمُزَفَّتَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو جَمْرَةَ: نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے، ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلے کے کافر رہتے ہیں، اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں، آپ ہمیں ایسی چیز کا حکم دیں، جسے ہم حاصل کر سکیں

3692- إسناده صحيح. حماد: هو ابن زيد. وأخرجه البخاري (53)، ومسلم (17) وبإثر (1995)، والترمذي (1689) و (1690) و (2797) و (2798)، والنسائي في "الكبرى" (320) و (5182) و (5818) من طرق عن أبي جمرة الضبعي، به. وروايات الترمذي مختصرة. وهو في "مسند أحمد" (2020)، و"صحيح ابن حبان" (157) و (7295). وسيأتي دون ذكر الأوعية المنهي عن الشرب فيها برقم (4677).

اور اپنے پیچھے والوں کو ان کی تعلیم دیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس کی بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد، اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا اور مال غنیمت میں سے خمس ادا کرنا، اور میں تم لوگوں کو دُبّاء، حنتم، مزفت اور مقیر سے منع کرتا ہوں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبید نے لفظ مقیر کی جگہ نقیر نقل کیا ہے، مسدد نے لفظ نقیر اور مقیر نقل کیے ہیں اور انہوں نے لفظ مزفت نقل نہیں کیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوجمراء نامی راوی نصر بن عمران ضبعی ہے۔

3693 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ نُوحِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: أَنْهَاكُمْ عَنِ النَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالدُّبَّاءِ، وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ وَلَكِنِ اشْرَبْ فِي سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عبدالقیس قبیلے کے وفد سے فرمایا: میں تمہیں نقیر، مقیر، حنتم، دباء اور ایسے بڑے مشکیزے سے، جو اوپر سے کاٹا گیا ہو، اور پیندے کی طرف سے سوراخ نہ ہو، اس سے منع کرتا ہوں، البتہ تم اپنے عام مشکیزوں میں پی لیا کرو اور اسے باندھ دیا کرو۔

3694 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قِصَّةِ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالُوا: فِيمَ نَشْرَبُ يَا نَبِيَّ اللهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے عبدالقیس قبیلے کا واقعہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم کن چیزوں میں پیا کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم چمڑے کے مشکیزے استعمال کیا کرو، جن کے منہ پر رسی لپیٹ دی جاتی ہے

3695 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْقَمُوصِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي - رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ يَحْسَبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ -

3693-إسناده صحيح. وأخرجه مسلم (1993)، والنسائي (5646) من طريقين عن محمد بن سيرين، به. وأخرجه مسلم (1993) من طريق أبي صالح السمان، ومسلم (1993)، وابن ماجه (3401)، والنسائي (5589) و (5630) و (5635) من طريق أبي سلمة، والنسائي (5637) من طريق محمد بن زياد، ثلاثتهم عن أبي هريرة. ولم يذكر مسلم في روايته الدباء، ولم يذكر النسائي في رواية أبي سلمة الثانية النقير. وهو في "مسند أحمد" (7288) و (7752)، و"صحيح ابن حبان" (5401) و (5404)

3694-إسناده صحيح. أبان: هو ابن يزيد العطار. وقد صحح إسناده ابن منده في "الإيمان" (156). وأخرجه النسائي في "الكبرى" (6803) من طريق أبي هشام المغيرة بن سلمة المخزومي، عن أبان بن يزيد العطار، بهذا الإسناد.

قَيْسُ بْنُ النُّعْمَانِ، فَقَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي نَقِيرٍ، وَلَا مُزَفَّتٍ، وَلَا دُبَّاءٍ، وَلَا حَنْتَمٍ وَاشْرَبُوا فِي الْجِلْدِ الْمُوكَى عَلَيْهِ فَإِنِ اشْتَدَّ فَاكْسِرُوهُ بِالْمَاءِ فَإِنْ أَعْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ

⊛⊛ زید بن علی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مجھے حدیث بیان کی، جو اس وفد میں شامل تھا، جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، جن کا تعلق عبدالقیس قبیلے سے تھا، راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان صاحب کا نام حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ تھا

"تم لوگ نقیر، مزفت، دباء، حنتم میں نہ پیو، تم لوگ چمڑے کے بنے ہوئے مشکیزے میں پی لو، جس کے منہ کو بند کر دیا جاتا ہے، اگر اس میں شدت آ جائے تو اس میں پانی ڈال کر شدت کو ختم کر دو، اگر شدت پھر بھی ختم نہ ہو تو اسے بہا دو"۔

3696- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَبْتَرٍ النَّهْشَلِيُّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِيمَ نَشْرَبُ؟ قَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ، وَلَا فِي النَّقِيرِ، وَانْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنِ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: فَصُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ أَهْرِيقُوهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حُرِّمَ الْخَمْرُ، وَالْمَيْسِرُ، وَالْكُوبَةُ قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَذِيمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ، قَالَ: الطَّبْلُ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبدالقیس قبیلے کے وفد نے دریافت کیا:

یارسول اللہ! ہم کن چیزوں میں پی سکتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دباء، مزفت اور نقیر میں نہ پیو، تم چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ تیار کرو، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر چمڑے کے مشکیزے میں نبیذ میں شدت آ جائے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اس میں پانی ڈال لو، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ نے ان سے فرمایا: اگر (شدت ختم نہ ہو، تو) تم اس کو بہا دو، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام قرار دیا ہے، (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حرام قرار دیا گیا ہے، شراب کو، جوئے کو، اور کوبہ کو"۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

3695- صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل أبي القموص زيد بن علي. عوف: هو ابن أبي جميلة الأعرابي، وخالد: هو ابن عبد الله الواسطي الطحان. وأخرجه أحمد (17829)، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 1/ 297 - 298، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (2934)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 4/ 221، وابن قانع 2/ 346، والبيهقي 8/ 302 من طريق عوف الأعرابي، به.

3696- إسناده صحيح. سفيان: هو ابن سعيد الثوري، وأبو أحمد: هو محمد بن عبد الله بن الزبير الأسدي. وأخرجه أحمد في "مسنده" (2476)، وفي "الأشربة" (192 - 194) وأبو يعلى (2729)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 4/ 223، وابن حبان (5365)، والبيهقي 10/ 221 من طريق أبي أحمد الزبيري، بهذا الإسناد. وأخرجه الطبراني في "الكبير" (12598) و(12599)، والبيهقي 8/ 303 من طريق إسرائيل، عن علي بن بذيمة، به. وأخرج قوله" :كل مسكر حرام" الطبراني (12600)

سفیان کہتے ہیں: میں نے علی بن بذیمہ سے دریافت کیا: کو بہ کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا: طبلہ (ڈھول)۔

3697 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سُمَيْعٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْجِعَةِ

⊙⊙ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دباء، حنتم، نقیر اور جو کی شراب سے منع کیا ہے''

3698 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ، وَأَنَا آمُرُكُمْ بِهِنَّ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُمْ

⊙⊙ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا، اب میں تمہیں ان کی اجازت دیتا ہوں، میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کرو، کیونکہ ان کی زیارت (آخرت یا موت) کی یاد دلاتی ہے، میں نے تمہیں مشروبات سے منع کیا تھا، میں نے کہا تھا تم صرف چمڑے کے بنے ہوئے برتنوں میں مشروب پی سکتے ہو، اب تم ہر طرح کے برتن میں پی سکتے ہو، البتہ تم کسی نشہ آور چیز کو نہ پینا، پہلے میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا، اب تم اسے کھا سکتے ہو، اور سفر کے دوران اسے استعمال کر سکتے ہو''۔

3699 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ

3697-وأخرجه النسائي (5170) من طريق مروان بن معاوية و (5171) و (5612) من طريق عبد الواحد كلاهما عن إسماعيل بن سميع، به. وأخرجه النسائي كذلك (5169)

3698-وأخرجه مسلم (977)، وبإثر (1975) و (1999)، والنسائي (2032) و (4429) و (5652) و (5653) من طريق محارب بن دثار، به. وقد سمي ابن بريدة في بعض الروايات عبد الله. وأخرجه مسلم (977) من طريق عطاء الخراساني، والنسائي (2033) من طريق المغيرة بن سبيع، و (5654) من طريق حماد بن أبي سليمان، و (5655) من طريق عيسى بن عبيد الكندي، أربعتهم عن عبد الله بن بريدة، عن أبيه. واقتصر بعضهم على ذكر الرخصة في الانتباذ في الأوعية واجتناب المسكر. وأخرجه مسلم (977) وبإثر (1975) و (1999)، والترمذي (1587) و (1977) من طريق علقمة بن مرثد، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه. فذكر سيمان بدل أخيه عبد الله، وجاء في بعض الروايات: ابن بريدة غير مقيد. والحديث عند الترمذي مقطع. وأخرجه ابن ماجه (3405) من طريق القاسم بن مخيمرة، والنسائي (4430) و (5651) من طريق الزبير بن عدي، كلاهما عن ابن بريدة، عن أبيه. هكذا قالا: ابن بريدة غير مقيد. والذي جاء في "تهذيب الكمال" للمزي أن القاسم روى عن سليمان بن بريدة، والزبير روى عن عبد الله، واقتصر ابن ماجه على ذكر الإذن في الانتباذ. وهو في "مسند أحمد" (22958) و (23016)، و"صحيح ابن حبان" (3168) و (5390).

3699-إسناده صحيح. منصور: هو ابن المعتمر: وسفيان: هو الثوري، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه البخاري (5592)، والترمذي (1978)، والنسائي (5656) من طريق سفيان الثوري، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (14244).

بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، قَالَ: قَالَتْ: الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَابُدَّ لَنَا قَالَ: فَلَا إِذَنْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مخصوص برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: ہمارا ان کے بغیر گزارہ نہیں ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

3700 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَوْعِيَةَ الدُّبَّاءَ، وَالْحَنْتَمَ، وَالْمُزَفَّتَ، وَالنَّقِيرَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّهُ لَا ظُرُوفَ لَنَا فَقَالَ: اشْرَبُوا مَا حَلَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ برتنوں کا ذکر کیا، یعنی دباء، حنتم اور نقیر، تو ایک دیہاتی نے عرض کی: ہمارے پاس تو ان کے علاوہ کوئی برتن ہی نہیں ہوتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس کو پیو، جو حلال ہے۔

3701 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، بِإِسْنَادِهِ قَالَ: اجْتَنِبُوا مَا أَسْكَرَ

یہی روایت ایک اور سند سے منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: تم اس چیز سے اجتناب کرو، جو نشہ کردے۔

3702 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکیزے میں نبیذ تیار کی جاتی تھی، جب مشکیزہ نہیں ملتا تھا تو پتھر کے پیالے میں تیار کی جاتی تھی۔

بَابٌ فِي الْخَلِيطَيْنِ

باب: دو چیزوں کو ملا کر (نبیذ تیار کرنا)

3703 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الزَّبِيبُ، وَالتَّمْرُ جَمِيعًا، وَنَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا

3700-حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لسوء حفظ شريك -وهو ابن عبد الله النخعي- وقد توبع. أبو عياض: هو عمرو بن الأسود. وأخرجه البخاري (5593)، ومسلم (2000)، والنسائي (5650)

3702-إسناده صحيح. أبو الزبير -وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي- قد صرح بسماعه من جابر عند أحمد (4914)، ومسلم (1999) وغيرهما، فانتفت شبهة تدليسه. زهير: هو ابن معاوية الجعفي. وأخرجه مسلم (1999)، وابن ماجه (3400)، والنسائي (5647) و(5648) من طرق عن أبي الزبير، به.

روایت: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے، آپ نے تازہ اور پکی کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

3704 - حَدَّثَنَا اَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا اَبَانُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّهُ نَهَى عَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ، وَالتَّمْرِ، وَعَنْ خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ، وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ، وَالرُّطَبِ، وَقَالَ، انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلَى حِدَةٍ قَالَ: وَحَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشمش اور کھجور کو ملا کر، تازہ اور خشک کھجور کو ملا کر، یا پکی اور کچی کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے: ان میں سے ہر ایک کی نبیذ الگ سے بناؤ۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

3705 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلَى، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: حَفْصٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَهَى عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ

ابن ابولیلیٰ، ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی اور کچی کھجور کو ملا کر، یا کشمش اور کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کیا ہے۔

3706 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ، حَدَّثَتْنِي رَيْطَةُ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ اَبِي مَرْيَمَ، قَالَتْ: سَاَلْتُ اُمَّ سَلَمَةَ، مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنْهَانَا اَنْ نَعْجُمَ

3703-إسناده صحيح. الليث: هو ابن سعد. وأخرجه البخاري (5601) في الأشربة: باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكراً، وأن لا يجعل إدامين في إدام، ومسلم (1986)، وابن ماجه بإثر (3395)، والترمذي (1984)، والنسائي (5556) من طريق عن عطاء بن أبي رباح، به. وأخرجه مسلم (1986)، وابن ماجه (3395)، والنسائي (5562) من طريق الليث بن سعد، عن أبي الزبير المكي، والنسائي (5560) من طريق عمرو بن دينار، كلاهما (أبو الزبير وعمرو بن دينار) عن جابر. وهو في "مسند أحمد" (14134) و (15177)، و"صحيح ابن حبان" (5379). وأخرج النسائي (5546) من طريق الأعمش، عن محارب بن دثار، عن جابر رفعه: "الزبيب والتمر هو الخمر." وأخرج كذلك (5544) من طريق شعبة، و(5545).

3704-إسناده صحيح. يحيى: هو ابن أبي كثير، وأبان: هو ابن يزيد العطار. وأخرجه البخاري (5602)، ومسلم (1988)، وابن ماجه (3397)، والنسائي (5551) و (5561) و (5566) و (5567) من طريق يحيى بن أبي كثير، عن عبد الله ابن أبي قتادة، عن أبيه. وأخرجه مسلم (1988)، والنسائي (5552) من طريق يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي قتادة. وهو في "مسند أحمد" (22521) و (22618).

3705-إسناده صحيح. ابن أبي ليلى: هو عبد الرحمن، والحكم: هو ابن عتيبة. وأخرجه النسائي (5547) من طريق شعبة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (18820).

النَّوَى طَبْخًا، أَوْ نَخْلِطَ الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ

کبشہ بنت ابومریم بیان کرتی ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے منع کرتے تھے، انہوں نے جواب دیا: آپ ہمیں اس بات سے منع کرتے تھے کہ ہم کھجور کو اتنا پکائیں کہ اس کی گٹھلی ہی ختم ہو جائے، یا ہم کشمش اور جو کو ملا کر نبیذ تیار کریں۔

3707 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ زَبِيبٌ فَيُلْقَى فِيهِ تَمْرٌ، وَتَمْرٌ فَيُلْقَى فِيهِ الزَّبِيبُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش کی نبیذ تیار کی جاتی تھی، پھر اس میں کھجور ڈال دی جاتی تھی، یا پھر کھجور کی نبیذ تیار کی جاتی تھی اور اس میں کشمش ڈال دی جاتی تھی۔

3708 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ، حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحِمَّانِيُّ، حَدَّثَتْنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى عَائِشَةَ، فَسَأَلْنَاهَا عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ آخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ، وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَأُلْقِيهِ فِي إِنَاءٍ، فَأَمْرُسُهُ، ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صفیہ بنت عطیہ بیان کرتی ہیں: میں عبدالقیس قبیلے کی کچھ خواتین کے ساتھ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، ہم نے ان سے کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ تیار کرنے کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: میں ایک مٹھی کھجوریں لیتی ہوں اور ایک مٹھی کشمش لیتی ہوں، اسے پانی میں ڈال دیتی ہوں، پھر اسے مسلتی ہوں، پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پلا دیتی ہوں۔

بَابٌ فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ

باب: کچی کھجور کی نبیذ تیار کرنا

3709 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَعِكْرِمَةَ، أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ الْبُسْرَ وَحْدَهُ، وَيَأْخُذَانِ ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْشَى أَنْ

3707-إسناده ضعيف لإبهام المرأة الأسدية، وقد اختلف فيه على مسعر -وهو ابن كدام- كما أوضحناه في "مسند أحمد" (24198). وأخرجه البيهقي 8/ 307 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد، وأخرجه الطبراني في "الأوسط" (7828).

3708-إسناده ضعيف لجهالة صفية بنت عطية، وضعف أبي بحر -وهو عبد الرحمن ابن عثمان البكراوي.- وأخرجه البيهقي 8/ 308 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد. والصحيح عن عائشة ما سيأتي برقم (3711).

3709-إسناده صحيح. قتادة: هو ابن دعامة السدوسي، وهشام: هو ابن أبي عبد الله الدستوائي. وأخرجه أحمد في "مسنده" (2830) و (3095)، وفي "الأشربة" (217) والطبراني في "المعجم الكبير" (11837).

يَكُونَ الْمُزَّاءُ الَّذِي نُهِيَتْ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ، فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَا الْمُزَّاءُ؟ قَالَ: النَّبِيذُ فِي الْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

قتادہ، جابر بن زید اور عکرمہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: یہ دونوں حضرات صرف کچی کھجور کی نبیذ کو مکروہ قرار دیتے ہیں، انہوں نے یہ رائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حاصل کی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ شاید یہ "مزاء" نہ ہو، جس سے عبدالقیس قبیلے کے لوگوں کو منع کیا گیا تھا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے دریافت کیا، مزاء سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: حنتم یا مزفت میں تیار کی جانے والی نبیذ۔

بَابٌ فِي صِفَةِ النَّبِيذِ

باب: نبیذ کی صفت کا بیان

3710 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ فَإِلَى مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: زَبِّبُوهَا قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ؟ قَالَ: انْبِذُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوهُ فِي الشِّنَانِ، وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقُلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا

عبداللہ بن دیلمی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں ہم کون ہیں؟ ہمارا تعلق کہاں سے ہے، ہم کس کی طرف آئے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے ہاں انگور ہوتے ہیں، ہم ان کے ذریعے کیا بنا سکتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں خشک کر کے (کشمش) بنالو، ہم نے عرض کی: ہم کشمش سے کیا بنا سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کی نبیذ بنالو، جسے تم صبح تیار کرو اور شام کو پی لو، یا شام کے وقت تیار کرو اور صبح پی لو، اور تم مشکیزے میں نبیذ تیار کرنا، گھڑے میں تیار نہ کرنا، کیونکہ جب اسے نچوڑنے میں تاخیر ہو جائے، تو یہ سرکہ بن جاتی ہے۔

3711 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ،

3710-إسناده صحيح. الديلمي: هو. فيروز. والسَّيباني: هو يحيى بن أبي عمرو. وضمرة: هو ابن ربيعة الفلسطيني. وأخرجه النسائي (5735) و(5736) من طريقين عن يحيى بن أبي عمرو السيباني

3711-إسناده صحيح. واسم أم الحسن - وهو البصري - خيرة. وأخرجه مسلم (2005)، والترمذي (1979) عن محمد بن المثنى، بهذا الإسناد. وأخرجه بنحوه مسلم (2005)، والنسائي (5638) من طريق ثمامة بن حزن، عن عائشة. وهو في "مسند أحمد" (24198) و(24930)، و"صحيح ابن حبان" (5385).

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ يُوكَأُ أَعْلَاهُ، وَلَهُ عَزْلَاءُ يُنْبَذُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً، وَيُنْبَذُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکیزے میں نبیذ تیار کی جاتی تھی، جس کے اوپری حصے پر ڈوری باندھ دی جاتی تھی اور اس کے نیچے کی طرف بھی سوراخ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صبح کے وقت نبیذ تیار کی جاتی تھی، تو آپ شام کے وقت پی لیتے تھے، یا اگر شام کے وقت نبیذ تیار کی جاتی تھی، تو آپ صبح پی لیتے تھے۔

3712 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَبِيبَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ، يُحَدِّثُ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي عَمْرَةُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً، فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عَشَائِهِ، وَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَبْتُهُ، أَوْ فَرَّغْتُهُ، ثُمَّ تَنْبِذُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغَدَّى فَشَرِبَ عَلَى غَدَائِهِ، قَالَتْ: يُغْسَلُ السِّقَاءُ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً. فَقَالَ لَهَا أَبِي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَتْ: نَعَمْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صبح کے وقت نبیذ تیار کرتی تھیں، جب شام کا وقت ہوتا اور آپ شام کا کھانا کھا لیتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے کھانے کے بعد اسے پی لیتے تھے، اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا، تو میں اسے گرا دیتی۔

(یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) پھر آپ کے لیے رات کے وقت نبیذ تیار کی جاتی اور آپ صبح کے ناشتے کے بعد اسے پی لیتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم صبح و شام اس مشکیزے کو دھویا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: میرے والد نے اس خاتون سے دریافت کیا: کیا ایک دن میں دو مرتبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسے دھوتی تھیں؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں!

3713 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عُمَرَ يَحْيَى الْبَهْرَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى الْخَدَمُ، أَوْ يُهَرَاقُ

3712-وأخرجه أحمد (24930)، والبخاري في "تاريخه" الكبير" 232 /4، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي -صلى الله عليه وسلم " -ص 210، والبيهقي 300 /8، والخطيب في "تاريخه" 470 /12 من طريق شبيب بن عبد الملك التيمي، بهذا الإسناد.

3713-إسناده صحيح. الأعمش: هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية: هو محمد ابن خازم الضرير. وأخرجه مسلم (2004)، وابن ماجه (3399)، والنسائي (5738) و (5739) من طرق عن يحيى بن عبيد البهراني، به. وهو في "مسند أحمد" (1963)، و "صحيح ابن حبان" (5384) و (5386).

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: مَعْنَى يُسْقَى الْخَدَمُ يُبَادَرُ بِهِ الْفَسَادَ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: اَبُو عُمَرَ: يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ الْبَهْرَانِيُّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کشمش کی نبیذ تیار کی جاتی، تو آپ اس دن اسے پی لیتے، اس سے اگلے دن پیتے اور اس سے اگلے دن، یعنی تیسرے دن کی شام تک پیتے تھے، پھر آپ اس کے بارے میں حکم دیتے، وہ خادموں کو پلا دی جاتی، یا اسے بہا دیا جاتا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خادموں کو پلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے خراب ہونے سے پہلے اسے پلا دیا جاتا تھا

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوعمر نامی راوی یحییٰ بن عبید بہرانی ہے۔

بَابٌ فِي شَرَابِ الْعَسَلِ

باب: شہد کی شراب کا بیان

3714 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَطَاءٍ، اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَيَّتُنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ: اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى اِحْدَاهُنَّ، فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ اَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ: (لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِي) (التحریم: 1) اِلَى (اِنْ تَتُوبَا اِلَى اللهِ) (التحریم: 4) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلَى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِيثًا) (التحریم: 3) لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے تھے، اور ان کے ہاں شہد نوش فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے یہ طے کیا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائیں گے، (تو جس کے پاس بھی آئیں) وہ یہ کہے: مجھے آپ میں سے مغافیر کی بو محسوس ہو رہی ہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے، اس خاتون نے یہ بات عرض کردی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میں

3714-إسناده صحيح. وابن جريج -وهو عبد الملك بن عبد العزيز- إذا لم يصرح بسماعه من عطاء -وهو ابن أبي رباح- فروايته عنه محمولة على الاتصال كما صرح هو نفسه بذلك فيما أسنده عنه ابن أبي خيثمة في "تاريخه" (858)، فكيف وقد صرح بسماعه منه عند مسلم (1474) وغيره. وأخرجه البخاري (5267) و(6691)، ومسلم (1474)، والنسائي (3421) و(3795) و(3958) من طريق حجاج بن محمد المصيصي، والبخاري (4912) من طريق هشام بن يوسف، كلاهما عن ابن جريج، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (25852)، و"صحيح ابن حبان" (4183).

نے تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا تھا، اب میں دوبارہ نہیں پیوں گا، (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

"تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو؟ جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے"

"اگر تم دو (خواتین) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو" اس سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(ارشاد باری تعالیٰ ہے) "اور جب نبی نے ایک بیوی کے ساتھ راز کی بات کہی"

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "میں نے شہد پیا ہے"

3715 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ، فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْخَبَرِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: سَوْدَةُ: بَلْ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ. قَالَ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَتْنِي حَفْصَةُ فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. نَبْتٌ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمَغَافِيرُ: مُقْلَةٌ، وَهِيَ صَمْغَةٌ، وَجَرَسَتْ: رَعَتْ، وَالْعُرْفُطُ: نَبْتٌ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھا اور شہد پسند تھا، اس کے بعد راوی نے روایت کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بہت بری لگتی تھی کہ آپ میں سے یہ بدبو آئے۔ روایت میں یہ الفاظ ہیں: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شہد پیا ہے جو مجھے حفصہ نے پلایا ہے، تو میں نے عرض کی: شاید اس کی شہد کی مکھی نے عرفط (کے پھول کو) چوسا ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں: یہ ایک بوٹی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مغافیر ایک قسم کی گوند ہوتی ہے اور "جرست" کا مطلب ہے: اس نے چوس لیا، اور عرفط ایک بوٹی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

بَابٌ فِي النَّبِيذِ إِذَا غَلَى

باب: جب نبیذ میں جوش آ جائے

3716 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

3715- إسناده صحيح. هشام: هو ابن عروة بن الزبير بن العوام، وأبو أسامة: هو حماد بن أسامة، والحسن بن علي: هو الخلال. وأخرجه البخاري (5216) و (5268) و (5431) و (5599) و (5614) و (5682) و (6972)، ومسلم (1474)، وابن ماجه (3323)، والترمذي (1936)، والنسائي في "الكبرى" (6670) و (6671) و (7519) من طريق هشام بن عروة، به

3716- حديث حسن، هشام بن عمار متابع، وخالد بن عبد الله بن حسين - وهو الدمشقي - روى عنه جمع، وذكره ابن حبان في "الثقات"، فهو حسن الحديث. وأخرجه ابن ماجه (3409) من طريق صدقة بن عبد الله السمين، والنسائي (5610) من طريق صدقة بن خالد، و (5704)

بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَّاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ، فَقَالَ: اضْرِبْ بِهَذَا الْحَائِطِ، فَإِنَّ هَذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

٭٭ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ پتہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں آپ کی افطاری کے لیے نبیذ لے کر آیا، جسے میں نے دباء میں تیار کیا تھا، میں اسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس پر کچھ جھاگ بنا ہوا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اس دیوار پر دے مارو، کیونکہ یہ اس شخص کا مشروب ہے، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ قَائِمًا

باب: کھڑے ہو کر کچھ پینا

3717 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا

٭٭ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر کچھ پیئے۔

3718 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، أَنَّ عَلِيًّا، دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ، قَالَ: إِنَّ رِجَالًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَفْعَلَ هَذَا، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي أَفْعَلُهُ

٭٭ نزال بن سبرہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور اسے کھڑے ہو کر پی لیا، پھر انہوں نے فرمایا: بعض لوگ ایسا کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں، جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا، جس طرح تم لوگوں نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بَابُ الشَّرَابِ مِنْ فِي السِّقَاءِ

باب: مشکیزے کو منہ لگا کر پینا

3717-إسناده صحيح. قتادة: هو ابن دعامة السدوسي، وهشام: هو ابن أبي عبد الله الدستوائي. وأخرجه مسلم (2024) من طريق همام بن يحيى، ومسلم (2024)، وابن ماجه (3424)، والترمذي (1987) من طريق سعيد بن أبي عروبة، كلاهما عن قتادة، به. زاد مسلم في رواية سعيد: قال قتادة: فقلنا: فالأكل؟ فقال: ذاك أشر أو أخبث. وهو في "مسند أحمد" (12185)، و"صحيح ابن حبان" (5321) و (5323).

3718-إسناده صحيح. يحيى: هو ابن سعيد القطان، ومسدد: هو ابن مسرهد. وأخرجه البخاري (5615) و (5616)، والنسائي (130) من طريقين عن عبد الملك ابن ميسرة، به. وهو في "مسند أحمد" (583)، و"صحيح ابن حبان" (1057).

3719 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ، وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَلَّالَةُ: الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ سے، منہ لگا کر پینے سے اور گندگی کھانے والے جانور پر سوار ہونے سے، اور جانور کو باندھ کر نشانہ بازی کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جلالہ وہ جانور ہے، جو گندگی کھاتا ہے۔

بَابٌ فِي اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

باب: مشکیزے کا منہ الٹ کر اس سے پینا

3720 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

❀❀ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کا منہ الٹ کر پینے سے منع کیا ہے۔

3721 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعَا بِإِدَاوَةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: اخْنِثْ فَمَ الْإِدَاوَةِ ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا

❀❀ عیسیٰ بن عبداللہ جو ایک انصاری شخص ہے، وہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ منگوایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے منہ کو الٹا دو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پی لیا۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ

باب: پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا

3719-إسناده صحيح. حماد: هو ابن سلمة. وأخرجه البخاري (5629)، وابن ماجه (3421)، والترمذي (1929)، والنسائي (4448) من طريقين عن عكرمة، به. واقتصر البخاري وابن ماجه على ذكر النهي عن الشرب من فم السقاء. وهو في "مسند أحمد" (1989)، و"صحيح ابن حبان" (5316) (5399).

3720-إسناده صحيح. عبيد الله بن عبد الله: هو ابن عتبة بن مسعود، وسفيان: هو ابن عيينة. وأخرجه البخاري (5625) و (5626)، ومسلم (2023)، وابن ماجه (3418)، والترمذي (1999) من طرق عن الزهري، به. وجاء في رواية البخاري الأولى زيادة: يعني أن تكسر أفواهها فيشرب منها، ونحوه جاء عند الباقين خلا الترمذي. وهو في "مسند أحمد" (11026)، و"صحيح ابن حبان" (5317).

3721-ضعيف، على وهم في إسناده وقع من عبد الأعلى -وهو ابن عبد الأعلى السامي- فقد سمى شيخه عبيد الله بن عمر، وإنما الصحيح عبد الله مكبراً، وهما أخوان، فعبيد الله ثقة، وأخوه عبد الله ضعيف، قال أبو داود فيما نقله عنه الآجري: هذا لا يعرف عن عبيد الله، والصحيح: عن عبد الله بن عمر، ونحوه قال البيهقي في "شعب الإيمان" (6024).

3722 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ، وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے اور مشروب میں پھونکنے سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

باب: سونے یا چاندی کے برتن میں پینا

3723 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى، فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ بِهِ إِلَّا أَنِّي قَدْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ

ابن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، مدائن میں تھے، انہوں نے پانی طلب کیا، تو ایک دہقان ان کے پاس چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، انہوں نے اس برتن کو پھینک دیا، اور بولے: میں نے اس برتن کو اس لیے پھینکا ہے کیونکہ میں نے اسے منع کیا تھا، لیکن یہ شخص باز نہیں آیا، بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور دیباج پہننے اور سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے منع کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"یہ چیزیں، ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور تم (مسلمانوں) کے لیے آخرت میں ہوں گی"

بَابٌ فِي الْكَرْعِ

باب: (چشمے یا نہر وغیرہ میں سے) پانی پینا

3724 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي فُلَيْحٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ

3722- صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن في الشواهد. قرة بن عبد الرحمن حديثه حسن في الشواهد، وقد روى له مسلم مقرونا. وأخرجه أحمد (11760)، وابن حبان (5315)، وتمام الرازي في "فوائده" (1011)، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6019) من طريق عبد الله بن وهب بهذا الإسناد. وأخرج قسم النهي عن النفخ في الشراب مالك 2/ 925، وأحمد (11203)، والترمذي (1996)

3723- إسناده صحيح. ابن أبي ليلى: هو عبد الرحمن، والحكم: هو ابن عتيبة، وحفص بن عمر: هو الحوضي أبو عمر. وأخرجه البخاري (5426)، ومسلم (2067)، وابن ماجه (3414) و (3590)، والترمذي (1986)، والنسائي (5301) من طريق عبد الرحمن بن أبي ليلى، به. وأخرجه مسلم (2067)، والنسائي (5301) من طريق عبد الله بن عكيم، عن حذيفة بن اليمان. وهو في "مسند أحمد" (23269)، و"صحيح ابن حبان" (5339) و (5343).

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنٍّ، وَإِلَّا كَرَعْنَا قَالَ: بَلْ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ایک صحابی، ایک انصاری کے پاس گئے، وہ اس وقت اپنے باغ میں پانی لگا رہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی ایسا پانی ہو، جو رات سے مشکیزے میں موجود ہو، تو ٹھیک ہے ورنہ (ہم بہتے ہوئے پانی میں) سے پی لیتے ہیں، تو اس نے عرض کی: جی ہاں! میرے پاس ایسا پانی ہے، جو رات سے مشکیزے میں ہے۔

بَابٌ فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ؟

باب: پلانے والا خود کب پیئے گا؟

3725 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پیئے گا''

3726 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا، جس میں پانی ملایا گیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے

3724-إسناده حسن. فليح - وهو ابن سليمان - احتج البخاري بحديثه هذا وفيه كلام ينزله عن رتبة الصحيح، فهو حسن الحديث لا سيما في ما انتقى له البخاري. وأخرجه البخاري (5613)، وابن ماجه (3432) من طريق فليح بن سليمان، به. وهو في "مسند أحمد" (14519)، و"صحيح ابن حبان" (5314).

3725-إسناده صحيح. أبو المختار - واسمه سفيان بن أبي حبيبة، وقيل: سفيان ابن المختار - وثقه ابن معين، وقال أبو حاتم الرازي: صدوق، نقله عنهما ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" 4/ 220، وذكره ابن حبان في "الثقات" وقال المنذري في "مختصر السنن": رجال إسناده ثقات. وقد فات الحافظ المزي في "تهذيب الكمال" نقل ابن أبي حاتم، وفات كذلك الحافظ. ابن حجر. وفاتنا نحن أيضاً فضعفنا الحديث في "مسند أحمد" (19121) فيستدرك من هنا. وأخرجه ابن أبي شيبة 8/ 231، وأحمد بن حنبل (19121)، وعبد بن حميد (528) وبحشل في "تاريخ واسط" ص 44، وأبو يعلى في "مسنده" كما في "إتحاف الخيرة" (5022)، والبيهقي في "السنن" 7/ 286، وفي "الشعب" (6036)، وفي "الآداب" (554)، والمزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة أبي المختار، من طرق عن شعبة، به.

اسے پی لیا، پھر دیہاتی کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: دائیں طرف والے کا حق پہلے ہوتا ہے۔

3727 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ: إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ پیتے تھے، تو درمیان میں تین دفعہ سانس لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے: اس طرح پیاس بجھتی ہے، ہضم ہوتا ہے اور تندرستی کا باعث ہوتا ہے"

بَابٌ فِي النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ

باب: مشروب میں پھونک مارنا اور اس میں سانس لینا

3728 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ، أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، کہ برتن میں سانس لیا جائے، یا اس میں پھونک ماری جائے۔

3729 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَذَكَرَ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ

3726- إسناده صحيح. وهو في "الموطأ" 926 /2، ومن طريقه أخرجه البخاري (5619)، ومسلم (2029)، وابن ماجه (3425)، والترمذي (2002). وأخرجه البخاري (2352) و (5612)، ومسلم (2029)، والنسائي في "الكبرى" (6832) و (6833) من طريق الزهري، به. وأخرجه البخاري (2571)، ومسلم (2029) من طريق أبي طوالة عبد الله بن عبد الرحمن، عن أنس بن مالك

3727- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل أبي عصام -وهو البصري-، وهو غير خالد بن عبيد العتكي الضعيف الراوي عن أنس أيضاً. وهو متابع. هشام: هو ابن أبي عبد الله الدستوائي. وأخرجه مسلم (2028)، والترمذي (1992)، والنسائي في "الكبرى" (6861) من طريق عبد الوارث بن سعيد، ومسلم (2028)، والنسائي (6860) من طريق هشام الدستوائي، كلاهما عن أبي عصام، به. وأخرجه البخاري (5631)، ومسلم (2028)، وابن ماجه (3416)، والنسائي (6857) و (6858) من طريق ثمامة بن عبد الله بن أنس، عن أنس. وهو في "مسند أحمد" (12133) و (12186)، و"صحيح ابن حبان" (5329) و (5330).

3728- إسناده صحيح. عبد الكريم: هو ابن مالك الجزري، ابن عيينة: هو سفيان. وأخرجه ابن ماجه (3429)، والترمذي (1997) من طريق سفيان بن عيينة، بهذا الإسناد. وقال الترمذي: حديث حسن صحيح. واقتصر ابن ماجه على ذكر النفخ في الإناء. وأخرجه ابن ماجه (3288) من طريق شريك بن عبد الله النخعي، عن عبد الكريم الجزري، به بلفظ: لم يكن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ينفخ في طعام ولا شراب ولا يتنفس في الإناء. وشريك سيء الحفظ. وأخرجه ابن ماجه (3428) من طريق خالد الحذاء، عن عكرمة، به بلفظ: نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن التنفس في الإناء. وهو في "مسند أحمد" (1907)، و"صحيح ابن حبان" (5316).

3729- إسناده صحيح. وأخرجه مسلم (2042)، والترمذي (3893)، والنسائي في "الكبرى" (15051) و (10552) من طرق عن شعبة، به. وأخرجه النسائي (10050) من طريق يحيى بن حماد، عن شعبة، عن يزيد بن خمير، عن عبد الله بن بسر، عن أبيه. فزاد في الإسناد بسراً وجعله من مسنده. وأخرجه بنحوه النسائي (6730) من طريق صفوان بن عمرو، و (6873)

آتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ فَنَاوَلَ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ. وَأَكَلَ تَمْرًا فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ أُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى فَلَمَّا قَامَ قَامَ أَبِي فَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ لِي. فَقَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ

حضرت عبداللہ بن بسر جن کا تعلق بنوسلیم سے ہے، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا، میرے والد نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حیس پیش کیا تھا، پھر وہ مشروب لے کر آئے، جسے آپ نے نوش فرمالیا، پھر آپ نے اسے اپنے دائیں طرف والے شخص کو دیا، آپ کھجوریں کھاتے ہوئے گٹھلی اپنی شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی کی پشت پر رکھتے تھے، جب آپ وہاں سے اٹھے، تو میرے والد نے اٹھ کر آپ کی سواری کی لگام کو پکڑا اور گزارش کی: آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ! تو نے انہیں جو رزق عطا کیا ہے، اس میں ان کے لیے برکت دے اور ان کی مغفرت کر دے اور ان پر رحم کر''۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ

باب: جب آدمی دودھ پیئے، تو کیا پڑھے؟

3730 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَجَاءُوا بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلَى ثُمَامَتَيْنِ، فَتَبَزَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَالِدٌ: إِخَالُكَ تَقْذُرُهُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ أَجَلْ ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَإِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِءُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود تھا، نبی اکرم ﷺ گھر میں تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے، لوگ بھنی ہوئی گوہ لے کر آئے، جو دو لکڑیوں پر رکھی ہوئی تھی، نبی اکرم ﷺ نے تھوک پھینکا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا خیال ہے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں،

3730- حسن، وهذا إسناد ضعيف لضعف علي بن زيد- وهو ابن جدعان- وجهالة عمر بن حرملة، وأخرجه الترمذي (3758)، والنسائي في "الكبرى" (10045) من طريق إسماعيل ابن علية، عن علي بن زيد، به. وأخرجه بنحوه مختصراً على ذكر الدعاء عند شرب اللبن ابن ماجه (3322)

نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں، پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں دودھ لایا گیا، تو آپ نے اسے پی لیا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کچھ کھائے، تو یہ پڑھے:

''اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت کردے اور ہمیں اس سے بہتر کھانا کھلا''

اور جب کسی کو دودھ پلایا جائے تو اسے یہ دعا کرنی چاہیے:

''اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت کردے اور ہمیں یہ مزید عطا فرما''

کیونکہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے، جو کھانے اور پینے کی جگہ کافی ہو، صرف دودھ کی یہ خصوصیت ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ مسدد کے نقل کردہ ہیں۔

بَابٌ فِي إِيكَاءِ الْآنِيَةِ

باب: برتن کو ڈھانپ کر رکھنا

3731 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَطْفِ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ

⊛⊛ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''(رات کے وقت) اپنے گھر کا دروازہ بند کردو اور اس پر اللہ کا نام لو، کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لے کر اپنے چراغ کو بجھا دو، اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن کو ڈھانپ دو، خواہ اس پر کوئی لکڑی رکھ دو، اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزے کا منہ بند کردو''۔

3732 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْخَبَرِ، وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ، قَالَ: فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ أَوْ بُيُوتَهُمْ

⊛⊛ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم یہ مکمل نہیں ہے،

3731-إسناده صحيح. عطاء: هو ابن أبي رباح، وابن جريج: هو عبد الملك بن عبد العزيز المكي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه البخاري (3280) و (3304)، ومسلم (2012)، والنسائي في "الكبرى" (10513) و (10514) من طريق ابن جريج، به. ولم يذكر البخاري في روايته الثانية إطفاء المصباح ولا تخمير الإناء ولا إيكاء السقاء. وهو في "مسند أحمد" (14434)، و"صحيح ابن حبان" (1272). وأخرجه مقتصرا على ذكر الأمر بإغلاق الباب البخاري (3304)، ومسلم (2012)، والنسائي في "الكبرى" (10514)

3732-إسناده صحيح، فقد روى هذا الحديث عن أبي الزبير - وهو محمد بن مسلم ابن تدرس المكي - الليث بن سعد عند مسلم وابن ماجه والليث قد روى عنه ما ثبت لديه أنه سمعه من جابر. وأخرجه مسلم (2012)، وابن ماجه (3410)، والترمذي (1915) من طرق عن أبي الزبير، عن جابر. وهو في "مسند أحمد" (14228)، و"صحيح ابن حبان" (1273).

اس میں یہ الفاظ ہیں:

''کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا، بند منہ والا مشکیزہ نہیں کھولتا اور برتن پر رکھی ہوئی چیز نہیں ہٹاتا اور چوہا بعض اوقات لوگوں کے گھر کو جلا دیتا ہے''۔

3733 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَفُضَيْلُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ السُّكَّرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ شِنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، رَفَعَهُ قَالَ: وَاكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ - وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عِنْدَ الْمَسَاءِ - فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:)

''عشاء کے وقت (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) شام کے وقت، اپنے بچوں کو گھروں میں بند رکھو، کیونکہ اس وقت میں جنات پھیل جاتے ہیں اور اچک لیتے ہیں''۔

3734 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقَى، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَشْتَدُّ فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَصْمَعِيُّ: تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب کیا تو ایک صاحب نے عرض کی: کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پلائیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے، راوی بیان کرتے ہیں: تو وہ شخص ایک پیالہ لے کر آیا، جس میں نبیذ موجود تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اسے ڈھانپ کیوں نہیں دیا، خواہ اس پر کوئی لکڑی رکھ دیتے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصمعی نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

3735 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا

3733-وأخرجه البخاري (3316)، والترمذي (3068) من طريق حماد بن زيد، بهذا الإسناد. ولم يذكر الترمذي في روايته إمساك الصبيان عند العشاء. وأخرجه البخاري (3280) و (3304)، ومسلم (2012) من طريق ابن جريج، عن عطاء بن أبي رباح، والبخاري (3304)، ومسلم (2012) من طريق ابن جريج، عن عمرو بن دينار، كلاهما عن جابر. وهو في "مسند أحمد" (14898) و (15167)، و "صحيح ابن حبان" (1276)

3734-إسناده صحيح. لكن وقع في رواية أبي معاوية هذه وهم، فقال فيه: ألا نسقيك نبيذا؟ ورواية الجمهور عن الأعمش فيها ذكر اللبن بدل النبيذ. ويعضد رواية الجمهور حديث أبي الزبير عن جابر عند أحمد (14137) و (23608)، والنسائي في "الكبرى" (6599). وأخرجه مسلم (2011) من طريق أبي معاوية، بهذا الإسناد. وأخرجه البخاري (5605)، ومسلم (2011) من طريق جرير بن عبد الحميد، والبخاري (5606)

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بُيُوتِ السُّقْيَا. قَالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میٹھا پانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سقیا کے گھروں سے لایا جاتا تھا۔

قتیبہ کہتے ہیں: یہ ایک چشمے کا نام ہے، جو مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔

3735-إسناده جيد كما قال الحافظ في "الفتح" 10/ 740، عبد العزيز بن محمد -وهو الدراوردي- فيه كلام يحطه عن رتبة الصحيح. وأخرجه ابن سعد في "الطبقات" 1/ 494 و 506، وابن راهويه (841) و (905) و (1734)، وأحمد (24693) و (24770)، وعمر بن شبة في "تاريخ المدينة" 1/ 158، وأبو يعلى (4613)، وابن حبان (5332)، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي -صلى الله عليه وسلم-" ص 227، والحاكم 4/ 138، وأبو نعيم في "أخبار أصبهان" 2/ 125، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6032)، والخطيب في "تاريخ بغداد" 3/ 130، والبغوي في "شرح السنة" (3049)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 4/ 247 - 248 من طرق عن عبد العزيز بن محمد الدراوردي، بهذا الإسناد.

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

کتاب: کھانے سے متعلق روایات

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِجَابَةِ الدَّعْوَةِ

باب: دعوت قبول کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3736 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کسی شخص کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو وہ اس میں شریک ہو''

دعوت ولیمہ کا بیان

ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح میں کھلایا جاتا ہے اور چونکہ ولیمہ مشتق ہے التیام سے جس کے معنی اجتماع کے ہیں اس لئے اس کھانے کو ولیمہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ اجتماع زوجین کی تقریب میں کھلایا جاتا ہے۔ ولیمہ کی شرعی حیثیت اور اس کا وقت اکثر علماء کے قول کے مطابق ولیمہ مسنون ہے جب کہ بعض علماء اسے مستحب کہتے ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک یہ واجب ہے اسی طرح ولیمہ کے وقت کے بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں۔ بعض علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ ولیمہ کا اصل وقت دخول یعنی شب زفاف کے بعد ہے بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ ولیمہ عقد نکاح کے وقت کھلانا چاہئے۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ عقد نکاح کے وقت بھی کھلانا چاہئے اور دخول کے بعد بھی۔ دو دن سے زیادہ وقت تک ولیمہ کھلانے کے بارے میں بھی علماء کے مختلف قول ہیں ایک طبقہ تو اسے مکروہ کہتا ہے یعنی علماء کے اس طبقہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ دو دن تک کھلایا جا سکتا ہے اس سے زیادہ وقت تک کھلانا مکروہ ہے حضرت امام مالک کے ہاں ایک ہفتہ تک کھلانا مستحب ہے لیکن اس سلسلہ میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کا انحصار خاوند کی حیثیت و استطاعت پر ہے اگر وہ صرف ایک ہی وقت پر اکتفا کرے اور اگر کئی دن اور کئی وقت تک کھلانے کی استطاعت رکھتا ہے تو کئی دن اور کئی وقت تک کھلا سکتا ہے۔ ضیافت کی قسمیں: مجمع البحار میں لکھا ہے کہ ضیافت یعنی دعوت کی آٹھ قسمیں ہیں (ولیمہ) (خرس، اعذار، وکیرہ، نقیعہ، وضیمہ، عقیقہ، مادبہ: چنانچہ ولیمہ اس دعوت کو کہتے

3736- إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "الموطأ" 546 /2، ومن طريقه أخرجه البخاري (5173)، ومسلم (1429)، والنسائي في "الكبرى" (6573). وأخرجه البخاري (5179)، ومسلم (1429) من طريق موسى بن عقبة، ومسلم (1429)، والترمذي (1123) من طريق إسماعيل بن أمية، ومسلم (1429) من طريق عمر بن محمد.

ہیں جو شادی بیاہ کے موقعہ پر کی جائے۔

خرس اس دعوت کو کہتے ہیں کہ جو بچہ کی پیدائش کی خوشی میں کی جائے اعزار اس دعوت کو کہتے ہیں جو ختنہ کی تقریب میں کی جائے وکیرہ اس دعوت کو کہتے ہیں جو مکان بننے کی خوشی میں کی جائے نقیعہ اس دعوت کو کہتے ہیں جو مسافر کے آنے کی تقریب میں کی جائے عقیقہ اس دعوت کو کہتے ہیں جو بچہ کا نام رکھنے کی تقرب میں کی جائے اور مادبہ ہر اس دعوت کو کہتے ہیں جو بلا کسی خاص تقریب کے کی جائے ضیافت کی یہ تمام قسمیں مستحب ہیں البتہ ولیمہ کے بارے میں بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دعوت واجب ہے۔

3737 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِمَعْنَاهُ زَادَ فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَدْعُ

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہوا ہو، تو کھانا کھالے اور اگر روزہ رکھا ہوا ہو، تو (میزبان) کے لیے دعا کردے''

3738 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ

۞۞ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو کوئی دعوت دے، تو اسے (یعنی دوسرے شخص) کو دعوت قبول کر لینی چاہیے خواہ وہ شادی کی دعوت ہو، یا اس کی مانند کوئی اور ہو''

3739 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3740 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ

۞۞ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3737-إسناده صحيح. أبو أسامة: هو حماد بن أسامة، وعبيد الله: هو ابن عمر العمري. وأخرجه مسلم (1429) من طريق خالد بن الحارث، ومسلم (1429)، وابن ماجه (1914)

3738-إسناده صحيح. الحسن بن علي: هو الخلال الحلواني. وهو في "مصنف عبد الرزاق "(19666)، ومن طريقه أخرجه مسلم (1429). وأخرجه مسلم (1429) من طريق حماد بن زيد، عن أيوب، به بلفظ " :ائتوا الدعوة إذا دعيتم". وهو في "مسند أحمد " (5367)، و"صحيح ابن حبان "(5289).

3740-إسناده صحيح. أبو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي - قد صرح بسماعه من جابر عند الطحاوي في "شرح مشكل الآثار "(3030). وأخرجه مسلم (1430)، والنسائي في "الكبرى "(6575) من طريق سفيان الثوري، ومسلم (1430)، وابن ماجه (1751)

''جس شخص کو دعوت دی جائے، اسے قبول کرنی چاہیے، اگر وہ چاہے تو کھانا کھالے، اگر چاہے تو نہ کھائے''

3741 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ طَارِقٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا

قَالَ أَبُو دَاوُد: أَبَانُ بْنُ طَارِقٍ مَجْهُولٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کو دعوت دی جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، تو جو شخص دعوت کے بغیر چلا جائے، تو وہ چور کے طور پر داخل ہوا اور لٹیرے کے طور پر باہر نکلا''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن طارق نامی راوی مجہول ہے۔

3742 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سب سے برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں خوشحال لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے''۔

دعوت کو قبول کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو شادی کے کھانے پر بلایا جائے تو اسے جانا چاہئے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دعوت قبول کرنی چاہئے خواہ وہ ولیمہ کی دعوت ہو یا اسی قسم کی کوئی اور دعوت۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 418)

3741- وأخرجه البزار (1245 كشف الأستار)، والعقيلي في "الضعفاء 161 /2 "، وابن حبان في "المجروحين" 294 /1، وابن عدي في "الكامل" في ترجمة أبان بن طارق 381 /1 وفي ترجمة درست 968 /3، والقضاعي في "مسند الشهاب "(527) و (528) و (529)، والبيهقي في "السنن الكبرى" 68 /7 و 265، وفي "شعب الإيمان "(9647) و (9648)، وفي "الآداب "(568)، وابن الجوزي في "العلل المتناهية "(871)، والمزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة درست بن زياد 485 /8 من طريق درست بن زياد، وابن عدي 1/ 380، ومن طريقه ابن الجوزي في "العلل المتناهية "(870) من طريق خالد بن الحارث، كلاهما عن أبان بن طارق، به.

3742- وهو في "موطأ مالك" 546 /2، ومن طريقه أخرجه البخاري (5177)، ومسلم (1432)، وأخرجه مسلم (1432)، وابن ماجه (1913) من طريق سفيان بن عيينة، ومسلم (1432) من طريق معمر، ثلاثتهم (مالك وابن عيينة ومعمر) عن ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه مسلم (1432) من طريق سفيان بن عيينة، عن أبي الزناد، عن الأعرج، به. وأخرجه أيضاً (1432) من طريق سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة. وأخرجه (1432) من طريق ثابت الأعرج، عن أبي هريرة، عن النبي - صلى الله عليه وسلم - فرفعه. وهو في "مسند أحمد" (7279)، و "صحيح ابن حبان "(5304) و (5305)

یا اسی قسم کی کوئی اور دعوت سے ختنہ وعقیقہ وغیرہ کی دعوت مراد ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان روایتوں میں ولیمہ سے مراد صرف وہی کھانا ہے جو شادی بیاہ کے موقع پر کھلایا جائے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ شادی بیاہ کے کھانے کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے دعوت قبول نہ کرے تو وہ گنہگار ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔ اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ قبول کرنے سے مراد دعوت میں جانا یعنی اگر کسی شخص کو شادی میں بلایا جائے تو اس کے لئے اس دعوت میں جانا بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔

اور بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے اب رہی یہ بات کہ کھانے میں شریک ہونے کی تو اس کے بارے میں متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ اگر روزے سے نہ ہو تو کھانے میں شریک ہونا مستحب ہے شادی کے کھانے کی دعوت کے علاوہ دوسری دعوتوں کا قبول کرنا مستحب ہے۔ طیبی اور ابن ملک نے یہ بھی لکھا ہے کہ دعوت قبول کرنے کا وجوب یا استحباب بعض صورتوں میں ساقط ہو جاتا ہے یہ شبہ ہو نا کہ دعوت میں جو کھانا کھلایا جائے گا وہ حلال مال کا نہیں ہوگا یا اس دعوت میں مالداروں کی تخصیص ہو یا اس دعوت میں کوئی ایسا شخص شریک ہو جس سے یا تو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو یا وہ اس قابل نہ ہو کہ اس کے ساتھ کہیں بیٹھا جائے ان صورتوں میں اگر کوئی شخص دعوت قبول نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح اگر کسی شخص کو دعوت میں محض اس لئے بلایا جائے کہ اس کی خوشنودی مزاج حاصل ہو جائے اور اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے یا اس کی ذات وجاہ سے کوئی دنیاوی غرض پوری ہوئے تو ایسی دعوت کو قبول نہ کرنا ہی اولی ہے یا ایسے ہی اگر کچھ لوگ کسی شخص کو اس مقصد کے لئے دعوت میں بلائیں کہ وہ ان لوگوں کے باطل ارادوں یا غیر شرعی کاموں میں مدد کرے یا کسی دعوت میں ممنوع چیزیں جیسے شراب وغیرہ موجود ہو یا وہاں ناچ گانے یا غیر شرعی تفرحیات کی چیزیں ہوں یا جس جگہ دعوت ہو وہاں حریر وغیرہ کا فرش بچھا ہو تو ایسی دعوت میں شریک نہ ہونا چاہئے۔

یہ بات مدنظر رہنی چاہئے کہ آجکل کی مجالس مذکورہ بالا چیزوں سے خالی نہیں ہوتیں اگر سب چیزیں نہیں ہوتیں تو ان میں بعض چیزیں اکثر مجلسوں میں پائی جاتی ہیں اس لئے صوفیاء کا قول ہے کہ عزلت گوشہ نشینی) حلال ہوگئی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ آجکل گوشہ نشینی واجب ہوگی ہے لہٰذا جو شخص احتیاط کے پیش نظر گوشہ نشینی اختیار کرنا چاہے اور کسی بھی مجلس یا دعوت میں شریک ہونا مناسب نہ سمجھتا ہو تو اس کے لئے گوشہ نشینی ہی بہتر ہے۔

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو شادی بیاہ اسی رسم کی کسی اور تقریب کے) کھانے پر بلایا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ دعوت قبول کرلے یعنی دعوت میں چلا جائے پھر وہاں جا کر اس کی مرضی پر موقوف ہو گا کہ چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے۔ (مسلم)

اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ دعوت قبول کرنے کا مطلب داعی کے یہاں جانا ہے اور یہ واجب یا سنت ہے ہاں دعوت کے کھانے میں شریک ہونا سنت ہے بشرطیکہ روزہ سے نہ ہو۔ ابن ملک فرماتے ہیں کہ ارشاد گرامی میں دعوت کو قبول کا جو حکم دیا گیا

ہے وہ بطریق وجوب ہے لیکن اس کا تعلق اس شخص سے ہے جس کو کوئی عذر لاحق نہ ہو اگر کوئی شخص معذور ہو مثلاً دعوت کی جگہ اتنی دور ہے کہ وہاں جانا تکلیف و مشقت برداشت کرنے کا مرادف ہے تو اس صورت میں اس دعوت کو قبول نہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابٌ فِي اسْتِحْبَابِ الْوَلِيمَةِ عِنْدَ النِّكَاحِ

باب: نکاح کے لیے ولیمے کا مستحب ہونا

3743 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ ان کے سامنے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی کا ذکر ہوا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج میں سے، کسی بھی زوجہ محترمہ کے ساتھ شادی کے بعد، ایسا ولیمہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جیسا آپ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد کیا تھا، آپ نے اس میں ایک (بکری ذبح کر کے دعوت کی تھی)

3744 - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ، وَتَمْرٍ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں ستو اور کھجور کھلائے تھے۔

شرح

حضرت صفیہ حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو خیبر میں آباد قبیلہ بنو قریظہ و بنو نضیر کے سردار تھے جب خیبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح عطا کی تو صفیہ بھی ہاتھ لگیں اور بطور لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزادی کے خلعت سے نوازا اور پھر اپنی زوجیت میں لے کر انہیں دین و دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے سرفراز کیا۔ اس مسئلہ میں اہل علم کے اختلافی اقوال ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے اور اس کی آزادی ہی کو اس کا مہر قرار دے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ صحابہ کی ایک جماعت اور بعض علماء اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے پیش نظر اس کے جواز کے قائل ہیں جب کہ صحابہ اور علماء کی ایک جماعت نے اسے جائز نہیں کہا ہے اور حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے ان کی طرف سے اس حدیث کی یہ تاویل کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

3743- إسناده صحيح. حماد: هو ابن زيد، وثابت: ابن أسلم البناني. وأخرجه البخاري (5168)، ومسلم (1428)، وابن ماجه (1908)، والنسائي في "الكبرى" (6567) من طريق حماد بن زيد، به. وأخرجه ضمن قصة زواجه -صلى الله عليه وسلم- بزينب مسلم (1428) من طريق سليمان بن المغيرة، عن ثابت، به

سے حضرت صفیہ کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا جانا ایک استثنائی صورت ہے جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ مختص ہے لہٰذا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا اور کسی کو جائز نہیں ہے۔

شرح ہدایہ میں لکھا ہے اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے اور اس کی آزادی کو مہر قرار دے بایں طور کہ اس سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ تو مجھ سے آزادی کے عوض نکاح کر لے اور پھر اس لونڈی نے اسے قبول کر لیا تو یہ آزاد کرنا صحیح ہو جائے گا یعنی وہ آزاد ہو جائیگی البتہ نکاح کے معاملے میں وہ خود مختار ہوگی یہاں تک کہ اگر اس نے اس شخص سے نکاح کر لیا تو اس کے لئے اس کا مہر مثل واجب ہوگا۔ حیس ایک کھانے کا نام ہے جو حلوے کی قسم کا ہوتا ہے اور کھجور گھی اور اقط سے بنتا ہے اقط کہ جس کا دوسرا نام قروط ہے پنیر کی طرح ہوتا ہے اور دہی سے بنایا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ؟

باب: ولیمہ کتنے دنوں تک مستحب ہے؟

3745 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ - رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفًا أَيْ يُثْنِي عَلَيْهِ خَيْرًا إِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ - زُهَيْرُ بْنُ عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْوَلِيمَةُ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِيَ مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمَ الثَّالِثَ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّانِيَ فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ، وَقَالَ: أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ

❁❁ عبداللہ بن عثمان ثقیف قبیلے سے تعلق رکھنے والے، کانے شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''(شادی کے بعد) پہلے دن ولیمہ کرنا حق ہے، دوسرے دن مناسب ہے اور تیسرے دن شہرت اور دکھاوا ہے''۔

قتادہ کہتے ہیں: ایک صاحب نے مجھے یہ بات بتائی کہ سعید بن مسیب کو پہلے دن دعوت دی جاتی، تو قبول کر لیتے، اگر دوسرے دن دعوت دی جاتی، تو قبول کر لیتے اور تیسرے دن دعوت دی جاتی، تو وہ قبول نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے: یہ شہرت اور دکھاوا کرنے والے لوگ ہیں۔

دعوت ولیمہ کتنے دن ہوتی ہے

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دن شادی کا کھانا کھلانا حق ہے دوسرے دن کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا اپنے آپ کو سنانا ہے اور جو اپنے آپ کو سنانے کا خواہشمند ہوگا اللہ تعالیٰ اسے سنائے گا۔

(ترمذی، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 425)

مطلب یہ ہے کہ شادی بیاہ میں پہلے دن لوگوں کو کھانے پر بلانا اور لوگوں کا اس دعوت کو قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے اور جن علماء نے ولیمہ کی دعوت کو واجب کہا ہے ان کے نزدیک حق سے مراد واجب ہے اور دوسرے دن کو مدعو کرنا مسنون و مستحب ہے اور دو دن کے بعد جب تیسرے دن بھی کوئی مدعو کرے تو سمجھنا چاہئے کہ اب اس کی دعوت میں نام و نمود کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے یعنی اس نے تیسرے دن لوگوں کو کھانے پر اس لئے بلایا ہے تاکہ شہرت ہو جائے اور لوگ اس کی تعریف کریں اس کے بارے میں یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ جو شخص اپنے نام و نمود کے تحت تیسرے دن بھی لوگوں کو کھانے پر بلائے گا اور خواہش مند ہوگا کہ اس کی سخاوت کی تعریف کریں تاکہ وہ اظہار فخر کر سکے تو ایسے شخص کو جان لینا چاہئے کہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں یہ اعلان کرائے گا کہ دیکھو یہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جس نے محض دکھانے سنانے کے لئے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا چنانچہ وہ شخص تمام مخلوق اللہ کے سامنے سخت رسوا اور ذلیل ہوگا۔

طیبی کہتے ہیں کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا کرے (مثلاً اس کا نکاح ہو جائے) تو اس پر لازم ہے کہ وہ شکر ادا کرے اور شکر یہ ہے کہ دعوت ولیمہ میں لوگوں کو بلا کر کھانا کھلائے اور یہ (یعنی شکر ادا کرنا مثلاً دعوت کرنا پہلے دن تو ضروری ہے اور) دوسرے دن مستحب ہے تاکہ پہلے دن اگر کوتاہی ہوگئی ہو تو دوسرے دن ان کی تلافی ہو جائے اس لئے کہ سنت واجب کو مکمل کر دیتی ہے اور تیسرے دن دعوت کرنا بس دکھانے سنانے کے لئے ہے (یعنی تیسرے دن دعوت کرنے کا نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ نام و نمود کی وجہ سے آخرت کا نقصان ہی ہوتا ہے) اسی طرح جن لوگوں کی دعوت کی جائے ان کے بارے میں یہ مسئلہ ہے کہ پہلے دن کی دعوت قبول کرنا ان کے لئے واجب ہے دوسرے دن کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے اور تیسرے دن کی دعوت قبول کرنا مکروہ بلکہ حرام ہے۔ اس حدیث سے مالکیہ کے اس مسلک کی صریح تردید ہوتی ہے کہ سات دن تک ولیمہ کی دعوت کرتے رہنا مستحب ہے۔

3746 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ، وَحَصَبَ الرَّسُولَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

''اگر تیسرے دن انہیں بلایا جاتا تھا، تو وہ قبول نہیں کرتے تھے اور پیغام لانے والے کو کنکر مارتے تھے''

بَابُ الْإِطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ

باب: سفر سے واپسی پر کھانا کھلانا

3747 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً

3747- إسناده صحيح. وأخرجه البخاري (3089) من طريق وكيع، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (14213).

ترجمہ: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ (راوی کو شک ہے شاید) ایک گائے ذبح کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ

باب: مہمان نوازی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3748- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ. الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ. وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ قَالَ: يُكْرِمُهُ وَيُتْحِفُهُ. وَيَحْفَظُهُ. يَوْمًا وَلَيْلَةً. وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ضِيَافَةً

حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی عزت افزائی کرے، اہتمام کے ساتھ اس کی دعوت ایک دن اور ایک رات ہوگی اور عام مہمان نوازی تین دن ہوگی، اس کے بعد جو ہوگا وہ صدقہ ہوگا اور مہمان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے حرج میں مبتلا کردے"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا گیا:

"اہتمام کے ساتھ اس کی دعوت ایک دن ہوگی"

تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی عزت افزائی کرے، اس کو تحفہ دے اور ایک دن تک اس کا خوب خیال رکھے، جب کہ عام مہمان نوازی تین دن تک ہوگی۔

3749- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.

3748-إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب، وسعيد المقبري: هو ابن كيسان. وهو في "موطأ مالك" .929 • 2/ وأخرجه البخاري (6019) و (6135)، ومسلم بإثر (1726)، وابن ماجه (3675)، والترمذي (2082) و (2083)، والنسائي في "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 224 /9 من طرق عن سعيد المقبري، به. وأخرجه مسلم (48)، وابن ماجه (3672) من طريق نافع بن جبير، عن أبي شريح الخزاعي، دون ذكر مدة الضيافة. وهو في "مسند أحمد" (16370) و (16371)

3749-حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل عاصم- وهو ابن أبي النجود- ولكنه متابع. حماد: هو ابن سلمة. وأخرجه أحمد (8645) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن أبي شيبة 477 /12، وأحمد (7873) و (9564)، والبخاري في "الأدب المفرد" (742)، والبيهقي 7/197 من طريق أبي سلمة بن عبد الرحمن، والطيالسي (5260)، وابن راهويه (305)، والبخاري في "تاريخه" "الكبير" تعليقا 367 /3، والبزار (1930 كشف الأستار) وأبو يعلى (6134) من طريق زياد بن أبي المغيرة، وأحمد (10628) من طريق محمد بن سيرين، وابن حبان (5284)، وأبو يعلى (6590) من طريق سعيد المقبري، وأبو يعلى (6218) من طريق أبي حازم، خمستهم عن أبي هريرة.

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ، فَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میزبانی تین دن ہوتی ہے، جو اس کے علاوہ ہو، وہ صدقہ ہوگی''

3750 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ اَبِیْ كَرِيْمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ اَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، اِنْ شَاءَ اقْتَضٰى وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ

حضرت ابوکریمہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ایک رات کی مہمان نوازی ہر مسلمان پر لازم ہے، جو شخص اس کے صحن میں اترتا ہے، تو یہ مہمان نوازی اس کے ذمہ قرض ہوتی ہے، اگر وہ چاہے، تو اس کو وصول کرلے، چاہے تو ترک کردے''

3751 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِیْ اَبُو الْجُوْدِیِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِی الْمُهَاجِرِ، عَنِ الْمِقْدَامِ اَبِیْ كَرِيْمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّمَا رَجُلٍ اَضَافَ قَوْمًا، فَاَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُوْمًا، فَاِنَّ نَصْرَهٗ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، حَتّٰى يَاْخُذَ بِقِرٰى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهٖ وَمَالِهٖ

حضرت مقدام ابوکریمہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی کا مہمان ہو، پھر وہ مہمان محروم رہے، تو اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اس کے کھیت اور مال میں سے، ایک رات کی خوراک حاصل کرے''

3752 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ، عَنْ اَبِی الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، اَنَّهٗ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ، اِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَمَا يَقْرُوْنَنَا، فَمَا تَرٰى؟ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِیْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا، فَاِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِیْ يَنْبَغِیْ لَهُمْ

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَهٰذِهٖ حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ يَاْخُذُ الشَّیْءَ اِذَا كَانَ لَهٗ حَقًّا

3750- إسناده صحيح. أبو كريمة: هو المقدام بن معدى كرب، وعامر: هو ابن شراحيل الشعبي، ومنصور: هو ابن المعتمر، وأبو عوانة: هو الوضاح بن عبد الله اليشكري. وأخرجه ابن ماجه (3677) من طريق سفيان الثوري، عن منصور، به. وهو في "مسند أحمد" (17172).

3751- إسناده ضعيف لجهالة سعيد بن أبي المهاجر -وقيل: ابن المهاجر.- وأخرجه الطيالسي (1149)، وأحمد (17178)، والدارمي (2037)، والحاكم 4/ 132، والبيهقي 9/ 197 و 270/ 10، والمزي في "تهذيب الكمال" 11/ 82 - 83 من طرق عن شعبة، به. وأخرجه الطبراني في "الكبير" 20/ (665) من طريق أبي يحيى الكلاعي، عن المقدام. وفي إسناده أبو فروة يزيد بن سنان ضعيف الحديث.

3752- إسناده صحيح. أبو الخير: هو مرثد بن عبد الله اليزني، والليث: هو ابن سعد. وأخرجه البخاري (2461) و (6137)، ومسلم (1727)، وابن ماجه (3676) من طريق الليث بن سعد، بهذا الإسناد. وأخرجه بنحوه الترمذي (1679) من طريق ابن لهيعة، عن يزيد بن أبي حبيب، به. وهو في "مسند أحمد" (17345)، و"صحيح ابن حبان" (5288).

ﷺ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ہمیں کہیں بھیجتے ہیں، ہم کسی جگہ پر پڑاؤ کرتے ہیں، تو وہاں کے لوگ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: اگر تم کسی قوم کے پاس پڑاؤ کرتے ہو اور وہ تمہارے لیے اس بات کی ہدایت کرتے ہیں، جو مہمان کے لیے مناسب ہوتی ہے، تو تم اس کو قبول کرلو اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے، تو تم ان سے مہمان کا حق وصول کرلو، جو مہمان کے لائق ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب آدمی کا حق ہو، تو وہ اسے وصول کرسکتا ہے۔

بَابُ نَسْخِ الضَّيْفِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ غَيْرِهِ

باب: دوسرے کے مال میں سے کھانے کی ضیافت ہونے کا منسوخ ہونا

3753 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ) (النساء: 29) فَكَانَ الرَّجُلُ يَحْرَجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. فَنَسَخَ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي فِي النُّورِ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ) (النور: 61) إِلَى قَوْلِهِ (أَشْتَاتًا) (النور: 61) كَانَ الرَّجُلُ الْغَنِيُّ يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قَالَ: إِنِّي لَأَجَّنَّحُ أَنْ آكُلَ مِنْهُ. وَالتَّجَنُّحُ: الْحَرَجُ وَيَقُولُ: الْمِسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي. فَأُحِلَّ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ

ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''اور آپس میں ایک دوسرے کے مال، باطل طور پر نہ کھاؤ، البتہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت ہو، تو حکم مختلف ہو گا''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد، لوگوں نے اس بات میں حرج محسوس کیا کہ کسی شخص کے ہاں کچھ کھائیں، تو سورہ نور میں موجود، اس آیت نے اسے منسوخ کردیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، اگر تم اپنے گھروں میں سے کھاتے ہو''

یہ آیت یہاں تک ہے (اشتاتا)

پہلے یہ ہوتا تھا کہ کوئی شخص، کسی خوشحال شخص کو اپنے گھر آ کر کھانا کھانے کی دعوت دیتا، تو وہ یہ کہتا تھا کہ میں اسے گناہ سمجھتا

3753- إسناده حسن من أجل علي بن الحسين بن واقد، فقد روى عنه جمع من الحفاظ. وقال النسائي: ليس به بأس، ووصفه الحافظ الذهبي في "السير" بالإمام المحدث الصدوق، وبأنه كان عالماً صاحب حديث كأبيه، ويغلب على ظننا أن تضعيف أبي حاتم والعقيلي له للإرجاء، كالذي نقله البخاري عن إسحاق بن راهويه.

ہوں کہ میں وہاں سے کھاؤں، لفظ تحنج کا مطلب حرج ہے، وہ شخص یہ کہتا تھا: مسکین اس دعوت کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے۔

تو اس آیت میں اس بات کو حلال قرار دیا گیا ہے، کہ جن چیزوں پر اللہ کا نام ذکر کر دیا گیا ہو، وہ لوگ اسے کھا سکتے ہیں اور اہل کتاب کے کھانے کو بھی حلال قرار دیا گیا۔

بَابٌ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ

باب: ایک دوسرے کے مقابلے میں کھانا کھلانا

3754 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيتِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَكْثَرُ مَنْ رَوَاهُ عَنْ جَرِيرٍ لَا يَذْكُرُ فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَهَارُونُ النَّحْوِيُّ ذَكَرَ فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَيْضًا وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلے بازی میں کھانا کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کثر راویوں نے یہ روایت حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، انہوں نے اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا، ہارون نحوی نے اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ حماد بن زید نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں کیا۔

بَابُ إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ إِذَا حَضَرَهَا مَكْرُوهٌ

باب: آدمی کو دعوت میں بلایا جائے، اور وہاں وہ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے

3755 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ رَجُلًا أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ: فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

3754-إسناده صحيح. وقد صححه ابن القطان الفاسي في "بيان الوهم والإيهام" 428 /5 إذ اعلى عبد الحق الإشبيلي إذ قال عقبه في "الأحكام الوسطى" 66: /4 أكثر من رواه لم يذكر ابن عباس. وأخرجه البيهقي في "السنن الكبرى" 274 /7 من طريق أبي داود السجستاني، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن عدي في الكامل" 509 /2 و551، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6067) من طريق بقية بن الوليد، حدثني ابن المبارك، وأبو الفتح الأزدي في "من وافق اسمه اسم أبيه" ص 29 - 28 من طريق عباد بن عباد المهلبي، كلاهما (ابن المبارك وعباد) عن جرير بن حازم، به. وأخرجه أبو القاسم البغوي في "الجعديات" (3257) عن علي بن الجعد، عن جرير بن حازم، عن الزبير بن خريت، عن عكرمة مرسلاً. وأخرجه موصولاً الطبراني في "الكبير" (11942)، والحاكم 129 128 /4

3755-إسناده حسن من أجل سعيد بن جمهان، فهو صدوق حسن الحديث. وأخرجه ابن ماجه (3360) من طريق عفان بن مسلم، عن حماد بن سلمة، به. وهو في "مسند أحمد" (21922)، و"صحيح ابن حبان" (6354).

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لِعَلِيٍّ الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا

﴿﴾ سفینہ ابوعبدالرحمن بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا اور ان کے گھر بھیج دیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بلوالیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ کھانا کھالیں گے، ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے اپنا دست مبارک دروازے کی چوکھٹ پر رکھا، آپ نے وہاں ایک منقش پردہ دیکھا، جو گھر کے ایک طرف لگایا گیا تھا، تو آپ واپس تشریف لے گئے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں اور اس بات کا جائزہ لیں، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں واپس تشریف لے گئے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کے پیچھے گیا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کیوں واپس تشریف لے آئے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لیے (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) کسی نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے گھر میں داخل ہو، جہاں نقش ونگار بنے ہوئے ہوں۔

بَابُ إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيُّهُمَا أَحَقُّ

باب: جب دو دعوت دینے والے اکٹھے آجائیں، تو کس کا حق زیادہ ہوگا؟

3756 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا، وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ

﴿﴾ حمید بن عبدالرحمن حمیری، ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب دو دعوت دینے والے، ایک ساتھ دعوت دے دیں، تو تم اس کی دعوت قبول کرو، جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو، اگر ان لوگوں کا دروازہ ایک جتنا قریب ہو، تو اس کی دعوت قبول کرو، جس کی ہمسائیگی زیادہ قریب ہو، اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے پہلے دعوت دے چکا ہو، تو اس کی دعوت قبول کرو، جس نے پہلے دعوت دی تھی''

3756-إسناده حسن من أجل أبي خالد الدالاني - وهو يزيد بن عبد الرحمن. أبو العلاء الأودي: هو داود بن عبد الله. وأخرجه إسحاق بن راهويه (1368)، وأحمد (23466)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (2798)، والبيهقي 275 /7، وابن الأثير في "أسد الغابة" 6/ 413 414

بَابٌ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعَشَاءُ

باب: جب نماز کا وقت ہو اور کھانا بھی آ جائے

3757 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى - قَالَ أَحْمَدُ - حَدَّثَنِي يَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَفْرُغَ زَادَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ إِذَا وُضِعَ عَشَاؤُهُ، أَوْ حَضَرَ عَشَاؤُهُ، لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَفْرُغَ، وَإِنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ، وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کسی شخص کا کھانا رکھ دیا جائے اور اس دوران نماز بھی کھڑی ہو جائے، تو وہ شخص اس وقت تک (نماز ادا کرنے کے لیے) نہ اٹھے، جب تک وہ (کھانے سے) فارغ نہیں ہو جاتا"۔

مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کھانا آ جاتا، تو وہ اس وقت تک (نماز کے لیے) نہیں اٹھتے تھے، جب تک (کھانا کھا کر) فارغ نہیں ہو جاتے تھے، اگرچہ انہیں اقامت کی آواز سنائی دے چکی ہو، اگرچہ وہ امام کی قرأت سن رہے ہوں۔

3758 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا مُعَلًّى يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخَّرُ الصَّلَاةُ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"نماز کو کھانے، یا کسی اور وجہ سے مؤخر نہ کیا جائے"

3759 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي زَمَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: عَبَّادُ بْنُ

3757-إسناده صحيح. عبيد الله: هو ابن عمر العمري، ومسدد: هو ابن مسرهد. وأخرجه البخاري (673)، ومسلم (559)، والترمذي (354) من طريق عبيد الله ابن عمر، والبخاري (5464)، ومسلم (559)، وابن ماجه (934) من طريق أيوب السختياني، والبخاري تعليقا (674)، ومسلم (559) من طريق موسى بن عقبة، ومسلم (559) من طريق ابن جريج، أربعتهم عن نافع، به. وهو في "مسند أحمد" (4709)، و"صحيح ابن حبان" (2067).

3758-إسناده ضعيف، محمد بن ميمون - وهو الزعفراني الكوفي - اختلف فيه وثقه بعضهم وضعفه آخرون، وقد إنفرد بهذا الحديث، ولا يحتمل تفرد مثله، كيف وقد خالف حديث ابن عمر السالف وهو في "الصحيحين." وأخرجه البيهقي 74 /3، والمزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة محمد بن ميمون الزعفراني 542 /26 من طريق محمد بن ميمون، بهذا الإسناد.

عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: اِنَّا سَمِعْنَا اَنَّهُ، يُبْدَاُ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: وَيْحَكَ مَا كَانَ عَشَاؤُهُمْ اَتُرَاهُ كَانَ مِثْلَ عَشَاءِ اَبِيكَ

⊛⊛ عبداللہ بن عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں موجود تھا، یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی بات ہے، تو عباد بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: ہم نے یہ بات سنی ہے کہ نماز سے پہلے کھانا کھالینا چاہیے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو، بھلا ان کا کھانا ہوتا کیا تھا؟ تمہارا کیا خیال ہے، ان کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح ہوتا تھا۔

بَابٌ فِيْ غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ

باب: کھانے کے وقت دونوں ہاتھ دھولینا

3760 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا اَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: اَلَا نَاْتِيكَ بِوَضُوءٍ فَقَالَ: اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلَاةِ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر کے تشریف لائے، آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، لوگوں نے عرض کی: آپ وضو نہیں کریں گے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا ہے، جب میں نماز کے لیے اٹھوں''

بَابٌ فِيْ غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ

باب: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا

3761 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ اَبِي هَاشِمٍ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَرَاْتُ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ وَكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ

⊛⊛ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے میں برکت کی وجہ یہ ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کرلیا جائے۔ میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے میں برکت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بھی وضو کیا جائے اور بعد میں بھی۔

سفیان کھانے سے پہلے وضو کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

بَابٌ فِي طَعَامِ الْفُجَاءَةِ

باب: اچانک کھانا

3762 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شِعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ، وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ، فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف سے تشریف لائے، آپ نے قضائے حاجت کی تھی، ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں رکھی ہوئی تھیں ہم نے آپ کو دعوت دی تو آپ نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو چھوا نہیں (یعنی وضو نہیں کیا)

بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ

باب: کھانے کی برائی بیان کرنے کا ناپسندیدہ ہونا

3763 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا تھا، اگر آپ کو جو کھانے کی خواہش ہوتی، تو کھا لیتے تھے، اگر کوئی چیز ناپسند ہوتی، تو چھوڑ دیتے تھے۔

بَابٌ فِي الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ

باب: اکٹھے ہو کر کھانا

3764 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي وَحْشِيُّ بْنُ

3762- صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات إلا أن أبا الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي - لم يصرح بسماعه من جابر، والليث بن سعد لم يروه عن أبي الزبير مباشرة فتحمل عنعنة أبي الزبير على السماع. سعيد بن الحكم: هو ابن أبي مريم. وأخرجه الطبراني في "الأوسط" (8674) و(9067)، والبيهقي في "السنن" 7/ 68 من طريق الليث بن سعد، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن حبان في "صحيحه" (1160)، والبيهقي في "السنن" 7/ 68 من طريق عمرو بن الحارث، وأحمد (15272) من طريق ابن لهيعة، والبيهقي في "الشعب" (5888)

3763- إسناده صحيح. أبو حازم: هو سلمان الأشجعي، والأعمش: هو سليمان ابن مهران، وسفيان: هو الثوري، ومحمد بن كثير: هو العبدي. وأخرجه البخاري (5409)، ومسلم (2064)، وابن ماجه (3259)، والترمذي (2150) من طرق عن الأعمش، به.

حَرْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ، قَالَ: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كُنْتَ فِي وَلِيمَةٍ فَوُضِعَ الْعَشَاءُ فَلَا تَأْكُلْ حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ

❀❀ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو، لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مل جل کر کھایا کرو، اس پہ اللہ کا نام لے لیا کرو، تمہارے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آپ ولیمے کی دعوت میں شریک ہوں اور کھانا رکھ دیا جائے، تو آپ اس وقت تک کھانا نہ کھائیں جب تک آپ کو میزبان اجازت نہیں دیتا۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ

باب: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

3765- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ

❀❀ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو اور گھر میں داخل ہونے کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت، اللہ کا ذکر کرے، تو شیطان کہتا ہے (یعنی اپنے شیطانوں سے کہتا ہے:) تمہارے لیے اس گھر میں نہ تو رہنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے، (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اگر کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت، اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی ہے، جب وہ شخص کھاتے ہوئے، اللہ کا ذکر نہ کرے، تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا ہے۔

3764- حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف، وحشي بن حرب الحفيد لين الحديث، وأبوه مجهول، ومع ذلك فقد حسنه الحافظ العراقي في "تخريج أحاديث الإحياء! 5 /2 " وأخرجه ابن ماجه (3286) من طريق الوليد بن مسلم، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد "(16078)، و"صحيح ابن حبان "(5224). ويشهد له حديث جابر عند أبي يعلى (2045)، والطبراني في "الأوسط "(7317)، والبيهقي في "الشعب "(9174) و (9175)

3765- إسناده صحيح، وقد صرح أبو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي - بسماعه من جابر عند مسلم، فانتفت شبهة تدليسه، وابن جريج صرح بالسماع عند المصنف وغيره. وأخرجه مسلم (2018)، وابن ماجه (3887)، والنسائي في "الكبرى "(6724) و (9935) من طريق ابن جريج، به. وهو في "مسند أحمد "(14729)، و"صحيح ابن حبان "(819).

3766 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا، وَقَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ يَسْتَحِلُّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَجَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ يَسْتَحِلُّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أَيْدِيهِمَا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تھے، تو ہم میں سے کوئی بھی شخص اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہیں ڈالتا تھا، جب تک آپ کھانا شروع نہیں کر دیتے تھے، ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ ایک کھانے کی دعوت میں شریک تھے اسی دوران ایک دیہاتی آیا، یوں جیسے اسے دھکیلا گیا ہو (یعنی وہ تیزی سے آیا) وہ اپنا ہاتھ کھانے میں داخل کرنے لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک لڑکی آئی، یوں جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہو (یعنی وہ تیزی سے چلتی ہوئی آئی) اور اپنا ہاتھ کھانے میں داخل کرنے لگی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، تو شیطان اس کو اپنے لیے حلال کروا لیتا ہے، وہ اس دیہاتی کو لے کر آیا کہ اس کے ذریعے کھانا حلال کرے، تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر وہ اس لڑکی کو لے کر آیا، تاکہ اس کے ذریعے اپنا کھانا حلال کر لے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اس (شیطان) کا ہاتھ ان دونوں (دیہاتی اور لڑکی) کے ہاتھ کے ہمراہ میرے ہاتھ میں تھا۔

3767 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدَّسْتُوَائِيَّ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا - أُمُّ كُلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کا نام ذکر کرے، اور اگر وہ کھانے کے آغاز میں اللہ کا نام ذکر کرنا بھول جائے تو (جب

3766-إسناده صحيح. أبو حذيفة: هو سلمة بن صهيب الأرحبي، وخيثمة: هو ابن عبد الرحمن بن أبي سبرة الجعفي. وأخرجه مسلم (2017)، والنسائي في "الكبرى" (6721) و (15531) من طريق الأعمش، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (23249).

3767-صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة أم كلثوم -وهي الليثية على ما رجحناه في "مسند أحمد" (25106). بديل: هو ابن ميسرة، وإسماعيل: هو ابن علية. وأخرجه الترمذي (1965) من طريق وكيع بن الجراح، والنسائي في "الكبرى" (10040) من طريق معتمر بن سليمان، كلاهما عن هشام الدستوائي، به. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح. وأخرجه ابن ماجه (3264)

یاد آئے) تو یہ پڑھ لے:

''اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے، اس کے شروع میں بھی، آخر میں بھی''

3768 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُزَاعِيُّ، عَنْ عَمِّهِ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ. فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ جَدُّ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک شخص کھانا کھانے لگا، اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ جب اس کے کھانے میں سے ایک لقمہ باقی رہ گیا اور اس نے اسے اپنے منہ کی طرف بلند کیا، تو اس نے یہ پڑھ لیا:

''اس کے آغاز میں اور آخر میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے دیئے اور ارشاد فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے اللہ کا نام لیا، تو شیطان نے اپنے پیٹ میں موجود کھانا قے کر کے (باہر نکال دیا)''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جابر بن صبح نامی راوی سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

باب: ٹیک لگا کر کھانا

3769 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا آكُلُ مُتَّكِئًا

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا''

3770 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

3768-إسناده حسن فی الشواهد, المثنی بن عبد الرحمن الخزاعی تفرد بالروایة عنه جابر بن صبح, ولم یؤثر توثیقه عن غیر ابن حبان, لکن یشهد لحدیثه حدیث عائشة السالف قبله, و حدیث ابن مسعود المشار إلیه هناک. وقد صحح الحدیث الحاکم 4/108 - 109 وسکت عنه الذهبی. وأخرجه النسائی فی "الکبری" (6725) و (10041) من طریق جابر بن صبح, به. وهو فی "مسند أحمد" (18963).

3769-إسناده صحیح. سفیان: هو الثوری, و محمد بن کثیر: هو العبدی. وأخرجه البخاری (5398) و (5399), وابن ماجه (3262), والترمذی (1935) من طرق عن علی بن الأقمر, عن أبی جحیفة. وهو فی "مسند أحمد" (18754), و "صحیح ابن حبان" (5240).

عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَا رُئِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ

شعیب بن عبداللہ، اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی آپ کے پیچھے کسی کو چلتے ہوئے دیکھا گیا۔''

3771 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا، جب میں واپس آیا، تو میں نے آپ کو کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا، آپ اس وقت اقعاء کے طور پر بیٹھے ہوئے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ

باب: پیالے کے اوپری حصے میں سے کھانا

3772 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ، وَلَكِنْ لِيَأْكُلْ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص کھانا کھائے، تو وہ پیالے کے اوپر سے نہ کھائے، بلکہ نیچے سے کھائے، کیونکہ برکت اس کے اوپری حصے پر نازل ہوتی ہے''۔

3773 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ - يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا - فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَنِي عَبْدًا

3770-وأخرجه ابن ماجه (244) من طريق سويد بن عمرو، عن حماد بن سلمة، بهذا الاسناد. وهو في "مسند أحمد "(6549). قال المناوي في "فيض القدير"5/

3771-إسناده قوي من أجل مصعب بن سليم، فهو صدوق لا بأس به. وأخرجه مسلم (2044)، والنسائي في "الكبرى "(6711) من طرق عن مصعب ابن سليم، عن أنس. وهو في "مسند أحمد "(12860)

3772-وأخرجه ابن ماجه (3277)، والترمذي (1908)، والنسائي في "الكبرى "(6729) من طرق عن عطاء بن السائب، به. وقال الترمذي: حديث حسن صحيح. وهو في "مسند أحمد "(2439)، و"صحيح ابن حبان "(5245).

3773-وأخرجه مختصراً ابن ماجه (3263) و (3275) عن عمرو بن عثمان، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد (17678)، والنسائي في "الكبرى "(6730) من طريق صفوان ابن عمرو

كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا، وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا، يُبَارَكْ فِيهَا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا برتن تھا، جسے چار آدمی اٹھاتے تھے، اس کا نام غراء تھا، جب چاشت کا وقت ہوا، لوگوں نے چاشت کی نماز ادا کی، تو اس برتن کو لایا گیا، یعنی اس برتن میں ثرید تیار کیا گیا تھا، لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے، جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنے ٹیک لیے، ایک دیہاتی نے دریافت کیا: یہ بیٹھنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے نرم بندہ بنایا ہے، اس نے مجھے متکبر اور سرکش نہیں بنایا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کے بالائی حصے کو (یعنی درمیانی حصے) کو رہنے دو، کیونکہ اس میں برکت نازل ہوتی رہے گی"۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْرَهُ

باب: ایسے دسترخوان پر بیٹھنا، جس میں کچھ ناپسندیدہ چیزیں ہوں

3774 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْعَمَيْنِ: عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرٌ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ مُنْكَرٌ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے کھانے سے منع کیا ہے، ایک یہ کہ آدمی ایسے دسترخوان پر بیٹھے، جہاں شراب پی جاتی ہو، اور یہ کہ آدمی پیٹ کے بل اوندھا لیٹ کر کھانا کھائے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت جعفر نے زہری سے نہیں سنی ہے، یہ روایت منکر ہے۔

3775 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ زہری سے منقول ہے۔

3774- وأخرجه ابن ماجه (3370) عن محمد بن بشار، عن كثير بن هشام، بهذا الإسناد. بذكر النهي عن الأكل منبطحاً فقط. ويشهد للنهي عن الجلوس على مائدة يشرب عليها الخمر حديث عمر بن الخطاب عند أحمد (125)، وأبي يعلى (251)، والبيهقي 7/ 266، وحديث جابر بن عبد الله عند الترمذي (3009)، والنسائي في "الكبرى" (6708).

بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ

باب: دائیں ہاتھ سے کھانا

3776 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی شخص کھائے، تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے، اور پیئے تو بائیں ہاتھ سے پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے"۔

3777 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي وَجْزَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْنُ بُنَيَّ فَسَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اے میرے بیٹے! میرے قریب ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ"

بَابٌ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ

باب: گوشت کھانا

3778 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ، وَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ

3776-إسناده صحيح. سفيان: هو ابن عيينة. وأخرجه مسلم (2020)، والترمذي (1903)، والنسائي في "الكبرى" (6713) و (6715) و (6717) و (6863) من طرق عن الزهري، به. وأخرجه مسلم (2020)، والنسائي في "الكبرى" (6714) و (6862) و (6864) و (6865) من طريق سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه. وأخرجه النسائي (6718) من طريق شريك النخعي، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر. قال النسائي: هذا خطأ، والصواب الذي قبله، يعني رواية عبيد الله، عن الزهري، عن أبي بكر بن عبيد الله، عن جده ابن عمر. وهو في "مسند أحمد" (4537)، و"صحيح ابن حبان" (5226) و (5331).

3777-إسناده صحيح. أبو وجزة: هو يزيد بن عبيد السعدي. وأخرجه الطيالسي (1358)، وابن حبان في "صحيحه" (5211) من طريقين عن هشام بن عروة، عن أبي وجزة، عن عمر بن أبي سلمة. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (6723) و (10035) و (10036)

3778-وأخرجه ابن حبان في "المجروحين" 60 /3، وابن عدي في "الكامل" 2518 /7، والبيهقي 280 /7 من طريق أبي معشر السندي، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن عدي /7

⊛⊛ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"گوشت کو چھری کے ذریعے کاٹ کر (نہ کھاؤ) کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، تم اسے دانت کے ذریعے نوچ کر کھاؤ، کیونکہ اس سے مزہ زیادہ آتا ہے اور یہ ہضم اچھی طرح ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

3779 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنْتُ آكُلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخُذُ اللَّحْمَ بِيَدِي مِنَ الْعَظْمِ، فَقَالَ: أَدْنِ الْعَظْمَ مِنْ فِيكَ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ وَهُوَ مُرْسَلٌ

⊛⊛ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا میں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے ہڈی سے گوشت جدا کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہڈی کو اپنے منہ کے قریب کرو، (یعنی منہ کے ذریعے گوشت کو نوچ کر کھاؤ) کیونکہ اس سے زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے اور یہ زیادہ اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عثمان نامی راوی نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

3780 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الْعُرَاقِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرَاقَ الشَّاةِ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ہڈی پسند تھی، جو بکری کی ہو، اور اس پر سے (زیادہ گوشت اتارا جا چکا ہو اور تھوڑا موجود ہو۔)

3781 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3779- حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف، لضعف عبد الرحمن بن معاوية -وهو الزُّرَقي- ولانقطاعه: عثمان بن أبي سليمان لم يسمع من صفوان بن أمية. ابن عُلَيَّة: هو إسماعيل بن إبراهيم بن مقسم. وله طريقان آخران ضعيفان كذلك، لكن بمجموعهما يحسن الحديث إن شاء الله، كما قال الحافظ في الفتح 9/ 547. وأخرجه أحمد (15309)، والطبراني في "الكبير" (7333)، والحاكم 4/ 112 - 113، والبيهقي في "السنن الكبرى" 7/ 280، وفي "الشعب" (5901)، وفي "الآداب" (506)

3780- إسناده ضعيف لجهالة سعد بن عياض. وزهير -وهو ابن معاوية- سماعه من أبي إسحاق -وهو عمرو بن عبد الله السبيعي- بعد اختلاطه. أبو داود: هو سليمان ابن داود الطيالسي. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (6620) عن هارون بن عبد الله، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (3733).

3781- صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة سعد بن عياض. وزهير بن معاوية- وإن روى عن أبي إسحاق السبيعي بعد اختلاطه- قد توبع على هذه الرواية. أبو داود: هو سليمان بن داود الطيالسي. وهو في "مسند الطيالسي" (388)، ومن طريقه أخرجه أحمد (3733) الترمذي في "الشمائل" (169)، والبيهقي في شعب الإيمان (5897)، والمزي في "تهذيب الكمال" في ترجمة سعد بن عياض 10/ 294. وأخرجه البخاري في "تاريخه الكبير" 4/ 61، والشاشي في "مسنده" (785)، والطبراني في الأوسط (2461) من طريق عمرو بن مرزوق، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي -صلى الله عليه وسلم- ص 202 من طريق مالك بن إسماعيل، كلاهما عن زهير به.

يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ قَالَ: وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُّوهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، نبی اکرم ﷺ کو دستی پسند تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو زہر بھی دستی کے گوشت میں دیا گیا تھا، لوگ یہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں نے آپ کو زہر دیا تھا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ

باب: کدو کھانا

3782 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقُرِّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک درزی نے نبی اکرم ﷺ کی کھانے کی دعوت کی، جو اس نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں چلا گیا، اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے جو کی بنی ہوئی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ پیالے کے اطراف میں سے کدو تلاش کر رہے تھے، تو اس دن کے بعد میں کدو سے محبت کرتا ہوں۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ

باب: ثرید کھانا

3783 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

3782-إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "موطأ مالك" 546 /2، ومن طريقه أخرجه البخاري (2092)، ومسلم (2541)، والترمذي (1955)، والنسائي في "الكبرى" (6628). وأخرجه البخاري (5420) و (5433) و (5435)، ومسلم (2041). وابن ماجه (3302) و (3303)، والنسائي في "الكبرى" (6629) و (6630) و (6728) من طرق عن أنس بن مالك. وهو في "مسند أحمد" (12052) و (12513)، و "صحيح ابن حبان" (4539) و (6380).

3783-وأخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (5908)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 241 /4 من طريق أبي داود السجستاني، بهذا الإسناد. وأخرجه ابن سعد في "الطبقات الكبرى" 393 /1 عن سعيد بن سليمان سعدويه، عن المبارك بن سعيد، به. وأخرجه أبو الشيخ في "أخلاق النبي -صلى الله عليه وسلم-" ص 193 و 211 من طريق الحسن بن عرفة، والحاكم 116 /4

وَسَلَّمَ الثَّرِيْدُ مِنَ الْخُبْزِ، وَالثَّرِيْدُ مِنَ الْحَيْسِ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيْفٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا روٹی سے بنا ہوا ثرید اور حیس کا ثرید تھا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ التَّقَذُّرِ لِلطَّعَامِ

باب: کسی کھانے کو ناپسندیدہ قرار دینے، کا ناپسندیدہ ہونا

3784 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا اَتَحَرَّجُ مِنْهُ، فَقَالَ: لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ

قبیصہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ سے ایک شخص نے سوال کیا، کچھ کھانے ایسے ہیں، جنہیں کھانے میں، میں حرج محسوس کرتا ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی ایسی چیز تمہارے ذہن میں شبہ نہ ڈالے، ورنہ اس میں نصرانیت کی آمیزش ہوگی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا

باب: نجاست کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے، یا ان کا دودھ پینے کی ممانعت

3785 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع کیا ہے۔

3786 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي اَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ

3784- حسن من حديث عدى بن حاتم، وهذا إسناد ضعيف، قبيصة بن هُلب مجهول كما قال ابن المديني والنسائي. زهير: هو ابن معاوية. وأخرجه ابن ماجه (2830)، والترمذى (1653) و (1650) من طريق سماك بن حرب، به. وهو فى "مسند احمد" (21965)، وأخرجه أحمد (18262)، وابن حبان (332)

3785- وأخرجه ابن ماجه (3189)، والترمذى فى "الجامع الكبير" (1928)، وفى "العلل الكبير" 773 /2، والطبرانى فى "الكبير" (13506)، والحاكم 34 /2، وابن حزم فى "المحلى" 183 /1، والبيهقى 332 /9، وابن عبد البر فى "التمهيد" 182 /15، وابن الجوزى فى "التحقيق" (1974) من طريق محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد.

عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست کھانے والے جانور کا دودھ پینے سے منع کیا ہے''

3787 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَهْمٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي الْإِبِلِ: أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست کھانے والے جانور پر سواری کرنے اور نجاست کھانے والی اونٹنی کا دودھ پینے سے منع کیا ہے''

بَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

باب: گھوڑے کا گوشت کھانے کا حکم؟

3788 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''غزوۂ خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا، البتہ آپ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔''

3789 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِغَالِ، وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن ہم نے گھوڑے، گدھے اور خچر ذبح کیے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (خچروں اور گدھوں) کا گوشت کھانے سے منع کر دیا، البتہ آپ نے ہمیں گھوڑوں (کا گوشت کھانے) سے منع نہیں کیا۔

3790 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَبِيبٍ، وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ، قَالَ حَيْوَةُ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ

3789- إسناده صحيح. لقد صرح أبو الزبير بسماعه من جابر عند مسلم وغيره، فانتفت شبهة تدليسه. حماد: هو ابن سلمة. وأخرجه مسلم (1941)، وابن ماجه (3191)، والنسائي (4343) من طريق ابن جريج، والنسائي (4329) من طريق الحسين بن واقد المروزي، كلاهما عن أبي الزبير، به. وهو في "مسند أحمد" (14450)، و"صحيح ابن حبان" (5269) و(5270) و(5272).

3790- إسناده ضعيف لضعف بقية -وهو ابن الوليد الحمصي-، ولضعف صالح بن يحيى بن المقدام، وجهالة أبيه، على نكارة في متنه في ذكر النهي عن لحوم الخيل. وقال الخطابي: في إسناده نظر، وصالح بن يحيى بن المقدام، عن أبيه، عن جده لا يعرف سماع بعضهم من بعض. وأخرجه ابن ماجه (3198)، والنسائي (4331) و(4332) من طريق بقية بن الوليد، بهذا الإسناد. وسيأتي عند المصنف برقم (3806)

يزيد، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ، وَالْبِغَالِ، وَالْحَمِيرِ. زَادَ حَيْوَةُ: وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا بَأْسَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ، وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مَنْسُوخٌ قَدْ أَكَلَ لُحُومَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ، وَعَلْقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْبَحُهَا

⊛⊛ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر، گھوڑے اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے''۔

ایک راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: ہر نوکیلے دانتوں والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ امام مالک کا قول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گھوڑے کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور عمل اسی بات پر ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حکم منسوخ ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت کھایا ہے، جن میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، سوید بن غفلہ اور علقمہ شامل ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں قریش بھی گھوڑا ذبح کیا کرتے تھے۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ

باب: خرگوش کھانا

3791 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا حَزَوَّرًا فَصِدْتُ أَرْنَبًا فَشَوَيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِي أَبُو طَلْحَةَ بِعَجُزِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَبِلَهَا

⊛⊛ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک کم عمر مضبوط جسم کا لڑکا تھا، میں نے ایک خرگوش کا شکار کیا، میں نے اسے بھون لیا، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا نچلا دھڑ میرے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، میں اسے لے کر

3791- إسناده صحيح. هشام بن زيد: هو ابن أنس بن مالك، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه بنحوه البخاري (2572)، ومسلم (1953)، وابن ماجه (3243)، والترمذي (1892)، والنسائي (4312) من طريق شعبة، عن هشام بن زيد. وزاد البخاري وغيره: فقبله -يعني الورك. وهو في "مسند أحمد" (12182).

آیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔

3792 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ، يَقُولُ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ بِالصِّفَاحِ قَالَ: مُحَمَّدٌ مَكَانٌ بِمَكَّةَ وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْنَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو مَا تَقُولُ: قَالَ: قَدْ جِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ فَلَمْ يَأْكُلْهَا، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أَكْلِهَا، وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحِيضُ

خالد بن حویرث بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ "صفاح" (نامی جگہ) پر موجود تھے، راوی کہتے ہیں: یہ مکہ میں ایک جگہ ہے، ایک شخص خرگوش لے کر آیا، جسے اس نے شکار کیا تھا، اس نے دریافت کیا، اے عبداللہ بن عمرو! (اس کے کھانے کے بارے میں) آپ کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا: یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تھا: نہ آپ نے اسے کھایا اور نہ کھانے سے منع فرمایا۔

راوی نے یہ بات بیان کی: کہ خرگوش (یعنی مادہ خرگوش کو) حیض آتا ہے۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

باب: گوہ کھانا

3793 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمْنًا، وَأَضُبًّا، وَأَقِطًا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ، وَمِنَ الْأَقِطِ، وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا، وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَتِهِ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان کی خالہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تحفے کے طور پر گھی، گوہ اور پنیر پیش کیے، نبی اکرم ﷺ نے گھی اور پنیر کو کھا لیا، لیکن آپ نے گوہ کو نہیں کھایا، (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر اس کو کھایا گیا، اگر یہ حرام ہوتی، تو نبی اکرم ﷺ کے دسترخوان پر، اسے نہ کھایا جاتا

3794 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

3792- إسناده ضعيف لجهالة محمد بن خالد بن الحويرث وأبيه. وأخرجه البيهقي 9/321 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد. وفي الباب عن خزيمة بن جزء عند ابن ماجه (3245). وقد ضعف إسناده الحافظ في "الفتح" 9/662.

3793- إسناده صحيح. أبو بشر: هو جعفر بن إياس أبي وحشية. وأخرجه البخاري (2575)، ومسلم (1947)، والنسائي (4318) من طريق شعبة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (2299)، و"صحيح ابن حبان" (5221) و (5223) وانظر ما بعده، وما سلف برقم (3730).

3794- إسناده صحيح. القعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "موطأ مالك"، برواية يحيى الليثي 2/968، وبرواية محمد بن الحسن (645). وأخرجه البخاري (5537) عن عبد الله بن مسلمة القعنبي، بهذا الإسناد. وأخرجه البخاري (5391)، ومسلم (1946)، من طريق يونس بن يزيد الأيلي، والبخاري (5400) من طريق معمر بن راشد، ومسلم (1946)، والنسائي (4317) من طريق صالح بن كيسان، وابن ماجه (3241)، والنسائي (4316) من طريق محمد ابن الوليد الزبيدي، أربعتهم عن الزهري، به.

بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، فَقَالَ: بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ، فَقَالُوا: هُوَ ضَبٌّ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ، فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک دسترخوان کی طرف بڑھایا تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود ایک خاتون نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تو بتادو، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھانے لگے ہیں؟ لوگوں نے بتا یا: کہ یہ گوہ ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا، (حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں، البتہ یہ میرے علاقے کی خوراک نہیں ہے، اس لیے میں اس سے بچتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھالیا، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمارہے تھے۔

3795 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضِبَابًا، قَالَ: فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذَ عُودًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ، وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ

⊛⊛ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لشکر میں تھے ہم نے کچھ گوہ پکڑ لیں، میں نے ان میں سے ایک گوہ کو بھون لیا اور اس کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، اسے میں نے آپ کے سامنے رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی پکڑ کر اس کے ذریعے اس کی انگلیاں گنیں، پھر آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک قوم کو جانوروں

3795-وهو في "مسند أحمد" (17931). وأخرجه مختصراً النسائي (4321) من طريق عدي بن ثابت، عن زيد بن وهب، به. وهو في "مسند أحمد" (17928). وأخرجه النسائي (4322) من طريق شعبة، عن الحكم بن عتيبة، والطيالسي (1222) عن شعبة، عن يزيد بن أبي زياد.

3796-حديث منكر. قال الخطابي: ليس إسناده بذاك، وقال البيهقي 9/ 326: هذا ينفرد به إسماعيل بن عياش، وليس بحجة، وقال الجورقاني في "الأباطيل" (608): هذا حديث منكر، وإسناده ليس بمتصل، وإسماعيل بن عياش ضعيف الحديث، وقال ابن الجوزي في "العلل" (1097): هذا حديث لا يصح، وإسماعيل بن عياش ضعيف، وقال المنذري في "اختصار السنن": في إسناده إسماعيل بن عياش وضمضم بن زرعة، وفيهما مقال، وقال الذهبي في "الميزان" و"سير أعلام النبلاء" في ترجمة إسماعيل بن عياش: هذا حديث منكر، زاد في "السير": وأراه مرسلاً. وأخرجه يعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 1/ 291 و2/ 318 و447، والبيهقي 9/ 326، والجورقاني في "الأباطيل" (608)

کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا، مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کون سے جانور ہیں، راوی کہتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے نہ تو اسے کھایا اور نہ ہی اس سے منع کیا۔

3796 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، اَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَهُمْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ اَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ

⊙⊙ حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِيْ اَكْلِ لَحْمِ الْحُبَارَى

باب: حباری کا گوشت کھانا

3797 - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنِيْ بُرَيْهُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارَى

⊙⊙ بریہ بن عمر، اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا (حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حباری کا گوشت کھایا ہے۔

بَابٌ فِيْ اَكْلِ حَشَرَاتِ الْاَرْضِ

باب: حشرات الارض کھانا

3798 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا غَالِبُ بْنُ حَجْرَةَ، حَدَّثَنِيْ مِلْقَامُ بْنُ التَّلِبِ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَسْمَعْ لِحَشَرَةِ الْاَرْضِ تَحْرِيْمًا

⊙⊙ ملقام بن تلب، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے حشرات الارض کے حرام ہونے کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔

3799 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ اَبُوْ ثَوْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عِيْسَى بْنِ نُمَيْلَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ اَكْلِ الْقُنْفُذِ، فَتَلَا (قُلْ لَا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا) الْاٰيَةَ، قَالَ: قَالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَبِيْثَةٌ مِنَ الْخَبَائِثِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اِنْ كَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فَهُوَ كَمَا قَالَ مَا لَمْ نَدْرِ

⊙⊙ عیسیٰ بن نمیلہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا ان سے قنفذ

کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا، توانہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم یہ فرمادو کہ جو چیز میری طرف وحی کی گئی ہے اس میں، میں اسے حرام نہیں پاتا''۔

راوی کہتے ہیں: ان کے پاس ایک عمر رسیدہ شخص موجود تھا، اس نے یہ کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے، کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس جانور کا ذکر کیا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خبیث جانور ہے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، تو ایسا ہی ہوگا، ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔

بَابُ مَا لَمْ يُذْكَرْ تَحْرِيمُهُ

باب: جس کی حرمت کا ذکر نہیں ہوا (اس کا کیا حکم ہے؟)

3800 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ شَرِيكٍ الْمَكِّيَّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُونَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا، فَبَعَثَ اللهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا (قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ کچھ چیزیں کھایا کرتے ہیں اور کچھ کو ناپسندیدہ سمجھتے ہوئے ترک کردیتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث کیا اور ان پر کتاب نازل کی، تو انہوں نے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا اور کچھ چیزوں کو حرام قرار دے دیا، تو جسے انہوں نے حلال قرار دیا، وہ حلال ہے اور جسے انہوں نے حرام قرار دیا، وہ حرام ہے، اور جس کے بارے میں انہوں نے خاموشی اختیار کی، تو یہ درگزر کیا ہے، (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی:)

''تم یہ فرمادو کہ جو چیز میری طرف وحی کی گئی ہے، تو اس میں، میں کسی ایسی چیز کو حرام نہیں پاتا''

بَابٌ فِي أَكْلِ الضَّبُعِ

باب: لگڑ بگڑ کھانا

3801 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ

3800-إسناده صحيح. كما قال الحافظ ابن كثير في "تخريج أحاديث التنبيه" 368. /1 وأخرجه الحاكم 115 /4، وابن مردويه في "تفسيره" كما في "تفسير ابن كثير" 347 /3 من طريق أبي نعيم الفضل بن دكين، بهذا الإسناد. وصححه الحاكم، وسكت عنه الذهبي. وأخرجه الحاكم 317 /2، وعنه البيهقي 330 /9

الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ: هُوَ صَيْدٌ وَيُجْعَلُ فِيْهِ كَبْشٌ اِذَا صَادَهُ الْمُحْرِمُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کے بارے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک شکار ہے، اگر احرام والا شخص اس کا شکار کرتا ہے تو میں اس میں دنبے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

بَابُ النَّهْىِ عَنْ اَكْلِ السِّبَاعِ

باب: درندوں کا گوشت کھانے کی ممانعت

3802 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السَّبُعِ

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نوکیلے دانتوں والے درندے (کا گوشت کھانے) سے منع کیا ہے''

3803 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نوکیلے دانتوں والے درندے اور نوکیلے پنجوں والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3804 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِیُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِیِّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِیِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَوْفٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلَا لَا يَحِلُّ ذُوْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَلَا الْحِمَارُ الْاَهْلِیُّ، وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَالِ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ يَّسْتَغْنِیَ عَنْهَا، وَاَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَنْ يُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خبردار نوکیلے دانتوں والا درندہ، یا پالتو گدھا، یا کسی ذمی کا ملنے والا مال حلال نہیں ہے، البتہ اگر وہ کوئی ایسی چیز ہو، جس سے اس کا مالک بے نیاز ہو، تو حکم مختلف ہے، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان کے طور پر جائے اور وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو اسے اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مہمان نوازی کی مقدار میں ان سے کوئی چیز لے''۔

3805 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر، نوکیلے دانتوں والے درندے اور نوکیلے پنجوں والے پرندے کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

3806 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، فَأَتَتِ الْيَهُودُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمُرُ الْأَهْلِيَّةِ، وَخَيْلُهَا، وَبِغَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خیبر میں شرکت کی، یہودی آئے انہوں نے یہ شکایت کی کہ لوگوں نے ان کے مال مویشیوں کو لوٹ لیا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذمیوں کا مال ان کے حق کے بغیر حلال نہیں ہے، اور تم پر پالتو گدھوں، گھوڑوں اور خچروں اور ہر نوکیلے دانتوں والے درندے اور نوکیلے پنجوں والے (پرندے کا گوشت) حرام ہے۔

3807 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهِرِّ. قَالَ: ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ، وَأَكْلِ ثَمَنِهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کی قیمت سے منع کیا ہے۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: بلی کھانے سے اور اس کی قیمت کھانے سے (منع کیا ہے)۔

بَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کا حکم

3808 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَسَنٍ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَخْبَرَنِي رَجُلٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ، قَالَ عَمْرٌو: فَأَخْبَرْتُ هَذَا الْخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغِفَارِيُّ فِينَا يَقُولُ هَذَا، وَأَبَى ذَلِكَ الْبَحْرُ يُرِيدُ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کر دیا، کہ ہم گدھوں کا گوشت کھائیں، آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم گھوڑوں کا گوشت کھا سکتے ہیں۔

عمرو بیان کرتے ہیں: میں نے یہ روایت ابوشعثاء کو سنائی، تو وہ بولے: حضرت حکم غفاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس موجود تھے وہ بھی

یہی بات بیان کرتے تھے، لیکن اس "سمندر" نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا، ان کی مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، (جو علم کا سمندر تھے)۔

3809 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ اِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدٍ اَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَالِبِ بْنِ اَبْجَرَ، قَالَ: اَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ اُطْعِمُ اَهْلِي اِلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمُرٍ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، اَصَابَتْنَا السَّنَةُ وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا اُطْعِمُ اَهْلِي اِلَّا سِمَانُ الْحُمُرِ وَاِنَّكَ حَرَّمْتَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ، فَقَالَ اَطْعِمْ اَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ حُمُرِكَ، فَاِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ اَجْلِ جَوَّالِ الْقَرْيَةِ يَعْنِي الْجَلَّالَةَ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا هُوَ ابْنُ مَعْقِلٍ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدٍ اَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ نَاسٍ مِنْ مُزَيْنَةَ اَنَّ سَيِّدَ مُزَيْنَةَ اَبْجَرَ اَوِ ابْنَ اَبْجَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں قحط سالی لاحق ہوگئی، میرے مال میں سے میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں بچی، جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکتا، صرف چند گدھے بچ گئے، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے چکے تھے، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! ہمیں قحط سالی لاحق ہوگئی ہے، اور میرے مال میں کوئی ایسی چیز نہیں بچی ہے، جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں، صرف موٹے تازے گدھے ہیں، جبکہ آپ پالتو جانوروں کے گوشت کو حرام قرار دے چکے ہیں، تو آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر والوں کی اپنے موٹے گدھوں (کا گوشت) کھلا دو، میں نے انہیں اس لیے حرام قرار دیا تھا، کیونکہ یہ گندگی کھانے والے جانور ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن نامی راوی عبدالرحمن بن معقل ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے، راوی کہتے ہیں مزینہ قبیلے کے سردار حضرت ابجر رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابن ابجر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

3810 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ اَحَدُهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُوَيْمٍ وَالْاٰخَرُ غَالِبُ بْنُ الْاَبْجَرِ، قَالَ مِسْعَرٌ: اَرَى غَالِبًا الَّذِي اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: راوی کا نام حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ ہے۔

3811 - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ

جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَعَنِ الْجَلَّالَةِ، عَنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوہ خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے اور گندگی کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمادیا تھا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

باب: ٹڈی دل کھانا

3812 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ، أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ

ابویعفور بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کھانے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) سات غزوات میں شرکت کی ہے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے، اسے کھالیا کرتے تھے۔

3813 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الزِّبْرِقَانِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: أَكْثَرُ جُنُودِ اللهِ، لَا آكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ،

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ٹڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا لشکر ہے، لیکن میں اسے کھاتا نہیں ہوں اور میں اسے حرام قرار نہیں دیتا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے، تاہم اس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

3814 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ الْجَزَّارِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فَقَالَ، مِثْلَهُ، فَقَالَ:

3812- إسناده صحيح. ابن أبي أوفى: هو عبد الله، وأبو يعفور: هو وقدان العبدي الكوفي. وأخرجه البخاري (5495)، ومسلم (1952)، والترمذي (1925) و(1926) و(1927)، والنسائي (4356) و(4357) من طرق عن أبي يعفور العبدي، عن ابن أبي أوفى. وهو في "مسند أحمد" (19112)، و"صحيح ابن حبان" (5257).

أَكْثَرُ جُنْدِ اللهِ قَالَ عَلِيٌّ: اسْمُهُ فَائِدٌ يَعْنِي أَبَا الْعَوَّامِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ

⊙⊙ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:) ''اللہ تعالیٰ کا بڑا لشکر ہے''

علی نامی راوی کہتے ہیں: اس راوی کا نام یعنی ابوعوام نامی راوی کا نام فائد ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم اس میں راوی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ

باب: جو مچھلی مر کر اوپر آ جائے، اس کو کھانا

3815 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَلْقَى الْبَحْرُ، أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ، وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا، فَلَا تَأْكُلُوهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَيُّوبُ، وَحَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْقَفُوهُ عَلَى جَابِرٍ وَقَدْ أُسْنِدَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ ضَعِيفٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⊙⊙ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو (جانور) سمندر باہر پھینک دے، یا جو جانور پانی کے پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں، زمین پر رہ جائے اسے تم کھالو اور جو پانی کے اندر مر جائے اور پھر اوپر آ جائے، اسے تم نہ کھاؤ''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے، تاہم ان راویوں نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے، اس روایت کو ایک ضعیف سند کے ساتھ مرفوع روایت کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

بَابٌ فِي الْمُضْطَرِّ إِلَى الْمَيْتَةِ

باب: جب آدمی مردار کھانے کے لیے مجبور ہو جائے

3816 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَجُلًا

نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ اَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَاِنْ وَجَدْتَهَا فَاَمْسِكْهَا فَوَجَدَهَا. فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا فَمَرِضَتْ فَقَالَتِ امْرَاَتُهُ: انْحَرْهَا فَاَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ: اسْلُخْهَا حَتّٰى نُقَدِّدَ شَحْمَهَا. وَلَحْمَهَا. وَنَاْكُلَهُ. فَقَالَ: حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاَتَاهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ غِنًى يُغْنِيكَ. قَالَ: لَا قَالَ: فَكُلُوهَا قَالَ: فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَاَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ: هَلَّا كُنْتَ نَحَرْتَهَا قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حرہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے، ایک شخص نے اس سے کہا: میری ایک اونٹنی گم ہوگئی ہے، وہ اگر تمہیں ملے، تو تم اسے پکڑ لینا، تو اس شخص نے (جس نے وہاں پڑاؤ کیا ہوا تھا) اس اونٹنی کو پالیا، لیکن پھر اسے اس اونٹنی کا مالک نہیں ملا، پھر وہ اونٹنی بیمار ہوگئی، تو (پڑاؤ کرنے والے شخص) کی بیوی نے اس سے کہا: تم اسے قربان کردو، لیکن اس نے یہ بات نہیں مانی، پھر وہ اونٹنی مرگئی، تو اس عورت نے کہا: تم اس کی کھال اتار لو، تا کہ ہم اس کی چربی اور گوشت کو خشک کرلیں اور کھائیں، تو اس نے کہا: جب تک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہیں کرتا (اس وقت تک ایسا نہیں کروں گا) وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے؟ جو تمہیں اس سے بے نیاز کردے، اس نے عرض کی، جی نہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے کھالو۔

راوی بیان کرتے ہیں: اسی دوران اس اونٹنی کا مالک بھی آ گیا، اس شخص نے اسے ساری صورت حال بتائی، تو اس شخص نے کہا: تم نے اسے قربان کیوں نہیں کیا؟ تو اس شخص نے کہا: مجھے تم سے شرم آ گئی۔

3817 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي يُحَدِّثُ، عَنِ الْفُجَيْعِ الْعَامِرِيِّ، اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قُلْنَا: نَغْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ - قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ: فَسَّرَهُ لِي عُقْبَةُ. قَدَحٌ غُدْوَةً وَقَدَحٌ عَشِيَّةً - قَالَ: ذَاكَ وَاَبِي الْجُوْعُ فَاَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: الْغَبُوْقُ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ. وَالصَّبُوْحُ: مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ

حضرت فجیع عامری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دریافت کیا: کون سا مردار ہمارے لیے حلال قرار ہوگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہم غبوق اور صبوح کھاتے ہیں: ابونعیم نامی راوی کہتے ہیں: عقبہ نے میرے سامنے اس کی وضاحت کی کہ ایک پیالہ صبح پیتے ہیں اور ایک پیالہ رات کو پیتے ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے باپ کی قسم! یہ تو سخت بھوک ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال میں مردار کو حلال قرار دیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غبوق سے مراد دن کے آخری حصے میں کوئی چیز کھانا اور پینا ہے اور صبوح سے مراد دن کے ابتدائی حصے میں (کوئی چیز کھانا اور پینا ہے)۔

بَابٌ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ

باب: ایک وقت میں دو طرح کے کھانے ایک ساتھ کھانا

3818 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ، فَجَاءَ بِهِ، فَقَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هَذَا؟ قَالَ: فِي عُكَّةِ ضَبٍّ، قَالَ: ارْفَعْهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ السَّخْتِيَانِيُّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں سفید گندم کی ایسی روٹی کھاؤں، جو گھی اور دودھ میں گوندھی گئی ہو، ایک شخص اٹھا وہ ایسی روٹی پکوا کر لے آیا، اس نے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ گھی کس چیز میں تھا؟ اس نے عرض کی: گوہ (کی کھال سے بنی ہوئی کپی میں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے اٹھالو۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایوب نامی راوی سختیانی نہیں ہے۔

بَابُ أَكْلِ الْجُبْنِ

باب: پنیر کھانا

3819 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوكَ، فَدَعَا بِسِكِّينٍ، فَسَمَّى وَقَطَعَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: تبوک میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری منگوائی، آپ نے اللہ کا نام لیا اور اسے کاٹ لیا۔

بَابٌ فِي الْخَلِّ

باب: سرکہ کھانا

3820 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بہترین سالن' سرکہ ہے''

3821 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سرکہ' بہترین سالن ہے''

بَابٌ فِي أَكْلِ الثُّومِ

باب: لہسن کھانا

3822 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا. فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فَقَالَ: قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ: كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي، مَنْ لَا تُنَاجِي قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: بِبَدْرٍ فَسَّرَهُ ابْنُ وَهْبٍ طَبَقٌ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص لہسن پیاز کھائے، وہ ہم سے دور رہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک برتن لایا گیا، جس میں سبزیاں پکی ہوئیں تھیں آپ کو اس میں سے بو محسوس ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ کو ان سبزیوں کے بارے میں بتایا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قریب کردو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود صحابی کے بارے میں فرمایا کہ اس کے قریب کردو، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ بھی اس کو کھانے کو ناپسند کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا: تم اسے کھالو، کیونکہ میں اس کے ساتھ بات چیت کرتا ہوں، جس کے ساتھ تم بات چیت نہیں کرتے ہو۔

احمد بن صالح کہتے ہیں: لفظ ''بدر'' کے بارے میں ابن وہب نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ لفظ طباق کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

3822- إسناده صحيح. ابن شهاب: هو محمد بن مسلم الزهري، ويونس: هو ابن يزيد الأيلي، وابن وهب: هو عبد الله. وأخرجه البخاري (855)، ومسلم (564) من طريق ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه البخاري (854)، ومسلم (564)، والترمذي (1909)، والنسائي (707) من طريق ابن جريج، عن عطاء بن أبي رباح، به. وأخرجه مسلم (564) من طريق هشام الدستوائي،

3823 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا النَّجِيبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الثُّومُ وَالْبَصَلُ، وَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَشَدُّ ذَلِكَ كُلِّهِ الثُّومُ، أَفَتُحَرِّمُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُمْ فَلَا يَقْرَبْ هَذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهُ مِنْهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لہسن اور پیاز کا ذکر ہوا، عرض کی گئی: یارسول اللہ! سب چیزوں سے زیادہ بولہسن کی ہوتی ہے، کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے کھا سکتے ہو، البتہ تم میں سے جو کوئی اس کو کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس وقت تک، جب تک اس کی بوختم نہیں ہو جاتی''۔

3824 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَظُنُّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ثَلَاثًا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکے گا، جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کا تھوک، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا ہوا ہوگا، اور جو شخص یہ ناپسندیدہ سبزی کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے''۔
یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

3825 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص اس درخت (کا پھل) کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے''

3826 - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَكَلْتُ ثُومًا فَأَتَيْتُ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُبِقْتُ بِرَكْعَةٍ، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِيحَ الثُّومِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ رِيحُهُ فَلَمَّا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَتُعْطِيَنِّي يَدَكَ، قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ فِي كُمِّ قَمِيصِي إِلَى صَدْرِي فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ الصَّدْرِ، قَالَ: إِنَّ لَكَ عُذْرًا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے لہسن کھایا، میں مسجد میں حاضر ہوا، میری ایک رکعت

فوت ہو چکی تھی، جب میں مسجد میں داخل ہوا، تو نبی اکرم ﷺ نے لہسن کی بو محسوس کرلی، نبی اکرم ﷺ نے نماز مکمل کرلی، تو فرمایا:
''جو شخص یہ سبزی کھائے، وہ ہمارے قریب نہ آئے، جب تک اس کی بو ختم نہیں ہو جاتی''۔

راوی کہتے ہیں: جب میں نے نماز مکمل کرلی، تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! آپ اپنا ہاتھ مجھے ضرور پکڑا دیجئے، راوی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کا دست مبارک اپنی قمیص کی آستین میں سے لے جا کے، اپنے سینے پر رکھا، تو میرے سینے پر پٹی بندھی ہوئی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں عذر لاحق ہے (یعنی تم اسے کھا سکتے ہو)۔

3827 - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ يَعْنِي الْعَطَّارَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ، وَقَالَ: مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ: اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيهِمَا فَاَمِيتُوهُمَا طَبْخًا قَالَ: يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ

معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ان دو سبزیوں سے منع کیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو انہیں کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب بالکل نہ آئے''
نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''اگر تم نے ان کو ضرور ہی کھانا ہے، تو ان کو پکا کر ان کی بو ختم کرلو''
راوی کہتے ہیں: یعنی پیاز اور لہسن۔

3828 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ اَبُوْ وَكِيعٍ، عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: نُهِيَ عَنْ اَكْلِ الثُّومِ اِلَّا مَطْبُوخًا
قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: شَرِيكُ بْنُ حَنْبَلٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے، البتہ اگر پکایا گیا ہو، تو (حکم مختلف ہے)۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شریک نامی راوی سے مراد شریک بن حنبل ہے۔

3829 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى، اَخْبَرَنَا ح وَحَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ اَبِي زِيَادٍ خِيَارِ بْنِ سَلَمَةَ، اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ، عَنِ الْبَصَلِ، فَقَالَتْ: اِنَّ آخِرَ طَعَامٍ اَكَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ

ابوزیاد خیار بن سلمہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے بارے میں دریافت کیا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے سب سے آخری مرتبہ جو کھانا تناول فرمایا تھا، اس میں پیاز شامل تھی۔

بَابٌ فِي التَّمْرِ

باب: کھجور (کھانا)

3830 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا اَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ الْاَعْوَرِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً، وَقَالَ: هٰذِهِ اِدَامُ هٰذِهِ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت یوسف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، اس پر کھجور رکھی اور آپ نے فرمایا: یہ اس کا سالن ہے۔

3831 - حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ اَهْلُهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جس گھر میں کھجور موجود نہ ہو، اس گھر والے بھوکے ہوتے ہیں''

بَابٌ فِي تَفْتِيشِ التَّمْرِ الْمُسَوَّسِ عِنْدَ الْاَكْلِ

باب: کھاتے وقت کیڑا لگی ہوئی کھجور کو صاف کرنا

3832 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ اَبُو قُتَيْبَةَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پرانی کھجور پیش کی گئی، آپ نے اس کا اچھی طرح جائزہ لیا اور اس میں سے خراب حصہ نکال دیا۔

3833 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور پیش کی گئی، جس میں کیڑا لگا ہوا تھا، اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ الْإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ عِنْدَ الْأَكْلِ

باب: کھاتے وقت، کھجوریں ایک ساتھ کھانا

3834 - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِقْرَانِ، إِلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے سے منع کیا ہے، البتہ اگر تم اپنے ساتھی سے اجازت لے لو، (تو حکم مختلف ہے)۔

بَابٌ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ فِي الْأَكْلِ

باب: کھاتے وقت، دو قسم کی چیزیں ایک ساتھ کھانا

3835 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر کھایا کرتے تھے۔

3836 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کے ساتھ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے، آپ یہ فرماتے تھے: ہم اس کی گرمی کو، اس کی ٹھنڈک کے ذریعے اور اس کی ٹھنڈک کو، اس کی گرمی کے ذریعے ختم کر دیتے ہیں۔

3837 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَزْيَدَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنِ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ

سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: بسر سلمی کے دو صاحبزادوں نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے مکھن اور کھجور پیش کیا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکھن اور کھجور پسند تھے۔

بَابُ الْأَكْلِ فِي آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب: اہل کتاب کے برتن استعمال کرنا

3838 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، وَإِسْمَاعِيلُ، عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيبُ مِنْ آنِيَةِ الْمُشْرِكِينَ، وَأَسْقِيَتِهِمْ فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا، فَلَا يَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا، ہمیں مشرکین کے برتن اور مشکیزے ملے تو ہم نے انہیں استعمال کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے لوگوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

3839 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ مُسْلِمِ بْنِ مِشْكَمٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا نُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُونَ فِي قُدُورِهِمُ الْخِنْزِيرَ وَيَشْرَبُونَ فِي آنِيَتِهِمُ الْخَمْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا، ہم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں، وہ لوگ اپنی ہنڈیاؤں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں، وہ اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، (تو ان کی ہنڈیاؤں اور برتنوں کا کیا حکم ہوگا؟) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں ان کے علاوہ کوئی برتن مل جاتا ہے، تو تم اس میں کھاؤ اور پیو، اور اگر تمہیں اس کے علاوہ کوئی برتن نہیں ملتا، تو تم اسے پانی کے ذریعے اچھی طرح دھولو، اور (اس میں) کھالو اور پی لو۔

بَابٌ فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ

باب: سمندری جانوروں کا حکم

3840 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، كُنَّا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ، فَنَأْكُلُهُ، وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ:

3840- إسناده صحيح. وأبو الزبير - وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي - قد صرح بالسماع عند أحمد (14337) فانتفت شبهة تدليسه، على أنه متابع. وأخرجه البخاري (4362) مختصراً، ومسلم (1935)، والنسائي (4353) و (4354) من طريق أبي الزبير المكي، به. وهو في "مسند أحمد" (14256)، و"صحيح ابن حبان" (5261 - 5259). وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاري (2483) و (2983) و (4365)، ومسلم (1935)، وابن ماجه (4159)، والترمذي (2643)، والنسائي (4351) من طريق وهب بن كيسان، والبخاري (4361) و (4362) و (5493) و (5494)، ومسلم (1935)، والنسائي (4352) من طريق عمرو بن دينار، ومسلم (1935) من طريق عبيد الله بن مقسم، ثلاثتهم عن جابر بن عبد الله. وهو في "مسند أحمد" (14286) و (14315) و (14337).

مَيْتَةٌ وَلَا تَحِلُّ لَنَا، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَدِ اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ فَكُلُوا، فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا مِنْهُ، فَأَرْسَلْنَا مِنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَ

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک (جنگی مہم) پر روانہ کیا، آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا کو ہمارا امیر مقرر کیا، ہم قریش کے ایک قافلے کی گھات میں تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زادراہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلا عطا کر دیا، ہمیں اس کے علاوہ اور کوئی چیز (زادراہ) کے طور پر نہیں ملی تھی، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے، ہم اسے اس طرح چوستے تھے، جس طرح بچہ چوستا ہے، اس کے بعد ہم پانی پی لیتے تھے، تو یہ ہمارے لیے پورے دن کے لیے کافی ہو جاتا تھا، کبھی ہم اپنی لاٹھیوں کے ذریعے درختوں کے پتے جھاڑتے تھے اور انہیں ہم پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ہم ساحل سمندر پر چلتے ہوئے جا رہے تھے، اسی دوران ایک بڑے ٹیلے جیسی کوئی چیز نظر آئی، جب ہم اس کے رضی اللہ عنہ پاس آئے، تو وہ ایک جانور تھا، جسے عنبر کہا جاتا تھا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے، یہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے، پھر انہوں نے فرمایا: جی نہیں، ہم اللہ کے رسول کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلے ہیں، تم لوگ اسے استعمال کرنے پر مجبور ہو، تو تم اسے کھا لو، راوی کہتے ہیں: ہم نے وہاں ایک مہینہ قیام کیا ہماری تعداد تین سو تھی، ہم نے اسے اتنا کھایا کہ موٹے تازے ہو گئے، جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ اگر ہے، تو اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ، راوی کہتے ہیں: تو ہم نے اس میں سے کچھ گوشت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھا لیا۔

بَابٌ فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ

باب: جب چوہا گھی میں گر جائے (تو اس کا حکم کیا ہے؟)

3841 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنَّ فَأْرَةً، وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَلْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُوا

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک چوہا گھی میں گر گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں بتایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال دو اور باقی کو کھا لو۔

3842 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ - وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا

مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ قَالَ: الْحَسَنُ، قَالَ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''جب چوہا گھی میں گرجائے، تو اگر وہ گھی جما ہوا ہو، تو اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو اور اگر پگھلا ہوا ہو، تو تم اس کے قریب نہ جاؤ''۔

یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

3843 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُوذَوَيْهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مانند روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابٌ فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ

باب: جب مکھی کھانے میں گرجائے

3844 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً، وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''جب کسی کے برتن میں مکھی گرجائے، تو اُسے اُس کو (برتن) میں ڈبو لینا چاہیے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے، اور یہ اس پر کے ذریعے بچتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے''۔

بَابٌ فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ

باب: جب لقمہ نیچے گرجائے؟

3845 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ. وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ کھاتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں کے ذریعے کھاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے، تو اس کو چاہیے کہ اس پر لگی ہوئی آلودگی کو صاف کر کے اسے کھا لے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم برتن کو انگلی سے پونچھ لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کے کونسے حصے میں اس کے لیے برکت رکھی گئی ہے؟

بَابٌ فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى

باب: خادم کا آقا کے ساتھ کھانا

3846 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کسی شخص کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کرے اور پھر وہ اس کھانے کو لے کر آئے تو اس نے تپش اور دھوئیں کو برداشت کیا ہے، تو آدمی کو چاہیے اس خادم کو اپنے ساتھ بٹھائے، تا کہ وہ بھی کھالے، اگر کھانا کم ہو تو آدمی کو کھانے میں سے دو یا تین لقمے، اس خادم کے ہاتھ میں رکھ دینے چاہئیں"۔

بَابٌ فِي الْمِنْدِيلِ

باب: (کھانے کے بعد) رومال استعمال کرنا

3847 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعِقَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی شخص کھانا کھائے، تو اپنے ہاتھ کو رومال سے اس وقت تک نہ پونچھے، جب تک وہ اس کو چاٹ نہیں لیتا، یا چٹوا نہیں لیتا"۔

3848 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں کے ذریعے کھاتے تھے، اور ہاتھ کو اس وقت تک کپڑے وغیرہ سے نہیں پونچھتے تھے، جب تک چاٹ نہیں لیتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ

باب: آدمی جب کھانا کھالے، تو کیا پڑھے؟

3849 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان جب اٹھالیا جاتا (یعنی جب آپ کھانا کھا کر فارغ ہوتے) تو یہ دعا پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جو زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو، اس میں کفایت میں نہ کی گئی ہو، اور اس کو چھوڑا نہ گیا ہو، اور ہمارا پروردگار اس سے بے نیاز نہ ہو''۔

3850 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جس نے ہمیں کھلایا، جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا''

3851 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ، وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ کھا یا پی لیتے تھے، تو یہ پڑھتے تھے:

''ہر طرح کی حمد اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے کھلایا اور پلایا اور اسے خوشگوار بنایا اور اس کے باہر نکلنے کا انتظام بھی

بَابٌ فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ

باب: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا

3852 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ایسی حالت میں سو جائے، کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو، جسے اس نے دھویا نہ ہو، تو پھر اگر کوئی چیز اسے نقصان پہنچائے، تو وہ صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ

باب: کھانے کے بعد میزبان کے لیے دعا کرنا

3853 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَعَامًا فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَلَمَّا فَرَغُوا قَالَ: أَثِيبُوا أَخَاكُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا إِثَابَتُهُ؟ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُخِلَ بَيْتُهُ فَأُكِلَ طَعَامُهُ، وَشُرِبَ شَرَابُهُ، فَدَعَوْا لَهُ فَذَلِكَ إِثَابَتُهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ابوہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بلوایا، جب یہ حضرات کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کو اس کو بدلہ دو، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کا بدلہ کیا ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کے گھر جایا جائے، تو اس کے لیے دعا کی جانی چاہیے، یہ اُس کے لیے، اس کا بدلہ ہوگا''

3854 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے، تو وہ روٹی اور روغن زیتون لے کر آ گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھالیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے پاس روزہ داروں نے افطاری کی ہے، نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا ہے اور فرشتوں نے تمہارے لیے دعائے رحمت کی ہے''۔

كِتَابُ الطِّبِّ

کتاب: طب کے بارے میں روایات

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَتَدَاوَى

باب: آدمی کا دوائی استعمال کرنا

3855 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ، فَجَاءَ الْأَعْرَابُ مِنْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَتَدَاوَى؟ فَقَالَ: تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ

⊛⊛ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب یوں تھے، جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، کچھ دیہاتی اِدھر سے اور اُدھر سے آئے اور انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم دوا استعمال کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دوا استعمال کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے، اس کے لیے دوا بھی بنائی ہے، صرف ایک بیماری کے لیے ایسا نہیں ہے، وہ بڑھاپا ہے۔

بَابٌ فِي الْحِمْيَةِ

باب: پرہیز کرنا

3856 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَأَبُو عَامِرٍ - وَهَذَا لَفْظُ أَبِي عَامِرٍ - عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ: مَهْ إِنَّكَ نَاقِهٌ حَتَّى كَفَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَتْ: وَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَسِلْقًا، فَجِئْتُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَصِبْ مِنْ هَذَا فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ

3855- إسناده صحيح. وأخرجه ابن ماجه (3436)، والترمذي (2159)، والنسائي في "الكبرى" (7511) و(7512) من طريق زياد بن علاقة، به. وهو في "مسند أحمد" (18454)، و"صحيح ابن حبان" (6061).

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: قَالَ هَارُوْنُ الْعَدَوِيَّةَ

سیدہ اُم منذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نقاہت کا شکار تھے ہماری کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھانا شروع کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کھانے لگے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم رک جاؤ، کیونکہ تم ابھی نقاہت کا شکار ہو، (یعنی بیماری سے اٹھے ہو) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے، وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے جو اور چقندر پکائے، میں انہیں لے کر آئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم انہیں لو، یہ تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہارون نامی راوی نے یہ کہا ہے کہ ابوداؤد نامی راوی یہ کہتے ہیں: وہ خاتون عدویہ تھیں۔

بَابٌ فِي الْحِجَامَةِ

باب: پچھنے لگوانا

3857 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"تم لوگ دوا کے طور پر جو چیز استعمال کرتے ہو، اگر ان میں سے کسی میں بھلائی ہے تو وہ پچھنے لگانا ہے"۔

3858 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي، حَدَّثَنَا فَائِدٌ، مَوْلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ مَوْلَاهُ، عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى خَادِمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ: احْتَجِمْ، وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْضِبْهُمَا

سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، وہ بیان کرتی ہیں: جب بھی کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سر میں درد کی شکایت لے کر آیا، تو آپ یہی فرماتے: تم پچھنے لگواؤ اور جب کوئی پاؤں میں درد کی شکایت لے کر آتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے: تم مہندی لگاؤ۔

3857- صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمد بن عمرو - وهو ابن علقمة الليثي - أبو سلمة: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه ابن ماجه (3476) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (8513)، و"صحيح ابن حبان" (6078). وفي الباب عن أنس بن مالك عند البخاري (5696)، ومسلم (1577)، والترمذي (1324) بلفظ": إن أمثل - وفي رواية: خير - ما تداويتم به الحجامة والقسط البحري." وعن جابر بن عبد الله، عند البخاري (5683)، ومسلم (2205)

بَابٌ فِيْ مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ

باب: پچھنے لگوانے کی جگہ

3859 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ، وَكَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيِّ، - قَالَ: كَثِيْرٌ اِنَّهُ حَدَّثَهُ -: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلٰى هَامَتِهِ، وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَنْ اَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ، فَلَا يَضُرُّهُ اَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ

⊙⊙ حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے، آپ یہ فرماتے تھے:

''جو شخص ان مقامات سے کچھ خون بہادے، تو اگر وہ کسی بیماری کے لیے کوئی اور دوا استعمال نہیں کرتا، تو بھی اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا''۔

3860 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ اَنَسٍ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الْاَخْدَعَيْنِ، وَالْكَاهِلِ قَالَ مُعَمَّرٌ: احْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِيْ حَتّٰى كُنْتُ اُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِيْ صَلَاتِيْ، وَكَانَ احْتَجَمَ عَلٰى هَامَتِهِ

⊙⊙ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کی دونوں طرف کی رگوں اور کندھے کے درمیان میں تین مرتبہ پچھنے لگوائے۔

معمر بیان کرتے ہیں: میں نے پچھنے لگوائے تو میری یادداشت خراب ہوگئی، یہاں تک کہ مجھے نماز کے دوران سورۃ فاتحہ میں بھی لقمہ دیا جاتا تھا، راوی کہتے ہیں: انہوں نے اپنے سر پر پچھنے لگوائے تھے۔

بَابٌ مَتٰى تُسْتَحَبُّ الْحِجَامَةُ

باب: کب پچھنے لگوانا مستحب ہے

3861 - حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ

⊙⊙ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص 17، 19 یا 21 تاریخ کو پچھنے لگوائے تو یہ ہر بیماری کے لیے شفا ہوگی''۔

3862 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَتْنِي عَمَّتِي كَبْشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ، وَقَالَ: غَيْرُ مُوسَى كَيِّسَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَاهَا، كَانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عَنِ الْحِجَامَةِ، يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَيَزْعُمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَأُ

کبشہ بنت ابوبکرہ بیان کرتی ہیں: ان کے والد اپنے گھر والوں کو منگل کے دن پچھنے لگوانے سے منع کرتے تھے، اور یہ بیان کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''منگل کا دن خون کا مخصوص دن ہے، اس میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے، جس میں خون رکتا نہیں ہے''۔

3863 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلَى وِرْكِهِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درد کی وجہ سے، اپنے پہلو پر پچھنے لگوائے تھے۔

بَابٌ فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ

باب: فصد کھلوانا اور پچھنے لگوانے کی جگہ

3864 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيٍّ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی طرف ایک معالج کو بھیجا، جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹ دیا۔

بَابٌ فِي الْكَيِّ

باب: داغ لگوانا

3865 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَيِّ فَاكْتَوَيْنَا، فَمَا أَفْلَحْنَ، وَلَا أَنْجَحْنَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ يَسْمَعُ تَسْلِيمَ الْمَلَائِكَةِ فَلَمَّا اكْتَوَى انْقَطَعَ عَنْهُ فَلَمَّا تَرَكَ رَجَعَ إِلَيْهِ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (علاج کے طور پر گرم چیز) کا داغ لگوانے سے منع

3864-إسناده قوي من أجل أبي سفيان - وهو طلحة بن نافع - فهو صدوق لا بأس به. الأعمش: هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية: هو محمد بن خازم الضرير. وأخرجه مسلم (2207) من طريق أبي معاوية، بهذا الإسناد، وزاد: ثم كواه عليه. وأخرجه مسلم (2207) من طريق جرير بن عبد الحميد، و (2207) من طريق سفيان الثوري، و (2207) من طريق شعبة، ثلاثتهم عن سليمان الأعمش، به. بذكر الكي دون ذكر قطع العرق. وهو في "مسند أحمد" (14252) و (14379).

کیا ہے،ہم نے (ایک مرتبہ علاج کے طور پر) داغ لگوائے لیکن نہ تو ان میں کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہی ان کا فائدہ ہوا۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راوی کہتے ہیں: وہ فرشتوں کے سلام کرنے کی آواز سنا کرتے تھے، جب انہوں نے داغ لگوائے، تو یہ آواز آنا بند ہوگئی، جب انہوں نے یہ عمل ترک کردیا، تو وہ پھر آنے لگی۔

3866 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مِنْ رَمْيَتِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگنے کی جگہ پر (زخم کی جگہ پر) داغ لگوائے تھے۔

بَابٌ فِي السَّعُوطِ

باب: ناک میں دواڈالنا

3867 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَطَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک میں ڈالی جانے والی دوائی استعمال کی تھی۔

بَابٌ فِي النُّشْرَةِ

باب: منتر پڑھنا

3868 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا عَقِيلُ بْنُ مَعْقِلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ، يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ: هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منتر پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ شیطانی عمل ہے۔

بَابٌ فِي التِّرْيَاقِ

باب: تریاق کا بیان

3869 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا شَرَاحِيلُ بْنُ يَزِيدَ الْمَعَافِرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا، أَوْ تَعَلَّقْتُ

تَمِيمَةً، أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي

قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التِّرْيَاقَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں کیا کرتا ہوں، اگر میں نے تریاق پیا ہوا ہو، یا تعویذ لٹکایا ہوا ہو، یا اپنی طرف سے شعر کہا ہوا ہو''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے، جب کہ بعض حضرات نے اس کے بارے میں رخصت دی ہے، یعنی تریاق کے بارے میں رخصت دی ہے۔

بَابٌ فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ

باب: ناپسندیدہ دوائیں

3870- قَالَ: لَنَا حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دوا (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

3871- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ: أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا

⊛⊛ عبدالرحمن بن عثمان بیان کرتے ہیں: ایک معالج نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک کے بارے میں دریافت کیا، کہ کیا وہ اسے دوا میں استعمال کرسکتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارنے سے منع کر دیا۔

3872- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَسَا سُمًّا فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ، يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص زہر پی لے گا (آخرت میں) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا''۔

3873- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ

3872-إسناده صحيح. أبو صالح: هو ذكوان السمان، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية: هو محمد بن خازم الضرير. وأخرجه البخاري (5778)، ومسلم (109)، وابن ماجه (3460)، والترمذي (2167 - 2165)، والنسائي (1965) من طريق سليمان الأعمش، به. وهو في "مسند أحمد" (7448)، و"صحيح ابن حبان" (5986).

طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ اَوْ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ، ثُمَّ سَاَلَهُ فَنَهَاهُ فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللهِ اِنَّهَا دَوَاءٌ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ

حضرت طارق بن سوید رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں: حضرت سوید بن طارق رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے انہیں اس سے منع کر دیا، انہوں نے پھر آپ سے دریافت کیا تو آپ نے پھر منع کر دیا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! یہ دوا (کے طور پر استعمال ہوتی ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ یہ بیماری ہے۔

3874 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ اَبِي عِمْرَانَ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ

حضرت ابودرداء روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوائی (دونوں) نازل کی ہیں اور اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مخصوص کی ہے، تو تم لوگ دوا استعمال کرو، لیکن حرام چیز کو دوا کے طور پر استعمال نہ کرو''۔

بَابٌ فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ

باب: عجوہ کھجور کا بیان

3875 - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا اَتَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلَى فُؤَادِي فَقَالَ: اِنَّكَ رَجُلٌ مَفْئُودٌ، ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ اَخَا ثَقِيفٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَاْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَاْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بیمار ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا تو مجھے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا:

''تم دل کے مریض ہو، تم بنو ثقیف سے تعلق رکھنے والے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ حکمت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ مدینہ منورہ کی سات عجوہ کھجوریں لے کر انہیں گٹھلیوں سمیت پیس لے اور پھر وہ تمہیں کھلا دے''۔

3876 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ

3876- إسناده صحيح. أبو أسامة: هو حماد بن أسامة. وأخرجه البخاري (5445)، ومسلم (2047)، والنسائي في "الكبرى" (6680) من طرق عن هاشم بن هاشم، به. وهو في "مسند أحمد" (1572). وأخرجه مسلم (2047)

أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ

عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے، تو اس دن کوئی زہر یا جادو، اسے نقصان نہیں پہنچائے گا''

بَابٌ فِي الْعِلَاقِ

باب: حلق کو ملنا

3877 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ: يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِالْعُودِ: الْقُسْطَ

سیدہ اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے اس کا گلا ملا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح گلا مل کے، اپنی اولاد کو کیوں تکلیف پہنچاتی ہو؟ تم خواتین عودہندی استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات (بیماریوں) سے شفاء ہے، اسے ناک میں بھی ٹپکایا جاتا ہے اور ذات الجنب کی تکلیف میں اسے منہ میں ٹپکایا جاتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس عود سے مراد قسط ہے۔

بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْكُحْلِ

باب: سرمہ لگانا

3878 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ: يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارا سب سے بہتر لباس ہے اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو اور تمہارے

سرموں میں سب سے بہتر اثمد ہے، یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے''۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ

باب: نظر لگ جانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

3879 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنُ حَقٌّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نظر لگ جانا' حق ہے''

3880 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِينُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جس شخص کی نظر لگتی تھی اسے یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ وضو کرے (اور اپنے وضو کا بچا ہوا پانی اسے دے، جس کو نظر لگی ہے) اور جسے نظر لگی ہے، وہ اس کے ذریعے غسل کرلے۔

بَابٌ فِي الْغَيْلِ

باب: دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مباشرت کرنا

3881 - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ

سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو، دودھ پلاتی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کا اثر گھڑسوار تک پہنچتا ہے اور اسے اس کے گھوڑے سے گرادیتا ہے''۔

3882 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُدَامَةَ الْأَسَدِيَّةِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ، وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ: الْغِيلَةُ: أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جدامہ اسدیہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے

شرح: "پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ دودھ پلانے کے دوران (عورت کے ساتھ) صحبت کرنے سے منع کر دوں، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ اہل روم اور اہل فارس ایسا کرتے ہیں، لیکن ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا"۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غیلہ سے مراد یہ ہے، آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اس وقت صحبت کرے، جب وہ دودھ پلا رہی ہو۔

بَابٌ فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ

باب: تعویذ لٹکانا

3883 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ قَالَتْ: قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هَذَا؟ وَاللهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِينِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّمَا ذَاكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"بے شک جھاڑ پھونک (زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق) تعویذ منکے اور تولہ شرک ہیں"۔

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: آپ یہ بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی ہوں، وہ مجھ پر دم کرتا ہے، وہ جب مجھ پر دم کرتا ہے، تو یہ ٹھیک ہو جاتی ہے، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شیطان کا عمل ہے وہ اس آنکھ پر اپنا ہاتھ مارتا ہے، جب وہ یہودی اس پر دم کر دیتا ہے، تو وہ ہاتھ مارنے سے رک جاتا ہے، تمہارے لیے یہ کافی تھا کہ تم وہ پڑھ لیتی، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

"اے لوگوں کے پروردگار! تو تکلیف کو دور کر دے، تو شفاء عطاء کر دے، تو شفاء عطاء کرنے والا ہے، تیرے علاوہ اور کوئی شفاء عطا نہیں کر سکتا، ایسی شفاء عطا کر، جو بیماری کو باقی نہ رہنے دے"۔

3884 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ، أَوْ حُمَةٍ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دم صرف نظر لگنے پر، یا زہریلے جانور کے کاٹنے پر کیا جاتا ہے''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى

باب: دم کرنا

3885 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ السَّرْحِ - قَالَ: أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَقَالَ: ابْنُ السَّرْحِ. أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَقَالَ: ابْنُ صَالِحٍ: مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ - قَالَ: أَحْمَدُ وَهُوَ مَرِيضٌ - فَقَالَ: اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ثُمَّ أَخَذَ تُرَابًا مِنْ بَطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ السَّرْحِ يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّوَابُ

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے، وہ اس وقت بیمار تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

''اے لوگوں کے پروردگار! ثابت بن قیس بن شماس سے تکلیف کو دور کردے''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحان کی مٹی لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک پیالے میں ڈالا اور پھر پانی پر پھونک مار کر اس پر ڈال دیا اور پھر اسے ان پر چھڑک دیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن سرح کہتے ہیں راوی کا نام یوسف بن محمد ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ درست ہے۔

3886 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں ہم لوگ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے دم کے الفاظ میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔

3887 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي: أَلَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا

عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ

سیدہ شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، میں اس وقت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"تم نے جس طرح اسے لکھنا سکھایا ہے، اس طرح اسے پھوڑے پھنسیوں کا دم کیوں نہیں سکھاتی ہو"۔

3888 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي، قَالَتْ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ: مَرَرْنَا بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فَاغْتَسَلْتُ فِيهِ فَخَرَجْتُ مَحْمُومًا فَنُمِيَ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي وَالرُّقَى صَالِحَةٌ فَقَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ لَدْغَةٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحُمَةُ: مِنَ الْحَيَّاتِ وَمَا يَلْسَعُ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک نہر کے پاس سے گزرا، میں اس میں داخل ہوا، میں نے اس میں غسل کیا، جب میں باہر نکلا تو مجھے بخار ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوثابت سے کہو کہ وہ دم کرے۔

راوی خاتون بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: اے میرے آقا کیا دم کرنا ٹھیک ہوتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: دم صرف نظر لگنے پر یا سانپ کے کاٹنے پر یا بچھو کے ڈنگ مارنے پر ہوتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ حمہ سانپ کے کاٹنے کے لیے اور ڈسنے والے جانور کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

3889 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، ح وحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ الْعَبَّاسُ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ، أَوْ حُمَةٍ، أَوْ دَمٍ يَرْقَأُ لَمْ يَذْكُرِ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ وَهَذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"دم صرف نظر لگنے پر، یا زہریلے جانور کے کاٹنے پر، یا بہتے ہوئے خون پر ہوتا ہے"۔

3888-المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن. الرباب جدة عثمان بن حكيم - وإن انفرد بالرواية عنها حفيدها عثمان - ترجمة كبيرة سمعت من سهل بن حنيف المتوفى في خلافة علي بن أبي طالب يعني قبل الأربعين. وقد وردت قصة اغتسال سهل بن حنيف من طريق آخر صحيح بعضد هذه الرواية عند مالك في "موطئه" 2/ 938 و 939 وابن ماجه (3509)، والنسائي في "الكبرى" (7571) و (7572)، وهي في "مسند أحمد" (15980). وأخرجه من طريق المصنف هنا النسائي في "الكبرى" (10015) و (10806) من طريق عبد الواحد بن زياد، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (15978). ويشهد للمرفوع منه حديث عائشة عند البخاري (5741) بلفظ رخص النبي -صلى الله عليه وسلم- الرقية من كل ذي حمة

عباس نامی راوی نے نظر لگنے کا ذکر نہیں کیا اور روایت کے یہ الفاظ سلیمان بن داؤد کے نقل کردہ ہیں۔

بَابُ كَيْفَ الرُّقَى

باب: کیسے دم کیا جائے؟

3890 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ يَعْنِي لِثَابِتٍ أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَقَالَ: اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ثابت سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں؟ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دم ہے، انہوں نے عرض کی: جی ہاں! راوی کہتے ہیں: تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا:

"اے اللہ! اے لوگوں کے پروردگار! اے تکلیف کو لے جانے والے! تو شفاء عطا کر دے، تو شفاء عطا کرنے والا ہے، تیرے علاوہ اور کوئی شفاء عطا کرنے والا نہیں ہے، تو ایسی شفاء عطا کر دے، جو بیماری کو رہنے ہی نہ دے"۔

3891 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ: وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: امْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَذْهَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ بِي، فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھے اتنی تکلیف تھی کہ جو مجھے ہلاکت کے قریب پہنچا چکی تھی، راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنا دائیاں ہاتھ تکلیف کی جگہ پر سات مرتبہ پھیرو اور یہ پڑھو:

"میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اس چیز کے شر سے، جسے میں پا رہا ہوں"

راوی کہتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف کو ختم کر دیا اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو مسلسل اسی دم کی تلقین کرتا ہوں۔

3892 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ زِيَادَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3902-إسناده صحيح. عروة: هو ابن الزبير بن العوام، وابن شهاب: هو الزهري، والقعنبي: هو عبد الله بن مسلمة بن قعنب. وهو في "موطأ مالك" 942/2. وأخرجه البخاري (4439)، ومسلم (2192)، وابن ماجه (3528) و (3529)، والنسائي في "الكبرى" (7049) و (7488) و (7502) و (7506) و (7507) و (10781)

يَقُولُ: مَنِ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا، أَوِ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ رَبَّنَا اللهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجَعِ، فَيَبْرَأَ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم میں سے جو شخص بیمار ہو جائے، یا جس کے بھائی کو بیماری لاحق ہو تو اسے یہ پڑھنا چاہیے:

"ہمارا پروردگار، وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے (اے اللہ!) تیرا اسم مقدس ہے، تیرا حکم آسمان اور زمین میں (نافذ ہوتا ہے) جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے، اس طرح اپنی رحمت زمین میں بھی کر دے، تو ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دے، تو پاکیزہ لوگوں کا پروردگار ہے، تو اپنی رحمت کا ایک حصہ اور اپنی شفاء کا ایک حصہ اس تکلیف پر بھی نازل کر دے"۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو ایسا شخص ٹھیک ہو جائے گا۔

3893 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھبراہٹ کے موقع پر انہیں یہ کلمات پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے:

"میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کے شر سے، اور شیاطین کے وسوسوں سے اور ان کے میرے پاس آنے سے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھ دار بچوں کو ان کلمات کی تعلیم دیتے تھے اور جو بچے ابھی سمجھدار نہیں ہوئے ہوتے تھے (یعنی کم عمر ہوتے تھے) تو ان کے لیے یہ تحریر کر کے ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے۔

3894 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ قَالَ: أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ: النَّاسُ أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأُتِيَ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَنَفَثَ فِيَّ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ

یزید بن ابوعبید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں (تلوار) کی ضرب کا نشان دیکھا تو میں نے دریافت کیا: یہ کیسے لگا؟ انہوں نے بتایا: یہ غزوہ خیبر کے موقع پر مجھے لگا تھا، (یہ اتنا شدید تھا) کہ لوگوں نے کہا کہ اب سلمہ مر جائے گا، مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ مجھ پر پھونک ماری، اس کے بعد مجھے آج تک اس میں

کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

3895 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلْإِنْسَانِ إِذَا اشْتَكَى يَقُولُ: بِرِيقِهِ ثُمَّ قَالَ بِهِ فِي التُّرَابِ: تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب کوئی شخص بیمار ہوتا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لعاب دہن کے ساتھ مٹی لگا کر اس شخص کو لگاتے اور یہ پڑھتے:

''ہماری زمین کی مٹی' ہم میں سے ایک شخص کے لعاب دہن کے ساتھ ہے، ہمارے پروردگار کے اذن کے تحت ہمارے بیمار کو شفاء نصیب ہوگی''۔

3896 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُونٌ مُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ أَهْلُهُ: إِنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُدَاوِيهِ؟ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَبَرَأَ، فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: هَلْ إِلَّا هَذَا وَقَالَ مُسَدَّدٌ: فِي مَوْضِعٍ آخَرَ هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هَذَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ خُذْهَا فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ

خارجہ بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے اسلام قبول کر لیا، جب وہ واپس جا رہے تھے، تو ان کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوا، جن کے درمیان ایک پاگل شخص موجود تھا، جسے زنجیروں میں جکڑا گیا تھا، اس کے گھر والوں نے ان سے کہا: ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کے یہ آقا بھلائی لے کر آئے ہیں، تو کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے، جس کے ذریعے آپ اس کا علاج کر دیں (راوی کہتے ہیں) میں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا، تو وہ ٹھیک ہو گیا، ان لوگوں نے سو بکریاں دیں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تم نے صرف یہی سورۃ پڑھ کر دم کیا تھا؟ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: کیا تم نے اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے حاصل کر لو، میری زندگی کی قسم! لوگ جھوٹا دم کر کے کھاتے ہیں اور تم حق دم کر کے کھاؤ گے''

3897 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ مَرَّ. قَالَ: فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ، فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ

⊙⊙ خارجہ بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کا گزر (کسی قوم) کے پاس سے ہوا تو وہ تین دن تک صبح وشام اس شخص کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرتے رہے، جب وہ سورۃ کو مکمل کرتے تو اپنا لعاب جمع کرتے اور اس مریض پر پھونک مار دیتے، تو وہ شخص (یوں ٹھیک ہوگیا) جیسے اُسے رسی سے آزاد کیا گیا ہو، ان لوگوں نے انہیں کچھ دیا، وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے بعد راوی نے حسب سابق روایت نقل کی ہے۔

3898 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لُدِغْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ اَنَمْ حَتّٰى اَصْبَحْتُ. قَالَ مَاذَا؟ قَالَ: عَقْرَبٌ قَالَ: اَمَا اِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ اَمْسَيْتَ: اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

⊙⊙ سہیل بن ابوصالح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! گزشتہ رات میں ایک زہریلے جانور کے ڈنک مارنے کی وجہ سے سو نہیں سکا، مجھے صبح تک نیند نہیں آئی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا چیز تھی؟ اس نے عرض کی: بچھو تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیے ہوتے، تو انشاء اللہ یہ تمہیں نقصان نہ پہنچاتا (وہ کلمات یہ ہیں)

"میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے، جسے اس نے پیدا کیا ہے"

3899 - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَارِقٍ يَعْنِي ابْنَ مُخَاشِنٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِلَدِيغٍ لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ. قَالَ: فَقَالَ: لَوْ قَالَ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يُلْدَغْ اَوْ لَمْ يَضُرَّهُ

⊙⊙ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جسے بچھو نے ڈنک مارا تھا راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے یہ پڑھا ہوتا:

"میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے، جسے اس نے پیدا کیا ہے"

تو اس شخص کو ڈنک نہ مارا جاتا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) نقصان نہ پہنچایا جاتا۔

3900 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ، عَنْ اَبِي بِشْرٍ، عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَهْطًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرْقِي وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَاَبَيْتُمْ اَنْ تُضَيِّفُونَا. مَا اَنَا بِرَاقٍ حَتّٰى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا. فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ. فَاَتَاهُ فَقَرَاَ عَلَيْهِ اُمَّ الْكِتَابِ وَيَتْفُلُ حَتّٰى بَرَاَ كَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ. قَالَ: فَاَوْفَاهُمْ

جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا فَقَالَ: الَّذِيْ رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْتَأْمِرَهُ فَغَدَوْا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، أَحْسَنْتُمْ، اقْتَسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک جگہ انہوں نے ایک عرب قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا، تو ان قبیلے والوں میں سے ایک نے کہا: ہمارے سردار کو زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہے، تو کیا تم میں سے کسی ایک پاس کوئی ایسی چیز ہے، جو ہمارے ساتھی کو فائدہ پہنچائے؟ تو ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! میں دم کرسکتا ہوں، لیکن ہم نے تمہیں مہمان نوازی کے لیے کہا، تو تم نے ہمیں مہمان بنانے سے انکار کر دیا تھا، اب میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا، جب تک تم میرے لیے معاوضہ طے نہیں کرو گے، تو ان لوگوں نے اس شخص کے لیے بکریوں کا ایک ریوڑ معاوضے کے طور پر طے کر دیا، وہ شخص اس سردار کے پاس آیا، اس نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ سردار یوں ٹھیک ہوگیا، جیسے اسے رسیوں سے آزاد کر دیا گیا ہو، راوی کہتے ہیں: ان لوگوں نے انہیں پوری ادائیگی کی جو طے کی تھی، جس پر ان کے درمیان معاہدہ طے ہوا تھا، پھر ان لوگوں نے کہا، انہیں تقسیم کرلو، تو جس شخص نے دم کیا تھا، اس نے کہا: تم اس وقت تک ایسا نہ کرو، جب تک ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حکم دریافت نہیں کر لیتے، پھر وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم لوگوں کو کیسے پتہ چلا، اس کا دم بھی ہوتا ہے، تم نے اچھا کیا ہے، تم اسے تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھنا"

3901 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالُوا: إِنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقْيَةٍ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوهًا فِي الْقُيُودِ؛ قَالَ: فَقُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَجَاءُوا بِمَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ فَكَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قَالَ: فَأَعْطَوْنِي جُعْلًا، فَقُلْتُ: لَا، حَتَّى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كُلْ فَلَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ

خارجہ بن صلت اپنے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت سے واپس آرہے تھے ہمارا گزر ایک عرب قبیلے کے پاس سے ہوا، ان لوگوں نے کہا: ہمیں یہ پتہ چلا ہے کہ تم ان صاحب کی طرف سے بھلائی لے کر آئے ہو، تو کیا تمہارے پاس کوئی ایسی دوا یا کوئی ایسا دم ہے؟ کیونکہ ہمارے یہاں ایک پاگل ہے، جسے زنجیروں میں جکڑا گیا ہے، تو ہم نے جواب دیا: جی ہاں! پھر وہ لوگ اس پاگل کو زنجیروں میں جکڑ کر لے کر آئے راوی کہتے ہیں: میں نے تین دن تک صبح وشام اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، جب میں سورۃ مکمل کر لیتا، تو میں اپنے لعاب کو جمع کرتا اور اس پر دم کر دیتا، تو اس کا یہ حال ہوگیا، جیسے اسے

رسیوں سے آزاد کر دیا گیا ہو، راوی کہتے ہیں: تو ان لوگوں نے مجھے اس کا معاوضہ دیا، میں نے کہا: نہیں! جب تک میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت نہیں کرتا (اس وقت تک انہیں استعمال نہیں کروں گا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم کھالو! میری زندگی کی قسم! لوگوں کو باطل دم کے عوض میں کھا جاتے ہیں اور تم نے حق دم کے عوض میں کھانا ہے''

3902 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، وہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بیمار ہوتے تھے، تو آپ ﷺ دل میں معوذات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تو میں آپ پر پڑھ کر آپ ﷺ کا دست مبارک آپ پر پھیرتی تھی، میں اس دستِ مبارک کی برکت امید رکھتے ہوئے (ایسا کرتی تھی)

بَابٌ فِي السُّمْنَةِ

موٹا ہونا

3903 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تُسَمِّنَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ حَتَّى أَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ، فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السِّمَنِ

ہشام بن عروہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میری والدہ نے یہ ارادہ کیا کہ میں موٹی تازی ہو جاؤں، تا کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف میری رخصتی ہو جائے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں وہ جو چاہتی تھیں وہ نتیجہ صرف اس صورت میں حاصل ہوا، جب انہوں نے مجھے ککڑی اور کھجور ملا کر کھلائی، تو میں اس سے اچھی طرح صحت مند ہو گئی۔

بَابٌ فِي الْكَاهِنِ

باب: کاہنوں کا بیان

3904 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى كَاهِنًا قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ثُمَّ اتَّفَقَا أَوْ أَتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کاہن کے پاس جاتا ہے اور جو وہ کہتا ہے: اس کی تصدیق کرتا ہے، یا کسی حیض والی عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے، یا کسی عورت کے ساتھ اس کی پچھلی شرم گاہ میں صحبت کرتا ہے، تو وہ اس چیز سے لاتعلق ہو جاتا ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا'' (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

بَابٌ فِي النُّجُومِ

باب: علم نجوم کا بیان

3905 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص علم نجوم کا ایک حصہ سیکھتا ہے، وہ جادو کا ایک حصہ سیکھتا ہے، اب وہ جتنا مزید حاصل کرے گا، اتنا ہی مزید (جادو سیکھ لے گا)''

شرح

سحر (جادو) عربی زبان میں مخفی عمل کو کہتے ہیں جو پوشیدہ طور پر ہوتا ہے اور ظاہری طور پر کچھ معلوم نہیں ہوتا، جادو کی وہ قسم جو کفر اور شرک اکبر کے قبیل سے ہے، اس میں شیطان کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے مدد لی جاتی ہے، اور شیطان کی عبادت کر کے اس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس کے ذریعے سے بعض مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں، سحر (جادو) کی فقہاء نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایسا جھاڑ پھونک اور ایسی تعویذ ہے جس میں پھونکا جاتا ہے، تو اس سے جادو ہو جاتا ہے، جو حقیقی طور پر نقصان پہنچاتا ہے اور حقیقی طور پر آدمی کو بیمار کر دیتا ہے، اور حقیقی طور پر قتل کر دیتا ہے، تو جادو کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی انسان پر تاثیر میں شیطان سے مدد لی جائے اور اس کو استعمال کیا جائے، اور جادوگر اپنے جادو کا اثر شیطان سے تقرب حاصل کئے بغیر انسان تک نہیں پہنچا سکتا، شیطان سے تقرب حاصل کرنے کی صورت میں وہ اسے جادو کئے گئے آدمی کے بدن میں پہنچا دیتے ہیں، ہر جادوگر کے پاس شیطانوں میں سے ایک ایسا خادم ہوتا ہے جو اس کی خدمت کرتا ہے، اور ہر ساحر (جادوگر) شیطان سے مدد چاہتا ہے، حقیقت میں شیطان سے تقرب حاصل کئے بغیر جادوگر کے جادو کا موثر ہونا ناممکن ہے، اسی لئے جادو اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

علم نجوم (ستاروں کا علم) سے متعلق احکام کی دو قسمیں ہیں:

ایک جائز اور دوسری حرام، حرام جادو کی ایک قسم وہ ہے جو کفر و شرک ہے، علم نجوم (ستاروں کے علم) کے ذریعہ غیبی امور کا دعویٰ حرام اور مذموم ستارہ پرستی ہے جو کہانت اور جادو کی ایک قسم ہے۔

علم نجوم (ستاروں کے علم) سے لوگ تین طرح سے تعلق رکھتے ہیں:

۱۔ تنجیم (ستارہ پرستی) یعنی ستاروں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ چیزوں میں ان کی تاثیر بذات خود اور مستقلاً ہے، اور دنیاوی حادثات ستاروں یا ستاروں کے ارادے کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں، یہی ستارہ پرستی ہے، صابی فرقہ کا مذہب یہی ستارہ پرستی تھا، ان کا یہی اعتقاد تھا، جو ہر ستارے کا اسٹیچو (بت) بناتے تھے، جس میں شیطانی روحیں حلول کر جاتی تھیں، جو ان کو ان بتوں اور مجسموں کی پرستش کا حکم دیتی تھی، یہ باجماع امت کفر اکبر، اور قوم ابراہیم والا شرک ہے۔

۲۔ اس کی دوسری قسم ستارہ کی تاثیر کا علم ہے، یعنی ستاروں کی حرکت اور ان کے ملنے اور جدا ہونے سے، اور ان کے طلوع وغروب سے زمین پر ہونے والے اثرات پر استدلال، ستاروں کی چال کو وہ زمین پر مستقبل میں ہونے والے حوادث پر دلیل بناتے ہیں، یہ کام کرنے والے منجم کے نام سے جانے جاتے ہیں، اور یہ کاہن کی ایک قسم ہے، یہ نجومی افلاک کی گردشوں اور ستاروں کی چالوں سے استدلال کر کے غیبی امور کی اطلاع دیتے ہیں، اور یہ قسم حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اور یہ کہانت کی ایک قسم ہے، اور کفر باللہ ہے، اس لئے کہ ستاروں کی تخلیق اس کام کے لئے نہیں ہوئی ہے، ان کاہنوں کے پاس شیاطین آتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں ان کو بتاتے ہیں، اور جن میں مستقبل میں ہونے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں، اور اس کام کے لئے وہ ستاروں کی حرکت سے استدلال کرتے ہیں۔

۳۔ علم نجوم میں ایک علم علم التسییر ہے یعنی ستاروں کی منزلیں اور ان کی حرکات کا علم تا کہ ان کی مدد سے قبلہ کا رخ جانا جائے، اوقات صلاۃ کی تعیین ہو، اور کھیتی باڑی کے لئے مناسب اور غیر مناسب موسم کا پتہ چلایا جا سکے، پورب، پچھم اور اتر دکھن کی سمت اس کے ذریعے سے معلوم کی جا سکے، ملک شہر اور بستیوں کی معرفت بھی ان کے ذریعے سے ہو سکے، اور ان کے ذریعے سے ہواؤں کے چلنے کا وقت، اور اللہ کی کائناتی سنت کے مطابق اس وقت کو جاننا جس میں بارش کا نزول ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

بعض اہل علم نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ ستاروں کی چالوں اور حرکتوں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے اور ان کے نکلنے اور ڈوبنے کو وقت اور زمانہ قرار دیا جائے، خود ان کو سبب نہ بنایا جائے، تو یہ ستارے ایسے زمانے کی علامت ہوں گے، جس میں فلاں فلاں چیز مفید ہوگی، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ستاروں کو علامات اور نشانیاں بنایا ہے:

وَعَلَامَاتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ

تو یہ ستارے، بہت ساری چیزوں کی علامت ہوتے ہیں۔

جیسے یہ بات جانی جائے کہ فلاں ستارے کے نکلنے پر جاڑے کا وقت شروع ہو جاتا ہے، تو وقت کا شروع ہونا ستارہ کے طلوع ہونے کی وجہ سے نہیں ہے، لیکن ستارہ کے طلوع ہونے سے جاڑے کے شروع ہونے پر استدلال کیا گیا، خود ستارہ کا نکلنا سردی کا سبب نہیں ہے، اور نہ ہی وہ گرمی اور برسات کا سبب ہے، اور نہ ہی کھجور کی کھیتی یا دوسری کھیتیوں کے موسم ہونے کا یہ سبب ہے، بلکہ یہ ان چیزوں کا ایک وقت ہے، اور ایسی صورت میں اس کے کہنے یا اس کے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ ستاروں کے نکلنے اور ڈوبنے کو زمانہ قرار دیا گیا ہے، اور اس کی اجازت ہے۔

اور پرگزرا کہ علم نجوم جادو کی ایک قسم ہے، اس کے سلسلے میں حدیث رسول ہے:

مَنِ اقتبسَ شعبةً من النجومِ فقد اقتبسَ شعبةً من السِّحر، زاد ما زاد

تو نجوم (ستاروں) کی تصدیق کرنے والا جادو کی تصدیق کرنے والا ہے، اور جادو کو سچ کہنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثلاثةٌ لا يدخلون الجنّةَ: مدمن الخمر، وقاطع الرحم، ومصدّق بالسحر۔

تین آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے، عادی شرابی، قطع رحمی کرنے والا، اور جادو کی تصدیق کرنے والا، یہ تینوں کام گناہ کبیرہ ہیں۔ (مسند احمد: ۴۳۹۹، صحیح ابن حبان: ۳۶۶/۷)

عصر حاضر میں ستارہ پرستی کے رواج کی واضح دلیل اخبارات ومجلات اور دوسرے جدید وسائل ابلاغ (ریڈیو، ٹیلیویژن، انٹرنیٹ) میں ستاروں کی چال سے متعلق مستقل صفحات یا معلومات کا شائع ہونا ہے، جو برج کے نام سے مشہور ہے، اور اس پر سال بھر کے برج کا نقشہ ہوتا ہے، جیسے شیر، بچھو، بیل وغیرہ، اور ہر برج کے آگے اس میں جو کچھ واقع ہوگا وہ لکھا ہوتا ہے، جب مرد وعورت کی پیدائش فلاں برج میں ہوگی تو اس سے کہا جائے گا کہ تمہیں فلاں فلاں مہینے میں یہ اور یہ حاصل ہوگا، جیسا کہ کاہن اور نجومی آدمی کی کنڈلی نکال کر اور اس کا زائچہ بنا کر کرتے ہیں، اور وہ اس عمل سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتا ہے، یہ ستاروں کی تاثیر کا علم ستاروں اور برجوں کے استدلال سے زمین میں اور زمین پر جو کچھ ہوگا، اس پر استدلال ہے، جو کہانت کی ایک قسم ہے، ذرائع ابلاغ میں اس طرح کی چیزوں کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ کاہنوں کا وجود ہے، اور ایسی صورت میں اس طرح کی شرکیات وکفریات پر نکیر ضروری ہے، اور غیب اور جادو اور ستاروں کی تاثیر کی معرفت کے مدعیان پر بھی نکیر ضروری ہے، اس لئے کہ ستارہ پرستی کا تعلق جادو سے ہے، جس پر نکیر ہر سطح پر اور ہر جگہ ہونی چاہئے، اور ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ یہ چیز نہ تو اس کے گھر داخل ہو، نہ اس کا مطالعہ کرے، اس لئے کہ صرف علم ومعرفت کے لئے ان برجوں اور ستاروں سے آگاہی اس ممانعت میں داخل ہے کہ وہ کاہن کی طرف بغیر اس پر نکیر کئے ہوئے رجوع ہوتا ہے، تو اس صفحے پر یہ پڑھ کر اور جان کر کہ وہ فلاں برج میں پیدا ہوا ہے یا فلاں برج اس کے مناسب ہے، گویا کہ اس نے اس سلسلے میں کاہن سے سوال کیا، تو ایسی صورت میں اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوں گی، اور اگر برجوں اور ستاروں کی چالوں کی تصدیق کردی تو رسالت محمدیہ کا انکار کیا، تو ہر مسلمان بھائی کو اس طرح کے کبیرہ گناہ والے اعمال وافعال سے اپنے اور اپنے اہل وعیال اور خاندان والوں کو دور رکھنا چاہئے کہ اس سے کفر اور شرک میں پڑنے کا خطرہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تا کہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کرسکو۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کردیئے ان لوگوں کے لئے جو خبر رکھتے ہیں۔

۱-۹۷ستاروں کا یہاں یہ ایک فائدہ اور مقصد بیان کیا گیا ہے، ان کے دو مقصد اور ہیں جو دوسرے مقام پر بیان کئے گئے ہیں۔ آسمانوں کی زینت اور شیطانوں کی مرمت۔ رجوما للشیطین. یعنی شیطان آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر شعلہ بن کر گرتے ہی۔

بعض علماء کا قول ہے۔

من اعتقد فی ھذاہ النجوم غیر ثلاث فقد اخطاء و کذب علی اللہ

ان تینوں باتوں کے علاوہ ان ستاروں کے بارے میں اگر کوئی شخص کوئی اور عقیدہ رکھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ملک میں جو علم نجوم کا چرچا ہے، جس میں ستاروں کے ذریعے سے مستقبل کے حالات اور انسانی زندگی یا کائنات میں ان کے اثرات بتانے کا دعوٰی کیا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہے اور شریعت کے خلاف بھی۔

3906 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ: فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ

⊛⊛ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں، ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، گزشتہ رات بارش ہو چکی تھی، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی، تو آپ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو، تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: آج صبح کچھ بندے مجھ پر ایمان رکھنے والے تھے اور کچھ بندے انکار کرنے والے تھے، جس شخص نے یہ کہا: ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے، تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا تھا اور ستاروں کا انکار کرنے والا تھا، اور جس شخص نے یہ کہا: فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے، تو وہ میرا انکار کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔

علم نجوم یا ستارہ شناسی کوئی باقاعدہ علم نہیں ہے۔ یہ محض اندازہ اور خیال آرائی ہے۔ علمِ نجوم کے ایسے کوئی اصول وقوانین نہیں کہ جن کے استعمال اور ستاروں براہ راست مشاہدے سے آئندہ ہونے والے واقعات کی یقینی خبر دی جا سکے۔

قدیم زمانے سے نجومی، رمال، جفار، جادوگر، طوطے والا، کاہن، نام نہاد درویش اور جنوں والے ہر دور میں مستقبل کی خبریں دینے کا دعوٰی کرتے رہے ہیں۔ اکثر لوگ بیماری، بے روزگاری، معلومات شادی وکاروبار وغیرہ کے سلسلہ میں پریشان رہتے ہیں۔ 'گرتے کو تنکے کا سہارا' کے مصداق پریشان حال لوگ ان سے رجوع کرتے ہیں۔ جو ان سے نذرانے وصول کر کے الٹے سیدھے جواب دیتے ہیں اور پرامید رکھتے ہیں۔ ایسا صدیوں سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقِ خدا کو ان چالاک شعبدہ بازوں سے

بچانے کے لئے قرآن کریم میں فرمایا:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

''فرما دیجیے کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں (از خود) غیب کا علم نہیں رکھتے'' (النمل، 65:27)

احادیث مبارکہ میں بھی علم نجوم کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے:

أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللهِ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

''حضرت یحییٰ بن عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: وہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! بعض اوقات وہ ایسی بات بتاتے ہیں جو درست ثابت ہو جاتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ درست بات جنات کی طرف سے ہوتی ہے جسے وہ کاہن کے دل میں ڈالتے ہیں۔ جیسے ایک مرغ دوسرے مرغ کے کان میں آواز پہنچا دیتا ہے اور پھر کاہن اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیا کرتا ہے۔''

(بخاری، الصحیح، 2294:5، رقم: 5859، بیروت، لبنان: دار ابن کثیر الیمامۃ مسلم، الصحیح، 1750:4، رقم: 2228، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.

''حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر بارش والی رات کو ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے بندوں نے صبح کی تو مجھ پر ایمان رکھنے والے اور ستاروں کے منکر تھے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے نے بارش برسائی۔ وہ میرا منکر اور ستاروں پر یقین رکھنے والا ہے۔'' (بخاری، الصحیح، 351:1، رقم: 991 مسلم، الصحیح، 83:1، رقم: 71)

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أُمُورًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ قَالَ: فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ، قُلْتُ: كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ: ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ.

''حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں چند کام کرتے تھے، ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ، میں نے عرض کیا ہم بدشگونی لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (یعنی بدشگونی) محض تمہارے دل کا ایک خیال ہے تم اس کے درپے نہ ہو۔''

مسلم، الصحیح، 1748:4، رقم: 537 أحمد بن حنبل، المسند، 447:5، رقم: 23814، مصر: موسسۃ قرطبۃ عبد الرزاق، المصنف، 402:10، رقم: 19500، بیروت: المکتب الاسلامی

عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ، قَالَ: مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

''حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کاہن کے پاس جا کر کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔''

(مسلم، الصحیح، 1751:4، رقم: 2230 أحمد بن حنبل، المسند، 380:5، رقم: 23270)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل اور سوچ دی ہے۔ اسے ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ نجومیوں، جادوگروں، عاملوں، طوطے والوں اور کاہنوں کی خبروں پر یقین رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ قدرت پر یقین کامل ہو تو پھر اس قسم کی توہم پرستی اور بدشگونی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

جب ستارہ شناسی باقاعدہ علم ہی نہیں اور آیات و روایات میں بھی اس کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے تو اس کا سیکھنا ایمان اور وسائل ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

علم نجوم کوئی سائنس نہیں ہے

علم نجوم کوئی سائنس نہیں ہے۔ اگر نجوم کا علم واقعی ایک سائنس قرار پا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو براہ راست مشاہدے اور تجربے کے ذریعے سے یہ یقینی خبر مل گئی ہے کہ آئندہ ہونے والے واقعات ستاروں کی مختلف گردشوں کے ذریعے سے ظاہر کیے جاتے ہیں، جیسا کہ ہم براہ راست تجربے اور مشاہدے سے یہ جانتے ہیں کہ غلے کے اگنے میں بارش یا پانی ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ پھر اس صورت میں علم نجوم کو ایک سائنس قرار دیا جائے گا۔

ابھی تک اس علم کا سائنس ہونا اپنے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا اور روایات میں بھی اس علم کے حق ہونے کے بارے میں کوئی بیان موجود نہیں ہے۔ چنانچہ یہ محض اندازہ اور خیال آرائی ہی ہے۔ اس کے اندر یا تو کوئی اصول اور قانون نہیں پایا جاتا یا پھر انسان ابھی تک اسے دریافت نہیں کر سکا۔ چنانچہ اس وقت انسان اسے نہ سائنس کے طور پر قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی مذہبی خبر کی بنا پر، لہٰذا اس علم سے بچنا ہی چاہیے، کیونکہ یہ انسان کو شدید قسم کے وہموں میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ ستاروں کو موثر بالذات سمجھنے لگتا اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے یا ان کے بارے میں غیر مذہبی اور غیر سائنسی (غیر علمی) بنیادوں، یعنی اوہام کی بنا پر کچھ صفات کا قائل ہو جاتا ہے اور یوں وہ افتراء علی اللہ (خدا پر جھوٹ باندھنے) کا مجرم بنتا ہے۔

جہاں تک موسم کے بارے میں پیش گوئیوں کا تعلق ہے تو وہ خالصتاً مادی حالات کے سائنسی مشاہدہ کی بنا پر کی جاتی ہیں، جبکہ علم نجوم کا معاملہ یہ نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ سے جادو کا ثبوت

احادیث مبارکہ سے سحر اور جادو کے بارے میں چند حقائق و احکام ظاہر ہوتے ہیں جنکی طرف ہم مختصر اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

حدیث مبارک سے سحر کا دوسرا ثبوت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کبائر سے امت کو بالخصوص متنبہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اسلام نے ستر کے لگ بھگ اعمال کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور قرونِ اولیٰ میں محدثین میں سے بعض حضرات نے صرف کبائر کو اپنا موضوع بنا کر اس موضوع پر احادیث نبوی جمع کی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا چیزیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ایسے شخص کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہو ماسوائے حق کے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد میں حملے کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی مؤمن خواتین پر تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری چھ حقیقتوں کے ساتھ سحر اور جادو کو بھی ایک زمینی حقیقت کے طور پر تسلیم فرماتے ہوئے جیسے دوسری چھ چیزوں سے منع فرمایا، اسی طرح جادو سیکھنے اور کرنے سے بھی منع فرمایا۔ اگر آپ کے نزدیک جادو کا کوئی وجود نہ ہوتا، اس کی کوئی حقیقت نہ ہوتی، یہ محض لوگوں کا خرافاتی افسانہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول کی حیثیت سے اس کا شرعی حکم بیان نہ فرماتے اور اسے دیگر حرام چیزوں کے ساتھ حرام قرار نہ دیتے۔ جس چیز کا وجود ہی نہیں اس کے احکام حرام و حلال ہونے کا کیا معنی ہو سکتا ہے؟

حدیث شریف سے سحر کا تیسرا ثبوت

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علم نجوم میں سے کچھ حصہ سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک شعبہ سیکھا۔ وہ اس کو جتنا سیکھے گا اتنا جادو میں آگے بڑھتا جائے گا"۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اس حدیث میں علم نجوم کے سیکھنے کو جادوگری کا ایک شعبہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ جادوگری کے اعمال کا مدار علم نجوم کی طے کردہ ساعات کے تابع ہوتا ہے کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں ہو تو یہ عمل کریں، فلاں ستارے کا فلاں سے قران ہو تو یہ عمل کریں، فلاں ستارے کی فلاں ستارے سے نظرِ تثلیث ہو تو یہ کریں اور نظرِ تسدیس ہو تو یہ عمل کریں۔

نجوم کے اس شعبے میں آدمی جتنا آگے بڑھتا جائے گا، یہ حقیقت ہے کہ سحری علوم میں اس کا قدم آگے بڑھتا چلا جائے گا۔
جادو کا انکار کرنے والے لوگ بھی علمِ نجوم سے انکار نہیں کرتے کہ یہ باقاعدہ ایک سائنسی علم ہے۔ اور دنیا بھر کے نجومیوں کے

پاس نجوم وکواکب کی رفتار اور چالوں کی جو معتبر ترین کتاب ہوتی ہے وہ کسی جادوگر کی نہیں بلکہ امریکی بحریہ کی تیار کردہ خالص سائنسی اصولوں پر ترتیب دی گئی کتاب ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث مبارک میں اس مسلمہ چیز کو جادو کا حصہ اور شعبہ قرار دیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جادو کا وجود علم نجوم سے بھی زیادہ مسلّم ہونے کا حقدار ہے کیونکہ کل کا وجود جزء پر مقدم ہوتا ہے اور جزء کا وجود کل پر موقوف ہوتا ہے۔

حدیث مبارک سے جادو کا چوتھا ثبوت

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خود بدشگونی خود کی یا اس کے لئے کسی نے بدشگونی کی، جس نے خود کہانت کی یا اس کے لئے کس نے کہانت کی، جس نے خود جادو کیا یا اس کے لئے کسی اور نے جادو کیا، ان میں سے کوئی آدمی ہم میں سے نہیں۔ اور جو آدمی کاھن کے پاس آئے اور اس کے جواب کو سچا سمجھے اس نے حضرت محمد پر اترنے والی وحی کا انکار کر دیا''۔ (مجمع الزوائد)

اس حدیث مبارک میں سحر کرنے کا بھی ذکر ہے اور کروانے کا بھی اور دونوں کی حرمت وشناعت کو آنحضرت ﷺ نے شدید ترین الفاظ میں بیان فرمایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا وجود آپ ﷺ کے نزدیک مسلم ہے۔

حدیث شریف سے جادو کا پانچواں ثبوت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی کریم ﷺ'' نے ارشاد فرمایا: دائمی شراب نوش، جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (صحیح ابن حبان)

سحر کے حوالے سے اس حدیث شریف میں ''جادو پر یقین رکھنے والا'' کے الفاظ ہیں جس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ جادو میں تاثیر اللہ کے حکم سے ہی پیدا ہوتی ہے، جیسے زہر وغیرہ میں ہوتی ہے۔ جو آدمی جادو کو مؤثر بالذات سمجھے وہ جنت میں جانے سے محروم ہے۔

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر (102) کی تفسیر بن جائے گی جس میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے ''اور یہ لوگ (جادوگر) اس (جادو) کے ذریعے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ کے حکم سے''۔ (البقرہ:102) اس کا دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے مسائل کے حل کے لئے اللہ کا در چھوڑ کر جو آدمی جادو سیکھتا اور شیاطین کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اللہ سے مدد مانگنے کی بجائے شیاطین سے مدد مانگتا ہے، اپنے مسائل کی حاجت روائی کے لئے اللہ سے زیادہ شیاطین پر بھروسہ کر کے جادو کا سہارا لیتا ہے، اللہ پر کم اور جادو پر زیادہ یقین رکھتا ہے وہ اللہ کی جنت سے محروم ہے۔

جادو ایک برحق زمینی صداقت ہے تو حضور اکرم ﷺ اس کا سہارا لینے اور اس کا دامن تھامنے سے منع فرما رہے ہیں۔ قرآن وسنت سے اس قدر دلائل وشواہد بہت کافی ہیں۔ جو لوگ اللہ اور اس کے عظیم القدر رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں ان کی تشفی ان سے یقیناً ہو جائے گی۔ اور جن لوگوں نے ماننے نہ ماننے کا فیصلہ پہلے سے کر رکھا ہے وہ لوگ اگر پورا قرآن بھی اس کا ثبوت مہیا کر رہا

ہو تو بھی انکار کا کوئی بہانہ تراش ہی لیں گے۔

یہودی صرف جنگی حکمتِ عملی، سماجی افراتفری، ذہنی تناؤ، اعصابی تشنج اور معاشرتی انارکی جیسے حربوں پر ہی اکتفاء کر کے بیٹھ نہیں گئے تھے۔ بلکہ سحر اور جادو کے میدان میں ان کی مستقل ٹیمیں سرگرم عمل تھیں۔ اس کا ثبوت ان چند موٹی موٹی باتوں سے سامنے آجائے گا۔ ہم صرف دو امور سے پردہ اٹھا کر یہود کے اس خفیہ محاذ سے پردہ کشائی کریں گے:۔

مہاجرین صحابہ پر بندشِ اولاد کا سحر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ مکرمہ سے صحابہ کرام بھی ہجرت کر کے پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا تھا کہ کسی مسلمان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

مسلمانوں میں سے تو کسی نے اس پر توجہ نہ دی کہ آخر کیا بات ہے؟ کسی بھی مسلمان کے ہاں دو سالوں کے لگ بھگ عرصہ میں کوئی اولاد کیوں نہیں ہوئی؟۔ آخر یہودی خود پھٹ پڑے کہ ہم نے مسلمانوں پر (بندشِ اولاد کا) جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو رہی۔

جو یہودی دو سال تک نہیں بولے وہ اپنی خباثت کو مزید بھی چھپائے رکھتے مگر اس کا برملا انہوں نے اظہار اس لئے کیا تا کہ وہ یہ پروپیگنڈہ کر سکیں کہ ہمارا جادو ان کی وحی پر (نعوذ باللہ) بھاری ہے۔ اور ہمارا وہ دین حق ہے جو جادو کی تعلیم دیتا ہے۔

چنانچہ ہجرت کے تقریباً دو سال بعد حضرت زبیر بن العوام کو سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا تو مدینہ منورہ کے تمام مہاجرین وانصار نے اس روز جشنِ فتح کے طور پر خوشی منائی۔ حضرت اسماء یوں بھی آپ کی خواہرِ نسبتی (سالی) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی ہمشیرہ، اول المومنین وخلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک خوش نصیب صحابی رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر بن العوام کی اہلیہ تھیں۔ آپ کے بیٹے کی پیدائش پر آپ نے بھی بہت خوشی کا مظاہرہ فرمایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں سب سے پہلے اپنا لعاب دہن دیا۔ پھر ان کی تحنیک بھی خود فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پر جادو

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودِ مدینہ کے چوٹی کے عالم بھی تھے اور اپنے قبیلے کی شاخ کے سردار بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد فوراً اسلام لے آئے تھے۔

مگر اسلام لانے سے پہلے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنی قوم کی خباثت کا خوب تجربہ ہے۔ میرے اسلام لانے کا اعلان کرنے سے پہلے مدینہ کے یہودیوں کو بلا کر میرے بارے میں ان کی رائے لے لیں۔ وگرنہ اسلام لانے کے بعد وہ مجھ پر الزام تراشیوں کا ایک طوفان کھڑا کر دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند یہودیوں کو بلا کر دینِ حق کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تمہاری کتاب میں میری نشانیاں موجود ہیں تو پھر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ انہوں نے کہا کہ وہ نشانیاں آپ پر پوری نہیں آتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے

درمیان عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے؟ یہودی بولے: وہ تو عالم کے بیٹے اور عالم ہیں، سردار کے بیٹے اور سردار ہیں، ہم میں ان کا ایک اونچا رتبہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے سامنے تصدیق کر دیں اور گواہی دیدیں کہ میں ہی اللہ کا وہ سچا اور آخری رسول ہوں جس کا تم لوگ انتظار کر رہے ہو تو پھر مان جاؤ گے؟ یہودیوں نے (اس سوال پر ہاں یا ناں تو نہیں کی البتہ بات بدل کر) کہا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس ساری گفتگو کے دوران ایک اوٹ میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اب اچانک سامنے آئے اور تمام یہودیوں کو گواہ بنا کر کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

یہودیوں کے سینوں پر تو سانپ لوٹنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے چوٹی کے یہودی عالم کا مسلمان ہو جانا وہ ٹھنڈے پیٹوں کہاں برداشت کر لیتے؟ انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے انہیں جلی کٹی سنانی شروع کر دیں اور طرح طرح کے جھوٹے الزامات ان پر لگانے شروع کر دیئے۔

بَابٌ فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ

لکیر کھینچنے کا بیان

3907- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا حَيَّانُ، قَالَ: غَيْرُ مُسَدَّدٍ، حَيَّانُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ

⊛⊛ قطن بن قبیصہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''عیافہ، طیرہ اور طرق شیطانی کام ہیں''

طرق سے مراد پرندے اڑانا ہے اور عیافہ سے مراد لکیریں کھینچنا (یعنی علم رمل) ہے۔

3908- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ عَوْفٌ: الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ، وَالطَّرْقُ الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الْأَرْضِ

⊛⊛ عوف کہتے ہیں: عیافہ سے مراد پرندہ اڑانا (اور اس سے شگون لینا) ہے اور طرق سے مراد زمین پر لکیریں کھینچنا ہے (یعنی علم رمل ہے)۔

3909- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ

⊛⊛ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں (یعنی علم رمل کرتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نبی لکیریں لگایا کرتے تھے، تو جس شخص کی لکیر ان کی لکیر کے

موافق ہوتی ہے، اس کا نتیجہ (درست ہوتا ہے)''۔

بَابٌ فِي الطِّيَرَةِ

باب: بدشگونی کا بیان

3910 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''طیرہ شرک ہے'' یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی (اور پھر فرمایا) ہم میں سے ہر ایک (بدشگونی کا وہم پاتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ توکل کے ذریعے اسے ختم کر دیتا ہے''۔

3911 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؛ قَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ قَالَ: فَرَاجَعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ؛ قَالَ: لَمْ أُحَدِّثْكُمُوهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَدْ حَدَّثَ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عدویٰ بیماری (بیماری کا متعدی ہونا)، طیرہ (بدشگونی)، صفر (کے مہینے کا منحوس ہونا)، ہامہ (یہ بھی ایک قسم کی بدشگونی ہے)

3911-إسناده صحيح. أبو سلمة: هو ابن عبد الرحمن بن عوف، ومعمر: هو ابن راشد، وعبد الرزاق: هو ابن همام، والحسن بن علي: هو الخلال الحلواني. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (19507). وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاري (5717) و (5770) و (5771) و (5773)، ومسلم (2220) و (2221) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. والرجل الذي حدث الزهري بالشطر الثاني من القصة هو أبو سلمة نفسه كما جاء موضحاً عند البخاري (5771)، وكما في بعض روايات مسلم. وهو في "مسند أحمد" (7620)، و"صحيح ابن حبان" (6115) و (6116). وأخرج الشطر الأول منه البخاري (5707) تعليقاً، و (5757) و (5775)، ومسلم (2220) ويإثر (2221) من طرق عن أبي هريرة. زاد البخاري في الموضع الأول: "وفرّ من المجذوم كما تفر من الأسد"، واقتصر في الموضع الثالث على ذكر العدوى وسؤال الأعرابي. وأخرج البخاري (5754)، ومسلم (2223) من طريق عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، ومسلم بإثر (2224) من طريق محمد بن سيرين، كلاهما عن أبي هريرة -قال عبيد الله: "لا طيرة، وخيرها الفأل"، وقال ابن سيرين: "لا عدوى ولا طيرة وأحب الفأل الصالح" زاد عبيد الله: قالوا: وما الفأل؟ قال: "الكلمة الصالحة يسمعها أحدكم." وهو في "مسند أحمد" (7618)، و"صحيح ابن حبان" (5826)

کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ایک دیہاتی نے عرض کی: کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنیوں کی طرح گھوم پھر رہے ہوتے ہیں، پھر ایک خارش زدہ اونٹ ان سے ملتا ہے، اور ان سب کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: پہلے کو کس نے خارش میں مبتلا کیا تھا؟

معمر بیان کرتے ہیں: زہری نے ایک شخص کے حوالے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''کسی بیمار شخص کو کسی تندرست کے پاس ہرگز نہ لایا جائے''

راوی بیان کرتے ہیں: تو ایک شخص نے انہیں یاد دلایا اور کہا: کیا آپ نے ہمیں یہ حدیث بیان نہیں کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بیماری کے متعدی ہونے، سفر کے منحوس ہونے اور حلمہ (مخصوص قسم کی بدشگونی) کی کوئی حیثیت نہیں ہے، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو ایسی کوئی حدیث نہیں سنائی۔

زہری کہتے ہیں: ابوسلمہ نے یہ بات بیان کی ہے، انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی، میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کبھی نہیں سنا کہ وہ کوئی حدیث بھول گئے ہوں، صرف یہ حدیث وہ بھول گئے تھے۔

3912 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى، وَلَا هَامَةَ، وَلَا نَوْءَ، وَلَا صَفَرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بیماری کے متعدی ہونے، حلمہ، ستاروں کے موثر ہونے، اور صفر کے منحوس ہونے کی، کوئی حیثیت نہیں ہے''۔

3913 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ، حَدَّثَنِي الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا غُولَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''غول' کی کوئی حیثیت نہیں ہے''

3914 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِهِ: لَا صَفَرَ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُحِلُّونَ صَفَرَ، يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَفَرَ

اشہب بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کے ان الفاظ کے بارے میں دریافت کیا گیا ''صفر کی کوئی حیثیت نہیں ہے'' انہوں نے بتایا: زمانہ جاہلیت کے لوگ صفر کے مہینے کو ایک سال کے لیے حرمت والا مہینہ قرار

نہیں دیتے تھے اور ایک سال کے لیے حرمت والا مہینہ قرار دیتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صفر کی کوئی حیثیت نہیں ہے (یعنی اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا)۔

3915 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ، قَوْلُهُ هَامَ قَالَ: كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُولُ: لَيْسَ اَحَدٌ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ اِلَّا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ، قُلْتُ: فَقَوْلُهُ صَفَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَشْئِمُونَ بِصَفَرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَفَرَ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَّقُولُ: هُوَ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، فَكَانُوا يَقُولُوْنَ: هُوَ يُعْدِي، فَقَالَ: لَا صَفَرَ

⊛⊛ بقیہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن راشد سے دریافت کیا: لفظ ھام کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا زمانہ جاہلیت کے لوگ یہ کہتے تھے کہ جب کسی مردے کو دفن کر دیا جاتا ہے، تو اس کی قبر سے ایک اُلو نکلتا ہے (اسے ھام کہتے ہیں) میں نے دریافت کیا: روایت کے یہ الفاظ ''صفر'' کیا مراد ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نے یہ بات سن رکھی ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ صفر کو منحوس سمجھتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صفر منحوس نہیں ہے۔

محمد بن راشد کہتے ہیں: ہم نے بعض لوگوں کو یہ بھی بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے مراد ایک بیماری ہے، جو پیٹ میں ہوتی ہے، تو لوگ یہ کہتے تھے: یہ متعدی ہو جاتی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صفر کوئی حیثیت نہیں ہے۔

3916 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا عَدْوَى، وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَاْلُ الصَّالِحُ، وَالْفَاْلُ الصَّالِحُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ

⊛⊛ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بیماری کے متعدی ہونے اور بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، البتہ مجھے اچھی فال پسند ہے، اچھی فال سے مراد اچھی بات ہے''۔

3917 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمِعَ كَلِمَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ: اَخَذْنَا فَاْلَكَ مِنْ فِيكَ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک بات سنی جو آپ کو اچھی لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہم نے تمہاری زبانی فال (یعنی اچھا شگون) حاصل کر لیا ہے''

3918 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: يَقُولُ النَّاسُ: الصَّفَرُ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، قُلْتُ: فَمَا الْهَامَةُ؟ قَالَ: يَقُولُ النَّاسُ الْهَامَةُ: الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْاِنْسَانِ، اِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ

3915-اسنادہ صحیح، سفیان: ھو الثوری. واخرجہ ابن ماجہ (3538)، والترمذی (1706) من طریق سفیان الثوری، بھذا الاسناد. وھو فی "مسند احمد" (3687)، و"صحیح ابن حبان" (6122).

⊛⊛ عطاء بیان کرتے ہیں: لوگ یہ کہتے تھے: صفر سے مراد ایک درد ہے، جو پیٹ میں ہوتا ہے، میں نے دریافت کیا: ھامہ سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے یہ بتایا: لوگ یہ کہتے ہیں، کہ ھامہ وہ پرندہ ہے، جو لوگوں پر چیختا چلاتا ہے، اس سے مراد انسان کی روح نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جانور ہے۔

3919 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَاَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: اَحْمَدُ: الْقُرَشِيُّ، قَالَ: ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَاِذَا رَاَى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ

⊛⊛ احمد قرشی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں بدفالی کا ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے اچھی چیز فال ہے: لیکن وہ کسی مسلمان کو (کوئی کام کرنے سے) روکتی نہیں ہے، جب تم کسی ایسی چیز کو دیکھو، جو اس کو اچھی نہ لگے، تو آدمی کو یہ کہنا چاہیے:

"اے اللہ! بھلائی صرف تو ہی عطاء کر سکتا ہے: اور برائی صرف تو ہی دور کر سکتا ہے: تیری مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا"

3920 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ اِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَاَلَ عَنِ اسْمِهِ، فَاِذَا اَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَاِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَاِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَاَلَ عَنِ اسْمِهَا فَاِنْ اَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَاِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ

⊛⊛ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کسی چیز کو بدشگونی قرار نہیں دیتے تھے، جب آپ کسی اہلکار کو کسی کام کے لیے روانہ کرنے لگتے، تو اس سے اس کا نام دریافت کر لیتے تھے، اگر اس کا نام آپ کو پسند آتا، تو آپ اس سے خوش ہوتے تھے اور اس کی وجہ سے آپ کا خوش ہونا، آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا، اگر اس کا نام آپ کو ناپسند آتا، تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے سے محسوس ہو جاتی تھی نبی اکرم ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تھے، تو آپ ﷺ اس کا نام دریافت کرتے تھے اگر اس کا نام آپ کو پسند آتا تو آپ اس پر خوش ہوتے اور آپ کا اس وجہ سے خوش ہونا، آپ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتا تھا اور اگر اس بستی کا نام آپ کو پسند نہیں آتا، تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے سے محسوس ہو جاتی تھی۔

3921 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا اَبَانُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، اَنَّ الْحَضْرَمِيَّ بْنَ لَاحِقٍ، حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: لَا هَامَةَ وَلَا

3921-صحيح لغيره، وهذا إسناد جيد من أجل الحضرمي بن لاحق، فهو صدوق لا بأس به. وأخرجه أحمد بن حنبل (1502) و (1554)، والدورقي في "مسند سعد بن أبي وقاص "(95)، وابن أبي عاصم في "السنة "(266) و (267) والبزار في "مسنده "(1582)، وأبو يعلى (766) و (898)، والطبري في مسند علي من "تهذيب الآثار" ص10 و 11 - 10 و 11 و 21 و 22 - 21، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار "(1745) و (1746) و (2886)، وفي "شرح معاني الآثار" 4/ 314، والشاشي في "مسنده "(153)

عَدْوَی، وَلَا طِيَرَةَ، وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''حامہ، بیماری کے متعدی ہونے اور بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اگر بدشگونی (یا نحوست) کسی چیز میں ہوتی تو گھوڑے یا عورت یا گھر میں ہوتی''

3922 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ، ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ، وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكَ ابْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ، وَالدَّارِ قَالَ: كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا نَاسٌ فَهَلَكُوا، ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا، فَهَذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا نَرَى وَاللهُ أَعْلَمُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَصِيرٌ فِي الْبَيْتِ خَيْرٌ مِنِ امْرَأَةٍ لَا تَلِدُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نحوست' گھر میں یا عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی ہے''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن قاسم بیان کرتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے گھوڑے اور گھر میں نحوست موجود ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: کتنے ہی گھر ایسے ہیں، جن میں کچھ لوگوں نے رہائش اختیار کی تو وہ ہلاکت کا شکار ہو گئے پھر اس میں دوسرے لوگوں نے رہائش اختیار کی تو وہ بھی ہلاکت کا شکار ہو گئے تو ہمارے نزدیک اس کی وضاحت یہی ہے، باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گھر میں موجود چٹائی، اس عورت سے زیادہ بہتر ہوتی ہے، جو بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

3923 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، وَعَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَحِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرْضٌ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رِيفِنَا، وَمِيرَتِنَا، وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ، أَوْ قَالَ وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ: دَعْهَا عَنْكَ، فَإِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ

یحییٰ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: مجھے ان صاحب نے یہ بات بتائی، جنہوں نے حضرت فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہماری ایک زمین ہے، جسے ابین کہا جاتا ہے اس میں ہمارے کھیت ہیں، غلہ اگانے کی جگہ ہے، لیکن اس جگہ پر وباء پائی جاتی ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) انتہائی شدید وباء والی جگہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جگہ کو چھوڑ دو کیونکہ ایسی جگہ پر رہنے سے آدمی ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔

3924 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا، وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا، وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَرُوهَا ذَمِيمَةً

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! پہلے ہم ایک ایسی جگہ رہتے تھے، جہاں ہماری تعداد بھی زیادہ تھی اور ہماری زمینیں بھی زیادہ تھیں، پھر ہم وہاں سے ایک اور جگہ منتقل ہو گئے، تو وہاں ہماری تعداد بھی کم ہو گئی اور ہمارے اموال بھی کم ہو گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو، کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔

3925 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ، وَقَالَ: كُلْ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذام زدہ شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے پیالے میں ڈال کر ارشاد فرمایا: تم اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

كِتَابُ الْعِتْقِ

غلام آزاد کرنے کے بارے میں روایات

بَابٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُؤَدِّي بَعْضَ كِتَابَتِهِ فَيَعْجِزُ أَوْ يَمُوتُ

باب: جب کوئی مکاتب غلام، اپنی کتابت کی کچھ رقم ادا کرنے کے بعد، باقی ادائیگی سے عاجز آجائے یا مرجائے

3926 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عُتْبَةَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِرْهَمٌ

❀❀ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مکاتب اس وقت تک غلام شمار ہوگا' جب تک اس کے ذمے کتابت کا ایک درہم بھی باقی ہو''

3927 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوَاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ دَنَانِيرَ فَهُوَ عَبْدٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هُوَ عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ قَالُوا هُوَ وَهْمٌ وَلَكِنَّهُ هُوَ شَيْخٌ آخَرُ

❀❀ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو غلام ایک سو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کرتا ہے اور پھر وہ دس اوقیہ کے علاوہ باقی تمام ادائیگی کر دیتا ہے، تو وہ بھی غلام شمار ہوگا اور جو بھی غلام ایک سو دینار کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کرتا ہے اور دس دینار کے علاوہ باقی سب ادائیگی کر دیتا ہے، تو بھی وہ غلام شمار ہوگا''

3926- إسناده حسن. إسماعيل بن عياش روايته عن أهل بلده مستقيمة وهذا منها، لأن شيخه هنا حمصي. على أنه متابع بمعنى حديثه في الحديث التالي. وأخرجه الطبراني في "مسند الشاميين" (1386) من طريق يحيى بن حمزة، والبيهقي 10/ 324 من طريق إسماعيل بن عياش، كلاهما عن أبي سلمة سليمان بن سليم، به. وانظر ما بعده.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راوی عباس جریری نے نہیں ہے، لوگ یہ کہتے ہیں: یہ وہم ہے، بلکہ یہ کوئی اور بزرگ ہے۔

3928 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، مُكَاتَبِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، تَقُولُ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، فَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ

زہری سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکاتب غلام نبہان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا:

"جب تم خواتین میں سے کسی ایک کا کوئی غلام مکاتب ہو اور اس کے پاس اتنا مال موجود ہو، جس کے ذریعے وہ (کتابت کی رقم کی) ادائیگی کر سکتا ہو، تو اس عورت کو اس سے پردہ کرنا چاہیے"۔

مکاتب کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ لفظ مکاتب تاء کے زبر اور زیر ہر دو کے ساتھ منقول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والمکاتب بالفتح من تقع له الکتابة وبالکسر من تقع منه یعنی زبر کے ساتھ جس کے لیے کتابت کا معاملہ کیا جائے اور زیر کے ساتھ جس کی طرف سے کتابت کا معاملہ کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

مکاتبت کے معنی ومفہوم کا بیان

مکاتبت اصطلاح شریعت میں غلام وآقا کے درمیان معاہدے کا نام ہے۔ غلام اپنے آقا سے یہ کہے کہ میں کما کر اتنا مال تجھے دے دوں تو آزاد ہو جاؤں اور مالک اسے منظور کرے۔ یہ مکاتب اگرچہ ابھی غلام رہے گا۔ لیکن پیشہ یا تجارت اختیار کرنے کے باب میں خود مختار ہو جائے گا۔ پھر اگر شرط پوری ہو گئی تو آزاد ہو جائے گا۔ نہ پوری ہونے کی صورت میں غلام یا تو خود ہی مکاتبت فسخ کرا لے ورنہ قاضی کرا دے گا۔

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ایک رقم معین کے ادا کرنے کے بعد آزادی کا حق حاصل ہو جاتا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں کو مکاتب بناتی تھیں؛ لیکن قبل اس کے کہ پورا معاوضہ یعنی بدل کتابت ادا کریں اس سے کسی قدر رقم لے کر جلد اسے جلد آزاد کر دیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء، باب القطاعة فی الکتابة)

مکاتبت کے شرعی احکام کا بیان

غلاموں کی آزادی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان سے یہ شرط کر لی جائے کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہیں یہ حکم خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا۔ (النور)

اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلو۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے یہ حکم وجوبی نہیں سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آقا کو معاہدہ مکاتبت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً اس حکم کو وجوبی قرار دیا؛ چنانچہ جب سیرین نے آپنے آقا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کر دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا کر درے سے مارا اور قرآن مجید کی اس آیت کے رو سے ان کو معاہدہ کتابت کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المکاتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس قسم کے غلاموں کی آزادی میں آسانیاں پیدا کرتے رہتے تھے، ایک بار ایک مکاتب غلام نے مال جمع کر کے کے بدل کتابت ادا کرنا چاہا؛ لیکن آقا نے یکشت رقم لینے سے انکار کر دیا اور باقساط لینا چاہا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کل رقم لے کر بیت المال میں داخل کروادی اور کہا، تم شام کو آنا میں تمہیں آزادی کا فرمان لکھدوں گا، اس کے بعد لینے یا نہ لینے کا تمہارے آقا کو اختیار ہوگا، آقا کو خبر ہوئی تو اس نے آکر یہ رقم وصول کر لی۔

(طبقات ابن سعد، تذکرہ ابوسعید المقبری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے راہ خدا میں لڑنے والا اور وہ مکاتب غلام جس کا دل کتابت ادا کرنے کا ارادہ ہو اور وہ شادی شدہ جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: حدیث نمبر 676)

آقا کا غلام کو باندی کو مکاتب بنانے کا بیان

اور جب کسی آقا نے اپنے غلام یا اپنی باندی کو مال کی شرط پر مکاتب کیا ہے اور غلام نے اس کو قبول کرلیا ہے تو وہ مکاتب بن جائے گا۔ اور اس جواز اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے سبب سے ہے۔ ''پس جب تم غلاموں میں خیر نظر آئے تو تم ان کو مکاتب بنادو۔ اور یہ امر فقہاء کے اجماع کے ساتھ وجوب کیلئے نہیں بلکہ استحباب کیلئے ہے اور صحیح بھی یہی ہے۔

کیونکہ اگر اس کو اباحت پر محمول کرتے تو اس کے سبب سے شرط لغو ہو جاتی تھی۔ اس لئے کہ مکاتبت بغیر شرط کے بھی مباح ہے لہٰذا مستحب ہونا اسی شرط کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ اور جو قرآن میں خیر کو ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آزادی کے بعد وہ غلام مسلمانوں کو نقصان نہ دے۔ کیونکہ اگر وہ نقصان دیتا ہے تو پھر افضل یہی ہے اس کو مکاتب نہ بنایا جائے۔ اور اگر پھر بھی مکاتب بنادیا تو مکاتبت درست ہوگی۔ (ہدایہ، کتاب عتق، لاہور)

مکاتب بنانے کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب کا بیان

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو غلاموں کے مالک ہیں کہ اگر ان کے غلام ان سے اپنی آزادگی کی بابت کوئی تحریر کرنی چاہیں تو وہ انکار نہ کریں۔ غلام اپنی کمائی سے وہ مال جمع کر کے اپنے آقا کو دے دے گا اور آزاد ہو جائے گا۔ اکثر علماء فرماتے ہیں یہ حکم ضروری نہیں فرض و واجب نہیں بلکہ بطور استحباب کے اور خیر خواہی کے ہے۔ آقا کو اختیار ہے کہ غلام جب کوئی ہنر جانتا ہو اور وہ کہے کہ مجھ سے اسی قدر روپیہ لے لو اور مجھے آزاد کردو تو اسے اختیار ہے خواہ اس قسم کا غلام اس سے اپنی آزادگی کی بابت تحریر چاہے

وہ اس کی بات کو قبول کرلے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا غلام سیرین نے جو مالدار تھا ان سے درخواست کی کہ مجھ سے میری آزادی کی کتابت کرلو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، دربار فاروقی میں مقدمہ گیا، آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور ان کے نہ ماننے پر کوڑے لگوائے اور یہی آیت تلاوت فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے تحریر لکھوادی۔ (بخاری)

عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں قول مروی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی تھا لیکن نیا قول یہ ہے کہ واجب نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے مسلمان کا مال بغیر اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واجب نہیں۔ میں نے نہیں سنا کہ کسی امام نے کسی آقا کو مجبور کیا ہو کہ وہ اپنے غلام کی آزادگی کی تحریر کردے، اللہ کا یہ حکم بطور اجازت کے ہے نہ کہ بطور وجوب کے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار قول وجوب کا ہے۔ خیر سے مراد امانت داری، سچائی، مال اور مال کے حاصل کرنے پر قدرت وغیرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنے غلاموں میں جو تم سے مکاتب کرنا چاہیں، مال کے کمانے کی صلاحیت دیکھو تو ان کی اس خواہش کو پوری کردو ورنہ نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ لوگوں پر اپنا بوجھ ڈالیں گے یعنی ان سے سوال کریں گے اور رقم پوری کرنا چاہیں گے اس کے بعد فرمایا ہے کہ انہیں اپنے مال میں سے کچھ دو۔ یعنی جو رقم ٹھیر چکی ہے، اس میں سے کچھ معاف کردو۔ چوتھائی یا تہائی یا آدھا یا کچھ حصہ۔ یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ مال زکوۃ سے ان کی مدد کرو آقا بھی اور دوسرے مسلمان بھی اسے مال زکوۃ دیں تاکہ وہ مقرر رقم پوری کر کے آزاد ہوجائے۔ پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ جن تین قسم کے لوگوں کی مدد اللہ پر برحق ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ابوامیہ نے مکاتبہ کیا تھا جب وہ اپنی رقم کی پہلی قسط لیکر آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی اس رقم میں دوسروں سے بھی مدد طلب کرو اس نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین آپ آخری قسط تک تو مجھے ہی محنت کرنے دیجئے۔ فرمایا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ کے اس فرمان کو ہم چھوڑ نہ بیٹھیں کہ انہیں اللہ کا وہ مال دو جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے۔ پس یہ پہلی قسطیں تھیں جو اسلام میں ادا کی گئیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ شروع شروع میں آپ نہ کچھ دیتے تھے نہ معاف فرماتے تھے کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو آخر میں یہ رقم پوری نہ کرسکے تو میرا دیا ہوا مجھے ہی واپس آجائے۔ ہاں آخری قسطیں ہوتیں تو جو چاہتے اپنی طرف سے معاف کردیتے۔ ایک غریب مرفوع حدیث میں ہے کہ چوتھائی چھوڑ دو۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

معاوضہ بننے والی چیز مکاتبت کرنے کا بیان

مُکاتبت کے لفظی معنی تو ہیں لکھا پڑھی، مگر اصطلاح میں یہ لفظ اس معنی میں بولا جاتا ہے کہ کوئی غلام یا لونڈی اپنی آزادی کے لیے اپنے آقا کو ایک معاوضہ ادا کرنے کی پیش کش کرے اور جب آقا اسے قبول کرلے تو دونوں کے درمیان شرائط کی لکھا پڑھی ہو

جائے۔ اسلام میں غلاموں کی آزادی کے لیے جو صورتیں رکھی گئی ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ معاوضہ مال ہی کی شکل میں ہو۔ آقا کے لیے کوئی خاص خدمت انجام دینا بھی معاوضہ بن سکتا ہے، بشرطیکہ فریقین اس پر راضی ہو جائیں۔ معاہدہ ہو جانے کے بعد آقا کو یہ حق نہیں رہتا کہ غلام کی آزادی میں بیجا رکاوٹیں ڈالے۔ وہ اس کو مال کتابت فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کا موقع دے گا اور مدت مقررہ کے اندر جب بھی غلام نے اپنی مالکہ سے مکاتبت کی اور مدت مقررہ سے پہلے ہی مال کتابت فراہم کر کے اس کے پاس لے گیا۔ مالکہ نے کہا کہ میں تو یک مشت نہ لوں گی بلکہ سال بسال اور ماہ بماہ قسطوں کی صورت میں لوں گی۔ غلام نے حضرت عمر سے شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا یہ رقم بیت المال میں داخل کر دے اور جا تو آزاد ہے۔ پر مالکہ کو کہا بھیجا کہ تیری رقم یہاں جمع ہو چکی ہے، اب تو چاہے یک مشت لے لے ورنہ ہم تجھے سال بسال اور ماہ بماہ دیتے رہیں گے۔

(دارقطنی، بروایت ابوسعید مقبری)

درخواست مکاتبت پر قبول مولیٰ میں مذاہب اربعہ

اس آیت کا مطلب فقہاء کے ایک گروہ نے یہ لیا ہے کہ جب کوئی لونڈی یا غلام مکاتبت کی درخواست کرے تو آقا پر اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ یہ عطاء، عمرو بن دینار، ابن سیرین، مسروق، ضحاک، عکرمہ، ظاہریہ، اور ابن جریر طبری کا مسلک ہے اور امام شافعی بھی پہلے اسی کے قائل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ واجب نہیں ہے بلکہ مُستحب اور مندوب ہے۔

اس گروہ میں شعبی، مقاتل بن حیان، حسن بصری، عبدالرحمٰن بن زید، سفیان ثوری، ابوحنیفہ اور مالک بن انس جیسے بزرگ شامل ہیں، اور آخر میں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہو گئے تھے۔ پہلے گروہ کے مسلک کی تائید دو چیزیں کرتی ہیں۔ یک یہ کہ آیت کے الفاظ ہیں کَاتِبُوْهُمْ، ان سے مکاتبت کرلو۔ یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دوسرے یہ کہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ مشہور فقیہ (محدث حضرت محمد بن سیرین کے والد سیرین نے اپنے آقا حضرت انس سے جب مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو سیرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے گئے۔ انہوں نے واقعہ سنا تو درہ لے کر حضرت انس پر پل پڑے اور فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ مکاتبت کرلو (بخاری)۔ اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر کا ذاتی فعل نہیں بلکہ صحابہ کی موجودگی میں کیا گیا تھا اور کسی نے اس پر اظہار اختلاف نہیں کیا، لہٰذا یہ اس آیت کی مستند تفسیر ہے۔

دوسرے گروہ کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف **فکاتبوھم** نہیں فرمایا ہے بلکہ **فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا** ارشاد فرمایا ہے، یعنی ان سے مکاتبت کرلو اگر ان کے اندر بھلائی پاؤ یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، اور کوئی متعین معیار اس کا نہیں ہے جسے کوئی عدالت جانچ سکے۔ قانونی احکام کی یہ شان نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے اس حکم کو تلقین اور ہدایت ہی کے معنی میں لیا جائے گا نہ کہ قانونی حکم کے معنی میں۔ اور سیرین کی نظیر کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں کوئی ایک غلام تو نہ تھا جس نے مکاتبت کی درخواست کی ہو۔ ہزار ہا غلام عہد نبوی ﷺ اور عہد خلافت راشدہ میں موجود تھے، اور بکثرت غلاموں نے مکاتبت کی ہے۔

ابن سیرین والے واقعہ کے سوا کوئی مثال ہم کو نہیں ملتی کہ کسی آقا کو عدالتی حکم کے ذریعہ سے مکاتبت پر مجبور کیا گیا ہو۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ایک عدالتی فعل سمجھنے کے بجائے ہم اس معنی میں لیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے درمیان محض قاضی ہی نہ تھے بلکہ افراد ملت کے ساتھ ان کا تعلق باپ اور اولاد کا سا تھا۔ بسا اوقات وہ بہت سے ایسے معاملات میں بھی دخل دیتے تھے جن میں ایک باپ تو دخل دے سکتا ہے مگر ایک حاکم عدالت دخل نہیں دے سکتا۔

بھلائی سے مراد تین چیزیں ہیں

ایک یہ کہ غلام میں مال کتابت ادا کرنے کی صلاحیت ہو، یعنی وہ کما کر یا محنت کر کے اپنی آزادی کا فدیہ ادا کر سکتا ہو، جیسا کہ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : **ان علمتم فیھم حرفۃ ولا ترسلوھم کلّا علی الناس**، اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ کما سکتا ہے تو مکاتبت کر دو۔ یہ نہ ہو کہ اسے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرنے کے لیے چھوڑ دو۔ (ابن کثیر بحوالہ ابوداؤد)

دوسرے یہ کہ اس میں اتنی دیانت اور راست بازی موجود ہو کہ اس کے قول پر اعتماد کر کے معاہدہ کیا جا سکے۔ ایسا نہ ہو مکاتبت کر کے وہ مالک کی خدمت سے چھٹی بھی پالے اور جو کچھ اس دوران میں کمائے اسے کھا پی کر برابر بھی کر دے۔

تیسرے یہ کہ مالک اس میں ایسے برے اخلاقی رجحانات، یا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کے ایسے تلخ جذبات نہ پاتا ہو جن کی بنا پر یہ اندیشہ ہو کہ اس کی آزادی مسلم معاشرے کے لیے خطرناک ہوگی۔ بالفاظ دیگر اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہو کہ مسلم معاشرے کا ایک اچھا آزاد شہری بن سکے گا نہ کہ آستین کا سانپ بن کر رہے گا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ معاملہ جنگی قیدیوں کا بھی تھا جن کے بارے میں یہ احتیاطیں ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت تھی۔ یہ عام حکم ہے جس کے مخاطب آقا بھی ہیں، عام مسلمان بھی اور اسلامی حکومت بھی ہے۔

مکاتب کے آقا کا کچھ حصہ مکاتبت کو معاف کرنے کا بیان

آقاؤں کی ہدایت ہے کہ مال کتابت میں سے کچھ نہ کچھ معاف کر دو، چنانچہ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام اپنے مکاتبوں کو مال کتابت کا ایک معتد بہ حصہ معاف کر دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو ہمیشہ حصہ معاف کیا ہے اور اس کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابن جریر)

عام مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جو مکاتب بھی اپنا مال کتابت ادا کرنے کے لیے ان سے مدد کی درخواست کرے، وہ دل کھول کر اس کی امداد کریں۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک فی الرقاب بھی ہے، یعنی گردنوں کو بند غلامی سے رہا کرانا (سورہ توبہ، آیت 60) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فک رقبہ گردن کا بند کھولنا ایک بڑی نیکی کا کام ہے۔ (سورہ بلد آیت 13)

حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتائیے جو مجھ کو جنت میں پہنچا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی۔ غلام آزاد کر، غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دے، کسی کو جانور دے تو خوب دودھ دینے والا دے، اور تیرا جو رشتہ دار تیرے ساتھ ظلم سے پیش آئے اس کے ساتھ نیکی کر۔

اور اگر یہ نہیں کرسکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، بھلائی کی تلقین کر، برائی سے منع کر۔ اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو اپنی زبان کو روک کر رکھ۔ کھلے تو بھلائی کے لیے کھلے ورنہ بند رہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان عن البراء بن عازب)

اسلامی حکومت کو بھی ہدایت ہے کہ بیت المال میں جو زکوٰۃ جمع ہو اس میں سے مکاتب غلاموں کی رہائی کے لیے ایک حصہ خرچ کریں۔

اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم زمانے میں غلام تین طرح کے تھے۔ ایک جنگی قیدی۔ دوسرے، آزاد آدمی جن کو پکڑ پکڑ کر غلام بنایا اور بیچ ڈالا جاتا تھا۔ تیسرے وہ جو نسلوں سے غلام چلے آرہے تھے اور کچھ پتہ نہ تھا کہ ان کے آباء واجداد کب غلام بنائے گئے تھے اور دونوں قسموں میں سے کس قسم کے غلام تھے۔ اسلام جب آیا تو عرب اور بیرون عرب، دنیا بھر کا معاشرہ ان تمام اقسام کے غلاموں سے بھرا ہوا تھا اور سارا معاشی نظام مزدوروں اور نوکروں سے زیادہ ان غلاموں کے سہارے چل رہا تھا۔ اسلام کے سامنے پہلا سوال یہ تھا کہ یہ غلام جو پہلے سے چلے آرہے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔ اور دوسرا سوال یہ تھا کہ آئندہ کے لیے غلامی کے مسئلے کا کیا حل ہے۔

پہلے سوال کے جواب میں اسلام نے یہ نہیں کیا کہ یک لخت قدیم زمانے کے تمام غلاموں پر اسے لوگوں کے حقوق ملکیت ساقط کردیتا، کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ پورا معاشرتی و معاشی نظام مفلوج ہو جاتا، بلکہ عرب کو امریکہ کی خانہ جنگی سے بھی بدرجہا زیادہ سخت تباہ کن خانہ جنگی سے دوچار ہونا پڑتا اور پھر بھی اصل مسئلہ حل نہ ہوتا جس طرح امریکہ میں حل نہ ہوسکا اور سیاہ فام لوگوں کی ذات کا مسئلہ بہرحال باقی رہ گیا۔ اس احمقانہ طریق اصلاح کو چھوڑ کر اسلام نے فک رقبہ کی ایک زبردست اخلاقی تحریک شروع کی اور تلقین و ترغیب مذہبی احکام اور ملکی قوانین کے ذریعہ سے لوگوں کو اس بات پر ابھارا کہ یا تو آخرت کی نجات کے لیے طوعاً غلاموں کو آزاد کریں، یا اپنے قصوروں کے کفارے ادا کرنے کے لیے مذہبی احکام کے تحت انہیں رہا کریں، یا مالی معاوضہ لے کر ان کو چھوڑ دیں، اس تحریک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود 63 غلام آزاد کیے۔ آپ کی بیویوں میں سے صرف ایک بیوی حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 تھی۔ حضور کے چچا حضرت عباس نے اپنی زندگی میں 70 غلاموں کو آزاد کیا۔

حکیم بن حزام نے 100، عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار، ذوالکلاع حمیری نے آٹھ ہزار، اور عبدالرحمٰن بن عوف نے تیس ہزار کو رہائی بخشی۔ ایسے ہی واقعات دوسرے صحابہ کی زندگی میں بھی ملتے ہیں جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے نام بہت ممتاز ہیں۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک عام شوق تھا جس کی بدولت لوگ کثرت سے خود اپنے غلام بھی آزاد کرتے تھے اور دوسروں سے بھی غلام خرید خرید کر آزاد کرتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح جہاں تک سابق دور کے غلاموں کا تعلق ہے، وہ خلفائے راشدین کا زمانہ ختم ہونے سے پہلے ہی تقریباً سب کے سب رہا ہو چکے تھے۔

اب رہ گیا آئندہ کا مسئلہ۔ اس کے لیے اسلام نے غلامی کی اس شکل کو تو قطعی حرام اور قانوناً مسدود کردیا کہ کسی آزاد آدمی کو پکڑ کر غلام بنایا اور بیچا اور خریدا جائے۔ البتہ جنگی قیدیوں کو صرف اس صورت میں غلام بنا کر رکھنے کی اجازت (حکم نہیں بلکہ اجازت) دی جب کہ ان کی حکومت ہمارے جنگی قیدیوں سے ان کا تبادلہ کرنے پر راضی نہ ہو، اور وہ خود بھی اپنا فدیہ ادا نہ کریں۔ پھر ان

غلاموں کے لیے ایک طرف اس امر کا موقع کھلا رکھا گیا کہ وہ اپنے مالکوں سے مکاتبت کر کے رہائی حاصل کر لیں اور دوسری طرف وہ تمام ہدایات ان کے حق میں موجود ہیں جو قدیم غلاموں کے بارے میں تھیں کہ نیکی کا کام سمجھ کر رضائے الٰہی کے لیے انہیں آزاد کیا جائے، یا گناہوں کے کفارے میں ان کو آزادی بخش دی جائے، یا کوئی شخص اپنی زندگی تک اپنے غلام کو غلام رکھے اور بعد کے لیے وصیت کر دے کہ اس کے مرتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا (جسے اسلامی فقہ کی اصطلاح میں تدبیر اور ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں)، یا کوئی شخص اپنی لونڈی سے تمتع کرے اور اس کے ہاں اولاد ہو جائے، اس صورت میں مالک کے مرتے ہی وہ آپ سے آپ آزاد ہو جائے گی خواہ مالک نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہ حل ہے جو اسلام نے غلامی کے مسئلے کا کیا ہے۔ جاہل معترضین اس کو سمجھے بغیر اعتراضات جڑتے ہیں، اور معذرت پیشہ حضرات اس کی معذرتیں پیش کرتے کرتے آخر کار اس امر واقعہ ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں کہ اسلام نے غلام کو کسی نہ کسی صورت میں باقی رکھا تھا۔

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْكِتَابَةُ

باب: مکاتب کو فروخت کرنا جب کتابت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے

3929 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا، فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونُ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، تاکہ اپنی کتابت کی رقم کی ادائیگی میں ان سے مدد حاصل کرے، وہ اپنی کتابت کی رقم میں سے کوئی بھی ادائیگی نہیں کر سکی تھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا: تم اپنے مالکان کے پاس واپس جاؤ، اگر وہ پسند کریں، تو میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت کی تمام رقم ادا کر دیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا، بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا تو انہوں نے بات نہیں مانی اور بولے: اگر وہ چاہیں تو تمہیں آزاد کر کے ثواب کی امید رکھ سکتی ہیں، لیکن تمہاری ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم اسے خرید کر آزاد کر دو، کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

"لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جن کی اجازت، اللہ کی کتاب میں نہیں ہے، تو جو شخص کوئی ایک شرط عائد کرے، جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو، تو اس شخص کو اس کا حق حاصل نہیں ہوگا خواہ اس نے سو شرطیں عائد کی ہوں، اللہ تعالیٰ (کی جائز کردہ) شرط زیادہ حقدار اور زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

3930 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ لِتَسْتَعِينَ فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي. فَقَالَتْ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَ الزُّهْرِيِّ، زَادَ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي آخِرِهِ مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَالْوَلَاءُ لِي، إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

⊛⊛ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ اپنی کتابت کی رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں مدد حاصل کرنے کے لیے آئی، اس نے کہا: میں نے اپنے مالکان کے ساتھ نو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کیا ہے، جس میں ہر سال ایک اوقیہ کی ادائیگی کرنی ہے، تو آپ اس بارے میں میری مدد کیجئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تمہارے مالکان چاہیں، تو میں انہیں یک مشت ادائیگی کر کے تمہیں آزاد کر دیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا، وہ اپنے مالکان کے پاس گئی، اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔

تاہم اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں، آخر میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

"لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی شخص یہ کہتا ہے: اے فلاں! تم آزاد کردو، اور ولاء کا حق میرے پاس رہے گا حالانکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کا ہوتا ہے"۔

3931 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، أَوِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ، قَالَتْ: عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ: أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ

3930- إسناده صحيح. وهيب: هو ابن خالد. وأخرجه البخاري (2060) و (2563)، ومسلم (1504)، وابن ماجه (2521)، والنسائي (3451) من طرق عن هشام بن عروة، به. وقد صرح هشام بسماعه من أبيه عند مسلم. وأخرجه بنحوه مختصراً مسلم (1554) من طريق هشام بن عروة، عن عبد الرحمن ابن القاسم، عن أبيه، عن عائشة. وهو في "صحيح ابن حبان" (4272)

ثابت فِي كِتَابَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلْ لَكِ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ قَالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ. قَالَتْ: فَتَسَامَعَ - تَعْنِي النَّاسَ - أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ. فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ فَأَعْتَقُوهُمْ. وَقَالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا. أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ

قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا حُجَّةٌ فِي أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جویریہ بنت حارث، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ان کے چچا کے حصے میں آئی تھی، انہوں نے اپنی ذات کے حوالے سے کتابت کا معاہدہ کرلیا، وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں، جونظروں کو اپنی گرفت میں لے لیتی تھیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وہ اپنی کتابت کے سلسلے میں مدد مانگنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوئیں، جب وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تھیں، تو میں نے انہیں دیکھا، تو ان کا یہاں آنا مجھے اچھا نہیں لگا، مجھے اندازہ ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ اسی طرح اچھی لگیں گی، جس طرح مجھے اچھی لگی ہیں، اس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! میں جویریہ بنت حارث ہوں، میرا جو معاملہ ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں ہے، میں ثابت بن قیس کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے اپنی ذات کے لیے کتابت کا معاہدہ کرلیا ہے، اب میں اپنی کتابت کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد حاصل کرنے کے لیے آئی ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس چیز میں دلچسپی لوگی، جو اس سے زیادہ بہتر ہو، اس نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہ کون سی چیز ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہاری کتابت کی رقم کی ادائیگی کردیتا ہوں اور تمہارے ساتھ شادی کر لیتا ہوں، اس نے عرض کی: میں تیار ہوں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب لوگوں نے یہ بات سنی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لی ہے تو انہوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو آزاد کر دیا، اور بولے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی عزیز ہیں۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی، جو اپنی قوم کے لیے، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو، ان کی وجہ سے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کے لوگ آزاد ہوئے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ولی اپنا نکاح خود کرسکتا ہے۔

مکاتب کا قسط ادا کرنے سے عاجز ہوجانے کا بیان

اور جب مکاتب ایک قسط ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہے تو حاکم اس کی حالت کو دیکھے گا۔ لہٰذا جب کوئی قرض ملنے والا یا اس کیلئے کوئی مال آنے والا ہے تو اس کی عاجزی کا فیصلہ کرنے میں حاکم جلدی نہ کرے اور وہ دو یا تین دن تک انتظار کرے۔ تا کہ آقا اور غلام دونوں کے حق میں مہربانی ثابت ہوجائے۔ اور تین دن کی مدت ایسی مدت ہے جو عذروں کے اظہار کیلئے معین ہوئی ہے۔ جس طرح مدعیٰ علیہ کو مدعی کے دعویٰ کا دفاع کرنے اور مقروض کو قرض ادا کرنے کیلئے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے پس اس پر

اضافہ نہ کیا جائے گا۔ اور جب تین دن کے بعد بھی مکاتب کے پاس مال آنے کوئی توقع نہ ہو جبکہ آقا کی عجز کا طالب ہو قاضی اس کو عاجز قرار دے گا۔ اور عقد کتابت کا ختم کر دے گا۔ اور یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب وہ مسلسل دو اقساط ادا نہ کرے۔ اس وقت تک قاضی اس کو عاجز قرار نہ دے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب مکاتب مسلسل دو اقساط ادا نہ کرے تو وہ غلامی کی جانب لوٹا دیا جائے یعنی آپ نے اس کے رد کو اس شرط کے ساتھ معلق کر دیا ہے اور اس لئے بھی کہ عقد کتابت ایسا عقد ہے جو درگزر اور مہربانی پر ہونے والا ہے۔ یہاں تک کہ معجل اور مؤخر عقد کتابت اچھا ہوتا ہے جبکہ واجب کی ادائیگی کی حالت یہ قسط ادا ہونے کے بعد کا ہے پس ایک مدت تک اس کو مہلت دینا ضروری ہے۔ تاکہ مکاتب آسانی سے بدل کی قسط ادا کر سکے اور سب سے بہترین مدت وہ ہے جس پر عقد کرنے والوں نے اتفاق کیا ہے۔

طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ختم کرنے کا سبب ثابت ہو چکا ہے اور وہ عجز ہے کیونکہ جب وہ ایک قسط ادا نہیں کر سکا ہے تو وہ دو اقساط کس طرح ادا کرے گا۔ اور یہ حکم اس دلیل کے سبب سے ہے کہ قسط کی ادائیگی کے مکمل ہونے پر آقا کا مقصد یہ تھا کہ اس کو مال مل جائے جبکہ عدم ادائیگی کے سبب سے وہ مقصد ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ پس جب آقا قسط لیے بغیر عقد کو باقی رکھنے پر رضامند نہ ہو تو عقد کو ختم کر دیا جائے گا۔ بہ خلاف دو یا تین دن تک مہلت دینے کے کیونکہ اتنی مدت تک مہلت دینا ناگزیر ہے۔ اس لئے اس مدت میں ادا کرنا ممکن ہے۔ پس اتنی مدت کے بعد کوئی تاخیر نہ کی جائے گی۔ اور اس میں آثار میں تعارض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مکاتبہ باندی ایک قسط کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئی تو آپ نے اس کی غلامی کو واپس لوٹا دیا تھا۔ پس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر سے امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا استدلال کرنا ساقط ہو جائے گا۔

اعتاق کا ملکیت کو زائل کرنے کا بیان

امام صاحب کی یہ دلیل ہے کہ ملک کو زائل کر کے عتق ثابت کرنے کا نام اعتاق ہے یا خود اعتاق ہی ملک زائل کرنے کا نام ہے کیونکہ ملک معتق کا حق ہے یا عوام کا حق ہے اور تصرف کا حکم اسی قدر ہوتا ہے جتنا کہ متصرف کی ولایت کے تحت داخل ہوتا ہے اور یہ اپنے حق کو ختم کرنا ہے نا کہ دوسروں کے حق کو۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ تصرف موضع اضافت تک محدود رہتا ہے۔

اور اس کے علاوہ کی طرف متعدی ہونا تجزی کے نہ پائے جانے کی ضرورت کے تحت ہوتا ہے اور ملک متجزی ہے جیسا کہ بیع اور ہبہ میں ہے اسی وجہ سے تصرف اعتاق اپنی اصل پر باقی رہے گا اور غلام پر سعی کرنا واجب ہوگا اس لئے کہ اس کے پاس کچھ مالیت محبوس ہے اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مستسعی مکاتب کے درجے میں ہے۔ اس لئے کہ بعض غلام کی طرف اعتاق کو منسوب کرنا پورے غلام میں ثبوت ملکیت کے موجب ہے لیکن بعض غلام میں ملکیت کی بقاء اس کے لئے مانع ہے لہٰذا ہم نے دونوں دلیلوں پر عمل کر کے اس کو مکاتب قرار دے دیا اس لئے کہ وہ تصرف کا مالک ہے نہ کہ رقبہ کا اور کمائی کرنا بدل کتابت کی

طرح ہے۔اس لئے آقا کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ غلام سے کمائی کروالے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اس کو آزاد کردے اس لئے کہ مکاتب اعتاق کے لائق رہتا ہے لیکن اگر وہ کمائی کرنے سے عاجز ہوجائے تو اسے رقیت کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔اس لئے کہ یہ اسقاط لاالی احد ہے ہے اس لئے فسخ کو قبول نہیں کرے گا کتابت مقصودہ کے خلاف اس لئے کہ وہ ایسا عقد ہے جس کا اقالہ بھی ہوسکتا ہے اور جو فسخ بھی ہوسکتا ہے۔

مکاتبت میں فسخ کے جواز کا ایک فقہی بیان

جب مکاتب نے قاضی کے سوا کسی دوسرے مقام پر قسط ادا کرنے میں کوتاہی کر ڈالی اور وہ عاجز ہوگیا ہے تو اس کے آقا نے اس مکاتب کی رضامندی کے ساتھ اس کو دوبارہ غلام بنالیا ہے تو یہ رد اور فسخ جائز ہوجائے گا۔ کیونکہ کتابت ایک دوسرے کی رضامندی کے سوا محض عذر سے بھی ختم ہوجاتی ہے۔اور جب غلام اس پر رضامند نہ ہو تو قاضی کی قضاء کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ یہ عقد لازم بھی ہے اور مکمل بھی ہے پس اس کو ختم کرنے کیلئے قضاء یا رضامندی لازم ہے جس طرح قبضہ کے بعد عیب ہونے کی صورت میں بیع میں قضاء یا رضا لازم ہوتی ہے۔

اور جب مکاتب بدل کتابت کی ادائیگی سے عاجز آگیا ہے تو وہ غلامی کے احکام میں واپس چلا جائے گا کیونکہ عقد کتابت ختم ہوچکا ہے۔اور اس کے پاس جو کمائی ہے وہ اس کے آقا کیلئے ہوگی۔اس لئے کہ جب یہ واضح ہوچکا ہے کہ وہ اس کے آقا کی کمائی ہے اور یہ حکم بھی اسی دلیل کے سبب سے ہے کہ اس کی کمائی اس غلام پر یا اس کے آقا پر تھی پس عجز کے سبب اس کا موقوف ہونا ختم ہوچکا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا حصہ کسی غلام میں آزاد کردیا تو اس پر اس کا آزاد کرانا اپنے مال سے واجب ہے اگر اس کے پاس مال ہو ورنہ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور اس غلام سے محنت کرائی جائے گی لیکن اس کو مشقت میں نہ ڈالا جائے حجاج بن حجاج ابان اور موسیٰ بن خلف نے قتادہ سے روایت کی ہے اور اس کو شعبہ نے مختصر طور پر بیان کیا۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2379)

مال والے مکاتب کی موت کے سبب عقد کتابت فسخ نہ ہوگا

اور جب مکاتب فوت ہوجائے اور اس کے پاس مال بھی ہے تو کتابت کا عقد ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے مال سے بدل کتابت کو ادا کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس زندگی کے آخری لمحات میں بھی اس کی آزادی کا فیصلہ کیا جائے گا۔اور جو مال بچ جائے گا وہ اس کے وارثوں کیلئے میراث بن جائے گا۔اور اس کی اولاد آزاد ہوگی۔حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا فرمان بھی اسی طرح ہے۔اور ہمارے فقہاء نے بھی اسی کو اپنایا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کتابت باطل ہوجائے گی اور مکاتب حالت غلامی میں فوت ہونے والا ہوگا۔اور اس کا چھوڑا ہوا مال اس کے آقا کیلئے ہوگا۔ان کے امام اس موقف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ کتابت کا مقصد اس کی آزادی ہے جبکہ آزادی کو ثابت کرنا ممکن نہیں ہے۔پس کتابت باطل ہوجائے گی اور یہ حکم اس دلیل کے سبب سے ہے

کہ آزادی کئی احوال سے خالی نہ ہوگی۔ کہ وہ موت کے بعد یا موت سے پہلے یا اس کے بعد حالت حیات کی جانب مضاف ہوکر ثابت ہوگی۔ پہلے کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ محل کالعدم ہے اور دوسرا بھی ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ شرط یعنی ادائیگی نہیں پائی جارہی اور تیسری حالت میں ثبوت کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اس حالت میں آزادی کا ثبوت ناممکن ہے اور کوئی بھی شئی ہو وہ پہلے ثابت ہوتی ہے اس کے بعد منسوب ہوتی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ معاوضے کا عقد ہے اور ایک عاقد یعنی آقا کی موت سے باطل نہ ہوگا پس دوسرے کی موت کے سبب بھی باطل نہ ہوگا اور غلام و آقا کے درمیان جامع علت حق کو زندہ کرنے کیلئے عقد کو باقی رکھنے کی ضرورت ہے بلکہ مکاتب کے حق میں عقد کو باقی رکھنا تو زیادہ ضروری ہے کیونکہ مکاتب کا حق آقا کے حق سے زیادہ قوت والا ہے یہاں تک کہ اس کے حق میں عقد لازم ہونے والا ہے۔ اور موت ملکیت کے مقابلے میں مالک ہونے کو زیادہ ختم کرنے والی ہے پس اس کو بطور حکم زندہ سمجھا جائے گا۔ یا پھر ادائیگی کے سبب کی جانب مضاف ہونے کی وجہ سے آزادی کو موت سے پہلے کی حالت کی جانب مضاف کیا جائے گا اور مکاتب کے نائب کی ادائیگی اس کی ذاتی ادائیگی کی طرح ہوگی۔ اور ان میں سے ہر ایک چیز ممکن بھی ہے جس طرح خلافیات میں اس مسئلہ کو بیان کر دیا گیا ہے۔

اہل شرف کیلئے صدقات کے عدم جواز کا بیان:

حضرت بردۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خوان لے کر آئے جس میں تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اس لئے میرے پاس سے اٹھالو (اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ہم لوگ سے کیا مراد ہے۔

بعض کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جسے جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا اور بعض کے نزدیک جماعت انبیاء مراد ہیں اور بعض کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقارب جن کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہیں مراد ہیں۔ بندہ ناچیز کے نزدیک یہ تیسرا احتمال راجح ہے اور علامہ مناوی کے اعتراضات جو اس تیسری صورت میں ہیں زیادہ وقیع نہیں) دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ سلمان کھجوروں کا طباق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر سلمان نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی نوش فرمایا۔ (چنانچہ بیجوری نے اسکی تصریح کی ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا اس طرح پر دونوں دن لانا حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آقا بنانے کا امتحان تھا اس لئے کہ سلمان رضی اللہ عنہ پرانے زمانے کے علماء میں سے تھے اڑھائی سو برس اور بعض کے قول پر ساڑھے تین سو برس ان کی عمر ہوئی۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات میں جو پہلی کتب میں پڑھ رکھی تھیں یہ بھی دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نوش نہیں فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں

مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہو گئے سلمان رضی اللہ عنہ اس وقت یہود بنی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خریدا (مجازاً خریدا کے لفظ سے تعبیر کردیا ورنہ حقیقت میں انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو مکاتب بنایا تھا۔ مکاتب بنانا اس کو کہتے ہیں کہ آقا غلام سے معاملہ کرلے کہ اتنی مقدار جو آپس میں طے ہوجائے کما کردے دو، پھر تم آزاد ہو) اور بدل کتابت بہت سے درہم قرار پائے۔

اور نیز یہ کہ حضرت سلمان انکے لئے (تین سو) کھجور کے درخت لگائیں اور ان درختوں کے پھل لانے تک ان کی خبر گیری کریں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل لے آئے مگر ایک درخت نہ پھلا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ درخت حضرت سلمان فارسی کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم لگایا ہوا درخت بھی اسی سال پھل لے آیا۔ (شمائل ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 20)

بَابٌ فِي الْعِتْقِ عَلَى الشَّرْطِ

باب: مشروط طور پر آزاد کرنا

3932 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ. قَالَ: كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ: وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقَتْنِي. وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ

⊛⊛ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا، انہوں نے فرمایا: میں تمہیں آزاد کرتی ہوں اور تم پر یہ شرط عائد کرتی ہوں کہ جب تک تم زندہ رہو گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو گے، میں نے کہا: اگر آپ مجھ پر یہ شرط عائد نہ بھی کریں، تو بھی میں جب تک زندہ رہوں گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوں گا تو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آزاد کردیا اور انہوں نے مجھ پر یہ شرط بھی عائد کی۔

آزادی کو شرط کے ساتھ معلق کرنے کا بیان

جس شخص نے کہا اگر میں گھر میں داخل ہوتو اس دن میرا ہر غلام آزاد ہے اور اس کا کوئی غلام نہیں ہے پھر اس نے ایک غلام خریدا اور گھر میں داخل ہوا تو وہ غلام آزاد ہوگا کیوں کہ حالف کے قول یومئذ کی تقدیر یوم اذ دخلت ہے لیکن اسنے فعل کو ساقط کر کے اس کے عوض تنوین کردیا لہٰذا بوقت دخول ملکیت کا قیام معتبر ہوگا ایسے ہی اگر قسم کھانے کے دن اس کی ملکیت میں کوئی غلام ہو اور اس

کے گھر میں داخل ہونے تک ہو غلام اس کی ملکیت پر برقرار رہے تو وہ بھی آزاد ہو جائے گا اس دلیل کی وجہ جو ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اگر حالف نے اپنی قسم میں یومئذ نہ کہا ہو تو (بعد میں خریدا ہوا غلام) آزاد نہیں ہوگا کیوں کہ اس کا قول مملوک لی فی الحال کے لیے اور اس قول کی جزاء یہ ہے کہ جو فی الحال اس کا غلام ہے وہی آزاد ہو لیکن جب شرط جزا پر داخل ہوئی تو جزا وجود شرط کے وقت تک مؤخر ہوگئی لہٰذا بوقت دخول جو غلام اس کی ملکیت میں رہے گا وہی آزاد گا اور جو حالف نے قسم کے بعد خریدا ہے اسے جزا شامل نہیں ہوگی۔

مالک کا مملوک کی ملکیت کے ساتھ آزادی مقید کرنے کا بیان

اور اگر حالف نے کہا ہر وہ مملوک جس کا میں مالک ہوں وہ کل کے بعد آزاد ہے یا یوں کہا میرا ہر مملوک کل کے بعد آزاد ہے اور اس کا ایک مملوک ہے پھر اس نے دوسرا خریدا اور غد کے بعد والا دن آیا تو وہی غلام آزاد ہوگا جو قسم کھانے کے دن اس کی ملکیت میں ہوگا، کیوں کہ حالف کا قول املکہ درحقیقت فی الحال موجود مملوک کی لئے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میں اتنے اور اتنے کا مالک ہوں اور اس فی الحال جو مملوکہ چیزیں ہوتی ہیں وہی مراد ہوتی ہیں اور املک بغیر قرینہ کے حال کیلئے مستعمل ہے اور سین یا سوف کے قرینہ سے استقبال کیلئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے مطلق ملک حال کیلئے ہوگا لہٰذا جزاء جو فی الحال مملوک ہے اسکی آزادی ہوگی جو مابعد الغد کی طرف مضاف ہوگی اور حالف نے جسے یمین کے بعد خریدا ہے اسے جزاء شامل نہیں ہوگی۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب آقا نے آزادی کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً اگر تو فلاں کام کرے تو آزاد ہے اور وہ شرط پائی گئی تو غلام آزاد ہے جبکہ شرط پائی جانے کے وقت اوسکی ملک میں ہو اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے مثلاً اگر میں تیرا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے تو فوراً آزاد ہو جائے گا۔ لونڈی حاملہ تھی اوسے آزاد کیا تو اوس کے شکم میں جو بچہ ہے وہ بھی آزاد ہے اور اگر صرف پیٹ کے بچہ کو آزاد کیا تو وہی آزاد ہوگا لونڈی آزاد نہ ہوگی، مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہولے لونڈی کو بیچ نہیں سکتا۔ (درمختار، کتاب عتق، ج ۵، ص ۴۰۰، بیروت)

بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ

باب: جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے

3933 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَيْسَ لِلَّهِ شَرِيكٌ زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ

ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا، اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

ابن کثیر نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں:

''تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آزاد ہونے کو درست قرار دیا''۔

3934 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنِي هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ، وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَنِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو برقرار رکھا اور اس کی قیمت کے بقیہ حصے کا تاوان اس شخص پر عائد کیا۔

3935 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ

قتادہ اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی غلام کو آزاد کر دے، جو اس کی اور کسی دوسرے شخص کی مشترکہ ملکیت ہو، تو اس غلام کو مکمل آزاد کرنا اس شخص پر لازم ہوگا''۔

روایت کے یہ الفاظ ابن سوید کے نقل کردہ ہیں۔

3936 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنَّى، النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ

قتادہ اپنی سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی غلام میں اپنے حصے کے آزاد کر دے، تو وہ غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگا، اگر اس شخص کے پاس مال موجود ہو''

ابن مثنیٰ نامی راوی نے نضر بن انس کا تذکرہ نہیں کیا اور روایت کے یہ الفاظ ابن سوید کے نقل کردہ ہیں۔

متعدد مالکوں کے مشترک غلام کی مکاتبت کا بیان

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک شخص متعدد مالکوں کا غلام ہوتا تھا۔ اس کی صورت ایسی ہی تھی جیسا کہ اگر کوئی کسی پارٹنر شپ کمپنی کا ملازم ہو۔ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اگر کوئی ایک پارٹنر غلام میں اپنے حصے کو آزاد کرے تو باقی پارٹنر بھی اپنے اپنے حصوں کو آزاد کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار نہ ہوں تو غلام خود بخود مکاتب کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ وہ کما

کر اپنے باقی مالکان کوادائیگی کرے گااوراس معاملے میں اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

قال الامام البخاري حدثنا بشر بن محمد: أخبرنا عبد الله: أخبرنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن النضر بن أنس، عن بشير بن نهيك، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (من أعتق شقيصا من مملوكه فعليه خلاصه في ماله، فإن لم يكن له مال، قوم المملوك قيمة عدل، ثم استسعي غير مشقوق عليه. (بخاری، کتاب الشرکۃ، حدیث 2492)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اگر کسی نے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے اس غلام کو پورا آزاد کروائے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی مناسب قیمت لگوائی جائے اور اس کو کمانے کو کہا جائے گا اور اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

دو بندوں میں مشترکہ غلام کی کتابت کا بیان

اور جب غلام دو بندوں کے درمیان مشترکہ ہو اور ان میں سے ایک سے دوسرے کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ وہ ایک ہزار کے بدلے میں اپنا حصہ مکاتب بنا کر بدل کتابت پر قبضہ کرے۔ پس اس نے اپنے حصہ کو مکاتب بناتے ہوئے بعض پر قبضہ کرلیا اس کے بعد وہ غلام بے بس ہو گیا۔ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدل کتابت کے مال پر قبضہ کرنے والے شریک کا ہوگا۔

صاحبین نے کہا ہے کہ وہ ان دونوں کا مکاتب ہوگا۔ اور مکاتب جو بھی ادا کرے گا وہ ان دونوں کے درمیان مشترکہ ہوگا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک آزادی کی طرح کتابت کے اجزاء بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک اجزاء نہیں ہوتے۔ کیونکہ کتابت بھی ایک طرح سے آزادی کا فائدہ دینے والی ہے۔ پس امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تجزی کے سبب سے ایک ہی شریک کے حصے پر کتابت میں تجزی ہوگی۔ اور دوسرے ساتھی کی اجازت دینے کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اس کیلئے ختم کرنے کا حق نہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ اجازت نہ دیتا تو اس کیلئے فسخ کرنے کا حق باقی رہتا۔ اور اس کا بدل پر قبضہ کرنے کی اجازت دینا یہی غلام کو بدل ادا کرنے کی اجازت دینا ہے۔ پس اجازت دینے والا اپنے حصے کی کمائی سے اس پر احسان کرنے والا ہے۔ کیونکہ سارا قبضہ شدہ مال اسی کا ہے۔

صاحبین کے نزدیک کتابت میں تجزی نہیں ہے کیونکہ ایک ساتھی کے حصے کی کتابت کی اجازت سارے غلام کی کتابت کی اجازت ہے پس عقد کرنے والا نصف میں اصیل بن جائے گا اور بقیہ نصف میں وکیل بن جائے گا۔ کیونکہ بدل دونوں میں مشترک ہے اور جو چیز مقبوضہ ہے وہ دونوں میں مشترکہ ہے پس وہ بے بس ہونے کے بعد اشتراک پر باقی رہے گی۔

حضرت ابن تلب نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی شریک نہیں (مقصد یہ کہ اپنا پورا غلام آزاد کرتا) ابن کثیر نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو جائز قرار دے دیا۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 542)

مشترکہ مکاتبت سے متعلق بعض فقہی جزئیات کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو تو ایک شریک کو جائز نہیں کہ بغیر دوسرے شریک کی اذن کے اپنے حصے کی قطاعت کرے کیونکہ غلام اور اس کا مالک دونوں میں مشترک ہے ایک کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مال میں تصرف کرے بغیر دوسرے شریک کے پوچھے ہوئے اگر ایک شریک نے قطاعت کے بغیر دوسرے سے پوچھے ہوئے اور زرِ قطاعت وصول کر لیا بعد اس کے مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مرگیا تو قطاعت کر چکا اس کو اس مکاتب کے مالک میں استحقاق نہ ہوگا نہ یہ ہو سکے گا کہ زرِ قطاعت کو پھیر دے اور اس مکاتب کو پھر غلام کر لے البتہ جو شخص اپنے شریک کے اذن سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زرِ قطاعت پھیر کر اس غلام کا اپنے حصے کے موافق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شریک نے قطاعت نہیں کی اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے گا اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہ کی اور دوسرے نے نہ کی بعد اس کے مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا اگر تجھ کو منظور ہے تو جس قدر روپیہ تو نے قطاعت کا لیا ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو پھیر دے غلام تم دونوں میں مشترت رہے گا ورنہ پورا غلام اس شخص کا ہو جائے گا جس نے قطاعت نہیں کی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک آدمی ان میں سے قطاعت کرے دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی اسی قدر غلام سے وصول کرے جتنا قطاعت کرنے والے نے وصول کیا ہے یا اس سے زیادہ بعد اسکے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ پھیر نہ سکے گا اگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو قطاعت والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اسکا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کریں اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا جائے گا اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت والے نے چاہا کہ جتنا زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو ہو سکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہے اس صورت میں میراث دونوں کے ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک اس سے قطاعت کرے اپنے حق کے نصف پر دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت والا اگر چاہے جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کر لیں ورنہ اس قدر حصہ غلام کا دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کی شرح یہ ہے کہ مثلاً ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو دونوں مل کر اس کو مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حق پر غلام سے قطاعت کر لے یعنی پورے غلام کے ربع پر بعد اس کے مکاتب عاجز ہو

جائے تو جس نے قطاعت کی ہے اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تو نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور غلام میں آدھم ساجھا رکھا اگر وہ انکار کرے تو قطاعت والے کا ربع غلام بھی اس شریک کو مل جائے گا اس صورت میں اس شریک کے تین ربع ہوں گے اور اس کا ایک ربع۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مکاتب سے اس مولیٰ قطاعت کرے اور وہ آزاد ہو جائے اور جس قدر قطاعت کا روپیہ مکاتب پر رہ جائے وہ اس پر قرض ہے بعد اس کے مکاتب مر جائے اور وہ مقروض ہو لوگوں کا تو مولیٰ دوسرے قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ اس مال میں سے پہلے اور قرض خواہ اپنا قرضہ وصول کریں گے۔

کہا مالک نے جو مکاتب مقروض ہو اس سے مولیٰ قطاعت نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائے بعد اس کے سارا مال اس کا قرض خواہوں کو مل جائے مولیٰ کو کچھ نہ ملے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے اور بدل کتابت معاف کر دے اس شرط سے کہ زر قطاعت فی الفور دے دے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا میعادی قرضہ کسی پر ہو وہ اس کے بدلے میں کچھ نقد لے کر قرضہ چھوڑ دے حالانکہ یہ قرض کی مثل نہیں ہے بلکہ قطاعت اس لیے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس کے لیے میراث اور شہادت اور حدود لازم آ جائیں۔

اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ اس نے روپیوں کو روپیوں کے عوض میں یا سونے کو سونے کے عوض میں خریدا بلکہ اس کی مثال یہ ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو مجھے اس قدر اشرفیاں لادے اور تو آزاد ہے پھر اس سے کم کر کے کہا اگر اتنے بھی لا دے تو بھی تو آزاد ہے۔ کیونکہ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ جب مکاتب مر جاتا تو مولیٰ بھی اور قرض خواہوں کے برابر اس کے مال کا دعوی دار ہوتا ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1173)

مشترکہ باندی کو مکاتبہ بنانے کا بیان

اور جب کوئی باندی دو بندوں کے درمیان مشترکہ تھی۔ اور ان دونوں نے اس کو مکاتبہ بنا دیا ہے اور اس کے بعد ان میں سے ایک شریک نے اس کے ساتھ جماع کر لیا ہے۔ اور بچہ پیدا ہونے پر ان واطی نے اس پر دعویٰ کر دیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے شریک نے بھی اس کے ساتھ جماع کیا ہے اور اس سے بھی بچہ پیدا ہو گیا اور دوسرے نے بچے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ باندی بدل کتابت دینے سے بے بس ہو گئی۔ تو وہ پہلے واطی کی ام ولد بن جائے گی۔ کیونکہ جب ایک شریک نے بچے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ درست ہے کیونکہ اس باندی میں مدعی کی ملکیت موجود ہے۔ پس باندی اس مدعی کے حصے میں اس کا ام ولد بن جائے گی۔ کیونکہ مکاتبہ ایک ملکیت سے دوسری ملکیت کی جانب منتقل نہیں ہوتی۔ پس ام ولد ہونا یہ مدعی کے حصے پر رہے گا۔ جس طرح مدبرہ مشترکہ میں ہوتا ہے۔

اور جب دوسرے واطی نے دوسرے بچے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کا دعویٰ بھی درست ہے۔ کیونکہ ظاہری طور پر اس کی ملکیت بھی

موجود ہے اور اس کے بعد باندی اگر بدل کتابت ادانہ کر سکے تو کتابت کو کالعدم قرار دیا جائے گا۔ اور یہ اعتبار کیا جائے گا کہ ساری باندی واطی اول کی ام ولد بن گئی ہے۔ کیونکہ ملکیت کو منتقل کرنے سے جو چیز مانع تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ اور پہلے کی وطی مقدم بھی ہے اور پہلا اپنے شریک ثانی کیلئے باندی کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ استیلاد کے سبب وہ دوسرے کے حصے کا مالک بن چکا ہے اور اسی پر باندی کا نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ اس نے مشترکہ باندی سے جماع کیا ہے جبکہ دوسرا شریک سارے تاوان اور لڑکے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور وہ لڑکا اسی کا بیٹا ہوگا۔ کیونکہ دوسرا مغرور کے حکم میں ہے۔ کیونکہ جب اس نے وطی کی تھی بہ ظاہر اس میں کی ملکیت موجود تھی اور مغرور کے لڑکے کا نسب اسی سے ثابت ہوگا۔ اور وہ قیمت کے بدلے میں آزاد ہوتا ہے۔ جس طرح معلوم کیا جا چکا ہے۔

لیکن حقیقت میں اس شخص نے دوسرے کی ام ولد سے وطی کی ہے پس اس پر سارا تاوان لازم آئے گا۔ اور ان میں سے جو بھی مکاتبہ کو تاوان ادا کرے گا جائز ہوگا۔ کیونکہ جب تک کتابت موجود رہے گی۔ اس وقت تک اس کو تاوان پر قبضہ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔ کیونکہ وہی باندی اپنے منافع وکمائی کی مالکن ہے۔

اور جب وہ بدل ادا کرنے سے بے بس ہو چکی ہے تو تاوان آقا کو واپس دے گی کیونکہ اب آقا اس کے منافع کا مالک بن چکا ہے۔ یہاں تک ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کسی شخص کی کنیز اسکے بچے کو جنم دے تو وہ اس شخص کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔ (سنن دارمی: جلد دوم: حدیث نمبر 419)

خارجہ قیس غیلان کے قبیلہ کی عورت تھی کہتی ہیں کہ میرا چچا مجھے زمانہ جاہلیت میں لے کر آیا اور حباب بن عمرو جو ابوالیسر بن عمرو کا بھائی تھا، کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا، میں نے اس کے لیے عبدالرحمن بن الحباب کو جنم دیا، پھر حباب مر گیا تو اس کی بیوی کہنے لگی کہ خدا کی قسم، تجھے حباب کے قرضہ (کی ادائیگی) کے لیے فروخت کیا جائے گا سو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بنی خارجہ قیس غیلان کی عورت ہوں۔

اور مجھے میرا چچا مدینہ لے کر آیا تھا زمانہ جاہلیت میں، پس اس نے مجھے حباب بن عمرو، ابوالیسر بن عمرو کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا پس میں نے اس کے واسطے عبدالرحمن بن حباب کو جنم دیا، اب حباب کی بیوی کہتی ہے کہ حباب کے قرضہ میں تجھے فروخت کیا جائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا حباب کا والی وارث کون ہے؟ کہا گیا کہ اس کا بھائی ابوالیسر بن عمرو، حضور نے اس کے پاس نامہ بھیجا اور فرمایا کہ اسے (سلامہ) کو آزاد کرو اور جب تم یہ سنو کہ میرے پاس غنیمت میں غلام وغیرہ آئے ہیں تو میرے پاس آنا میں تمہیں اس کا عوض دوں گا، سلامہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے تو انہیں میرے بدلہ میں غلام دیا۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 562)

صاحبین کے نزدیک باندی کا واطی اول کی ام ولد ہونے کا بیان

صاحبین نے کہا ہے کہ وہ باندی واطی اول کی ام ولد بن جائے گی۔ اور دوسرے کیلئے وطی کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ جب واطی اول

نے بیٹے کا دعویٰ کیا ہے تو پوری باندی اس کی ام ولد بن جائے گی کیونکہ ممکن حد تک ام ولد کی تکمیل بہ اتفاق واجب ہے اور عقد کتابت کو ختم کر کے اس کی تکمیل ممکن ہے کیونکہ کتابت کا عقد ختم ہونے کے قابل ہے پس جس چیز میں مکاتبہ کو نقصان نہ ہو اس میں کتابت کو ختم کر دیا جائے گا۔ جبکہ اس کے سوا میں مکاتبت باقی رہ جائے گی۔ بہ خلاف تدبیر کے کیونکہ وہ فسخ کو قبول کرنے والی نہیں ہے۔ بہ خلاف مکاتب کی بیع کے کیونکہ بیع کو جائز قرار دینے میں کتابت کو باطل کرنا لازم آئے گا۔ کیونکہ مشتری غلام کے مکاتب رہنے پر راضی نہ ہوگا۔

البتہ جب پوری باندی واطی اول کی ام ولد بن جائے گی تو دوسرا شخص کسی دوسرے کی ام ولد سے وطی کرنے والا ہوگا پس اس پر پورا تاوان لازم آئے گا۔ کیونکہ وطی دونوں میں سے کسی ایک کے تاوان سے خالی نہ ہوگی۔

اور جب نقصان کے سوا میں مکاتبت باقی ہو اور یہ باندی مکمل طور پر مکاتبہ بھی بن گئی ہے تو ایک قول کے مطابق اس باندی پر نصف بدل واجب ہوگا۔ کیونکہ کتابت میں انہی چیزوں کو ختم کیا گیا ہے جو باندی کیلئے نقصان دہ نہیں ہیں۔ اور نصف بدل کے ساقط ہونے میں اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق اس پر پورا بدل واجب ہوگا کیونکہ ضرورت کے مطابق صرف ملکیت کے حق میں عقد کتابت ختم ہوا ہے۔ پس نصف بدل کے سقوط پہ فسخ اثر انداز نہ ہوگا کیونکہ نصف بدل کے حق میں عقد کو باقی رکھنے میں آقا کا فائدہ ہے۔ اگرچہ اس کے ساقط ہونے میں مکاتبہ کا نقصان نہ ہوگا۔ اور مکاتبہ کے اپنے منافع کے ساتھ خاص ہونے کے سبب سے اس کو تاوان ملتا ہے۔ مگر جب وہ بدل کے کتابت سے بے بس ہو جائے اور دوبارہ رقیت کی جانب لوٹ کر جائے تو اب تاوان آقا کو دیا جائے گا۔ کیونکہ اب آقا کا حق اور خصوصیت ظاہر ہو چکی ہے۔ جس طرح ہم بیان کر آئے ہیں۔

مشترکہ حصے کی قیمت کی ادائیگی کا بیان

حضرت بشیر بن نہیک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے غلام (مشترک) میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آزاد کرنے کو جائز قرار دیا اور باقی غلام کی قیمت بطور تاوان مالک کو دلوائی (کیونکہ آدھا آزاد ہو آدھا غلام) یہ ناممکن ہے لہذا اعتق تو جائز ہے البتہ آزاد کرنے والا اپنے شریک کے حصہ کی قیمت اپنے شریک کو ادا کرے گا۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 543)

اس تفصیلی مدلل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام لونڈی اگر اپنے آقاؤں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مکاتبت کا معاملہ کرنا چاہیں اور ان میں اتنی اہلیت بھی ہو کہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کو باحسن طریق پورا کریں گے تو آقاؤں کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ معاملہ کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ آیت کریمہ ان علمتم فیھمم خیرا (النور:33) (اگر تم ان میں خیر دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو) میں خیر سے مراد یہ ہے کہ وہ کمائی کے لائق اور ایماندار ہوں، محنت مزدوری کر کے بدل کتابت ادا کر دیں، لوگوں کے سامنے بھیک مانگتے نہ پھریں۔ واتوھم من مال اللذی اتکم (النور:33) (اور اپنے مال میں سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے ان کی کچھ مدد بھی کرو) سے مراد یہ کہ اپنے پاس ان کو بطور امداد کچھ دو، تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں یا بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دو۔

روح کے اثر کو اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں اور عبدالرزاق اور شافعی نے وصل کیا ہے۔ حضرت عطاء نے واجب قرار دیا کہ بشرط مذکور آقا غلام کی مکاتبت قبول کر لے۔ امام ابن حزم اور ظاہریہ کے نزدیک اگر غلام مکاتبت کا خواہاں ہو تو مالک پر مکاتبت کر دینا واجب ہے۔ کیوں کہ قرآن میں **فکاتبوھم** امر کے لیے ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ مگر جمہور یہاں امر کو بطور استحباب قرار دیتے ہیں۔ حضرت عطاء نے جب اپنا خیال ظاہر کیا تو عمرو بن دینار نے ان سے سوال کیا کہ وجوب کا قول آپ نے کسی صحابی سے سنا ہے یا اپنے قیاس اور رائے سے ایسا کہتے ہو۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطاء سے یہ پوچھا لیکن حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ابن جریج نے عطاء سے یہ پوچھا۔ جیسے عبدالرزاق اور شافعی کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس صورت میں قال عمرو بن دینار جملہ معترضہ ہوگا۔ اور نسفی کی روایت میں یوں ہے وقالہ عمرو بن دینار یعنی عمرو بن دینا بھی وجوب کے قائل ہوئے ہیں اور ترجمہ یوں ہوگا اور عمرو بن دینا نے بھی اس کو واجب کہا ہے ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا یہ تم کسی سے روایت کرتے ہو؟

حضرت سیرین جن کا قول آگے مذکور ہے، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور یہ محمد کے والد ہیں، جو محمد بن سیرین سے مشہور ہیں۔ تابعی، فقیہ اور ماہر علم تعبیر رؤیا ہیں۔ اس روایت کو عبدالرزاق اور طبری نے وصل کیا ہے۔

آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے اور عمل بھی ظاہر ہے کہ وہ بشرط مذکور مکاتبت کو واجب کہتے تھے۔ جیسے ابن حزم اور ظاہریہ کا قول ہے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال میں ادا کرنی مقرر ہوئی تھی۔ اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ بعض علماء نے کہا کہ آیت کریمہ واتوھم من مال اللہ الذی اتکم (النور:33) سے مکاتب کو مال زکوٰۃ میں سے بھی امداد دی جاسکتی ہے۔ دور حاضرہ میں ناحق مصائب قید میں گرفتار ہو جانے والے مسلمان مرد عورت بھی حق رکھتے ہیں کہ ان کی آزادی کے لیے ان طریقوں سے مدد دی جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج سے تھے۔ ان کی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بصرہ میں قیام کیا۔ وہاں لوگوں کو 91ھ تک علوم دین سکھاتے رہے۔ عمر سو سال کے لگ بھگ پائی۔ ان کی اولاد کا بھی شمار سو کے قریب ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

واطی اول کا اپنی مکاتبہ باندی کے نصف ضمان کا بیان

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ واطی اول اپنے شریک کیلئے مکاتبہ باندی کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ واطی اول اس حالت میں اپنے شریک کے حصے کا مالک بنا ہے کہ وہ مکاتبہ ہے۔ پس وہ مکاتبہ ہونے کی حالت میں اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اگر چہ وہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو۔ کیونکہ یہ ضمان ملکیت کا ہونا ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک قیمت اور بقیہ بدل کے نصف میں سے جو کم ہوگا۔ اول اسی کا ضامن بنے گا۔ کیونکہ باندی کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے اس کے شریک کا حق نصف رقبہ میں ہے اور ادا کو دیکھتے ہوئے نصف بدل میں اسی کا حق ہے پس

دونوں میں شک کے سبب حکم لازم ہو جائے گا۔

اور جب دوسرے شریک نے باندی سے وطی نہیں کی لیکن اس نے اس کو مدبرہ بنایا ہے اس کے بعد دوسرے کا ... کی سبب تدبیر باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ملکیت سے ملی ہوئی نہیں ہے۔

صاحبین کے نزدیک اس کا واقع نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ ان کے نزدیک مستولد صرف دعوئی سے اظہار عجز سے ... مالک بن چکا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا واقع نہ ہونا اس سبب سے ہے کہ اظہار عجز سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ پہلا وطی کے وقت سے ہی ثانی کے حصے کا مالک ہو گیا تھا۔ اور دوسرے کی تدبیر یہ دوسرے کی ملکیت سے ملی ہوئی تھی۔ حالانکہ تدبیر کا مدار ملکیت پر ہے۔ بہ خلاف نسب کے کیونکہ مدار غرور پر ہے جس طرح اس کا بیان گزر گیا ہے۔

اور جب یہ باندی واطی اول کی ام ولد ہو چکی ہے کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا مالک بن چکا ہے اور استیلاد مکمل ہو چکا ہے جس طرح ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور اول اپنے شریک کیلئے نصف تاوان کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ اس نے مشترکہ باندی سے وطی کی ہے اور اس پر باندی کی نصف قیمت بھی واجب ہوگی۔ کیونکہ نصف کا استیلاد کے سبب سے وہ مالک بنا ہے اور استیلاد میں مالک بھی بنا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں جو بچہ ہے وہ پہلے کا ہوگا۔ کیونکہ اس کا دعوئی صحیح ہے۔ اس لئے بھی کہ دعوئی کو درست قرار دینے والی چیز موجود ہے۔ یہی سب فقہاء کا قول ہے اور اس کی دلیل وہی ہے جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

مکاتبین کی باہمی عدم کفالت و وراثت کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا کہ جب غلام ایک ہی عقد میں مکتب کیے جائیں اور ان میں آپس میں ایسی قرابت نہ ہو جس کے سبب سے ایک دوسرے وارث نہ ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے کوئی ان میں سے بغیر دوسرے کے آزاد نہ ہو سکے گا۔ یہاں تک کہ بدل کتابت پورا پورا ادا کر دیں اگر ان میں سے کوئی مر جائے اور اس قدر مال چھوڑ گیا جو سب کے بدل کتابت سے زیادہ ہے تو اس مال میں سے بدل کتابت ادا کیا جائے گا اور جو کچھ بچ رہے گا مولیٰ لے لے گا اس کے ساتھیوں کو نہ ملے گا پھر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال میں صرف ہوا ہے اس کو مولی ہر ایک غلام سے مجرا لے گا۔ کیونکہ جو غلام مر گیا ہے وہ ان کا کفیل تھا جس قدر روپیہ اس کا ان کی آزادی میں اٹھا ان کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس مکاتب کا جو مر گیا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو نہ عقد کتابت اس پر واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہ تھا۔

(موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1172)

دو مالکوں کا باندی کو مکاتبہ بنانے کا بیان

اور جب دو مالکوں نے اپنی باندی کو مکاتبہ کیا اور اس کے بعد ان میں سے ایک نے اس کو آزاد کر دیا ہے اس حالت میں کہ وہ مالدار ہے اس کے بعد مکاتبہ بدل کتابت کو ادا کرنے میں بے بس ہو گئی ہے تو معتق اپنے شریک کیلئے نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک معتق کو اس مکاتبہ سے رقم واپس لینے کا حق ہوگا۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کہ معتق

اسے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بے بس ہوئی ہے تو وہ غلامی میں لوٹا دی گئی ہے اور وہ ایسے ہو جائے گی کہ ہمیشہ غلامی میں رہی ہو۔ اور اس میں رجوع کے بارے میں جو اختلاف ہے۔ وہی اختلاف خیارات میں بھی ہے۔ جس طرح آزادی کی تجزی میں اختلاف ہے۔ اور اس کو ہم اعتاق میں بیان کر چکے ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکاتبہ کے اظہار عجز سے پہلے غیر معتق کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ معتق کو ضامن بنائے۔ کیونکہ اس کے شریک کے حصے میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس سے پہلے بھی مکاتبہ بن چکی ہے۔

صاحبین کے نزدیک اعتاق میں تجزی نہیں ہے لہٰذا ایک کی آزادی کے سبب سے ساری باندی آزاد ہو جائے گی۔ اور غیر معتق کو یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ معتق کو اپنے حصے کی مکاتبت والی قیمت کا ضامن بنادے۔ جب معتق خوشحال ہو یا اور اگر وہ تنگ دست ہو تو اس سے کمائی کرائے۔ کیونکہ یہ ضمان اعتاق ہے پس معتق کے خوشحال ہونے یا تنگدست ہونے کی صورت میں اس میں تبدیلی ہوگی۔

ام ولد ہونے کے دعویٰ شریک پر ایک دن کے توقف کا بیان

اور اگر ایک لونڈی دو مالکوں کے درمیان مشترکہ تھی اور پھر ان میں سے کسی ایک نے دعویٰ کر دیا کہ وہ اس کے شریک کی ام ولد ہے جبکہ دوسرے نے اس کا انکار کر دیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک دن توقف کیا جائے گا اور وہ ایک دن منکر شریک کی خدمت کرے۔

صاحبین کے نزدیک اگر منکر چاہے تو نصف قیمت میں باندی سے کمائی کرائے تو پھر وہ باندی آزاد ہو جائے گی۔ اور اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ صاحبین کے دلیل یہ ہے کہ جب اقرار کرنے والے نے اس کے ساتھی سے تصدیق نہیں کی تو مقر کا اقرار اسی پر لوٹ آئے گا۔ گویا باندی کو ام ولد بنانے والا وہی ہے اور یہ اسی طرح ہو گیا جس طرح مشتری نے بائع پر اقرار کیا کہ بائع نے فروخت کرنے سے پہلے ہی مبیع کو آزاد کر دیا ہے اور یہ اقرار اس طرح ہو جائے جس طرح مشتری نے خود آزاد کیا ہو۔ اور یہاں بھی اسی طرح حکم ہے۔ پس خدمت لینا ممتنع ہے اور منکر کا حصہ اس کی ملکیت میں حکمی طور پر باقی ہے۔ پس اعتاق کیلئے سعایہ کے سبب تخریج کی جائے گی۔ جس طرح نصرانی کی ام ولد جب وہ مسلمان ہو جائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر اقرار کرنے والے کی تصدیق کی جاتی تو منکر کیلئے پوری قیمت ہوتی اور جب اس کو جھٹلایا گیا تو منکر کے لئے آدھی خدمت ہوگی۔ لہٰذا حکم اسی کا ثابت ہوگا جو یقین سے ثابت ہوگی۔ اور وہ نصف ہے اور موجودہ شریک کیلئے نہ خدمت کا حق ہے اور نہ ہی سعایہ کا حق ہے کیونکہ یہ شریک استیلاد اور ضمان کا دعویٰ کرتے ہوئے ان سب سے بری ہے اور ام ولد کا اقرار نسبی اقرار کی طرح ثابت ہو جائے گا۔ اور حکم لازم ہے جو رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔ پس اقرار کرنے والا مستولد کی طرح نہ ہوگا۔

مشترکہ باندی سے جماع کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

اگر باندی دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے تو ان دونوں کا باندی سے جماع کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح کسی شادی

شدہ باندی سے جماع حرام ہے اور اس پر فقہاء اربعہ کا اجماع ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ المغنی میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں۔ کہ اگر مالک اپنی لونڈی کی شادی کر دے تو مالک کا اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں۔

شادی شدہ لونڈی سے جماع کی تحریم میں کوئی شک وشبہ نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف ہے، وہ تو صرف خاوند کے لیے مباح ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک عورت دو مردوں کے لیے حلال نہیں اگر مالک نے اس سے جماع کیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اسے تعزیر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اور ایک جگہ پر ان کا قول ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار نہیں کیا جائے گا، یعنی اسے کوڑوں کی صورت میں تعزیر لگائی جائے گی۔ (المغنی لابن قدامہ (9/497)

مشترکہ غلام کو مدبر یا آزاد کرنے کا بیان

اور جب غلام دو بندوں کے درمیان مشترکہ ہے۔ اور ان میں سے ایک نے اس کو مدبر بنا دیا ہے جبکہ دوسرے نے اس کو آزاد کر دیا ہے اور وہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اب اگر مدبر چاہے تو وہ معتق سے نصف قیمت کا ضمان ہے اور اگر وہ چاہے تو اس غلام سے کمائی کرائے۔ اور اگر وہ چاہے تو خود بھی اسکو آزاد کر دے۔

اور جب دونوں شرکاء میں سے پہلے نے اپنے حصہ سے آزاد کر دیا ہے اور اس کے بعد دوسرے نے مدبر کیا ہے تو اب اس کیلئے معتق سے ضمان لینے کا حق کا نہ ہوگا۔ بلکہ یا وہ غلام سے کمائی کرائے یا وہ اس کو آزاد کرائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اس کی دلیل وہی ہے کہ امام صاحب کے نزدیک تدبیر میں اجزاء ہوتے ہیں۔ پس ایک شریک کا حصہ اس کے حصے تک رہے گا۔ مگر اس تدبیر کے سبب سے دوسرے کا حصہ فاسد ہو جائے گا۔ پس اس کیلئے آزادی، ضمان اور سعی میں سے کسی ایک میں اختیار دیا جائے گا۔ جس طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

اور جب دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے تو اس سے ضمان اور سعی کا اختیار بھی ساقط ہو جائے گا۔ اور اس کی آزادی اس کے حصے تک موقوف رہے گی۔ کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک آزادی میں اجزاء ہوتے ہیں۔ پس اسی اعتاق کے سبب سے اسکے ساتھی کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔ پس اس مدبر کو معتق سے آزادی، ضمان اور سعی کا کوئی حق نہ ہوگا جس طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

اور مدبر معتق سے مدبر غلام کی قیمت کا ضمان لے گا۔ کیونکہ آزادی مدبر غلام سے ملی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ایک قول یہ بھی ہے کہ مدبر کی قیمت مقومین کی تقویم سے معلوم ہو جائے گی۔ جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ خالص غلام کی قیمت کا وہ دو تہائی واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں منافع تین طرح کے ہیں۔ (۱) بیع اور بیع کے مشابہ جس طرح عقود، ہبہ، صدقہ اور وصیت ہے۔

(۲) خدمت لینا اور اس کی طرح کوئی کام جس طرح اجارہ، اعارہ وغیرہ ہیں۔

(۳) اعتاق اور کے تابع دوسرے عقود جس طرح کتابت اور تدبیر وغیرہ ہے۔ اور مدبر میں بیع ختم ہو چکی ہے۔ پس اس میں

سے ایک نفع فوت ہوجانے کے سبب سے ایک تہائی ساقط ہوجائے گی۔ اور دوتہائی ضمان کے طور لازم ہوجائیں گے۔ اور مدبر کا ضمان لینا کے بعد معتق غلام یعنی مدبر حصہ تدبیر کا مالک نہ ہوگا کیونکہ یہ ضمان حیلولہ ہے یہ ضمان ملکیت نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ مدبر ایک ملکیت سے دوسری ملکیت کی جانب منتقل ہونے والا نہیں ہے۔ جس طرح جب کسی شخص نے کوئی مدبر غلام غصب کیا ہے اور اس کے بعد وہ غاصب کے پاس بھاگ گیا ہے تو غاصب پر اس کی قیمت واجب ہوجائے گی۔

اور جب دونوں میں سے ایک نے پہلے آزاد کردیا ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرے کو وہی تینوں اختیارات دیئے جائیں گے۔ دوسرے اپنا حصہ مدبر بنایا ہے تو ضمان کا اختیار ساقط ہوجائے گا۔ جبکہ آزادی اور سعی کا اختیار باقی رہ جائے گا۔ کیونکہ مدبر آزاد بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے کمائی بھی کروائی جاسکتی ہے۔

صاحبین نے کہا ہے کہ ایک کے مدبر بنانے کے بعد دوسرے کا آزاد کرنا باطل ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک تدبیر میں اجزاء نہیں ہوا کرتے پس مدبر تدبیر کے ذریعے سے اپنے ساتھی کے حصے کا مالک بن جائے گا۔ اور ساتھی اس غلام کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اگرچہ مدبر خوشحال ہو یا تنگدست ہو۔ کیونکہ یہ ملکیت کا ضمان ہے اور ملکیت کا ضمان حالت تنگی وخوشحالی دونوں میں مختلف نہیں ہوا کرتا اور ان کے نزدیک ایک فرق یہ بھی ہے کہ مدبر خالص غلام کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ حالت خالص غلام ہونے میں تدبیر اسی غلام سے ملی ہوئی ہے۔

اور جب دونوں میں سے ایک نے پہلے اپنے حصہ کو آزاد کردیا ہے تب بھی دوسرے کی تدبیر باطل ہے کیونکہ آزادی میں اجزاء نہیں ہوتے لہٰذا سارا غلام آزاد ہوجائے گا۔ اور تدبیر ملکیت سے متصل نہیں ہوا کرتی۔ حالانکہ ملکیت ہی تدبیر کا دارومدار ہے۔ اور اگر اب معتق خوشحال ہے تو اپنے ساتھی کیلئے نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ تنگدست ہے تو غلام غیر معتق کیلئے اس کے حصے کی کمائی کرے گا۔ کیونکہ ضمان آزادی ہے اور یہ تنگی وخوشحالی میں صاحبین کے نزدیک مختلف ہوتا رہتا ہے۔

تدبیر کا ممانعت بیع میں سبب بننے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مدبر کو مولیٰ نہ بیچے اور نہ کسی طرح سے اس کی ملک منتقل کرے اور مولیٰ اگر قرضدار ہوجائے تو اس کے قرضخواہ مدبر کو بیچ نہیں سکتے جب تک اس کا مولیٰ زندہ ہے اگر مرجائے اور قرض دار نہ ہو تو ثلث مال میں کل مدبر آزاد ہوجائے گا کیونکہ اگر کل مال میں سے آزاد ہو تو سراسر مولیٰ کا فائدہ ہے کہ زندگی بھر اس سے خدمت لی پھر مرتے وقت آزادی کو بھی ثواب کمالیا اور ورثاء کا بالکل نقصان ہے اگر سوا اس مدبیر کے مولیٰ کا کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہوجائے گا اور دوثلث وارثوں کا حق ہوگا اگر مدبر کا مولیٰ مرجائے اور اس قدر مقروض ہو کہ مدبر کی کل قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تو مدبر کو بیچیں گے کیونکہ مدبر جب آزاد ہوتا ہے کہ ثلث مال میں گنجائش ہو اگر قرضہ غلام کے نصف قیمت کے برابر ہو تو نصف مدبر کو قرضہ ادا کرنے کے لیے بیچیں گے اور نصف جو باقی ہے اس کا ایک ثلث آزاد ہوجائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مدبر کا بیچنا درست نہیں اور نہ کسی کو اس کا خریدنا درست ہے مگر مدبر اپنا آپ مولیٰ سے خرید سکتا ہے یہ جائز ہے اور یہ بھی جائز کہ کوئی شخص مدبیر کے مولیٰ کو کچھ مال دے تاکہ وہ اپنے مدبر کو آزاد کردے مگر ولاء اس

سے مولیٰ کو ملے گی جس نے اس کو مدبر کیا تھا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ایک شخص ان میں سے اپنے حصے کو مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر جس شخص نے مدبر کیا ہے اس نے دوسرے شریک کا بھی حصہ خرید لیا تو کل غلام مدبر ہو جائے گا اگر نہ خریدا تو اس کی تدبیر باطل ہو جائے گی مگر جس صورت میں جس نے مدبر نہیں کیا وہ اپنے شریک سے قیمت لینے پر راضی ہو جائے اور قیمت لے لے تو غلام مدبر ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر نصرانی اپنے نصرانی غلام کو مدبر کرے بعد اس کے غلام مسلمان ہو جائے تو اس کو مولیٰ سے الگ کر دیں گے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 1189)

بَابُ مَنْ ذَكَرَ السِّعَايَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

باب: جس نے اس روایت میں مشقت کرانے کا ذکر کیا ہے

3937 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ يَعْنِي الْعَطَّارَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَهُ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اب اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اس پورے غلام کو آزاد کرے، اگر اس کے پاس مال موجود ہو، ورنہ غلام کو مشقت کا شکار کیے بغیر، اس سے مزدوری کروائی جائے (اور مکمل آزاد کیا جائے)۔

3938 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ، أَوْ شَقِيصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لِصَاحِبِهِ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ عَلِيٍّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اب اس غلام کو مکمل آزاد کرنا اس شخص پر لازم ہوگا، جو اس کے مال

3938-إسناده صحيح. وأخرجه البخاري (2492) و (2527)، ومسلم (1503) وبإثر (1667)، وابن ماجه (2527)، والترمذي (1397)، والنسائي في "الكبرى" (4943) و (4944) و (4945) من طرق عن سعيد بن أبي عروبة، بهذا الإسناد. ورواية ابن ماجه مختصرة. وهو في "مسند أحمد" (7468)، و"صحيح ابن حبان" (4318) و (4319).

میں سے کیا جائے گا، اگر اس کے پاس مال موجود ہو، اگر اس کے پاس مال موجود نہیں ہے، تو غلام کی انصاف کے تقاضوں کے مطابق قیمت مقرر کر لی جائے گی اور پھر وہ اپنی قیمت کے حوالے سے اپنے آقا کے لیے مزدوری کرے گا اور اس حوالے سے اسے مشقت کا شکار نہیں کیا جائے گا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں میں یہ الفاظ منقول ہیں: ''اس سے مزدوری کروائی جائے گی، لیکن اسے مشقت کا شکار نہیں کیا جائے گا'' روایت کے یہ الفاظ علی بن عبداللہ کے نقل کردہ ہیں۔

3939 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، لَمْ يَذْكُرِ السِّعَايَةَ، وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَذَكَرَا فِيهِ السِّعَايَةَ

۞۞ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روح بن عبادہ نے یہ روایت سعید بن ابوعروبہ کے حوالے سے نقل کی ہے، انہوں نے مزدوری کروانے کا ذکر نہیں کیا۔

جبکہ دیگر راویوں نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے اور انہوں نے مزدوری کروانے کا ذکر کیا ہے۔

غلام سے سعایہ لینے متعلق فقہی تصریحات

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام (مشترک) میں سے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا تو اسے چھڑانا اس کے مال میں ہے اگر اس کے پاس مال ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی درمیانی قیمت لگائی جائے گی اور دوسرے حصہ کے شرکاء کے حصوں کی قیمت کے برابر غلام سے مزدوری کرائی جائے گی بغیر اس پر مشقت ڈالے ہوئے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ پھر غلام سے محنت مزدوری کروائی گئی بغیر مشقت ڈالے ہوئے اس پر۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 547)

احادیث سے واضح ہے کہ کسی غلام سے اتنا ہی کام اور وہی کام لیا جا سکتا ہے جو اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے مطابق ہو۔ اگر وہ کوئی کام سرانجام دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو مالک پر لازم ہے کہ وہ خود اس کی مدد کرے۔ ایسے مالک کو اللہ تعالیٰ بہت اجر سے نوازے گا۔

أخبرنا أبو يعلى قال حدثنا أبو خيثمة قال حدثنا عبد الله بن يزيد قال حدثني سعيد بن أبي أيوب قال حدثني أبو هانىء قال حدثني عمرو بن حريث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما خففت عن خادمك من عمله كان لك اجرا في موازينك. (صحیح ابن حبان، حدیث 4314)

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جو اپنے خادم کے کام میں کمی کرتا ہے، اسے اس کا اجر اپنے اعمال کے وزن کے وقت ملے گا۔"

امام بغوی شرح السنہ میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی غلام پر بوجھ لادنے سے متعلق ہوئے فرماتے ہیں:

قال شافعي: و معنى قوله "لا يكلف من العمل الا ما يطيق" يعني.. والله اعلم..: الا ما يطيق الدوام عليه، لا ما يطيق يوما اور يومين، او ثلاثه، و نحو ذلك ثم يعجز. و جملة ذلك ما لا يضر ببدنه الضرر البين، فان عمي او زمن، انفق عليه مولاه، و ليس له ان يسترضع الامة غير ولدها الا ان يكون فيها فضل عن ربه، او يكون ولدها يغتذي بالطعام، فيقيم بدنه، فلا باس به. (بغوی، شرح السنۃ، کتاب النکاح)

حضرت امام شافعی کہتے ہیں، اس ارشاد کہ "غلام پر کام کا اتنا ہی بوجھ لادا جائے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے۔" کا معنی یہ ہے، (اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے) کہ اس سے ایسا کام نہ لیا جائے جس کا ہمیشہ کرتے رہنا اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ ایک، دو یا تین دن کسی کام کو تو کر لے اور اس کے بعد (بیمار پڑ کر) اس سے عاجز آ جائے۔ اس میں وہ تمام کام شامل ہیں جن کے نتیجے میں اس کی صحت کو واضح نقصان پہنچ سکتا ہو جیسے وہ کسی کام کے نتیجے میں نابینا ہو جائے یا بیمار پڑ جائے۔

(بیماری کی صورت میں) مالک پر لازم ہے کہ وہ اس پر خرچ کرے۔ اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ کسی لونڈی کو اپنے بچے کے علاوہ دوسرے کسی بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے سوائے اس کے کہ اس پر اپنے رب کا فضل ہو (یعنی ایک بچے کی ضرورت سے زیادہ دودھ اترتا ہو)، یا پھر اس کا اپنا بچہ کچھ اور کھا کر نشوونما پا رہا ہو (اور اس کا دودھ فالتو ہو گیا ہو) تو پھر کسی اور کے بچے کو دودھ پلانے میں حرج نہیں ہے۔

سعایہ میں غلاموں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

کسی کو یہ خیال نہ رہے کہ ان حقوق کی تلقین محض اخلاقی نوعیت کی تھی۔ اگر ایسا بھی ہوتا تب بھی صحابہ کرام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہی کافی تھا، لیکن ان حقوق کو قانونی طور پر بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل ان روایات میں بیان کی گئی ہے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلَّ يَوْمِ سَبْتٍ، فَإِذَا وَجَدَ عَبْداً فِي عَمَلٍ لاَ يُطِيقُهُ، وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ. (موطاء مالک، کتاب الجامع، حدیث 2807)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہر ہفتے کے دن مدینہ کے گرد و نواح میں (واقع کھیتوں وغیرہ) میں جایا کرتے اور اگر انہیں کوئی ایسا غلام مل جاتا جو اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کر رہا ہوتا تو آپ اس کا بوجھ کم کروا دیتے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: لاَ تُكَلِّفُوا الأَمَةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبَ، فَإِنَّكُمْ مَتَى كَلَّفْتُمُوهَا ذَلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا، وَلاَ تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكَسْبَ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ، وَعِفُّوا إِذْ أَعَفَّكُمُ اللَّهُ، وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا. (موطاء مالک، کتاب الجامع، حدیث 2808)

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، "اگر تمہاری لونڈیاں کوئی ہنر نہ جانتی ہوں تو انہیں کمانے کے لئے مت کہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اس کے نتیجے میں وہ عصمت فروشی کرنا شروع کر دیں گی۔ بچوں کو بھی کمانے کے لئے مت کہو کیونکہ اگر انہیں روزگار نہ ملے گا تو وہ چوری شروع کر دیں گے۔ ان سے مہربانی کا سلوک کرو کیونکہ اللہ نے تم سے مہربانی کی ہے۔ تم پر یہ لازم ہے کہ انہیں خوراک اور علاج کی سہولیات مہیا کرو۔

غلاموں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنے مالکوں کے مال میں سے رواج کے مطابق بنیادی ضروریات کا سامان لے سکتے تھے۔

عبد الرزاق عن بن جريج قال سمعت نافعا يحدث أن عبد الله بن عمر يقول إن المملوك لا يجوز له أن يعطي من ماله أحدا شيئا ولا يعتق ولا يتصدق منه بشيء إلا بإذن سيده ولكنه يأكل بالمعروف ويكتسي هو وولده وامرأته. (مستدرک حاکم، حدیث 2856)

حضرت نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے، "غلام کو اس کی اجازت تو نہیں ہے کہ وہ اپنے مالک کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کوئی چیز دے یا مالک کا غلام آزاد کرے یا اس میں سے صدقہ کرے۔ لیکن اسے دستور کے مطابق اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے خوراک اور کپڑا لینے کا حق حاصل ہے۔"

غلاموں کے ان حقوق کا تقدس اس درجے کا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حقوق فراہم نہ کرنے والے مالک پر غلام کے جرم کی سزا نافذ کی۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ رَقِيقاً لِحَاطِبٍ سَرَقُوا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، فَانْتَحَرُوهَا فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَرَاكَ تُجِيعُهُمْ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ لأُغَرِّمَنَّكَ غُرْماً يَشُقُّ عَلَيْكَ. ثُمَّ قَالَ: لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ؛ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ: قَدْ كُنْتُ وَاللَّهِ أَمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِ مِئَةِ دِرْهَمٍ. فَقَالَ عُمَرُ: أَعْطِهِ ثَمَانَ مِئَةِ دِرْهَمٍ. (موطاء مالک، کتاب الاقضیہ، حدیث 2178)

حضرت عبدالرحمن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حاطب کے ایک غلام نے بنو مزینہ کے کسی شخص کی اونٹنی چرا کر اسے ذبح کر (کے کھا گیا۔) یہ معاملہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کی عدالت میں) لایا گیا۔ (پہلے) سیدنا عمر نے کثیر بن الصلت کو اس غلام کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لیکن پھر (آقا سے) ارشاد فرمایا، "مجھے لگتا ہے تم انہیں بھوکا رکھتے ہو۔" پھر فرمایا، "اللہ کی قسم! میں تم پر ایسا جرمانہ عائد کروں گا جو تمہیں ناگوار گزرے گا۔" اس کے بعد بنو مزینہ کے اس مدعی سے پوچھا، "تمہاری اونٹنی کی قیمت کیا ہے؟" اس نے کہا، "واللہ میں نے تو اس کے چار سو درہم قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آقا سے فرمایا، "اسے آٹھ سو درہم ادا کر دو۔"

مشترک غلام کو کسی ایک کے آزاد کرنے کا بیان

اور جب ایک غلام دو شریکوں میں مشترک ہو اور ان میں سے کسی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس کا حصہ آزاد ہو جائے گا پھر

اگر وہ شریک مالدار ہو تو اسکے ساتھی کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اگر چاہے تو اپنے شریک سے اپنے حصے کی ضمان لے لے اور اگر چاہے تو غلام سے کمائی کرالے۔ (ہدایہ)

مشترکہ غلام سے استسعاء میں شوافع واحناف کا اختلاف

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص کسی (مشترک) غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کرے (تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ) اگر اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو (اس غلام کے باقی حصوں) کی قیمت کے بقدر ہو تو انصاف کے ساتھ (یعنی بغیر کمی بیشی کے) اس غلام کے (باقی ان حصوں) کی قیمت لگائی جائے گی اور وہ اس غلام کے دوسرے شریکوں کو ان کے حصوں کی قیمت دے دے وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو تو پھر اس غلام کا جو حصہ اس شخص نے آزاد کیا ہے وہ آزاد ہو جائے گا (اور دوسرے شرکاء کے حصے مملوک رہیں گے۔"

(بخاری ومشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 574 مسلم)

اس حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر ایک غلام کے مثلاً دو مالک ہوں اور ان میں سے ایک حصہ دار اپنا حصہ آزاد کرنا چاہے تو اگر وہ آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور ہو تو وہ دوسرے شریک کو اس کے حصہ کے بقدر قیمت ادا کر دے اس صورت میں وہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور نہ ہو (اور دوسرے شریک کو اس کے حصہ کی قیمت ادا نہ کر سکتا ہو) تو اس صورت میں وہ غلام اس شخص کے حصہ کے بقدر تو آزاد ہو جائے گا اور دوسرے شریک کے حصہ کے بقدر غلام رہے گا۔

نیز حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آزادی اور غلامی متجزی ہو سکتی ہیں (یعنی کسی غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو جانا اور کچھ حصہ غلام رہنا جائز رہتا ہے) اور دوسرے شریک کو اپنا حصہ آزاد کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس غلام سے استسعاء (محنت) کرائی جائے! چنانچہ حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ باوجودیکہ آزادی اور غلامی کے متجزی ہونے کا قائل ہیں لیکن اس صورت میں ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور ہو تو وہ دوسرے شریک کا حصہ بھر دے (یعنی وہ اس کو اس کے حصہ کی قیمت ادا کر دے) یا دوسرا شریک اپنے حصے کے بقدر اس غلام سے استسعاء کرائے یا وہ شریک بھی اپنا حصہ آزاد کر دے اور اگر آزاد کرنے والا شخص صاحب مقدور نہ ہو تو پھر وہ اپنے شریک کو اس کا حصہ نہ پھیر دے۔ بلکہ وہ شریک یا تو اس غلام سے استسعاء کے ذریعہ اپنے حصے کی قیمت وصول کر لے یا اپنا حصہ آزاد کر دے اس صورت میں حق ولاء دونوں کو حاصل ہوگا! اس بارے صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہ قول ہے کہ آزاد کرنے والا شخص اگر صاحب مقدور ہو تو دوسرے شریک کا حصہ پھیر دے اور اگر صاحب مقدور نہ ہو دوسرا شریک اس غلام سے استسعاء کے ذریعہ اپنے حصہ کی قیمت حاصل کر لے، اور چونکہ آزادی متجزی نہیں ہوتی اس لئے اس صورت میں حق ولاء صرف آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگا۔ (مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 573)

اس باب میں جن مسائل واحکام سے متعلق احادیث نقل کی جائیں گی ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اگر کوئی غلام مشترک ہو

مثلاً دو شخص زید اور بکر مشترک طور پر ایک غلام کے مالک ہوں اور ان میں سے ایک شریک مثلاً زید اپنا حصہ آزاد کر دے تو دوسرا کیا کرے؟ چنانچہ اس بارے میں جزوی آزادی (یعنی ایک غلام کا مثلاً آدھا حصہ آزاد ہو جائے اور آدھا غلام ہی رہے) معتبر ہے یا نہیں خود حنفیہ کے ہاں مختلف اقوال ہیں، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ "جزوی آزادی معتبر ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کا قول یہ ہے کہ جزوی آزادی معتبر نہیں ہے، اقوال کے اس اختلاف کا تعلق مسئلہ کے صرف اسی ایک جزو سے نہیں ہے بلکہ اس سے دوسرے احکام و مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

باب کا دوسرا اجزء یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے غلام کو خریدے جو اس کا قرابت دار ہو تو وہ غلام محض خرید لینے ہی سے آزاد ہو جائے گا خواہ وہ شخص اس کو آزاد کرے یا نہ کرے! البتہ اس بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ" قرابت دار" سے کس کس رشتہ کے لوگ مراد ہیں اس کی تفصیل بھی آگے آئے گی۔

باب کا تیسرا اجزء یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیماری کی حالت میں غلام کو آزاد کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ چنانچہ اس کے متعلق احکام و مسائل بھی حسب موقع احادیث کی تشریح کے ضمن میں بیان کئے جائیں گے۔

مشترک غلام کے بارے میں صاحبین کی استدلال کردہ حدیث

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص (مشترک) غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کرے گا تو وہ غلام پورا آزاد ہو جائے گا (اور یہ آزادی اس آزاد کرنے والے شخص کی طرف سے متصور ہوگی) اور اگر اس شخص کے پاس (اتنا) مال ہو (کہ وہ اپنے حصہ کے علاوہ باقی حصوں کی قیمت کی ادائیگی کر سکے تو دوسرے شرکاء کو ان کے حصوں کی قیمت دے دے) اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو تو پھر ہو غلام (ان باقی حصوں) کے بقدر محنت مزدوری یا دوسرے شرکاء کی خدمت پر مامور کیا جائے لیکن غلام کو (کسی ایسے کام اور محنت کی) مشقت میں مبتلا نہ کیا جائے (جو اس کی طاقت سے باہر ہو)۔" (بخاری و مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 575 مسلم)

متعدد مالکوں کے مشترک غلام کی مکاتبت

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک شخص متعدد مالکوں کا غلام ہوتا تھا۔ اس کی صورت ایسی ہی تھی جیسا کہ اگر کوئی کسی پارٹنرشپ کمپنی کا ملازم ہو۔ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اگر کوئی ایک پارٹنر غلام میں اپنے حصے کو آزاد کرے تو باقی پارٹنر بھی اپنے اپنے حصوں کو آزاد کر دیں۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار نہ ہوں تو غلام خود بخود مکاتب کا درجہ اختیار کر جائے گا۔ وہ کما کر اپنے باقی مالکان کو ادائیگی کرے گا اور اس معاملے میں اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

قال الامام البخاری حدثنا بشر بن محمد: أخبرنا عبد الله: أخبرنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن النضر بن أنس، عن بشير بن نهيك، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (من أعتق شقيصا من مملوكه فعليه خلاصه في ماله. فإن لم يكن له مال، قوم المملوك قيمة عدل، ثم استسعي غير مشقوق عليه). (بخاری، کتاب الشرکۃ، حدیث 2492)

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "اگر کسی نے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے اس غلام کو پورا آزاد کروائے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی مناسب قیمت لگوائی جائے اور اسے سے اسے کمانے کو کہا جائے گا اور اس پر سختی نہ کی جائے گی۔

بَابٌ فِيمَنْ رَوَى أَنَّهُ لَا يُسْتَسْعَى

باب: جس نے یہ روایت کیا ہے: ایسے شخص سے مشقت نہیں کروائی جائے گی

3940 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيمَةُ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص کسی غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اس غلام کی انصاف کے مطابق قیمت مقرر کی جائے گی، پھر وہ شخص اپنے شراکت داروں کو ان کے حصے کے مطابق رقم دے گا اور وہ غلام اس شخص کی طرف سے آزاد کر دیا جائے گا، ورنہ اس غلام کا صرف وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد کیا گیا ہے"۔

3941 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ رُبَّمَا قَالَ: فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

نافع بعض اوقات یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

"تو اس کا وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد ہوا" بعض اوقات وہ ان الفاظ کو ذکر نہیں کرتے۔

3942 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَيُّوبُ: فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

ایوب کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ روایت کے یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، یا یہ بات نافع نے کہی ہے:

"ورنہ اس کا وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد ہوا ہے"

3943 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا مِنْ مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلِّهِ إِنْ

كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ نَصِيبَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے غلام میں اپنے حصے کو آزاد کردے گا، تو اس پورے غلام کو آزاد کرنا اس پر لازم ہوگا، اگر اس شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو، جو اس غلام کی قیمت تک پہنچتا ہو اور اگر اس شخص کے پاس مال موجود نہ ہو، تو اس کے حصے کا غلام آزاد ہو جائے گا''

3944 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

3945 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ انْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ عَلَى مَعْنَاهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے، جس طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے، تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے۔

''ورنہ اس کا وہ حصہ آزاد ہوگا، جو آزاد ہوا ہے''

یہ روایت یہاں تک مکمل ہوتی ہے ''اور اس کی طرف سے غلام آزاد ہو جائے گا'' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

3946 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، عَتَقَ مِنْهُ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کردے، تو اس کے باقی مال میں سے وہ غلام اس شخص کی طرف سے آزاد ہوگا، اگر اس کے پاس اتنا مال موجود ہو، جو اس غلام کی قیمت تک پہنچتا ہو''

3947 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةً لَا وَكْسَ، وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ

سالم اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3947-إسناده صحيح. سفيان: هو ابن عيينة. وأخرجه البخاري (2521)، ومسلم بإثر (1667)، والنسائي في "الكبرى" (4921) و (4922) من طريق سفيان بن عيينة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (4589).

"جب کوئی غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے کوئی ایک اپنے حصے کو آزاد کر دے، تو اگر وہ شخص خوش حال ہو، تو اس غلام کی ایسی قیمت لگائی جائے گی، جس میں کوئی کمی یا بیشی نہ ہو اور پھر اس غلام کو آزاد کر دیا جائے گا"۔

3948 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ الْعَنْبَرِيِّ، عَنِ ابْنِ التَّلِبِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَلَمْ يُضَمِّنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْمَدُ: إِنَّمَا هُوَ بِالتَّاءِ يَعْنِي التَّلِبَّ وَكَانَ شُعْبَةُ أَلْثَغَ لَمْ يُبَيِّنِ التَّاءَ مِنَ الثَّاءِ

ابن حنب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے اپنے غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے ادائیگی کا ذمے دار قرار نہیں دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: لفظ "ت" کے ساتھ، یعنی حلب ہے، جبکہ شعبہ توتلے تھے، اس لیے ان کی ادائیگی میں "ت" اور "ث" کی ادائیگی کا فرق پتہ نہیں چلتا تھا۔

بَابٌ فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ

باب: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے

3949 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوسَى: فِي مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فِيمَا يَحْسِبُ حَمَّادٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَاصِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يُحَدِّثْ ذَلِكَ الْحَدِيثَ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَقَدْ شَكَّ فِيهِ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اپنے کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ رشتے دار آزاد شمار ہوگا"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

3949- صحیح لغیرہ، وھذا إسناد رجالہ ثقات، لکن الحسن - وھو البصری- لم یصرح بسماعہ من سمرۃ - وھو ابن جندب. قتادۃ: ھو ابن دعامۃ السدوسی. وأخرجہ ابن ماجہ (2524)، والترمذی (1416)، والنسائی فی "الکبری" (4882 - 4878) من طرق عن حماد بن سلمۃ، بھذا الإسناد. وقرن عند ابن ماجہ والنسائی (4882) بقتادۃ عاصماً الأحول. وقد رواہ غیر حماد بن سلمۃ، عن قتادۃ فلم یرفعہ إلی النبی -صلی اللہ علیہ وسلم-، وإنما جعلہ من کلام عمر بن الخطاب وبعضھم یجعلہ من کلام الحسن البصری. وھو فی "مسند أحمد" (20167) و (20227). ویشھد لہ حدیث ابن عمر عند ابن ماجہ (2525)، والنسائی فی "الکبری" (4877)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صرف حماد بن سلمہ نے (مرفوع حدیث کے طور پر) نقل کی ہے اور انہیں اس کے بارے میں شک ہے۔

3950 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

❀❀ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ (رشتے دار) آزاد ہوگا"۔

3951 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

❀❀ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی محرم رشتے دار کا مالک بن جائے، تو وہ (رشتے دار) آزاد شمار ہوگا۔

3952 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَعِيدٌ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادٍ

❀❀ یہی روایت قتادہ نے جابر بن زید اور حسن بصری کے حوالے سے اس کی مانند نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سعید، حماد سے بڑے حافظ الحدیث ہیں۔

جب دو مالکوں میں کسی ایک نے بیٹا خرید لیا

اور جب دو اشخاص نے آپس میں سے کسی ایک کے بیٹے کو خریدا تو باپ والا حصہ آزاد ہو جائے گا کیونکہ وہ اپنے قریبی حصے کا مالک ہوا ہے اور اسی خریدنا ہی آزادی ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے اور اس پر کوئی ضمان نہیں ہے اگر چہ دوسرے کو اس کی بات کا علم ہو کہ وہ غلام اس کے حصے دار کا بیٹا ہے یا اس کا علم نہ ہو اور اسی طرح جب وہ دونوں وارث ہوئے ہیں تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اگر وہ چاہے تو اس سے محنت کرائے اور یہ حکم حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک خریداری کی صورت میں اگر باپ مالدار ہے تو غلام کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ تنگدست ہے تو غلام بیٹا اپنے باپ کے شریک کیلئے آدھی قیمت کیلئے کمائی کرے گا اور یہ مسئلہ اسی اختلاف پر ہے اور جب وہ دونوں ہبہ، صدقہ یا وصیت کے ذریعے اس کے مالک ہو جائیں۔ اور یہ اختلاف اس طرح بھی ہے کہ جب دو آدمیوں نے کسی غلام کو خریدا اور ان میں سے ایک نے یہ قسم اٹھا رکھی تھی کہ اگر اس نے غلام کا نصف خریدا تو وہ آزاد ہے۔

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے شریک نے آزاد کر کے اپنے ساتھی کے حصے کو باطل کر دیا ہے کیونکہ قریبی شخص کو خریدنا آزادی ہے پس یہ اسی طرح ہو جائے گا جس طرح غلام دو اجنبی مالکوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک نے اپنا آزاد کر دیا ہو

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ یہاں شریک اپنا حصہ خراب کرنے پر خود راضی ہوا ہے لہٰذا معتق اس کا ضامن نہ ہوگا جس طرح جب اس نے دوسرے کو صراحت کے طور پر اپنا حصہ آزاد کرنے کی اجازت دی اور اس کی رضامندی کی دلیل یہ ہے کہ اس نے باپ کے ساتھ اس طرح چیز میں شرکت کی ہے جو آزادی کی علت ہے اور وہ چیز خریدنا ہے کیونکہ قربت کی خریداری آزادی ہے حتیٰ کہ ہمارے نزدیک شرائے قریب کے سبب مشتری کفارے سے بری الذمہ ہوجائے گا۔

صاحبین کے ظاہری فرمان کے مطابق یہ ضمان افساد ہے۔ کیونکہ عسر ویسر کے سبب حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ پس رضا کے سبب ضمان ساقط ہوجائے گا۔ جبکہ علم وعدم علم کے سبب حکم مختلف نہ ہوگا اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک ظاہر الروایت کے مطابق اسی طرح روایت ہے کیونکہ حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے۔ (قاعدہ فقہیہ، رضوی عفی عنہ) جس طرح کسی شخص نے کہا کہ کھانا کھاؤ جبکہ حکم دینے والا غلام ہے اور آمر کو اپنی ملکیت کا علم ہی نہیں ہے۔ (ہدایہ)

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیٹا اپنے باپ کا بدلہ نہیں اتار سکتا مگر اس صورت میں کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ محض بیٹے کے خرید لینے سے ہی آزاد ہو جاتا بلکہ جب اسے اس کا بیٹا خرید کر آزاد کرے تب آزاد ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب ظواہر کا یہی مسلک ہے۔ لیکن جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی محض ملکیت میں آجانے سے آزاد ہو جاتا ہے، اس کی صراحت دوسری فصل کی پہلی حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اس حدیث کے معنی بھی یہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مظہر فرماتے ہیں کہ فیعتقہ میں حرف فا سبب کے لئے ہے۔ اس صورت میں حدیث کے آخری جزء کا ترجمہ یہ ہوگا کہ جب کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو آزاد کرنے کے لئے خرید لے لہٰذا خریدنے کے بعد اس کی ضرورت نہیں ہوگی کہ بیٹا اس باپ سے یوں کہے کہ میں نے تمہیں آزاد کیا بلکہ وہ محض بیٹے کے خرید لینے ہی سے آزاد ہوجائے گا۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل بہتر ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا ابوذر کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا کونسا بردہ آزاد کرنا بہتر ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گراں قیمت ہو اور اپنے مالک کو بہت پیارا ہو میں نے عرض کیا کہ اگر ایسا نہ کرسکوں؟ (یعنی از راہ کسل نہیں بلکہ از راہ عجز وعدم استطاعت ایسا غلام آزاد نہ کرسکوں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کام کرنے والے کی مدد کرو یا جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو اس کی وہ چیز بنا دو میں نے عرض کیا اگر میں یہ (بھی) نہ کرسکوں (تو کیا کروں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو برائی پہنچانے سے اجتناب کرو یاد رکھو یہ ایک اچھی خصلت ہے جس کے ذریعہ تم اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرتے ہو۔ (بخاری ومسلم)

ایمان کا بہتر ہونا تو بالکل بدیہی بات ہے کہ خیر وبھلائی کی بنیاد ہی ایمان ہے، اگر ایمان کی روشنی موجود نہ ہو تو پھر کوئی بھی عمل مقبول نہیں ہوتا خواہ وہ کتنا ہی اہم ہو اور کتنا ہی افضل کیوں نہ ہو! اور جہاد اس اعتبار سے بہتر عمل ہے کہ وہ دین کی تقویت اور مسلمانوں کی برتری وعظمت اور غلبہ کا باعث ہوتا ہے۔ جہاں تک نماز، روزہ کا تعلق ہے وہ تو دوسری حیثیات اور دوسری وجوہ کی بناء

پر (ایک دوسرے) عمل سے برتر اور بہتر ہیں لہٰذا یہاں جہاد کو نماز و روزہ پر فوقیت دینا مراد نہیں ہے۔ یا پھر یہ کہ اس موقع پر جہاد سے مراد مطلق مشقت برداشت کرنا ہے جس کا تعلق جہاد سے بھی ہے اور دوسری طاعات و عبادات سے بھی، چنانچہ ماموارت پر عمل کرنے اور منہیات سے بچنے کی نفسانی مشقت اور ریاضت کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ سب سے بہتر عمل، ایمان لانا اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے قل آمنت باللہ ثم استقم کام کرنے والے کی مدد کرو میں کام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے معاش کا ذریعہ ہو خواہ وہ صنعت و کاریگری ہو یا تجارت ہو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اپنے کسی پیشہ و کسب میں لگا ہوا ہو اور اس کا وہ پیشہ و کسب اسکی اور اسکے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا نہ کرتا ہو وہ شخص اپنے ضعف و مجبوری کی وجہ سے اس کسب و پیشہ کو پوری طرح انجام نہ دے سکتا ہو تو تم اس شخص کی مدد کرو ! اسی طرح جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو الخ کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے پیشے کے کام کو نہ کر سکتا ہو تو تم اس کا کام کر دو تا کہ وہ تمہارے سہارے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کر سکے۔ لوگوں کو برائی پہنچانے سے اجتناب کرو کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو برے کام میں مبتلا نہ کرو کسی کو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے ایذا نہ پہنچاؤ اور نہ کسی کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچاؤ، کیونکہ لوگوں کو برائی پہنچانے سے اجتناب کرنا بھی خیر و بھلائی ہے خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ برائی (یعنی کسی کو ایذاء و نقصان) پہنچانے پر قدرت بھی حاصل ہو۔ مرا ز خیر تو امید نیست شر مرساں اس موقع پر عبارت کے ظاہری اسلوب کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے کہ یہ ایک اچھی خصلت ہے جس کے ذریعہ تم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہو لیکن چونکہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا در حقیقت اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرنا ہے بایں طور کے اس بھلائی کے مختلف فوائد اسے حاصل ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس کے ذریعہ تم اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کرتے ہو۔

بَابٌ فِي عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

باب: اُم ولد کو آزاد کرنا

3953 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ خَطَّابِ بْنِ صَالِحٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ مَعْقِلٍ، - امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ - قَالَتْ: قَدِمَ بِي عَمِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرٍو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحُبَابِ، ثُمَّ هَلَكَ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: الْآنَ وَاللهِ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ، قَدِمَ بِي عَمِّي الْمَدِينَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرٍو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحُبَابِ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: الْآنَ وَاللهِ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَلِيُّ الْحُبَابِ؟ قِيلَ: أَخُوهُ أَبُو الْيُسْرِ بْنُ عَمْرٍو، فَبَعَثَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَعْتِقُوهَا، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فَأْتُونِي أُعَوِّضْكُمْ مِنْهَا قَالَتْ:

فَأَعْتَقُونِي وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنِّي غُلَامًا

⊛⊛ سیدہ سلامہ بنت معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: زمانہ جاہلیت میں میرا چچا مجھے ساتھ لے کر آیا اور اس نے مجھے حباب بن عمرو کو فروخت کر دیا، جو ابو یسر بن عمرو کا بھائی تھا، میں نے اس کے بیٹے عبدالرحمن بن حباب کو جنم دیا، پھر حباب کا انتقال ہو گیا، تو اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب تمہیں حباب کے قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت کر دیا جائے گا، تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایک ایسی عورت ہوں، جس کا تعلق خارجہ قیس عیلان قبیلے سے ہے، میرا چچا زمانہ جاہلیت میں، مجھے مدینہ منورہ لے آیا اور اس نے مجھے حباب بن عمرو کو فروخت کر دیا، جو ابو یسر بن عمرو کا بھائی ہے، میں نے اس کے بیٹے عبدالرحمن کو جنم دیا، اس کی بیوی یہ کہتی ہے: اب اللہ کی قسم! تمہیں اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت کر دیا جائے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: حباب کا وارث کون ہے؟ بتایا گیا: اس کا بھائی ابو یسر بن عمرو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا آپ نے فرمایا: اس عورت کو آزاد کر دو، جب تمہیں پتہ چلے میرے پاس غلام آئے ہیں، تو تم میرے پاس آنا، میں اس کے عوض میں (کوئی غلام) دے دوں گا۔

وہ خاتون بیان کرتی ہیں: ان لوگوں نے مجھے آزاد کر دیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے عوض میں انہیں ایک غلام عطا کر دیا۔

3954 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَانْتَهَيْنَا

⊛⊛ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہم اُم ولد کنیزوں کو فروخت کر دیا کرتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، تو انہوں نے ہمیں (ایسا کرنے سے) منع کر دیا، تو ہم اس سے باز آ گئے۔

مشترکہ باندی سے جماع کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

اگر باندی دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے تو ان دونوں کا باندی سے جماع کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح کسی شادی شدہ باندی سے جماع حرام ہے اور اس پر فقہاء اربعہ کا اجماع ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ المغنی میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں: اگر مالک اپنی لونڈی کی شادی کر دے تو مالک کا اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں:

3954- إسناده صحيح. عطاء: هو ابن أبي رباح، وقيس: هو ابن سعد المكي، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه ابن ماجه (2517)، والنسائي في "الكبرى" (5021) و (5022)، من طريق ابن جريج، قال: أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول: كنا نبيع سرارينا وأمهات أولادنا، والنبي -صلى الله عليه وسلم- حي، لا نرى بذلك بأساً. وإسناده صحيح. وهو في "مسند أحمد" (14446)، و"صحيح ابن حبان" (4323) و (4324). قال البيهقي في سننه "الكبرى" 10/ 348: ليس في شيء من هذه الأحاديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- علم بذلك فأقرهم عليه، وقد روينا ما يدل على النهي، والله أعلم.

شادی شدہ لونڈی سے جماع کی تحریم میں کوئی شک وشبہ نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف ہے، وہ تو صرف خاوند کے لیے مباح ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک عورت دو مردوں کے لیے حلال نہیں اگر مالک نے اس سے جماع کیا تو وہ گنہگار ہوگا اور اسے تعزیر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اور ایک جگہ پر ان کا قول ہے: امام احمد رحمہ اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور سنگسار نہیں کیا جائے گا، یعنی اسے کوڑوں کی صورت میں تعزیر لگائی جائے گی۔ (المغنی لابن قدامہ (9/497)

بَابٌ فِيْ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب: مدبر غلام کو فروخت کرنا

3955 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، وَاِسْمَاعِيلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِيعَ بِسَبْعِ مِائَةٍ اَوْ بِتِسْعِ مِائَةٍ

⊛⊛ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا، اس شخص کا اس غلام کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا، تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس غلام کو سات سو، یا شاید نو سو کے عوض میں فروخت کر دیا گیا۔

3956 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ، حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِهٰذَا زَادَ وَقَالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَحَقُّ بِثَمَنِهِ، وَاللهُ اَغْنٰى عَنْهُ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اس کی قیمت کے زیادہ حقدار ہو، اور اللہ تعالیٰ اس سے، تم سے زیادہ بے نیاز ہے''

3957 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا اَيُّوبُ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَجُلًا، مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ: لَهُ اَبُوْ مَذْكُورٍ اَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عَنْ دُبُرٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ يَّشْتَرِيهِ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهِ فَاِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلٰى عِيَالِهِ، فَاِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلٰى ذِيْ قَرَابَتِهِ اَوْ قَالَ: عَلٰى ذِيْ رَحِمِهِ، فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا

⊛⊛ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص جس کا نام ابومذکور تھا، اس نے اپنے غلام

یعقوب کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا، ابومذکور کا اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، نبی اکرم ﷺ نے اسے بلوایا اور دریافت کیا: کون اسے خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبداللہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اسے خرید لیا، نبی اکرم ﷺ نے وہ رقم ابومذکور کے سپرد کی اور پھر ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص غریب ہو، تو وہ اپنی ذات پر پہلے خرچ کرے، اگر اس میں سے بچ جائے، تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے، اگر اس میں سے بھی بچ جائے، تو اپنے قریبی رشتے داروں پر خرچ کرے''۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہے) ''اپنے ذی رحم رشتے داروں پر خرچ کرے اور اگر اس سے بھی بچ جائے، تو ادھر اور اُدھر (یعنی دوسرے لوگوں) پر خرچ کرے''۔

مدبر کی خرید وفروخت کا بیان

مدبر کی خرید وفروخت اس کا ہبہ اور اس کو ملکیت سے نکالنا جائز نہیں ہے۔ البتہ آزاد کیا جاسکتا ہے جس طرح کتابت میں ہوتا ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جائز ہے۔ کیونکہ تدبیر آزادی کو شرط پر معلق کرنے والا ہے۔ پس تدبیر کے سبب بیع وہبہ منع نہ ہوں گے۔ جس طرح تمام معلقات میں ہوتا ہے اور جس طرح مقید مدبر میں ہوتا ہے اور اس سبب کے پیش نظر بھی کہ تدبیر وصیت ہے اور وصیت بیع وغیرہ سے مانع نہیں ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے اپنے غلام سے کہا تو میری موت کے بعد آزاد ہے (اس کو مدبر کہتے ہیں) پھر وہ آدمی فوت ہو گیا اور اس نے اس غلام کے علاوہ ترکے میں کچھ نہیں چھوڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو نعیم بن انحام کے ہاتھوں بیچ دیا۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ قبطی تھا اور ابن زبیر کی امارت کے پہلے سال فوت ہوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت جابر سے ہی منقول ہے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ مدبر کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں امام شافعی، احمد، اسحاق، کا بھی یہی قول ہے۔ سفیان ثوری مالک، اوزاعی، اور بعض علماء کے نزدیک مدبر کی بیع مکروہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ چنانچہ ایک شخص نعیم ابن نحام نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا ہے۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 578)

مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ" چنانچہ نعیم ابن عبداللہ عدوی نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ انہوں نے آٹھ سو درہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درہم اس شخص کو دے دیئے (جس کا وہ غلام تھا) اور فرمایا کہ تم اس رقم کو سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو اور اس کے ذریعہ ثواب حاصل کرو اور اس کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو اس کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو، اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو اس کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس طرح سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے آگے، اپنے دائیں اور اپنے بائیں خرچ کرو (یعنی تمہارے لئے آگے اور دائیں بائیں جو سائل جمع ہوں ان کو اللہ واسطے دے دو)۔"

"مدبر" کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے غلام سے یہ کہہ دے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو، چنانچہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے مطابق ایسے غلام کو بیچنا حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد کے نزدیک جائز ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ مدبر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مدبر مطلق اور دوسرا مدبر مقید۔ مدبر مطلق تو وہ غلام ہے جس کا مالک اسے یوں کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ اور مدبر مقید وہ غلام ہے جس سے اس کا مالک یوں کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مرجاؤں تو تم آزاد ہو۔ "مدبر مطلق کا حکم تو یہ ہے کہ ایسے غلام کو آزادی کے علاوہ کسی اور صورت میں اپنی ملکیت سے نکالنا مالک کے لئے جائز نہیں ہے یعنی وہ مالک اس غلام کو آزاد تو کرسکتا ہے لیکن نہ تو اس کو فروخت کرسکتا ہے اور نہ ہبہ کرسکتا ہے، ہاں اس سے خدمت لینا جائز ہے، اسی طرح اگر لونڈی ہو تو اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کرنا بھی جائز ہے ایسا غلام اپنے مالک کے مرنے کے بعد اس کے تہائی مال میں سے آزاد ہو جاتا ہے اور اگر تہائی مال میں سے پورا آزاد نہ ہوسکا ہو تو پھر تہائی مال کے بقدر (جزوی طور پر ہی آزاد ہوگا) مدبر مطلق کے برخلاف مدبر مقید کو بیچنا جائز ہے اور اگر وہ شرط پوری ہوجائے یعنی مالک اس مرض میں مرجائے تو پھر جس طرح مدبر مطلق اپنے مالک کے مرجانے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح مدبر مقید بھی آزاد ہو جائے گا! لہٰذا امام ابوحنیفہ اس حدیث کے مفہوم میں تاویل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مدبر کو فروخت فرمایا وہ مدبر مقید ہوگا۔

مدبر کرنے کے بعد اب اپنے اس قول کو واپس نہیں لے سکتا۔ مدبر مطلق کو نہ بیچ سکتے ہیں۔ نہ ہبہ کرسکتے نہ رہن رکھ سکتے نہ صدقہ کرسکتے ہیں۔ (عالمگیری، کتاب عتاق)

مدبر کی بیع میں فقہی مذاہب اربعہ

مدبر وہ غلام جس کے لیے آقا کا فیصلہ ہو کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہوجائے گا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان اور حدیث کا مفہوم یہی بتلاتا ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ اس بارے میں امام قسطلانی نے چھ اقوال نقل کئے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں:

وقال النووی الصحیح ان الحدیث علی ظاہرہ وانہ یجوز بیع المدبر بکل حال مالم یمت السید (قسطلانی)

یعنی نووی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور ہر حال میں مدبر کی بیع جائز ہے جب تک اس کا آقا زندہ ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور مالکیہ کا مذہب ہے کہ اگر مولیٰ مدیون ہو اور دوسری کوئی ایسی جائیداد نہ ہو جس سے قرض ادا ہوسکے تو مدبر بیچا جائے گا ورنہ نہیں۔ حنفیہ نے ممانعت بیع پر جن حدیثوں سے دلیل لی ہے۔ ان کا استدلال قوی و مضبوط ہے لہٰذا ترجیح مذہب احناف کو ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ

باب: جو شخص اپنے ایسے غلاموں کو آزاد کردے، جو (اس کی وراثت کے) ایک تہائی مال تک نہ پہنچتے ہوں

3958- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ.

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ سِتَّةَ اَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ، وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا شَدِيدًا، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّاَهُمْ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ، فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مرنے کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا، اس شخص کا ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی، تو آپ نے اس بارے میں سخت ناراضگی کا اظہار کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غلاموں کو بلوا کر، ان کے تین حصے کیے، ان کے درمیان قرعہ اندازی کروائی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور چار کو غلام رہنے دیا۔

3959 - حَدَّثَنَا اَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ اَبِي قِلَابَةَ بِاِسْنَادِهٖ وَمَعْنَاهُ وَلَمْ يَقُلْ: فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا شَدِيدًا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت بات ارشاد فرمائی''

3960 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ الطَّحَّانُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ اَبِي قِلَابَةَ، عَنْ اَبِي زَيْدٍ، اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر میں اس کے دفن کے وقت موجود ہوتا، تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا''

3961 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَاَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، اَنَّ رَجُلًا، اَعْتَقَ سِتَّةَ اَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے مرنے کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا اس شخص کا ان غلاموں کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غلاموں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور ان میں سے دو کو آزاد قرار دیا اور چار کو غلام رہنے دیا۔

بَابٌ فِيمَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهٗ مَالٌ

باب: جو شخص کسی غلام کو آزاد کر دے اور اس کے پاس مال بھی موجود ہو

3962 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ

اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ السَّيِّدُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی غلام کو آزاد کردے اور اس غلام کا مال بھی موجود ہو تو غلام کا مال اس کا ہی شمار ہوگا، البتہ اگر آقا نے اس کی شرط عائد کی ہو تو حکم مختلف ہے۔''

بَابٌ فِي عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

باب: زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو آزاد کرنا

3963 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ زِنْيَةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ تینوں میں سے برا ہے''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اللہ کی راہ میں، ایک کوڑا کسی کو دے دوں، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کو آزاد کروں۔

بَابٌ فِي ثَوَابِ الْعِتْقِ

باب: غلام کو آزاد کرنے کا ثواب

3964 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنِ الْغَرِيفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ، وَلَا نُقْصَانٌ، فَغَضِبَ وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ، وَيَنْقُصُ، قُلْنَا: إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ - يَعْنِي النَّارَ - بِالْقَتْلِ، فَقَالَ: أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقِ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ

غریف بن دیلمی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے ان سے کہا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے، جس میں کوئی کمی وبیشی نہ ہو، تو وہ غصے میں آ گئے اور بولے: ایک شخص تلاوت کر رہا ہوتا ہے، حالانکہ اس کا قرآن اس کے گھر میں موجود ہوتا ہے، تو کیا وہ کوئی کمی وبیشی کر دیتا ہے؟ ہم نے کہا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کوئی ایسی حدیث بیان کریں، جو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہو، تو انہوں نے بتایا: ہم اپنے ایک ساتھی کے سلسلے میں، نبی

اکرم سیدِ ہم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو چکا تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس کی طرف سے غلام آزاد کر دو، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ایک عضو کے عوض میں، اس کے ہر ایک عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا''۔

بَابُ اَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ

باب: کون سے غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

3965 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي اَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ اَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ - قَالَ مُعَاذٌ: سَمِعْتُ اَبِي يَقُولُ بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلَّ ذٰلِكَ - فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ اَعْتَقَتِ امْرَاَةً مُسْلِمَةً فَاِنَّ اللهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا ہوا تھا ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: طائف کے قلعے میں موجود طائف کے محل کا محاصرہ کیا ہوا تھا، اسی دوران میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں تیر کو (نشانے تک) پہنچائے، اسے ایک درجہ ملے گا''۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جو مسلمان کسی مسلمان شخص کو آزاد کرے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (آزاد ہونے والے) کی ہر ایک ہڈی کو، اس (آزاد کرنے والے) کی ہر ایک ہڈی کے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا، اور جو عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی، تو اللہ تعالیٰ (اس آزاد ہونے والی) عورت کی، ہر ایک ہڈی کو اس (آزاد کرنے والی) عورت کی ہر ایک ہڈی کے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا''۔

3966 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ، اَنَّهُ قَالَ: لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ

سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں: شرحبیل بن سمط نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث

سنایئے، جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو کسی مومن کو آزاد کرے گا، تو وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہو جائے گا''

3967 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمْطِ، اَنَّهُ قَالَ: لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ، اَوْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ اِلَى قَوْلِهِ وَاَيُّمَا امْرِءٍ اَعْتَقَ مُسْلِمًا، وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ اَعْتَقَتِ امْرَاَةً مُسْلِمَةً زَادَ وَاَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَاَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ، اِلَّا كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ، يُجْزِءُ مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهِ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: سَالِمٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ شُرَحْبِيلَ مَاتَ شُرَحْبِيلُ بِصِفِّينَ

⊛⊛ سالم بن ابو جعد، شرحبیل بن سمط کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

انہوں نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ کہا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے، جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو، اس کے بعد راوی نے معاذ کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت نقل کی ہے، جو ان الفاظ تک ہے: ''جو شخص کسی مسلمان کو آزاد کرے گا اور جو عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی''۔

اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: جو مرد، دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے گا، تو وہ دونوں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائیں گی، ان دونوں کی ہر ہڈی، اس شخص کی ہر ہڈی کی جگہ (جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گی۔)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سالم نے شرحبیل سے کوئی روایت نہیں سنی، کیونکہ شرحبیل کا انتقال صفین میں ہو گیا تھا۔

بَابٌ فِي فَضْلِ الْعِتْقِ فِي الصِّحَّةِ

باب: تندرستی کے دوران غلام آزاد کرنے کی فضیلت

3968 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ، عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الَّذِي يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ، كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي اِذَا شَبِعَ

⊛⊛ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص مرنے کے وقت غلام آزاد کرتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، کہ جو خود سیر ہو جائے، تو پھر (بچ جانے والی چیز) تحفے کے طور پر دیتا ہے''۔

3967-صحيح دون قوله" :وأيما رجل أعتق امرأتين مسلمتين " ...وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه، لأن سالم بن أبي الجعد لم يسمع من شرحبيل بن السمط كما قال المصنف بإثر الحديث. وأخرجه ابن ماجه (2522)، والنسائي في "الكبرى" (4863) من طريق الأعمش، عن عمرو بن مرة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (18059).

کِتَابُ الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَتِ

کتاب: (قرآن کی) مختلف لہجوں اور قراءتوں کا بیان

قرآن کو درست پڑھنے اور سیکھنے کا بیان

یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کے جو مستند نسخے لکھوا کر مملکت کے مختلف مراکز میں رکھوائے تھے ان کے ساتھ ایک ایک ماہر قراءت کو بھی مقرر کیا تھا تا کہ وہ ان نسخوں کو ٹھیک طریقے سے پڑھنا لوگوں کو سکھائے۔ مدینہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس خدمت پر مقرر تھے۔ مکہ میں حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اسی کام کے لیے بھیجا گیا تھا۔ شام میں مغیرہ بن شہاب رضی اللہ عنہ، کوفہ میں ابو عبدالرحمن السلمی رضی اللہ عنہ اور بصرہ میں عامر بن عبدالقیس رضی اللہ عنہ اس منصب پر مامور کیے گئے تھے۔ ان کے علاوہ جہاں جو صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یا آپ کے بعد قراء صحابہ سے قرآن کی پوری قراءت سیکھے ہوئے تھے، ان کی طرف ہزار ہا آدمی اس مقصد کے لیے رجوع کرتے تھے کہ قرآن کا صحیح تلفظ اور صحیح اعراب لفظ بلفظ ان سے سیکھیں۔

قرآن کو سات قرأتوں پر پڑھنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم سات طرح پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے ہر آیت ظاہر ہے اور باطن ہے، اور ہر حد کے واسطے ایک جگہ خبردار ہونے کی ہے۔

(شرح السنۃ، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 227)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص وہاں آیا اور نماز پڑھنے لگا اس نے نماز ہی میں یا نماز کے بعد ایسی قرأت پڑھی (یعنی ایسے لہجے میں قرآن شریف پڑھا) کہ میں نے اسے درست نہیں سمجھا پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے پہلے شخص کے خلاف طریقہ سے قرأت پڑھی جب ہم سب نماز سے فارغ ہو چکے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ یا آپ کے حجرہ مبارک میں) حاضر ہوئے میں نے عرض کیا کہ حضرت! اس شخص نے ایسی قرأت پڑھی جسے میں نے درست نہیں سمجھا اس کے بعد یہ دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کے خلاف طریقہ سے قرأت پڑھی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر دونوں کو اپنے سامنے قرآن پڑھنے کا حکم دیا ان دونوں نے پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی قرأت کی تحسین و توثیق کی یہ دیکھ کر میرے دل میں اس بات کی تکذیب کا وسوسہ پیدا ہو گیا ایسا وسوسہ اور شبہ جو ایام جاہلیت میں پیدا نہیں ہوا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ کیفیت دیکھی جو مجھ پر طاری تھی یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ میرے دل میں تردد و شبہ پیدا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے

بینے پر مارا تا کہ اس کی برکت سے وسوسہ ختم ہو جائے چنانچہ میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف کی وجہ سے میری ایسی حالت ہوگئی کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ابی! جب قرآن نازل ہوا تو میرے پاس حضرت جبرائیل کے ذریعہ سے یہ حکم بھیجا گیا کہ میں ایک طریقہ یعنی ایک قرأت پر یا ایک لغت پر قرآن پڑھوں میں نے بارگاہ الوہیت میں درخواست پیش کی کہ میری امت پر آسانی عطا فرمائی جائے تا کہ آسانی ہو بایں طور کہ ایک ہی قرأت میں قرآن پڑھنا مشکل ہے اس لیے کئی قرأتوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تا کہ آسانی ہو چنانچہ دوسری مرتبہ مجھے حکم یہ دیا گیا کہ میں دو قرأتوں پر قرآن پڑھوں! میں نے پھر درخواست پیش کی کہ میری امت کو مزید آسانی عطا فرمائی جائے چنانچہ تیسری مرتبہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں قرآن کریم کو سات طریقوں سے یعنی سات لغات یا سات قرأت کے مطابق پڑھوں اور یہ بھی فرمایا کہ جتنی مرتبہ ہم نے آپ کو حکم دیا ہے اتنی ہی مرتبہ آپ ہم سے دعا مانگئے ہم اسے قبول کریں گے چنانچہ میں نے بارگاہ الوہیت میں دو مرتبہ یہ دعا کی کہ اے اللہ میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کو بخش دے اے اللہ میری امت میں سے صغیرہ گناہ کرنے والوں کو بخش دے اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے رکھ چھوڑی ہے جس دن مخلوق مجھ سے سفارش وشفاعت کی خواہش کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے شفاعت کی خواہش کریں گے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 731)

دنیا کی ہر زبان میں فصاحت و بلاغت اور لب ولہجہ کے اعتبار سے مختلف اسلوب اور مختلف لغات ہوتی ہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں بھی سات لغات عرب میں مشہور تھیں، اس کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم سات طرح یعنی سات لغات پر نازل ہوا ہے۔

معروف سات لغات عرب کا بیان

ان سات لغات کی تفصیل اس طرح ہے۔ لغت قریش، لغت طی، لغت ہوازن، لغت اہل یمن، لغت ثقیف، لغت ہذیل اور لغت بنی تمیم۔

قرآن کریم سب سے پہلے قریش کی لغت کے مطابق نازل ہوا تھا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت تھی لیکن جب تمام عرب میں اس لغت کے مطابق قرآن کا پڑھا جانا اس لیے دشوار و مشکل ہوا کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم کی اپنی ایک مستقل لغت اور زبان کے لب ولہجہ کا الگ الگ انداز تھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الوہیت میں درخواست پیش کی کہ اس سلسلہ میں وسعت بخشی جائے تو حکم دے دیا گیا کہ ہر آدمی قرآن کو اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکتا ہے چنانچہ حضرت عثمان غنی کے رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اسی طرح چلتا رہا اور لوگ اپنی اپنی لغت کے اعتبار سے قرآن پڑھتے رہے۔

لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کلام اللہ کو جمع کیا اور اس کی کتابت کرا کر اسلامی سلطنت کے ہر ہر خطہ میں اسے بھیجا تو انھوں نے اسی لغت کو مستقل قرار دیا جس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن کو جمع کیا تھا اور وہ لغت قریش تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ حکم بھی فرمایا کہ تمام لغات منسوخ کر دی جائیں صرف اس ایک لغت کو باقی رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم

کی تعلیم حاصل کی تھی اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا معلم قراءت مقرر کیا تھا۔ آج قرآن کا جو نسخہ ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ انہی عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ کے مشہور ترین شاگرد حفص رحمہ اللہ (۹۰ھ، ۱۸۰ھ) کی روایت کے مطابق ہے۔

3969 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ح وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) (البقرة: 125)

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے سے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلاوت کیا: (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى)

3970 - حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا، قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللهُ فُلَانًا كَائِنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص رات کے وقت نوافل ادا کرتے ہوئے تلاوت کر رہا تھا وہ بلند آواز میں قرآن پڑھ رہا تھا، صبح کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر رحم کرے، اس نے گذشتہ رات مجھے کتنی ایسی آیات کروادیں، جو میری توجہ میں نہیں تھیں۔

3971 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) (آل عمران: 161) فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ، فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ: بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ) (آل عمران: 161) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَغُلَّ مَفْتُوحَةُ الْيَاءِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ آیت نازل ہوئی:

''نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے''

یہ آیت ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جو غزوہ بدر کے موقع پر غیر موجود پائی گئی تھی، تو بعض لوگوں نے کہا: شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حاصل کرلیا ہو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

3971-حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لضعف خصيف - وهو ابن عبد الرحمن - لكن روى الحديث بنحوه من طريقين آخرين يصح بهما إن شاء الله. وأخرجه الترمذي (3255) عن قتيبة بن سعيد، بهذا الإسناد. وقال: حسن غريب. وهو في "شرح مشكل الآثار" (5601) و (5602). وأخرجه بنحوه الطبراني في "الكبير" (11174)، وفي "الأوسط" (5313)، وفي "الصغير" (803).

''نبی کے لیے یہ مناسب ہی نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے'' یہ آیت کے آخر تک ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ یغل میں ''ی'' پر زبر پڑھی جائے گی۔

3972 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَخَلِ وَالْهَرَمِ

⊙⊙ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے اللہ! میں کنجوسی اور بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں''

3973 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ اَبِيهِ، لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ اِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْسِبَنَّ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسَبَنَّ

⊙⊙ عاصم بن لقیط اپنے والد حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کرتے ہیں: بنو منتفق کے وفد میں شامل ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ہرگز یہ گمان نہ کرنا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ لاتحسبن نہیں کہا۔

3974 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَحِقَ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَتَلُوهُ، وَاَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ فَنَزَلَتْ (وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) (النساء: 94) تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ

⊙⊙ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ کچھ مسلمان ایک شخص کے پاس آئے، جو اپنی بکریوں میں موجود تھا، اس نے کہا، السلام علیکم، لیکن مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا، اس کی بکریوں حاصل کر لیں، تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

''جو شخص تمہیں سلام کرتا ہے، تم اسے یہ نہ کہو تم مومن نہیں ہو، تم لوگ صرف دنیاوی زندگی کا ساز و سامان حاصل کرنا چاہتے ہو''

اس سے مراد وہ چند بکریاں تھیں۔

3975 - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ اَبِي الزِّنَادِ وَهُوَ اَشْبَعُ عَنْ اَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ (غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ) (النساء: 95) وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ كَانَ يَقْرَاُ

⊙⊙ خارجہ بن زید اپنے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوں تلاوت

کرتے تھے: غَيْرُ أُوْلِي الضَّرَرِ

سعید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے" آپ ﷺ یوں تلاوت کرتے تھے"

3976 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اسے یوں پڑھا ہے: وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

3977 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَرَأَ: (وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ تلاوت کیا ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

اور اس میں ہم نے ان پر یہ لازم کیا تھا کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ۔

3978 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: (اللهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ) (الروم: 54) فَقَالَ: (مِنْ ضُعْفٍ) قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ، فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ

عطیہ بن سعد عوفی بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں تلاوت کرتے ہوئے یہ لفظ یوں پڑھا اللهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ تو انہوں نے کہا یوں پڑھو، مِنْ ضُعْفٍ کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اسے اسی طرح پڑھا ہے، جس طرح تم میرے سامنے پڑھا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ پر یونہی گرفت فرمائی، جس طرح میں نے تم پر گرفت کی ہے۔

3979 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ، عَنْ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ضُعْفٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ لفظ نقل کرتے ہیں: مِنْ ضُعْفٍ

3980 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَسْلَمَ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، قَالَ: قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: (بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفْرَحُوا)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بِالتَّاءِ

⊛⊛ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یوں پڑھتے تھے: بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی "ت" کے ساتھ

3981 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْأَجْلَحِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَرَأَ: (بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُونَ)

⊛⊛ حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُونَ

3982 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقْرَأُ (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ)

⊛⊛ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں تلاوت کرتے ہوئے سنا:

إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ

3983 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ (إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ) (ھود: 46)؟ فَقَالَتْ: قَرَأَهَا (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ، وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ، عَنْ ثَابِتٍ، كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ

⊛⊛ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تلاوت کو کس طرح تلاوت کرتے تھے إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

توانہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے یوں پڑھتے تھے: إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ہارون نحوی اور موسیٰ بن خلف نے ثابت کے حوالے سے اسی طرح روایت کی ہے جس طرح عبدالعزیز نے بیان کی ہے۔

3984 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ

3984- إسناده صحيح. أبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله السبيعي، وحمزة الزيات: هو ابن حبيب، وعيسى: هو ابن يونس بن أبي إسحاق السبيعي. وأخرجه مسلم (2380)، والنسائي في "الكبرى" (11244) من طريق رقبة بن مصقلة، ومسلم (2380) (5813) من طريق إسرائيل بن يونس بن أبي إسحاق السبيعي، و (11248) من طريق حمزة الزيات، ثلاثتهم عن أبي إسحاق السبيعي، بهذا الإسناد. ورواية رقبة وإسرائيل مطولة. ولم يسق مسلم رواية إسرائيل. ولم يذكر إسرائيل في روايته قوله: (قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا). وأخرجه ضمن حديث مطول البخاري (3401) و (4725)، ومسلم (2380)، والترمذي (3416)، والنسائي في "الكبرى" (11245)

وَقَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوْسٰى لَوْ صَبَرَ لَرَاٰى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ (اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ) (الكهف: 76) طَوَّلَهَا حَمْزَةُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تھے، تو سب سے پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہتے تھے:

''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر ہو اور حضرت موسیٰ پر بھی ہو، اگر وہ صبر سے کام لیتے، تو اپنے ساتھی کی طرف سے حیران کن چیزیں دیکھ لیتے، لیکن انہوں نے یہ کہہ دیا: (اس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں ہے:)

''اگر میں نے اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ میرے ساتھ نہ رہیے گا، آپ کو میری طرف ہے''

حمزہ نامی راوی نے اسے طول دے کر پڑھا ہے۔

3985 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا اَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ: قَرَاَهَا (قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ) (الكهف: 76) وَثَقَّلَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو یوں پڑھا ہے: قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ

آپ نے اسے ثقل کے ساتھ پڑھا

3986 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْمِصِّيْصِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِيْنَارٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اَوْسٍ، عَنْ مِصْدَعٍ اَبِيْ يَحْيٰى، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: اَقْرَاَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ كَمَا اَقْرَاَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ) (الكهف: 86) مُخَفَّفَةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا، جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھایا تھا: یعنی یہ آیت فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ یہ تخفیف کے ساتھ ہے۔

3987 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو النَّمَرِيَّ، اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ، اَخْبَرَنِيْ اَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الرَّجُلَ مِنْ اَهْلِ عِلِّيِّيْنَ لَيُشْرِفُ عَلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ فَتُضِيْءُ الْجَنَّةُ لِوَجْهِهِ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ - قَالَ: وَهٰكَذَا جَاءَ الْحَدِيْثُ دُرِّيٌّ مَرْفُوْعَةُ الدَّالِ لَا تُهْمَزُ - وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَاَنْعَمَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''علیین سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص اہل جنت کی طرف جھانک کر دیکھے گا، تو اس کے چہرے کی وجہ سے جنت یوں روشن ہو

جائے گی، جیسے وہ کوئی چمکتا ہوا ستارہ ہو''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایت میں اس طرح منقول ہے دُرِیٌّ جس میں ''د'' پر پیش ہے اور اس پر ہمزہ نہیں ہے۔

''(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:) ابوبکر اور عمر ان لوگوں میں سے ایک ہیں، جو (علیین میں ہوں گے) اور یہ دونوں اچھے اوّل ہیں''۔

3988 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْغُطَيْفِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ سَبَأٍ مَا هُوَ أَرْضٌ أَمِ امْرَأَةٌ، قَالَ: لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ، وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشْرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ

قَالَ عُثْمَانُ الْغَطَفَانِيُّ مَكَانَ الْغُطَيْفِيِّ، وَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ

حضرت فروہ بن مسیک غطیفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے، حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سبا کے بارے میں بتائیں، وہ کیا ہے؟ کیا یہ علاقہ ہے یا عورت کا نام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہ تو کوئی علاقہ ہے اور نہ ہی عورت ہے، بلکہ یہ ایک شخص تھا، جو عرب تھا، اس کے دس بچے تھے، ان میں سے چھ نے یمن میں سکونت اختیار کی، چار نے شام میں سکونت اختیار کی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس کی سند میں کچھ اختلاف ہے۔

3989 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ الْهُذَلِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ الْوَحْيِ قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ) (سبا: 23)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ نقل کرتے ہیں: جس میں وحی سے متعلق روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے:

حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ

''یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ ختم ہوتی ہے''

3990 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ، يَذْكُرُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

3988- صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل أبي سبرة النخعي، فقد روى عنه ثلاثة وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقد جوّد إسناده الحافظ ابن كثير في "تفسيره" 6/ 492. وأخرجه الترمذي (3501) من طريق أبي أسامة حماد بن أسامة بهذا الإسناد. وقال: هذا حديث حسن غريب. وهو في "مسند أحمد" (24009/ 87 و89 و90). وفي الباب عن عبدالله بن عباس عند أحمد في "مسنده" (2898)، وفي "فضائل الصحابة" (1616)، والطبراني (12992)، وابن عدي في "الكامل" 4/ 1470، والحاكم 2/ 423. وإسناده حسن.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَلٰى قَدْ جَاءَتْكِ آيَاتِي فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ الْكَافِرِينَ) (الزمر: 59)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مُرْسَلٌ الرَّبِيعُ لَمْ يُدْرِكْ أُمَّ سَلَمَةَ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت یوں تلاوت کرتے تھے:

بَلٰى قَدْ جَاءَتْكِ آيَاتِي فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ الْكَافِرِينَ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے کیونکہ ربیع نامی راوی نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا ہے۔

3991 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى النَّحْوِيُّ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا (فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ) (الواقعة: 89)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت یوں تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے: فَرُوحٌ وَرَيْحَان

3992 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ - قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ: لَمْ أَفْهَمْهُ جَيِّدًا - عَنْ صَفْوَانَ - قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: ابْنُ يَعْلٰى - عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ: (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ) (الزخرف: 77)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِلَا تَرْخِيمٍ

صفوان بن یعلیٰ اپنے والد حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر یہ آیت تلاوت کر رہے تھے: وَنَادَوْا يَا مَالِك

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی یہ ترخیم کے بغیر ہے۔

3993 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مجھے یوں پڑھائی تھی:

إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

3994 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقْرَؤُهَا (فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ) (القمر: 15) يَعْنِي مُثَقَّلًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَضْمُومَةُ الْمِيمِ مَفْتُوحَةُ الدَّالِ مَكْسُورَةُ الْكَافِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت یوں تلاوت کرتے تھے:

فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ یعنی شد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں "م" پر پیش ہوگی اور "د" پر زبر ہوگی اور "ک" پر زیر ہوگی۔

3995 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الذِّمَارِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ (أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ) (الهمزة: 3)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت یوں تلاوت کرتے ہوئے دیکھا ہے:

أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ

3996 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثَقُ) (الفجر: 26) وَثَاقَهُ أَحَدٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَعْضُهُمْ أَدْخَلَ بَيْنَ خَالِدٍ وَأَبِي قِلَابَةَ رَجُلًا

ابوقلابہ، اس صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت یوں تلاوت کروائی تھی:

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثَقُ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض حضرات نے خالد اور ابوقلابہ کے درمیان ایک اور شخص کا ذکر کیا ہے۔

3997 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: أَنْبَأَنِي مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ مَنْ أَقْرَأَهُ مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ) (الفجر: 25)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأَ عَاصِمٌ، وَالْأَعْمَشُ، وَطَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ، وَأَبُو جَعْفَرٍ يَزِيدُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، وَشَيْبَةُ بْنُ نَصَاحٍ، وَنَافِعُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ كَثِيرٍ الدَّارِيُّ، وَأَبُو عَمْرِو بْنُ الْعَلَاءِ، وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، وَقَتَادَةُ، وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَمُجَاهِدٌ، وَحُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ إِلَّا الْحَدِيثَ الْمَرْفُوعَ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِالْفَتْحِ

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: مجھے اس شخص نے یہ بات بتائی جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھائی تھی، (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) مجھے اس شخص نے یہ بات بتائی جسے اس شخص نے یہ آیت پڑھائی تھی، جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھائی تھی، (اور وہ آیت یوں ہے:) فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عاصم، اعمش، طلحہ بن مصرف، ابوجعفر یزید بن قعقاع، شیبہ بن نصاح، نافع بن عبدالرحمن، عبداللہ بن کثیر داری، ابوعمرو بن اعلیٰ، حمزہ زیات، عبدالرحمن اعرج، قتادہ، حسن بصری، مجاہد، حمید اعرج، عبداللہ بن عباس، عبدالرحمن بن ابوبکر، ان سب حضرات نے یہ آیت یوں تلاوت کی ہے، لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ

البتہ مرفوع حدیث کا معاملہ مختلف ہے، کیونکہ اس میں یہ لفظ یوں ہے یَعذَب یعنی زبر کے ساتھ ہے۔

3998- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَقَالَ: جِبْرَائِلُ وَمِيكَائِلُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ خَلَفٌ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَمْ أَرْفَعِ الْقَلَمَ عَنْ كِتَابَةِ الْحُرُوفِ مَا أَعْيَانِي شَيْءٌ مَا أَعْيَانِي جِبْرَائِلُ وَمِيكَائِلُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گفتگو کی، جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کا تذکرہ کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ذکر کیے جبرَائِلُ وَمِیکَائِلُ (یعنی ان کے ناموں کا تلفظ یوں کیا۔)

3999- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ، قَالَ: ذُكِرَ كَيْفَ قِرَاءَةُ جِبْرَائِلَ وَمِيكَائِلَ عِنْدَ الْأَعْمَشِ، فَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَاحِبَ الصُّورِ فَقَالَ: عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَائِلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِلُ

محمد بن خازم بیان کرتے ہیں: اعمش کے سامنے لفظ جبرائیل اور لفظ میکائیل کی قرأت کی کیفیت کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے فرشتے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کے دائیں طرف جبرَائِلُ ہوگا اور بائیں طرف مِیکَائِلُ ہوگا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خلف کہتے ہیں: میں چالیس سال سے کتابت کر رہا ہوں، لیکن مجھے اتنی مشکل اور کسی لفظ میں نہیں ہوئی جتنی مشکل لفظ جبرائیل اور میکائیل میں ہوئی۔

4000- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: مَعْمَرٌ وَرُبَّمَا ذَكَرَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، يَقْرَءُونَ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَأَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) مَرْوَانُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ، وَالزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یوں تلاوت کرتے تھے، مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ سب سے پہلے مروان نے اسے یوں پڑھا: مَلِکِ یَوْمِ الدِّینِ

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زہری کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت، اور زہری کی سالم کے حوالے

4009-إسناده ضعيف لجهالة أبي غذرة. وأخرجه ابن ماجه (3749)، والترمذي (3010) من طريق حماد بن سلمة بهذا الإسناد. وقال الترمذي: إسناده ليس بذاك القائم. وهو في "مسند أحمد" (25006).

باب: نبی اکرم ﷺ کی قرأت اور روایات ...

4001 حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ذَكَرَ أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: الْقِرَاءَةُ الْقَدِيمَةُ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ):

سیدہ ام سلمہ ؓ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ آپ ﷺ یوں تلاوت کرتے تھے: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ

امام ابوداؤد ؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: قدیم قرأت یہ ہے: مالک یوم الدین

4002 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ، وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ هٰذِهِ، قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ

حضرت ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ اس وقت گدھے پر سوار تھے اور سورج غروب ہونے والا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ جانتے ہو کہ یہ کہاں غروب ہوگا، میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (یعنی آپ ﷺ نے یہ آیت یوں تلاوت کی) تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ

4003 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ، أَنَّ مَوْلًى لِابْنِ الْأَسْقَعِ، رَجُلَ صِدْقٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُمْ فِي صُفَّةِ الْمُهَاجِرِينَ فَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ: أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ) (البقرة: 255)

حضرت واثلہ بن اسقع ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مہاجرین کے چبوترے پر ان کے پاس تشریف لائے، ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا: قرآن مجید میں کون سی آیت سب سے زیادہ عظیم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (یہ آیت ہے) اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

4004 - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَرَأَ (هَيْتَ لَكَ) (يوسف: 23) فَقَالَ: شَقِيقٌ: إِنَّا

يَقْرَؤُهَا (هِئْتُ لَكَ) يَعْنِي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے، انہوں نے یہ آیت یوں تلاوت کی: هَيْتَ لَكَ شقیق نے کہا: ہم تو اسے یوں پڑھتے ہیں: هِئْتُ لَكَ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے اسی طرح تلاوت کروں گا جس طرح مجھے اس کی تعلیم دی گئی اور میرے نزدیک یہی محبوب ہے۔

4005 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنَّ أُنَاسًا يَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَقَالَتْ هِيتَ لَكَ) (یوسف: 23) فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ كَمَا عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ (وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ) (یوسف: 23)

شقیق بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ اس آیت کو یوں تلاوت کرتے ہیں، وَقَالَتْ هِيتَ لَكَ تو انہوں نے کہا: میں نے تو اسے اسی طرح تلاوت کرنا ہے، جس طرح مجھے اس کی تعلیم دی گئی تھی اور مجھے اسی طرح سے تلاوت کرنا پسند ہے وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

4006 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا: ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)

''تم لوگ سجدے کی حالت میں دروازے میں داخل ہو، اور حِطَّة کہو، تو تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی''

4007 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4008 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَرَأَ عَلَيْنَا (سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا) (النور: 1)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي مُخَفَّفَةً حَتَّى أَتَى عَلَى هَذِهِ الْآيَاتِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے یہ تلاوت کی سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اسے تخفیف کے ساتھ پڑھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات تک پہنچے۔

كِتَابُ الْحَمَّامِ

کتاب: حمام کے بارے میں روایات

4009 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي عُذْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام میں جانے سے منع کیا، پھر آپ نے مردوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ تہبند باندھ کر وہاں جاسکتے ہیں۔

4010 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، جَمِيعًا عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتُنَّ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ: نَعَمْ قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَهُوَ أَتَمُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا الْمَلِيحِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوملیح بیان کرتے ہیں: شام سے تعلق رکھنے والی کچھ خواتین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: تم کہاں سے تعلق رکھتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: اہل شام سے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شاید تم اس علاقے کی رہنے والی ہو، جہاں عورتیں حمام میں جاتی ہیں، ان خواتین نے جواب دیا: جی ہاں! تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جو بھی عورت، اپنے گھر کے علاوہ کہیں اپنے کپڑے اتارتی ہے، وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردے کو چاک کر دیتی ہے"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت جریر کی نقل کردہ ہے اور یہ زیادہ مکمل ہے، جریر نے ابوملیح کا یہ بیان نقل نہیں کیا کہ

نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

4011- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ، فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالْأُزُرِ، وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عنقریب تمہارے لیے عجم کے علاقے فتح ہوں گے، تمہیں وہاں کچھ گھر ملیں گے، جنہیں حمام کہا جاتا ہوگا مرد اس میں صرف تہبند باندھ کر داخل ہوں، اور عورتوں کو وہاں جانے سے منع کرنا، البتہ بیمار عورت یا نفاس والی عورت (کا حکم مختلف ہے)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعَرِّي

باب: برہنہ ہونے کی ممانعت

4012- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْعَرْزَمِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تہبند باندھے بغیر ایک کھلی جگہ پر غسل کررہا تھا، نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ حیا والا اور پردہ پوشی کرنے والا ہے، وہ حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے، تو جب کوئی شخص غسل کرے تو وہ پردہ کرلے''۔

4013- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْأَوَّلُ أَتَمُّ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ صفوان بن یعلی کے حوالے سے ان کے والد سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی روایت زیادہ مکمل ہے۔

4014- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَرْهَدٍ،

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

عبدالرحمٰن بن جرہد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت جرہد رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے، وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے، اس وقت میرے زانوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا تم یہ بات نہیں جانتے؟ کہ زانوں پردے کی چیز ہے۔

4015 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ، وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ، وَلَا مَيِّتٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم اپنے زانوں سے کپڑا نہ ہٹاؤ، اور کسی زندہ یا مردہ شخص کے زانوں کی طرف نہ دیکھو"

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت کچھ منکر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَرِّي

باب: برہنہ ہونے کا بیان

4016 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا، فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَنِّي ثَوْبِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک وزنی پتھر اٹھا کر جا رہا تھا، وہ مجھ سے گر گیا (یعنی میرا کپڑا گر گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اپنا کپڑا لو، اور برہنہ ہو کر نہ چلو۔

4017 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبِي ح، وحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، نَحْوَهُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ: عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: اللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ستر کے

بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ کہ ہم کسے پردے میں رکھیں اور کسے پردے کے بغیر رکھ سکتے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تم سب لوگوں سے) اپنی ستر کی حفاظت کرو، البتہ تمہاری بیوی اور تمہاری کنیز کا حکم مختلف ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب لوگ مل جل کے بیٹھے ہوئے ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک تم سے ہو سکے، کوئی تمہارا ستر ہرگز نہ دیکھے، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب کوئی شخص تنہا ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ لوگوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ حیاء کی جائے۔

4018- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عُرْيَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عُرْيَةِ الْمَرْاَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِيْ ثَوْبٍ

عبدالرحمن بن ابوسعید خدری اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے۔

4019- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى، اَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، ح وحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الطُّفَاوَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ اِلٰى رَجُلٍ، وَلَا امْرَاَةٌ اِلَى امْرَاَةٍ، اِلَّا وَلَدًا اَوْ وَالِدًا قَالَ: وَذَكَرَ الثَّالِثَةَ فَنَسِيْتُهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹے، البتہ باپ بیٹے کے ساتھ ایسے لیٹ سکتا ہے"۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے تیسری بات بھی ذکر کی تھی، لیکن میں اسے بھول گیا ہوں۔

4018- إسناده قوي من أجل الضحاك بن عثمان - وهو الحزامي - فهو صدوق لا بأس به. ابن أبي فديك: هو محمد بن إسماعيل بن مسلم. وأخرجه مسلم (338)، وابن ماجه (661)، والترمذي (3001)، والنسائي في "الكبرى" (9185) من طريق الضحاك بن عثمان، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (11601)، و"صحيح ابن حبان" (5574).

کِتَابُ اللِّبَاسِ

یہ کتاب لباس کے بیان میں ہے

لباس کے معنی ومفہوم کا بیان

لباس" اصل میں تو مصدر ہے، لیکن استعمال" ملبوس" کے معنی میں ہوتا ہے، جیسا کہ" کتاب" کا لفظ مصدر ہونے کے باوجود" مکتوب" کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔لباس" کے ماضی اور مضارع کے صیغے باب علم یعلم سے آتے ہیں، ویسے اس کا مصدر لبس (لام کے پیش کے ساتھ) بھی آتا ہے۔اور لبس جو لام کے زبر کے ساتھ آتا ہے۔اس کے معنی التباس وخلط کے ہیں جس کا باب ضرب یضرب ہے۔

لباس کے آغاز کا بیان

لباس اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔جو کائنات میں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔قرآن اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

لباس کی کہانی ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔تخلیق آدم علیہ السلام وحوا کے بعد اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لئے بہشت میں ٹھکانہ بنایا اور اپنے حسن انتظام سے انکے ستر ڈھانکنے کے لئے لباس مہیا کیا۔

اس کے بعد قرآن حضرت آدم علیہ السلام حوا اور شیطان کی کہانی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔پس شیطان دونوں کے بہکانے لگا تا کہ انکی ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاو یا ہمیشہ جیتے رہو اور ان سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ (الاعراف)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ سلام حوا کی ستر پوشی کی ہوئی تھی اور انکا ستر اپنے انتظام سے ڈھانکا ہوا تھا۔اور شیطان نے جو پہلی چال انسان کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لئے چلی وہ یہی تھی کہ اس کو بےلباس کرے اس کے جذبہ شرم حیاء پر ضرب لگائے۔قرآن اس قصے کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو انکے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔ (القرآن)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کے اندر شرم وحیا کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے یہ کوئی ارتقائی یا اکتسابی چیز نہیں بلکہ فطرتا انسان اپنے پوشیدہ اعضاء کو دوسروں کے سامنے کھولنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔

لباس کی ضرورت

لباس کا بنیادی مقصد اور ضرورت شرمگاہ کو ڈھانکا ہے باقی تمام ضرورتیں ثانوی حیثیت کی حامل ہیں۔ اور انسان کو ایسا لباس پہننا چاہیے جس سے اس کی شرمگاہ ظاہر نہ ہو۔ شیطان کا اولین اور مہلک ہتھیار یہی برہنگی ہے جس کی روک تھام کیلئے انسان کو لباس دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے آدم علیہ السلام کی اولاد ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے تاکہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے جسم کی حفاظت کرے۔ اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں۔ (الاعراف)

یہ آیت ان لوگوں کے لئے تازیانہ ہے جو لباس کو صرف زینت اور موسمی اثرات سے بچاؤ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ لباس کے یہ فوائد بھی ہیں مگر اس کا بنیادی مقصد ستر پوشی ہے۔ مزید یہ کہ لباس کا ذریعہ ستر پوشی اور وسیلہ زینت و حفاظت ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت اس معاملے میں جس بھلائی تک انسان کو پہنچنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس کا لباس تقویٰ کا لباس ہو یعنی پوری طرح ساتر بھی ہو زینت میں بھی حد سے بڑھا ہوا یا آدمی کی حیثیت سے گرا ہوا نہ ہو۔ فخر و غرور اور تکبر و ریا کی شان لئے ہوئے بھی نہ ہو اور پھر اس ذہنی امراض کی نمائندگی بھی نہ کرتا ہو جن کی بناء پر مرد زنانہ پن اختیار کرتے ہیں۔ عورتیں مردانہ پن کی نمائش کرنے لگتی ہیں اور ایک قوم دوسری قوم کے مشابہہ بننے کی کوشش کر کے خود کو ذلت کا زندہ اشتہار بنالیتی ہے۔

اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کوئی بنا بنایا لباس نہیں دے دیا بلکہ اس کی فطرت پر لباس کا الہام کیا (انزلنا علیکم لباس) تاکہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ مواد سے اپنے لئے لباس فراہم کرے۔

مزید یہ کہ لباس اللہ تعالیٰ کے بیشمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو حقیقت تک پہنچنے میں انسان کی مدد کرتی ہیں بشرطیکہ انسان خود ان سے سبق لینا چاہے۔

لباس اور زینت اختیار کرنے کا بیان

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ (الاعراف، ۳۲)

(اے نبی مکرم ﷺ! آپ کہیے، اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہے، اور اس کی دی ہوئی پاک چیزوں کو، آپ کہیے یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن تو خصوصا ان ہی کے لیے ہیں، ہم جاننے والے لوگوں کے لیے اسی طرح تفصیل سے آیتوں کو بیان کرتے ہیں۔

لباس پہنتے وقت دعا کرنے اور شکر ادا کرنے کے اور شکر ادا کرنے کے متعلق احادیث: اس آیت میں زینت سے مراد لباس ہے: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور لباس پہنو اور صدقہ کرو بغیر فضول خرچی اور تکبر کے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا: تم جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو، جب تک فضول خرچ یا تکبر نہ ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب 1 ج 7، ص 43، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں لوگ کعبہ کا برہنہ طواف کرتے تھے اور پاک اور حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ ان لوگوں سے فرمائیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے زینت پیدا کی ہے تم خوبصورت لباس پہنو اور اللہ کے رزق میں سے حلال چیزیں کھاؤ۔

(جامع البیان ج 8، ص 15، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1415ھ)

امام ابوداود سلیمان بن اشعث متوفی 275ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے۔ خواہ قمیص ہو یا عمامہ ہو، پھر یہ دعا کرتے: اے اللہ! تیرے لیے حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کپڑے کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کپڑے کے شر سے اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث: 4020، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1773)

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کچھ کپڑے آئے ان میں ایک چھوٹی اونی چادر تھی۔ آپ نے پوچھا: تمہاری رائے میں اس کا کون زیادہ مستحق ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ نے فرمای: میرے پاس ام خالد کو لاؤ۔ ان کو بلایا گیا تو آپ نے وہ چادر ان کو پہنا دی آپ نے دوبار فرمایا: تم اس کو پرانا کرو اور دوسروں کے لیے چھوڑ دو۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث: 4024، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5845)

لباس کی انواع اور اقسام کے متعلق احادیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام کپڑوں میں قمیص سب سے زیادہ پسند تھی۔ (سنن ابوداود، رقم الحدیث: 4025، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1768)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شیروانیاں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ نہیں دیا۔ مخرمہ نے کہا: اے بیٹے مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو میں ان کو لے گیا۔ پھر کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے لیے بلاؤ۔ میں نے آپ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے درآنحالیکہ آپ کے پاس ان شیروانیوں میں سے ایک شیروانی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے اس کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث: 4028، صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5800)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کو تہبند میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے اور جس شخص کو جوتے میسر نہ ہوں، وہ موزے پہنے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5804)

حضرت معتمر کے والد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو زرد رنگ کی اونی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5802)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ (المعجم الاوسط ج 7 رقم الحدیث:

(5902) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

(المعجم الاوسط ج7، رقم الحدیث:6179، مجمع الزوائد ج5 ص121)

حضرت مغیرہ بن شعبہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) قضاء حاجت کے لیے گئے۔ پھر آپ آئے میں آپ کے پاس پانی لے کر آیا۔ آپ نے وضو کیا۔ اس وقت آپ نے شامی کوٹ پہنا ہوا تھا۔ آپ نے کلی کی ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ دھویا۔ پھر آپ اپنی کلائیوں کو آستینوں سے نکالنے لگے۔ وہ آستینیں تنگ تھیں پھر آپ نے کوٹ کے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا اور کلائیوں کو دھویا اور سر پر اور موزوں پر مسح کیا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:5798، صحیح مسلم، رقم الحدیث:616، سنن النسائی، رقم الحدیث:123)

جعفر بن عمرو بن حریث کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر تشریف فرما تھے اور آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا اور عمامہ کی ایک طرف (شملہ) کو دو کندھوں کے درمیان ڈالا ہوا تھا۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث:4077، صحیح مسلم رقم الحدیث:1359، سنن النسائی، رقم الحدیث:5345، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:2821-3587)

لباس کے رنگوں کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم سفید لباس پہنو وہ تمہارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو اور بہترین سرمہ اثمد ہے یہ نظر تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث:4061۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:3566)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) متوسط قامت کے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ حلہ (ایک قسم کی دو چادریں۔ ایک بطور تہبند باندھی جائے اور ایک بالائی بدن پر لپیٹ لی جائے) میں دیکھا۔ میں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:5842)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرخ حلہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ حسین کوئی ذی لمہ (جس کے بال کانوں کی لو سے متجاوز ہوں) نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث:2337، سنن ابوداود، رقم الحدیث:4183، سنن الترمذی، رقم الحدیث:1730، سنن النسائی، رقم الحدیث:5248، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:4767)

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دو سرخ قمیصیں پہنے ہوئے آئے وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر سے اترے اور ان کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ الحدیث۔ (جن احادیث میں سرخ لباس کی ممانعت ہے وہ مرجوح اور ضعیف ہیں یا مؤول ہیں)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:4781، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:3600، سنن ابوداود، رقم الحدیث: سنن النسائی، رقم الحدیث:1412)

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی کو زرد رنگ سے رنگتے تھے حتی کہ ان کے کپڑے بھی زرد رنگ سے بھر جاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ پسند نہیں تھا اور آپ اپنے تمام کپڑوں کو رنگتے تھے حتیٰ کہ عمامہ کو بھی۔ (جن احادیث میں زرد لباس کی ممانعت ہے، وہ بھی ضعیف یا مؤول ہیں)۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث:4064، سنن النسائی، رقم الحدیث:5088۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:5851، صحیح مسلم، رقم الحدیث:1187)

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف گیا۔ میں نے دیکھا آپ پر دو سبز رنگ کی چادریں تھیں۔ (سنن ابوداود، رقم الحدیث:4065، سنن النسائی، رقم الحدیث:5321، سنن الترمذی، رقم الحدیث:2821، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:5995، مسند احمد، رقم الحدیث:7131، المعجم الکبیر، ج22، رقم الحدیث:721، سنن کبریٰ للبیہقی، ج8 ص27)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صبح کو باہر گئے اور آپ کے اوپر سیاہ رنگ کی اونی چادر تھی۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث:2822۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث:2081۔ سنن ابوداود، رقم الحدیث:4032)

اجلے، صاف اور عمدہ لباس پہننے کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا: ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا: ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپ نے فرمایا: اللہ جمیل (حسین) ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:91۔ سنن الترمذی، رقم الحدیث:2006۔ سنن ابوداود رقم الحدیث:4091۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:59۔ شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث:6192)

امام احمد کی روایت میں ہے اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں اور میرے سر میں تیل لگا ہوا ہو اور میری جوتی نئی ہو۔ اس نے اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں حتیٰ کہ اپنے چابک کی ڈوری کا بھی ذکر کیا اور پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ چیزیں تکبر سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں یہ جمال ہے اور بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے۔ لیکن تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسند احمد، ج2، رقم الحدیث:3789 طبع جدید، دار الفکر، شیخ احمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد، ج4، رقم الحدیث:3789 طبع دار الحدیث، قاہرہ، 1416ھ)

ابوالاحوص کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے مجھے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! میرے پاس ہر قسم کا مال ہے۔ (دوسری روایت میں ہے: میرے پاس اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام ہر قسم کا مال ہے) آپ نے فرمایا جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو تم پر اس کا اثر ظاہر ہونا چاہیے۔

(سنن النسائی، رقم الحدیث:5239، 5238، 5309۔ سنن ابوداود، رقم الحدیث، 4063۔ شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث:6197)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث:2828۔ مسند احمد، ج7، رقم الحدیث:19954، دار الفکر طبع جدید)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آئے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال غبار آلود اور بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس کے ساتھ یہ اپنے بالوں کو سنوار سکے؟ ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا اس شخص کو پانی میسر نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھو سکے۔ (سنن ابوداود، رقم الحدیث:4062۔ شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث:6224)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اسلام صاف ستھرا ہے سو تم صاف ستھرے رہو، کیونکہ جنت میں صرف صاف ستھرے لوگ داخل ہوں گے۔ (المعجم الاوسط، ج5، رقم الحدیث:4890) (اس کی سند ضعیف ہے)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ جس وقت ہم ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سائے کی طرف آجائیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے۔ اس وقت مجھے دسترخوان میں ایک چھوٹی سی ککڑی ملی۔ آپ نے پوچھا یہ تم کو کہاں سے ملی؟ پھر آپ نے کوئی بات ذکر کی۔ پھر ایک شخص چلا گیا جس نے دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا اس کے پاس ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے دو کپڑے صندوق میں رکھے ہوئے ہیں جو میں نے اس کو پہنائے تھے۔ آپ نے فرمایا: اس کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ وہ دو کپڑے پہن لے۔ اس نے جا کر وہ کپڑے پہن لیے۔ (الحدیث) امام بزار نے اس حدیث کو متعدد اسانید سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کی سند صحیح ہے۔ (مسند البزار، رقم الحدیث:2964، 2963، 2962)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟ پھر ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو حضرت عمر نے کہا: جب اللہ نے وسعت دی ہے تو وسعت کو اختیار کرو۔ (الحدیث) (صحیح البخاری، رقم الحدیث، 365)

محمد بن سیرین نے کہا: تمیم نے ایک ہزار درہم کی چادر خریدی جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج8، رقم الحدیث:4965)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں سے ایک شخص کو سات سو درہم کا لباس خرید کر پہنایا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج8، رقم الحدیث:4966)

قیمتی اور معمولی لباس پہننے کی احادیث میں تطبیق: بعض احادیث میں خوب صورت لباس نہ پہننے اور معمولی کپڑے پہننے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہم پہلے وہ احادیث بیان کریں گے اور پھر ان کی توجیہات ذکر کریں گے۔

سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص

نے اللہ کے لیے تواضع کرتے ہوئے (نہایت قیمتی) لباس کو ترک کر دیا، حالانکہ وہ اس پر قادر تھا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو لوگوں کے سامنے بلائے گا حتی کہ اس کو اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے حلوں میں سے جس حلہ کو چاہے پہن لے۔ (یہ حدیث حسن ہے)۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2489۔ سنن ابوداود، رقم الحدیث: 4033۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3562، مسند احمد، ج 7، رقم الحدیث: 19779۔ المستدرک، ج1، ص61، ج4 ص184۔ شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث: 6148)

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وآلہ وسلم کے ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے قدرت کے باوجود خوبصورت لباس کو تواضعاً ترک کر دیا اللہ اس کو عزت کے حلے پہنائے گا۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)۔

(سنن ابوداود، رقم الحدیث: 4778)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا: اللہ عزوجل اس شخص سے محبت کرتا ہے جو روزمرہ استعمال کے عام کپڑے پہنتا ہے اور اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس نے کیا پہنا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابولہیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث: 6176)

ان روایات کا ایک جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں عمدہ اور قیمتی کپڑے پہننے کی ترغیب دی گئی ہے، وہ صحیح السند ہیں اور یہ احادیث حسن یا ضعیف ہیں۔ اس لیے یہ روایات ان احادیث سے متصادم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اسلام کا منشاء اعتدال اور میانہ روی کی ہدایت دینا ہے۔ انسان نہ تو ایسا کرے کہ اچھے اور صاف ستھرے لباس پر قدرت کے باوجود پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے اور نہ ایسا کرے کہ نہایت فاخرانہ اور طمطراق والی پوشاک پہنے۔ نہ اس قدر گھٹیا اور معمولی کپڑے پہنے جس سے اس کی خساست اور دناءت ظاہر ہو اور نہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر قیمتی لباس پہنے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلمان کی قلبی واردات اور دلی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی اس پر صبر اور زہد کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ روزمرہ کے معمولی کپڑے پہنتا ہے اور کبھی اس پر اللہ کی نعمتوں کے اظہار اور شکر کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ عمدہ اور قیمتی لباس پہنتا ہے۔ ہم جس آیت کی تفسیر کر رہے ہیں۔ اس میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زینت کے اظہار کا حکم ہے، اس لیے عمدہ اور قیمتی لباس کے سلسلے میں مزید چند احادیث بیان کر رہے ہیں۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن الحنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم اپنے بھائیوں کے سردار ہو سو تم اپنی جوتیوں کو ٹھیک کرو اور حسین لباس پہنو۔ (الحدیث)

(شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث: 604)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے وہب بن کیسان نے بتایا، میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چھ اصحاب کو دیکھا جو خز (ریشم اور اون کا مخلوط لباس پہنتے تھے۔ (شعب الایان، ج5، رقم الحدیث: 6212)

مالک بن انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر کے تمام فقہاء کو حسین لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

(شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث: 6220)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کبھی میلے کپڑوں میں نہیں دیکھا۔ آپ کبھی کبھی تیل لگانا پسند کرتے تھے اور سر میں کنگھی کرتے تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میلے کپڑوں اور پراگندہ بالوں کو ناپسند کرتا ہے۔ (شعب الایمان، ج5، رقم الحدیث:6226)

لباس پہننے کے شرعی اور فقہی احکام کا بیان

علامہ سید محمد ابن ابن عابدین شامی حنفی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: لباس پہننا بعض صورتوں میں فرض ہے، بعض میں واجب، بعض میں مستحب، بعض میں مباح، بعض میں مکروہ اور بعض صورتوں میں حرام ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

فرض: لباس کی جتنی مقدار شرم گاہ چھپانے کے لیے ضروری ہو اتنی مقدار کا لباس پہننا فرض ہے۔ (مرد کی شرمگاہ ناف سے گھٹنے تک ہے اور عورت کا تمام بدن شرم گاہ ہے سوائے چہرہ، ہاتھ اور پیروں کے، محارم کے سامنے چہرے، ہاتھ اور پیروں کو ظاہر کرنا جائز ہے اور اجنبی مردوں کے سامنے بلا ضرورت شرعی ان کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے)

واجب: سردی اور گرمی کے اثرات سے محفوظ کرنے کے لیے جس قدر لباس پہننا ضروری ہو، اس کا پہننا واجب ہے۔

مستحب: اظہار زینت کے لیے قدر زائد اور خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے۔ کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے کے اوپر اس کی نعمت کے آثار دکھائی دیں۔ اسی طرح سفید، سیاہ اور سبز رنگ کا لباس پہننا مستحب ہے۔

مباح: جمعہ اور عید کے مواقع پر اور تقریبات اور محافل میں قیمتی اور نفیس لباس پہننا مباح ہے۔ اسی طرح رنگنے کے بعد حیوانوں اور درندوں کی کھالوں کا لباس پہننا بھی مباح ہے۔

مکروہ: ہر وقت قیمتی اور نفیس پوشاک پہننا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے ضرورت مندوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے اور اس میں اسراف ہے اور تکبر کا خطرہ ہے۔ تکبر یہ ہے کہ وہ قیمتی اور فاخرانہ لباس پہن کر معمولی کپڑے پہننے والوں کو کمتر اور حقیر جانے۔

حرام: ریشم کا لباس مردوں کے لیے حرام ہے البتہ اگر کسی کپڑے پر چار انگل کی مقدار ریشم کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہوں تو پھر جائز ہے۔ اسی طرح اگر چار انگل کی مقدار سونے کا کام کیا ہوا ہو تو پھر بھی جائز ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا سوا دو یا تین یا چار انگلیوں کی مقدار کے۔ (صحیح مسلم، اللباس: 15 (2069) 5318، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1727، سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: 963، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 5441، مسند احمد، ج1، رقم الحدیث: 365)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جبہ ہے۔ انہوں نے ایک طالسی کسروانی جبہ نکالا جس کی آستینوں اور گریبان پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء نے کہا یہ جبہ حضرت عائشہ کی وفات تک ان کے پاس تھا اور جب ان کی وفات ہوئی تو پھر میں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جبہ کو پہنتے تھے۔ ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی

بیماروں کو پلاتے ہیں اور اس جبہ سے ان کے لیے شفاء طلب کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 4054۔ صحیح مسلم اللباس: 10(2069)
5310۔ سنن کبریٰ للنسائی ج 7، رقم الحدیث: 9588، ردالمحتار، ج 5 ص 224۔223۔ ملخصا وموضحا مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

زینت اور تجمل کے متعلق مفسرین مذاہب اربعہ کی تحقیق

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ آیات عمدہ اور نفیس کپڑوں کے پہنے پر دلالت کرتی ہیں۔ عید، جمعہ، لوگوں سے ملاقات اور رشتہ داروں کی ملاقات کے وقت قیمتی اور خوبصورت لباس پہننا چاہی۔ امام ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ مسلمان جب ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے تو خوبصورت لباس پہنتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا، انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اگر آپ جمعہ اور وفود سے ملاقات کے وقت پہننے کے لیے یہ حلہ خرید لیتے تو اچھا ہوتا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس کپڑے کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس لباس کے خوبصورت ہونے کی بناء پر اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے ریشمی ہونے کی وجہ سے منع فرمایا تھا۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم کا ایک حلہ خریدا جس کو پہن کر وہ نماز پڑھتے تھے۔ اور مالک بن دینار عدن کی ایک نہایت قیمتی پوشاک منگا کر پہنتے تھے۔ امام احمد بن حنبل ایک دینار کا لباس خرید کر پہنتے تھے۔ یہ حضرات کب قیمتی کپڑوں سے اعراض کر کے موٹے جھوٹے کپڑوں کو ترجیح دینے والے تھے؟ اور "لباس التقویٰ ذالك خیر" کا معنی معمولی اور گھٹیا کپڑے پہننا نہیں ہے، ورنہ یہ نفوس قدسیہ لباس التقویٰ کو ترک کرنے والے نہیں تھے، بلکہ یہی لوگ اصحاب علم، ارباب معرفت اور اہل تقویٰ تھے اور ٹاٹ اور گاڑھا پہننے والے دوسرے لوگ تو فقط اہل دعویٰ ہیں اور ان کے دل تقویٰ سے خالی ہیں۔ خالد بن شوذب بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بصری کے پاس گیا، ان سے فرقد ملنے کے لیے آئے۔ حسن بصری نے ان کی چادر دیکھ کر کہا اے ام فرقد کے بیٹے! اس چادر میں نہیں ہے، نیکی سینے میں ہوتی اور اس کی تصدیق عمل سے ہوتی ہے، اسی طرح معروف کرخی کے بھتیجے ابومحمد، ابوالحسن کے پاس اونی جبہ پہن کر گئے، ابوالحسن نے ان سے کہا: اے ابومحمد آیا تم نے اپنے دل کو صوفی بنایا ہے یا اپنے جسم کو؟ اپنے دل کو صاف رکھو خواہ لباس کسی قسم کا پہنو! علامہ ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا: میں معمولی اور پیوند لگا ہوا لباس چار وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔

1۔ یہ سلف صالحین کا لباس نہیں ہے اور سلف صالحین بلاضرورت لباس میں پیوند نہیں لگاتے تھے۔

2۔ اس قسم کے لباس سے غربت کا اظہار ہوتا ہے، حالانکہ انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے آثار کو ظاہر کرے۔

3۔ اس قسم کا لباس پہننے سے زہد کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہمیں زہد کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔

4۔ اس قسم کا لباس عموماً ان لوگوں کا شعار ہے جو ظاہر شریعت سے خارج ہیں اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے۔

علامہ طبری نے کہا ہے کہ جس شخص نے بالوں اور اون کے لباس کو سوتی لباس کے حصول کے باوجود ترجیح دی، اس نے خطاء

کی، اسی طرح اس شخص نے بھی خطا کی جس نے گوشت ترک کر کے دال اور سبزی کھانا شروع کر دی۔ (یہاں اون کے کپڑوں سے یہ مراد ہے کہ بعض لوگ صوفیت کا اظہار کرنے کے لیے اون والی کھال کا لباس بنا لیتے تھے، جس کی ہیئت کذائی آج کل کے گاڑھے اور ٹاٹ سے بھی زیادہ بدنما ہوتی تھی۔ آج کل کپڑے کی صنعت بہت ترقی کر چکی ہے اور اون کو متعدد کیمیائی مراحل سے گزار کر اس کا نہایت صاف شفاف اور قیمتی لباس تیار کیا جاتا ہے۔ ایسا لباس اس حکم میں داخل نہیں ہے، (سعیدی غفرلہ) بشر بن حارث سے اون پہننے کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کو برا لگا اور ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے انہوں نے کہا شہروں میں اونی کپڑے پہننے سے میرے نزدیک زرد رنگ کا اور ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا پہننا بہتر ہے۔

علامہ ابوالفرج نے کہا سلف صالحین متوسط کپڑوں کا لباس پہنتے تھے، بہت قیمتی لباس پہنتے تھے نہ بہت گھٹیا کپڑے پہنتے تھے اور جمعہ، عید اور رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت بہت عمدہ لباس پہنتے تھے اور بہت معمولی اور حقیر کپڑے پہننا فقر اور زہد کے اظہار کو متضمن ہے اور یہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے شکایت کرنا ہے اور اس قسم کے لباس سے لباس پہننے والے کی تحقیر ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں مکروہ اور ممنوع ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عمدہ لباس پہننا خواہش نفس کی پیروی ہے، اور ہمیں نفسانی خواہشوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے، نیز اس میں مخلوق کو اپنی زیبائش دکھانا ہے، حالانکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے تمام افعال اللہ کے لیے ہوں مخلوق کے لیے نہ ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کی ہر خواہش مذموم نہیں ہے اور نہ مخلوق کے لیے ہر زینت مکروہ ہے۔ اس چیز سے اس وقت ممانعت کی جائے گی جب شریعت نے اس سے منع کیا ہو یا اس کی بنیاد دین اور عبادات میں ریاکاری ہو۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت دکھائی دے اور اس چیز میں شریعت نے اس پر ملامت نہیں کی۔ اسی وجہ سے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے اور آئینہ دیکھا جاتا ہے اور عمامہ درست کیا جاتا ہے اور اندر معمولی کپڑے اور اوپر قیمتی پوشاک پہنی جاتی ہے اور ان میں سے کوئی چیز مکروہ اور مذموم نہیں ہے اور مکحول نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ دروازہ کے باہر حضور کے منتظر تھے، آپ ان سے ملنے کے لیے جانا چاہتے تھے، گھر میں ایک چھاگل میں پانی تھا آپ پانی میں دیکھ کر اپنی داڑھی اور بالوں کو درست کرنے لگے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ بھی ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں جب کوئی شخص اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنے آپ کو تیار کر کے جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جمیل (خوب رو) ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر، حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ اس معنی میں بکثرت احادیث ہیں جو صفائی اور حسن و جمال کے حصول پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کنگھی، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ کو ساتھ لے کر سفر میں جاتے تھے۔ امام ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سر میں بہت تیل لگاتے تھے اور پانی سے داڑھی کو درست کرتے تھے اور حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اور آپ سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن، جز7، ص178-176۔ مطبوعہ دارالفکر، بیروت، 1415ھ)

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی 606ھ لکھتے ہیں: اس آیت میں زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں۔

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد لباس ہے جس سے انسان اپنی شرم گاہ کو چھپا سکے۔

2۔ زینت سے مراد عام ہے اور اس میں زینت کی تمام اقسام شامل ہیں۔ اس میں بدن کو صاف کرنا، سواریاں رکھنا اور انواع واقسام کے زیورات شامل ہیں اور اگر مردوں پر سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص نہ آئی ہوتی تو وہ بھی اس عموم میں شامل ہوتے اور پاکیزہ رزق سے مراد بھی عام ہے اس میں تمام پسندیدہ اور لذیذ کھانے پینے کی چیزیں داخل ہیں اور اس میں ازواج سے لذت اندوزی اور خوشبو لگانا بھی داخل ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں! آپ نے فرمایا: نرم روی اختیار کرو، کیونکہ مجھے جب گوشت مل جاتا ہے تو میں گوشت کھاتا ہوں اور اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ مجھے ہر روز گوشت کھلائے تو وہ ایسا کرے گا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے کہا میرے دل میں آتا ہے کہ میں خوشبو نہ لگاؤں! آپ نے فرمایا: سختی نہ کرو۔ کیونکہ جبرئیل نے مجھے کبھی کبھی خوشبو لگانے کا حکم پہنچایا ہے اور یہ کہا ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو لگانے کو ترک نہ کریں پھر آپ نے فرمایا: اے عثمان! میری سنت سے اعراض نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا اور توبہ سے پہلے مرگیا تو فرشتے اس کا چہرے میرے حوض سے پھیر دیں گے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں زینت کی تمام اقسام جائز ہیں اور ان سے متصف ہونے کی اجازت ہے۔ ماسوا ان چیزوں کے جن کی کسی دلیل سے ممانعت ہو، اسی لیے ہم نے کہا کہ قل من حرم زینۃ اللہ میں زینت کی تمام اقسام داخل ہیں۔

(تفسیر کبیر، ج5، ص231-230۔ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1415ھ)

علامہ عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی 597ھ لکھتے ہیں: زینت کی تفسیر میں دو قول ہیں۔

1۔ زینت سے مراد کپڑے ہیں اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں۔

(الف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری اور علماء کی ایک جماعت نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ کپڑے پہن کر طواف کیا کرو۔

(ب)۔ مجاہد اور زجاج وغیرہ نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ نماز میں شرمگاہ کو ڈھانپا جائے۔

(ج)۔ علامہ ماوردی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ اور عید وغیرہ میں خوبصورت اور دیدہ زیب لباس پہنا جائے۔

2۔ ابورزین نے کہا زینت سے کنگھی وغیرہ کرنا مراد ہے۔ (زادالمسیر، ج2، ص187، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت)

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی 370ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: خذوا زینتکم عند کل مسجد یہ آیت اس

بات پر روایت کرتی ہے کہ مسجد میں جانے کے لیے زینت والا لباس پہننا مستحب ہے اور روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جمعہ اور عید میں اس کو میرے لیے مستحب کیا گیا ہے۔ (احکام القرآن، ج3، ص33، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، 1400ھ)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں: قرآن مجید میں ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد بعض مفسرین نے یہاں زینت سے خوبصورت لباس مراد لیا ہے۔ کیونکہ اس لفظ سے یہی معنی متبادر ہے۔ امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی یہی تفسیر منسوب ہے۔ روایت ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے جاتے تو نہایت عمدہ لباس پہنتے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول اللہ! آپ اس قدر عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے رب کے لیے جمال اختیار کرتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ زینت سنت ہے واجب نہیں ہے۔ (روح المعانی، ج8، ص109، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

قل من حرم زینۃ اللہ (الایہ) کی تفسیر میں علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں۔ روایت ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو انہوں نے خز (ریشم اور اون کا مخلوط کپڑا) کا جبہ پہنا ہوا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خوارج کی طرف بھیجا تو انہوں نے سب سے افضل کپڑے پہنے، سب سے اچھی خوشبو لگائی اور سب سے اچھی سواری پر سوار ہوئے اور جب خوارج نے ان کو دیکھ کر یہ کہا کہ آپ ہم میں سب سے افضل ہیں اور آپ متکبرین کا لباس پہن کر اور ان کی سواری پر بیٹھ کر آئے ہیں تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ اور حق بات یہ ہے کہ جس زینت کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے وہ اس آیت کے عموم میں داخل ہے اور اس کے استعمال میں کوئی توقف نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ اس میں تکبر کا دخل ہو۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہزار درہم کی چادر اوڑھ کر تشریف لے گئے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چار سو دینار کی چادر اوڑھتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دیتے تھے اور امام محمد بھی بہت قیمتی لباس پہنتے تھے اور فرماتے تھے میں اس لیے زیب و زینت کے ساتھ رہتا ہوں کہ میری بیویاں کسی اور کی زیب و زینت کی طرف نہ دیکھیں۔ اور فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ خوبصورت لباس پہننا مستحب ہے۔

کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ اس بندے پر اس نعمت کے آثار نظر آئیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیوند لگی ہوئی قمیص نہیں پہنتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال ان کی اتباع کرتے تھے اور یہ خدشہ تھا کہ اگر آپ نے قیمتی لباس پہنا تو آپ کے عمال بھی قیمتی لباس پہنیں گے اور اگر ان کے پاس پیسے نہ ہوئے تو پھر وہ لوگوں سے یا اموال مسلمین سے ناجائز طور پر پیسے حاصل کریں گے۔ (روح المعانی ج8، ص111، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اشیاء میں اباحت کے اصل ہونے کی تحقیق

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو مسلمانوں کے لیے زینت اور نفع کے حصول کا باعث ہو، وہ حلال ہے۔ ماسوا اس کے کہ اس کی حرمت یا کراہت پر قرآن اور سنت میں کوئی نص موجود ہو، اور اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کے حصول میں

مسلمانوں کے لیے ضرر ہو، اس کا ترک کرنا واجب ہے کیونکہ اس کے ترک کرنے میں ہی مسلمانوں کا نفع ہے اور موجب ضرر اشیاء کی حرمت پر یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے: "ولا تلقوا بايديكم الى الهلكة: اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

(البقرہ:195)

اس آیت سے یہ قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی تمام کاموں کا کرنا اصل میں جائز اور مباح تھا پھر جن کاموں کی قرآن اور حدیث میں ممانعت آ گئی، وہ ممنوع ہو گئے اور باقی تمام کام اپنی اصل پر جائز رہے۔ مثلاً پہلے شراب پینا اور جوا کھیلنا مباح تھا۔ اسی طرح پہلے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا مباح اور جائز تھا اور جب ان کاموں کی ممانعت شریعت میں آ گئی تو یہ کام ممنوع ہو گئے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: تحریر (از علامہ ابن ہمام) میں یہ تصریح ہے کہ جمہور احناف اور شوافع کا مختار مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (التحریر مع شرحہ التیسیر، ج1، ص172، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، ریاض) اور علامہ ابن ہمام کے شاگرد علامہ قاسم نے بھی ان کی اتباع کی ہے اور ہدایہ کی فصل حداد میں بھی مذکور ہے۔ اباحت اصل ہے۔ (ھدایہ اولین، ص 428۔ مطبوعہ مکتبہ شرکہ علمیہ، ملتان) اور قاضی خان نے الحظر والاباحۃ کے اوائل میں لکھا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں علی ھامش الہندیہ، ج3، ص400، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق، مصر، 11310)

اور تحریر کی شرح میں مذکور ہے کہ یہ بصرہ کے معتزلہ، بہ کثرت شافعیہ اور اکثر حنفیہ خصوصاً عراقیوں کا قول ہے اور امام محمد نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک شخص کو کسی نے کہا مردار کھاؤ یا شراب پیو، ورنہ میں تم کو قتل کر دوں گا اور اس نے اس شخص کا کہنا نہ مانا اور اس شخص نے اس کو قتل کر دیا تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ وہ گنہ گار ہوگا، کیونکہ مردار کھانا اور شراب پینا صرف اللہ کے منع کرنے سے حرام ہوا ہے۔ اس عبارت میں امام محمد نے اباحت کو اصل قرار دیا ہے اور حرمت کو ممانعت کے عارض ہونے کی وجہ سے مشروع قرار دیا ہے۔ (تیسری التحریر، ج2، ص161، مطبوعہ ریاض)

اور شیخ اکمل الدین نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھا ہے کہ استیلاء کفار کے باب میں شارح نے جو یہ لکھا ہے کہ اباحت معتزلہ کی رائے ہے (درمختار علی ہامش ردالمحتار، ج3، ص244) اس پر اعتراض ہے۔

(ردالمحتار، ج1، ص72، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1407ھ)

نیز علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: شارح (صاحب درمختار) کا یہ کہنا کہ اباحت معتزلہ کی رائے ہے کتب اصول کے مخالف ہے، کیونکہ علامہ ابن ہمام نے تحریر میں لکھا ہے کہ جمہور احناف اور شوافع کا یہ مذہب ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور اصول بزدوی کی شرح میں علامہ اکمل الدین نے فرمایا ہے ہمارے اکثر اصحاب اور اکثر اصحاب شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جن کاموں کے متعلق یہ جائز ہے کہ شریعت ان کے مباح ہونے کا حکم دے یا ان کے حرام ہونے کا حکم دے وہ تمام کام احکام شرع وارد ہونے سے پہلے اپنی اصل پر مباح ہیں۔ حتیٰ کہ جس شخص تک شریعت نہ پہنچی ہو اس کے لیے مباح اور جائز ہے کہ وہ جو چاہے کھائے۔ امام محمد نے کتاب الاکراہ میں اسی طرح اشارہ کیا ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا مردار کھانا اور شراب پینا صرف شرعی

ممانعت کی وجہ سے حرام ہے۔ پس انہوں نے اباحت کو اصل قرار دیا ہے اور حرمت کو عارضہ ممانعت کی وجہ سے مشروع قرار دیا ہے۔ جبائی (معتزلی) ابوہاشم اور غیر مقلدین کا بھی یہی قول ہے اور ہمارے بعض اصحاب اور بعض اصحاب شافعی اور معتزلہ بغداد کا مذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل ممانعت ہے اور اشاعرہ اور عام محدثین کا مذہب یہ ہے کہ اشیاء میں اصل توقف ہے۔ حتیٰ کہ جس شخص تک شرعی احکام نہ پہنچے ہوں وہ کسی چیز کو نہ کھائے اگر اس نے کھایا تو اس کے فعل کو نہ حلال کہا جائے گا نہ حرام۔

(ردالمحتار، ج3، ص244، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی متوفی 685ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں اور انواع تجملات میں اصل اباحت ہے۔

(انوار التنزیل مع الکازرونی، ج3، ص17، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، 1416ھ)

قرآن مجید کی زیر بحث آیت کے علاوہ حسب ذیل حدیث سے بھی اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے گھی، پنیر اور پوستین کے متعلق سوال کیا گیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس چیز کو اللہ نے کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس چیز کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دیا وہ حرام ہے۔ اور جس چیز سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1732۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3367۔ المستدرک ج4 ص115)

ملا علی بن سلطان محمد القاری المتوفی 1014ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ (مرقات، ج8، ص193، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان، 1390ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی المتوفی 543ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت سلمان کا قول ہے لیکن اس کا معنی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں چند چیزوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرو اور چند چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کرو۔ اور اس نے اپنی رحمت سے چند چیزوں سے سکوت فرمایا ان کے متعلق سوال نہ کرو۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، ج10، ص13۔ سنن دارقطنی، ج4، رقم الحدیث: 4350)

اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی چیز کا حکم دیں تو اس کی تعمیل کرنے پر بھی اتفاق ہے اگرچہ اس کی صفت میں اختلاف ہے کہ وہ امر واجب ہے یا مستحب۔ اور جب کسی چیز سے منع فرمائیں تو اس سے اجتناب پر بھی اتفاق ہے اگرچہ اس کی صفت میں اختلاف ہے کہ وہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی اور جس چیز سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سکوت فرمائیں اس کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اصل میں مباح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اصل میں موقوف ہے۔

(عارضۃ الاحوذی، ج7، ص229، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1415ھ)

معمولات اہل سنت کا جواز اور استحسان

جب یہ واضح ہو گیا کہ تمام کاموں میں اباحت اصل ہے اور جس چیز کے عدم جواز یا کراہت پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اس

کام کو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ اس اصول پر اہل سنت کے تمام معمولات جائز ہیں مثلاً بغیر تعیین شرعی کی نیت کے سال کے مختلف ایام میں میلاد شریف منعقد کرنا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضائل اور آپ کی سیرت کا بیان کرنا، خلفاء راشدین اور اہل بیت اطہار کے ایام شہادت اور وفات میں ان کا تذکرہ کرنا اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت کو قرآن خوانی اور طعام کے صدقہ کا ثواب پہنچانا۔ اسی طرح اولیاء کرام کے ایام وصال میں ان کا تذکرہ کرنا اور ان کو عبادات اور طعام کے صدقہ کا ثواب پہنچانا۔ ہر چند کہ خصوصیت کے ساتھ یہ کام عہد رسالت میں نہیں کیے گئے لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کاموں سے منع نہیں فرمایا اور یہ کام اسلام کے کسی حکم سے متصادم نہیں ہیں اس لیے یہ اپنی اصل پر مباح ہیں اور حسن نیت سے موجب ثواب اور باعث خیر و برکت ہیں۔ عہد صحابہ اور تابعین میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر اور دیگر اکابر صحابہ کا قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تراویح کو جماعت سے پڑھوانے کا اہتمام کرنا اور اس کو بدعت حسنہ قرار دینا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی قرات کو باقی لغات سے ختم کر کے صرف لغت قریش پر باقی رکھنا، عبدالملک بن مروان کے حکم سے قرآن مجید کے حروف پر نقطے اور حرکات اور اعراب کا لگایا جانا۔

عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں مساجد کی عمارتوں میں محراب کا بنایا جانا اور قرآن مجید کے نسخوں میں سورتوں کے اسماء اور آیتوں اور رکوعوں کی تعداد کو لکھنا یہ سب بدعات حسنہ ہیں جس کو تمام امت مسلمہ نے قبول کر لیا ہے۔ سو اہل سنت کے معمولات کو بھی ان ہی نظائر کی روشنی میں جائز سمجھنا چاہیے اور بلا وجہ ان پر یہ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے کہ انہوں نے ان معمولات کو فرض اور واجب سمجھ لیا ہے۔ اسی طرح سوئم، چہلم اور عرس کی عرفی تعیینات کو تعیینات شرعی نہیں قرار دینا چاہیے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جیسے مساجد میں گھڑیوں کے حساب سے نمازوں کے اوقات متعین کر لیے جاتے ہیں اور کسی شخص کو بھی یہ بدگمانی نہیں ہوتی کہ یہ تعیین شرعی ہے۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی 1367ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: آیت اپنے عموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے کہ جس کی حرمت پر نص وارد نہ ہوئی ہو تو جو لوگ توشہ گیارہویں، میلاد شریف، بزرگوں کی فاتحہ، عرس، مجالس شہادت وغیرہ کی شیرینی، سبیل کے شربت کو ممنوع کہتے ہیں، وہ اس آیت کے خلاف کر کے گنہگار ہوتے ہیں اور اس کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہی بدعت و ضلالت ہے۔

(حاشیہ خزائن العرفان، ص 248، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، تبیان القرآن، لاہور)

عمدہ لباس پہننے کا بیان

مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو حلال و حرام ٹھہرانا صرف اس ذات پاک کا حق ہے جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے، کسی دوسرے کی اس میں مداخلت جائز نہیں، اس لئے وہ لوگ قابل عتاب و عذاب ہیں جو اللہ کی حلال کی ہوئی عمدہ پوشاک یا پاکیزہ اور لذیذ خوراک کو حرام سمجھیں، وسعت ہوتے ہوئے پھٹے حالوں گندہ پراگندہ رہنا نہ کوئی اسلام کی تعلیم ہے، نہ کوئی اسلام میں پسندیدہ چیز

ہے، جیسا کہ بہت سے جاہل خیال کرتے ہیں۔

سلف صالحین اور ائمہ اسلام میں بہت سے اکابر جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی تھی اکثر عمدہ اور بیش قیمت لباس استعمال فرماتے تھے، خواجہ دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب وسعت ہوئی عمدہ سے عمدہ لباس بھی زیب تن فرمایا ہے، ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر ایسی چادر تھی جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار سو گنی کی قیمت کی چادر استعمال فرمائی، اسی طرح حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ نفیس اور عمدہ لباس استعمال فرماتے تھے، ان کے لئے تو کسی صاحب نے سال بھر کے لئے تین سو ساٹھ جوڑوں کا سالانہ انتظام اپنے ذمہ لیا ہوا تھا، اور جو جوڑا امام رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر ایک مرتبہ پہنچا تھا دوبارہ استعمال نہ ہوتا تھا، کیونکہ صرف ایک روز استعمال کر کے کسی غریب طالب علم کو دیدتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی نعمت اور وسعت عطا فرمادیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے لباس وغیرہ میں دیکھا جائے، اس لئے کہ اظہار نعمت بھی ایک قسم کا شکر ہے، اس کے بالمقابل وسعت ہوتے ہوئے پھٹے پرانے یا میلے کچیلے کپڑے استعمال کرنا ناشکری ہے۔ ہاں ضروری بات یہ ہے کہ دو چیزوں سے بچے، ایک ریاء ونمود، دوسرے فخر وغرور، یعنی محض لوگوں کو دکھلانے اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے لباس فاخر استعمال نہ کرے، اور ظاہر ہے کہ سلف صالحین ان دونوں چیزوں سے بری تھے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ سے جو عام حالات میں معمولی قسم کا لباس یا پیوندزدہ کپڑے استعمال کرنا منقول ہے اس کی دو وجہ تھیں، ایک تو یہ کہ اکثر جو کچھ مال آتا وہ فقراء، مساکین اور دینی کاموں میں خرچ کرڈالتے تھے، اپنے لئے باقی ہی نہیں رہتا تھا، جس سے عمدہ لباس آسکے، دوسرے یہ کہ آپ مقتدائے خلائق تھے، اس سادہ اور سستی پوشاک کے رکھنے سے دوسرے امراء کو اس کی تلقین کرنا تھا، تا کہ عام غرباء فقراء پر ان کی مالی حیثیت کا رعب نہ پڑے۔

4020 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِمَّا قَمِيصًا، أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ: تُبْلِي وَيُخْلِفُ اللهُ تَعَالَى

❁❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے، تو آپ اس کا نام لیتے، یعنی وہ قمیص ہے، یا عمامہ ہے، اور پھر یہ دعا کرتے:

''اے اللہ! حمد تیرے لیے مخصوص ہے، تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے، میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور جس کے لیے اس کا بنایا

گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کے شر سے اور جس کے لیے اسے بنایا گیا، اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔
ابونضرہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص نیا کپڑا پہنتا، تو اسے یوں دعا دی جاتی: ''تم اسے پرانا کردو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جگہ اور عطا کردے''۔

4021- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4022- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالثَّقَفِيُّ سَمَاعُهُمَا وَاحِدٌ

یہی روایت اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ نامی راوی اور ثقفی نامی راوی کا سماع ایک جیسا ہے۔

4023- حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے:
''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور اس نے میری اپنی کسی ذاتی قوت اور کوشش کے بغیر یہ رزق مجھے عطا کیا''
تو اس شخص کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: جو شخص کوئی کپڑا پہنے اور یہ دعا کرے۔
''ہر طرح کی حمد وثناء اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کسی ذاتی کوشش اور قوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا''
تو اس شخص کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

بَابٌ فِيمَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

باب: جو شخص نیا کپڑا پہنے، اسے کیا دعا دی جائے؟

4024- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْجَرَّاحِ الْأَذَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ فَقَالَ: مَنْ تَرَوْنَ أَحَقُّ بِهَذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا، فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا، ثُمَّ قَالَ: أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ، وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمٍ فِي الْخَمِيصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ سَنَاهْ سَنَاهْ يَا أُمَّ خَالِدٍ وَسَنَاهْ فِي كَلَامِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ

❁❁ سیدہ اُم خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے آئے، جن میں ایک چھوٹی چادر بھی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے خیال میں اس کی زیادہ حقدار کون ہے؟ تو لوگ خاموش رہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُم خالد کو میرے پاس لاؤ، انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر انہیں اوڑھا دی اور پھر فرمایا: اسے پہن کر پرانا کردو، آپ نے دو مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کے سرخ یا زرد رنگ کے نشانات کو دیکھ کر فرمایا: اے اُم خالد! یہ اچھے ہیں، یہ اچھے ہیں۔

(راوی کہتے ہیں) لفظ ''سنا'' حبشیوں کی زبان میں اچھی چیز کو کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ

باب: قمیص کا بیان

4025- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصَ

❁❁ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ لباس قمیص تھی۔

4026- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَمِيصٍ

❁❁ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص سے زیادہ اور کوئی لباس پسند نہیں تھا۔

4027 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ

مَيْسَرَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ كُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک ہوتی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَقْبِيَةِ

باب: قبا (پہننے) کا بیان

4028 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْمَعْنَى، أَنَّ اللَّيْثَ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ، زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ: مَخْرَمَةُ، ثُمَّ اتَّفَقَا، قَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةُ قَالَ: قُتَيْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، لَمْ يُسَمِّهِ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قبائیں تقسیم کیں، آپ نے حضرت مخرمہ کو کچھ نہیں دیا، حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ بولے: اے میرے بیٹے! تم مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، میں ان کے ساتھ چلا گیا، انہوں نے فرمایا: تم اندر جا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو آپ نکل کر باہر تشریف لائے آپ نے ان میں سے ایک قباء پکڑی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میں نے تمہارے لیے سنبھال کر رکھی تھی۔

راوی کہتے ہیں: جب حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

مخرمہ راضی ہو گیا۔ (راوی کو اس میں ایک جگہ پر شک ہے)

بَابٌ فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ

باب: مشہور ہونے کے لیے لباس پہننا

4029 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عِيسَى، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ الشَّامِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - قَالَ فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ: يَرْفَعُهُ - قَالَ: مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ثُمَّ تُلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ

4028-إسناده صحيح. الليث: هو ابن سعد. وأخرجه البخاري (2599)، ومسلم (1058)، والترمذي (3028)، والنسائي (5324) من طريق عبد الله بن عبيد الله ابن أبي مليكة، به. وهو في "مسند أحمد" (18927)، و"صحيح ابن حبان" (4817).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)
''جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا، اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مانند لباس پہنائے گا''
ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں ''پھر اس میں آگ کو بھڑکایا جائے گا''

4030 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: ثَوْبَ مَذَلَّةٍ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اسے ذلت کا لباس پہنائے گا''

4031 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي مُنِيبٍ الْجُرَشِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ ان کا حصہ شمار ہوتا ہے''

بَابٌ فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعَرِ

باب: اونی یا بال سے بنا ہوا لباس پہننا

4032/a - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، وَحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ. وقَالَ حُسَيْنٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کی اونی چادر پہنی ہوئی تھی۔

ایک راوی نے اس کی سند کچھ مختلف نقل کی ہے۔

4032/b - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4032- إسناده حسن. عقيل بن مدرك، قال عنه الحافظ الذهبي في "تاريخ الإسلام": "شامي صدوق، وهو كما قال، وإسماعيل بن عياش روايته عن أهل بلده صالحة، وهذا منها. وأخرجه أحمد (17656)، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 350 /2، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (1362)، والطبراني في "الكبير" 17/ (307)، وفي "الشاميين" (1610)، وأبو نعيم في "الحلية" 15 /2، والبيهقي في "شعب الإيمان" (6181/م)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 277 /38، والمزي في ترجمة عقيل بن مدرك من "تهذيب الكمال" 239 /20 من طريق إسماعيل بن عياش، بهذا الإسناد.

فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي

⊛⊛ حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہننے کے لیے کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کتان کے دو کپڑے عطا کیے (بعد میں) میں نے خود کو دیکھا کہ میرا لباس اپنے تمام ساتھیوں سے بہتر تھا۔

4033 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ لِي أَبِي يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ، حَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ

⊛⊛ ابوبردہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! کاش تم نے ہمیں دیکھا ہوتا، جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے، بعض اوقات بارش ہو جاتی، تو تمہیں یہ محسوس ہوتا کہ ہم میں سے بھیڑوں کی بو آ رہی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے: انہوں نے اونی لباس پہنا ہوتا تھا۔

4034 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا، أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا

⊛⊛ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ذی یزن کے بادشاہ نے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفے کے طور پر ایک حُلّہ بھیجا، جو اس نے 33 اونٹوں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) 33 اونٹنیوں کے عوض میں خریدا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔

4035 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ قَلُوصًا، فَأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ

⊛⊛ اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے 20 سے کچھ زیادہ اونٹوں کے عوض میں ایک حُلّہ خریدا، جو آپ نے ذی یزن کی طرف تحفے کے طور پر بھجوایا۔

بَابُ لِبَاسِ الْغَلِيظِ

باب: موٹا لباس پہننا

4036 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ

4034-وأخرجه أحمد (13315)، والحسين المروزي في زياداته على "البر والصلة" لابن المبارك (271)، والدارمي (2494)، وأبو يعلى (3418)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (4344) و (4345)، والطبراني في "الأوسط" (8858)، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي" ص 105، والحاكم 4/ 187 من طرق عن عمارة بن زاذان، به. زاد الحاكم: فلبسها النبي -صلى الله عليه وسلم- مرة، وصححه، وسكت عنه الذهبي وأخرج أحمد (15323)، وابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (592)، والطبراني (3125)، والحاكم 3/ 484 485

الْمُغِيرَةِ الْمَعْنَى، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ فَأَقْسَمَتْ بِاللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ

⊛⊛ ابوبردہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا، جو یمن میں بنایا جاتا تھا اور ایک چادر دکھائی، جسے ملبدہ کہا جاتا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر یہ بات بیان کی: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ان کپڑوں میں ہوا تھا۔

4037 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ أَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: ائْتِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَلَبِسْتُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ - قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيرًا - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هَذِهِ الْحُلَّةُ قَالَ: مَا تَعِيبُونَ عَلَيَّ لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْحُلَلِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي زُمَيْلٍ سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب خوارج کا ظہور ہوا، تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا: تم ان لوگوں کے پاس جاؤ، میں نے یمن کا بہترین لباس پہنا، ابوزمیل نامی راوی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک خوبصورت اور باوقار شخصیت کے مالک تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں ان لوگوں کے پاس آیا، تو ان لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ کو خوش آمدید! یہ آپ نے کیسے کپڑے پہنے ہوئے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم مجھ پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو؟ حالانکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عمدہ لباس پہنتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوزمیل نامی راوی کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

فتنہ خوارج

جنگ صفین کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس جنگ میں جب حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین صلح ہوئی تو باغیوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ ان کے ایک گروہ نے حضرت علی سے علی الاعلان علیحدگی اختیار کر لی اور ان دونوں صحابہ کو معاذ اللہ کافر قرار دے کر ان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے انہیں بہت سمجھایا لیکن یہ کسی طرح نہیں مانے۔ انہوں نے مسلم آبادیوں پر حملے شروع کر دیے۔ اس پر حضرت علی نے ان کے خلاف کاروائی کی جس سے ان کا زور ٹوٹ گیا۔ بعد میں اسی گروہ نے سازش کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

خوارج سے متعلق بھی بعض سوالات تاریخ کے ایک طالب علم کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں جو کہ یہ ہیں:

1. خوارج کیسے پیدا ہوئے اور باغی جماعت میں گروپنگ کیسے ہوئی؟

2. خوارج کا نقطہ نظر کیا تھا؟

3. حضرت علی نے خوارج سے کیا معاملہ کیا؟

4. خوارج سے جنگ کے نتائج کیا نکلے؟

اب ہم ان سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خوارج کیسے پیدا ہوئے اور باغی جماعت میں گروپنگ کیسے ہوئی؟

خوارج (واحد خارجی) کے بارے میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ ان کی اپنی کوئی کتب موجود نہیں ہیں کیونکہ باقاعدہ کتب لکھے جانے کے زمانے (767/150 کے بعد) تک وہ ختم ہو چکے تھے۔ ان کے آغاز کے بارے میں زیادہ تر تفصیلات کا ماخذ وہی ابو مخنف ہے جو تاریخ طبری میں مسلسل ہمارے ساتھ ہے۔ یہ بات بہرحال معلوم و معروف ہے کہ ان کے بہت سے گروپ ہو گئے تھے جن میں سے ایک گروپ جو "اباضیہ" کہلاتا ہے، اب تک موجود ہے۔ اباضی خود کو خوارج سے الگ قرار دیتے ہیں اور یہ عمان، لیبیا اور الجزائر میں موجود ہیں۔ ان کی کتب میں بھی ہمیں خوارج کے ارتقاء سے متعلق کچھ زیادہ تفصیلات نہیں مل سکی ہیں۔ اس وجہ سے اس سلسلے میں کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے۔

خوارج کے بارے میں جو روایات طبری میں بیان ہوئی ہیں، ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے سے باغی تحریک کا حصہ بن گیا تھا۔ یہ لوگ "قراء" کہلاتے تھے۔ قراء کا لفظ ان لوگوں کے بارے میں بولا جاتا ہے جو خاص کر قرآن مجید کی قراءت کا فن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت عابد و زاہد قسم کے لوگ تھے اور نماز روزہ کے معاملے میں بڑے تشدد سے کام لیتے تھے۔ سجدوں کی کثرت سے ان کی پیشانیوں پر سیاہ نشان بن گئے تھے۔ عام طور پر ایسا ہو جاتا ہے کہ جو لوگ عبادت گزاری میں شدت پسند بن جائیں، وہ عام طور پر ان لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں، جو دنیاوی کاموں میں مشغول ہوں۔ یہ رویہ جب پختگی اختیار کر جائے تو ایسے لوگ بات بات پر دوسروں کو جھڑکتے ہیں، ان پر کفر، فسق اور گمراہی کے فتوے عائد کرتے ہیں اور اپنے سوا سب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ انگریزی میں ایسے لوگوں کے لیے اور کے محاورے موجود ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اہل مغرب کے ہاں بھی پائے جاتے ہیں۔

خوارج سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث بھی صحیح بخاری و مسلم میں نقل ہوئی ہیں۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

ابو سلمہ اور عطاء بن یسار، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حروریہ (حرورہ کے خوارج) کے متعلق پوچھا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ حروریہ کیا چیز ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "اس امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے (یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے

پیدا ہوں گے۔ آپ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھیں گے۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر اس طرح کہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے اور شکاری اپنے تیر اور اس کے پھل کو اور اس کے پروں کو دیکھتا ہے اور شک کرتا ہے کہ اس میں کچھ خون تو لگا ہوا ہے یا نہیں۔"

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: "اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لیجیے۔" آپ نے فرمایا: "تمہاری خرابی! اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔" آپ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دیجیے۔ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ آپ میں سے کوئی شخص، ان کی نماز کے مقابلے میں اپنی نماز کو حقیر سمجھے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور اس کے پروں کو دیکھا جائے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے۔ پھر اس (تیر کے) پھل کو دیکھا جائے تو معلوم نہیں ہوتا ہے (کہ یہ شکار کے اندر سے گزرا ہے) حالانکہ وہ خون اور گوبر سے ہو کر گزرا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کا ایک ہاتھ یا ایک چھاتی، عورت کی چھاتی کی طرح ہوگی۔ یا فرمایا کہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگی اور ہلتی ہوگی۔ یہ لوگوں میں خانہ جنگی کے وقت نکلیں گے۔" ابوسعید کہتے ہیں: "میں گواہی دیتا ہوں کہ جب حضرت علی نے ان لوگوں کو قتل کیا تو میں ان کے پاس تھا۔ اس وقت (ان کے سامنے) ایک شخص اسی صورت کا لایا گیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: "ان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو آپ پر صدقات کے بارے میں طعنہ زنی کرتے ہیں۔"[1]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خوارج کا یہ سیلف رائچس گروپ عہد رسالت میں بھی موجود تھا۔ ان لوگوں کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ بہت زیادہ عبادات کرتے تھے اور اس بنا پر ایک نوعیت کے تکبر کا شکار تھے۔ یہ خود کو اتنا حق پرست سمجھتے تھے کہ اپنے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ ناانصافی کرنے والا سمجھتے تھے۔ تاہم آپ نے اس وجہ سے ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی کہ اب تک انہوں نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان خوارج کے کچھ ساتھیوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض جرائم کی وجہ سے سزائیں دی تھیں، جس کے سبب یہ آپ کے خلاف ہو گئے تھے۔ موجودہ دور کے لیبیا کے اباضی عالم سلیمان البارونی نے عبداللہ بن اباض (خوارج کی ایک پارٹی کے لیڈر، جن کے نام سے اباضی فرقہ موسوم ہے) کا عبدالملک بن مروان ایک خط اپنی کتاب "مختصر تاریخ الاباضیہ" میں نقل کیا ہے۔ اس خط میں ابن اباض نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق لکھا ہے:

پھر انہوں (عثمان) نے ایسے نئے امور ایجاد کیے، جب پر ان کے پہلے دو ساتھیوں (ابوبکر و عمر) نے عمل نہ کیا تھا اور نہ ہی ان لوگوں نے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا تھا۔ جب اہل ایمان (یعنی باغیوں) نے ان نئی باتوں کو دیکھا تو ان (عثمان) کے پاس آئے اور ان سے بات کی اور انہیں کتاب اللہ اور پہلے سے چلی آ رہی سنت کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر انہوں نے ان پر سختی کی کہ وہ انہیں اللہ کی آیات کی طرف توجہ کیوں دلاتے ہیں اور انہیں قوت سے پکڑا۔ ان میں سے جسے چاہا، مارا اور

جسے چاہا جیل میں ڈال دیا یا پھر جلاوطن کر دیا۔[2]

ان باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ نے کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف یاددہانی کی وجہ سے ان کے خلاف کاروائی کی تھی حالانکہ اگر آپ ایسے ہوتے تو پھر اس وقت زیادہ شدت سے کاروائی کرتے جب ان باغیوں نے مدینہ کے گرد گھیرا ڈالا تھا۔ اس کے برعکس آپ نے ہمیشہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیے رکھا، یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں جان دے دی مگر ان کے خلاف کاروائی نہ کی۔ عبداللہ بن اباض کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کی بغاوت کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے بعض ساتھیوں کو سزا دی تھی۔ بہر حال یہ گروہ باغیوں کا حصہ بنا رہا اور جنگ جمل اور جنگ صفین میں ان کے ساتھ شریک رہا۔ اس وقت تک ان کی کوئی علیحدہ شناخت نہیں تھی بلکہ یہ اسی باغی تحریک کا حصہ تھا۔ جنگ صفین میں جب صلح کی گفت وشنید ہونے لگی تو یہ منظر عام پر آئے۔ ظاہر ہے کہ کوئی گروہ ایک دم نہیں بن جاتا۔ یہ گروہ بھی ایک دم ہی نہیں بنا ہوگا بلکہ طویل عرصے سے اس کی منصوبہ بندی کی جارہی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغی پارٹی کے اندر ایک پارٹی تھی جو الگ سے موجود تھی لیکن جنگ صفین کے خاتمے پر ظاہر ہوگئی۔ بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ باغیوں کے اندر یہ تقسیم خفیہ طور پر جنگ جمل کے بعد ہی وجود میں آگئی تھی۔ سیف بن عمر کی روایت کے مطابق جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد بصرہ کے خزانے سے فوجیوں کو تنخواہ دی تو انہی باغیوں کو سخت ناگوار گزرا کیونکہ وہ خود پورے مال پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ ایک راوی راشد کا بیان ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصول تھا کہ وہ کسی بھاگتے ہوئے اور زخمی کو قتل نہ کرتے تھے، نہ کسی کا پردہ فاش کرتے تھے اور نہ کسی کا مال لیتے تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا: "یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان لوگوں کا خون تو ہمارے لیے حلال ہے اور ان کا مال حرام۔" حضرت علی نے یہ سن کر فرمایا: "یہ تمہارے بھائی ہیں۔ جس نے ہم سے تعرض نہ کیا (یعنی غیر جانبدار رہا)، وہ ہمارا حصہ ہے اور ہم اس کا حصہ ہیں۔ جو شخص ہمارے مقابلے میں قتل ہوا، وہ ہماری جانب سے ابتداء کے باعث ہوا، اس لیے ان کے مال کا خمس (5/1) نہیں لیا جا سکتا۔" اسی وقت سے وہ لوگ، جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔[3]

مالک الاشتر کی اس تقریر سے پارٹی کے اندر اس پارٹی کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تقریر موصوف نے انہی خارجیوں کے سامنے کی تھی:

تم لوگوں کو دھوکہ دیا گیا اور واللہ! تم دھوکے میں مبتلا ہو گئے۔ تمہیں (صفین میں) جنگ بندی کی دعوت دی گئی، تم نے فریب میں آکر اسے قبول کر لیا۔ اے سیاہ پیشانیوں والو! ہم تو تمہاری نمازیں دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تمہیں دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ تم جو یہ عبادات کر رہے ہو، اللہ عزوجل کی ملاقات کے شوق میں کر رہے ہو، لیکن اب تمہارے فرار سے یہ ظاہر ہوا کہ تم دنیا کی طلب میں موت سے بھاگنا چاہتے ہو۔ افسوس صد افسوس! اے بڑے بڑے جبے پہننے والو! آج کے بعد تم ہمیشہ دوراہیوں پر چلتے رہو گے اور ایک رائے پر کبھی متفق نہ ہو گے۔ تم بھی ہمارے سامنے سے اسی طرح دفع ہو جاؤ جیسے ظالم قوم (یعنی اہل شام) دور ہو گئی ہے۔[4]

ابو مخنف نے بڑا زور لگایا ہے کہ جنگ صفین میں صلح کے "جرم" کا سارا ملبہ اسی خارجی پارٹی پر ڈال دیا جائے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنی تقاریر اور خطوط سے واضح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بھی صلح چاہتے تھے اور آپ کی جنگ صفین میں شرکت

کا مقصد ہی یہ تھا کہ ان باغیوں کو کنٹرول کیا جائے۔ ابو مخنف کا کہنا یہ ہے کہ خارجیوں کے لیڈر مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین الطائی نے حضرت علی سے بڑی بدتمیزی کی اور کہا:

علی! جب تمہیں کتاب اللہ کی دعوت دی جا رہی ہے، تم اسے قبول کرو ورنہ ہم تمہیں اور تمہارے مخصوص ساتھیوں کو انہی لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں گے۔ یا پھر جو سلوک ہم نے (عثمان) ابن عفان کے ساتھ کیا، وہی تمہارے ساتھ کریں گے (یعنی تمہیں قتل کر دیں گے۔)[5]

اگر یہ روایتیں درست ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ خوارج کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوئی حیثیت نہ تھی اور وہ اپنے زہد وتقویٰ کے زعم میں ان جلیل القدر صحابہ کو بھی اپنے سامنے کچھ نہ سمجھتے تھے۔ بہر حال ابو مخنف ان خوارج کے خلاف بھی متعصب ہے کیونکہ باغیوں کے ان دونوں فرقوں میں بعد میں زبردست نفرت پیدا ہوئی۔

خوارج کا نقطہ نظر کیا تھا؟

ابو مخنف کی روایت کے مطابق ان خوارج کی بغاوت کی بنیاد ان کا یہ نقطہ نظر تھا کہ قرآن مجید کے مطابق باغیوں سے اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لیں یا پھر بالکل ہی ختم نہ ہو جائیں۔ حضرت علی نے چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے صلح کر لی تھی، اس وجہ سے انہوں نے قرآن کی خلاف ورزی کی۔ قرآن کی خلاف ورزی کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما، معاذ اللہ دونوں ہی کافر ہو گئے۔ ان خوارج نے جس آیت کی بنیاد پر اپنے نقطہ نظر کی بنیاد رکھی تھی، وہ یہ ہے:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروا دیا کیجیے۔ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے کے خلاف سرکشی کرے تو اس سرکشی کرنے والے سے جنگ کیجیے یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ گروہ پلٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کروا دیجیے۔ اور انصاف کیا کیجیے کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (الحجرات 9:49)

خوارج اس آیت کا مطلب یہ اخذ کرتے تھے کہ جو گروہ بغاوت کرے، اس سے جنگ کرنا قرآن کی رو سے فرض ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور کرنا جائز نہیں ہے بلکہ قرآن کی مخالفت کی وجہ سے کفر ہے۔ چونکہ معاویہ نے بغاوت کی تھی، اس وجہ سے علی پر لازم تھا کہ وہ ان سے جنگ کرتے۔ اب چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ دو فیصلہ کرنے والے حکم مقرر کر دیے ہیں، اس وجہ سے انہوں نے حکم قرآنی کی خلاف ورزی کی ہے جس کے باعث وہ نعوذ باللہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس حضرت علی اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کا موقف یہ تھا کہ حکم مقرر کرنا اس آیت کریمہ میں صلح کروانے کے حکم سے متعلق ہے اور حضرت علی نے اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔

خوارج کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ قرآن کے ایک حکم کی خلاف ورزی بھی گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔اس کے برعکس عام مسلمانوں کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا گناہ گار ضرور ہوتا ہے مگر کافر نہیں ہوتا۔خوارج اسی نقطۂ نظر کی بنیاد پر کثرت سے مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ عائد کیا کرتے تھے۔بہت مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ وہ اپنے کسی لیڈر کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کفر کا مرتکب قرار دے دیا کرتے تھے۔اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ان کی اپنی جماعت فرقوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔[6] اسی وجہ سے آپس میں لڑنے لگے اور بالآخر روئے زمین ان کے وجود سے خالی ہوگئی۔

آیت کریمہ پر غور کیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ٹھیک ٹھیک اس آیت پر عمل کیا تھا اور وَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا کے تحت اصلاح کی کوشش کی تھی۔آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو انہیں قائل کرنے کے لیے بھیجا اور پھر خود تشریف لے گئے لیکن خوارج نے آپ کی کسی وضاحت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔اس کی وجہ یہی تھی کہ یہ حضرات کسی طرح ماننا ہی نہ چاہتے تھے اور ہر صورت میں فتنہ و فساد پھیلانا چاہتے تھے۔

یہ بالکل اس کہانی کا سا معاملہ تھا جس میں ایک بھیڑیے نے پانی پیتے ہوئے ایک بھیڑ کے بچے کو دیکھا تو اسے کھانے کی ٹھانی۔کہنے لگا:"تم پانی گندا کر کے میری طرف کیوں بھیج رہے ہو؟" اس نے جواب دیا:"جناب!پانی تو آپ کی طرف سے آرہا ہے۔" بھیڑیا بولا:"تم نے مجھے پچھلے سال گالیاں کیوں دی تھیں؟" اس نے جواب دیا:"جناب!میری عمر تو ابھی چھ ماہ ہے۔" بھیڑیا بولا:"پھر تمہاری ماں ہوگی جس نے مجھے گالیاں دی ہوں گی۔" یہ کہہ کر اس نے بھیڑ کے بچے پر حملہ کر دیا اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا۔خوارج کا معاملہ بھی یہی تھا۔انہوں نے چونکہ فتنہ و فساد کی ٹھان رکھی تھی،اس وجہ سے وہ کسی بھی دلیل سے قائل نہیں ہونے والے تھے اور انہوں نے ہر صورت میں کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جنگ کرنا تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ان کے مقابلے پر کوئی بھیڑ کا بچہ نہیں تھا بلکہ شیر خدا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

خوارج دیگر باغیوں سے الگ کیوں ہوئے؟اس پر ہمیں تاریخ کی کتب میں سے کچھ نہیں مل سکا۔یہ محسوس ہوتا ہے کہ باغیوں کے مابین مفادات کی جنگ ہوگئی ہوگی،جس کی وجہ سے یہ الگ ہو گئے۔اس کے بعد انہوں نے اپنا فلسفہ گھڑ لیا۔مزاج کے اعتبار سے چونکہ یہ بالکل ہی اکھڑ قسم کے متکبر بدو تھے،اس وجہ سے انہوں نے کسی چالبازی کی بجائے سیدھی سیدھی خودکش جنگ چھیڑی اور اس میں اجتماعی خودکشی کر لی۔

حضرت علی نے خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ابو مخنف نے جو واقعات بیان کیے ہیں،ان کے مطابق خوارج کے کچھ سرکردہ لیڈر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے مطالبہ کیا کہ آپ نے معاویہ سے صلح کا معاہدہ کر کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔اس پر توبہ کیجیے اور جنگ دوبارہ شروع کیجیے۔ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔حضرت علی نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم معاہدہ کر چکے ہیں،جس کی خلاف ورزی کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔اس پر ان خوارج نے کہا کہ اگر آپ اس معاہدہ کرنے کے گناہ سے توبہ نہ کریں گے تو ہم آپ سے جنگ کریں گے۔یہ کہہ کر وہ "لا حکم الا للہ" کا نعرہ لگاتے چلے گئے۔[7]

اس وقت تک خوارج عام مسلمانوں میں مل جل کر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے کھڑے ہوئے تو مسجد کے مختلف کونوں سے "لا حکم الا اللہ" کی صدائیں بلند ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں اپنی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ اکبر! یہ ایک حق کلمہ (لا حکم الا اللہ) ہے جس کے ذریعے باطل کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ جب تک آپ لوگ ہمارے ساتھ ہیں، میری جانب سے آپ کے لیے تین فیصلے ہیں: اول یہ کہ ہم آپ کو اس وقت تک مسجد میں آنے سے نہ روکیں گے، جب تک آپ مسجد میں اللہ کا ذکر کرتے رہیں گے۔ (دوسرے یہ کہ) جب تک آپ ہمارا ساتھ دیں گے، ہم مال غنیمت کو بھی آپ سے نہ روکیں گے۔ (تیسرے یہ کہ) جب تک آپ ہم سے جنگ کی ابتدا نہ کریں گے، ہم آپ سے جنگ نہیں کریں گے۔[8]

یہ روایت طبری نے ابو مخنف کے علاوہ اور ذرائع سے بھی بیان کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پالیسی یہی تھی۔ جب فیصلے کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تو خوارج نے باہمی مشورے سے عبداللہ بن وہب الراسبی کو اپنا امیر بنا لیا۔ ان کے نزدیک یہ شخص پانچواں خلیفہ راشد کہلاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی قوت کو منظم کر کے مدائن کا رخ کیا جو کوفہ کے شمال میں واقع ہے۔ یہاں ان کی مدائن کے گورنر سعد بن مسعود سے جھڑپ بھی ہوئی اور اس کے بعد یہ نہروان کے علاقے میں اکٹھے ہو گئے۔ بصرہ کی خارجی جماعت بھی ان سے آملی۔

اس دوران باغی تحریک کے بقیہ عناصر شام پر دوبارہ حملے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ بقول ابو مخنف کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو خطوط بھی لکھے اور انہیں شام پر حملے کی ترغیب دی لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی کا جو کردار ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ آپ کے نزدیک اہل شام کا مقابلہ، ان باغیوں کے مقابلے سے زیادہ اہم تھا۔ یقینی طور پر باغی عناصر ہی شام پر حملہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے عزائم میں اب بھی سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ابو مخنف ہی کا بیان ہے کہ بہت کم لوگ شام پر حملے کے لیے تیار ہوئے۔ بالآخر غلاموں، آزاد کردہ غلاموں اور بالکل ہی نوجوان لڑکوں کو ملا کر 57000 کا لشکر تیار ہوا۔[9]

اس دوران خارجیوں نے جنگی کارروائیاں شروع کر دیں۔ انہوں نے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور ان سے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں رائے طلب کی۔ انہوں نے ان سب حضرات کی تعریف کی تو انہیں شہید کر دیا۔ ان کے ساتھ ان کی ایک لونڈی بھی تھی جو حاملہ تھی۔ اسے شہید کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ان خوارج کے زہد و تقویٰ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انسان کا قتل ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا لیکن بقیہ معاملات میں یہ بڑے محتاط تھے۔ ایک جگہ ایک درخت سے کھجور گری تو ایک خارجی نے اسے منہ میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھی نے ٹوکا کہ یہ کھجور لینا تمہارے لیے حرام ہے۔ اس نے منہ سے کھجور نکال پھینکی اور اپنا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ ایک جگہ ایک غیر مسلم کا خنزیر چرتا دیکھا تو اسے ایک خارجی نے مار دیا۔ دوسروں نے اسے تنبیہ کی تو اس نے جا کر اس کے مالک سے معافی مانگی۔[10] اس کردار کے لوگ اب بھی ہمارے ہاں نظر آتے ہیں جو انسانوں کے قتل کو تو بڑا مسئلہ نہیں سمجھتے لیکن چھوٹے چھوٹے معاملات میں زہد و تقویٰ کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن خباب کی شہادت کا سن کر حضرت علی نے ان خوارج کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں ایک فوج خوارج کی طرف بھیجی۔ انہوں نے بھی براہ راست حملہ کرنے کی بجائے پہلے خوارج کو دعوت دی کہ وہ قاتلین کو ان کے حوالے کریں اور توبہ کر کے مسلمانوں سے آملیں لیکن خوارج نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن یہ کسی طرح نہ مانے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سفید جھنڈا کھڑا کر کے اعلان کیا کہ جو شخص جنگ کیے بغیر اس جھنڈے کے نیچے آجائے، اسے امان حاصل ہوگی اور جو یہاں سے نکل کر کوفہ یا مدائن چلا جائے، اسے بھی امان حاصل ہوگی۔ متعدد خوارج نے اس آفر سے فائدہ اٹھا کر امان حاصل کی۔ خوارج کی کل تعداد محض چار ہزار تھی جن میں سے اب 2800 آدمی عبداللہ بن وہب الراسبی کے ساتھ رہ گئے تھے۔ انہوں نے جان توڑ کر جنگ کی لیکن بالآخر مارے گئے۔[11]

جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے چار سو زخمیوں کی مرہم پٹی کروائی اور انہیں ان کے قبائل میں بھیج دیا۔ آپ نے ان کا مال واسباب بھی واپس کر دیا۔ اس سے زیادہ اچھا سلوک شاید ہی کسی نے باغیوں سے کیا ہوگا۔

اس کے بعد مین اسٹریم باغی لیڈروں نے ایک مرتبہ پھر شام پر حملے کا ارادہ کیا اور فوج کو لشکر گاہ میں مقیم رہنے کی ہدایت کی لیکن لوگ اہل شام کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے چنانچہ وہ آہستہ آہستہ کھسکنا شروع ہو گئے اور چند سرداروں کے سوا لشکر گاہ خالی ہو گئی۔[12] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ اہل شام کو مسلمان سمجھتے تھے اور ان باغیوں کے لیے شامیوں سے جنگ کو درست نہ سمجھتے تھے۔ ابو مخنف نے اپنے الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہلوا کر ان لوگوں کو بڑی لعن طعن کی ہے اور ان کا نوحہ کہا ہے کیونکہ انہی لوگوں کی وجہ سے باغی پارٹی کا مشن ناکام ہو گیا تھا۔

خوارج سے جنگ کے نتائج کیا نکلے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع میں خوارج سے جنگ کرنے سے پرہیز کیا تھا، اس کی وجہ وہی تھی کہ جنگ کے نتیجے میں ان کے قبائل بغاوت نہ کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے خوارج کو آخر تک ڈھیل دی اور جب کسی طرح ان کا معاملہ نہ سلجھا، تو ان سے جنگ کی۔ بہر حال جنگ کا نتیجہ وہی نکلا جس سے آپ بچنا چاہ رہے تھے۔ طبری نے شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو ایک بہت بڑی جماعت آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئی اور گردونواح میں ہر جانب بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ بنو ناجیہ بھی مخالف بن گئے، اہل اہواز نے بھی بغاوت کر دی، بصرہ میں ابن الحضرمی نے پہنچ کر ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور ذمیوں نے بھی خراج دینے سے انکار کر دیا۔ ایرانیوں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، جو وہاں کے گورنر تھے، نکال باہر کیا۔ حضرت علی نے ابن عباس رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ (حضرت معاویہ کے بھائی) زیاد (بن ابی سفیان) کو ایران روانہ کر دو۔ حضرت ابن عباس کوفہ سے بصرہ آئے اور زیاد کو ایک بڑا لشکر دے کر ایران روانہ کیا۔ زیاد نے اہل ایران کو خوب روندا اور انہوں نے بالآخر خراج ادا کیا۔[13]

اگر ہم اس قبائلی ماحول کا تصور کریں تو اس سے بات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ یہ روایت دنیا بھر کے قبائلی معاشروں میں عام

ہے کہ ہر قیمت پر اپنے قبیلے کے آدمی کا ساتھ دینا ہے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر۔ چنانچہ ہم اپنے دور میں بھی دیکھتے ہیں کہ لوگ کوئی
جرم جیسے قتل، اغوا وغیرہ میں ملوث ہوتے ہیں اور پھر اپنے قبیلے میں جا کر پناہ لے لیتے ہیں۔ پولیس اگر ان کے خلاف کوئی اقدام کرتا
چاہے تو پورا قبیلہ ہی اس ملزم کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پولیس، عدالت اور دیگر حکومتی اداروں پر دباؤ ڈال کر تفتیش کا رخ
کسی اور جانب پھیرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قبائل تو کیا، موجودہ دور کی سیاسی پارٹیوں کا معاملہ بھی یہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ
جرم کرتے ہیں اور عدالتیں انہیں سزا سناتی ہیں لیکن پارٹی کے کارکن عدالت کا گھیراؤ کر کے اس کے فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہونے
دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں باغیوں کے خلاف کاروائی نہ کی تھی کہ کہیں ان کے قبائل ان کی
حمایت میں اٹھ نہ کھڑے ہوں۔ پھر ان کے ایک گروہ "خوارج" نے حضرت علی کے خلاف بھی بغاوت کر دی اور لوگوں کی جان و
مال کے لیے خطرہ بن گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف کاروائی کی تو ان کے قبائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے
بعد یہ خوارج ہی تھے جنہوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اس کی تفصیل ہم بعد میں بیان کریں گے۔

خوارج کی مختلف پارٹیاں بنو امیہ اور بنو عباس کے زمانوں میں مسلسل بغاوت کرتی رہیں۔ تاریخ میں خوارج کی متعدد بغاوتوں کو
ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں متعدد بغاوتیں کیں جن میں 57/677 کی بغاوت کافی بڑی تھی۔
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ان کے ساتھ آ ملے لیکن جلد ہی انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے
بغض کا اظہار کیا تو ابن زبیر نے ان سے براءت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ان خوارج نے مغربی ایران کے مختلف علاقوں کو اپنا مرکز بنا
لیا اور پہاڑوں میں چھپ کر گوریلا جنگ جاری رکھی۔ یہاں سے یہ شہروں پر حملہ کر کے لوٹ مار کرتے۔ انہوں نے 65/684 میں
انہوں نے پھر بغاوت کی جسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرو کیا۔ 68/687 میں انہوں نے ایران میں بغاوت برپا کر دی
جسے مصعب بن زبیر نے فرو کیا۔ 72/691 میں انہوں نے عبدالملک بن مروان کے خلاف بغاوت کی۔[14]

خوارج کا نقطہ نظر یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا کافر ہے۔ جو شخص بھی ان کے خیال میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا،
اسے یہ بلا تکلف کافر قرار دے کر اس سے جنگ شروع کر دیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک سوائے ان کے گروپ کے، پورا عالم
اسلام کافر تھا۔ یہ اپنے ساتھیوں کو بھی معاف نہ کرتے تھے بلکہ ذرا سی غلطی پر انہیں بھی کافر قرار دے دیا کرتے تھے۔ اس طرح ان
کی جماعت مختلف گروپوں میں تقسیم ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے تک ان کے بہت سے فرقے بن چکے
تھے جن میں ازارقہ، صفاریہ اور اباضیہ نمایاں تھے۔ اباضیہ کے سوا یہ سب بار بار حکومت کے خلاف بغاوت کرتے رہے، جس کی وجہ
سے ان کی قوت کمزور پڑ گئی اور دو صدیوں کے اندر اندر یہ فرقہ ختم ہو گیا۔ اباضیہ نسبتاً اعتدال پسند تھے اور جنگ و جدال سے پرہیز
کرتے تھے، اس وجہ سے یہ باقی رہے اور آج تک یہ موجود ہیں۔

[1] بخاری۔ کتاب استتابۃ المرتدین۔ حدیث 6532 and 6534۔ [2] ابو الربیع سلیمان البارونی مختصر تاریخ الاباضیہ ص 24۔ www.scribd.com (ac 3, Oct 2011) [3] طبری۔ 3/2۔160۔ [4] ایضاً۔ 3/2۔244۔ [5] ایضاً۔ 3/2۔243 [6] Fazal ur Rahman. Revival and Reform in Islam. P 36. London: One World Publications (2006) [7] طبری۔ 3/2۔269۔ [8] ایضاً۔ 3/2۔270 [9] ایضاً۔ 3/2۔277 [10] ایضاً۔ 3/2۔280 [11] ایضاً۔ 3/2۔285 [12] ایضاً۔ 3/2۔290 [13] ایضاً۔ 3/811 [14] ایضاً۔

واقعہ تحکیم

واقعہ تحکیم تاریخ صحابہ کا نہایت ہی مبارک واقعہ ہے جس کی بدولت مسلمانوں میں خونریزی رک گئی اور وہ ایک نتیجے پر پہنچ گئے لیکن اس واقعے کو باغیوں کو سخت نقصان پہنچا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں اتفاق رائے کا پیدا ہو جانا ان کی موت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان باغیوں نے واقعہ تحکیم کی ایسی مکروہ تصویر پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ظاہر ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم دشمنی تھی اور ان کا کردار ہمارے دور کے دنیادار سیاستدانوں سے مختلف نہ تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ تاریخ طبری میں جنگ صفین کی طرح واقعہ تحکیم کی بھی کل روایات بھی ابومخنف ہی کی روایت کردہ ہیں۔ ان صاحب کے بارے میں یہ بات معلوم ومعروف ہے کہ وہ انہی باغیوں کے ساتھی ہیں۔

فیصلہ کرنے والے کون تھے اور ان کا تعین کیسے ہوا؟

فیصلہ کرنے کے لیے جن دو حضرات کے نام پر مسلمانوں کا اتفاق ہوا، وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان دونوں حضرات کی جلالت شان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان دونوں حضرات کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظامی عہدے دیے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری پہلے تینوں خلفائے راشدین کے دور میں مختلف علاقوں کے گورنر رہے اور حضرت عثمان کی شہادت کے وقت آپ کوفہ کے گورنر تھے۔ آپ ایسے صائب الرائے تھے کہ طویل عرصہ حکومتی امور چلاتے رہے۔ آپ کی روایت کردہ احادیث سے آپ کے فہم دین ودنیا کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تحکیم کی روایات میں انہیں معاذ اللہ ایک بے وقوف شخص کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

دوسری طرف حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایسی ہستی ہیں جن پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتماد فرمایا۔ آپ نے حضرت عمرو کو کئی لشکروں کا امیر بنایا اور انہیں عمان کا گورنر مقرر فرمایا۔ اسی طرح آپ نے حضرت ابوموسیٰ کو یمن کے علاقے عدن کا گورنر مقرر فرمایا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے: ''اے عمرو! آپ صاحب رائے ہیں اور اسلام کے معاملے میں ہدایت یافتہ ہیں۔''[1] اور فرمایا: ''عمرو بن عاص قریش کے صالح لوگوں میں سے ہیں۔''[2]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ابومخنف اور ان کی قبیل کے راویوں نے دنیا پرست ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے برعکس آپ کی دنیا سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم کا سربراہ بنا کر بھیجا اور فرمایا:

''عمرو! میں آپ کو ایک سمت میں بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھیں گے اور آپ کو مال غنیمت عطا فرمائیں گے اور اس مال سے ہم بھی آپ کو دیں گے۔'' انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں نے مال کے لالچ میں اسلام قبول نہیں کیا۔ میں تو جہاد کی رغبت اور آپ کی صحبت میں رہنے کے لیے مسلمان ہوا ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اے عمرو! صالح مال، صالح شخص کے لیے اچھا ہوتا ہے۔''[3]

عہد فاروقی میں حضرت عمرو ایک اعلیٰ پایہ کے منتظم اور جرنیل بن کر ابھرے۔ فلسطین اور مصر آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے۔

حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں آپ مصر کے گورنر رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ حضرت معاویہ سے جا ملے اور ان کی حکمت عملی نے باغی تحریک کو ناکوں چنے چبوائے۔

حضرت علی کی جانب سے بطور حکم (جج) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا گیا جو نہایت ہی جلیل القدر صحابی تھے اور جنگ صفین میں غیر جانبدار رہے تھے۔ ابو مخنف نے اپنی روایتوں میں یہ زور لگانے کی کوشش کی ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ سے خوش نہیں تھے اور مالک الاشتر کو حکم (فیصلہ کرنے والا) بنانا چاہتے تھے مگر آپ کے ساتھیوں نے آپ کو مجبور کر کے انہی کو مقرر کروا دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بھی حکم بننے پر خوش نہ تھے۔

سوال یہ ہے کہ اوپر بیان کردہ روایت میں یہ شرط طے کی گئی تھی: "آپ اپنے میں سے ایک ایسا شخص فیصلے کے لیے متعین کیجیے جس پر ہم راضی ہوں اور ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیتے ہیں (جس پر آپ راضی ہوں۔)" مالک الاشتر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کس طرح قبول کر سکتے تھے جبکہ یہی قاتلین عثمان کا سربراہ تھا۔ دوسری طرف اگر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ویسے ہی تھے، جیسا کہ روایات میں بیان کیا گیا ہے، تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قبول کیوں کر لیا؟ حکم کے لیے یہ شرط طے کی گئی تھی کہ وہ غیر جانبدار ہوں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ غیر جانبدار نہیں تھے بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے سربراہ تھے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی امانت و دیانت پر اعتماد نہ ہوتا، تو انہیں کیسے بطور حکم کے قبول کر لیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو ان دونوں جلیل القدر صحابہ پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر یہ باغی چاہتے تھے کہ ان کا لیڈر مالک الاشتر حکم بنے تا کہ ان کے مفادات پورے ہوں۔ جب ایسا نہ ہو سکا تو انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی کردار کشی کی بھرپور کوشش کی۔ اس کے برعکس بلاذری کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ دونوں ہی ان دونوں حضرات سے راضی تھے۔

معاویہ نے کہا: "میں عمرو کو نامزد کرتا ہوں۔" علی نے کہا: "میں ابو موسیٰ اشعری کو نامزد کرتا ہوں۔" وہ دونوں ان کے ناموں پر راضی ہو گئے۔ اس بات پر ایک معاہدہ تحریر کیا گیا جس پر دونوں لشکروں کے دس دس افراد نے بطور گواہ دستخط کیے۔"[9]

صلح کا معاہدہ کیا تھا؟

ابو مخنف نے صلح کا معاہدہ بھی نقل کیا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ یہ کام انہوں نے ٹھیک کیا ہے کیونکہ بلاذری نے دیگر اسناد سے اس معاہدے کا متن دیا ہے۔ معاہدے کے الفاظ یہ تھے:

یہ وہ معاہدہ ہے جو علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم کیا ہے۔ علی کا فیصلہ اہل عراق اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو لوگ ان کی جماعت میں سے ہیں یا عام مومنین میں سے ان کے ساتھ ہیں۔ معاویہ کا فیصلہ اہل شام اور ان صاحب ایمان لوگوں پر نافذ ہوگا جو معاویہ کے ساتھ ہیں۔ ہم اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے علاوہ ہمیں کوئی فیصلہ قبول نہ ہوگا۔ اللہ عزوجل کی کتاب میں اول تا آخر جو کچھ بھی موجود ہے، ہم اس پر عمل کریں گے۔ جس چیز کے احیاء کا یہ کتاب

حکم دیتی ہے اسے رائج کریں گے اور جس چیز کے ختم کرنے کا حکم دیتی ہے، اسے ختم کر دیں گے۔ دونوں حکم یعنی دونوں ثالث یعنی عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص القرشی کتاب اللہ میں جو حکم پائیں گے، اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ اگر اس معاملہ میں کتاب اللہ میں یہ دونوں کوئی حکم نہ پائیں تو اس سنت پر عمل پیرا ہوں گے جو عدل و انصاف پر مبنی ہوگی اور جس پر سب کا اتفاق ہوگا اور کسی کو اس سے اختلاف نہ ہوگا۔

دونوں حکم علی اور معاویہ اور ان کے لشکروں سے عہد و پیمان لیں گے، اسی طرح دیگر معتبر لوگوں سے بھی وعدہ لیں گے کہ ان دونوں کی جان و مال محفوظ رہے گی۔ جو فیصلہ یہ دونوں کریں گے، اس پر تمام امت ان کی معاون و مددگار ہوگی۔ دونوں فریقوں کے مسلمانوں پر اللہ کے نام پر یہ عہد لازم ہوگا کہ جو کچھ اس معاہدہ میں تحریر ہے، وہ ہمیں قبول ہے اور ہم نے ان دونوں ثالثوں کا فیصلہ تمام مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے۔ یہ سب لوگ ہتھیار اتار کر رکھ دیں گے اور سب لوگوں کو امن حاصل ہوگا۔ جہاں چاہیں، وہ چلے جائیں، ان کی جان و مال اور اہل و عیال محفوظ رہیں گے۔ وہ تمام لوگ جو یہاں موجود ہیں اور جو غائب ہیں، سب لوگوں کو یہ امن حاصل ہوگا۔ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص پر اللہ کا یہ عہد و میثاق ہوگا کہ وہ اس امت کا فیصلہ کر دیں اور انہیں دوبارہ جنگ اور اختلاف میں مبتلا نہ کریں۔ یہ دوسری چیز ہے کہ کوئی ان کا فیصلہ قبول نہ کرے۔

اس معاہدے کی مدت رمضان تک ہوگی، اگر یہ دونوں حکم اس مدت کو بڑھانا چاہیں تو باہمی رضامندی سے بڑھا سکتے ہیں۔ اگر دونوں حکموں میں سے کسی ایک حکم کا انتقال ہو جائے تو اس کی پارٹی کا امیر اس کی جگہ دوسرا حکم مقرر کرے گا اور وہ شخص اہل عدل و انصاف میں سے منتخب کیا جائے گا۔ ان دونوں کے فیصلے کا مقام، جس میں وہ فیصلہ کریں گے، وہ جگہ ہوگی جو اہل کوفہ اور اہل شام کے درمیان واقع ہے۔ یہ دونوں حکم فیصلہ پر جن لوگوں کی گواہی لینا چاہیں، لے سکتے ہیں اور ان کی گواہی وہ اس فیصلہ پر تحریر کر دیں گے۔ یہ گواہ اس فیصلے کی ان لوگوں کے مقابلے میں حمایت کریں گے، جو اسے مٹانا چاہے یا اس کی مخالفت کرے۔ اے اللہ! ہم آپ سے اس شخص کے مقابلے میں امداد طلب کرتے ہیں، جو اس فیصلہ کو چھوڑ دے۔[5]

اہل تشیع کی کتاب اخبار الطوال کی روایت کے مطابق اس میں یہ الفاظ بھی موجود تھے:

عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) اور عمرو بن عاص نے علی اور معاویہ سے اللہ کے نام پر میثاق لیا ہے کہ یہ دونوں ثالثوں کے فیصلے پر راضی ہوں گے جو کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی بنیاد پر کیا جائے۔ ان دونوں (علی اور معاویہ) کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ ثالثوں کے فیصلے کو توڑ دیں اور اس کی خلاف ورزی کر کے کسی اور چیز کی طرف مائل ہوں۔[6]

معاہدے کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتنا مبارک معاہدہ تھا کہ اس کی بدولت مسلمانوں کی طاقت اکٹھی ہو رہی تھی۔ معاہدے کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہی کے دل میں اسلام کے بارے میں کس درجے کا خلوص پایا جاتا تھا۔ معاہدے کے آغاز میں هذا ما تقاضى عليه علي بن أبي طالب ومعاوية بن أبي سفيان، قاضى علي على أهل الكوفة ومن معهم من شيعتهم من المؤمنين والمسلمين، وقاضى معاوية على أهل الشام ومن كان معهم من المؤمنين والمسلمين کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ

عنہما ایک دوسرے کے ساتھیوں کو صاحب ایمان اور مسلمان سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد صحابہ نے بطور گواہ اس پر دستخط کیے اور اس معاہدے پر عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ابومخنف ہی کے بیان کے مطابق معاہدے کے بعد دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے جنگی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

باغیوں نے صلح کے اس معاہدے کے سلسلے میں کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جہاں اہل اسلام کے لیے یہ معاہدہ نہایت مبارک ثابت ہوا وہاں باغیوں کے لیے یہ معاہدہ موت کے مترادف تھا۔ ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ خود ابومخنف نے باغی تحریک کے لیڈر مالک الاشتر کی حالت کچھ یوں نقل کی ہے:

جب یہ معاہدہ تحریر کیا گیا تو اس کی گواہی کے لیے اشتر کو بھی طلب کیا گیا۔ اس نے کہا: ''اللہ کرے، یہ دایاں ہاتھ میرے پاس نہ رہے اور نہ میں اس بائیں ہاتھ سے کوئی نفع حاصل کر سکوں، اگر میں اس معاہدے پر دستخط کروں جو صلح کے نام پر تحریر کیا گیا ہے۔ کیا میں اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر نہیں ہوں اور میں اپنے دشمن کی گمراہی پر یقین رکھتا ہوں۔'' اشعث بن قیس، (جنہوں نے اس معاہدے کی تکمیل میں بنیادی کردار ادا کیا) بولے: "واللہ! تم نے نہ کوئی کامیابی دیکھی اور نہ کوئی ظلم دیکھا۔ ہمارے ساتھ آؤ، ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں۔" اشتر بولا: "کیوں نہیں ہے؟ واللہ! میں تم سے دنیا میں دنیا کی خاطر اور آخرت میں آخرت کی خاطر نفرت کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل نے میری اس تلوار کے ذریعے بہت سے افراد کا خون بہایا ہے اور تم میرے نزدیک ان سے بہتر نہیں ہو اور نہ ہی میں تمہارا خون حرام سمجھتا ہوں۔" عمارہ (راوی) کہتا ہے کہ میں نے اس شخص (اشعث) کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی ناک پر کوئلے رکھ دیے گئے ہوں، یعنی وہ (غصے سے) اتنی سیاہ تھی۔ [7]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کی اس معاہدے کے بارے میں کیا رائے تھی؟ اشعث بن قیس رحمہ اللہ نے چونکہ صلح کے اس معاہدے میں بنیادی کردار ادا کیا، اس وجہ سے وہ ان باغی راویوں کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے۔ انہی ابومخنف نے اپنے ساتھیوں سے نقل کیا ہے انہی اشعث نے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کر کے خارجی جماعت بنائی۔ ظاہر ہے کہ ان پر یہ تہمت اسی وجہ سے لگائی گئی ہے کہ وہ صلح میں پیش پیش تھے اور اس صلح کے ذریعے انہوں نے باغیوں کی لٹیا ڈبو دی تھی۔ خود ابومخنف ہی کی روایت میں یہ بات موجود ہے کہ اشعث بن قیس خوارج کے مقابلے میں پیش پیش تھے۔ [8]

اشعث کے باغی ہونے کو طبری نے اس سند سے بیان کیا ہے۔ فحدثني عبد الله بن أحمد، قال: حدثني أبي، قال: حدثني سليمان بن يونس بن يزيد، عن الزهري، اس سند کے بارے میں ہم کئی جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ سند کمزور ہے۔ یونس بن یزید الایلی کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا کہنا یہ ہے کہ یہ زہری سے منکر (انتہائی عجیب و غریب) قسم کی روایتیں کرتے ہیں۔ [9] پھر ایلی اس روایت کو ابن شہاب الزہری سے منسوب کرتے ہیں جو کہ اس واقعہ کے 21 برس بعد 58 / 677 میں پیدا ہوئے۔ اگر زہری نے واقعی یہ روایت بیان کی ہے تو عین ممکن ہے کہ انہوں نے یہ روایت کسی ایسے شخص سے سنی ہو جو کہ باغی تحریک کا حصہ ہو۔

صلح کے معاہدے کے بعد دونوں افواج واپس چلی گئیں۔ ابومخنف کی روایت کے مطابق اس کے بعد باغیوں میں پھوٹ پڑ

گئی۔ جو کچھ ہوا، وہ ان کے اپنے الفاظ میں پڑھیے:

ابومخنف نے ابوخباب الکلبی کے واسطے عمارہ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: جب شیعان علی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان صفین میں گئے تھے تو باہم ایک دوسرے کے دوست تھے اور ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا تھا۔ جب یہ میدان صفین سے واپس لوٹ کر آئے تو یہ سب ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ ہر ایک، دوسرے سے کینہ رکھتا تھا۔ یہ لوگ میدان صفین میں جب تک علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں رہے، خوش رہے لیکن جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو یہ سب ایک دوسرے کی راہ روکنے لگے۔ آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور ایک دوسرے کو کوڑے مارتے۔[10]

ابومخنف کی اس گھر کی گواہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ جنگ صفین کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا حرکت میں آیا اور باغیوں کی پیٹھ پر بری طرح برسا۔ اب اس تحریک میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں باہمی دشمنی عروج کو پہنچ گئی۔ ابومخنف (d. 157/774) کی ان روایات کے مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان صاحب کا مقصد اپنے زمانے کی باغی تحریک کو تاریخی دلائل کی بنیاد پر منظم کرنا تھا۔ انہوں نے جنگ صفین، تحکیم اور پھر کربلا کے واقعات پر کتابیں لکھیں اور ان میں اپنی تحریک کی غلطیاں بھی بیان کر دیں تا کہ اس کے ساتھی آئندہ ان غلطیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ باغی تحریک میں بہت سے عناصر شامل تھے جن کے مفادات ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ یقینی طور پر اب ان کے مابین مفادات کا ٹکراؤ ہوا ہوگا جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو مخلص مسلمان تھے، وہ پہلے ہی ان باغیوں سے نفرت کرتے تھے۔ دوسری جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو لوگ تھے، وہ نہایت ہی مخلص اور یکجان تھے اور ان کے اندر کسی قسم کا کوئی اختلاف موجود نہ تھا۔ اسی موقع پر باغی تحریک دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور ان کے الگ ہو جانے والے گروہ کو "خوارج" کا نام دیا گیا۔ اس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

واقعہ تحکیم کی روایات کس حد تک درست ہیں؟

طبری میں واقعہ تحکیم کی بھی تمام تر روایات ابومخنف ہی کی روایت کردہ ہیں اور ان صاحب نے صحابہ کرام سے متعلق اپنے بغض کو حسب عادت ان روایات میں داخل کر دیا ہے۔ ان صاحب نے حضرت ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دونوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور حضرت ابوموسیٰ کو معاذ اللہ بے وقوف اور حضرت عمرو کو مکار اور دھوکے باز ظاہر کیا ہے۔ اس تاثر کا جھوٹ اسی سے واضح ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو ذمے دار اور حساس عہدوں پر فائز کیا تھا۔

ابومخنف کے بیان کے مطابق رمضان 37/657 میں دومۃ الجندل کے مقام پر دونوں حکم اکٹھے ہوئے۔ دونوں کے ساتھ چار چار سو ساتھی تھے۔[11] راوی کا کہنا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں زبردست پھوٹ پڑی ہوئی تھی کیونکہ ان کی بڑی تعداد آپ سے مخلص نہیں تھی۔ تفصیل ان صاحب کے اپنے الفاظ میں پڑھیے:

ابومخنف نے مجالد بن سعید اور شعبی کے واسطے زیاد بن النضر الحارثی کا بیان نقل کیا ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار سو افراد روانہ فرمائے اور ان کا امیر شریح بن ہانی الحارثی کو مقرر کیا۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے، جو لوگوں کو نماز

پڑھاتے اور ان آدمیوں کے کاموں کا انتظام کرتے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ انہی کے ساتھ تھے۔ معاویہ نے عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ چار سو افراد روانہ کیے تھے۔ یہ دونوں گروہ اذرح میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئے۔

معاویہ جب بھی کسی قاصد کو عمرو بن عاص کے پاس بھیجتے تو وہ آتا اور واپس چلا جاتا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی کہ وہ کیا پیغام لایا ہے اور کیا پیغام لے کر واپس چلا گیا ہے؟ اہل شام اس سے کوئی سوال نہ کرتے۔ اس کے برعکس جب حضرت علی کا کوئی قاصد ابن عباس کے پاس آتا تو اہل عراق فوراً ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے کہ امیر المومنین نے کیا لکھا ہے؟ اگر ابن عباس کچھ چھپاتے تو یہ لوگ ان پر مختلف قسم کی بدگمانیاں کرتے اور کہتے، ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا ایسا لکھا ہوگا؟ ابن عباس نے مجبور ہو کر فرمایا: "کیا تم لوگوں میں ذرا سی بھی عقل نہیں ہے؟ کیا تم معاویہ کے قاصد کو نہیں دیکھتے کہ وہ پیغام لے کر آتا ہے اور کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ یہاں سے پیغام لے کر جاتا ہے تو کسی کو علم نہیں ہوتا کہ کیا پیغام لے کر گیا ہے۔ نہ اس پر شامی چیختے چلاتے ہیں اور نہ زبان سے کوئی لفظ نکالتے ہیں۔ ایک تم ہو کہ ہر وقت نئی نئی بدگمانیاں کرتے ہو۔[12]

ابومخنف اور دیگر باغی راویوں نے واقعہ تحکیم سے متعلق لکھا ہے کہ اس میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے مابین تنہائی میں گفتگو ہوئی۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ وہ پوری ہی گفتگو مکالمے کی صورت میں اس طرح نقل کرتے ہیں کہ گویا خود ان حضرات کے ساتھ موجود تھے اور یا تو ٹیپ ریکارڈر ان کے پاس تھا یا پھر شارٹ ہینڈ میں نوٹس لے رہے تھے۔ اس ضمن میں وہ ان کا پورا مکالمہ نقل کرتے ہیں جس کی دو روایتیں ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں:

پہلی روایت

روایت یہ ہے:

فحدثني عبد الله بن أحمد، قال: حدثني أبي، قال: حدثني سليمان بن يونس بن يزيد، عن الزهري.
اس روایت کے مطابق حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنانے کی تجویز پیش کی تو حضرت ابوموسیٰ نے اس کی تردید کی اور پھر یہ دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہوئے باہر آئے۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمرو کے متعلق یہ آیت پڑھی: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا یعنی "انہیں اس شخص کا قصہ سنائیے جسے ہم نے اپنی آیات دیں تو وہ ان سے نکل گیا۔" اس پر حضرت عمرو نے ان کے بارے میں یہ آیت پڑھی: مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا یعنی "جنہیں تورات دی گئی، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس نے کتابوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔"[13]

دوسری روایت

دوسری روایت کے مطابق حضرت عمرو اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں ہی کو معزول کر دیا جائے اور فیصلہ عام مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ جسے چاہیں اپنا خلیفہ بنا لیں۔ اس کے بعد یہ حضرت باہر آئے۔ حضرت عمرو نے حضرت ابوموسیٰ کو کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں،

اس وجہ سے آپ اعلان پہلے کیجیے۔ ابن عباس نے حضرت ابوموسیٰ کو کہا بھی کہ انہیں ہی پہلے اعلان کرنے دیجیے، آپ پہلے اعلان نہ کریں مگر انہوں نے بات نہ مانی۔ آگے کی روایت یہ ہے:

قال أبو مخنف: حدثني أبو جناب الكلبي: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے اعلان کیا: لوگو! ہم نے اس امت کی خلافت کے معاملے پر غور کیا تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں دیکھی جس پر میرا اور عمرو کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ یہ کہ علی اور معاویہ دونوں کو ہم معزول کر دیں اور اس خلافت کو امت پر چھوڑ دیں کہ وہ جسے پسند کریں، اپنا خلیفہ منتخب کر لیں۔ اس لیے میں نے علی اور معاویہ دونوں کو معزول کیا۔ آپ لوگ اس کام میں خود غور کر لیجیے اور جسے آپ اس خلافت کا اہل سمجھیے، اسے یہ خلافت سونپ دیجیے۔" اس کے بعد آپ پیچھے ہٹ گئے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا:

"انہوں (ابوموسیٰ) نے جو کہا، وہ آپ نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے امیر کو معزول کر دیا ہے، میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں جنہیں انہوں نے معزول کیا لیکن میں اپنے امیر معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ عثمان بن عفان کے وارث اور ان کے قصاص کے طلب گار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس مقام کے حق دار ہیں۔"

اس پر ابوموسیٰ نے فرمایا: "عمرو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک کام کی توفیق دے، تم نے وعدہ خلافی کی اور دھوکہ دیا۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ" اس کی مثال اس کتے کی سی ہے اگر اسے کچھ ڈالو، تب بھی زبان نکالے رہتا ہے اور اگر چھوڑ دو، تب بھی زبان نکالے رہتا ہے۔" اس پر عمرو نے جواب دیا کہ تمہاری مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔

اس کے بعد شریح بن ہانی نے عمرو پر کوڑے کے ذریعے حملہ کر دیا۔ اس پر عمرو کے بیٹے نے شریح کو کوڑے مارنے شروع کر دیے اور مار کٹائی شروع ہو گئی۔ شامیوں نے ابوموسیٰ کو تلاش کیا تو وہ مکہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اس فیصلے کی اطلاع جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے نمازوں میں حضرت معاویہ، عمرو بن عاص، ابوالاعور اسلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجنا شروع کر دی۔ جب حضرت معاویہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے نمازوں میں حضرت علی، ابن عباس، اشتر، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجنا شروع کر دی۔[14] انا للہ و انا الیہ راجعون۔

افسوس کہ بعد کے مورخین نے اسی دوسری روایت کو سوچے سمجھے بغیر بیان کرنا شروع کر دیا، جس سے یہ مشہور ہو گئی۔ نہ تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی بدگمانی کر سکتے ہیں کہ جن صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن قرار دیا، ان کے لیے دوران نماز لعنت کا اہتمام فرمائیں اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بدگمانی رکھتے ہیں کہ وہ حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر لوگوں کے خلاف ایسی جوابی کاروائی کریں۔

اب ہم ان دونوں روایات کا موازنہ اور تجزیہ کرتے ہیں۔ اگر آپ نے اب تک پہلے دو ابواب کا مطالعہ نہیں کیا تو روایت کے تجزیہ و تنقید کے اصولوں کا وہاں مطالعہ ضرور کر لیجیے۔ ان روایات کی سند اور متن میں غور کیا جائے تو یہ امور سامنے آتے ہیں:

1۔ پہلی روایت کی سند طبری نے یہ بیان کی ہے: فحدثني عبد الله بن أحمد، قال: حدثني أبي، قال: حدثني سليمان بن يونس بن يزيد، عن الزهري۔ باغیوں نے اس سند کو ابن شہاب الزہری (58-124/677-741) سے منسوب کیا ہے جو واقعہ تحکیم کے 21 سال بعد پیدا ہوئے۔ وہ واقعے کے عینی شاہد نہیں تھے اور معلوم نہیں کہ انہوں نے کس سے سن کر یہ روایت بیان کی ہے۔ اگر بیس برس کی عمر میں بھی انہوں نے اس روایت کو سنا ہو، تو کم از کم ایک ایسا شخص ہے جو اس سند میں نامعلوم ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نامعلوم شخص باغی تحریک کا کوئی کارکن ہو۔ پھر زہری سے اس روایت کو سلیمان بن یونس بن یزید ایلی روایت کر رہے ہیں۔ سلیمان براہ راست زہری کے شاگرد نہیں ہیں بلکہ ان کے والد یونس بن یزید الایلی زہری کے شاگرد ہیں اور ان کا ناقابل اعتماد ہونا ہم اس کتاب میں بار بار بیان کر چکے ہیں۔

2۔ دوسری روایت کی سند طبری نے یوں بیان کی ہے: قال أبو مخنف: حدثني أبو جناب الكلبي۔ اس سند میں سب سے پہلے تو یہی ابو مخنف (d.157/774) ہیں جو صحابہ کرام سے متعلق دل میں نہایت بغض رکھتے ہیں اور ان کے جھوٹ گھڑنے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ دوسرے صاحب ابو جناب الکلبی (d.150/766) ہے جن کا اصلی نام یحییٰ بن ابی الحیہ الکلبی الکوفی ہے۔ ان کے بارے میں جرح و تعدیل کے مختلف ماہرین کے ارشادات یہ ہیں: یحییٰ القطان کہتے ہیں: میں جائز نہیں سمجھتا کہ اس کی روایتیں نقل کروں۔ نسائی اور دار قطنی کا قول ہے کہ یہ ضعیف راوی ہے۔ ابوزرعہ اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے مگر تدلیس کرتا ہے۔ ابن الدورقی عن یحییٰ: ابو جناب میں ویسے تو حرج نہیں مگر یہ تدلیس کرتا ہے۔ فلاس کا کہنا ہے کہ متروک راوی ہے۔ [15] ابن عدی بیان کرتے ہیں کہ یہ کوفہ کے شیعہ گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ [16] ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ اس سے کوئی بات نہ لکھو، وہ قوی نہیں ہے۔ [17]

اس روایت کو ابو مخنف اور ابو جناب الکلبی کے سوا اور کوئی روایت نہیں کرتا ہے اور ابو جناب سے لے کر واقعہ تحکیم کے عینی شاہدوں تک کسی کا نام بیان نہیں ہوا۔ ابو جناب الکلبی 150 / 766 میں فوت ہوئے اور انہوں نے یہ روایت واقعہ تحکیم کے سو برس بعد بیان کی ہوگی لیکن درمیان کے تمام راوی غائب ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کس قسم اور کس درجے کے لوگ ہیں؟

3۔ دونوں روایات میں شدید تضاد پایا جاتا ہے۔ پہلی روایت کے مطابق حضرت ابوموسیٰ اور عمرو رضی اللہ عنہما میں اختلاف تنہائی ہی میں ہو گیا تھا اور وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے باہر نکلے اور پھر باہر نکل کر ایک دوسرے کی قصیدہ گوئی فرمائی۔ دوسری روایت کے مطابق دونوں اتفاق رائے کر کے بڑے اچھے انداز میں نکلے۔ پھر اپنے اپنے اعلانات کیے اور اس کے بعد ان میں تلخ کلامی ہوئی جس میں انہوں نے آیات پڑھیں۔ اب ان دونوں متضاد روایتوں میں سے کس روایت کو مانا جائے؟

4۔ حضرت ابوموسیٰ نے جو آیت پڑھی، اس کے بارے میں یہ روایتیں متضاد تصاویر پیش کرتی ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق آیت 175:7 کا ایک ٹکڑا آپ نے تلاوت کیا جبکہ دوسری روایت کے مطابق آیت 176:7 کا ایک حصہ پڑھا۔ اگر یہ دونوں جلیل القدر حضرات ایک دوسرے کے خلاف ایسی بدزبانی کرتے تو معاملہ پھر یہیں تک محدود نہ رہتا۔ فریقین کے چار چار سو آدمی موجود تھے، ان میں جنگ بھی چھڑ سکتی تھی۔ پھر معاملہ صرف کوڑوں سے پیٹنے تک محدود نہ رہتا بلکہ تلواریں نکل آتیں۔

5۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ واقعہ تحکیم کے وقت دونوں جانب سے چار چار سو افراد وہاں موجود تھے لیکن کسی نے یہ تفصیلات بیان نہیں کی ہیں۔ صرف زہری اور ابو جناب الکلبی اسے بیان کرتے ہیں جن میں سے ایک اس واقعے کے اکیس برس بعد پیدا ہوئے اور دوسرے کا زمانہ بھی اس واقعے کے سو برس بعد کا ہے۔

6۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی حالت نماز میں ایک دوسرے پر لعنت کی بات ایسی ہے جو عقل میں نہیں آتی۔ کہاں تو یہ حضرات ایک دوسرے کی تعریفیں کرتے ہیں اور کہاں ایک دوسرے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اوپر بیان کردہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط ہی دیکھ لیجیے، اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ارشادات ہیں۔ اسی طرح حضرت معاویہ کی حضرت علی سے متعلق رائے ہم آگے بیان کریں گے۔ یہ محض ان راویوں کا بغض ہے جسے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہلوانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

7۔ اگر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے دھوکہ دہی کی ہوتی، جیسا کہ ان روایات میں بیان کیا گیا ہے، تو مخلص مسلمانوں کی کثیر تعداد، جو ابھی غیر جانبدار تھی، اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتی۔ اسی طرح آپ کے کیمپ میں جو لوگ ابھی تردد کا شکار تھے، ان کا تردد بھی دور ہو جاتا۔ بعد کے واقعات سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

8۔ ابو جناب کلبی اور ابو مخنف نے یہ روایت گھڑتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ حضرت عمرو اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما میں سے عمر میں کون بڑا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بڑے دھڑلے سے حضرت عمرو کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ اس لیے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں۔'' عمرو ہر معاملہ میں اسی طرح ابو موسیٰ کو آگے کر دیتے تھے اور اسی طرح ہر معاملہ میں انہیں کہہ دیا کرتے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ ان سے علی کی خلافت ختم کرنے کا اعلان کرا دیں۔[18]

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے 63 برس کی عمر میں 50 / 673 میں وفات پائی۔[19] اس حساب سے ان کی تاریخ پیدائش سن ہجری کی ابتدا سے تیرہ برس پہلے 609ء میں ہوئی۔ اس کے برعکس حضرت عمرو نے 43 / 664 میں 80 برس سے زائد عمر میں وفات پائی۔[20] اگر وفات کے وقت ان کی عمر کو بالفرض 81 سال بھی مان لیں تو اس حساب سے ان کا سن پیدائش سن ہجری کی ابتدا سے 38 سال پہلے 585ء بنتا ہے۔ اس طرح، حضرت عمرو، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے عمر میں کم از کم 24-25 سال بڑے ضرور تھے۔ پھر اس بات کا کیا مطلب ہے کہ ''آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ اس لیے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں۔'' حضرت عمرو بن عاص کی طویل العمری کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ وہ سن ہجری کی ابتدا سے آٹھ برس پہلے 614ء میں ہجرت حبشہ کے موقع پر نجاشی کے دربار میں قریش کے سفیر کے طور پر گئے تھے۔[21] اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری پانچ سال کے ہوں گے۔ اگر حضرت عمرو ان سے چھوٹے تھے تو کیا قریش نے کسی دو تین سال کے بچے کو سفیر بنا کر بھیج دیا تھا؟ سچ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

محدثین نے اگرچہ واضح کر دیا تھا کہ ابو مخنف ایک جھوٹے آدمی ہیں اور ان کی بیان کردہ روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔ افسوس

کہ طبری اور بلاذری جیسے محقق علماء نے ابومخنف کی ان روایات کو جوں کا توں اپنی کتاب میں درج کر لیا اور محض سند میں اس کا نام
دے کر یہ فرض کر لیا کہ بعد کی نسلوں کے لوگ اس کا نام دیکھ کر ان روایات کو پرکھ لیں گے۔ یقیناً محققین تو ایسا کر سکتے تھے لیکن عام
مورخین نے ایسا نہ کیا کیونکہ انہیں ابومخنف سے ہٹ کر کسی اور کی روایات نہ ملیں۔ اس طرح سے یہ روایات ایک کتاب سے دوسری
کتاب میں نقل ہوتی چلی گئیں اور کچھ ہی عرصہ میں اس جھوٹے پراپیگنڈے کو "مستند تاریخ" کی حیثیت مل گئی۔ ابن کثیر نے البتہ
ان روایات کا جعلی ہونا بیان کر دیا ہے۔[22]

واقعہ تحکیم کی صحیح تفصیلات کیا ہیں؟

اوپر کی تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ واقعہ تحکیم کی جو روایات طبری میں بیان ہوئی ہیں، ان کا کوئی سر پاؤں نہیں ہے اور وہ
انہی باغی راویوں کا گھڑا ہوا جھوٹ ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر صحیح روایات سے اس واقعے کی کیا تصویر سامنے آتی ہے۔
یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب نے ہمیں اس مجبور کر دیا ہے کہ ہم احادیث و آثار اور تاریخ کے پورے ذخیرے کا جائزہ لیں۔
عجیب بات یہ ہے کہ تحکیم جیسا اہم واقعہ، جس کے عینی شاہدین 800 کے قریب تھے، کے بارے میں کتب تاریخ میں بہت کم مواد
موجود ہے۔ جو روایتیں ملتی ہیں، وہ یہی یونس بن یزید ایلی اور ابومخنف کی بیان کردہ ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس واقعے کی
تفصیلات کو جان بوجھ کر یا تو چھپایا گیا ہے، یا اس درجے میں مسخ کر دیا گیا ہے کہ حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔ البتہ بعد میں جو
تفصیلات پیش آئے، ان سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے تھے
انہوں نے معاملے کو مہاجرین و انصار کے سپرد کر دیا تھا۔ ہاں یہ دونوں اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ جب تک اتفاق رائے
نہ ہو جاتا، اس وقت تک حضرت علی عراق پر، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما شام پر حکومت کرتے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
ان میں اتفاق کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

واقعہ تحکیم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خوارج اور پھر ایرانیوں کی جانب سے بغاوت کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ
سے اہل شام کے ساتھ اتفاق کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔ خوارج کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں حضرت علی شہید ہوئے اور پھر حضرت
حسن رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کو اتفاق رائے تک پہنچا دیا۔

[1] ابن عساکر۔ 134/46۔ باب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ [2] ایضاً۔ 137/46 [3] ایضاً۔ 143/46 [4] بلاذری۔ 107/3 [5] طبری۔ 248-3 [6] نامعلوم مصنف (منسوب بہ ابوحنیفہ الدینوری)۔ الاخبار الطوال۔ 208۔ لندن: مطبع بریل (1888)۔ www.al-mostafa.com (Apr 2012 ...ac) [7] طبری۔ 249-2/3 [8] ایضاً۔ 281-2/3 [9] ذہبی۔ راوی 9932۔ 320/7 [10] طبری۔ 258-2/3 [11] ... 263-2/3 [12] ایضاً [13] ایضاً۔ 252-2/3 [14] ایضاً۔ 267-2/3 [15] میزان الاعتدال، راوی نمبر 9499 [16] ابن عدی، الکامل فی الضعفاء۔ ... 2669 [17] ابن ابی حاتم الرازی۔ الجرح والتعدیل۔ 138/9۔ راوی نمبر 587۔ www.waqfeya.com (ac 8 Aug 2012) [18] طبری۔ 266-2/3 [19] ابن عبدالبر۔ الاستیعاب۔ صحابی نمبر 1650۔ 588/1 [20] ایضاً۔ صحابی نمبر 1941۔ 100/2 [21] ... 79-1/2 [22] ابن کثیر۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَزِّ

باب: خز کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4038 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْمَاطِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيُّ. ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ، فَقَالَ: كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَفْظُ عُثْمَانَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِهِ

❀❀ عبداللہ بن سعد اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو سفید خچر پر سوار تھا اور اس نے اپنے سر پر خز کی سیاہ پگڑی باندھی ہوئی تھی، اس نے یہ بات بیان کی، نبی اکرم ﷺ نے یہ مجھے پہنائی تھی۔

اس کی سند میں ایک راوی نے لفظ مختلف نقل کیے ہیں۔

4039 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ، وَاللهِ يَمِينٌ أُخْرَى مَا كَذَّبَنِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ، وَالْحَرِيرَ وَذَكَرَ كَلَامًا، قَالَ: يُمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعِشْرُونَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَكْثَرُ لَبِسُوا الْخَزَّ مِنْهُمْ أَنَسٌ، وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ

❀❀ عبدالرحمن بن غنم اشعری بیان کرتے ہیں: حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، وہ کہتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''میری امت میں ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے، جو خز اور ریشم کو حلال قرار دیں گے''

اس کے بعد راوی نے کچھ کلام ذکر کیا، جس میں آگے چل کر یہ الفاظ ہیں۔

''ان میں سے بعد میں آنے والے لوگوں کے چہرے مسخ کر کے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا، اور ایسا قیامت تک کے لیے ہوگا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے 20 حضرات، یا اس سے زیادہ حضرات کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ خز پہنا کرتے تھے، ان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ

باب: ریشم پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4040 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ: عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ

⊛⊛ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے قریب ایک ریشمی حلہ فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود سے ملاقات کے دن اسے زیب تن کیا کریں، تو یہ مناسب ہوگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہ شخص پہنے گا، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ حلّے آئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک حلّہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی عطا کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے مجھے پہننے کے لیے دے دیا ہے؟ حالانکہ آپ نے عطارد (نامی شخص) کے حلّے کے بارے میں فلاں بات ارشاد فرمائی تھی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا' تاکہ تم اسے پہن لو۔

(راوی کہتے ہیں) تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وہ حلّہ اپنے ایک مشرک کو پہننے کے لیے دے دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

4041 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: حُلَّةُ إِسْتَبْرَقٍ وَقَالَ: فِيهِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ وَقَالَ: تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ

⊛⊛ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

جس میں یہ الفاظ ہیں: ''ریشمی حلّہ''۔

اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیباج کا حلّہ بھجوایا اور آپ نے ارشاد فرمایا: تم اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرو۔

4042 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ، إِلَى عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا،

وَهٰكَذَا أُصْبُعَيْنِ وَثَلَاثَةً وَأَرْبَعَةً

ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد کو خط میں لکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم استعمال کرنے سے منع کیا ہے، البتہ اگر وہ اتنا یا اتنا ہو، یعنی دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر ہو، (تو یہ جائز ہے)۔

4043 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا. وَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی حلہ تحفے کے طور پر دیا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھے بھجوا دیا، میں نے اسے پہنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار محسوس ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میں تمہیں اس لیے نہیں بھیجا تھا، تا کہ تم اسے پہن لو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں اسے خاندان کی خواتین میں تقسیم کر دوں۔

بَابُ مَنْ كَرِهَهُ

باب: جس نے اسے مکروہ قرار دیا ہے

4044 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی پہننے، معصفر پہننے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کے دوران قرأت کرنے سے منع کیا ہے۔

4045 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْمَرْوَزِيَّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا قَالَ: عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

4043-إسناده صحيح. أبو صالح: هو عبد الرحمن بن قيس الحنفي. وأخرجه مسلم (2071)، والنسائي في "الكبرى" (9493) من طريق أبي عون الثقفي، به. وأخرجه البخاري (2614)، ومسلم (2071)، والنسائي في "الكبرى" (9494) من طريق زيد بن وهب، عن علي. وأخرجه ابن ماجه (3596) من طريق يزيد بن أبي زياد، عن أبي فاختة، عن هبيرة بن يريم، عن علي: أنه أهدي لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- حلة مكفوفة بحرير إما سداها، وإما لحمتها فأرسل بها إلي. فأتيته، فقلت: يا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ما أصنع بها؟ ألبسها؟ قال: "لا، ولكن اجعلها خمرا بين الفواطم". ويزيد رديء الحفظ. وهو في "مسند أحمد" (698) و (755) و (1154).

''رکوع اور سجدے میں قرأت کرنے سے''

4046- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا زَادَ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''(حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں یہ نہیں کہتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو منع کیا ہے''

4047- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ الرُّومِ، أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتُقَةً مِنْ سُنْدُسٍ، فَلَبِسَهَا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَانِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ جَاءَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا قَالَ: فَمَا أَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ

❀❀ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: روم کے بادشاہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریک ریشم کا ایک لباس بھیجا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہن لیا، اس کی لہراتی ہوئی، آستینوں کا منظر گویا آج بھی میری نگاہ میں ہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا انہوں نے بھی اسے پہن لیا، پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا، تا کہ تم اسے پہن لو، انہوں نے عرض کی: پھر میں اس کا کیا کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تم اپنے بھائی نجاشی کو بھجوا دو''۔

4048- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا أَرْكَبُ الْأُرْجُوَانَ، وَلَا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ، وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ قَالَ: وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ، قَالَ: وَقَالَ أَلَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لَا لَوْنَ لَهُ، أَلَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ قَالَ سَعِيدٌ: أُرَاهُ قَالَ: إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي طِيبِ النِّسَاءِ عَلَى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَتَطَيَّبْ بِمَا شَاءَتْ

❀❀ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میں ارجوان پر سوار نہیں ہوتا اور معصفر نہیں پہنتا، اور ایسی قمیص نہیں پہنتا جس کی آستین ریشم سے کاڑھی گئی ہو''

راوی کہتے ہیں: حسین بصری نے اپنی قمیص کے دامن کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا: خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے، جس میں رنگ نہیں ہوتا، بلکہ خوشبو ہوتی ہے، اور عورتوں کی خوشبو وہ ہوتی ہے، جس میں رنگ ہوتا ہے، خوشبو نہیں ہوتی۔

سعید کہتے ہیں: میرا خیال ہے، انہوں نے یہ بھی بیان کیا: عورتوں کی خوشبو کے بارے میں ان کے قول کو علماء نے اس صورت حال پر محمول کیا ہے، جب عورت باہر نکلتی ہے، البتہ جب وہ اپنے شوہر کے پاس ہو، تو وہ جیسی چاہے، خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔

4049 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ بْنَ شَفِيٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِنَ الْمَعَافِرِ لِنُصَلِّيَ بِإِيلِيَاءَ وَكَانَ قَاصَّهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ: لَهُ أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدِفْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَنِي هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ قُلْتُ: لَا قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ، عَنِ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا، مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبَى، وَرُكُوبِ النُّمُورِ، وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الْخَاتَمِ

ابوحصین بیان کرتے ہیں: میں اور میرا ایک ساتھی، جس کی کنیت ابوعامر تھی اور اس کا تعلق معافر سے تھا، ہم ایلیا میں نماز ادا کرنے کے لیے نکلے، وہاں کا واعظ (امام مسجد) ازد قبیلے سے تعلق ایک شخص تھا، جس کی کنیت ابوریحانہ تھی، وہ صحابی تھے، ابوحصین بیان کرتے ہیں: میرا ساتھی مجھ سے پہلے مسجد چلا گیا، میں اس کے بعد آیا اور اس کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا، اس نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تم نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی ہے؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! اس نے کہا: میں نے انہیں بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشر (یعنی دس چیزوں سے منع کیا، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:)، وشر (خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان خلا پیدا کرنے)، وشم (مصیبت کے وقت عورت کے سر مونڈ لینے)، نتف (ابرو وغیرہ کے بال اکھیڑنا) اور آدمی کے دوسرے آدمی کے ساتھ، چادر کے بغیر لیٹنے، یا عورت کے، دوسری عورت کے ساتھ چادر کے بغیر لیٹنے سے، عجمیوں کی طرح اپنے نیچے ریشم پہننے، یا عجمیوں کی طرح اپنے کندھوں پر ریشم رکھنے، کوئی چیز اچک لینے، درندوں کی کھال پر بیٹھنے، انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے، البتہ حکمران (یا سرکاری اہلکار کا، مہر کے طور پر استعمال ہونے والی) انگوٹھی پہننے کا حکم مختلف ہے۔

یہ راوی اس روایت میں انگوٹھی کا ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔

4050 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میاثر ارجوان (نیچے بچھائی جانے والی مخصوص قسم کی چادروں) سے منع کیا گیا ہے۔

4051 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی (مخصوص قسم کا کپڑا) پہننے اور سرخ میاثر (مخصوص چادریں) استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

4052 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا فِي صَلَاتِي، وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ غَانِمٍ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقش چادر اوڑھ کر نماز ادا کی، نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظران نقش ونگار پر پڑی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا: میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے ابھی میرے نماز ادا کرنے کے دوران میری توجہ منتشر کی تھی اور اس کی انبجانی (سادہ) چادر میرے پاس لے آؤ۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنوعدی بن کعب بن غانم سے تھا۔

4053 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَالْأَوَّلُ أَشْبَعُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ سیر کرتی ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ وَخَيْطِ الْحَرِيرِ

باب: نشانات والے، یا ریشم کی کڑھائی والے کپڑے کی اجازت

4054 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَبُو عُمَرَ، مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَامِيًّا، فَرَأَى فِيهِ خَيْطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ، فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: يَا جَارِيَةُ نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ، وَالْكُمَّيْنِ، وَالْفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ

ابوعمر عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بازار میں دیکھا، انہوں نے ایک شامی کپڑا خریدنا چاہا، پھر انہیں اس میں سرخ دھاگہ نظر آیا، تو انہوں نے وہ واپس کر دیا، میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے لڑکی! تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مجھے لا کر دو، اس نے وہ جبہ نکالا تو وہ

4051- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل هبيرة - وهو ابن يريم -، لكنه متابع. أبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله السبيعي. وأخرجه ابن ماجه (3654)، والترمذي (3016)، والنسائي في "الكبرى" (9404) و (9405) و (9406) من طريق أبي إسحاق السبيعي، به. وهو في "مسند أحمد" (722)، و "صحيح ابن حبان" (5438).

طیالسی تھا، جس کا دامن، دونوں کف اور دونوں طرف کے چاک دیباج سے کاڑھے ہوئے تھے۔

4055 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ، وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص ریشمی کپڑے سے منع کیا ہے، البتہ اگر ریشم کے ذریعے کڑھائی ہوئی ہو، یا کپڑے کا تانہ ریشمی ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعُذْرٍ

باب: عذر کی وجہ سے ریشم پہننا

4056 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو خارش لاحق ہونے کی وجہ سے، سفر کے دوران ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔

بَابٌ فِي الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

باب: خواتین کا ریشم پہننا

4057 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَيْرٍ يَعْنِي الْغَافِقِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پکڑ کر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا اور سونا لے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ میں رکھا اور پھر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں کے لیے حرام ہیں۔

4058 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُرْدًا سِيَرَاءَ قَالَ: وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو

دیکھا کہ انہوں نے سیراء کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

راوی کہتے ہیں: سیراء، قز سے بنی ہوئی چادر ہوتی ہے، جس میں چوکور خانے ہوتے ہیں۔

4059 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ يَعْنِى الزُّبَيْرِيَّ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ، وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِى قَالَ مِسْعَرٌ: فَسَاَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم اسے (یعنی ریشمی کپڑے کو) لڑکوں سے اتار لیتے تھے اور لڑکیوں کے جسم پر رہنے دیتے تھے۔

مسعر بیان کرتے ہیں: میں عمرو بن دینار سے اس بارے میں دریافت کیا، تو وہ اس سے واقف نہیں تھے۔

بَابٌ فِیْ لُبْسِ الْحِبَرَةِ

باب: نقش ونگار والے کپڑے کو پہننا

4060 - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْنَا لِاَنَسٍ يَعْنِى ابْنَ مَالِكٍ: اَىُّ اللِّبَاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَعْجَبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: الْحِبَرَةُ

قتادہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ پسندیدہ لباس کون سا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: حبرہ۔

بَابٌ فِی الْبَيَاضِ

باب: سفید کپڑوں کا بیان

4061 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ، وَاِنَّ خَيْرَ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ: يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارے سب سے بہترین کپڑے ہیں، اوران میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو، اور تمہارا سب سے بہتر سرمہ اثمد ہے، جو بینائی کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے''۔

4060-إسناده صحيح. همام: هو ابن يحيى العوذى. وأخرجه البخارى (5812) و (5813)، ومسلم (2079)، والترمذى (1890)، والنسائى فى "الكبرى" (9568) من طريق قتادة، به. وهو فى "مسند أحمد" (12377)، و"صحيح ابن حبان" (6396).

بَابٌ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ وَفِي الْخُلْقَانِ

باب: کپڑے کو دھونے اور پرانے کپڑے پہننے کا بیان

4062 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، نَحْوَهُ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ: أَمَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ، وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ، فَقَالَ أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا یہ شخص اس چیز کو نہیں پاتا جس کے ذریعے یہ اپنے بال سنوار لے؟ پھر نبی اکرم ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا، جس نے میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس چیز کو نہیں پاتا، جس کے ذریعے اپنے کپڑے کو دھولے؟

4063 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونٍ، فَقَالَ: أَلَكَ مَالٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قَدْ آتَانِيَ اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْغَنَمِ، وَالْخَيْلِ، وَالرَّقِيقِ، قَالَ: فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَامَتِهِ

ابواحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں معمولی کپڑے پہن کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کون سی قسم کا مال ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے، غلام سب کچھ دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال عطا کیا ہے، تو تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کی عطا کردہ بزرگی کا اثر بھی نظر آنا چاہیے۔

بَابٌ فِي الْمَصْبُوغِ بِالصُّفْرَةِ

باب: زرد رنگ کے کپڑے پہننا

4064 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْبُغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا، وَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی پر زرد رنگ لگایا کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کے کپڑے زرد رنگ سے بھر جاتے تھے، ان سے دریافت کیا گیا: آپ زرد رنگ کیوں لگاتے ہیں انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رنگ استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔
راوی کہتے ہیں: وہ اپنے کپڑوں کو بھی یہی رنگ لگایا کرتے تھے، یہاں تک کہ عمامے پر بھی یہی لگاتے تھے۔

بَابٌ فِي الْخُضْرَةِ

باب: سبز کپڑے پہننا

4065 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ، حَدَّثَنَا إِيَادٌ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔

بَابٌ فِي الْحُمْرَةِ

باب: سرخ رنگ کا بیان

4066 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ، فَقَالَ: مَا هٰذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ؟ فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ، فَقَذَفْتُهَا فِيهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ، مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ

عمرو بن شعیب، اپنے والد کے حوالے سے، اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک گھاٹی سے نیچے اتر رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ کی، میں نے اس وقت چادر لی ہوئی تھی، جو عصفر سے رنگی ہوئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ تم نے کیسی چادر اوڑھی ہوئی ہے؟ مجھے یہ اندازہ ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کیا ہے، میں اپنی بیوی کے پاس آیا: وہ اس وقت تنور دہکا رہی تھی، میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی، اگلے دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے دریافت کیا: اے عبداللہ! تمہاری چادر کا کیا بنا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا، تو آپ نے فرمایا: یہ تم نے اپنی بیوی کو کیوں نہیں پہنا دی؟ کیونکہ عورتوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

4067 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ الْغَازِ: الْمُضَرَّجَةُ:

الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُوَرَّدَةُ

ہشام بیان کرتے ہیں: مضرجہ سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت سرخ بھی نہیں تھی اور بالکل گلابی بھی نہیں تھی۔

4068- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ شُفْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: رَآنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ: أُرَاهُ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدٌ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ فَانْطَلَقْتُ فَأَحْرَقْتُهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ؟ فَقُلْتُ: أَحْرَقْتُهُ، قَالَ: أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ثَوْرٌ، عَنْ خَالِدٍ، فَقَالَ: مُوَرَّدٌ، وَطَاوُسٌ قَالَ: مُعَصْفَرٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا، میرے جسم پر عصفر سے رنگی ہوئی گلابی چادر تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ میں گیا اور میں نے اسے جلا دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے اپنے کپڑے کا کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میں نے اسے جلا دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے وہ اپنی بیوی کو کیوں نہیں پہنا دیا۔

خالد نامی راوی نے لفظ مورد (یعنی گلابی) نقل کیا ہے، جبکہ طاوس نامی راوی نے لفظ معصفر (یعنی کسم سے رنگی ہوئی) نقل کیا ہے۔

4069- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُزَابَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جس نے سرخ چادریں اوڑھی ہوئی تھیں، اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔

4070- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَوَاحِلِنَا وَعَلَى إِبِلِنَا أَكْسِيَةً فِيهَا خُيُوطُ عِهْنٍ حُمْرٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَرَى هَذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُمْ، فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَفَرَ بَعْضُ إِبِلِنَا، فَأَخَذْنَا الْأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَاهَا عَنْهَا

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اونٹنیوں پر اور ہمارے اونٹوں پر کچھ چادریں دیکھیں، جن میں سرخ رنگ کی اون کے دھاگے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ سرخ رنگ تم پر غالب آ گیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر ہم اتنی تیزی سے اٹھے کہ

بعض اونٹ بھاگ پڑے، ہم نے ان چادروں کو پکڑا، اور انہیں ان پر سے اتار دیا۔

4071 - حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي أَبِي - قَالَ ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ - قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ يَعْنِي ابْنَ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ الْأَبَحِّ السَّلِيحِيِّ، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ، قَالَتْ: كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى الْمَغْرَةَ رَجَعَ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ، فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا، وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ فَاطَّلَعَ، فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ

بنو اسد سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون بیان کرتی ہیں: ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی، ہم نے گیروے رنگ کے ساتھ کپڑے رنگے تھے، ہم ابھی وہیں موجود تھے، اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے، جب آپ نے گیروے رنگ کو ملاحظہ فرمایا، تو آپ ﷺ واپس چلے گئے، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھی، تو انہیں اندازہ ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کو ان کا یہ عمل پسند نہیں آیا، انہوں نے وہ کپڑا لیا اور اسے دھو دیا اور اس کی ساری سرخی کو چھپا دیا، پھر جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے جھانک کے دیکھا تو آپ کوئی (ناپسندیدہ) چیز نظر نہیں آئی، تو آپ اندر تشریف لے آئے۔

بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

باب: اس کی اجازت

4072 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لو تک آتے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ہے، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوب صورت کوئی نہیں دیکھا۔

4073 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلَى بَغْلَةٍ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَامَهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ

ہلال بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو منیٰ میں، اپنے خچر پر سوار ہو کر خطبہ دیتے

4072- إسناده صحيح. أبو إسحاق: هو عمرو بن عبد الله السبيعي. وأخرجه البخاري (3551)، ومسلم (2337)، وابن ماجه (3599)، والترمذي (1821) و (3020) و (3963)، والنسائي في "الكبرى" (9274 - 9277) من طرق عن أبي إسحاق السبيعي، به. وهو في "مسند أحمد" (18473)، و"صحيح ابن حبان" (6284).

ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے سرخ چادر اوڑھی ہوئی تھی، آپ کے آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، جو آپ ﷺ کی بات لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

بَابٌ فِي السَّوَادِ

باب: سیاہ لباس پہننا

4074 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ، فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَقَذَفَهَا - قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: - وَكَانَ تُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ایک چادر پر سیاہ رنگ کیا، نبی اکرم ﷺ نے اسے پہنا، جب آپ ﷺ کو اس میں پسینہ آیا، اور آپ کو اس میں سے روئی کی بو محسوس ہوئی، تو آپ نے اسے اتار دیا۔

راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے، روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو عمدہ خوشبو پسند تھی۔

بَابٌ فِي الْهُدْبِ

باب: کپڑے کے کنارے پر (نقش ونگار وغیرہ بنانا)

4075 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ أَبِي خِدَاشٍ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ جَابِرٍ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ، وَقَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت گھٹنوں کو اٹھا کر کپڑا لپیٹ کر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کا کنارا آپ ﷺ کے پاؤں پر پڑ رہا تھا۔

بَابٌ فِي الْعَمَائِمِ

باب: عمامہ باندھنا

4076 - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر، جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے، تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

4077 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

4078 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيُّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ، الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

ابوجعفر بن محمد، اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کشتی کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پچھاڑ دیا۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''ہمارے اور مشرکین کے درمیان (عمامہ باندھنے کے طریقے میں) بنیادی فرق، ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے''۔

4079 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْغَطَفَانِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ خَرَّبُوذَ، حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، يَقُولُ: عَمَّمَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عمامہ باندھا، آپ نے اس کے کنارے کو میرے آگے کی طرف کر دیا اور کچھ کو پیچھے کی طرف رکھا۔

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت

{1} حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ یعنی بے شک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث فی آداب الجمعۃ، الجزء: ۷، ۴ / ۳۰۲، حدیث: ۲۱۱۹۳، مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب اللباس للجمعۃ، ۲ / ۳۹۴، حدیث: ۳۰۷۵)

4077- إسناده صحيح. أبو أسامة: هو حماد بن أسامة، والحسن بن علي: هو الخلواني الخلال. وأخرجه مسلم (1359)، وابن ماجه (1104) و (2821) و (3584) و (3587)، والنسائي في "الكبرى" (9674) من طريق مساور الوراق، به. وهو في "مسند أحمد" (18734). وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9675)

{2} حضرت سیدنا ابو طالب مکی اور سیدنا امام محمد غزالی (1) رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی نے یہی روایت حضرت سیدنا واثِلہ بن اَسقَع رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔ (قوت القلوب، الفصل الحادی والعشرون ۱/۱۱۹، احیاء علوم الدین، الباب)

مذکورہ حدیث پاک میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے فرشتوں کا جمعہ کے دن عمامہ شریف باندھنے والوں پر درود بھیجنے کا ذکر ہے یہاں درود سے معروف دُرود مراد نہیں بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا اپنے بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب ہے رحمت نازل فرمانا اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے اِستغفار کرنا (یعنی مغفرت طلب کرنا)۔ (فتح الباری، کتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبی، ۱۲/ ۱۳۱)

حضرت علامہ محمد بن عمر نَوَوِی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرشتوں کے درود پڑھنے کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ: فرشتے عمامے والوں کے لئے برکت کی دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ (تنقیح القول الحثیث شرح لباب الحدیث، الباب الثانی عشر فی فضائل العمائم، ص ۲۲)

{3} حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ عمامہ شریف پر لکھے گئے اپنے رسالے میں روایت نقل فرماتے ہیں: بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ پہننے والوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔

(الثمالۃ المعذبۃ فی العمامۃ والعذبۃ، ص ۱۰، الدعامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ، ص ۹)

فرشتوں کا سلام

{4} حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (اپنے بیٹے سالم سے) فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھ! کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامے باندھ کر آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامے والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ۳۷/ ۳۵۵)

باعمامہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی مرحبا

{5} حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ (جامع صغیر، حرف الصاد، الجزء الثانی، ص ۳۱۴، حدیث: ۵۱۰۱ مختصراً)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ عبد الرءوف مناوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نقل فرماتے ہیں کہ نمازِ جمعہ کے بارے میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طریقہ تھا کہ آپ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام عمامہ باندھ کر ہی ادا فرماتے حتی کہ منقول ہے کہ اگر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی جمعہ کے وقت عمامہ شریف نہ پاتے تو مختلف کپڑے جوڑ کر ان کا عمامہ باندھ لیا کرتے۔

(فیض القدیر، حرف الصاد، ۴/ ۲۹۷، تحت الحدیث: ۵۱۰۱)

{6} حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمعہ کے دن ہمارے پاس عمامہ شریف باندھ کر ہی تشریف لاتے اور (عام دنوں میں) کبھی کبھار تہبند و چادر مبارک میں تشریف لاتے اور اگر (جمعہ کے روز) کبھی عمامہ شریف نہ پاتے تو مختلف کپڑے جوڑ کر ان کا عمامہ باندھ لیا کرتے۔

(سبل الھدی والرشاد، جماع ابواب سیرتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ الخ، الباب الثانی فی العمامۃ والعذبۃ الخ، ۷/ ۲۷۱)

بَابٌ فِي لِبْسَةِ الصَّمَّاءِ

باب: صماء کے طور پر کپڑا لپیٹنا

4080 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا جَرِيرٌ. عَنِ الْأَعْمَشِ. عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ. أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ مُفْضِيًا بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ. وَيَلْبَسَ ثَوْبَهُ. وَأَحَدُ جَانِبَيْهِ خَارِجٌ وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے منع کیا ہے، ایک یہ کہ آدمی احتباء کے طور پر، اس طرح کپڑا لپیٹے کہ اس کی شرم گاہ کھلی ہو، اور یہ کہ آدمی یوں کپڑا لپیٹے کہ اس کا ایک کنارا باہر نکال کر کپڑے کو اپنے کندھے پر ڈال دے۔

4081 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ. حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ. عَنْ جَابِرٍ. قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّمَّاءِ. وَعَنِ الِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کو صماء کے طور پر اور احتباء کے طور پر پہننے سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِي حَلِّ الْأَزْرَارِ

باب: بٹن کھولے رکھنا

4082 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ. وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ. قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ. حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ: ابْنُ قُشَيْرٍ أَبُو مَهَلٍ الْجُعْفِيُّ - حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ. حَدَّثَنِي أَبِي. قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ. فَبَايَعْنَاهُ. وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقُ الْأَزْرَارِ. قَالَ: فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ. فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ. إِلَّا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا فِي شِتَاءٍ وَلَا حَرٍّ. وَلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا أَبَدًا

معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں مزینہ قبیلے کے کچھ لوگوں کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے آپ کے دست اقدس پر بیعت کی، آپ کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے راوی کہتے ہیں: ہم نے آپ کی بیعت کرلی، تو میں نے اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے دامن میں ڈال دیا اور مہر نبوت کو چھولیا۔

عروہ کہتے ہیں: میں معاویہ بن قرہ اور ان کے صاحبزادے کو سردی یا گرمی میں کبھی نہیں دیکھا کہ ان کے بٹن بند ہوں، ان کے

بٹن ہمیشہ کھلے ہوتے تھے۔

بَابٌ فِي التَّقَنُّعِ

باب: سر اور چہرے کا کچھ حصہ ڈھانپ کر رکھنا

4083 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ ہم دوپہر کے وقت اپنے گھر میں موجود تھے، اسی دوران کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت منہ کو ڈھانپا ہوا تھا اور آپ ایسے وقت تشریف لائے تھے کہ آپ اس وقت میں ہمارے ہاں تشریف نہیں لاتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ کو اجازت پیش کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر آ گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ

باب: تہبند کو لٹکا کر رکھنا

4084 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي غِفَارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ - وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ - عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ - أَوْ فَلَاةٍ - فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ، رَدَّهَا عَلَيْكَ، قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ، قَالَ: لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً، قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ

ترجمہ: حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے، وہ صاحب جو بھی ارشاد فرماتے تھے، لوگ اس کی پیروی کرتے تھے، میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ اللہ کے رسول ہیں، میں نے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) عرض کی: علیک السلام یارسول اللہ! میں نے دو مرتبہ ایسا کہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم علیک السلام نہ کہو، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اُس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں تکلیف لاحق ہو، تو تم اس سے دعا کرو، تو وہ اس تکلیف کو تم سے دور کردے گا، اور جب تمہیں قحط سالی لاحق ہو اور تم اس سے دعا کرو، تو وہ تمہارے لیے کھیت اُگا دے گا، اور جب تم کسی ویران یا بے آب وگیاہ جگہ پر موجود ہو، تو تمہاری سواری گم ہو جائے، تو پھر تم اس سے دعا کرو، تو وہ تمہیں وہ سواری واپس کر دے گا، میں نے عرض کی: آپ مجھے کوئی تلقین کیجئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کسی کو کبھی برا نہ کہنا، راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی کسی آزاد یا غلام یا اونٹ یا بکری تک کو بھی برا نہیں کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا اور جب بھی تم اپنے کسی بھائی سے بات کرو، تو تم مسکرا کر اس سے بات کرنا، کیونکہ یہ بھی نیکی میں شامل ہے اور تم اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھنا، اگر تم نہیں مانتے، تو ٹخنوں (سے کچھ اوپر) تک رکھنا، اور تہبند کو لٹکانے سے بچنا، کیونکہ یہ تکبر کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا ہے، اگر کوئی شخص تمہیں برا کہے اور اس کے حوالے سے تمہیں عار دلائے، جو وہ جانتا ہے، یہ چیز تمہارے اندر ہے، تو تم اُسے اس چیز کے حوالے سے عار نہ دلانا جس کے بارے میں تم یہ جانتے ہو کہ یہ اس کے اندر ہے، کیونکہ اس کا وبال اُس شخص پر ہوگا۔

4085 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ جَانِبَيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي، إِنِّي لَأَتَعَاهَدُ ذَلِكَ مِنْهُ. قَالَ: لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ

سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص تکبر کے طور پر اپنا کپڑا لٹکاتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے تہبند کا ایک پلو ڈھیلا ہو جاتا ہے اور لٹک رہا ہوتا ہے، مجھے اس کا بڑا خیال رکھنا پڑے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو، جو تکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

4086 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ. فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ. قَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ

4105- إسناده صحيح. الليث - وهو ابن سعد - لم يرو عن أبي الزبير - وهو محمد ابن مسلم بن تدرس المكي - إلا ما ثبت له في سماعه من جابر. وأخرجه مسلم (2206)، وابن ماجه (3480) من طريق الليث بن سعد، به. وهو في "مسند أحمد" (14775)، و"صحيح ابن حبان" (5602).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص تہبند لٹکا کر نماز ادا کر رہا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور وضو کرو، وہ شخص گیا اور اس نے وضو کیا، پھر وہ آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور وضو کرو، ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا اور پھر خاموش بھی رہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اپنے تہبند کو اپنے (ٹخنوں سے نیچے) لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز کو قبول نہیں کرتا، جس نے (تہبند کو ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا ہو۔

4087 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا، قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ - أَوِ الْفَاجِرِ -

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین لوگ ہیں، جن کے ساتھ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو گھاٹے میں رہے اور خسارے کا شکار ہو گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ تو گھاٹے میں رہے اور خسارے کا شکار ہو گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ٹخنوں سے نیچے کپڑا) لٹکانے والا شخص، احسان جتلانے والا شخص، اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا شخص (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

متکبر کے بارے میں سخت وعید کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1031)

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہوسکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور

4107- إسناده صحيح. عروة: هو ابن الزبير بن العوام، ومحمد بن عبيد: هو ابن حساب الغبري. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9202) من طريق رباح بن زيد، عن معمر، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (25185)، و"صحيح ابن حبان" (4488). وانظر ما سيأتي بالأرقام (4108) و(4109) و(4110). وأخرجه البخاري (4324) و(5235) و(5887)، ومسلم (2185)، وابن ماجه (1902) و(2614)، والنسائي في "الكبرى" (9251) و(9205)

شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع وسبعون شعبۃ۔ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک وصاف ہوجائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالی اپنی رحمت سے اس کو معاف کردے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کردے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالی اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کرکے جنت میں داخل کردے گا۔

4088- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، قَالَ الْمَنَّانُ: الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ:

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے اور اس روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''احسان جتلانے والا وہ شخص کہ وہ جو بھی چیز دیتا ہے، تو اس پر احسان جتاتا ہے''

4089- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا، قَلَّمَا يُجَالِسُ

يُدَرِّسُ، إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَإِذَا فَرَغَ، فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ، فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ آخَرُ، فَقَالَ: مَا أَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ، وَيُحْمَدَ فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذَلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ: أَنْتَ سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: لَيَبْرُكَنَّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ، لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا، وَلَا تَضُرُّكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ، حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا التَّفَحُّشَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ: أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَتَّى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ

⊛⊛ قیس بن بشر تغلبی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے، وہ بیان کرتے ہیں: دمشق میں ایک صحابی تھے، جن کا نام حنظلیہ تھا، وہ تنہائی پسند شخص تھے اور لوگوں کے ساتھ کم میل ملاقات رکھتے تھے، وہ نماز پڑھا کرتے تھے، پھر تسبیح اور تکبیر پڑھنے میں مصروف رہتے تھے، پھر اپنے گھر واپس چلے جاتے تھے، ایک مرتبہ ہم حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران وہ ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کوئی ایسی بات بیان کیجئے، جس سے ہمیں کوئی فائدہ ہو اور اس میں آپ کا کوئی نقصان بھی نہیں ہوگا تو انہوں نے بتایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو کہیں بھیجا، جب وہ لوگ واپس آئے، تو ان میں سے ایک شخص اس محفل میں آیا، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص سے کہا: کاش! تم ہمیں اس وقت دیکھتے، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا، تو فلاں نے نیزہ مارتے ہوئے کہا: لو یہ میری طرف سے سنبھالو! میں غفار قبیلے سے تعلق رکھنے والا نوجوان ہوں (پھر اس شخص نے دریافت کیا) تمہاری اس کلمے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو اس کے ساتھی نے کہا: میرے خیال میں اس کا اجر ضائع

ہو گیا، ایک اور شخص نے یہ بات سنی، تو وہ بولا: میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان دونوں کے درمیان اس بات پر تکرار ہوئی، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پتہ چلی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے اجر و ثواب بھی ملے گا اور اس کی تعریف بھی ہوگی۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ وہ اس بات پر بہت خوش ہوئے، انہوں نے سر اٹھا کر دریافت کیا: آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بار بار ان سے یہ بات دریافت کی، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہوتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ ان کے گھٹنے پر بیٹھ جائیں گے۔

وہی صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کوئی ایسی بات ہمیں بیان کیجئے جس میں ہمیں فائدہ ہو، اس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا:

''گھوڑے پر خرچ کرنے والا شخص ایسے ہے، جیسے اس نے صدقہ کے لیے ہاتھ کھول کر رکھا ہو، جسے وہ بند نہ کرتا ہو''۔

ایک مرتبہ وہ صحابی ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ﷺ کوئی اچھی بات بیان کیجئے جس سے ہمیں فائدہ ہو، اس میں آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، تو انہوں نے بتایا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خریم اسدی اچھا آدمی ہے، اگر اس کے بال لمبے نہ ہوں اور وہ تہبند کو لٹکائے نہیں''

اس بات کی اطلاع حضرت خریم اسدی رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے چھری پکڑی اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

ایک مرتبہ وہ صحابی ہمارے پاس سے گزرے، تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ہمیں کوئی حدیث بیان کریں، جو ہمارے لیے فائدہ مند ہو، اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''تم اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو، تم لوگ اپنی سواریوں کو درست کر لو، اپنا لباس ٹھیک کر لو اور یوں ہو جاؤ، جیسے تم ان میں سے نمایاں فرد ہو، بے شک اللہ تعالیٰ فحش بات اور فحش چیز کے اظہار کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابونعیم نے ہشام کے حوالے سے یہ الفاظ اسی طرح نقل کیے ہیں:

''یہاں تک کہ تم لوگوں کے درمیان نمایاں ہو جاؤ''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ

باب: تکبر کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4090 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنَا هَنَّادٌ يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ، عَنْ أَبِي

الْأَحْوَصِ الْمَعْنَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ مُوسَى: عَنْ سَلْمَانَ الْأَغَرِّ، وَقَالَ هَنَّادٌ: عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - قَالَ هَنَّادٌ: - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کبریائی میری اوپر کی چادر ہے اور عظمت میری نیچے کی چادر ہے، جو شخص ان کے بارے میں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گا، میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا''۔

شرح

میری چادر اور میرا تہبند ہے جیسے الفاظ حق تعالیٰ نے مثال کے طور پر فرمائے ہیں اور اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ یہ دونوں صفتیں یعنی کبرائی اور عظمت صرف میری ذات سے تعلق رکھتی ہیں جن میں کوئی بھی میرا ساجھی شریک نہیں ہوسکتا جیسے کسی کے لباس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا چنانچہ حق تعالیٰ کی کچھ صفات تو ایسی ہیں کہ جن میں کچھ حصہ بندوں کو بھی دیا گیا ہے جو صرف حق تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہیں اور جن کے ساتھ کوئی بندہ اپنے آپ کو بطریق مجاز بھی موصوف نہیں کرسکتا۔ اسی حقیقت کو مثال کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ جس طرح کوئی شخص ان کپڑوں کو نہیں پہن سکتا جو کسی دوسرے شخص کے جسم پر ہوں اسی طرح کبریائی اور حقیقی عظمت بڑائی کا بھی کوئی بندہ دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ دونوں صفتیں صرف میری ذات کے لئے موزوں ہیں اور مخصوص ہیں۔

کبریاء اور عظمہ، یہ دونوں لفظ لغت میں ایک ہی معنی کے حامل ہیں یعنی بزرگی اور بڑا ہونا لیکن حدیث کے ظاہری اسلوب سے ان دونوں کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے کو تہبند کے ساتھ لہٰذا اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ کبریا تو صفت ذاتی ہے یعنی اللہ کی ذات کبیر و متکبر ہے خواہ دوسری اس حقیقت کو جانے یا نہ جانے اور عظمت کا لفظ حق تعالیٰ کی اس برائی کو بیان کرتا ہے جس کا ظہور اس کے غیر پر بھی ہوتا ہے کہ ساری مخلوق جانتی ہے کہ وہ ایسا بڑا ہے پس یہ حق تعالیٰ کی صفت اضافی ہوئی اور ذاتی صفت کا اضافی صفت سے اعلیٰ ہونا ضروری ہوتا ہے لہٰذا کبریائی کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ چادر تہبند سے اعلیٰ ہوتی ہے اور عظمت کو تہبند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

4091 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْقَسْمَلِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، مِثْلَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے وزن جتنا تکبر ہوگا اور ایسا شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے وزن جتنا ایمان ہوگا''۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یہی روایت ایک سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4092 - حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي رَجُلٌ حُبِّبَ إِلَيَّ الْجَمَالُ، وَأُعْطِيتُ مِنْهُ مَا تَرَى، حَتَّى مَا أُحِبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ، إِمَّا قَالَ: بِشِرَاكِ نَعْلِي، وَإِمَّا قَالَ: بِشِسْعِ نَعْلِي، أَفَمِنَ الْكِبْرِ ذَلِكَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ ایک وجیہہ شخص تھا اس نے عرض کی: میں ایک ایسا شخص ہوں کہ خوبصورتی کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی ہے اور مجھے اس میں سے جو چیز عطا کی گئی ہے وہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں یہاں تک کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ کسی کا جوتے کا تسمہ بھی مجھ سے بہتر ہو (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) اس نے دریافت کیا: کیا یہ چیز تکبر میں شمار ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی نہیں! تکبر وہ ہوتا ہے، جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

بَابٌ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ

باب: تہبند کے رکھنے کی جگہ

4093 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ، فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ - أَوْ لَا جُنَاحَ - فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ

علاء بن عبدالرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: تم نے ایک عالم شخص سے رجوع کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:
''مسلمان کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے، اس میں کوئی حرج نہیں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) کوئی گناہ نہیں ہے، جب کہ وہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو، لیکن جو ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ جہنم میں ہوگا اور جو شخص تکبر کے طور پر اپنے تہبند کو لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا''

4094 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے

ہیں: "لٹکانا قمیص میں، تہبند میں اور عمامے میں ہوتا ہے، جو شخص ان میں سے کوئی بھی چیز تکبر کے طور پر لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں کرے گا"۔

4095 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُمَيَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِزَارِ، فَهُوَ فِي الْقَمِيصِ

یزید بن ابوسمیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے، قمیص کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

4096 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ، فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ، قُلْتُ: لِمَ تَأْتَزِرُ هَذِهِ الْإِزْرَةَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُهَا

عکرمہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے تہبند باندھا ان کے تہبند کا اگلا کنارہ ان کے پاؤں کی پشت کو چھو رہا تھا اور پیچھے کی طرف سے وہ تہبند اٹھا ہوا تھا، میں نے دریافت کیا، آپ اس طرح سے تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔

بَابٌ فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ

باب: عورتوں کے لباس کا بیان

4097 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی خواتین، اور خواتین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔

4098 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت کی ہے، جو عورت کا سا لباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر لعنت کی ہے، جو مرد کا سا لباس پہنتی ہے۔

4099 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ، وَبَعْضُهُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي

مُلَيْكَةَ، قَالَ: قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ

ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی گئی: ایک عورت (مردوں کا مخصوص) جوتا پہن لیتی ہے (اس کا کیا حکم ہو گا؟) تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ) (الأحزاب: 59)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تذکرہ ''وہ اپنے چادریں آگے لٹکا کر رکھیں''

4100 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا، وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمَدْنَ إِلَى حُجُورٍ - أَوْ حُجُوزٍ، شَكَّ أَبُو كَامِلٍ - فَشَقَقْنَهُنَّ فَاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے انصار کی خواتین کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی تعریف کی، ان کی اچھائی بیان کی، اور فرمایا: جب سورۂ نور نازل ہوئی، تو ان خواتین نے اپنے تہبند لیے، انہیں چیر کر ان کی (سر پہ لینے والی) چادریں بنالیں۔

4101 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: (يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ) (الأحزاب: 59)، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

''وہ اپنی چادر اپنے اوپر لٹکا لے''

تو انصار کی خواتین نکلیں، تو یوں تھا، جیسے ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہوئے ہوں، اس کی وجہ وہ چادریں تھیں (جو انہوں نے سر پر لی ہوئی تھیں)۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہیے کہ وہ (گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ (اپنے منہ پر) لٹکا لیا کریں، یہ اس کے بہت قریب ہے کہ ان کو پہچان لیا جائے (کہ یہ آزاد عورتیں ہیں) تو ان کو ایذا نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (الاحزاب: ۵۹)

جلباب کی تحقیق

اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ازواج مطہرات، نبی ﷺ کی صاحبزادیاں اور مسلمان عورتیں اپنی جلابیب (چادروں) کا کچھ حصہ اپنے (چہروں) پر ڈال لیں۔ جلابیب جلباب کی جمع ہے اس لئے دیکھنا چاہئے کہ جلباب کا معین کیا ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی 398ھ لکھتے ہیں:

والجلباب الملحفة۔ (صحاح ج۱ ص101، دارالعلم بیروت، ۱٤۰٤ھ) جلباب ملحفہ ہے یعنی لحاف اور کمبل کی طرح وسیع وعریض چادر ہے۔

جلباب وہ چادر ہے جس کو عورت کمبل کی طرح اوپر سے اوڑھ لیتی ہے، ابوعبید نے کہا ہے کہ ازہری نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن الاعرابی نے جو یہ کہا ہے کہ جلباب آزار (تہبند) ہے۔ اس سے مراد وہ چادر نہیں ہے جو کمر پر باندھی جاتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ چادر ہے جس سے تمام جسم کو ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ (لسان العرب ج۱ ص273، ایران 1405ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ جلباب سے مراد وہ وسیع وعریض چادر ہے جس سے عورت تمام جسم کو ڈھانپ لیتی ہے۔

چہرہ ڈھانپنے کی تحقیق

اس آیت میں یہ الفاظ: یدنین علیهن من جلابیبهن اور یہ من تبعیضیہ ہے، یعنی عورتیں اپنی جلباب کا کچھ حصہ اپنے اوپر ڈال لیں، مفسرین نے لکھا ہے کہ علیهن میں حذف مضاف ہے یعنی علی وجوههن "چادروں کا کچھ حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں" یعنی کا ایک پلو یا آنچل یا گھونگھٹ اپنے چہروں پر اس طرح ڈال لیں کہ چہرہ ڈھک جائے اور یہی حجاب کا تقاضا ہے۔

علامہ ابن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں:

امام ابن جریر، حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں سے سر کو اور چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیں کہ فقط ایک آنکھ کھلی رہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 21861)

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی نے اس تفسیر کو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص 371 مطبوعہ لاہور)

قاضی ناصرالدین بیضاوی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یغطین وجوههن وابدانهن اذا برزن لحاجة ومن للتبعیض فان المراة ترخی بعض جلبابها وتتلفح ببعض۔ جب عورتیں کسی کام سے باہر نکلیں تو اپنے چہرے اور بدن کو ڈھانپ لیں، من تبعیض کے لئے ہے کیونکہ عورتیں چادر کے بعض حصے کو (چہرہ پر) لٹکا لیتی ہیں اور بعض کو بدن کے گرد لپیٹ لیتی ہیں۔

(بیضاوی علی حاشیہ الخفاجی ج ۷ ص 185، دار صادر بیروت)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی 1069ھ لکھتے ہیں:

کشاف میں ہے کہ اس آیت کے دو محمل ہیں یا تو ایک چادر کو پورے بدن پر لپیٹنے کا حکم دیا ہے یا چادر کے ایک حصہ سے سر

اور چہرے کو ڈھانپ لیں اور دوسرے حصے سے باقی بدن ڈھانپ لیں۔ (عنایۃ القاضی ج۷ ص185، دارصادر بیروت)

علامہ آلوسی حنفی نے بھی اس تفسیر کو نقل کیا ہے۔ (ج۲۲ ص89، دار احیاء التراث العربی بیروت)

یہ تو ایک کھلی ہوئی بدیہی بات ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکلتی تھیں تو چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ ان کا سارا جسم مستور ہوتا تھا خصوصاً سورۃ نور میں احکام ستر نازل ہونے کے بعد تو اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اب سورۃ الاحزاب میں احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی اگر مسلمان عورتیں اسی طرح کھلے منہ پھرتی رہتیں یا ان کا اسی طرح کھلے منہ پھرنا جائز ہوتا تو احکام حجاب نازل ہونے کا کیا ثمرہ مرتب ہوا اور آیات حجاب کو نازل کرنے سے کیا مقصد حاصل ہوا؟ اس لئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آیات حجاب میں عورتوں کو اپنے منہ اور ہاتھوں کو چھپانے کا حکم دیا ہے اور حجاب ستر سے زائد چیز ہے، ستر عورت کے جسم کے اس حصہ کو چھپانا ہے جس کو شوہر کے سوا کسی اور شخص کے سامنے ظاہر نہیں کیا جا سکتا اور یہ ہاتھوں اور چہرے کے سوا عورت کا سارا جسم ہے، عورت اپنے محارم (باپ، بھائی وغیرہ) کے سامنے صرف چہرہ اور ہاتھ ظاہر کر سکتی ہے اور باقی جسم چھپائے گی اور حجاب کا تقاضا یہ ہے کہ عورت غیر محرم اجنبیوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپائے گی، چونکہ پہلے مسلمان عورتیں اور ازواج مطہرات اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کو نہیں چھپاتی تھیں اسی لئے حضرت عمر مضطرب رہتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے آیات حجاب نازل کر دیں تو ازواج مطہرات اور عام مسلمان عورتوں نے اجنبی مردوں سے اپنے چہروں کو حجاب میں مستور کر لیا۔

عورت کے حجاب کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(الاحزاب: ۵۳) اور جب تم نبی کی ازواج (مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے لئے بہت ہی پاکیزگی کا سبب ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(الاحزاب: ۵۹) اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو یہ حکم دیں کہ وہ (گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ (آنچل، پلو یا گھونگھٹ) اپنے چہروں پر لٹکائے رہیں، یہ پردہ ان کی اس شناخت کے لئے بہت قریب ہے (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں آوارہ گرد باندیاں نہیں ہیں) سو ان کو ایذاء نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

ذالك ادنىٰ ان يعرفن سے چہرہ ڈھانپنے پر استدلال

(الاحزاب: ۵۹) یہ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے (کہ وہ آزاد عورتیں ہیں آوارہ گرد باندیاں نہیں ہیں) سو ان کو ایذا نہ دی جائے۔

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

جب کوئی باندی راستہ سے گذرتی تھی تو فساق فجار اس کو ایذاء پہنچاتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو باندیوں کی مشابہت سے منع فرمادیا، مجاہد نے یدنین علیہن من جلابیبھن کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ''آزاد عورتیں اپنے چہروں پر آنچل ڈال لیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ آزاد عورتیں ہیں اور فساق ان کو آوازیں کس کر یا چھیڑ خانی کر کے اذیت نہ پہنچائیں۔'' اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذلك ادنى ان يعرفن فلا يوذين ''یہ ان کی (باندیوں سے) شناخت کے زیادہ قریب ہے تاکہ ان کو ایذاء نہ پہنچائی جائے۔'' (جامع البیان ج ۲۲ ص 57-58 دار الفکر بیروت)

امام رازی متوفی 606ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں آزاد عورتیں اور باندیاں چہرہ کھول کر باہر نکلتی تھیں اور فساق اور فجار ان کے پیچھے دوڑتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو چادر سے چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص 184)

علامہ ابوالحیان اندلسی متوفی 754ھ لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ آزاد عورتیں اور باندیاں دونوں قمیص اور دوپٹے میں چہرہ کھول کر نکلتی تھیں اور جب وہ رات کے وقت قضاء حاجت کے لئے کھجوروں کے جھنڈ اور نشیبی زمینوں میں جاتیں تو بدکار لوگ بھی ان کے پیچھے جاتے اور بعض اوقات وہ آزاد عورت پر بھی دست درازی کرتے اور یہ کہتے کہ ہم نے اس کو باندی گمان کیا تھا۔ تب آزاد عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ باندیوں سے مختلف وضع قطع اختیار کریں بایں طور کہ بڑی چادروں اور کمبلوں سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیں تاکہ وہ باحیاء اور معزز رہیں اور کوئی شخص ان کے متعلق بری خواہش نہ کرے۔ (البحر المحیط ج ۷ ص 250 دار الفکر بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں:

آزاد عورتیں چادروں سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیں تاکہ معلوم ہوجائے وہ آزاد عورتیں ہیں۔

(زاد المسیر ج ۶ ص ۴۲۲)

علامہ ابوسعود حنفی لکھتے ہیں:

عورتیں جب کسی کام سے جائیں تو چادروں سے اپنے چہروں اور بدنوں کو چھپالیں۔

(تفسیر ابوسعود ج ۵ ص 239، دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں:

ابوعبیدہ سلمانی بیان کرتے ہیں کہ جب ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم چادر کو اپنی پیشانی پر رکھ کر چہرے کے اوپر لپیٹ لو، سدی نے کہا ایک آنکھ کے سوا باقی چہرے کو ڈھانپ لو (علامہ ابوالحیان کہتے ہیں) اندلس کے شہروں کا بھی یہی طریقہ ہے عورتیں ایک آنکھ کے سوا باقی چہرے کو ڈھانپ کر رکھتی ہیں، حضرت ابن عباس اور قتادہ نے کہا چادر سے چہرے کو ڈھانپ لے اور دونوں آنکھوں کو کھلا رکھے۔ من جلابیبھن کا مطلب یہ ہے کہ چادر کے ایک پلو سے چہرہ کو ڈھانپ لیا جائے یہ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے کیونکہ جب آزاد عورتیں اپنے چہرنے کو ڈھانپ لیں گی تو وہ بے پردہ پھرنے والی بے حیا باندیوں سے ممتاز ہوجائیں گی اور فساق اور فجار کی ایذاء رسانی اور چھیڑ خانی سے محفوظ رہیں گی۔ (البحر المحیط ج ۸ ص 504 دار الفکر)

مشہر شیعہ مفسر شیخ ابو جعفر بن حسن طوسی لکھتے ہیں:

(التبیان ج، ص 361) حس نے کہا کہ جلابیب سے مراد وہ چادریں ہیں جن کو عورتیں اپنے چہروں پر ڈال لیتی ہیں۔

جلباب کی تفسیر جو ہم نے معتمد مفسرین اسلام سے نقل کی ہے، ان میں علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی، علامہ ابن کثیر حنبلی، علامہ ابن جوزی حنبلی، قاضی بیضاوی شافعی، علامہ ابو سعود حنفی، علامہ خفاجی حنفی، علامہ آلوسی حنفی، علامہ ابوالحیان اندلسی اور شیعہ مفسر شیخ طوسی وغیرہ سب اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ کی صاحبزادیوں اور عام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ کسی ضرورت کی بناء پر گھر سے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کا پلو اپنے چہرے پر ڈال کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔

ان تفسیر سے یہ ظاہر ہو گیا کہ سورۃ نور میں عورتوں کو جو چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کے ستر کا حکم دیا گیا تھا اس آیت میں اس سے زائد حکم بیان کیا گیا ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ کر رکھیں۔

مصنف یہ کہتا ہے کہ آج بھی یہی طریقہ ہے جو عورت مکمل پردہ میں باہر نکلتی ہے وہ کسی شخص کی ہوا و ہوس کا نشانہ نہیں بنتی اس پر کوئی بری نظر ڈالتا ہے نہ کوئی آواز کستا ہے، نہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور جو عورت بے پردہ تنگ اور چست لباس پہن کر، سرخی پاؤڈر سے میک اپ کر کے اور اپنے لباس پر پرفیوم اسپرے کر کے خوشبوؤں کی لپٹوں میں گھر سے نکلتی ہے وہ تمام ہوس ناک نگاہوں کا ہدف بنتی ہے اوباش لوگ اس پر آوازیں کستے ہیں اور چھیڑ خانی کرتے ہیں اور بسا اوقات اس کی عزت لٹ جاتی ہے۔ العیاذ باللہ!
ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو کہتے ہیں اسلام عورت کو پردے کی بو بو بنانا چاہتا ہے! مغربی ممالک میں جہاں کوئی پردہ ہے نہ کوئی حدود و قیود ہیں لڑکیاں نیم عریاں لباس میں برسر عام پھرتی ہیں اور راہ چلتے برسر عام مرد اور عورت بوس و کنار کرتے ہیں، پارکوں اور تفریح گاہوں میں بغیر کسی پردے اور حجاب کے حیوانوں کی طرح مرد اور عورتیں ہم آغوش ہوتے ہیں اور جنسی عمل کرتے ہیں، ایک لڑکی کئی کئی بوائے فرینڈز رکھتی ہے، دفتروں، کارخانوں، ہوٹلوں اور سیر گاہوں میں ہر جگہ مرد اور عورت ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ایک ساتھ کام کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں ناجائز بچوں سے ان کی سڑکیں بھری رہتی ہیں اور ہسپتالوں میں اسقاط حمل کرانے والی عورتوں کی بھرمار رہتی ہے اور اس جنسی بے راہ روی سے ان کا ذہنی سکون جاتا رہتا ہے اور وہ لوگ مالیخولیائی کیفیات میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر وہ سکون اور نروان کی تلاش میں سستے نشوں کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ پہلے وہ اپنے آپ کو شراب میں ڈبو دیتے تھے لیکن اس سے بھی ان کو سکون نہیں ملا، اب وہ چرس، کوکین، ہیروئن اور راکٹ کی پناہ لیتے ہیں وہ ایسا تیز سے تیز نشہ چاہتے ہیں جو ان کے ذہن کو زیادہ سے زیادہ دیر کے لئے سلا دے، بے حس کر دے اور دنیا اور مافیہا سے بے خبر کر دے۔ مغربی ممالک کی حکومتیں ان منشیات پر پابندیاں لگا رہی ہیں اس کے باوجود منشیات کی کھپت بڑھتی جا رہی ہے، پابندیوں سے کام نہیں چلے گا لوگ سکون چاہتے ہیں ان کو سکون مہیا کیجیے راکٹ اور مارفیا کا سکون ناپائیدار اور عارضی ہے، صحت کے لئے تباہ کن ہے، حقیقی سکون صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں ہے:

(الانعام: ۸۲) جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ انہوں نے گناہ نہ کئے (یعنی اسلامی احکام کی مخالفت اور ان سے

بغاوت نہیں کی) انہی کے لئے امن اور سکون ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جنسی بے اعتدالی اور بے راہ روی انسان کے ذہنی سکون کو ختم کر دیتی ہے، اس لئے اگر ہم دنیا کو ذہنی سکون فراہم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو جنسی بے راہ روی اور بد چلنی کو ختم کرنا ہوگا اور اس کی پہلی بنیاد پردہ اور حجاب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(الاحزاب:۵۹) یہ پردہ ان کی شناخت کے بہت قریب ہے (کہ وہ آزاد و تریں ہیں آوارہ گرد باندیاں نہیں ہیں) سو ان کو ایذا نہ دی جائے۔

علامہ محمد امین بن مختار جکنی شنقطی لکھتے ہیں:

صحابہ کرام اور مابعد کے تمام مفسرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اہل مدینہ کی خواتین رات کو قضاء حاجت کے لئے گھروں سے باہر نکلتیں تھیں اور مدینہ میں بعض فساق تھے جو باندیوں کے پیچھے پڑ جاتے تھے اور آزاد عورتوں سے تعرض نہیں کرتے تھے اور بعض آزاد عورتیں ایسی وضع میں نکلتی تھیں جس سے وہ باندیوں سے ممتاز نہیں ہوتی تھیں، سو وہ فساق ان کو بھی باندیاں سمجھ کر ان کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی ازواج اپنی صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیں کہ وہ اپنی وضع قطع میں باندیوں سے ممتاز رہیں بایں طور کہ چادروں سے اپنا چہرہ چھپائے رکھیں اور جب وہ ایسا کریں گی تو فساق کو پتا چل جائے گا کہ یہ آزاد عورتیں ہیں اور ان کو ستایا نہیں جائے گا، اہل علم نے اس کی یہی تفسیر کی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فساق کا باندیوں کو چھیڑنا اور ان سے فحش حرکات کرنا جائز ہے بلکہ یہ حرام ہے اور ان فحش کاموں کے درپے وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں داخل ہیں والذین فی قلوبھم مرض ''وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔''

(اضواء البیان ج ٦ ص 587-588)

مذاہب اربعہ کے بعض متقدمین فقہاء اور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ عورت کے چہرہ کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور بلا شہوت دیکھنا جائز ہے، اسی طرح انہوں نے کہا کہ عورت اپنے چہرہ کو چھپانا واجب نہیں ہے اس کے برخلاف بعض دور سے فقہاء اور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ عورت پر اپنا چہرہ چھپانا واجب ہے اور یہی قول قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہے کیونکہ چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو چھپانا تو عورت پر پہلے بھی فرض تھا جیسا کہ سورۃ نور میں ستر کے احکام نازل ہونے سے ظاہر ہو گیا ہے اور اس کے بعد سورۃ الاحزاب میں جو حجاب کی آیات نازل ہوئیں ان میں ستر سے ایک زائد حکم بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر محرم اور اجنبی مردوں کے سامنے عورتیں اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ رکھیں۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص حنفی، مجتہد فی المسائل ہیں، وہ لکھتے ہیں:

ابوبکر رازی کہتے ہیں کہ اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جوان عورتوں کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت پردہ کرنے اور پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ آوارہ لوگوں کے دلوں میں بری خواہش پیدا نہ ہو۔

(احکام القرآن ج ۳ ص 372 لاہور)

چونکہ بوڑھی عورتوں کے حجاب کے متعلق قرآن مجید میں تخفیف کی گئی ہے اس لئے علامہ ابوبکر رازی نے حجاب کی اس آیت کو جوان عورتوں پر محمول کیا ہے اور اس عبارت میں یہ تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جوان عورتوں کو چہرہ ڈھانپنے کا امر کیا ہے اور امر کا تقاضہ وجوب ہے اس لئے جو عورتیں بوڑھی نہ ہوں ان پر اپنے چہرہ کو چھپانا واجب ہے۔

بوڑھی عورتوں کے حجاب میں تخفیف سے عمومی حجاب پر استدلال

جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کے حجاب میں تخفیف کی ہے وہ یہ ہے:

(النور: ٦٠) وہ بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی امید نہیں ہے اگر وہ اپنے (چہرہ ڈھانپنے کے) کپڑے اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے درآں حالیکہ وہ اپنی زینت دکھاتی نہ پھریں اور اگر وہ اس سے بچیں (یعنی نقاب نہ اتاریں) تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔

اس آیت میں بوڑھی عورتوں کو جن کپڑوں کے اتارنے کی اجازت دی ہے اس سے مراد وہ چادریں ہیں جن سے آیت جلباب میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس آیت سے یہ تو ہرگز مراد نہیں ہے کہ بوڑھی عورت قمیض اور شلوار اتار کر بالکل برہنہ ہو جائے کیونکہ یہ کھلی بے حیائی ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ بوڑھی عورت سینہ سے دوپٹہ اتار کر اپنے سینہ کا ابھار لوگوں کو دکھاتی پھرے کیونکہ غیر متبرجات بزینۃ میں اس سے منع کر دیا ہے، تو پھر متعین ہو گیا کہ اس آیت میں بوڑھی عورتوں کو چہرہ سے صرف نقاب اتارنے کی اجازت دی ہے یا اس چادر کو اتارنے کی اجازت دی ہے جس سے آیت جلباب میں چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ ان کے لئے بھی افضل اور مستحب یہی ہے کہ وہ اس چادر کو نہ اتاریں اور چہرہ ڈھانپ کر رکھیں اور اس آیت سے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ جو عورتیں سن ایاس کو نہ پہنچی ہوں ان پر چہرہ چھپانا لازم اور واجب ہے۔

علامہ ابوبکر رازی جصاص الحنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود اور مجاہد نے بیان کیا کہ یہاں وہ بڑھی عورتیں مراد ہیں جو نکاح کا ارادہ نہ رکھتی ہوں اور جن کپڑوں کو اتارنے کی اجازت دی اس سے مراد جلابیب (وہ چادریں جن کے پلو سے چہرہ ڈھانپتے ہیں) ہیں، حسن نے کہا جلابیت اور پٹکے مراد ہیں، ابراہیم اور ابن جبیر نے کہا چادر مراد ہے جابر بن زید سے چادر اور دوپٹے کی روایت ہے، علامہ ابوبکر اس روایت کو مسترد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بوڑھی عورت کے بال بالاتفاق ستر ہیں جس طرح جوان عورت کے بال ستر ہیں، اس لئے اجنبی شخص کا بوڑھی عورت کے بالوں کو دیکھنا جائز نہیں ہے، اور اگر بوڑھی عورت نے ننگے سر نماز پڑھی تو جوان کی طرح اس کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اس لئے اس آیت سے یہ مراد نہیں ہو سکتا کہ بوڑھی عورت اجنبی مردوں کے سامنے اپنا دوپٹہ اتار دے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورت کو تنہائی میں دوپٹہ اتارنے کی اجازت دی ہے، جبکہ اسے کوئی دیکھ نہ رہا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ پھر بوڑھی عورتوں کی تخصیص کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جوان عورت بھی تنہائی میں اپنا دوپٹہ اتار سکتی ہے، اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جب بوڑھی عورت کا سر ڈھکا ہوا ہو تو وہ لوگوں کے سامنے اپنی جلباب اتار سکتی ہے اور اس کے لئے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھولنا جائز ہے کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۲۴۷، لاہور)

علامہ ابوعبداللہ قرطبی مالکی متوفی 668ھ لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ وہ بوڑھی عورت بھی ستر میں جوان عورت کی طرح ہے مگر بوڑھی عورت اس جلباب کو اتار سکتی ہے جو قمیص اور دوپٹہ کے اوپر اوڑھا ہوا ہوتا ہے حضرت ابن مسعود اور ابن جبیر وغیرہ کا یہی قول ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کو تمام کپڑے اتارنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اس سے ہر ستر کا کھولنا لازم آئے گا اس لئے مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں کپڑے سے مراد وہ جلباب چادریں اور اوڑھنیاں ہیں جن کو دوپٹہ کے اوپر اوڑھا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۶ ص 307 دارالفکر بیروت، 1398ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی متوفی 597ھ لکھتے ہیں:

اس آیت میں کپڑوں سے مراد وہ جلباب، چادریں اور اوڑھنیاں ہیں جو دوپٹہ کے اوپر ہوتی ہیں، تمام کپڑے اتارنا مراد نہیں ہے، قاضی ابویعلیٰ نے کہا بوڑھی عورت کا اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کھولنا جائز ہے اور اس کے بالوں کو دیکھنا جوان عورت کے بالوں کو دیکھنے کی طرح ناجائز ہے۔ (زادالمسیر ج ۶ ص 63 بیروت)

مذاہب اربعہ کے مفسرین کی تصریحات سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ بوڑھی عورت جس کو نکاح کی امید نہ ہو اور جو سن ایاس کو پہنچ چکی ہو صرف اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے وہ جلباب اتار سکتی ہیں جس کے آنچل سے چہرے کو ڈھانپا جاتا ہے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر کر سکتی ہے پھر بھی اس کے لئے افضل اور مستحب یہی ہے کہ اجنبی مردوں کے سامنے اپنے چہرے کو ڈھانپ کر رکھے۔

اب اگر بوڑھی عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے لئے بھی اجنبی مردوں کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا جائز ہو تو بتلائے اس آیت میں بوڑھی عورتوں کی تخصیص کا کیا فائدہ ہوا؟ اور جب بوڑھی عورتوں کے لئے بھی اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ چھپانا مستحب ہے تو جوان عورتوں کے چہرہ چھپانے کے واجب ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے!

عہد رسالت ﷺ میں حجاب اور نقاب کے معمولات

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (خیبر سے) مدینہ تشریف لائے درآں حالیکہ آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی سے شادی کی ہوئی تھی انصار کی عورتوں نے آ کر حضرت صفیہ کے متعلق بیان کیا میں نے اپنا حلیہ بدلا اور نقاب پہن کر (انہیں دیکھنے) گھر سے نکلی، رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھ کو دیکھ کر پہچان لیا، میں (واپس) تیزی سے دوڑی، آپ نے مجھے پکڑ کر گود میں اٹھا لیا اور فرمایا: تم نے (ان کو) کیسا پایا، میں نے کہا اس یہودی عورت کو یہودیوں میں بھیج دیجئے۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1980)

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نقاب پہننے کا ذکر ہے اور یہ کہ ازواج مطہرات اور مسلم خواتین جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلتی تھیں تو نقاب پہنتی تھیں یا چادروں سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتی تھیں۔

امام بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ افک کی حدیث میں روایت کرتے ہیں:

میں اپنے پڑاؤ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گئی اور حضرت صفوان بن معطل اسلمی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے تھے، وہ رات کے آخری حصہ میں چلے اور صبح کے وقت میرے پڑاؤ پر پہنچے تو انہوں نے ایک انسانی ہیولا دیکھا، جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے پہچان لیا کیونکہ انہوں نے حجاب کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا انہوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں یہ سن کر بیدار ہوگئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:4141)

یہ حدیث اس بات کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات چادروں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں۔ وللہ الحمد۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! آپ احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قمیص اور شلواریں نہ پہنو، عمائم اور ٹوپیاں نہ پہنو، البتہ اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس (ایک گھاس جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے) سے رنگا ہوا ہو اور احرام کی حالت میں عورت نقاب ڈالے نہ دستانے پہنے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:1838، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:1823، صحیح مسلم رقم الحدیث:1177 سنن النسائی رقم الحدیث:2666)

احرام میں نقاب ڈالنے کی ممانعت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عام حالات میں خواتین نقاب ڈالتی تھیں۔

حضرت شماس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام خلاد نام کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی در آں حالیکہ اس نے نقاب پہنی ہوئی تھی۔ اس کا بیٹا شہید ہو گیا تھا وہ اس کے متعلق پوچھنے آئی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا: تم اپنے بیٹے کے متعلق پوچھ رہی ہو اور اس حال میں بھی تم نے نقاب پہنی ہوئی ہے! اس نے کہا میں نے اپنے بیٹا کھویا ہے اپنی حیا نہیں کھوئی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:2488)

عہد توریت میں نقاب اور حجاب کا معمول

اسلام سے پہلے دوسرے آسمانی مذاہب میں بھی حجاب اور نقاب کے ساتھ گھروں سے باہر نکلنے کی ہدایت کی جاتی تھی، توریت میں ہے:

اور ربقہ نے نگاہ کی اور اضحاق کو دیکھ کر اونٹ سے اتر پڑی۔ اور اس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے اس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اس نے برقع لے کر اپنے اوپر ڈال لیا۔ (پیدائش: باب ۲۴، آیت 65-66)

اور تمر کو یہ خبر ملی کہ تیرا خسر اپنی بھیڑوں کو پشم کترنے کے لئے تمنت کو جا رہا ہے۔

تب اس نے اپنے رنڈاپے کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو ڈھانکا۔ (پیدائش: باب 37، آیت: 14-15)

پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور برقع اتار کر رنڈاپے کا جوڑا پہن لیا۔ (پیدائش: باب 38، آیت: 20)

بعض احادیث بظاہر حجاب کے خلاف ہیں جن میں اجنبی مردوں کی طرف دیکھنے اور عورتوں کے اجنبی مردوں کی طرف دیکھنے کا

ثبوت ہے اسی لئے ہم ان احادیث کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں، امام مسلم روایت کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی درآں حالیکہ وہ (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے، میں اس وقت لڑکی تھی، سوچو کہ کم عمر شائقہ لڑکی کے شوق کا کیا عالم ہوگا!

(صحیح مسلم رقم الحدیث:2029)

اس حدیث میں مردوں کے کھیل کی طرف دیکھنے کا جواز ہے، جبکہ مردوں کے بدن کی طرف (پسندیدگی سے) نہ دیکھا جائے اور عورتوں کا اجنبی مرد کے چہرہ کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور بغیر شہوت کے دیکھنے میں دو قول ہیں اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن** ''آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ (بلکہ حضرت میمونہ) سے فرمایا ''تم دونوں تو نابینا نہیں ہو، تم اس سے (یعنی حضرت ابن ام مکتوم سے) پردہ کرو'' یہ حدیث حسن ہے اس کو امام ترمذی اور دوسرے ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے دو جواب ہیں، قوی جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت عائشہ نے ان کے چہروں اور بدنوں کی طرف (بالذات) دیکھا تھا اس حدیث میں صرف یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے ان کے کھیل اور ان کی جنگ کی طرف دیکھا تھا اور ان کی جنگی مشقوں کے دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عائشہ نے ان کے بدن کی رطف دیکھا ہو اور اگر بالفرض حضرت عائشہ کی نظر بلا قصد ان کے بدن پر پڑ گئی تو آپ نے فوراً نظر کو ہٹا یا تھا، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ حجاب نازل ہونے سے پہلے کا ہو اور تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ اس وقت کمسن تھیں اور حد بلوغ کو نہیں پہنچیں تھیں۔

دوسری حدیث جس سے حجاب کے خلاف شبہ پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے سوال کیا آپ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں! اگر میں اس وقت کمسن نہ ہوتا تو حاضر نہ ہوتا! رسول اللہ ﷺ (عیدگاہ) گئے اور آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور اذان کا ذکر کیا نہ اقامت کا، پھر آپ عورتوں کے پاس گئے ان کو وعظ ونصیحت کی اور ان کو صدقہ دینے کا حکم دیا پھر میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ بڑھائے اور حضرت بلال کو زیورات دیئے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:977)

اس حدیث سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت بلال نے اس موقع پر اجنبی عورتوں کو دیکھا، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کا جواب تو خود اس حدیث میں ہے کہ وہ کم سن تھے اور حضرت بلال اگرچہ اس وقت آزاد ہو چکے تھے لیکن وہ عورتیں حجاب میں لپٹی ہوئی تھیں اور اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال نے ان کے چہروں کی طرف دیکھا یا ان کے چہرے کھلے ہوئے اور بے حجاب تھے۔

ایک اور حدیث جس سے حجاب کے خلاف شبہ پیش کیا جاتا ہے یہ ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت فضل بن عباس، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے، قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آکر رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، حضرت فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت حضرت فضل کی طرف دیکھنے لگی، نبی ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری رخ کردیا، اس عورت نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے اور میرا باپ بہت بوڑھا ہے سواری پر بیٹھ کر حج نہیں کرسکتا، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:6228)

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے چہرہ پر نقاب ڈالنا اور حجاب کرنا واجب نہیں ہے ورنہ وہ عورت بے پردہ نہ آتی اور اگر آہی گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ اس کو چہرہ چھپانے کا حکم دیتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ عورت محرمہ تھی البتہ اس کے برخلاف اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے، اس لئے نبی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے حضرت فضل بن عباس کی گردن پھیردی، جامع ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے جوان مرد اور جوان عورت کو دیکھا اور میں ان پر شیطان (کے حملہ) سے بے خوف نہیں ہوا۔'' اس وجہ سے آپ نے حضرت فضل بن عباس کی گردن کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اجنبی مردوں اور عورتوں کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کے معاملہ میں جب رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام پر اعتماد نہیں تھا حالانکہ خوف خدا اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں ان کا سب سے اونچا مقام تھا تو پھر بعد کے لوگوں پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے اور یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اگر ان کو شہوت کا خطرہ نہ ہو تو پھر وہ اجنبی عورتوں کو دیکھ سکتے ہیں، اس لئے جن بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اگر شہوت کا خطرہ نہ ہو تو اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہے، یہ صحیح نہیں ہے، صحیح یہی ہے کہ اجنبی عورتوں کو دیکھنا مطلقاً جائز نہیں ہے، البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں جن کو ہم نے اس سے پہلے تفصیل سے بیان کردیا ہے، اس لئے اس حدیث پر غور کرنا چاہئے:

(سنن الترمذی الحدیث:885) حضرت عباس نے کہا یارسول اللہ! آپ نے اپنے عم زاد کی گردن کیوں پھیردی آپ نے فرمایا میں نے مرد اور جوان عورت کو دیکھا اور میں ان پر شیطان (کے حملہ) سے بے خوف نہیں ہوا۔

بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں غض بصر ''نگاہیں نیچی رکھنے کا'' حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ چھپانا ضروری نہیں ہے بس نگاہیں نیچی کرلینا کافی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف غض بصر کا حکم نہیں ہے چہرہ چھپانے کا بھی حکم ہے جیسا کہ ہم نے آیات حجاب میں اس کو بیان کردیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی چھپانے کا بھی حکم ہے جیسا کہ ہم نے آیات حجاب میں اس کو بیان کردیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب عورتوں کو کھلے نہ پھرنے کی اجازت ہی نہیں ہے تو پھر غض بصر کے حکم کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کے نقاب اور حجاب میں رہنے کے باوجود ایسے مواقع پیش آسکتے ہیں جب اچانک کسی مرد اور عورت کا سامنا ہوجائے اور ایک باپردہ عورت کو بھی نماز اور حج کے مواقع پر چہرہ کھولنے سے سابقہ پڑجاتا ہے سو ایسے تمام مواقع پر مردوں اور عورتوں دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ) (النور: 31)

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا تذکرہ ''انہیں چاہیے کہ اپنی چادریں اپنے گریبان پر رکھیں''

4102 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ح وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، وَابْنُ السَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعَافِرِيُّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ: (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ) (النور: 31)، شَقَقْنَ أَكْنَفَ - قَالَ ابْنُ صَالِحٍ: أَكْثَفَ - مُرُوطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے والی ابتدائی خواتین پر رحم کرے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''وہ اپنی چادریں اپنے گریبان پر ڈال لیں''

توان خواتین نے اون کی موٹی چادریں پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔ (یہاں ایک راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے)

4103 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

نظر اور شرمگاہ کی حفاظت بہت ضروری ہے:

۱۔ ابن ابی حاتم نے مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اسماء بنت مرشد اپنے کھجور کے باغ میں رہتی تھیں جو بنو حارثہ میں تھا عورتوں نے وہاں تہہ بندوں کے بغیر داخل ہونا شروع کر دیا ان کے پازیب ظاہر ہوتے اور ان کے سینے اور زلفیں بھی ننگی ہوتیں اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر کہا یہ کتنی بری صورت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا آیت ''وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن'' الایۃ

۲۔ عبدالرزق والفریابی وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والترمذی والحاکم وصححہ وابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت ولا یبدین زینتھن کے بارے میں روایت کیا کہ زینت مراد ہے کنگن بازو بند پازیب بالی اور ہار آیت الا ماظھر منھا یعنی کپڑے اور اوڑھنی۔

۳۔ ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زینت سے مراد دو قسم کی زینتیں ہیں ظاہری زینت اور باطنی زینت اور باطنی زینت کو خاوند کے سوا کوئی نہیں دیکھتا اور ظاہری زینت سے مراد ہے کپڑے اور باطنی

زینت سے مراد ہے سرمہ، کنگن انگوٹھی ابن جریر کے لفظ میں یوں ہے کہ اس میں سے ظاہری زینت کپڑے ہیں اور جو چیزیں چھپی ہوتی ہیں دو پازیب ہیں اور دونوں بالیاں ہیں اور کنگن ہیں۔

عورت کے لیے عطر لگا کر گھر سے باہر نکلنا گناہ ہے

۴۔ احمد والنسائی والحاکم والبیہقی فی سننہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت نے عطر لگایا اور باہر نکلی تو جن لوگوں پر وہ گزری اور انہوں نے اس کی خشبو کو پایا تو وہ زانیہ عورت ہے۔

۵۔ ابن المنذر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آیت **ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا** سے مراد ہے سرمہ اور انگوٹھی۔

۶۔ سعید بن منصور وابن جریر وعبد بن حمید وابن المنذر والبیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا** سے مراد ہے سرمہ انگوٹھی بالی اور ہار۔

۷۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ **الا ماظھرہ منھا** سے مراد ہے ہتھیلی کا خضاب اور انگوٹھی۔

۸۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **الا ماظھر منھا** سے مراد ہے اس کا چہرہ اس کی ہتھیلیا اور انگوٹھی۔

۹۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **الا ماظھر منھا** چہرہ کی رنگت اور ہتھیلی کا اندرونی حصہ۔

۱۰۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن المنذر والبیہقی فی سننہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ظاہری زینت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کنگن انگوٹھے کا چھلہ اور اپنی آستین کی ایک طرف کو بند کر کے رکھو۔

۱۱۔ ابن ابی شیبہ نہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **الا ماظھر منھا** سے مراد ہے چہرہ اور ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان کا گڑھا۔

۱۲۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **الا ماظھر منھا** سے مراد ہے چہرہ اور ہتھیلی۔

۱۳۔ ابن جریر نے عطار رحمۃ اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آیت **الا ماظھر منھا** سے مراد ہے ہتھلیاں اور چہرہ۔

۱۴۔ عبدالرزاق وابن اجریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ **ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا** سے مراد ہے کنگن انگوٹھی اور سرمہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ یہاں سے آگے تک ہاتھ نکالے اور آپ نے آدھے بازو کو بند کرلیا۔

۱۵۔ عبدالرزاق وابن جریر نے سمور بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **الا ماظھر منھا** سے مراد ہیں کنگن انگوٹھی اور سرمہ۔

۱۶۔سعید وابن جریر سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا آیت **ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا** سے رماد ہے انگوٹھی اور کنگن ابن جریج نے کہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کنگن اور انگوٹھے کا چھلہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس میری بھتیجی آئی جو میری ماں کی طرف سے بھائی عبداللہ بن طفیل مزینہ کی بیٹی تھی اور میں نبی ﷺ کے پاس آئی رسول اللہ ﷺ نے اعراض فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی اور بچی ہے۔آپ نے فرمایا جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ چہرہ کے سوا اپنے جسم کے کو ظاہر کرے یا اس سے زائد حصہ ظاہر کرے اور اپنے بازو پر مٹھی رکھے اور اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کا حصہ چھوڑ دے۔

۱۷۔ابوداؤد والترمذی وصححہ والنسائی والبیہقی فی سننہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ اور میمونہ نبی ﷺ کے پاس موجود تھیں اس درمیان کہ ہم آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اچانک ابن ابی مکتوم سامنے آ گئے اور آپ کے پاس اندر آ گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے پردہ کرو ام سلمہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ اندھا نہیں ہے کہ وہ ہم کو نہیں دیکھ رہا آپ نے فرمایا کیا تم اندھی ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھ رہی ہو۔

۱۸۔ابوداؤد وابن مردویہ والبیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس گائیں اور ان پر باریک کپڑے تھے۔آپ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا اے اسماء کہ عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کئی حصہ دکھائی دے۔مگر یہ اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا۔

۱۹۔ابوداؤد دفی مراسیلہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا بچی جب بالغہ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کے جسم میں سے دیکھا جائے مگر اس کے چہرے کو اور اس کے ہاتھوں کے جوڑوں کو واللہ اعلم۔

۲۰۔البخاری وابوداؤد والنسائی وابن جریر وابن ابی حاتم ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا آیت **ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن** تو عورتوں نے اپنی چادروں کو لیا اور ان کے کناروں کی جانب سے پھاڑ کر اس سے اوڑھنیاں بنالیں۔

۲۱۔ابن جریر وابن مردویہ وحاکم وصححہ وعائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جب یہ آیت **ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن** نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کے کناروں کو پھاڑ لیا اور اس سے اوڑھنیاں بنالیں۔

۲۲۔الحاکم وصححہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ اوڑھنی پہنے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا ایک پیچ دو دو پیچ نہ دو (تاکہ مردوں کی پگڑی کے مشابہ نہ ہو جائے)

۲۳۔ابوداؤد وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے صفیہ بنت شیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس درمیان کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں عورتوں نے قریش کی عورتوں اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک قریش کو فضیلت حاصل ہے اور اللہ کی قسم! میں نے انصار کی عورتوں پر فضیلت رکھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی جو اللہ کی کتاب کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہو اور جو قرآن مجید پر ایمان لانے میں ان سے بڑھ کر ہو۔سورۃ نور کو نازل کیا گیا آیت **ولیضربن**

بخمرھن علی جیوبھن'' تو ان کے مرد ان کی طرف پلٹے اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل کیا اور وہ مرد اسے اپنی عورت اپنی بیٹی اور بہنوں پر تلاوت کرتا اور اپنے رشتہ داروں پر پھر عورت اپنی چادر کی طرف کھڑی ہوتی اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیتی اس فرمان کی تصدیق اور اس پر ایمان لاتے ہوئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا اور صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چادریں پہنے ہوئے تھیں گویا کہ ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے تھے۔

۲۴۔ سعید بن منصور وابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس پر ایک باریک اوڑھنی تھی جس سے اس کی پیشانی نیچے سے نظر آ رہی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اوڑھنی کو پکڑ کر پھاڑ دیا پھر فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں جو حکم نازل فرمایا پھر اس کے لیے ایک دوپٹہ منگوایا اور اس کو پہنایا۔

۲۵۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ''ولیضربن'' یعنی باندھ لیں آیت بخمرھن علی جیوبھن۔ یعنی اپنی اوڑھنی کو سینے کے بالائی حصہ پر اور سینے پر تاکہ اس میں سے کوئی چیز دکھائی نہ دے۔

۲۶۔ ابوداؤد فی الناسخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ نور میں ہے آیت ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن، اور فرمایا آیت یدنین علیھن من جلابیبھن۔ پھر اس میں سے استثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا آیت والقواعد من النساء التی لایرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن۔ اور متبرجات وہ عورتیں ہیں جو اس حال میں نکلتی ہیں جبکہ ان کے سینے کے اوپر والا حصہ ننگا ہو۔

۲۷۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا اور ظاہری زینت سے مراد ہے چہرہ اور آنکھوں کا سرمہ ہتھیلی کا خضاب اور انگوٹھی عورت اس پر اسے ظاہر کر سکتی ہے جو بھی اس کے گھر میں داخل ہو پھر فرمایا ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰباء ھن یعنی عورت اپنے خاوندوں اور اپنے آباء کے لیے زینتیں ظاہر کر سکتی ہے جیسے بالیاں ہار اور کنگن لیکن پازیب پاؤں میں ڈالے جانے والے زیور اور سینے کے بالائی حصہ اور بال تو نہیں ظاہر کر سکتی ہے مگر اپنے شوہر کے لیے۔

۲۸۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ولا یبدین زینتھن سے مراد ہے کہ وہ بڑی چادر اتاریں بعض کے اوپر سے آیت الا لبعولتھن او اٰبائھن مگر اپنے خاوندوں اور آباء پر کیونکہ وہ محرم ہیں اسی طرح چچا اور خالو کا بھی یہی حکم ہے۔ آیت او اٰبائھن یعنی مومن عورتیں، آیت او ما ملکت ایمانھن۔ یعنی عورت کا غلام۔

۲۹۔ ابن ابی شیبہ وابن المنذر نے شعبی وعکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں روایت کیا آیت ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن یہاں تک کہ اس آیت سے فارغ ہو گئے اور فرمایا چچا اور خالو کو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں تعریف کرتے ہیں اپنے بیٹوں کے سامنے اس لیے وہ اوڑھنی چچا اور خالو کے سامنے نہ اتارے۔

۳۰۔ عبد بن حمید وابن المنذر من طریق الکلبی ابو صالح سے روایت کیا اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت او اٰبائھن یعنی مسلمان عورتوں میں سے کہ ان کے سامنے زینت کو ظاہر کر لیتی ہے لیکن کسی یہودی اور نصرانی عورت کے

لیے ظاہر نہ کرے اور زینت سے مراد ہے سینہ کا بالائی حصہ بالی ہار اور اس کے ارد گرد والا حصہ۔

۳۱۔ سعید بن منصور وابن المنذر والبیہقی فی سننہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کوئی بھی مسلمان عورت اپنے دوپٹے کو نہ اتارے یہ مشرکہ عورت کے سامنے اور نہ اس کا بوسہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آیت اونسائہن، کہ وہ مسلمان عورتوں میں سے نہیں ہیں۔

۳۲۔ سعید بن منصور والبیہقی فی سننہ وابن المنذر نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا امابعد مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ عورتیں مسلمان عورتوں میں سے حمامات میں مشرکہ عورتوں کے ساتھ داخل ہوتی ہیں کیونکہ کسی ایسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ شرم گاہ کی طرف دیکھے مگر اس کی ہم مذہب عورتیں دیکھ سکتی ہیں۔

۳۳۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت او ماملکت ایمانہن سے مراد ہے عورت کا غلام ایک مسلمان عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے غلام کے سامنے اپنی اوڑھنی کو اتار دے۔

۳۴۔ ابن ابی شیبہ وابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غلام اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ لے۔

۳۵۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عورت اپنے غالم کے سامنے اپنی اوڑھنی کو اتار سکتی ہے۔

۳۶۔ ابوداؤد وابن مردویہ والبیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ ایک غلام کو فاطمہ کے پاس لائے جو آپ نے اس کے لیے حصہ کر دیا تھا اور فاطمہ پر ایک کپڑا تھا اگر وہ اس سے سر کو ڈھانپتی تھیں تو وہ ان کے پاؤں تک نہ پہنچتا تھا اور اگر اس سے اپنے پاؤں کو ڈھانپتی تو ان کے سر کو نہ پہنچتا تھا۔ جب نبی ﷺ نے ان کی اس مشقت کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ تیرا باپ ہے اور وہ تیرا غلام ہے۔

۳۷۔ عبدالرزاق واحمد نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا مکاتب ہو اور اس نے کچھ مال دیدیا تو اس عورت کو چاہیے کہ وہ اس مکاتب سے پردہ کرے۔

۳۸۔ عبدالرزاق نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ غلام نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

۳۹۔ ابن المنذر نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت او ماملکت ایمانہن کے بارے میں روایت کیا کہ پہلی قراءت میں یوں ہے آیت والذین لم یبلغوا الحلم مما ملکت ایمانکم۔

۴۰۔ عبدالرزاق وابن المنذر نے طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجاہد نے فرمایا کہ غلام اپنی مالکہ کے بالوں کو نہیں دیکھ سکتا اور دونوں نے کہا بعض قراءۃ میں یوں ہے آیت او ماملکت ایمانکم الذین لم یبلغوا الحلم۔

۴۱۔ عبدالرزاق نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا غلام اپنی مالکہ کے سر اور اس کے قدموں کو دیکھ سکتا ہے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ غلام ابھی بچہ ہو لیکن داڑھی والے غلام کے لیے جائز نہیں۔

٤٢۔ ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ تم کو یہ آیت **او ماملکت ایمانھن** تم دھوکہ میں نہ ڈالے بیشک اس سے مراد لونڈیاں ہیں اور غلام مراد نہیں لیے گئے۔

٤٣۔ ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عورت اپنے غلام سے پردہ کرے۔

٤٤۔ الفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **او التبعین غیر اولی الاربة** سے وہ آدمی مراد ہے کہ جس سے عورتیں شرم نہ کرتی ہوں۔

٤٥۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت **او التبعین غیر اولی الاربة** کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ آدمی ہے کہ لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے اور یہ کم عقل ہوتا ہے عورتوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ عورتوں کی خواہش رکھتا ہے۔

٤٦۔ ابن جریر وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا آیت **او التبعین غیر اولی الاربة** سے مراد وہ آدمی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی اس کے پیچھے لگتا تھا اور اس پر غیرت کا اظہار نہ کیا جاتا اور عورت نہیں ڈرتی ہے اس بات سے کہ اپنے دوپٹے کو نیچے رکھ دے اور وہ احمق ہے جس کو عورتوں میں کوئی حاجت نہیں۔

٤٧۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر نے طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **غیر اولی الاربة** سے مراد وہ احمق ہے کہ جس کو عورتوں میں کوئی دلچسپی اور ضرورت نہیں۔

٤٨۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **غیر اولی الاربة** سے وہ بے وقوف مراد ہے جو عورتوں کے معاملات کو نہیں جانتا۔

٤٩۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **غیر اولی الاربة** سے وہ مخنث مراد ہے جس کا عضو تناسل کھڑا نہ ہوتا ہو۔

۵۰۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **غیر اولی الاربة من الرجال** سے بہت بوڑھا آدمی مراد ہے جو عورتوں کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

۵۱۔ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آیت **غیر اولی الاربه** سے مراد ہے ذکر کٹا ہوا۔

۵۲۔ ابن المنذر نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **غیر اوالی الاربة** سے مراد ہے خصی اور ذکر کٹا ہوا۔

۵۳۔ ابن ابی شیبہ وابن جریر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ آدمی مراد ہے جس کا عضو تناسل کھڑا نہ ہوتا ہے۔

۵٤۔ ابن ابی شیبہ وابن جریر نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس سے دیوانہ کم عقل مراد ہے۔

۵۵۔ ابن ابی شیبہ وابن جریر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ شخص جسے خواہش نہ ہو کہ وہ عورتوں کی چھپی ہوئی چیزوں پر مطلع ہو۔

۵٦۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے بیویوں کے پاس اندر آجاتا ہے جو مخنث تھا اور اس کو آیت ''غیر اولی الاربۃ'' میں سے شمار کرتے تھے۔ ایک دن نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ کی بعض بیویوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ وہ عورت خوب موٹی تازی ہے۔ جب سامنے آتی ہے تو اس کے جسم پر چار سلوٹ ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو اس کی پیٹ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ ان باتوں کو پہچانتا ہے یہ تم پر ہرگز داخل نہ ہو اور اس سے پردہ کرو۔

۵۷۔ ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک خلقی نبی ﷺ کی بیویوں کے پاس اندر داخل ہو جاتا تھا اور ازواج مطہرات اس کو غیر اولی الاربہ میں سے شمار کرتی تھیں ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور وہ ایک عورت کی تعریف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ وہ خوب موٹی تازی ہے جب سامنے آتی ہے تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو اس کی پیٹھ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں سنتا تھا کہ وہ ان باتوں کو جانتا ہے۔ تم پر ہرگز یہ داخل نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے اس کو جلاوطن کر دیا اور وہ مقام بیداء پر رہتا تھا ہر جمعہ کو کھانے پینے کی چیزیں لے کر جاتا تھا۔

۵۸۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیت **او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء** '' کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد وہ ہیں جو نہیں جانتے کہ عورتیں کیا ہوتی ہیں اپنے بچپن کی وجہ سے بالغ ہونے سے پہلے۔

۵۹۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے آیت **او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء** کے بارے میں فرمایا کہ اس سے وہ لڑکا مراد ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا۔

۶۰۔ عبد بن حمید نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عورت کے جسم میں سے ہر حصہ چھپانے کے لائق ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی واللہ اعلم۔

۶۱۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک عورت نے چاندی کو دو پازیبیں بنوائیں اور ان میں گھنگرو لگوائے اور پھر لوگوں کے سامنے سے گزری اور پاؤں زمین پر مارا اس سے پازیب مہرے پر لگا تو آواز پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت **ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن** اتاری۔

۶۲۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ولا یضربن بارجلھن کے بارے میں روایت کیا کہ وہ یہ ہے کہ وہ عورت ایک پازیب کو دوسرے کے ساتھ کھنکھٹائے مردوں کے پاس یا اس کے پاؤں میں پازیب ہوں اور مردوں کے پاس ان کو حرکت دے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ وہ شیطان کے کاموں میں سے ہے۔

۶۳۔ عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے آیت **ولا یضربن بارجلھن** کے بارے میں روایت کیا کہ ایک عورت اپنے پاؤں کو زمین پر مارتی تھی تاکہ اس میں اس کے پازیب کی جھنکار سنائی دے تو اس سے منع کیا گیا۔

۶۴۔ عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من**

زینتھن سے مراد پازیب ہیں اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تا کہ پازیب کی آواز سنی جائے۔

٦٥۔عبد بن حمید نے معاویہ بن قرہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے آواز پازیب پہنتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ آیت ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔

اجنبی مردوں کے سامنے اظہار زینت حرام ہے

٦٦۔عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک عورت کسی مجلس کے پاس سے گزرتی تو اپنا پاؤں مارتی تا کہ مجلس والے آواز سنیں) تو یہ آیت ولا یضربن بارجلھن نازل ہوئی (جس پر مارنے سے منع کر دیا گیا)

٦٧۔ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک عورت کے پاؤں میں پازیب ہوتے تھے جس میں گھنگھرو بھی ہوتے تھے۔ جب اس کے پاس کوئی اجنبی گزرتا تو اپنے پاؤں کو حرکت دیتی جان بوجھ کرتا کہ پازیب کی آواز کو سن لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت ولا یضربن یعنی اپنے پاؤں کو حرکت مت دو آیت لیعلم ما یخفین تا کہ اجنبی جب اس کے پاس آئے تو اس کو اپنی چھپی ہوئی زینت سے آگاہ کرے۔

٦٨۔ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آیت لیعلم ما یخفین من زینتھن سے مراد ہے پازیب۔

٦٩۔الترمذی نے میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے لوگوں کے علاوہ مثلاً شوہر باپ، بھائی وغیرہ دوسرے لوگوں کے درمیان اپنے کپڑوں میں اترائے (ناز و نخرے سے پلو لٹکا کر چلے) اس کی مثال قیامت کے دن تاریکی ہے کہ اس کے لیے روشنی نہیں ہوگی۔

٧٠۔احمد والبخاری فی الادب ومسلم وابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان اغر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے الوگو! سب اللہ کی طرف توبہ کرو بلاشبہ میں بھی اس کی طرف ہر دن سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

١٧۔احمد نے روایت کیا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے گھر والوں کے بارے میں لغزش ہو جاتی تھی مگر میں اس کو کسی غیر کے لیے ایسا نہیں کرتا ہوں۔ میں نے اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: اے حذیفہ تو استغفار کیوں نہیں کرتا میں ہر دن سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

٧٢۔ابن ابی الدنیا والبیہقی فی شعب الایمان ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایمان والوں کے لیے کتنے پردے ہیں؟ فرمایا وہ گننے سے بھی زیادہ ہیں لیکن مومن جب کوئی برا کام کرتا ہے تو ان میں سے ایک پردہ کو پھاڑ دیتا ہے جب وہ توبہ کر لیتا ہے تو وہی پردہ اس کی طرف واپس آ جاتا ہے۔ اور تو نو پردے مزید آ جاتے ہیں جب اس پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جس کو چاہتے ہیں فرماتے ہیں کہ کہ آدم کے بیٹے بے پردہ ہوتے ہیں وہ پردہ نہیں لیتے تم اس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لو تو وہ اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر وہ توبہ کرتا ہے تو تمہارے پردے لوٹ

آتے ہیں اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتے اس سے حجاب میں ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں اس کو چھوڑ دو تو وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس سے شرم گاہ بھی چھپی نہیں رہتی۔

۷۳۔ ابن المنذر نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ندامت توبہ (یعنی گناہ پر ندامت کرنا توبہ)

۷۴۔ الحکیم الترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ندامت توبہ ہے۔

گناہ پر ندامت توبہ ہے

۷۵۔ الحکیم الترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ندامت توبہ ہے۔

۷۶۔ ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا اس مرد کے بارے میں جو ایک عورت سے زنا کرتا ہے پھر اس سے نکاح کر لیتا تو انہوں نے فرمایا پہلے تو بدکاری ہے اور آخر میں نکاح ہے۔ اور ان دونوں کی اکٹھے توبہ کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے ان دونوں کی علیحدہ علیحدہ توبہ کرنے سے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ آیت "وتوبوا الی الله جمیعا ایها المومنون" کہ اے ایمان والو تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نور، ۳۱، بیروت)

بَابٌ فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا

باب: عورت کس حد تک زینت ظاہر کر سکتی ہے

4104 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: يَعْقُوبُ ابْنُ دُرَيْكٍ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ، خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! جب کوئی لڑکی حیض کی عمر تک پہنچ جائے، تو پھر اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے جسم میں سے اس کے اور اس کے علاوہ کچھ دکھائی دے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف ارشاد کر کے، یہ بات ارشاد فرمائی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے، خالد بن دریک نامی راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

بَابٌ فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ

باب: غلام اپنی مالکن کے بال دیکھ سکتا ہے

4105- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ، فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگوانے کی اجازت مانگی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ انہیں پچھنے لگا دے۔

راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ وہ صاحب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے یا وہ ایسے لڑکے تھے، جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔

4106- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو جُمَيْعٍ سَالِمُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ثَوْبٌ، إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک غلام لے کر آئے، جو آپ نے انہیں ہبہ کر دیا تھا، راوی بیان کرتے ہیں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر ایسی چادر تھی کہ اگر وہ اس کے ذریعے اپنا سر ڈھانپ لیتیں، تو وہ ان کے پاؤں تک نہیں پہنچتی تھی اور اگر وہ اس کے ذریعے اپنے پاؤں ڈھانپ لیتیں، تو وہ سر تک نہیں پہنچتی تھی، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ صورتِ حال دیکھی، تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں ہے، کیونکہ یہاں صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام ہے۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ: (غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ) (النور: 31)

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ

4107- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ، فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً، فَقَالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَرَى هٰذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا، لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هٰذَا فَحَجَبُوهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک ہیجڑا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہاں آیا جایا کرتا تھا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اس میں عورتوں کی طرف کوئی میلان نہیں ہے، ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ کے ہاں موجود تھا اور کسی عورت کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے تو چار بل پڑتے ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ بل پڑتے ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ یہ ان چیزوں کو جانتا ہے، یہ تمہارے ہاں نہ آیا کرے، لوگوں نے اسے (گھروں میں آنے سے) روک دیا۔

4108 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

4109 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: وَأَخْرَجَهُ، فَكَانَ بِالْبَيْدَاءِ يَدْخُلُ كُلَّ جُمُعَةٍ يَسْتَطْعِمُ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''اسے باہر نکال دیا گیا، وہ بیداء میں رہتا تھا، وہ ہر جمعہ کے دن (شہر میں) آتا تھا اور کھانے کی چیز مانگتا تھا''۔

4110 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ إِذَنْ يَمُوتُ مِنَ الْجُوعِ، فَأَذِنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ، فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ مذکور ہے: عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس طرح تو یہ مر جائے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی کہ وہ ہر ہفتے میں دو مرتبہ آیا کرے اور کھانے کی چیزیں مانگا کرے اور چلا جایا کرے۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ) (النور: 31)

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ''تم مومن عورتوں سے یہ فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں''

4111 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ) (النور: 31) الْآيَةَ، فَنَسَخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ: (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا) (النور: 60) الْآيَةَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''تم مومن خواتین سے فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں''

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) اس آیت (کا حکم) منسوخ کر دیا گیا اور اس میں استثناء کر لیا گیا۔
(ارشاد باری تعالیٰ ہے)
''خواتین میں سے بیٹھی رہ جانے والی (بوڑھی عورتیں) جو نکاح کی خواہش نہ رکھتی ہوں''

4112 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَبْهَانُ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، أَلَا تَرَى إِلَى اعْتِدَادِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھی، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پاس موجود تھیں، اسی دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے، یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کے بات ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اس سے پردہ کرو، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں؟ یہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے اور ہمیں نہیں پہچان سکتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھ رہی ہو؟

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے مخصوص تھا کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزاری تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا تھا:

''تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو، کیونکہ وہ نابینا شخص ہے، اس کے ہاں تم اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی ہو''۔

4113 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمَيْمُونِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، فَلَا يَنْظُرْ إِلَى عَوْرَتِهَا

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جب کوئی شخص اپنے کسی غلام کی شادی اپنی کنیز کے ساتھ کر دے، تو پھر وہ اس کنیز کا ستر نہ دیکھے''۔

4114 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ،

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ- عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ- فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ، وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَوَابُهُ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ، وَهِمَ فِيهِ وَكِيعٌ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص اپنے خادم کی (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے غلام کی (یا شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے ملازم (یعنی اپنی کنیز) کی شادی کر دے، تو پھر وہ اس کی ناف سے نیچے اور گھٹنے کے اوپری حصے کو نہ دیکھے''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: درست یہ ہے کہ راوی کا نام سوار بن داؤد مزنی صیرفی ہے اس کے بارے میں وکیع کو وہم ہوا ہے۔

بَابٌ فِي الِاخْتِمَارِ

باب: اوڑھنی کیسے لی جائے؟

4115 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ وَهْبٍ، مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ، فَقَالَ: لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَى قَوْلِهِ: لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ، يَقُولُ: لَا تَعْتَمَّ مِثْلَ الرَّجُلِ، لَا تُكَرِّرْهُ طَاقًا أَوْ طَاقَيْنِ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے، وہ اس وقت سر پر چادر لے رہی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ بل دو، دو مرتبہ نہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان: ''ایک مرتبہ بل دو، دو مرتبہ نہیں'' اس سے مراد یہ ہے کہ تم مردوں کے عمامہ لپیٹنے کی طرح اس کو دو مرتبہ بل نہ دو۔

بَابٌ فِي لِبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ

باب: عورتوں کا باریک لباس پہننا

4116 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، حَدَّثَهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً، فَقَالَ: اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ، فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا، وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ، فَلَمَّا أَدْبَرَ، قَالَ: وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ

اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا.

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ. فَقَالَ: عَبَّاسُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصری کپڑے لائے گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے بھی عطاء کیا آپ نے ارشاد فرمایا: تم اس کے دو ٹکڑے کرلو، ایک کی تم قمیص بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو، وہ اس کی چادر بنالے گی، جب میں وہاں سے مڑ کے جانے لگا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ وہ اس کے نیچے کوئی اور کپڑا لگائے، تا کہ اس کا جسم ظاہر نہ ہو۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن ایوب نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے راوی کا نام عباس بن عبیداللہ بن عباس بیان کیا ہے۔

بَابٌ فِيْ قَدْرِ الذَّيْلِ

باب: عورت کی چادر کا پلو کتنا لمبا ہوگا

4117 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ، اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ، اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ الْاِزَارَ. فَالْمَرْاَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: تُرْخِيْ شِبْرًا. قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا. قَالَ: فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ

صفیہ بنت ابوعبید بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: اس وقت جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند کا ذکر کیا تھا، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! عورت کا کیا حکم ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک بالشت لٹکائے گی، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس صورت میں تو اس سے (یعنی اس کے پاؤں سے) پردہ ہٹ جائے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ ایک ہاتھ جتنا لٹکالے گی، لیکن اس سے زیادہ نہیں لٹکائے گی۔

4118 - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى، اَخْبَرَنَا عِيْسٰى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: رَوَاهُ ابْنُ اِسْحَاقَ، وَاَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے یہ روایت نافع کے حوالے سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔

4119 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، اَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ الْعَمِّيُّ، عَنْ اَبِي الصِّدِّيْقِ

النَّاجِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الذَّيْلِ شِبْرًا، ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ، فَزَادَهُنَّ شِبْرًا، فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ ذِرَاعًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ وہ چادروں کے پلو ایک بالشت لمبے رکھیں، ان خواتین نے مزید کے اجازت دینے کی درخواست کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مزید ایک بالشت کی اجازت دے دی، وہ خواتین وہ کپڑے ہماری طرف بھجواتی تھیں، تو ہم ان کے ایک بالشت لمبے دامن رکھتے تھے۔

بَابٌ فِي أُهُبِ الْمَيْتَةِ

باب: مردہ جانور کی کھال پہننا

4120- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَوَهْبُ بْنُ بَيَانٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ، وَوَهْبٌ، عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: أُهْدِيَ لِمَوْلَاةٍ لَنَا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَمَاتَتْ، فَمَرَّ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَلَا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا وَاسْتَنْفَعْتُمْ بِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ: إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہماری ایک کنیز کو ایک بکری صدقے کے طور پر دی گئی، وہ بکری مرگئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس کے پاس سے ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کی کھال کی دباغت کیوں نہیں کی؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ مردار ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔

4121- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُونَةَ. قَالَ: فَقَالَ: أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرِ الدِّبَاغَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے اس کی کھال سے نفع حاصل کیوں نہیں کیا؟ اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے، تاہم اس میں دباغت کا ذکر نہیں کیا۔

4119- صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف، لضعف زيد العمي - وهو ابن الحواري -. سفيان: هو الثوري. وأخرجه ابن ماجه (3581) من طريق سفيان الثوري، به. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9650) من طريق مطرف بن طريف، عن زيد العمي، عن أبي الصديق، عن ابن عمر عن عمر. فجعله من مسند عمر. وهو في مسند أحمد "(4683) و (4773) و (5637).

4121- إسناده صحيح. يزيد: هو ابن زريع. وأخرجه البخاري (2221) و (5531)، ومسلم (363) من طريق صالح بن كيسان، والبخاري (1492)، ومسلم (363) من طريق يونس بن يزيد الأيلي، والنسائي في "الكبرى" (4547) من طريق مالك بن أنس، و (4548) من طريق حفص ابن الوليد، كلهم عن ابن شهاب الزهري، به. ولم يذكر أحد منهم خلا حفص بن الوليد الدباغ. وهو في "مسند أحمد" (3016)، و"صحيح ابن حبان" (1284).

4122- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاغَ، وَيَقُولُ: يُسْتَمْتَعُ بِهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ الْأَوْزَاعِيُّ وَيُونُسُ، وَعُقَيْلٌ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ الدِّبَاغَ، وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيدِ، ذَكَرُوا الدِّبَاغَ

معمر بیان کرتے ہیں: زہری دباغت کا انکار کرتے ہیں، وہ یہ فرماتے ہیں: ہر حال میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام اوزاعی، یونس اور عقیل نے زہری کی روایت میں دباغت کا ذکر نہیں کیا، زبیدی نے اس کا ذکر کیا ہے، سعید بن عبدالعزیز اور حفص بن ولید نے بھی دباغت کا ذکر کیا ہے۔

4123- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ، فَقَدْ طَهُرَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب چمڑے کی دباغت کر لی جائے، تو وہ پاک ہو جاتا ہے"

4124- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ مردار کی کھال کی دباغت کے بعد اس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔

4125- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَتَى عَلَى بَيْتٍ، فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَسَأَلَ الْمَاءَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ: دِبَاغُهَا طُهُورُهَا

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ تبوک کے موقع پر، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب کیا، تو لوگوں نے بتایا: یا رسول اللہ! یہ مشکیزہ مردار سے بنا ہوا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی دباغت اسے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔

4126- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ، حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ،

فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا. فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ: لَوْ أَخَذْتِ جُلُودَهَا فَانْتَفَعْتِ بِهَا. فَقَالَتْ: أَوَ يَحِلُّ ذٰلِكَ. قَالَتْ: نَعَمْ. مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ. فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ

❁❁ سیدہ عالیہ بن سبیع رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اُحد میں میری کچھ بکریاں تھیں، ان میں موت آنا شروع ہوئی، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کے سامنے اس صورتِ حال کا تذکرہ کیا، تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: اگر تم ان کی کھال اتار کر اس کے ذریعے نفع حاصل کرو (تو یہ مناسب ہوگا) اس خاتون نے عرض کی: کیا یہ جائز ہے؟ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں! ایک مرتبہ قریش کے کچھ لوگ اپنی ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے لے کر گزرے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس کی کھال حاصل کر لیتے (تو یہ بہتر تھا) ان لوگوں نے عرض کی: یہ مردار ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی اور قرظ (درخت کے پتے) اسے پاک کر دیتے ہیں۔

دباغت کی تعریف

ہر وہ چیز جو بدبو اور فساد کو ختم کرے اسے دباغت کہتے ہیں۔

مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی کسی لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی تھی، وہ مر گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگ کر کام میں لاتے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ مردار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا کھانا حرام ہے۔

(رقم الحدیث 117، صحیح مسلم ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، بتصرف اسنادھا)

امام دارقطنی ۲۹ مختلف اسناد سے دباغت کے متعلق احادیث لائے ہیں۔

حدثنا أبو بكر النيشابوري نا محمد بن عقيل بن خويلد نا حفص بن عبد الله نا إبراهيم بن طهمان عن أيوب عن نافع عن بن عمر قال قال رسول صلى الله عليه و سلم أيما اهاب دبغ فقد طهر إسناد حسن. (سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۲۸، دارالمعرفہ بیروت)

علامہ ابن محمود بابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ دباغت کھال سے متعلق تین مسائل ہیں (۱) کھال کی طہارت۔ اس کا تعلق کتاب الصید سے ہے۔ (۲) اس کھال میں نماز پڑھنا یہ مسئلہ کتاب الصلوٰۃ سے متعلق ہے۔ (۳) اس سے وضو کرنا تا کہ قربت حاصل ہو یہ مسئلہ اس باب سے متعلق ہے۔ اور والصلوٰۃ فیہ کہا ہے جبکہ اس کو کپڑا بنایا جائے۔ اسی لئے ''والصلوٰۃ علیہ'' نہیں کہا۔ کہ نمازی اس پر نماز پڑھے اگرچہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ کیونکہ کپڑے کا بیان نمازی پر زیادہ مشتمل ہے۔ اور وہ منصوص

علیہ بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وثیابک فطھر'' اور جگہ کی طہارت اس کے ساتھ بطور دلالت ملی ہوئی ہے اور آخری دونوں کا حکم اس میں بیان کیا ہے اور پہلی صورت اس لئے بیان کہ تا کہ امام مالک علیہ الرحمہ کے قول سے احتراز کیا جائے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کھال کا ظاہر پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا باطن پاک نہیں ہوتا لہذا کھال پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کے اندر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

اسی طرح استثناء میں خنزیر کو آدمی پر مقدم کیا ہے کیونکہ یہ محل نجاست ہے اور نجاست کے موقع کے اعتبار سے خنزیر نجس العین ہے لہذا وہ قابل اہانت ہے اور آدمی کو اس سے موخر ذکر کیا ہے کیونکہ وہ افضل ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۲۶، بیروت)

انسان اور مردار کی ہڈیوں کے پاک ہونے میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف مع دلائل

علامہ ابن محمود بابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے نزدیک مردار کی ہڈیاں اور بال نجس ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے یہ دونوں مردار کے اجزاء ہیں لہذا مردار کی طرح نجس ہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک پاک ہیں۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ ہر وہ عضو جس میں حیات حلول کرنے والی نہ ہو اس کا حکم جو ماقبل موت ہو گا وہی حکم مابعد موت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح ماقبل موت اس میں حیات نے حلول نہیں کیا اسی طرح مابعد حیات اس میں موت بھی حلول نہیں کرے گی۔

امام شافعی کے نزدیک انسان کی ہڈیاں اور بال نجس ہیں اس لئے ان سے نفع حاصل کرنا اور ان کی بیع کرنا جائز نہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک ہڈیاں اور بال پاک ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حجامت کروائی اور اپنے بال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیے یہی ان کی طہارت پر دلیل ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۳۴، بیروت)

امام شافعی علیہ الرحمہ نے بیع پر قیاس کیا ہے کہ جس چیز کی بیع درست نہیں لہذا وہ ناپاک ہوئی حالانکہ ان کا یہ قیاس درست نہیں کیونکہ بہت ساری چیزوں کی بیع منع ہے حالانکہ وہ پاک ہیں۔

دباغت سے چمڑے کے پاک ہونے میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب چمڑا دباغت دے دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 466)

چمڑے کو ناپاکی وغیرہ سے پاک کرنے کو دباغت کہتے ہیں۔ چمڑے کو دباغت کئی طرح دی جاتی ہے یا تو چمڑے کو چھالوں وغیرہ میں ڈال کر پکایا جاتا ہے یا دھوپ میں رکھ کر اسے خشک کر لیا جاتا ہے اور اگر چمڑا بغیر دھوپ کے خشک کیا جائے تو اس کو دباغت نہیں کہیں گے بہر حال دباغت کے ذریعے چمڑا چاروں ائمہ کرام کے نزدیک پاک کیا جاسکتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک تو سور اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ ہر طرح کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کا چمڑہ بھی پاک نہیں ہوتا حالانکہ حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ آدمی اور سور کا چمڑا مستثنیٰ ہے کیونکہ آدمی کا چمڑا تو انسان کی عظمت وبزرگی کے پیش نظر پاک نہیں ہوتا اور سور کا چمڑا اس لیے پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس عین ہے۔

بَابُ مَنْ رَوَى أَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِإِهَابِ الْمَيْتَةِ

باب: جس نے یہ روایت کیا ہے: مردہ جانور کی کھال سے نفع حاصل نہیں کیا جا سکتا

4127- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ، وَلَا عَصَبٍ

❀❀ عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں: جہینہ کی سرزمین پر ہمارے سامنے، نبی اکرم ﷺ کا یہ خط پڑھ کر سنایا گیا اس وقت میں نوجوان تھا (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:)

''تم مردار کے چمڑے، یا اس کے پٹھوں کے ذریعے کوئی فائدہ حاصل نہ کرو''

4128- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ، - رَجُلٌ مِنْ جُهَيْنَةَ - قَالَ الْحَكَمُ: فَدَخَلُوا وَقَعَدْتُ عَلَى الْبَابِ، فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُكَيْمٍ، أَخْبَرَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى جُهَيْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ: أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ، وَلَا عَصَبٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ، فَإِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ: إِهَابٌ، إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً

❀❀ حکیم بن عتیبہ بیان کرتے ہیں: وہ اور ان کے ساتھ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگ اندر چلے گئے اور میں دروازے پر بیٹھ گیا، پھر وہ لوگ میرے پاس واپس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا: حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بتایا ہے: نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال سے ایک ماہ پہلے اہل جہینہ کی طرف ایک خط لکھا (جس میں یہ بھی تحریر تھا)

''تم لوگ مردار کی کھال یا پٹھوں کے ذریعے نفع حاصل نہ کرو''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اھاب اس چمڑے کو کہا جاتا ہے، جس کی دباغت نہ کی گئی ہو، جب اس کی دباغت ہو جائے، تو اسے اھاب نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے شن یا قربہ کہا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي جُلُودِ النُّمُورِ وَالسِّبَاعِ

باب: چیتوں اور درندوں کی کھال کا بیان

4129- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ

رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ، وَلَا النِّمَارَ. قَالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّهَمُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ، قَالَ لَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْمُعْتَمِرِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ طَهْمَانَ، كَانَ يَنْزِلُ الْحِيرَةَ

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"خز اور چیتے کی کھال پر نہ بیٹھو"

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابومعتمر کا نام یزید بن طہمان ہے، انہوں نے حیرہ میں سکونت اختیار کی ہے۔

4130 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"فرشتے ان لوگوں کے ساتھ سفر نہیں کرتے، جن کے درمیان چیتے کی کھال موجود ہو"

4131 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ؟ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ. ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ. قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ. قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ

ﺭﺯﻭﻟﯽ خالد بن معدان بیان کرتے ہیں: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن اسود رضی اللہ عنہ اور بنو اسد سے تعلق رکھنے والا ایک شخص، جس کا تعلق قنسرین سے تھا، یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوگیا ہے؟ اس پر حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، تو فلاں شخص نے ان سے کہا: کیا آپ اسے مصیبت شمار کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اسے مصیبت شمار کیوں نہ کروں؟ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھا کر انہیں یہ فرمایا تھا:

''یہ (یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے''

اس پر اسدی شخص نے کہا: وہ ایک انگارہ تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا، تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ بات ہے (یعنی تم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہو) تو میں آج تمہیں اور غصہ دلاؤں گا اور تمہیں وہ بات سناؤں گا جو تمہیں پسند نہیں ہوگی، پھر انہوں نے فرمایا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں گا، تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں نے غلط بیانی کی، تو تم مجھے جھوٹا قرار دے دینا، انہوں نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں، کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو؟ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، کیا تم یہ بات جانتے ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے سے، یا ان کے اوپر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے معاویہ! میں نے یہ ساری چیزیں تمہارے گھر میں دیکھی ہیں، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مقدام! مجھے پتہ تھا میں آپ سے بچ نہیں سکوں گا۔

خالد بیان کرتے ہیں: تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو اتنے عطیات دینے کی ہدایت کی، جتنے ان کے باقی دو ساتھیوں کے لیے نہیں کی تھی اور ان کے بیٹے کے لیے وہ حصہ مقرر کیا جو دو سو والا ہوتا ہے، حضرت مقدام نے وہ عطیات اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے لیکن اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص نے جو کچھ حاصل کیا تھا، اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا، اس بات کی اطلاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی، تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک مقدام کا تعلق ہے، تو وہ ایک معزز آدمی ہے، جنہوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا ہوا ہے، لیکن جہاں تک اسد قبیلے سے تعلق رکھنے والے شخص کا تعلق ہے، تو وہ ایک اچھا آدمی ہے، جو اپنی چیز سنبھال کے رکھتا ہے۔

4132- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، اَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ، وَاِسْمَاعِيلَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَاهُمُ الْمَعْنَى، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ بْنِ اُسَامَةَ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ

ابوملیح بن اسامہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھالوں (کو استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

بَابٌ فِي الِانْتِعَالِ

باب: جوتا پہننا

4133- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: أَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: اکثر جوتے پہن کر رکھا کرو، کیونکہ آدمی نے جب تک جوتا پہنا ہوا ہو، وہ سوار کی طرح (آرام دہ حالت میں) ہوتا ہے۔

4134- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے جوتے میں دو پٹیاں (تسمے) ہوتے تھے۔

4135- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔

4136- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ

4133-إسناده صحيح. أبو الزبير -وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي- وإن لم يصرح بسماعه من جابر في شيء من طرق الحديث، متابع، وقد صحح له مسلم هذا الحديث، وكذا ابن حبان. وأخرجه مسلم (2096)، والنسائي في "الكبرى" (9715) من طريق معقل بن عبيد الله، به. وهو في "مسند أحمد" (14626)، و"صحيح ابن حبان" (5457). وأخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" 8/ 44، وابن عدي في "الكامل" 6/ 2419

4135-صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات إلا أن أبا الزبير -وهو محمد بن مسلم بن تدرس المكي- لم يصرح بسماعه من جابر. أبو أحمد الزبيري: هو محمد ابن عبد الله الأسدي. وأخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (6273) من طريق أبي داود، بهذا الإسناد. وفي الباب عن عبد الله بن عمر عند ابن ماجه (3619) وإسناده صحيح. وعن أبي هريرة عند ابن ماجه (3618)، والترمذي (1877)، وإسناد ابن ماجه رجاله ثقات، لكنه اختلف في رفعه ووقفه. وعن أنس عند الترمذي (1878) وإسناده ضعيف.

4136-إسناده صحيح. الأعرج: هو عبد الرحمن بن هرمز، وأبو الزناد هو عبد الله ابن ذكوان. وهو في "موطأ مالك" 2/ 916، ومن طريقه أخرجه البخاري (5855)، ومسلم (2097)، والترمذي (1876). وأخرجه مسلم (2097) من طريق محمد بن زياد، وابن ماجه (3617) من طريق سعيد بن أبي سعيد المقبري، كلاهما عن أبي هريرة. ولفظ مسلم": إذا انتعل أحدكم فليبدأ باليمنى، وإذا خلع فليبدأ بالشمال، ولينعلهما جميعاً أو ليخلعهما جميعاً". وزاد ابن ماجه": ولا خف واحد." وهو في "مسند أحمد" (7349)، و"صحيح ابن حبان" (5459).

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْشِي اَحَدُكُمْ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ لِيَنْتَعِلْهُمَا جَمِيعًا، اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے، یا تو وہ دونوں پہن لے، یا دونوں کو اتار دے''

4137 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ، وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ، وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے، تو وہ جب تک اسے ٹھیک نہیں کرواتا، اس وقت تک صرف ایک جوتا پہن کر نہ چلے اور صرف ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ کے ذریعے نہ کھائے''۔

4138 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ هَارُونَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِي نَهِيكٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں: سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنا جوتا اتار لے اور اسے اپنے پہلو میں رکھ لے۔

4139 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيَمِينُ اَوَّلَهُمَا يَنْتَعِلُ، وَآخِرَهُمَا يَنْزِعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص جوتا پہننے لگے، تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارنے لگے، تو بائیں سے آغاز کرے دایاں پاؤں پہنتے ہوئے پہلے ہونا چاہیے اور اتارتے ہوئے بعد میں ہونا چاہیے''۔

4140 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ، وَنَعْلِهِ قَالَ مُسْلِمٌ: وَسِوَاكِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ

4140- إسناده صحيح. سليم: هو ابن أسود المحاربي أبو الشعثاء، ومسروق: هو ابن الأجدع. وأخرجه البخاري (168)، ومسلم (268)، والترمذي (614)، والنسائي في "الكبرى" (115) و (9269) من طريق أشعث بن سليم، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (24627)، و"صحيح ابن حبان" (1091).

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ مُعَاذٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَاكَهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کاموں میں جہاں تک ہو سکے، دائیں طرف آغاز کرنا پسند تھا، کنگھی کرنے میں، وضو کرنے میں، جوتا پہننے میں۔

مسلم نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: مسواک کرنے میں، انہوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے: تمام کاموں میں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں مسواک کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

4141 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا لَبِسْتُمْ، وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ، فَابْدَءُوْا بِاَيَامِنِكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم لباس پہنو، یا جب تم وضو کرو، تو دائیں طرف سے آغاز کرو''

بَابٌ فِى الْفُرُشِ

باب: بچھونے رکھنا

4142 - حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِىُّ الرَّمْلِىُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ اَبِىْ هَانِئٍ، عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِىِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفُرُشَ، فَقَالَ: فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْاَةِ، وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بستروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک بستر آدمی کے لیے اور ایک اس کی بیوی کے لیے اور ایک مہمان کے لیے ہونا چاہیے، جبکہ چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔

4143 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ وَكِيْعٍ، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْتِهِ، فَرَاَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ، زَادَ ابْنُ الْجَرَّاحِ: عَلٰى يَسَارِهِ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوَاهُ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، اَيْضًا عَلٰى يَسَارِهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

ابن جراح نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: بائیں پہلو کے بل (ٹیک لگائے ہوئے دیکھا)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسحاق بن منصور نے اسرائیل کے حوالے سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: بائیں پاؤں کے بل (بیٹھے ہوئے دیکھا)۔

4144 - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ رَأَى رُفْقَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رِحَالُهُمُ الْأَدَمُ، فَقَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَشْبَهِ رُفْقَةٍ كَانُوا بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَؤُلَاءِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے: انہوں نے یمن سے تعلق رکھنے والے کچھ مسافروں کو دیکھا، جن کے پالان چمڑے کے تھے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ دیکھے، کون سے سوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، تو وہ ان لوگوں کو دیکھ لے۔

4145 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَاتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟ قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ

❁❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تمہارے گھر میں عمدہ قسم کے بچھونے ہیں؟ میں نے عرض کی: ہمارے پاس عمدہ قسم کے بچھونے کہاں سے آئیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہیں مل جائیں گے۔

4146 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: الَّتِي يَنَامُ عَلَيْهَا بِاللَّيْلِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - مِنْ أَدَمٍ، حَشْوُهَا لِيفٌ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک تکیہ تھا (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) چمڑے کا بنا ہوا تکیہ تھا، جس پر آپ رات کے وقت سوتے تھے (اس کے بعد دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں:) وہ چمڑے سے بنا ہوا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

4147 - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتْ ضِجْعَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گدا چمڑے کا بنا ہوا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

4148 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا حِيَالَ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4145- إسناده صحيح. ابن المنكدر: هو محمد، وسفيان: هو ابن عيينة، وابن السرح: هو أحمد بن عمرو بن عبد الله بن عمرو. وأخرجه البخاري (3631)، ومسلم (2083)، والترمذي (2979) من طريق سفيان الثوري، والبخاري (5161)، ومسلم (2083)، والنسائي في "الكبرى" (5548) من طريق سفيان بن عيينة، كلاهما عن محمد بن المنكدر، عن جابر. وهو في "مسند أحمد" (14132)، و (صحيح ابن حبان) (6683).

زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اُن کا بچھونا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے سامنے ہوتا تھا۔

بَابٌ فِي اتِّخَاذِ السُّتُورِ

باب: پردے لٹکانا

4149 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا، فَلَمْ يَدْخُلْ قَالَ: وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَرَآهَا مُهْتَمَّةً، فَقَالَ: مَا لَكِ؟ قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَأَتَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا، قَالَ: وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالرَّقْمُ؟ فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: قُلْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا دیکھا، تو گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے، راوی بیان کرتے ہیں: اکثر ایسا ہوتا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب (تمام ازواج کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے تھے) حضرت علی رضی اللہ عنہ (اپنے گھر) آئے، تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غمگین دیکھ کر دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے، لیکن گھر کے اندر نہیں آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! فاطمہ بہت پریشان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف آئے لیکن گھر کے اندر تشریف نہیں لائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا اور دنیا کا کیا واسطہ؟ میرا اور نقش و نگار والے (پردوں کا) کیا واسطہ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں بتایا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیجئے: آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس سے کہہ دو کہ وہ اسے بنوفلاں کو بھجوا دے۔

4150 - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ پردہ نقش و نگار والا تھا۔

بَابٌ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوْبِ

باب: کپڑے پر صلیب کا نشان ہونا

4151 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ، عَنْ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس بھی گھر میں صلیب کا نشان دیکھتے تھے، تو اسے مٹا دیتے تھے۔

بَابٌ فِي الصُّوَرِ

باب: تصاویر کا بیان

4152 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، وَلَا كَلْبٌ، وَلَا جُنُبٌ

❁❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا یا جنبی شخص موجود ہو"

4153 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا تِمْثَالٌ، وَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلْهَا عَنْ ذَلِكَ، فَانْطَلَقْنَا، فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا، وَكَذَا، فَهَلْ سَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ، خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، وَكُنْتُ أَتَحَيَّنُ قُفُولَهُ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا كَانَ لَنَا، فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرَضِ، فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ، فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى النَّمَطَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا، وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ قَالَتْ: فَقَطَعْتُهُ وَجَعَلْتُهُ وِسَادَتَيْنِ، وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ

❁❁ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس گھر میں کتا یا بت موجود ہوں"

(راوی کہتے ہیں:) میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم میرے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں چلو تاکہ ہم ان سے اس بارے میں دریافت کریں، ہم لوگ وہاں، گئے ہم نے عرض کی: اے ام المومنین! حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس طرح کی حدیث سنائی ہے، تو کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا

ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ میں نے جو دیکھا ہے میں تمہیں اس بارے میں بتا دیتی ہوں۔
ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی منتظر تھی، میں نے اپنا ایک حاشیے والے پردہ لیا اور اسے شہتیر کے ساتھ لٹکا دیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، تو میں نے آپ کا استقبال کیا، میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں، یا رسول اللہ! ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لیے مخصوص ہے، جس نے آپ کو عزت اور اکرام سے نوازا ہے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر میں موجود (چیزوں پر) نظر پڑی، تو آپ کو حاشیے والا پردہ بھی نظر آیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کا احساس ہوگیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نقش ونگار والے پردے کی طرف آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار کر رکھ دیا، پھر آپ نے فرمایا:
''بے شک اللہ تعالیٰ نے جو رزق ہمیں عطا کیا ہے، اس کے بارے میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم اسے پتھروں اور اینٹوں کو پہنا دیں''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اس کپڑے کو کاٹ دیا اور اس کے دو تکیے بنا دیئے اور اس میں کھجور کی چھال بھر دی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

4154 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أُمَّهْ إِنَّ هَذَا حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَالَ فِيهِ: سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: میں نے کہا: اے ام المومنین! انہوں نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:
راوی نے اس کی سند میں سعید بن سیار، جو بنو نجار کے غلام ہیں، کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

4155 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلّى الله عليه وسلم قَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ. قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ، فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ. فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''بے شک فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر موجود ہو''
بسر نامی راوی بیان کرتے ہیں: پھر زید بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کے دروازے پر پردہ لٹکا ہوا تھا، جس میں تصویر بنی ہوئی تھی، تو میں نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے عزیز عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا زید نے پہلے ایک دن تصویروں کے بارے میں حدیث نہیں سنائی تھی؟ تو عبید اللہ نے کہا: کیا تم نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا تھا؟ کہ اگر کوئی کپڑا نقش ونگار والا ہو، تو اس کا

حکم مختلف ہے۔

4156 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ، فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ جب بطحاء میں موجود تھے تو آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ خانہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دیں، نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر اس وقت تک داخل نہیں ہوئے، جب تک اس میں موجود تمام تصویروں کو مٹا نہیں دیا گیا۔

4157 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَلْقَنِي، ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ بِسَاطٍ لَنَا، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ، وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ گزشتہ رات مجھ سے ملنے کے لیے آئیں گے، لیکن وہ مجھ سے ملنے کے لیے نہیں آئے، راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ کے ذہن میں کتے کے اس پلے کا خیال آیا جو آپ کے بستر کے نیچے تھا، نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے باہر نکال دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے پانی لے کر اپنے دست مبارک کے ذریعے اس جگہ پر چھڑک دیا، پھر حضرت جبرائیل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے عرض کی: ہم (فرشتے) ایسے کسی گھر میں داخل نہیں ہوتے، جہاں کتا یا تصویر موجود ہو۔

اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا، یہاں تک کہ آپ نے چھوٹے باغوں میں موجود کتوں کو بھی مار دینے کا حکم دیا، البتہ آپ ﷺ نے بڑے باغ کے (محافظ کتے) کو ترک کر دیا۔

4158 - حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ

فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ. فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ - أَوْ حُسَيْنٍ - كَانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالنَّضَدُ: شَيْءٌ تُوضَعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شِبْهُ السَّرِيرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا: گزشتہ رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا تھا، لیکن اندر میں اس لیے نہیں آسکا، کیونکہ دروازے پر تصویریں موجود تھیں (شاید راوی کے یہ الفاظ ہیں:) گھر کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا، جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں اور گھر میں ایک کتا بھی موجود تھا"

(حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تصویروں کے بارے میں جو گھر کے دروازے پر موجود ہیں یہ حکم دیں کہ انہیں کاٹ دیا جائے اور انہیں درخت کی طرح کر دیا جائے اور پردے کے بارے میں یہ حکم دیجئے کہ اس کے تکیے بنا لیے جائیں، جو نیچے رکھے جائیں اور روندے جائیں، اور کتے کے بارے میں حکم دیجئے کہ اسے باہر نکال دیا جائے (راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، وہ اصل میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو بچے تھے) کا کتا تھا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت کے نیچے تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے باہر نکال دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نضد ایک ایسی چیز ہوتی ہے، جس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں اور یہ پلنگ سے مشابہہ ہوتی ہے۔

كِتَابُ التَّرَجُّلِ

کتاب: بال سنوارنے کے بارے میں روایات

4159 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (روزانہ باقاعدگی سے) کنگھی کرنے سے منع کیا ہے، البتہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن کی جائے (تو حکم مختلف ہے)۔

4160 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَلَ إِلَى فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ آتِكَ زَائِرًا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَنَا وَأَنْتَ حَدِيثًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَمَا لِي أَرَاكَ شَعِثًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ، قَالَ: فَمَا لِي لَا أَرَى عَلَيْكَ حِذَاءً؟ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جو اس وقت میں مصر میں موجود تھے، وہ جب ان کے پاس آئے تو بولے: میں آپ کے پاس زیارت کرنے کے لیے نہیں آیا ہوں، میں اس لیے آیا ہوں، کیونکہ میں نے ایک حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے اور آپ نے بھی وہ سن رکھی ہے، تو مجھے یہ امید ہے کہ آپ کے پاس اس کے حوالے سے علم ہوگا (یعنی آپ کو وہ حدیث یاد ہوگی) حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی وہ فلاں فلاں حدیث ہے، پھر ان صحابی نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں، حالانکہ آپ یہاں کے علاقے کے امیر ہیں، تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زیب و زینت کا زیادہ سامان جمع کرنے سے منع کیا ہے، ان صحابی نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ مجھے نظر نہیں آرہا کہ آپ نے جوتے پہنے ہوں، تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ حکم دیتے تھے کہ کبھی ہم ننگے پاؤں

4159- صحيح لغيره، وهذا إسناد اختلف في رفعه ووقفه وفي وصله وإرساله. فقد أخرجه الترمذي (1852) و (1853)، والنسائي في "الكبرى" (9264) من طريق هشام بن حسان، به. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح! وخالف هشاماً قتادة، فرواه عند النسائي (9265) عن الحسن عن النبي -صلى الله عليه وسلم- مرسلاً. وخالفهما يونس بن عبيد عند النسائي أيضاً (9266) فرواه عن الحسن ومحمد ابن سيرين قالا: الترجل غب. فجعله من قولهما موقوفاً عليهما. وهو في "مسند أحمد" (16793).

بھی رہا کریں۔

4161- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا تَسْمَعُونَ، أَلَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ يَعْنِي التَّقَحُّلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيُّ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دنیا (کی آرائش وزیبائش یا زیب وزینت) کا ذکر کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے، بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) اس سے مراد زیب وزینت کو ترک کرنا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صحابی حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ انصاری ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ الطِّيبِ

باب: خوشبو استعمال کرنے کا مستحب ہونا

4162- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شیشی تھی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگایا کرتے تھے۔

بَابٌ فِي إِصْلَاحِ الشَّعَرِ

باب: بالوں کو بنا سنوار کر رکھنا

4163- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ

4163- إسناده حسن من أجل ابن أبي الزناد - وهو عبد الرحمن - أبو صالح: هو ذكوان السمان، وابن وهب: هو عبد الله. وقد حسن إسناده الحافظ في "فتح الباري" 10/ 368. وأخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" (6455)، وفي "الآداب" (695) من طريق سعيد بن منصور وداود بن عمرو، عن ابن أبي الزناد، بهذا الإسناد. وأخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (3365) من طريق داود بن عمرو، عن ابن أبي الزناد، عن أبيه، عن الأعرج، عن أبي هريرة. ويشهد له حديث عائشة عند بحشل في "تاريخ واسط" ص 242، والطحاوي في "شرح المشكل" (3360)، والبيهقي في الشعب (6456) وحسن إسناده أيضاً الحافظ في "الفتح" 10/ 368.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جس نے بال رکھے ہوں، اسے ان کی عزت افزائی کرنی چاہیے، (یعنی انہیں سنوار کے رکھنا چاہیے)''

بَابٌ فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ

باب: خواتین کا خضاب لگانا

4164 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَّامٍ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَسَأَلَتْهَا عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ، فَقَالَتْ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَلَكِنْ أَكْرَهُهُ، كَانَ حَبِيبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيحَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَعْنِي خِضَابَ شَعْرِ الرَّأْسِ

کریمہ بنت ہمام بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی لگانے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: اس میں حرج کوئی نہیں ہے، تاہم میں اسے ناپسند کرتی ہوں، کیونکہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بو کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس عورت کی مراد یہ تھی کہ مہندی کو خضاب کے طور پر سر کے بالوں میں لگانا۔

4165 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَتْنِي غِبْطَةُ بِنْتُ عَمْرٍو الْمُجَاشِعِيَّةُ، قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الْحَسَنِ، عَنْ جَدَّتِهَا، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ بَايِعْنِي، قَالَ: لَا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ، كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہند بنت عتبہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ مجھ سے بیعت لے لیجئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے بیعت اس وقت تک نہیں لوں گا، جب تک تم اپنی ہتھیلیوں کو صاف نہیں کرتی، کیونکہ یہ درندوں کی ہتھیلیوں کی طرح ہیں۔

4166 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَوْمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا، كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، فَقَالَ: مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ، أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟ قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ، قَالَ: لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پیچھے کرلیا، آپ نے فرمایا: مجھے نہیں پتہ، کیا یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا کسی عورت کا ہاتھ ہے؟ اس عورت نے عرض کی: یہ ایک عورت کا ہاتھ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم عورت ہوتی، تو اپنے ناخنوں کی رنگت تبدیل کرلیتی، راوی کہتے ہیں: یعنی

[illegible]

بَابٌ فِي صِلَةِ الشَّعْرِ

باب: مصنوعی بال لگوانا

4167 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ، وَيَقُولُ: إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ

ابن شہاب زہری، حمید بن عبدالرحمن کے بارے میں نقل کرتے ہیں: انہوں نے حج کے موقع پر حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا، انہوں نے ایک سپاہی کے ہاتھ سے بالوں کا گچھا لے کر فرمایا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی چیزوں سے منع کرتے ہوئے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت کا شکار ہوئے، جب ان کی خواتین نے اسے استعمال کرنا شروع کر دیا۔

4168 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور بال لگوانے والی اور جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

4169 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ

4167- إسناده صحيح. وهو في "موطأ مالك" 2/ 947، وأخرجه البخاري (3468) و (5932)، ومسلم (2127)، والترمذي (2987)، والنسائي في "الكبرى" (9314) من طريق عن الزهري، به. وأخرجه بنحوه البخاري (3488) و (5938)، ومسلم (2127) والنسائي في "الكبرى" (9315) و (9316) من طريق سعيد بن المسيب، عن معاوية بن أبي سفيان. وهو في "مسند أحمد" (16865)، و"صحيح ابن حبان" (5511) و (5512).

4168- إسناده صحيح. عبيد الله: هو ابن عمر العمري، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه البخاري (5937) و (5940) و (5947)، ومسلم (2124)، وابن ماجه (1987)، والترمذي (1857) و (2989) و (2990)، والنسائي في "الكبرى" (9322) من طريق عبيد الله بن عمر. والبخاري (5942)، ومسلم (2124) من طريق صخر بن جويرية، كلاهما عن نافع، به. وجاء عند بعضهم: "لعن الله" بدل: لعن رسول الله. وهو في "مسند أحمد" (4724)، و"صحيح ابن حبان" (5513).

4169- إسناده صحيح. علقمة: هو ابن قيس النخعي، وإبراهيم: هو ابن يزيد النخعي، ومنصور: هو ابن المعتمر، وجرير: هو ابن عبد الحميد، ومحمد بن عيسى: هو ابن الطباع. وأخرجه البخاري (4886)، ومسلم (2125)، وابن ماجه (1989)، والترمذي (2988)، والنسائي في "الكبرى" (9326) و (9327) و (11515) من طريق منصور ابن المعتمر، والنسائي (9328) من طريق الأعمش، كلاهما عن إبراهيم النخعي، به. وهو في "مسند أحمد" (3945)، و"صحيح ابن حبان" (5504) و (5505).

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ- قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ. وَقَالَ عُثْمَانُ: وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا- وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوبَ- زَادَ عُثْمَانُ: كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ اتَّفَقَا- فَأَتَتْهُ. فَقَالَتْ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ- قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ. وَقَالَ عُثْمَانُ: وَالْمُتَنَمِّصَاتِ. ثُمَّ اتَّفَقَا: -وَالْمُتَفَلِّجَاتِ- قَالَ عُثْمَانُ: لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ تَعَالَى- فَقَالَ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى؟ قَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ. فَقَالَ: وَاللهِ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ. ثُمَّ قَرَأَ: (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) (الحشر: 7). قَالَتْ: إِنِّي أَرَى بَعْضَ هٰذَا عَلَى امْرَأَتِكَ. قَالَ: فَادْخُلِي فَانْظُرِي. فَدَخَلَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ. فَقَالَ: مَا رَأَيْتِ؟ -وَقَالَ عُثْمَانُ: - فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ. فَقَالَ: لَوْ كَانَ ذٰلِكَ مَا كَانَتْ مَعَنَا

❁❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جسم گدوانے والی اور گودنے والی عورتوں پر لعنت کرے۔

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نقلی بال لگوانے والی عورتوں پر کرے۔

عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان عورتوں پر کرے، جو چہرے کے بال اکھیڑتی ہیں، پھر تمام راوی اس بات کو نقل کرنے میں متفق ہیں:

''خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے دانتوں میں خلا کروانے والی عورتوں پر لعنت کرے، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کردیتی ہیں''۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس بات کی اطلاع، بنو اسد سے تعلق رکھنے والی ایک عورت تک پہنچی، جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا، عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں: وہ قرآن کی حافظہ تھی، پھر دونوں راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: وہ عورت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی: مجھے پتہ چلا ہے آپ نے جسم گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، یہاں محمد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نقلی بال لگوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، عثمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: چہرے کے بال اکھاڑنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، پھر دونوں راوی یہ الفاظ نقل کرنے میں متفق ہیں: خوبصورتی کے لیے دانتوں میں خلا کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں؟ جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جس کا حکم اللہ کی کتاب میں موجود ہے وہ عورت بولی: میں نے پورا قرآن پڑھ رکھا ہے، مجھے تو یہ حکم کہیں نہیں ملا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم حقیقی طور پر اسے پڑھا ہوتا، تو تم اسے پالیتی، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

''رسول جو تمہیں دے اسے حاصل کرلو اور جس سے تمہیں منع کرے اس سے باز آجاؤ''

تو وہ عورت بولی: میرا خیال ہے کہ آپ کی ایک اہلیہ بھی یہ کام کرتی ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میرے گھر میں جاؤ اور جا کر خود دیکھ لو، وہ عورت گھر کے اندر گئی، پھر وہ باہر آئی تو انہوں نے دریافت کیا: تمہیں نظر نہیں آئی؟ تو وہ بولی: مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ایسا ہوتا تو وہ عورت ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

4170- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ، وَالْمُسْتَوْصِلَةُ، وَالنَّامِصَةُ، وَالْمُتَنَمِّصَةُ، وَالْوَاشِمَةُ، وَالْمُسْتَوْشِمَةُ، مِنْ غَيْرِ دَاءٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ: الَّتِي تَصِلُ الشَّعْرَ بِشَعْرِ النِّسَاءِ، وَالْمُسْتَوْصِلَةُ: الْمَعْمُولُ بِهَا، وَالنَّامِصَةُ: الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَّهُ، وَالْمُتَنَمِّصَةُ: الْمَعْمُولُ بِهَا، وَالْوَاشِمَةُ: الَّتِي تَجْعَلُ الْخِيلَانَ فِي وَجْهِهَا بِكُحْلٍ أَوْ مِدَادٍ، وَالْمُسْتَوْشِمَةُ: الْمَعْمُولُ بِهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نقلی بال لگوانے والی، چہرے کے بال اکھاڑنے والی، چہرے کے بال اکھڑوانے والی، جسم گدوانے والی اور جسم گودنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے، جبکہ یہ کسی بیماری کے بغیر ہو۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ واصلہ سے مراد وہ ہیں: جو عورتوں کو نقلی بال لگاتی ہیں اور لفظ مستوصلہ سے مراد وہ عورت ہے، جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے (یعنی جسے نقلی بال لگائے جائیں) لفظ نامصہ سے مراد وہ عورت ہے، جو ابرو کے بال نوچتی ہے، تا کہ اسے باریک کر دے اور لفظ متنمصہ سے مراد وہ عورت ہے، جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے لفظ واشمہ سے مراد وہ عورت ہے، جو چہرے پر سرمے یا سیاہی کے ذریعے تل وغیرہ بناتی ہے اور لفظ مستوشمہ سے مراد وہ عورت ہے، جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے۔

4171- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلَى أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ: الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: دھاگوں سے بنی ہوئی چوٹی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے لگتا ہے کہ ان کی یہ رائے ہے کہ ممنوع چیز یہ ہے کہ عورتوں کے بال استعمال کیے جائیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: دھاگوں سے بنی ہوئی چوٹی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابٌ فِي رَدِّ الطِّيبِ

باب: خوشبو واپس کرنا

4172- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، الْمَعْنَى، أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئَ، حَدَّثَهُمْ عَنْ

سَعِيْدِ بْنِ اَبِي اَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدَّهُ، فَاِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جسے خوشبو دی جائے وہ اسے واپس نہ کرے، کیونکہ اس کی بو عمدہ ہوتی ہے اور یہ وزنی بھی نہیں ہوتی''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْاَةِ تَتَطَيَّبُ لِلْخُرُوجِ

باب: عورت کا باہر جاتے وقت خوشبو لگانا

4173- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، اَخْبَرَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنِي غُنَيْمُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ اَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْاَةُ، فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے، تا کہ وہ مرد اس کی خوشبو کو محسوس کریں، تو وہ عورت ایسی اور ایسی ہوتی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت بات ارشاد فرمائی۔

4174- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عُبَيْدٍ، مَوْلَى اَبِي رُهْمٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيَتْهُ امْرَاَةٌ وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطِّيبِ يَنْفَحُ، وَلِذَيْلِهَا اِعْصَارٌ، فَقَالَ: يَا اَمَةَ الْجَبَّارِ، جِئْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ، حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: الْاِعْصَارُ غُبَارٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان کے سامنے ایک عورت آئی جس میں سے خوشبو آرہی تھی اور اس کے پلو پر بھی غبار لگا ہوا تھا، تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبار (یعنی اللہ تعالیٰ) کی کنیز! تم مسجد سے آئی ہو، اس نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم نے مسجد کے لیے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے محبوب حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگاتی ہے، جب تک وہ واپس جا کر غسل جنابت کی طرح غسل نہیں کرتی''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اعصار سے مراد غبار ہے۔

4175 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا، فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ: عِشَاءَ الْآخِرَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہوئی ہو، وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو''

یہاں ایک راوی نے لفظ عِشَاءَ الْآخِرَةِ نقل کیا ہے۔

بَابٌ فِي الْخَلُوقِ لِلرِّجَالِ

باب: مردوں کا زعفران کی مخصوص قسم کی خوشبو لگانا

4176 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ، فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي، وَقَالَ: اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ، فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي، وَقَالَ: اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، وَرَحَّبَ بِي، وَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ، وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ، وَلَا الْجُنُبَ، قَالَ: وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ، أَوْ أَكَلَ، أَوْ شَرِبَ، أَنْ يَتَوَضَّأَ.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رات کے وقت اپنے گھر آیا، میرے ہاتھ پھٹے ہوئے تھے، تو گھر والوں نے مجھے زعفران لگا دیا، اگلے دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کو سلام کیا، تو آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا اور مجھے خوش آمدید نہیں کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے اپنے پر سے دھو دو، میں گیا میں نے اسے دھویا پھر جب میں آیا تو اس کا کچھ نشان مجھ پر باقی تھا، میں نے پھر سلام کیا، آپ نے پھر مجھے جواب نہیں دیا اور مجھے خوش آمدید نہیں کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور اسے اپنے پر سے دھو دو، میں گیا اور میں نے اسے دھو دیا پھر میں آیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب بھی دیا اور خوش آمدید بھی کہا اور فرمایا:

4176- إسناده ضعيف لانقطاعه. يحيى بن يعمر لم يسمع من عمار بن ياسر فيما قاله غير واحد من أهل العلم، ومنهم المصنف عند الحديث السالف برقم (225) . وكما تدل عليه الرواية الآتية بعده. عطاء الخراساني: هو ابن أبي مسلم، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه الطيالسي (646)، وابن أبي شيبة 62 /1 و 414 /4، وأحمد (18886)، والبزار (1402)، وأبو يعلى (1635)، والبيهقي 203 /1 و 36 /5، من طريق حماد ابن سلمة، بهذا الإسناد.

''فرشتے کافر کے جنازے میں، زعفران لگانے والے شخص کے پاس اور جنبی شخص کے پاس بھلائی کے ساتھ نہیں آتے ہیں''
راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جنبی شخص کو یہ رخصت دی ہے کہ وہ وضو کر کے سو سکتا ہے، یا کھا سکتا ہے، یا پی سکتا ہے۔

4177 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ ابْنِ أَبِي الْخُوَارِ، أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ، يُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، زَعَمَ عُمَرُ أَنَّ يَحْيَى سَمَّى ذَلِكَ الرَّجُلَ فَنَسِيَ عُمَرُ اسْمَهُ - أَنَّ عَمَّارًا قَالَ: تَخَلَّقْتُ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ بِكَثِيرٍ. فِيهِ ذِكْرُ الْغُسْلِ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ: وَهُمْ حُرُمٌ، قَالَ: لَا، الْقَوْمُ مُقِيمُونَ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ ہمراہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ پورا واقعہ مذکور ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے اور اس میں دھونے کا ذکر ہے۔

ابن جریج کہتے ہیں: میں نے عمر بن عطا نامی راوی سے دریافت کیا: کیا وہ لوگ اس وقت احرام کی حالت میں تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! وہ مقیم تھے۔

4178 - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدَّيْهِ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا مُوسَى، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْبَلُ اللَّهُ تَعَالَى صَلَاةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خَلُوقٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَدَّاهُ زَيْدٌ، وَزِيَادٌ

⊛⊛ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا، جس کے جسم پر ذرا سی خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگی ہوئی ہو''
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے دو دادوں سے مراد زید اور زیاد ہیں۔

4179 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ، وَإِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَاهُمْ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ، وَقَالَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ: أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ

⊛⊛ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مردوں کو زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔
اسماعیل نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس بات سے منع کیا ہے کہ مرد زعفران لگائے۔

4180 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ، وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ

⊛⊛ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

... تین لوگوں کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے، کافر لاش، خلوق لگانے والا شخص اور جنبی شخص، البتہ اگر وہ وضو کر لے تو حکم مختلف ہے۔

4181 - حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ قَالَ: فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوقِ

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لانے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے برکت کی دعا کرتے تھے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے، جب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، اس وقت میرے جسم پر خلوق لگی ہوئی تھی، اس وجہ سے آپ نے مجھے چھوا نہیں۔

4182 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُوَاجِهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: لَوْ أَمَرْتُمْ هَذَا أَنْ يَغْسِلَ هَذَا عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر جب کسی شخص پر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تھے، تو اسے مخاطب نہیں کرتے تھے، جب وہ شخص چلا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے یہ ہدایت کر دو کہ وہ اس (نشان کو) اپنے پر سے دھو لے (تو یہ مناسب ہوگا)۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّعْرِ

باب: بالوں کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4183 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرخ رنگ کے جوڑے میں، لمبے بالوں والا ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوب صورت ہو۔

محمد بن سلیمان نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جس کے اتنے لمبے بال ہوں، جو کندھوں تک آتے ہوں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: جو کندھوں تک آتے ہوں۔

جبکہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو کانوں کی لو تک آتے ہوں۔

4184 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال رکھے ہوئے تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانوں کی لو تک آتے تھے۔

4185 - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لو تک آتے تھے۔

4186 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کان تک آتے تھے۔

4187 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ الْوَفْرَةِ، وَدُونَ الْجُمَّةِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال وفرہ سے ذرا سے زیادہ تھے اور جمہ سے ذرا کم تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَرْقِ

باب: مانگ نکالنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4188 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ - يَعْنِي - يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ

4185-إسناده صحيح. ثابت: هو ابن أسلم البناني، ومعمر: هو ابن راشد، وعبد الرزاق: هو ابن همّام الصنعاني. وهو في "مصنف عبد الرزاق "(20519) و(21033)، ومن طريقه أخرجه النسائي في "الكبرى "(9272) إلا أنه قال: إلى أنصاف أذنيه. وأخرجه البخاري (5905)، ومسلم (2338)، وابن ماجه (4634)، والنسائي في "الكبرى "(9260) من طريق جرير بن حازم، ومسلم (2338)، والنسائي في "الكبرى "(9273) من طريق همام بن يحيى، كلاهما عن قتادة، عن أنس. لفظ جرير: كان شعر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- شعرا رجلاً، بين أذنيه وعاتقه. ولفظ همام: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يضرب شعره منكبيه. وهو في "مسند أحمد "(12382) و(12389)، و"صحيح ابن حبان "(6291).

الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ. وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ. فَسَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ

✿✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اہل کتاب کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے بال سیدھے پیچھے کی طرف لے جایا کرتے تھے اور مشرکین اپنے سر میں مانگ نکالا کرتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ کو جن چیزوں کے بارے میں کوئی باقاعدہ حکم نہیں دیا گیا ہوتا، ان کے بارے میں آپ کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی، تو پہلے نبی اکرم ﷺ اپنے بال پیچھے کی طرف لے جایا کرتے تھے، پھر آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔

4189 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرُقَ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوخِهِ، وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ

✿✿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب میں نبی اکرم ﷺ کے سر میں مانگ نکالنے کا ارادہ کرتی، تو میں درمیان میں سے نکالتی تھی اور آپ کے پیشانی کے اوپر والے بالوں کو دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتی تھی (یعنی بالکل درمیان میں مانگ نکالتی تھی)۔

بَابٌ فِي تَطْوِيلِ الْجُمَّةِ

باب: لمبے بال رکھنا

4190 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ السُّوَائِيُّ - هُوَ أَخُو قَبِيصَةَ - وَحُمَيْدُ بْنُ خُوَارٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ، فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ذُبَابٌ ذُبَابٌ قَالَ: فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ، وَهٰذَا أَحْسَنُ

✿✿ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے بال لمبے تھے جب نبی اکرم ﷺ نے مجھے ملاحظہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، راوی کہتے ہیں: میں واپس گیا، میں نے انہیں کاٹ دیا، میں اگلے دن نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں کوئی بری بات نہیں کی تھی، لیکن یہ زیادہ اچھے لگ رہے ہیں۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَعْقِصُ شَعْرَهُ

باب: آدمی کا اپنے بال گوندھ لینا

4191 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: قَدِمَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ تَعْنِي عَقَائِصَ

❀❀ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ کے بالوں کی چار لٹیں تھیں، ان سے مراد یہ ہے وہ گندھے ہوئے تھے۔

بَابٌ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ

باب: سر منڈوالینا

4192 - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، وَابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي يَعْقُوبَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ، ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَقَالَ: لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: ادْعُوا لِي الْحَلَّاقَ، فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا

❀❀ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (کی شہادت کے موقع پر) نبی اکرم ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو تین دن مہلت دی، پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تم میرے بھائی پر نہ رونا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ، تو ہمیں لایا گیا، ہم چڑیا کے بچوں کی طرح تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حجام کو بلا کر لاؤ، نبی اکرم ﷺ نے اسے ہدایت کی تو اس نے ہمارے سر مونڈ دیے۔

بَابٌ فِي الذُّؤَابَةِ

باب: ایسا بچہ جس کی لمبی زلفیں ہوں

4193 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ - قَالَ أَحْمَدُ: كَانَ رَجُلًا صَالِحًا - قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ: أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ بَعْضُ شَعْرِهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قزع سے منع کیا ہے۔

4193- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل عثمان بن عثمان - وهو الغطفاني البصري - وقد توبع في الحديثين الآتيين بعده. وأخرجه البخاري (5920)، ومسلم (2120)، وابن ماجه (3637)، والنسائي في "الكبرى" (9253) و (9254) من طريق عبيد الله بن عمر العمري، ومسلم (2120) من طريق روح بن القاسم، و (2120) من طريق عثمان بن عثمان الغطفاني، ثلاثتهم عن عمر بن نافع، به. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (9257 - 9255) من طريق عن عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، دون ذكر عمر بن نافع، وصوب النسائي رواية عبيد الله عن عمر بن نافع، عن أبيه، مع أن سماع عبيد الله من نافع معروف مشهور. وأخرجه مسلم (2120) من طريق عبد الرحمن السراج، عن نافع، به. وأخرجه البخاري (5921)، وابن ماجه (3638) من طريق عبد الله بن دينار، عن ابن عمر. وهو في "مسند أحمد" (4473)، و "صحيح ابن حبان" (5506).

قزع سے مراد یہ ہے: بچے کے سر کو مونڈ دیا جائے اور کچھ بال چھوڑ دیے جائیں۔

4194 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ، وَهُوَ أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَتُتْرَكَ لَهُ ذُؤَابَةٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع کیا ہے، اور اس سے مراد یہ ہے: بچے کے سر کو مونڈ دیا جائے اور اس کی ایک لٹ کو چھوڑ دیا جائے۔

4195 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: احْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا، جس کے کچھ سر کو مونڈ دیا گیا اور کچھ کو چھوڑ دیا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس سے منع کیا، آپ نے فرمایا: یا تو پورے سر کو مونڈ دو، یا پھر پورے کو رہنے دو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ

باب: اس بارے میں رخصت کا بیان

4196 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ، فَقَالَتْ لِي أُمِّي: لَا أَجُزُّهَا، كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُدُّهَا، وَيَأْخُذُ بِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری لمبی زلفیں تھیں، میری والدہ نے مجھ سے کہا: میں انہیں نہیں کاٹوں گی (حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان بالوں کو (پیار سے) کھینچتے تھے اور پکڑا کرتے تھے۔

4197 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي الْمُغِيرَةُ، قَالَتْ: وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ، أَوْ قُصَّتَانِ، فَمَسَحَ رَأْسَكَ، وَبَرَّكَ عَلَيْكَ، وَقَالَ: احْلِقُوا هَذَيْنِ - أَوْ قُصُّوهُمَا - فَإِنَّ هَذَا زِيُّ الْيَهُودِ

حجاج بن حسان بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے بتایا کہ میری بہن مغیرہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے، وہ بیان کرتی ہیں: تم ان دنوں کم عمر لڑکے تھے، تمہاری دو لٹیں تھیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: انہیں مونڈ ھ لو یا انہیں چھوٹا کروا لو، کیونکہ یہ یہودیوں کا مخصوص طریقہ ہے۔

بَابٌ فِيْ أَخْذِ الشَّارِبِ
باب: مونچھیں چھوٹی رکھنا

4198 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفِطْرَةُ خَمْسٌ - أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ - الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ان تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا ہے:

''فطرت پانچ چیزیں ہیں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) پانچ چیزیں فطرت کا حصہ ہیں، ختنہ کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا''۔

4199 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں منڈوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

4200 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ، وَقَصَّ الشَّارِبِ، وَنَتْفَ الْإِبْطِ، أَرْبَعِينَ يَوْمًا مَرَّةً

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وُقِّتَ لَنَا وَهَذَا أَصَحُّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زیر ناف بال صاف کرنے، ناخن تراشنے، مونچھیں اور بغلوں کے بال اکھیڑنے کے لیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے، چالیس دن میں ایک مرتبہ کی مدت مقرر کی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے، اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں: ہمارے لیے یہ مدت مقرر کی گئی ہے، اور یہی روایت زیادہ درست ہے۔

4201 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَقَرَأَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ

4200- حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لضعف صدقة الدقيقي - وهو ابن موسى - أبو عمران الجوني: اسمه عبد الملك بن حبيب. وأخرجه الترمذي (2962) من طريق صدقة بن موسى، به. وأخرجه مسلم (258)، وابن ماجه (295)، والترمذي (2963)، والنسائي في "الكبرى" (15)

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: الْاِسْتِحْدَادُ: حَلْقُ الْعَانَةِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم حج اور عمرے کے علاوہ، داڑھی کو چھوڑ دیتے تھے۔
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استحداد سے مراد زیر ناف بال صاف کرنا ہے۔

بَابٌ فِيْ نَتْفِ الشَّيْبِ

باب: سفید بال نوچ لینا

4202 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، الْمَعْنَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ - قَالَ عَنْ سُفْيَانَ: اِلَّا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ فِي حَدِيْثِ يَحْيَى - اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''سفید بال نہ نوچو، جس بھی مسلمان شخص کے مسلمان ہونے کے دوران بال سفید ہو جائیں (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تو وہ قیامت کے دن اس شخص کے لیے نور ہوں گے (جبکہ دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ ہر ایک بال کے عوض میں، اس شخص کے لیے ایک نیکی لکھے گا اور ہر بال کے عوض میں، اس کے ایک گناہ کو ختم کر دے گا''۔

بَابٌ فِي الْخِضَابِ

باب: خضاب لگانا

4203 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ، فَخَالِفُوْهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا پتہ چلا ہے:
''بے شک یہودی اور عیسائی (بالوں کو) رنگتے نہیں ہیں، تو تم ان کے برخلاف کرو''۔

4204 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ پھول کی طرح سفید تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی چیز کے ذریعے ان کی رنگت تبدیل کردو، البتہ سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا''۔

4205 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هَذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ، وَالْكَتَمُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس کے ذریعے سفید بالوں کی رنگت تبدیل کی جائے، اس میں سب سے بہتر مہندی اور کتم ہے''

4206 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِيَادٌ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا هُوَ ذُو وَفْرَةٍ بِهَا رَدْعُ حِنَّاءٍ، وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں تک آتے تھے اور ان میں مہندی کی کچھ جھلک تھی، اس وقت آپ نے دو سبز چادریں اوڑھی ہوئی تھیں۔

4207 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبْجَرَ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، فِي هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرِنِي هَذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ، فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ، قَالَ: اللهُ الطَّبِيبُ، بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ، طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنی پشت مجھے دکھائیے کیونکہ میں ایک طبیب ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طبیب اللہ تعالیٰ ہے، البتہ تم ایک مہربان شخص ہو، اس کا طبیب وہ ہے، جس نے اسے پیدا کیا ہے۔

4208 - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ،

4205-إسناده صحيح. سعيد الجريري-وهو ابن إياس-سماع معمر منه قبل اختلاطه. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (20174). وأخرجه ابن ماجه (6322)، والترمذي (1849)، والنسائي في "الكبرى" (9299 - 9297) من طريق الأجلح بن عبد الله، عن عبد الله بن بريدة، به. وقال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح. وأخرجه النسائي (9296) من طريق غيلان بن جامع، عن أبي إسحاق، عن ابن أبي ليلى، عن أبي ذر. وهذا إسناد صحيح. وهو في "مسند أحمد" (21307)، و"صحيح ابن حبان" (5474).

4207-إسناده صحيح. ابن أبجر: هو عبد الملك بن سعيد، وابن إدريس: هو عبد الله. وأخرجه قصة الخاتم الذي في ظهره-صلى الله عليه وسلم-الشافعي في "مسنده" 98 /2، والحميدي (866)، وابن أبي شيبة 4 /8، وابن أبي عاصم في "الآحاد" (1143)، وعبد الله بن أحمد في زوائده على "المسند" لأبيه (7110)، والطبراني في "الكبير" /22(715)، والبيهقي 27 /8، والبغوي في "شرح السنة" (2534) من طريق عبد الملك ابن سعيد بن أبجر، به. وأخرجه ابن سعد في "طبقاته" 426 /1، وأحمد (7109)، وعبد الله بن أحمد في زوائده على "المسند" (7116)، والدولابي في "الكنى" 29 /1، وابن حبان (5995)، والطبراني في "الكبير" /22(720) من طريق عبيد الله بن إياد، وأحمد (17493)، وابن أبي عاصم في "الآحاد" (1142)، والطبراني /22(718) والبيهقي في "شعب الإيمان" (1181) من طريق سفيان الثوري، كلاهما عن إياد بن لقيط، به. وانظر تمام تخريجه في "مسند أحمد" (7106) و(7108) و(7110) و(7118).

قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَبِي فَقَالَ لِرَجُلٍ - اَوْ لِاَبِيهِ - مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: ابْنِي، قَالَ: لَا تَجْنِي عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرے والد سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ میرا بیٹا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا تاوان ادا نہیں کرے گا (یعنی تمہارے اعمال کا ذمے دار نہیں ہوگا)
راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی داڑھی مبارک میں مہندی لگائی ہوئی تھی۔

4209- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَ اَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ، وَلٰكِنْ قَدْ خَضَبَ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے نبی اکرم ﷺ کے خضاب لگانے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے خضاب نہیں لگایا تھا، البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خضاب لگایا کرتے تھے۔

خضاب لگانے سے متعلق بحث کا بیان

خضاب یا دیگر اشیاء جن سے بالوں کو کلر کیا جاتا ہے شرعا استعمال کر سکتے ہیں، اگر طبی طور پر ان کا کوئی برا اثر نہ پڑے۔ خواہ عام دن ہوں یا شادی کے مخصوص دن کوئی پابندی نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ میں ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان اليهود والنصارى لا يصبغون فخالفوهم.

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہود اور نصاری خضاب نہیں کرتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کیا کرو۔

بخاری، الصحیح، 5:2210، رقم: 5559، دار ابن کثیر الیمامۃ بیروت، مسلم، الصحیح، 3:1663، رقم: 2103، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ابوداود، السنن، 4: 85، رقم: 4203، دار الفکر، ابن ماجہ، السنن، 2:1196، رقم: 3621، دار الفکر بیروت

2. عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم غيروا الشيب ولا تشبهوا باليهود.

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے (بالوں کی سفیدی) کو بدلو اور یہودیوں سے مشابہت نہ رکھو۔

احمد بن حنبل، 2:261، رقم: 7536، مؤسسۃ قرطبۃ مصر ترمذی، السنن، 4:232، رقم: 1752، دار احیاء التراث العربی بیروت ابی یعلی، المسند، 10: 381، رقم: 5977، دار المامون للتراث، دمشق ابن حبان، الصحیح، 12:287، رقم: 5473، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

3. عن أبي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان أحسن ما غير به هذا الشيب الحناء والكتم.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بڑھاپے کو تبدیل کرنے کے لیے مہندی اور وسمہ (خضاب) کیا ہی بہترین چیز ہیں۔

احمد بن حنبل، المسند، 5:147، رقم: 21345 ابوداؤد، السنن، 4:85، رقم: 4205 ترمذی، السنن، 4:232، رقم: 1753 ابوحنیفہ، المسند، 1:264، مکتبۃ الکوثر الریاض ابن ماجہ، السنن، 2:1196، رقم: 3622 بزار، المسند، 9:355، رقم: 3922، موسسۃ علوم القرآن، مکتبۃ بیروت، المدینۃ نسائی، السنن الکبری، 5:416، رقم: 9350، دار الکتب العلمیۃ بیروت ابن حبان، الصحیح، 12:287، رقم: 5474 ابن ابی شیبۃ، المصنف، 5:182، رقم: 25001، مکتبۃ الرشید الریاض طبرانی، المعجم الاوسط، 3:232، رقم: 3010، دار الحرمین القاھرۃ بیہقی، السنن الکبری، 7:310، رقم: 14595، مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ

4. عن أنس أنه سئل عن خضاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فذكر أنه لم يخضب ولكن قد خضب أبو بكر وعمر رضي الله عنهما.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا آپ ﷺ خضاب نہیں لگاتے تھے لیکن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خضاب لگایا۔

(ابوداؤد، السنن، 4:86، رقم: 4209)

5. عن محمد بن سيرين قال سالت أنسا أخضب النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لم يبلغ الشيب الا قليلا.

محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگایا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ بڑھاپے کے نزدیک بہت کم گئے تھے۔ (بخاری، الصحیح، 5:2210، رقم: 5555)

6. عن ثابت قال سئل أنس عن خضاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال انه لم يبلغ ما يخضب لو شئت أن أعد شمطاته في لحيته.

حضرت ثابت کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ خضاب کی عمر کو پہنچے ہی نہیں تھے اگر میں چاہتا تو آپ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کو گن سکتا تھا۔ (بخاری، الصحیح، 5:2210، رقم: 5556)

7. عن سعيد بن المسيب كان سعد يخضب بالسواد.

حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

(حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 3:567، رقم: 6099، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

احادیث مبارکہ میں سفید بال ختم کرنے اور سیاہ خضاب سے منع کیا گیا ہے لیکن بالوں کو رنگنے سے منع نہیں کیا گیا۔ دوسری

طرف آثار صحابہ سے صحابہ کرام کا سیاہ خضاب لگانا بھی ثابت ہے۔ ان تمام احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ کی تطبیق یوں کی جائے گی جو عقل وشعور بھی تسلیم کرتا ہے کہ سفید بالوں کو تبدیل کرنے کی اجازت ہے جو مذکورہ بالا احادیث میں واضح ہے لیکن عمر کے اعتبار سے بالوں کو رنگ لگایا جائے تو پھر ٹھیک ہے۔ مثلاً ایک اسی نوے سال کا بزرگ جس کے ہاتھ پاؤں حرکت کرنے سے عاری ہوں وہ سیاہ خضاب لگائے تو اس کے لیے مناسب نہیں ہوگا یا پندرہ سے تیس سال والے مرد سرخ مہندی لگائے پھرتے ہوں تو ان کے لیے بھی یہ مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا جس کے سفید بال خوبصورت لگ رہے ہوں اس کی تو ضرورت نہیں ہے کہ ان کو تبدیل کرلے۔ لیکن جس کے سفید بال مناسب نہ لگیں تو اس کو عمر کے مطابق رنگنے چاہیں، جوان ہے تو سیاہ کرلے اور بوڑھا ہے تو سرخ مہندی وغیرہ لگالے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ (مفتی: عبدالقیوم ہزاروی، منہاج القرآن)

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ الصُّفْرَةِ

باب: زرد رنگ کا خضاب لگانا

4210- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سبتی جوتے استعمال کرتے تھے، آپ اپنی داڑھی پر ورس اور زعفران لگاتے تھے۔ (راوی بیان کرتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

4211- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ، فَقَالَ: مَا أَحْسَنَ هٰذَا قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، فَقَالَ: هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا، قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک ایسا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، جس نے بالوں میں مہندی لگائی ہوئی تھی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے، راوی بیان کرتے ہیں: پھر ایک اور شخص گزرا، اس نے مہندی اور کتم لگایا ہوا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُس سے زیادہ اچھا ہے، پھر ایک اور شخص گزرا، جس نے زرد رنگ لگایا ہوا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُن سب سے اچھا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ السَّوَادِ

باب: سیاہ رنگ کا خضاب لگانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4212- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے، جو سیاہ خضاب استعمال کریں گے، یوں جیسے وہ کبوتر کے سینے ہوتے ہیں، وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْتِفَاعِ بِالْعَاجِ

باب: ہاتھی کے دانت استعمال کرنا

4213 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ الشَّامِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْمُنَبِّهِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ عَهْدِهِ بِإِنْسَانٍ مِنْ أَهْلِهِ فَاطِمَةَ، وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ، فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا - أَوْ سِتْرًا - عَلَى بَابِهَا، وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ، فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَظَنَّتْ أَنَّ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَدْخُلَ مَا رَأَى، فَهَتَكَتِ السِّتْرَ، وَفَكَّكَتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ، وَقَطَّعَتْهُ بَيْنَهُمَا، فَانْطَلَقَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَبْكِيَانِ، فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا، وَقَالَ: يَا ثَوْبَانُ، اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى آلِ فُلَانٍ - أَهْلِ بَيْتٍ بِالْمَدِينَةِ - إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي أَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا، يَا ثَوْبَانُ، اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ، وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ

نبی اکرم ﷺ کے غلام، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے لگتے تھے، تو آپ ﷺ اپنے اہل خانہ میں سے، سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے تھے اور جب آپ واپس تشریف لاتے تھے، تو آپ ﷺ سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تھے، ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک غزوہ سے تشریف لائے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے) تو انہوں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا ہوتھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو اس وقت بچے تھے) ان کے ہاتھوں میں چاندی کے بنے ہوئے کنگن پہنائے ہوئے تھے، تو نبی اکرم ﷺ گھر کے اندر تشریف نہیں لائے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اندازہ ہوگیا کہ نبی اکرم ﷺ ان دو کاموں کی وجہ سے اندر تشریف نہیں لائے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ پھاڑ دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار کر انہیں کاٹ دیا وہ دونوں بچے روتے ہوئے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے وہ لے لیا اور فرمایا: اے ثوبان! اس (چاندی) کو فلاں گھر والوں کے پاس لے جاؤ، نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک گھرانے کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی (یعنی وہ تنگ دست ہوں گے، انہیں وہ کنگن بھجوا دیئے)

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) یہ میرے گھر والے، مجھے ان کے بارے میں یہ بات پسند نہیں ہے کہ یہ دنیاوی زندگی میں ہی اپنی نیکیوں کا پھل حاصل کرلیں، اے ثوبان! تم فاطمہ کے لیے پتھروں سے بنا ہوا ہار اور ہاتھی کے دانت سے بنے ہوئے کنگن خرید لو۔

كِتَابُ الْخَاتَمِ

کتاب: انگوٹھی کے بارے میں روایات

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ

باب: انگوٹھی استعمال کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4214- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الْأَعَاجِمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ

⊛⊛ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمی حکمرانوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا، تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: وہ لوگ صرف اس خط کو پڑھتے ہیں، جس پر مہر لگی ہوئی ہو، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں لفظ محمد رسول اللہ نقش کروایا۔

4215- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، بِمَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، زَادَ: فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ بِئْرٍ إِذْ سَقَطَ فِي الْبِئْرِ، فَأَمَرَ بِهَا فَنُزِحَتْ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک، وہ آپ کے دست مبارک میں رہی، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں ان کے وصال تک رہی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں رہی، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، تو ان کے ہاتھ میں رہی، ایک مرتبہ وہ ایک کنویں کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران وہ ان سے کنویں میں گر گئی، ان کے حکم کے تحت کنویں کا سارا پانی نکال لیا گیا، لیکن وہ اس انگوٹھی کو حاصل نہیں کرسکے۔

4216- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ،

4214- إسناده صحيح. قتادة: هو ابن دعامة السدوسي، وسعيد: هو ابن أبي عروبة، وعيسى: هو ابن يونس السبيعي، وأخرجه البخاري (65)، ومسلم (2092)، والنسائي في "الكبرى" (5829) و(8797) و(9455) و(11448) من طرق عن قتادة، به. وأخرجه بنحوه البخاري (5874) و(5877)، ومسلم (2092)، وابن ماجه (3640)، والنسائي في "الكبرى" (9444) و(9445)

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی، اس کا نگینہ حبشی تھا۔

4217 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فَصُّهُ مِنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری انگوٹھی چاندی کی تھی، اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

4218 - حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِمَ الذَّهَبِ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ وَقَالَ: لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا. ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ثُمَّ لَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَهُ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَخْتَلِفِ النَّاسُ عَلَى عُثْمَانَ حَتَّى سَقَطَ الْخَاتَمُ مِنْ يَدِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا، آپ نے اس میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ کروائے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ملاحظہ فرمائی کہ ان لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور ارشاد فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا، پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کروایا، آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی پہنی، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ پہنی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ پہنی، یہاں تک کہ وہ اریس نامی کنویں میں گر گئی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے اختلافات اس وقت تک شروع نہیں ہوئے، جب تک ان کے ہاتھ سے انگوٹھی نہیں گر گئی۔

4216-إسناده صحيح. ابن وهب: هو عبد الله، ويونس: هو ابن يزيد الأيلي. وأخرجه مسلم (2094)، وابن ماجه (3641) و (3646)، والترمذي (1836)، والنسائي في "الكبرى" (9446 - 9448) من طريق يونس بن يزيد، به. زاد بعضهم: كان يجعل فصه مما يلي كفه، وزاد بعضهم أيضاً: ونقشه: محمد رسول الله، وعند بعضهم أيضاً زيادة: في يمينه. وهو في "مسند أحمد" (13183)، و"صحيح ابن حبان" (6394).

4218-إسناده صحيح. عبيد الله: هو ابن عمر العمري، وأبو أسامة: هو حماد بن أسامة. وأخرجه البخاري (5865) و (5866) و (6651)، ومسلم (2091)، والترمذي (1838)، والنسائي في "الكبرى" (9473 - 9476) من طرق عن نافع، به. وأخرجه بنحوه البخاري (5867) و (7298)، والنسائي (9403) من طريق عبد الله ابن دينار، عن ابن عمر. وقد جاء في رواية الترمذي أنه لبسه في يمينه. وهو في "مسند أحمد" (4677) و (5249)، و"صحيح ابن حبان" (5491) و (5494) و (5499)

4219 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْخَبَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَقَالَ: لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هَذَا ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کروایا، آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح کا نقش کندہ نہ کروائے"

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

4220 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْخَبَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَاتَّخَذَ عُثْمَانُ خَاتَمًا وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ قَالَ: فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ أَوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

"لوگوں نے اس انگوٹھی کو تلاش کیا، وہ انہیں نہیں ملی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک اور انگوٹھی بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ کروائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کو مہر کے طور پر استعمال کرتے تھے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) انگوٹھی کے طور پر پہنتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْخَاتَمِ

باب: انگوٹھی کو ترک کرنے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4221 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا فَصَنَعَ النَّاسُ فَلَبِسُوا وَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ: مِنْ وَرِقٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک میں ایک دن چاندی سے بنی ہوئی انگوٹھی دیکھی، لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوا کے پہن لیں، نبی اکرم ﷺ نے اسے اتار دیا، تو لوگوں نے بھی اسے اتار دیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ انگوٹھی چاندی کی

بنی ہوئی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ
باب: سونے کی انگوٹھی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4222 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ بْنَ الرَّبِيعِ، يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، كَانَ يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ: الصُّفْرَةَ - يَعْنِي الْخَلُوقَ - وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ، وَجَرَّ الْإِزَارِ، وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحِلِّهَا، وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ، وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ أَوْ غَيْرَ مَحِلِّهِ - أَوْ عَنْ مَحِلِّهِ - وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ بِإِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ وَاللهُ أَعْلَمُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس باتوں کو ناپسند کرتے تھے، زرد رنگ یعنی خلوق (مخصوص قسم کی مرکب خوشبو کو) سفید بالوں کی رنگت تبدیل کرنے کو، تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے کو، سونے کی انگوٹھی کو، کسی موقع ومحل کی مناسبت کے بغیر زیب زینت اختیار کرنے کو، گوٹیوں کے ساتھ کھیلنے کو شرعی دعاؤں کے علاوہ دم کرنے کو، منکے وغیرہ لٹکانے کو، اور مادہ تولید کو ایسی جگہ ڈالنا، جو اس کے لیے حلال نہ ہو، (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) اور بچے کو خراب کرنے کو، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حرام قرار نہیں دیتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کی سند نقل کرنے میں اہل بصرہ منفرد ہیں، باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْحَدِيدِ
باب: لوہے کی انگوٹھی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4223 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَعْنَى، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ، أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَبِي طَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ، فَقَالَ لَهُ: مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ، وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا

وَلَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: عَبْدَ اللهِ بْنَ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَقُلْ: الْحَسَنُ: السُّلَمِيَّ الْمَرْوَزِيَّ

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے

پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم سے بتوں کی بو محسوس کر رہا ہوں؟ تو اس شخص نے وہ انگوٹھی اتار دی، وہ دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ اس نے اسے بھی اتار دیا، پھر اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاندی کی بنواؤ، اور اسے ایک مثقال سے کم رکھنا۔

محمد بن عزیز نامی راوی نے عبداللہ بن مسلم کا نام ذکر نہیں کیا، جب کہ حسن بن علی نے اس کا اسم منسوب ذکر نہیں کیا۔

4224 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَتَّابٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ نُوحُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيبِ، وَجَدُّهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أَبُو ذُبَابٍ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيدٍ مَلْوِيٌّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ، قَالَ: فَرُبَّمَا كَانَ فِي يَدِهِ، قَالَ: وَكَانَ الْمُعَيْقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❁❁ ایاس بن حارث اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی بنی ہوئی تھی اور اس پر چاندی کا ملمع کیا گیا تھا، وہ بیان کرتے ہیں: بعض اوقات وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نگران تھے۔

4225 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي، وَاذْكُرْ بِالْهِدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ، وَاذْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ السَّهْمَ. قَالَ: وَنَهَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هَذِهِ أَوْ فِي هَذِهِ - لِلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، شَكَّ عَاصِمٌ - وَنَهَانِي عَنِ الْقَسِّيَّةِ، وَالْمِيثَرَةِ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِّيَّةُ؟ قَالَ: ثِيَابٌ تَأْتِينَا مِنَ الشَّامِ، أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ، فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِّ، قَالَ: وَالْمِيثَرَةُ: شَيْءٌ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ

❁❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم یہ پڑھو

''اے اللہ! مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور مجھے سیدھا رکھ''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: ہدایت مانگتے ہوئے تم راستے پر چلنے اور سیدھا رکھنے کے بارے میں دعا کرتے ہوئے تم تیر کے نشانے پر لگنے کا مفہوم ذہن میں رکھنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات سے منع کیا کہ میں اس یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمایا۔ یہاں پر شک عاصم نامی راوی کو ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قسیہ اور میثرہ (استعمال کرنے) سے منع کیا۔

ابو بردہ بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: قسیہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ ایک کپڑا ہے جو شام سے، راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں: مصر سے ہمارے پاس آتا تھا، اس میں نارنگی کی طرح نقش و نگار بنے ہوتے تھے، میثرہ وہ چیزیں ہیں، جنہیں خواتین اپنے شوہروں کے لیے تیار کیا کرتی تھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخَتُّمِ فِي الْيَمِينِ أَوِ الْيَسَارِ

باب: دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4226 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ شَرِيكٌ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ

✿✿ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

4227 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ، وَكَانَ فَصُّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَأُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِهِ فِي يَمِينِهِ

✿✿ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور اسامہ بن زید نامی راوی نے یہی روایت نافع کے حوالے سے اسی سند کے ساتھ نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

4228 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى

✿✿ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

4229 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمًا فِي خِنْصَرِهِ الْيُمْنَى، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هَكَذَا، وَجَعَلَ فَصَّهُ عَلَى ظَهْرِهَا، قَالَ: وَلَا يَخَالُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذَلِكَ

✿✿ محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: میں نے صلت بن عبداللہ کو دیکھا، انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی

کی انگلی میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، میں نے دریافت کیا: یہ کیوں ہے؟ انہوں نے بتایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے: وہ اسی طرح انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ باہر کی طرف رکھا کرتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہی اندازہ ہے کہ انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ذکر کی ہوگی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی کو اسی طرح پہنتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلَاجِلِ

باب: گھونگروں والی پازیب پہننے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4230 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ - قَالَ: عَلِيُّ بْنُ سَهْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ - أَخْبَرَهُ، أَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِهَا أَجْرَاسٌ، فَقَطَعَهَا عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا

عامر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ان کی ایک کنیز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کو ساتھ لے کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئی، اس لڑکی کے پاؤں میں پازیبیں تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا، پھر انہیں بتایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''بے شک ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے''

4231 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ بُنَانَةَ، مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فَقَالَتْ: لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ

بنانہ، جو عبدالرحمن انصاری کی کنیز ہے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ایک مرتبہ میں ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، اسی دوران ایک بچی ان کے پاس لائی گئی، جس نے پازیبیں پہنی ہوئی تھیں، جن میں سے آواز نکلتی تھی، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اس بچی کو میرے پاس اس وقت تک نہ لانا جب تک اس کی پازیبیں کاٹ نہیں دیتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں گھنٹی موجود ہو''

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَبْطِ الْأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

باب: دانت کو سونے سے بندھوانے کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4232 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ، أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ، قُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ، فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ

❁❁ حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: جنگ کلاب کے دن ان کی ناک کٹ گئی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، بعد میں وہ بودار ہوگئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت انہوں نے سونے کی ناک بنوالی۔

4233 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو عَاصِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لِأَبِي الْأَشْهَبِ: أَدْرَكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ طَرَفَةَ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: یزید نامی راوی کہتے ہیں: میں نے ابواشہب سے دریافت کیا: کیا عبدالرحمن بن طرفہ نامی راوی نے اپنے دادا حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

4234 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ بْنِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَرْفَجَةَ بِمَعْنَاهُ

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ

باب: عورتوں کے لیے سونا پہننے کے بارے میں جو منقول ہے

4235 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، أَهْدَاهَا لَهُ، فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، قَالَتْ: فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مُعْرِضًا عَنْهُ - أَوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ - ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ ابْنَةَ أَبِي الْعَاصِ، ابْنَةَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ، فَقَالَ: تَحَلَّيْ بِهَذَا يَا بُنَيَّةُ

❁❁ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نجاشی کے ہاں سے کچھ زیورات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے،

جو اس نے آپ ﷺ کو تحفے کے طور پر بھجوائے تھے ان میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی، جس کا نگینہ حبشی تھا نبی اکرم ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے، اسے لکڑی کے ذریعے اٹھایا: (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) ایک انگلی کے ذریعے اٹھایا، پھر آپ نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا، جو نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! اسے پہن لو۔

4236 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَسِيدِ بْنِ اَبِي اَسِيدٍ الْبَرَّادِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُحَلِّقَ حَبِيْبَهُ حَلْقَةً مِنْ نَارٍ، فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُطَوِّقَ حَبِيْبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ، فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُسَوِّرَ حَبِيْبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ، فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ، فَالْعَبُوْا بِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو یہ پسند کرتا ہو کہ اپنی کسی محبوب شخصیت کو آگ کا حلقہ پہنا دے، تو اسے اس کو سونے کا حلقہ پہنا دینا چاہیے، جو شخص اپنی کسی محبوب شخصیت کو آگ کا طوق پہنانا چاہتا ہو، اسے اس کو سونے کا طوق پہنا دینا چاہیے اور جو کسی محبوب شخصیت کو آگ کے کنگن پہنانا چاہتا ہو، اسے اس کو سونے کے کنگن پہنا دینے چاہئیں، البتہ تم چاندی استعمال کرلیا کرو اور اس کے ذریعے دل بہلالیا کرو"۔

4237 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ امْرَاَتِهِ، عَنْ اُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ، اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَاَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ، اِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ

ربعی بن حراش، اپنی بیوی کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے خواتین کے گروہ! کیا چاندی تمہارے زیور بنانے کے لیے کافی نہیں ہے، خبردار! تم میں سے جو بھی عورت سونے کا زیور پہنے گی اور اس کی نمائش کرے گی، تو اسے اس سونے کے ذریعے عذاب دیا جائے گا"۔

4238 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، اَنَّ مَحْمُوْدَ بْنَ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ، حَدَّثَتْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَيُّمَا امْرَاَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ، قُلِّدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلَهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ جَعَلَتْ فِي اُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ، جُعِلَ فِي اُذُنِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو عورت سونے کا ہار پہنے گی، اس کی گردن میں قیامت کے دن اس کی مانند آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت کان میں سونے کی بالی پہنے گی، قیامت کے دن اس کے کانوں میں اس کی مانند آگ کی (بالی) پہنائی جائے گی''۔

4239 - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ مَيْمُونٍ الْقَنَّادِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ رُكُوبِ النِّمَارِ، وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَلْقَ مُعَاوِيَةَ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتے کی کھال پر بیٹھنے اور سونے کو پہننے سے منع کیا ہے، البتہ اگر وہ تھوڑا سا ہو (تو حکم مختلف ہے)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوقلابہ نامی راوی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے۔

كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ

فتنوں (کے بیان سے متعلق) روایات

فتنہ کا معنی ومفہوم

اَلْفَتَنَ کے معنی سونے کو آگ میں پگھلانے کے ہیں تا کہ اس کا کھرا کھوٹا ہونا معلوم ہو جائے اس لحاظ سے کسی انسان کو آگ میں ڈالنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے: يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ (الذاریات: ۱۳) ''جب ان کو آگ کا عذاب دیا جائے گا۔'' اور اس کا اطلاق نفس عذاب پر بھی ہوتا ہے ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ (الذاریات۔ ۱۴) ''اپنی شرارت کا مزہ چکھو۔'' اور کبھی اس کے معنی امتحان اور آزمائش کرنے کے آتے ہیں۔ جیسے فرمایا: وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا (طٰہٰ: ۴۰) ''اور ہم نے تمہاری کئی بار آزمائش کی۔'' اور بلاء کی طرح فتنہ کا لفظ بھی تکلیف اور آزمائش دونوں قسم کی حالت پر بولا جاتا ہے۔ جن میں انسان کو مبتلا کر کے اس کی آزمائش کی جاتی ہے (اور اس کے صبر وشکر کا امتحان کیا جاتا ہے۔) وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ: ۱۹۱) اور فساد قتل وخوں ریزی سے کہیں بڑھ کر ہے۔

فتنة کا لفظ بلا، مصیبت، قتل اور عذاب وغیرہ، افعال کریہہ پر بولا جاتا ہے جن کا اسناد، اللہ تعالیٰ اور بندے دونوں کی طرف ہوتا ہے۔ (مفردات القرآن، جلد دوم)

فتن" اصل میں فتنہ کی جمع ہے جیسا کہ محن محنۃ کی جمع آتی ہے فتنہ کے مختلف معنی ہیں مثلاً آزمائش وامتحان، ابتلا، گناہ، فضیحت، عذاب، مال ودولت، اولاد، بیماری، جنون، محنت، عبرت، گمراہ کرنا و گمراہ ہونا اور کسی چیز کو پسند کرنا اور اس پر فریفتہ ہونا نیز لوگوں کی رائے میں اختلاف پر بھی فتنہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

لغت میں فتنہ کی تعریف

ازھری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: کلام عرب میں فتنہ کے جمیع معنی: ابتلاء، امتحان، کے ہیں، اور اس کا اصل یہ ہے جیسا کہ آپ کہیں فتنت الفضة والذھب. یعنی میں نے سونے اور چاندی کو آگ میں پگلایا تا کہ ردی اور اچھے کی تمیز ہو سکے۔

اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

{یوم‍هم على النار يفتنون} یعنی انہیں آگ میں جلایا جائے گا۔ (تہذیب اللغۃ 14/296)

ابن فارس کا کہنا ہے: فاء، تاء اور نون اصل صحیح ہیں جو کہ ابتلاء اور امتحان پر دلالت کرتے ہیں۔ (مقاییس اللغۃ 4/472)

تو لغت میں فتنہ کا اصلی معنی یہی ہے۔

ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

الفتنة : امتحان اور اختبار (آزمائش) کو کہتے ہیں، اس کا کثرت سے استعمال ناپسندیدہ آزمائش میں نکلنے میں ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال گناہ، کفر، اور قتال ولڑائی، جلانے اور زائل اور کسی چیز سے ہٹانے پر ہونے لگا (النہایہ 3/ 410)

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فتح الباری میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ (13/ 3)

اور ابن اعرابی نے فتنہ کے معانی کی تلخیص کرتے ہوئے کہا ہے:

امتحان فتنہ ہے اور آزمائش بھی فتنہ ہے اور مال واولاد فتنہ ہے، اور کفر اور لوگوں کا آراء میں اختلاف بھی فتنہ ہے، اور آگ کے ساتھ جلانا بھی فتنہ ہے۔ (لسان العرب لابن منظور)

کتاب وسنت میں فتنہ کے معانی کا بیان

1 - ابتلاء اور اختبار کے معنی میں استعمال ہوا ہے

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: {احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون} (کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف ان کے اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمایا ہے وہی چھوڑ دیں گے؟) العنکبوت (2) یعنی انہیں آزمائے بغیر ہی اور اسی طرح ابن جریر میں بھی ہے۔

2-الصد عن السبیل والرد،

اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنے کے معنی میں: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

{ واحذرھم ان یفتنوك عن بعض ما انزل اللہ الیك } آپ ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کر دیں۔ المائدۃ (49) امام قرطبی کہتے ہیں کہ: آپ کو روک اور ہٹا دیں۔

3 عذاب کے معنی میں

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ ثم ان ربك للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربك من بعدھا لغفور رحیم } جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا بیشک آپ کا رب ان باتوں کے بعد انہیں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے۔ النحل (110) یہاں فتنوا۔ عذبوا کے معنی میں استعمال ہوا ہے،

4-شرک اور کفر کے معنی میں:

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان میں ہے: {وقاتلوھم حتی لا تکون فتنة} اور ان سے لڑو جب تک کہ شرک مٹ نہ جائے۔ البقرۃ (193) ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کا معنی شرک ہے۔

5-معاصی اور نفاق میں وقوع کے معنی میں

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

{ولكنكم فتنتم انفسكم وتربصتم وارتبتم وغرتكم الامانى} لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسار کھا تھا اور انکار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا۔ الحدید (14)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: تم نے اسے نفاق میں ڈال دیا اور معاصی اور شھوات کے استعمال سے اسے ہلاک کر ڈالا۔

6-حق کا باطل سے اشتباہ کے معنی میں

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے اس فرمان میں ہے: {والذين كفروا بعضهم اولياء بعض الا تفعلوه تكن فتنة فى الارض وفساد كبير} کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور زبردست فساد ہوگا۔ الانفال (73)

تو معنی یہ ہے کہ: اگر مومن کافر کے علاوہ دوستی نہیں لگائیں گے اگر چہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں حق وباطل کے درمیان شبہ پیدا ہو جایے گا۔ (جامع البیان لابن جریر)

7-اضلال کے معنی میں

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے اس ارشاد میں استعمال ہوا ہے: {ومن يرد الله فتنته} اور جس کا اللہ تعالی کو گمراہ کرنا منظور ہو تو یہاں پر فتنہ کا معنی اضلال گمراہ کرنا ہے۔ البحر المحیط لابی حیان (4/262)

8-قتل اور قید کے معنی میں استعمال ہوا ہے

جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان ہے: {وان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا} اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔

یہاں پر کافروں کا مسلمانوں پر نماز میں سجدہ کی حالت میں حملہ کرنا مراد ہے تاکہ وہ انہیں قتل کر دیں یا پھر قیدی بنالیں۔ ابن جریر نے اسی طرح کہا ہے۔

9-لوگوں میں اختلاف اور دلوں کا مخالف ہونا کے معنی میں

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے فرمان میں ہے: {ولا وضعوا خلالكم يبغونكم الفتنة} بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تمہیں فتنہ میں ڈالنے کی تلاش میں رہتے۔

یعنی تمہارے درمیان اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے، الکشاف (2/277)

10 جنون کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: {بايكم المفتون} تو یہاں پر مجنون کے معنی میں ہے۔

11-آگ سے جلانے (عذاب) کے معنی میں

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: {ان الذين فتنوا المومنون والمومنات} بیشک جن لوگوں نے مومن مردوں اور

عورتوں کو ستایا۔ البروج (10)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اس کی مراد سیاق وسباق اور قرائن سے معلوم ہو رہی ہے۔ فتح الباری (11/176)

بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا

باب: فتنوں کا تذکرہ اور ان کے دلائل (نشانیاں)

4240- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا، فَمَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَهُ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ، قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابُهُ هَؤُلَاءِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ، فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ، ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ

✿✿ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے اسی جگہ کھڑے ہو کر قیامت تک ہونے والی ہر اہم بات کو بیان کر دیا جس نے جو یاد رکھا۔ اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا وہ اسے بھول گیا۔ میرے ساتھی جانتے ہیں: جب ان میں سے کوئی چیز رونما ہوتی ہے تو مجھے وہ بات یاد آ جاتی ہے جیسے کوئی شخص دوسرے شخص کو جانتا ہے۔ جب وہ شخص اس کے سامنے موجود نہیں ہوتا لیکن جب وہ اسے دیکھ لیتا ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

4241- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ أَرْبَعُ فِتَنٍ فِي آخِرِهَا الْفَنَاءُ

✿✿ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اس امت میں چار فتنے ہوں گے۔ جن کے آخر میں (دنیا) فنا ہو جائے گی۔

4242 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ، حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عُتْبَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ الْعَنْسِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ، فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ؟ قَالَ: هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ، دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَزْعُمُ

4240-إسناده صحيح. أبو وائل: هو شقيق بن سلمة، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وجرير: هو ابن عبد الحميد. وأخرجه البخاري (6604)، ومسلم (2891) من طريق سفيان الثوري، ومسلم (2891) من طريق جرير بن عبد الحميد، كلاهما عن الأعمش، به. وأخرجه بنحوه مسلم (2891) من طريق أبي إدريس الخولاني، و (2891) من طريق عبد الله بن يزيد الخطمي، كلاهما عن حذيفة بن اليمان. وهو في "مسند أحمد" (23274)، و"صحيح ابن حبان" (6636) و (6637). وانظر ما سيأتي برقم (4243).

4242-وأخرجه أحمد (6168)، والطبراني في "مسند الشاميين" (2551)، والحاكم 467 - 466 /4، وأبو نعيم في "الحلية" /5 158، والخطيب في "موضح أوهام الجمع والتفريق" 401 - 400 /2 والبغوي في "شرح السنة" (4226) من طريق أبي المغيرة الخولاني، بهذا الإسناد.

أَنَّهُ مِنِّي وَلَيْسَ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُونَ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلَى ضِلَعٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَإِذَا قِيلَ: انْقَضَتْ، تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ، فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فتنوں کا تذکرہ کیا۔ آپ نے کثرت سے ان کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ''احلاس'' کے فتنے کا تذکرہ کیا۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) ''احلاس'' کا فتنہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: (جان بچانے کے لئے) بھاگنا ہوگا اور جنگ ہوگی پھر آپ نے فتنہ ''سراء'' کا تذکرہ کیا جو میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے ظاہر ہوگا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ اس کا مجھ سے تعلق ہے حالانکہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا کیونکہ میرے ساتھی پرہیزگار لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایسے شخص کو اپنا امیر مقرر کرلیں گے جو پسلی پر سرین کی طرح ہوگا پھر ''دہیماء'' کا فتنہ ہوگا جو اس امت کے کسی بھی فرد کو نہیں چھوڑے گا اسے کم از کم طمانچہ ضرور مارے گا اور جب یہ کہا جائے گا کہ اب یہ ختم ہونے لگا ہے تو وہ اور بھڑک اٹھے گا۔ اس میں صبح کے وقت بندہ مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہوں گے۔ ایک گروہ میں صرف ایمان ہوگا اور اس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا اور ایک گروہ میں صرف نفاق ہوگا۔ اس میں کوئی ایمان نہیں ہوگا۔ جب ایسا ہو جائے تو اسی دن یا اس سے اگلے دن دجال کے آنے کا انتظار کرنا۔

فتنہ احلاس کا بیان

فتنہ احلاس" سے مراد یہ ہے کہ وہ فتنہ عرصہ دراز تک قائم رہے گا اور اس کے اثرات امت کے لوگوں کو بہت طویل عرصے تک مختلف آفات اور پریشانیوں میں مبتلا رکھیں گے۔ واضح رہے کہ احلاس اصل میں حلس کی جمع ہے اور حلس اس ٹاٹ کو کہتے ہیں جو کسی عمدہ فرش جیسے قالین وغیرہ کے نیچے زمین پر بچھا رہتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنی جگہ پر پڑا رہتا ہے۔ یا حلس اس کملی کو کہتے ہیں جو پالان کے نیچے اونٹ کی پیٹھ پر ڈالی جاتی ہے۔ پس اس فتنہ کو فتنہ احلاس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح کسی اچھے فرش کے نیچے کا ٹاٹ مستقل طور پر اپنی جگہ پڑا رہتا ہے وہاں سے اٹھایا نہیں جاتا اسی طرح وہ فتنہ بھی لوگوں کو چھوڑنے والا نہیں۔ بلکہ برابر قائم رہے گا اور اس کے برے اثرات بہت دنوں تک لوگوں کو مبتلا رکھیں گے۔ یا یہ کہ اس فتنہ کو ظلمت و تاریکی اور برائی کے طور پر حلس سے تشبیہ دی گئی ہے اور یا یہ کہ اس فتنہ کو فتنہ احلاس فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح ٹاٹ ہمیشہ بچھا رہتا ہے اور اس کو اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جاتا اسی طرح لوگوں کو بھی چاہئے کہ اس فتنہ کے دوران اپنے گھروں میں پڑے رہنے کو لازم کرلیں اور گوشہ نشینی اختیار کرلیں۔ لفظ فتنۃ السراء رفع کے ساتھ ہے اور اس اعتبار سے یہ لفظ "ہرب" پر عطف ہے، یعنی جب کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ فتنہ احلاس کی نوعیت وصورت کیا ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا یہ فرمایا کہ وہ فتنہ ہرب وحرب اور سراء کی صورت میں ہوگا ہرب اور حرب کے معنی تو اوپر ترجمے میں واضح کئے جا چکے ہیں، یعنی باہمی عداوت ودشمنی اور بغض ونفرت کی وجہ سے ایک دوسرے سے دور بھاگنا اور کسی کا مال لوٹ لینا۔

اور سراء کے معنی یہ ہیں کہ وہ فتنہ اندر ہی اندر اسلام کی بیخ کنی کرے گا، یعنی کچھ لوگ ایسے پیدا ہو جائیں گے جو ظاہر میں اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کا دعویٰ کریں گے مگر باطن میں اسلام اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی چاہیں گے اور اپنی اس ناپاک خواہش کی تکمیل کے لئے طرح طرح کی سازشوں کے جال پھیلا کر مسلمانوں کو فتنہ وفساد میں مبتلا کریں گے۔ نہایہ میں لکھا ہے کہ سراء سے کنکریلا پتھریلا میدان مراد ہے، اس صورت میں فتنہ سراء سے واقعہ حرا کی طرف اشارہ مراد ہوگا جو یزید کی حکومت میں ہوا اور اس کی وجہ سے اہل مدینہ کا قتل عام ہوا، سینکڑوں صحابہ اور تابعین کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اور حرم محترم کی سخت بربادی ہوئی یہ معنی اس صورت میں ہوں گے جب کہ سراء کو پوشیدہ کے مفہوم میں لیا جائے۔

اگر یہ لفظ سرور و شادمانی کے مفہوم میں ہو تو اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ وہ فتنہ ایسے حالات پیدا کر دے گا جس میں عیش و عشرت کی چیزوں کی فراوانی ہو جائے گی اور لوگ اسراف وتنعم کے ذریعے راحت و آرام اور سرور وشادمانی کی زندگی میں پڑ کر اللہ اور آخرت کے خوف سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ اس فتنہ کی وجہ سے چونکہ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت کو دھچکا لگے گا اور ملت اسلامیہ بہت زیادہ نقصان وتباہی میں مبتلا ہو جائے گی لہٰذا یہ صورت حال اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے خوشی وشادمانی کا باعث بنے گی۔ اور ایک نسخے میں "فتنة السراء" کا لفظ نصب کے ساتھ ہے، اس صورت میں اس کا عطف فتنہ الاحلاس پر ہوگا اور معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد فتنہ اسراء کا ذکر کیا۔ "مگر وہ میرے اپنوں میں سے نہیں ہوگا" کا مطلب یہ ہے کہ خواہ وہ میرے اہل بیت میں سے ہونے کا کتنا ہی گمان رکھے۔

اور اگرچہ نسب اور خاندان کے اعتبار سے وہ واقعۃً میرے اہل بیت میں سے کیوں نہ ہو لیکن وہ اپنے طور طریقوں اور اپنے فعل و کردار کے لحاظ سے میرے اپنوں میں سے یقیناً نہیں ہوگا کیونکہ وہ میرے اپنوں میں سے ہوتا تو روئے زمین پر فتنہ وفساد کے ذریعے میری امت کو نقصان وضرر میں مبتلا نہیں کرتا۔ اس ارشاد گرامی کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے آیت (انه ليس من اهلك)۔ یقیناً وہ تمہارے اپنوں میں سے نہیں ہے۔ یا یہ کہ اس جملے کا یہ مطلب ہے کہ وہ شخص خواہ نسب کے اعتبار سے میرے خاندان سے کوئی تعلق کیوں نہ رکھے لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ میرے محبوب اور دوستوں میں سے ہوگا کیونکہ میرا محبوب اور دوست صرف وہی مسلمان ہو سکتا ہے جو تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرے اور کبھی بھی ایسے قول وفعل کا ارتکاب نہ کرے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچ سکتا ہو۔

اس کی تائید حدیث کے اگلے جملے سے بھی ہوتی ہے۔ "جو پسلی کے اوپر کولہے کی مانند ہوگا" اس جملے کے ذریعے گویا اس شخص کو ذہنی و عملی کج روی اور غیر پائیداری کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح اگر کولہے کی ہڈی کو پسلی کی ہڈی پر چڑھا دیا جائے تو وہ کولہا اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا اور پسلی کی ہڈی کے ساتھ اس کا جوڑ نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح اگرچہ لوگ اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا امیر وحکمران تسلیم کرلیں گے لیکن حقیقت میں وہ امارت وسرداری کے لائق نہیں ہوگا کیونکہ وہ علم ودانائی سے محروم ہوگا، آئین حکمرانی سے بے بہرہ نہ ہوگا، قوت فیصلہ کی کمی اور رائے کی کمزوری میں مبتلا ہوگا، پس اس کا کوئی حکم اور کوئی فیصلہ محل موقع کے مطابق نہیں ہوگا اور جب یہ صورت حال ہوگی تو سلطنت ومملکت کا سارا نظام انتشار وبدامنی اور سستی وکمزوری کا شکار ہو کر رہ جائے

گا۔ "پھر دہیما کا فتنہ ظاہر ہوگا" کے سلسلے میں پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ جس طرح فتنۃ الاحلاس کے دونوں اعراب، یعنی رفع اور نصب ذکر کئے گئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے مطابق معنی بیان کئے گئے تھے، اسی طرح فتنۃ الدہیما میں بھی فتنہ کے لفظ کے دونوں اعراب یعنی رفع اور نصب میں دہیماء (دال کے پیش اور ہا کے زبر کے ساتھ) اصل میں لفظ دہماء کی تصغیر ہے جس کے معنی سیاہی اور تاریکی کے ہیں اور یہاں تصغیر کا اظہار مذمت و برائی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ فتنہ احلاس کے بعد جو فتنہ ظاہر ہوگا وہ اپنے اثرات کی ظلمت اور قتل و غارت گری کی شدت کے اعتبار سے ایک سیاہ اور تاریک شب کی مانند ہوگا اور جس کی سیاہ رات کی تاریکی ہر شخص کو اندھیرے میں مبتلا کر دیتی ہے اس طرح اس فتنہ کی ظلمت ہر شخص کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوگی اور ہر ایک کے قوائے فکر و عمل پر تاریک سایہ بن کر چھا جائے گی۔ "تا آنکہ لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے" کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

ایک گروہ تو خالص ایمان والوں کا ہوگا کہ جن میں کفر اور نفاق کا نام نہ ہوگا اور ایک گروہ خالص کفر والوں کا ہوگا اور ان میں ایمان و اخلاص کا نام نہ ہوگا۔ اور بعض حضرات نے یہاں فسطاط کا ترجمہ خیمہ کے بجائے شہر کیا ہے یعنی اس زمانے کے لوگ دو شہریا دو ملکوں میں تقسیم ہو جائیں گے کہ ایک شہر یا ایک ملک میں صرف خالص مسلمانوں اہل ایمان ہوں گے اور ایک شہر یا ملک میں خالص کافر ہوں گے۔ واضح رہے کہ فسطاط اصل میں تو خیمے کو کہتے ہیں لیکن شہر پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور حدیث میں اس لفظ کا استعمال گویا اس اسلوب کے طور پر ہے کہ ذکر تو محل رہنے کی جگہ کا ہوا، لیکن مراد حال یعنی رہنے والوں کی حالت و کیفیت ہو۔ پس "لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے" کا حاصل یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کے لوگ واضح طور پر دو طبقوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک طبقہ اہل ایمان کا ہوگا اور ایک طبقہ اہل کفر کا ہوگا اور ان دونوں طبقوں کے لوگ خواہ دنیا کے کسی حصے میں اور شہر میں سکونت پذیر ہوں اس موقع پر ایک بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک خیمہ نفاق کا ہوگا کہ اس میں ایمان نہیں ہوگا۔

تو اس خیمہ یا اس طبقہ کے لوگوں میں سے ایمان کی نفی یا تو اصل کے اعتبار سے ہے یعنی اس خیمہ کے لوگوں میں سرے سے ایمان نہیں ہوگا یا کمال ایمان کی نفی بھی مراد ہے یعنی اس خیمہ یا اس طبقہ میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ظاہر کے اعتبار سے ایمان رکھتے ہوں، مگر اہل نفاق کے سے اعمال اختیار کرنے، یعنی جھوٹ بولنے، خیانت کرنے اور عہد شکنی وغیرہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے مخلص اہل ایمان کے زمرے سے خارج ہوں گے۔ "دجال کے ظاہر ہونے کے منتظر رہنا" کا مطلب یہ ہے کہ جب فتنہ دہیما ظاہر ہو جائے تو سمجھنا کہ دجال کا ظہور ہوا ہی چاہتا ہے، چنانچہ اس فتنہ کے فوراً بعد دجال ظاہر ہوگا، اس وقت حضرت مہدی دمشق میں ہوگا، دجال دمشق کے شہر کو گھیر لے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال ان کے مقابلے میں پر اس طرح گھل جائے گا، جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے نیزے سے موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور اس کی موت سے ان کو بہت زیادہ خوشی ہوگی۔ طیبی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ "فسطاط" شہر یا خیمے کو کہتے ہیں جس میں لوگ جمع ہوتے اور رہتے ہیں، نیز حدیث کے اس آخری جزو سے کہ جس میں فسطاط کا ذکر ہے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ فتنہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا لیکن علماء نے پہلے ذکر کئے گئے

فتنوں کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اور کہا ہے کہ یہ فتنے کب ظاہر ہوں گے اور کون سے واقعات ان کا مصداق ہیں خصوصا فتنہ سراء کے بارے میں تو مکمل سکوت اختیار کیا ہے اور اس طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے کہ اہل بیت نبوی میں سے وہ کون شخص ہے جس کو اس فتنہ کا بانی کہا گیا ہے۔

4243 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ فَرُّوخَ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنِي ابْنٌ لِقَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي، أَمْ تَنَاسَوْا؟ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ، إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا، يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ، وَاسْمِ أَبِيهِ، وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ

❀❀ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھی اس بات کو بھول چکے ہیں یا وہ جان بوجھ کر ایسا ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسے فتنے کے قائد کے بارے میں بتا دیا ہے جو دنیا ختم ہونے سے پہلے آئے گا اور اس کے ساتھ تین سو یا اس سے زیادہ افراد ہوں گے۔ آپ نے ہمارے سامنے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اس کے قبیلے کا نام تک بیان کیا ہے۔

4244 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنٍ فُتِحَتْ تُسْتَرُ، أَجْلُبُ مِنْهَا بِغَالًا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا صَدْعٌ مِنَ الرِّجَالِ، وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ إِذَا رَأَيْتَهُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَتَجَهَّمَنِي الْقَوْمُ، وَقَالُوا: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا؟ هَذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، فَأَحْدَقَهُ الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي أَرَى الَّذِي تُنْكِرُونَ، إِنِّي قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ هَذَا الْخَيْرَ الَّذِي أَعْطَانَا اللَّهُ، أَيَكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: السَّيْفُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ مَاذَا يَكُونُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ لِلَّهِ خَلِيفَةٌ فِي الْأَرْضِ فَضَرَبَ ظَهْرَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَأَطِعْهُ، وَإِلَّا فَمُتْ، وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ، وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ، وَجَبَ وِزْرُهُ، وَحُطَّ أَجْرُهُ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ

❀❀ سبیع بن خالد بیان کرتے ہیں' میں کوفہ آیا یہ اس زمانے کی بات ہے جب ''تستر'' فتح ہوا تھا۔ میں نے وہاں سے ایک خچر خریدنا تھا میں مسجد میں آیا تو وہاں درمیانے قد کے کچھ لوگ موجود تھے اور وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا کہ جب آپ اسے دیکھیں تو اسے پہچان جائیں کہ یہ اہل حجاز سے تعلق رکھتا ہوگا۔ سبیع بیان کرتے ہیں' میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے

مجھے غور کر دیکھا اور کہا تم انہیں نہیں جانتے؟ یہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ بھلائی کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے اور میں آپ سے برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا۔ لوگ مکمل طور پر اس طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے بتایا: میری وہ رائے ہے جو تمہیں پسند نہیں آئے گی۔ (انہوں نے بتایا) میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ بھلائی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کے بعد کوئی برائی آئے گی۔ جیسا کہ اس سے پہلے برائی موجود تھی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تلوار۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کا زمین میں کوئی ایک خلیفہ ہوا اور وہ تمہاری پشت پر مارے اور تمہارے مال پر قبضہ کر لے تو بھی تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ تم اس حالت میں مرنا کہ تم درخت کی جڑیں چبا رہے ہو (یعنی جنگل میں زندگی بسر کر رہے ہو) پھر میں نے دریافت کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد دجال نکلے گا۔ اس کے پاس ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اس کی آگ میں چلا جائے گا۔ اس کا اجر لازم ہو جائے گا اور اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے اور جو شخص اس کی نہر میں داخل ہوگا اس کے گناہ لازم ہو جائیں گے اور اس کا اجر ختم ہو جائے گا۔ میں نے دریافت کیا: پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: پھر ہی تو قیامت قائم ہوگی۔

4245 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيِّ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: قُلْتُ: بَعْدَ السَّيْفِ، قَالَ: بَقِيَّةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ. قَالَ: وَكَانَ قَتَادَةُ يَضَعُهُ عَلَى الرِّدَّةِ الَّتِي فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ، عَلَى أَقْذَاءٍ يَقُولُ: قَذًى، وَهُدْنَةٌ يَقُولُ: صُلْحٌ، عَلَى دَخَنٍ عَلَى ضَغَائِنَ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں۔ میں نے دریافت کیا: تلوار کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: کچھ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کی زبانوں پر بھلائی ہوگی اور دلوں میں فساد ہوگا۔

اس کے بعد انہوں نے مکمل حدیث نقل کی ہے۔ اس کے بعد یہ بیان کرتے ہیں۔

قتادہ نامی راوی بیان کرتے ہیں۔ وہ مرتدین ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہوئے تھے کہ یہ لوگ ظاہری طور پر اصلاح کرتے تھے اور باطنی طور پر ان کے اندر فساد تھا۔

4246 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا الْيَشْكُرِيَّ فِي رَهْطٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ، فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ قُلْنَا: بَنُو لَيْثٍ، أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثِ حُذَيْفَةَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: فِتْنَةٌ وَشَرٌّ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ بَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: يَا حُذَيْفَةُ، تَعَلَّمْ كِتَابَ اللهِ وَاتَّبِعْ مَا فِيهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ بَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قَالَ: هُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ، وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ فِيهَا - أَوْ فِيهِمْ - قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ؟ قَالَ: لَا تَرْجِعُ قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي

كَانَتْ عَلَيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَبَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ، صَمَّاءُ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ النَّارِ، فَاِنْ تَمُتْ يَا حُذَيْفَةُ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلٍ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِنْهُمْ.

⊛⊛ نصر بن عاصم لیثی بیان کرتے ہیں' ہم لوگ یشکری کے پاس آئے ہم بنی لیث سے تعلق رکھنے والا ایک گروہ تھا۔ انہوں نے دریافت کیا: تم کون سے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ ہم نے جواب دیا: ہم بنی لیث سے ہیں ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں دریافت کریں۔ انہوں نے اس حدیث کو سنایا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا اس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: آزمائش بھی ہوگی اور برائی بھی ہوگی۔ وہ بیان کرتے ہیں' میں نے دریافت کیا: اس برائی کے بعد کوئی بھلائی ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حذیفہ! تم اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو اور اس میں جو حکم موجود ہے اس کی پیروی کرو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ھدنۃ علی دخن وجماعۃ علی اقذاء فیھا او فیھم'' میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ''ھدنۃ علی دخن'' کا مطلب کیا ہے آپ نے فرمایا: ان لوگوں کے دل تبدیل نہیں ہوں گے۔ اس صورتحال پر ہے جس پر وہ پہلے تھے۔ حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں' یارسول اللہ اس بھلائی کے بعد کوئی برائی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ایسی آزمائش ہوگی جو اندھا کردے گی، بہرا کردے گی۔ اس میں جہنم کی طرف بلانے والے لوگ ہوں گے۔ اے حذیفہ! اس وقت اگر تم اس حالت میں مرجاؤ (کہ تم جنگل میں تنہا زندگی بسر کرتے ہوئے) درخت کی جڑ چباتے ہوئے مرجاؤ! تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے کہ تم ان میں سے کسی ایک کی پیروی کرو۔

4247 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ، عَنْ صَخْرِ بْنِ بَدْرٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَاِنْ لَمْ تَجِدْ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةً فَاهْرُبْ حَتّٰى تَمُوْتَ، فَاِنْ تَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ وَّقَالَ فِيْ آخِرِهِ: قَالَ: قُلْتُ: فَمَا يَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: لَوْ اَنَّ رَجُلًا نَتَجَ فَرَسًا، لَمْ تُنْتَجْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر تم اس وقت کسی خلیفہ کو نہ پاؤ تو تم بھاگ جانا یہاں تک کہ تم اس حالت میں مرو کہ تم درخت کی جڑ چبار ہے ہو۔

اس روایت کے آخر پر یہ الفاظ بھی ہیں: میں نے عرض کی' اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی گھوڑی کے ہاں بچہ ہونے کا انتظار کرے گا تو اس کے ہاں بچہ ہونے سے پہلے قیامت قائم ہوجائے گی۔

4248 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَايَعَ اِمَامًا، فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ، فَاضْرِبُوْا رَقَبَةَ الْآخَرِ قُلْتُ:

أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي، قُلْتُ: هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ، قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کی امام کے ہاتھ پر بیعت کرے پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے اور اپنا دل اس کے سپرد کر دے تو اس سے جہاں تک ہو سکے۔ اس کی پیروی کرنی چاہئے پھر اگر کوئی دوسرا شخص آ کر اس کی مخالفت کرے تو تم اس کی گردن اڑا دو۔

راوی کہتے ہیں: ہم نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے دونوں کانوں نے یہ بات سنی ہے اور میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا ہے۔ میں نے کہا: آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں یہ حکم دیتے ہیں کہ ہم یہ کریں؟ اور یہ کریں تو انہوں نے فرمایا: تم اللہ کی فرمانبرداری کے کام میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں ان کی نافرمانی کرو۔

4249 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، أَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اس شر کی وجہ سے عربوں کی بربادی ہے جو قریب آچکا ہے جو شخص اس سے ہاتھ روک لے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

4250 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ، حَتّٰى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں گھیر لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت صرف ''سلاح'' تک رہ جائے گی۔

4251 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَسَلَاحِ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ

زہری بیان کرتے ہیں' ''سلاح'' خیبر کے قریب ایک جگہ ہے۔

4252 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ - أَوْ قَالَ: - إِنَّ رَبِّي زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا.

4250- حديث صحيح، وهذا إسناد فيه راو لم يسم، وقد توبع. ابن وهب: هو عبد الله. وأخرجه ابن حبان (6771)، والطبراني في "الأوسط" (6432)، وفي "الصغير" (873)، والحاكم 4/ 511، وتمام في "فوائده" (1733) من طرق عن عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد.

وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ، وَلَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً، فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَلَا أُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ، وَلَا أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا - أَوْ قَالَ بِأَقْطَارِهَا - حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَحَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا، وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ، وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ - قَالَ ابْنُ عِيسَى: ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا - لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ

❁❁ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا۔(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میرے پروردگار نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور مجھے زمین کا تمام مشرقی اور مغربی حصہ دکھا دیا گیا۔ میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین کو میرے لئے لپیٹا گیا۔ مجھے دو خزانے دیئے گئے سرخ اور سفید' میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لئے دعا کی کہ وہ اسے عام قحط سالی کے ذریعے ہلاک نہ کرے اور ان پر دشمن کو مکمل طور پر مسلط نہ کرے کہ وہ انہیں جڑ سے ختم کر دے اگر چہ دشمن ان کے خلاف دنیا بھر سے اکٹھا ہو جائے۔ البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں۔ یہاں تک کہ ان کا ایک حصہ دوسرے کو ہلاک کر دے اور ایک حصہ دوسرے حصے کو قیدی بنا لے مجھے اپنی امت کے حوالے سے گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا اندیشہ ہے۔ جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو ان سے قیامت تک کبھی نہیں اٹھائی جائے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ نہیں مل جائیں گے اور جب تک میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی عبادت نہیں کریں گے اور میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں (یعنی نبی اکرم ﷺ)

''خاتم النبیین'' ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر کاربند رہے گا اور کوئی بھی مخالفت کرنے والا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق احادیث صحیحہ کا بیان

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے بہت حسین وجمیل ایک گھر بنایا' مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ اس گھر کے گرد گھومانے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۵' صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۸۶' السنن الکبری رقم الحدیث: ۱۴۲۲' مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۷۹' عالم الکتب)

(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔ (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۲۵۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۸۹، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۰۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۵۲، صحیح البخاری ۷۱۲۱) میں ہے عنقریب تیس کذاب نکلیں گے ان میں ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے)

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۹، حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۱۰۰۹، دار الحدیث قاہرہ ۱۴۱۶ھ)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں (۲) اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے (۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے (۴) اور تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے (۵) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۲۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۵۵۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۵۶۷، مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۲)

(۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۴۱۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۴، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۷۳۱، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۴۳۵، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، المستدرک ج ۳ ص ۱۰۹ قدیم، رقم الحدیث: ۴۵۷۵ جدید، سنن بیہقی ج ۹ ص ۴۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۹۲۷، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۹۷۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۶۰)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۴۵۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۸۷۱، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۹۴۷، عالم الکتب بیروت)

(۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۷۲، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۳۹۴۷، المستدرک ج ۴ ص ۳۹۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۸۷۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۵۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۳۶۷)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی عنہ بیان کرتے ہیں میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے) (صحیح مسلم رقم الحدیث بلا تکرار: ۱۳۹۴ الرقم المسلسل: ۳۳۱۷)

(۱۰) قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔
(کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۹۱۶-۳۲۱۲۶)

(۱۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔
(مسند احمد ج ٤ ص ۱۲۷ المعجم الکبیر ۱۸ رقم الحدیث: ۲۵۲ مسند البزار رقم الحدیث: ۲۳٦۵)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں لوگ (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کر دی ہے آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجیے۔ الحدیث
(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤۷۱۲ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۹٤ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲٤۳٤ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۳۰۷)

(۱۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ (سنن الدارمی رقم الحدیث: ۵۰ کنز العمال رقم الحدیث: ۳۱۸۳)

(۱٤) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں پھر تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
(مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۲ احمد شاکر نے کہا اس کی سند حسن ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ٦٦۰۲ دار الحدیث قاہرہ)

(۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنایا مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۵۵ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۷۱)

(۱٦) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا پھر آپ نے مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبریل سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔
(المواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳٦۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱٤۱٦ھ)

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔

وسنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۳۸، شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۱۹، ۷ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۱ ص ۵۱۲ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۶۹ شرح السنہ رقم الحدیث: ۳۶۲۰)

(۱۸) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (فتنہ دجال کے متعلق ایک طویل حدیث میں) فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۷۷)

(۱۹) حضرت ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینہ کے روزے رکھو اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (المعجم الکبیر ج ۲۲ رقم الحدیث: ۷۹۷، ج ۸ رقم الحدیث: ۷۵۳۵-۷۶۱۷)

(۲۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! پہلے رسول آدم ہیں اور آخری رسول محمد ﷺ ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۲۶۹)

(۲۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۸۶، مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۴، المستدرک ج ۳ ص ۸۵، المعجم الکبیر ج ۱۷ رقم الحدیث: ۸۵۷)

(۲۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے عبد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۵۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۴۰، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۱۱۵۹۰)

(۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور مقفّی (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۱۵۶، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۶۲)

(۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی ایک نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۰۱۷)

(۲۶) وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) دراز قد تھے اور ان کے بال گھونگریالے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ سے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی مگر ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور ہمارے نبی ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نوبت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔

(المستدرک ج ۲ ص ۵۰۷ قدیم المستدرک رقم الحدیث: ۴۱۰۵ جدید المکتبۃ العصریہ ۱۴۲۰ھ)

(۲۷) اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کم سنی میں فوت ہو گئے اور اگر ان کے لیے رسول اللہ ﷺ

کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۵۱۰ ' صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۱۹٤)

(۲۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۳ ' تاریخ دمشق ج ۳ ص ۷۶ ' رقم الحدیث: ۵۷۹ ' الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۷۴۵۳ ' کنز العمال رقم الحدیث: ۶۱۹٤)

(۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں' مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۹۰)

(۳۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے' ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۶ ' حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۲۳۳۵۱ ' دار الحدیث قاہرہ)

(۳۱) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ سے کہا آپ جو چاہے اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں! آپ نے ان سے فرمایا میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور اس کی کہ میں خاتم الانبیاء والرسل ہوں میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا' انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی' آپ نے فرمایا اچھا زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں' حضرت نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو' یہ سن کر حضرت زید کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ' اور ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۱٤ طبع قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ٤۹٤٦ طبع جدید)

(۳۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زائد انبیاء کا خاتم ہوں۔ (المستدرک ج ۲ ص ۵۹۷ طبع قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ٤۱٦۸ طبع جدید)

ایک ہزار سے زائد انبیاء سے مراد ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں جیسا کہ المستدرک رقم الحدیث: ٤۱٦۸ میں اس کی تصریح ہے۔

(۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد ہو گیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلو ڈال دیا' پھر فرمایا اے ابو طالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے اور اب تم کو کوئی تکلیف نہیں ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے' تمہارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے' اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کیا' اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرما دی سوا اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۹۱۳ ' حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں' مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۰)

(۳٤) بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم قیامت کے دن

سترامتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٤٢٨٧، مسند احمد ج ٤ ص ٤٤٧، سنن دارمی رقم الحدیث: ٢٧٦٠)

(٣٥) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے ان سے فرمایا: آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس طرح ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ٥٨٢٨، مجمع الزوائد ج ٩ ص ٢٦٩، اس کی سند میں اسماعیل بن قیس متروک ہے)

(٣٦) قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے: **واذا اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح** (الاحزاب: ٧) تو آپ فرماتے مجھ سے خیر کی ابتداء کی گئی ہے اور میں بعث میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ٣١٧٥٣، دار الکتب العلمیہ بیروت ١٤١٦ھ)

(٣٧) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے، میں نے کہا اے میرے رب! نہیں! فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری بنایا ہے تاکہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔ (الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ٥٢٢١، کنز العمال رقم الحدیث ٣٢١١١، تاریخ بغداد ج ٥ ص ١٣٠، تاریخ دمشق الکبیر ج ٣ ص ٢٩٦، ٢٩٥، رقم الحدیث: ٨١١، دار احیاء التراث العربی بیروت ١٤٢١ھ)

(٣٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم (علیہ السلام) کو ھند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس جبریل نے نازل ہو کر اذان دی، اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ دو دفعہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ دو دفعہ، حضرت آدم (علیہ السلام) نے پوچھا محمد کون ہیں، حضرت جبریل نے کہا وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ٧ ص ٣١٩، رقم الحدیث: ١٩٧٩، دار احیاء التراث العربی بیروت ١٤٢١ھ)

(٣٩) حافظ سیوطی نے مسند ابو یعلی اور امام ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت تمیم داری کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے: فرشتے قبر میں مردہ سے سوال کریں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اسلام میرا دین ہے اور (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، فرشتے کہیں گے تم نے سچ کہا۔ (الدر المنثور ج ٨ ص ٣٢، دار احیاء التراث العربی بیروت ١٤٢١ھ)

(٤٠) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو، تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا، لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمان آپ ہمیں تعلیم دیجئے انہوں نے کہا تم اس طرح درود

پڑھو: اللھم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۹۰۶ 'مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۵۲۶۷ 'المستدرک ج۲ ص۲۶۹)

(۴۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شفاعت کبریٰ کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں' میری اللہ کے سوا پرستش کی گئی ہے' آج مجھے صرف اپنی فکر ہے' یہ بتاؤ کہ اگر کسی سیل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص سیل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں' حضرت عیسیٰ نے فرمایا پس (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں اللہ نے ان کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کام معاف فرمادیے ہیں۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۳۲۸ 'مسند احمد ج۱ ص۲۸۱ 'مسند الطیالسی رقم الحدیث: ۲۷۹۸)

(۴۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول رب العلمین اور خاتم النبیین ہیں (حافظ عسقلانی' علامہ آلوسی اور مفتی شفیع دیوبندی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے) (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹۴۸ 'مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۸۶)

(۴۳) ایاس بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہیں۔ (الکامل لابن عدی ج۶ ص۴۸۴ 'دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۸ھ)

(۴۴) حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب کے پاس دس نام ہیں' حضرت ابوالطفیل نے کہا مجھے ان میں سے آٹھ یاد ہیں' محمد' احمد' ابوالقاسم' الفاتح (نبوت کا افتتاح کرنے والا) الخاتم (نبوت کو ختم کرنے والا) العاقب (جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے) الحاشر الماحی (شرک کو مٹانے والا)۔

(دلائل النبوت لابی نعیم ج۱ ص۶۱ 'رقم الحدیث: ۲۰)

(۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل کی گئی تو انہوں نے اس میں اس امت کا ذکر پڑھا پس انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی الواح میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی اس کو میری امت بنادے فرمایا وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ج۱ ص۶۸ رقم الحدیث: ۲۱)

(۴۶) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا' لوگ اس کے گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا یہ احمد کا ستارہ ہے جو طلوع ہو چکا ہے یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ج۱ ص۷۵-۷۶ 'رقم الحدیث: ۳۵)

(۴۷) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جب فوت ہو گئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز آ رہی تھی' لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آ رہی تھی: محمد

رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(رسائل ابن ابی الدنیا ج ۲ ص ۳۸۸ موسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

(۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: هذا محمد رسول الله خاتم النبيين یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (مسند البزار ج ۱ ص ۴، رقم الحدیث: ۵۵، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۶۹)

4253 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ، عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلَكُوا جَمِيعًا، وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ، وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ

حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو جائز قرار دیا ہے۔ (یعنی طے کر دیا ہے) ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے خلاف دعائے ضرر نہیں کرے گا کہ اس کے نتیجے میں تم سب ہلاکت کا شکار ہو جاؤ اور اہل باطل اہل حق پر مکمل طور پر غالب نہیں آئیں گے اور تم لوگ گمراہی پر متفق نہیں ہو گے۔

4254 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ نَاجِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَدُورُ رَحَى الْإِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، أَوْ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، أَوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ يَهْلَكُوا فَسَبِيلُ مَنْ هَلَكَ، وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ، يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا، قَالَ: قُلْتُ: أَمِمَّا بَقِيَ أَوْ مِمَّا مَضَى؟ قَالَ: مِمَّا مَضَى

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ خِرَاشٍ فَقَدْ أَخْطَأَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اسلام کی چکی 35 (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) 36 یا 37 سال تک گھومتی رہے گی۔ اگر یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاکت کے راستے میں ہلاک ہوں گے اور اگر یہ لوگ قائم رہے تو ستر سال تک قائم رہیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں' میں نے دریافت کیا: جو باقی رہ چکے ہیں یا جو گزر چکے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: جو گزر چکے ہیں۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: جس نے لفظ ''خراش'' استعمال کیا۔ اس نے غلطی کی۔

4255 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَّةُ هُوَ؟ قَالَ: الْقَتْلُ، الْقَتْلُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زمانہ سمٹ جائے گا علم کم ہو جائے گا فتنے

ظاہر ہوں گے بخل پھیل جائے گا''ہرج'' زیادہ ہو جائے گا۔عرض کی گئی: یارسول اللہ (ﷺ)! اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل قتل۔

فتنہ قتل کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔وہ وقت بھی آنے والا ہے جب زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے علم اٹھالیا جائے گا، فتنے پھوٹ پڑیں گے بخل ڈالا جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل۔(بخاری ومسلم ،مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1321)

زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے" کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس وقت دنیا کا زمانہ اور آخرت کا زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے،اس صورت میں قیامت کا قریب ہونا مراد ہوگا یا اس جملہ سے مراد زمانہ والوں میں سے بعض کا بعض کے ساتھ برائی اور بدی کے تعلق سے قریب ہونا ہے۔یعنی اس زمانہ میں جو برے اور بدکار لوگ ہوں گے وہ ایک دوسرے کے قریب ونزدیک آجائیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ خود زمانہ کے اجزاء بدی و برائی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب اور مشابہ ہوں گے یعنی ایک زمانہ برائی اور بدی کا ماحول لئے ہوئے آئے گا اور اس کے بعد پھر دوسرا زمانہ بھی اسی طرح آئے گا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکومتیں دیر پا نہیں ہوں گی اور مختلف انقلابات اور عوامل بہت مختصر مختصر عرصہ میں حکومتوں کو بدلتے رہیں گے۔اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا کہ آخر میں جو زمانہ آئے گا۔

اس میں لوگوں کی عمریں بہت چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جملہ دراصل گناہوں کے سبب زمانہ سے برکت کے ختم ہو جانے سے کنایہ ہو،یعنی آخر زمانہ میں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے اور لوگ دین شریعت کے تقاضوں اور اللہ وآخرت کے خوف سے بے پرواہ ہو کر عیش وعشرت اور راحت وغفلت میں پڑ جائیں گے تو زمانہ سے برکت نکل جائے گی اور اس کے شب وروز کی گردش اتنی تیز اور دن رات کی مدت اتنی مختصر محسوس ہونے لگے گی کہ سالوں پہلے گزرا ہوا کوئی واقعہ کل کی بات معلوم ہوگا اور ہر وقت کی کمی کا شکوہ رنج نظر آئے گا۔

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں وقت اس طرح جلدی گزرے گا کہ ایک سال ایک مہینے کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا۔" علم اٹھالیا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں مخلص، باعمل اور حقیقی علم کے حامل اٹھا لئے جائیں گے اور اس طرح حقیقی علم مفقود ہو جائے گا نیز مختلف علمی فتنوں کا اندھیرا اس طرح پھیل جائے گا کہ علماء سو کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوگا اور ہر طرف ایسا محسوس ہوگا جیسے علم کا چراغ گل ہو گیا ہے اور جہالت ونادانی کی تاریکی طاری ہوگئی ہے۔

بخل ڈالا جائے گا" مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگوں میں بخل کی خصلت نہایت پختہ ہو جائے گی اور یہ چیز یعنی بخل کی برائی ایک عام وبا کی طرح پھیل جائے گی، نیز لوگ اس بخل کے یہاں تک تابع ہو جائیں گے کہ صنعت وحرفت والے اپنی صنعتی اشیاء کو بنانے اور پیدا کرنے میں بخل وتنگی کرنے لگیں گے اور مال کی تجارت ولین دین کرنے والے لوگ اپنے مال کو چھپا کر بیٹھ

جائیں گے یہاں تک کہ ضروری اشیاء کو بھی فراہم کرنے اور دینے سے انکار کرنے لگیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخل ڈالا جائے گا
سے لوگوں میں اصل بخل کا پایا جانا مراد نہیں ہے کیونکہ اصل بخل تو انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اور اس اعتبار سے یہ بات پہلے
زمانہ کے لوگوں کے بارے میں بھی نہیں کی جا سکتی کہ ان میں سرے سے بخل کا وجود نہیں تھا۔
لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہیں کیا جا سکتا چونکہ اصل بخل انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نہ پہلے
زمانوں میں اس خصلت سے کلیۃً محفوظ رکھ سکتا ہے اور جیسا کہ اس آیت (وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(التغابن: 16) سے واضح ہوتا ہے ایسے پاک نفس انسان سے پہلے بھی گزرے ہیں اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی موجود رہیں گے
اور بات یہ ہے کہ زمانہ کے اثرات کی وجہ سے ایسے پاک نفسوں کی تعداد ہر آنے والے زمانہ میں پہلے سے کم ہوتی جائے۔ "ہرج" کے معنی ہیں فتنہ اور خرابی میں پڑنا۔

جیسا کہ قاموس میں لکھا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہرج الناس تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں لوگ فتنے میں پڑ گئے اور قتل و اختلاط
یعنی خونریزی اور کاموں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے اچھے برے کی تمیز نہ کر سکنے کی آفت میں مبتلا ہو گئے پس اس ارشاد گرامی
"ہرج" سے مراد خاص طور پر وہ قتل و خونریزی ہے جو مسلمانوں کے باہمی افتراق و انتشار کے فتنہ کی صورت میں اور اچھے برے
کاموں کی تمیز مفقود ہونے کی وجہ سے پھیل جائے۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنے کے بارے میں کوشش کرنے کی ممانعت

4256 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكُونُ الْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرًا مِنَ الْجَالِسِ، وَالْجَالِسُ خَيْرًا مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرًا مِنَ السَّاعِي. قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ. قَالَ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَلْيَعْمِدْ إِلَى سَيْفِهِ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهِ عَلَى حَرَّةٍ، ثُمَّ لِيَنْجُ مَا اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ.

حضرت مسلم بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا جس میں لیٹا ہوا شخص بیٹھے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کسی نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ہمیں اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں مصروف رہے جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں مشغول رہے۔ جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں مصروف رہے۔ اس شخص نے عرض کی: جس کے پاس ان

میں سے کوئی چیز نہ ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تو وہ اپنی تلوار کی طرف جائے اور اس کی ڈھال کو پتھر پر مارے (اور تلوار کو ناکارہ کر دے) پھر جہاں تک (فتنے میں مبتلا ہونے سے) بچ سکتا ہو بچ جائے۔

4257 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ، عَنْ عَيَّاشٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَشْجَعِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ لِيَقْتُلَنِي، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ كَابْنَيْ آدَمَ. وَتَلَا يَزِيدُ: (لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ) (المائدة: 28) الْآيَةَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں' اور بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ میرے گھر میں داخل ہو جائے اور اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے پھیلائے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم آدم کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح ہو جانا۔

یزید نامی راوی نے یہ آیت تلاوت کی' "اگر تم میری طرف اپنے ہاتھ کو بڑھاؤ گے تاکہ تم مجھے قتل کر دو"

4258 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ وَابِصَةَ الْأَسَدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ وَابِصَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَذَكَرَ بَعْضَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَتْلَاهَا كُلُّهُمْ فِي النَّارِ، قَالَ فِيهِ: قُلْتُ: مَتَى ذَلِكَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ؟ قَالَ: تِلْكَ أَيَّامُ الْهَرْجِ حَيْثُ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ. قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ الزَّمَانُ؟ قَالَ: تَكُفُّ لِسَانَكَ وَيَدَكَ، وَتَكُونُ حِلْسًا مِنْ أَحْلَاسِ بَيْتِكَ. فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ طَارَ قَلْبِي مَطَارَهُ، فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ دِمَشْقَ، فَلَقِيتُ خُرَيْمَ بْنَ فَاتِكٍ فَحَدَّثْتُهُ، فَحَلَفَ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَدَّثَنِيهِ ابْنُ مَسْعُودٍ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکرہ والی حدیث کا کچھ حصہ سنایا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں قتل ہونے والے تمام لوگ جہنم میں جائیں گے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ راوی نے دریافت کیا: اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ کب ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ قتل و غارت کے زمانے میں ہوگا جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے بھی محفوظ نہ ہوگا۔

میں نے دریافت کیا' آپ مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں اگر مجھے وہ زمانہ مل جائے؟ انہوں نے جواب دیا: تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روکے رکھنا اور اپنے گھر میں موجود کمبل کی طرح ہو جانا۔

راوی بیان کرتے ہیں' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو میرے دل میں یہی اندیشہ پیدا ہوا اس لئے میں وہاں سے سوار ہو کر دمشق آگیا وہاں میری ملاقات حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے اللہ کے

بڑی قسم اٹھائی جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور بتایا کہ انہوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کی زبانی اس حدیث کو اسی طرح سنا ہے جیسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی۔

4259 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا، وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُمْ، وَقَطِّعُوا اَوْتَارَكُمْ، وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ، فَاِنْ دُخِلَ - يَعْنِي - عَلَى اَحَدٍ مِنْكُمْ، فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنہ ہوگا جس میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر ہو چکا ہوگا۔ اس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ تم لوگ اپنی کمانوں کو توڑ دینا اس کی تانت کو کاٹ دینا اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مار دینا اگر کوئی شخص داخل ہو جائے (راوی کہتے ہیں) یعنی تمہارے گھر میں آ جائے تو تم آدم کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر والے کی طرح ہو جانا (یعنی اس داخل ہونے والے کو قتل کرنے دینا)

4260 - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَصْقَلَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنْتُ آخِذًا بِيَدِ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، اِذْ اَتَى عَلَى رَاْسٍ مَنْصُوبٍ، فَقَالَ: شَقِيَ قَاتِلُ هٰذَا، فَلَمَّا مَضَى، قَالَ: وَمَا اُرَى هٰذَا اِلَّا قَدْ شَقِيَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ مَشَى اِلَى رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِي لِيَقْتُلَهُ، فَلْيَقُلْ: هٰكَذَا، فَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ، وَالْمَقْتُولُ فِي الْجَنَّةِ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُمَيْرٍ اَوْ سُمَيْرَةَ، وَرَوَاهُ لَيْثُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ عَوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُمَيْرَةَ.

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: قَالَ لِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، عَنْ اَبِي عَوَانَةَ، وَقَالَ: هُوَ فِي كِتَابِي ابْنُ سَبْرَةَ، وَقَالُوا: سَمُرَةَ، وَقَالُوا: سُمَيْرَةَ، هٰذَا كَلَامُ اَبِي الْوَلِيدِ

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ تھام رکھا تھا ہم مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے؟ ایک لٹکے ہوئے سر کے پاس سے گزرے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے: اس کا قاتل بدبخت ہے جب وہ آگے گزر گئے تو انہوں نے فرمایا: میں اسے بدبخت ہی سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب میری امت سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کے لئے چل پڑے تو اس کو یہی کہنا چاہیے کہ وہ قتل کرنے والا شخص جہنم میں داخل ہوگا اور جس کو قتل کیا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عون نے عبدالرحمن بن سمیر یا سمیرہ سے روایت کیا ہے۔ ایک سند میں ان کا نام عبدالرحمن بن سمیرہ ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسن بن علی نے اس روایت کو ابوالولید کے حوالے سے ابوعوانہ سے نقل کیا ہے ابوالولید فرماتے ہیں: میرے نوٹس میں اس کا نام ''ابن سبرہ'' ہے لیکن کچھ لوگ ''سمرہ'' کہتے ہیں اور کچھ لوگ ''سمیرہ'' کہتے ہیں۔ یہ ابولید کا کلام ہے۔

4261 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ. قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ فِيهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ؟ يَعْنِي الْقَبْرَ. قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. - أَوْ قَالَ: مَا خَارَ اللَّهُ لِي وَرَسُولُهُ - . قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ - أَوْ قَالَ: تَصْبِرُ - ثُمَّ قَالَ لِي: يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا رَأَيْتَ أَحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بِالدَّمِ؟ قُلْتُ: مَا خَارَ اللَّهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: عَلَيْكَ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا آخُذُ سَيْفِي وَأَضَعُهُ عَلَى عَاتِقِي؟ قَالَ: شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذَنْ قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: تَلْزَمُ بَيْتَكَ. قُلْتُ: فَإِنْ دُخِلَ عَلَيَّ بَيْتِي؟ قَالَ: فَإِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ ثَوْبَكَ عَلَى وَجْهِكَ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ الْمُشَعَّثَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں حاضر ہوں اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب لوگوں کو موت لاحق ہو جائے گی۔ اس وقت انہیں گھر (راوی کہتے ہیں) یعنی قبر بھی کسی غلام کے عوض میں ملے گا۔

(حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں' یا اللہ اور اس کے رسول مجھے جو حکم دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صبر سے کام لینا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم صبر کرنا۔

4261- حديث صحيح، وهذا إسناد تفرد فيه حماد بن زيد بزيادة المُشَعَّث بن طريف بين أبي عمران الجوني وبين عبد الله بن الصامت كما أشار إليه المصنف بإثر الحديث، وخالفه أصحاب أبي عمران فلم يذكروا المشعَّث هذا، والمشعث مجهول. أبو عمران الجوني: هو عبد الملك بن حبيب الأزدي. وأخرجه ابن ماجه (3958) من طريق حماد بن زيد، بهذا الإسناد. وأخرجه عبد الرزاق (20729)، ومن طريقه الحاكم 157 - 156 /2 و424 - 423 /4، والبغوي (4220) عن معمر بن راشد، وأحمد (21325)، والبزار في "مسنده" (3959) وابن حبان (6685) من طريق مرحوم بن عبد العزيز العطار، ونعيم بن حماد في "الفتن" (435) وابن أبي شيبة 12 /15، وأحمد (21445)، والخلال في "السنة" (104) من طريق عبد العزيز بن عبد الصمد، والبزار (3958) من طريق صالح بن رستم، وابن حبان (5960)، وابن المبارك في "مسنده" (245)، والحاكم 424 - 423 /4 من طريق حماد بن سلمة، والبيهقي 191 /8

پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم ''احجار زیت'' کو دیکھو گے کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول جو مجھے حکم دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے علاقے میں واپس چلے جانا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں اپنی تلوار پکڑ کر اسے اپنے کندھوں پر رکھ کر (لڑائی میں شریک نہ ہوں) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرح تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے میں نے عرض کی: پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہنا۔

میں نے عرض کی: اگر وہ میرے گھر میں داخل ہو جائیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمہیں خوفزدہ کر دے گی تو تم اپنے چہرے کے اوپر کپڑا ڈال لینا۔ اس طرح وہ (قاتل تمہیں قتل کر کے) تمہارے اور اپنے گناہ کا بوجھ اٹھائے گا۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اس روایت کی سند میں مشعث نامی راوی کا ذکر حماد بن زید کے علاوہ اور کسی نے نہیں کیا۔

4262 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آگے آنے والے وقت میں ایسا فتنہ آرہا ہے جو تاریک رات کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگا۔ اس میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا لیکن شام کو کافر ہو چکا ہوگا۔ اس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے دریافت کیا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر کا ٹاٹ بن جانا (یعنی گھر میں مقیم رہنا)

4263 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: ايْمُ اللهِ، لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنِ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

بے شک خوش نصیب وہ شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے۔ بے شک خوش نصیب وہ شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے۔

بیشک خوش نصیب وہ شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے اور جس کو اس میں مبتلا کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اس کے کیا کہنے؟''

فتنوں سے بچنے کے لیے گوشہ عافیت اختیار کرنے کا بیان

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا، یاد رکھو پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو ان فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ (یعنی مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی اور خونریزی کا حادثہ پیش آئے گا، اس فتنہ میں بیٹھا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص اس فتنہ کی طرف دوڑنے والے شخص سے بہتر ہوگا۔ پس آگاہ رہو! جب وہ فتنہ پیش آئے تو جس شخص کے پاس جنگل میں اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس جنگل میں چلا جائے جس شخص کے بکریاں ہوں وہ بکریوں کے پاس چلا جائے اور جس شخص کے پاس اس فتنہ کی جگہ کہیں دور کوئی زمین و مکان وغیرہ ہو وہ اپنی اس زمین پر یا اس مکان میں چلا جائے۔ (حاصل یہ کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشہ عافیت پکڑ لے یا اس فتنہ سے غیر متوجہ ہو کر اپنے کاروبار میں مشغول و منہمک ہو جائے ایک شخص نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ اگر کسی شخص کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں اور نہ کسی دوسری جگہ کوئی زمین و مکان وغیرہ ہو جہاں وہ جا کر گوشہ عافیت اختیار کرے اور اس فتنہ کی جگہ سے دور رہ سکے تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو چاہئے کہ وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو اور اس کو پتھر پر مار کر توڑ ڈالے۔ (یعنی اس کے پاس جو بھی آلات حرب اور ہتھیار ہوں ان کو بے کار اور ناقابل استعمال بنا دے تاکہ اس کے دل میں جنگ و پیکار کا خیال ہی پیدا نہ ہو اور وہ مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدل کے اس فتنہ میں شریک ہی نہ ہو سکے۔

یہ حکم اس لئے ہے کہ جس لڑائی میں دونوں طرف سے مسلمان برسرپیکار ہوں اور ایک دوسرے کی خونریزی کر رہے ہوں، اس میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ اور پھر اس شخص کو چاہئے کہ اگر وہ فتنہ کی جگہ سے بھاگ سکے تو جلد نکل بھاگے۔ تاکہ وہ اس فتنہ کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میں نے تیرے احکام تیرے بندوں کو پہنچا دیئے۔ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ یہ بتایئے کہ اگر مجھے مجبور کر کے یعنی زور و زبردستی سے لڑنے والے دونوں فریق میں سے کسی ایک فریق کی صف میں لے جایا جائے اور وہاں سے کسی شخص کی تلوار سے مارا جاؤں یا کسی کا تیر آ کر مجھ کو لگے جو مجھے موت کی آغوش میں پہنچا دے تو اس صورت میں قاتل اور مقتول کا کیا حکم ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا وہ قاتل اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخیوں میں شمار ہوگا۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1317)

علماء اسلام کے ہاں یہ ایک طویل بحث ہے کہ اگر افتراق و انتشار کا کوئی فتنہ ابھر آئے اور کچھ مسلمان دو فریق میں تقسیم ہو کر آپس میں جنگ و جدال کرنے لگیں تو اس وقت باقی مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے؟ اہل علم کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ افتراق و انتشار اور مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی کی صورت میں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ قتل و قتال میں شریک ہو، بلکہ

جب مسلمانوں کے دو فریق آپس میں جنگ وجدال کریں تو اس میں شامل ہونے سے احتراز کرنا اور دونوں فریق سے یکسوئی وغیرہ وجہ بے زاری اختیار کر کے گوشہ عافیت پکڑنا واجب ہے۔

ان حضرات کی دلیل مذکورہ بالا ارشادِ گرامی اور اس طرح کی دوسری احادیث ہیں۔ مشہور صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ خونریزی کی ابتدا خود نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کوئی خونریزی کرے تو اس کا دفعیہ کرنا لازم ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا مسلک یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں باہمی پھوٹ پڑ جائے اور وہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو کر قتل وقتال کرنے لگیں تو اس فریق کی حمایت کرنی چاہئے جو حق وانصاف پر ہو اور جو فریق ظلم وناانصافی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہو یا مسلمانوں کے امام وسردار سے بغاوت کر کے ملی افتراق وانتشار کا سبب بن رہا ہو اس کے خلاف قتال کرنا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو جائے گا اور بغاوت وسرکشی کرنے والوں کی ہمت افزائی ہوگی۔

اس مسلک کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ آیت (وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا) 49۔ الحجرات: 9) چنانچہ آیت کریمہ اس امر کو واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ جب مسلمانوں کے دو دو فریق باہمی قتل وقتال اور خونریزی میں مبتلا ہوں تو ان کے درمیان صلح وصفائی کرانی چاہئے اور دونوں فریق کو اس فتنہ وانتشار سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہے۔ لیکن اگر ان دونوں میں سے کوئی فریق دوسرے فریق کے تئیں حد سے تجاوز کرے اور اس فتنہ کو جاری رکھنے اور بھڑکانے میں مصروف رہے تو پھر اس فریق کے خلاف کہ جو حد سے متجاوز اور فتنہ کو بھڑکانے کا باعث بن رہا ہو تلوار اٹھا لینی چاہئے اور اس کے ساتھ قتال کرنا چاہئے تاکہ وہ راہ حق پر آ جائے۔ "اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا" کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے ایک گناہ تو اس کے اس عمل کا کہ اس نے حقیقت میں تمہیں مارا اور دوسرا تمہارا گناہ بایں اعتبار کہ اگر بالفرض تم اس کو مارتے اور اس کا گناہ تمہیں ہوتا تو گویا وہ گناہ بھی اس کے سر ڈال دیا جائے گا۔

پس از راہ زجر وتوبیخ اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ اس فتنہ میں کسی ایسے مسلمان کو قتل کرنے کا گناہ کہ جو اس جنگ سے بیزار ہو مگر مجبوراً اس میں شریک ہو گیا ہو الضاعف یعنی دو گناہ ہو کر سر پڑے گا۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس شخص پر دو گناہ ہوں گے، ایک گناہ تو اس بغض وعداوت کا جو وہ مسلمانوں سے رکھتا تھا اور جس کے سبب تمہارا قتل ہوا اور دوسرا گناہ تمہارے قتل کا جو اس سے سرزد ہوا۔" اور دوزخیوں میں شمار ہوگا" اس کے بعد دوسرا جملہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ اور تم جنتیوں میں سے ہو گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا جملہ ارشاد نہیں فرمایا کیونکہ مذکورہ پہلے جملہ سے یہ مفہوم خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

بَابٌ فِي كَفِّ اللِّسَانِ

باب: زبان کو روکے رکھنا

4264 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ، بَكْمَاءُ، عَمْيَاءُ، مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ، وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا جو بہرہ گونگا اور اندھا ہوگا۔ جو شخص اس کی طرف جھانکے گا یہ اسے اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اس میں زبان چلانا یوں ہوگا جیسے تلوار چلانا۔

شرح

فتنہ کو گونگا اور بہرہ کہنا، لوگوں کے اعتبار سے ہے، یعنی وہ فتنہ اتنا سخت اور اس قدر ہیبت ناک ہوگا کہ عام لوگ اس وقت حیران وسراسیمہ ہو کر رہ جائیں گے، نہ کوئی فریاد رس نظر آئے گا کہ جس سے کوئی شخص گلوخلاصی کی درخواست کر سکے اور نہ کسی کو نجات دلا سکے اور نہ کوئی ایسی راہ دکھائی دے گی جس کے ذریعے اس فتنہ سے نجات اور خلاصی پائی جا سکے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے کے وقت لوگ حق و باطل اور نیک و بد کے درمیان تمیز نہیں کریں گے۔ وعظ و نصیحت کو سننا اور اس پر عمل کرنا گوارہ نہیں کریں گے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی باتوں پر دھیان نہیں دیں گے، جو شخص ان کو نیک باتوں کی طرف بلائے گا [illegible] زبان سے حق بات نکالے گا اس کو روحانی وجسمانی اذیتوں میں مبتلا کریں گے اور اس کے ساتھ نہایت تکلیف دہ اور پریشان کن سلو[illegible] یں گے۔

جو شخص اس فتنہ کو دیکھے گا الخ" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس فتنہ کی باتوں کی طرف متوجہ [illegible] اور ان لوگوں کی قربت وہمنشینی اختیار کرے گا جو اس فتنہ کا باعث ہوں گے، تو اس شخص کا اس فتنہ سے محفوظ رہنا اور اس کے [illegible] اثرات کے چنگل سے بچ نکلنا ممکن نہیں ہوگا، اس کے برخلاف جو شخص اس فتنہ سے دور اور فتنہ پردازوں سے بے تعلق رہے گا وہ فلاح یاب ہوگا۔

زبان درازی تلوار مارنے کی مانند ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت چونکہ لوگوں میں تعصب وعداوت، ضد وہٹ دھرمی اور حق کو قبول نہ کرنے پر اصرار، بہت زیادہ ہوگا اس لئے وہ کسی کی زبان سے کوئی ایسی بات سننا بھی گوارا نہیں کریں گے جو ان کی مرضی ومنشاء کے خلاف ہوگی۔ لہٰذا اس فتنہ میں زبان کھولنے والا گویا خون ریزی کو دعوت دے گا۔ اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ بعض وقت زبان سے نکلا ہوا لفظ اپنی تاثیر کے اعتبار سے تلوار کی دھار سے بھی زیادہ سخت وار کر جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ماجرح اللسان نیزے کے پھل کا زخم مندمل ہو جاتا ہے لیکن زبان کے گھاؤ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

4265 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ زِيَادٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ، اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ الْأَعْجَمِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب ایسا فتنہ آئے گا جو عربوں کو گھیرے گا۔ اس میں قتل ہونے والے لوگ جہنم میں جائیں گے اس فتنے میں زبان تلوار کے حملے سے زیادہ تیز ہوگی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

4266- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ، قَالَ زِيَادٌ سِيمِينْ كُوشْ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں عبداللہ بن عبدالقدوس نامی راوی کے یہ الفاظ ہیں: زیاد نامی شخص "سیمیں گوش" یعنی پتلے کانوں کا مالک تھا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایک بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جو پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور اس کے بڑے اثرات ہر ایک تک پہنچیں گے اس فتنہ میں قتل ہو جانے والے لوگ بھی دوزخ میں جائیں گے نیز اس فتنہ کے وقت زبان کھولنا یعنی کسی کو برا بھلا کہنا اور عیب جوئی ونکتہ چینی کرنا تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت مضر ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1333)

اس فتنہ سے مراد باہمی قتل وقتال اور لوٹ مار کا وہ فتنہ ہے جو مختلف گروہ، حق وسچائی کو ثابت کرنے اور دین کا جھنڈا بلند کرنے اور حق وانصاف کی مدد کے لئے نہیں بلکہ محض جاہ اقتدار اور دولت وسلطنت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کا خون بہانے اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے لگتے ہیں۔ اس وضاحت سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ اس فتنہ کے مقتولین بھی دوزخ میں کیوں جائیں گے، چنانچہ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر لوٹ مار کی خاطر کسی سے لڑے اور اس لڑائی کے دوران مارا جائے تو وہ نہ شہید کہلاتا ہے اور نہ اس کی موت کوئی بامقصد موت کہلاتی ہے بلکہ وہ ایک ایسی موت کے ہاتھوں مرتا ہے جو دین وشریعت کے تقاضوں اور اسلامی احکام کے خلاف جنگ وجدل کی صورت میں آتی ہے لہٰذا جس طرح ناحق خون بہانے والا قاتل دوزخ میں جائے گا اسی طرح وہ مقتول بھی دوزخ کی آگ کا مستوجب ہوگا۔

بَابُ مَا يُرَخَّصُ فِيهِ مِنَ الْبَدَاوَةِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنے کے زمانے میں ویرانوں میں جانے کی رخصت

4267- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: عنقریب وہ وقت آئے گا جب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جنہیں ساتھ لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے گا یا جنگلات میں چلا جائے گا۔ وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگے گا۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ

باب: فتنے کے زمانے میں جنگ کرنے کی ممانعت

4268 - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ - يَعْنِي - فِي الْقِتَالِ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ، فَقَالَ: ارْجِعْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ

❀❀ احنف بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نکلا میرا ارادہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں) جنگ میں شریک ہونے کا تھا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے فرمایا: تم واپس چلے جاؤ کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آ جائیں تو قتل کرنے والا اور قتل ہونے والا جہنم میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! قاتل تو ٹھیک ہے مقتول کا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے مقابل فریق کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

4269 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ بِإِسْنَادِهِ، وَمَعْنَاهُ مُخْتَصَرًا

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس کے مضامین مختصر ہیں۔

بَابٌ فِي تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

باب: مومن کو قتل کرنے کا شدید (گناہ) ہونا

1/4270 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ دِهْقَانَ، قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ بِذُلُقْيَةَ، فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ، يَعْرِفُونَ ذَلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِئُ بْنُ كُلْثُومِ بْنِ شَرِيكٍ الْكِنَانِيُّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا، وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ، قَالَ لَنَا خَالِدٌ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ، إِلَّا مَنْ مَاتَ

4268- إسناده صحيح. الحسن: هو ابن أبي الحسن البصري، ويونس: هو ابن عبيد، وأيوب: هو ابن أبي تميمة، وأبو كامل: هو فضيل بن حسين الجحدري. وأخرجه البخاري (31)، ومسلم (2888)، والنسائي في "الكبرى" (3575) من طريق حماد بن زيد، بهذا الإسناد. زاد مسلم في إحدى روايتيه والنسائي: المعلى بن زياد مع أيوب ويونس. وأخرجه مسلم (2888) وابن ماجه (3965)، والنسائي في "الكبرى" (3568) من طريق ربعي بن حراش، عن أبي بكرة. وهو في "مسند أحمد" (20424) و (20439)، و"صحيح ابن حبان" (5945) و (5981)

مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔

خالد بن دہقان بیان کرتے ہیں' ہم لوگ قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک تھے۔ ہم اس وقت ''زلقیہ'' کے مقام پر موجود تھے۔ فلسطین سے تعلق رکھنے والا ایک شخص وہاں آیا جو وہاں کے معززین اور شرفاء میں شمار ہوتا تھا۔ لوگ اسے پہچانتے تھے۔ اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک الکنانی تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ وہ ان کی حیثیت سے واقف تھا۔ خالد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث سنائی وہ بتاتے ہیں' میں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتی ہیں' میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

''اللہ تعالیٰ عنقریب ہر ایک کے گناہ کی مغفرت کر دے گا ماسوائے اس شخص کے جس نے شرک کیا ہو یا وہ مومن جس نے کسی دوسرے مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو''۔

ہانی بن کلثوم بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی مسلمان کو قتل کر دے اور جو شخص اس پر راضی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں کرے گا۔

راوی بیان کرتے ہیں' اس کے بعد خالد نے ہمیں ابن ابی زکریا کے حوالے سے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مومن ہمیشہ بے غم اور نیک رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام قتل کا ارتکاب نہیں کرتا۔ جب وہ حرام قتل کا ارتکاب کر لیتا ہے تو وہ بوجھل اور سست ہو جاتا ہے''۔

ہانی بن کلثوم نے محمود بن ربیع کے حوالے سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس کی مانند حدیث نقل کی ہے۔

2/4270 - فَقَالَ هَانِئُ بْنُ كُلْثُومٍ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ، يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ، لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا، وَلَا عَدْلًا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مومن کو قتل کرے اور اس کے قتل کو درست سمجھے تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کرے گا۔

3/4270 - قَالَ لَنَا خَالِدٌ: ثُمَّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ. وَحَدَّثَ هَانِئُ بْنُ كُلْثُومٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مسلمان اس وقت تک ٹھیک اور نیک رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام قتل کا مرتکب نہیں ہوتا جب وہ حرام قتل کا مرتکب ہو پھر وہ خراب ہو جاتا ہے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4271 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُبَارَكٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، أَوْ غَيْرُهُ، قَالَ: قَالَ خَالِدُ بْنُ دِهْقَانَ، سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى الْغَسَّانِيَّ عَنْ قَوْلِهِ: اعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ قَالَ: الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي الْفِتْنَةِ، فَيَقْتُلُ أَحَدُهُمْ، فَيَرَى أَنَّهُ عَلَى هُدًى، لَا يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ يَعْنِي مِنْ ذٰلِكَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَاعْتَبَطَ: يَصُبُّ دَمَهُ صَبًّا

خالد بن دہقان بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں دریافت کیا: اعتبط بقتلہ تو انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو فتنے کے زمانے میں قتل وغارت کریں گے۔ ان میں سے کوئی ایک شخص قتل کرے گا اور وہ یہ سمجھے گا کہ وہ ہدایت پر ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہیں کرے گا۔ یعنی اپنے اس عمل کی مغفرت طلب نہیں کرے گا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فاعتبط کا مطلب خون بہا دینا ہے۔

4272 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُجَالِدِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فِي هٰذَا الْمَكَانِ يَقُولُ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا) (النساء: 93) بَعْدَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) (الفرقان: 68) بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس جگہ یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں: یہ آیت

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا''۔

یہ آیت اس آیت کے بعد نازل ہوئی جو سورۂ فرقان میں ہے:

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو البتہ حق کے ساتھ (قتل) کرتے ہیں''۔

یہ پہلی والی آیت دوسری کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔

4273 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَوْ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَمَّا نَزَلَتِ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ) (الفرقان: 68) قَالَ مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ: قَدْ قَتَلْنَا

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ، وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللهُ: (إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ) (الفرقان: 70)، فَهَذِهِ لِأُولَئِكَ. قَالَ: وَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) (النساء: 93) الْآيَةَ. قَالَ: الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا، فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ لَا تَوْبَةَ لَهُ. فَذَكَرْتُ هَذَا لِمُجَاهِدٍ، فَقَالَ: إِلَّا مَنْ نَدِمَ.

ترجمہ: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: سورۂ فرقان میں موجود یہ آیت جب نازل ہوئی:

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے کسی جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے البتہ حق کے ہمراہ (قتل کرتے ہیں)''۔

تو اہل مکہ سے تعلق رکھنے والے مشرکین نے کہا: ہم نے تو اس جان کو قتل کیا ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے ہمراہ دوسرے معبود کی پرستش بھی کرتے رہے ہیں اور ہم گناہوں کا ارتکاب بھی کرتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''ماسوائے اس کے جو توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے یہی وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جہاں تک سورۂ نساء میں موجود اس آیت کا تعلق ہے۔

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اسلامی احکام کو جان لے اور پھر کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہوگا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

راوی بیان کرتے ہیں' میں نے اس بات کا تذکرہ مجاہد سے کیا تو انہوں نے بتایا: اگر وہ شخص ندامت کا شکار ہو (اور توبہ کر لے) تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔

4274 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي يَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ فِي (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ) (الفرقان: 68) أَهْلِ الشِّرْكِ. قَالَ: وَنَزَلَ (يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ) (الزمر: 53)

❁❁ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس قصے میں یہ نقل کرتے ہیں

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ دوسرے معبود کی عبادت کرتے ہیں''۔

اس سے مراد اہل شرک ہیں جبکہ (مسلمانوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی)

''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو''۔

4275 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا) (النساء: 93)، قَالَ: مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' یہ آیت

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے''۔ اس آیت کو کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

4276 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، فِي قَوْلِهِ: (وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) (النساء: 93)، قَالَ: هِيَ جَزَاؤُهُ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهُ فَعَلَ

ابو مجلز اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہوگا''۔

ابو مجلز کہتے ہیں یہ اس کا بدلہ ہے اگر اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

بَابُ مَا يُرْجَى فِي الْقَتْلِ

باب: قتل ہونے والے کے لئے کس ثواب کی اُمید ہے

4277 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ فِتْنَةً، فَعَظَّمَ أَمْرَهَا، فَقُلْنَا: - أَوْ قَالُوا: - يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَئِنْ أَدْرَكَتْنَا هٰذِهِ لَتُهْلِكَنَّا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا، إِنَّ بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلَ، قَالَ سَعِيدٌ: فَرَأَيْتُ إِخْوَانِي قُتِلُوا

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ نے فتنے کا تذکرہ کیا اور اس کی شدید مذمت کی۔ ہم نے عرض کی: یا شاید لوگوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر وہ ہم تک پہنچ جائے اور ہمیں برباد کرے تو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں۔ تمہارے لئے قتل ہو جانا کافی ہے۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا کہ انہیں قتل کر دیا گیا۔

4278 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمَّتِي هٰذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ، وَالزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت ''اُمت مرحومہ'' ہے۔ اس پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ اس کا عذاب دنیا میں فتنوں' قتلوں اور زلزلوں کی صورت میں ہوگا۔

4275-إسناده صحيح. سفيان: هو ابن سعيد الثوري، وعبد الرحمن: هو ابن مهدي. وأخرجه البخاري (4590) و(4763)، ومسلم (3023)، والنسائي في "الكبرى" (3449) و (11050) من طريق المغيرة بن النعمان، به.

۱.

کِتَابُ الْمَهْدِيِّ

کتاب: مہدی کے بارے میں روایات

بارہ خلفاء کا قریش سے ہونے کا بیان

4279 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى يَكُونَ عَلَيْكُمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ، فَسَمِعْتُ كَلَامًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَفْهَمْهُ، قُلْتُ لِأَبِي: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا، جب تک تم پر بارہ خلفاء نہیں آجائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک پر امت کا اتفاق ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں' پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا، میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: وہ سب قریش سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

شرح

اس حدیث کے معنی و مفہوم کے تعین میں مختلف اقوال بھی ہیں اور علماء نے اشکال کا اظہار بھی کیا ہے۔ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر جو بات مفہوم ہوتی ہے وہ یہ کہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصلاً یکے بعد دیگرے بارہ خلفاء ہوں گے جن کے زمانہ خلافت میں دین کا نظام مستحکم و برقرار رہے گا، ان کے وجود سے اسلام کو شان و شوکت حاصل ہوگی اور نہ صرف یہ کہ خود وہ تمام بارہ خلفاء دین و مذہب کے سچے پابند و تابعدار ہوں گے بلکہ ان کی خلافت و عدالت سے حق و انصاف کے مطابق احکام و ہدایات کا اجراء و نفاذ ہوگا حالانکہ تاریخی اور واقعاتی طور پر جو کچھ پیش آیا ہے وہ اس بات کی شہادت نہیں دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خلافت و امارت پر فائز ہونے والوں میں بنی مروان میں کہ وہ خلفاء و امراء بھی تھے جو نہ صرف یہ کہ اپنی سیرت اور طور طریقوں کے اعتبار سے دین و مذہب سے مناسبت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی ظالمانہ اور مفسدانہ کارروائیوں سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصانات اور مصائب برداشت کرنا پڑے علاوہ ازیں وہ صحیح حدیث بھی ہے جس کے

4279- حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لجهالة أبي خالد - والد إسماعيل - ولكنه متابع. كما في الطريقين التاليين و كما سيأتي في التخريج. وأخرجه البخاري (7222)، ومسلم (1821) من طريق عبد الملك بن عمير، ومسلم (1821) من طريق حصين بن عبد الرحمن، ومسلم (1821)، والترمذي (2372) من طريق سماك بن حرب، والترمذي (2373) من طريق أبي بكر بن أبي موسى، أربعتهم عن جابر بن سمرة. وهو في "مسند أحمد" (20814) و"صحيح ابن حبان" (6662) و (6663).

مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت کا نظام قائم رہے گا اور اس کے بعد ظلم وزیادتی پر مبنی بادشاہت آجائے گی" چنانچہ تمام علماء کرام رحمہم اللہ علیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تیس برس کے عرصہ یعنی خلافت راشدہ کے بعد جو نظام حکومت ظاہر ہوا اس کو خلافت نہیں بلکہ بادشاہت وامارت کہنا چاہئے یہ ایک اہم اشکال ہے اور اسی بناء پر علماء کرام نے اس حدیث کی توجیہ وتاویل میں مختلف اقوال پیش کئے ہیں ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ " بارہ خلیفوں" سے مراد وہ بارہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سریرآرائے خلافت اور حکومت وسلطنت ہوئے۔

اور ان کے زمانہ اور اقتدار وحکومت میں مسلمانوں کے ظاہری حالات ومعاملات اور رعایا کے مفاد کے اعتبار سے سلطنت وحکومت کا نظام مستحکم ومتوازن رہا اگرچہ ان میں سے بعض برسر اقتدار لوگ ظلم وبے انصافی کے راستہ پر بھی چلے، باہمی اختلاف ونزاع اور خرابیوں کا بھیانک ظہور ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کے عہد اقتدار میں ہوا جو ان میں بارہواں شخص تھا، اس شخص کی امارت اس وقت قائم ہوئی جب اس کے چچا ہشام ابن عبدالملک کا انتقال ہوا پہلے تو لوگوں نے ولید ابن یزید کی امارت پر اتفاق کیا اور ان کا اتفاق چار برس تک قائم رہا لیکن چار برس کے بعد لوگ اس کے خلاف کھڑے ہوئے اور اس کو مار ڈالا، اس دن سے صورت حال میں تغیر پیدا ہو گیا اور فتنہ وفساد پوری طرح پھیل گیا یہ قول قاضی عیاض کی طرف منسوب ہے۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے اس قول کی تحسین کی ہے اور کہا ہے کہ ار یث کی جتنی توجیہات کی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال منقول ہیں ان سب میں یہی قول سب سے زیادہ مناسب اور سب زیادہ قابل ترجیح ہے اور اس کی تائید ان الفاظ سے ہوتی ہے جو اسی حدیث کے جزء کے طور پر بعض صحیح طرق میں منقول ہیں کہ ہم يجتمع عليه امر الناس" اور" جمع" سے مراد ان خلفاء کی بیعت پر لوگوں کا اتفاق واجتماع اور ان کی قیادت وسرداری کرنا ہے اگرچہ کراہت کے ساتھ ہو۔ نیز اس حدیث سے ان خلفاء کی جو مدح وتوصیف مفہوم ہوتی ہے وہ دین عدالت اور حق کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ سیاسی وانتظامی معاملات میں استحکام واستواری اور حکومت وامارت کے تئیں اتفاق واتحاد کے اعتبا ہے رہی اس صحیح حدیث کی بات جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کو تیس سال میں منحصر بیان فرمایا ہے تو وہاں خلافت ادخلافت کبریٰ ہے جو اصل میں خلافت نبوت ہے جب کہ اس حدیث میں خلافت امارت" مراد ہے چنانچہ خلفائے راشدین ــ بعد جو امراء (سربراہان حکومت) گذرے ان کو بھی خلیفہ ہی کہا جاتا ہے۔

اگرچہ ان کو خلیفہ کہنا مجازی معنی کے اعتبار سے ہے مذکورہ بالا پہلے قول کو اگرچہ علامہ ابن حجر نے اولی وارجح قرار دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ لایزال الاسلام عزیزا اور لایزال الدین قائما کے ساتھ یہ قول کھلی ہوئی عدم مناسبت کا حامل ہے کیونکہ یہ الفاظ ان بارہ خلفاء کی اس مدح وتعریف کا صریح مظہر ہیں کہ ان کے زمانہ خلافت وامارت میں دین کو استحکام حاصل رہے گا حق کا بول بالا ہوگا اور ان کے عدل وانصاف کے ذریعہ اسلام کی شان وشوکت اور قوت کا اظہار ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ " خلفاء " سے مراد عادل وانصاف پرور خلفاء اور نیک طینت وپاکباز امراء ہیں جو اپنے ذاتی اوصاف حمیدہ کی بناء پر " خلافت" کا صحیح مصداق اور منصب امارت کے اہل ہوں، اس صورت میں حدیث کا لازمی مطلب یہ بیان کرنا نہیں ہوگا کہ یہ بارہ خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد متصلاً یکے بعد دیگرے منصب خلافت وامارت پر متمکن ہوں گے جب کہ ہو سکتا

ہے کہ اصل مقصد اس طرح کے خلفاء وامراء کی محض تعداد بیان کرنا ہو خواہ ان کا ظہور کسی بھی عہد وزمانہ میں ہو اور بارہ کا عدد قیامت تک کسی وقت جا کر پورا ہو تو رپشتی کے مطابق اس حدیث اور اس بارہ میں منقول دوسری احادیث کے مفہوم ومعنی کے تعین میں یہی قول زیادہ بہتر ومناسب اور قابل ترجیح ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس حدیث میں اس طرح کے ان بارہ خلفاء وامراء کا ذکر مراد ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد منصب خلافت وامارت پر فائز ہوں گے گویا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش خبری فرمائی کہ آخر زمانہ میں قریش سے نسبی تعلق رکھنے والے ایسے بارہ افراد مسلمانوں کی ملی وملکی اور حکومتی قیادت کے امین بنیں گے جن کے زمانہ اقتدار وامارت میں دین ومذہب کو عروج حاصل ہوگا اور اسلام کی شان وشوکت دوبالا ہوگی ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب مہدی کا انتقال ہوگا تو قیادت واقتدار کے مالک، یکے بعد دیگرے جو پانچ آدمی ہوں گے وہ سبط اکبر یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کے بعد قیادت واقتدار کی باگ ڈور یکے بعد دیگرے ان پانچ آدمیوں کے ہاتھ میں آئے گی جو سبط اصغر حضرت سید نا حسین رضی اللہ عنہ شہید کی اولاد میں سے ہوں گے اور ان میں آخری شخص اپنا ولی عہد ایسے شخص کو بنائے گا جو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوگا اور مملکت وملت کی امامت وسربراہی کے سلسلہ کا گیارہواں فرد ہوگا پھر جب یہ گیارہواں شخص اپنا زمانہ اقتدار پورا کر کے انتقال کرے گا تو اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوگا اور مسند اقتدار کا مالک بنے گا۔

اس طرح بارہ کا عدد پورا ہو جائے گا اور ان بارہ میں کا ہر شخص امام عادل اور ہادی مہدی ہوگا جس کی عدالت انصاف پسندی، دینداری اور رعایا سے اسلام اور مسلمانوں کو زبردست شان وشوکت اور سربلندی وہر دلعزیزی حاصل ہوگی اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر مذکورہ بالا دوسرے قول کو ایک معقول اور بہترین توجیہ قرار دیا جاسکتا ہے ویسے ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی نقل کی جاتی ہے جس میں انہوں نے حضرت امام مہدی کے اوصاف ومحاسن بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان (امام مہدی) کے وجود سے ہر رنج وفکر کو دور کر دے گا اور ان کے عدل وفتنہ کا سد باب ہو جائے گا ان کے زمانہ کے بعد پھر قیادت واقتدار کی باگ ڈور ان بارہ آدمیوں کے ہاتھ میں آجائے گی جو یکے بعد دیگرے ڈیڑھ سو سال تک مملکت کی زمام کار سنبھالے رہیں گے۔

اور چوتھا قول یہ ہے کہ اصل مراد ایک ہی زمانہ میں بارہ خلفاء کا پایا جانا ہے جو اپنی اپنی جگہ خود مختیار حیثیت کا دعویٰ کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کی اطاعت کرنے والے لوگوں کا الگ الگ گروہ ہوگا اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ (ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) وہ وقت آنے والا ہے جب میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے" اس ارشاد گرامی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مقصد یہ خبر دینا تھا کہ میرے بعد نت نئے فتنوں کا ظہور ہوگا اور طرح طرح کے اختلافی ونزاعی معاملات اٹھ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ ایک زمانہ میں بارہ خلفاء اپنی الگ الگ خلافت کا دعویٰ کریں گے اس آخری قول کے مطابق حدیث کی مراد گویا یہ ہوگی کہ بیک وقت بارہ خلفاء کے وجود کے زمانہ سے پہلے کے زمانہ تک تو مسلمانوں کی موثر اجتماعی وتنظیمی حیثیت برقرار رہے گی دین کا نظام مستحکم واستوار رہے گا اور اسلام کی عزت وشوکت بڑھتی رہے گی لیکن اس زمانہ میں (جب کہ بیک وقت بارہ خلفاء ہوں گے) اختلاف ونزاع کا فتنہ پھوٹ پڑے گا اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی منتشر ہونے لگے گی۔ لیکن

پہلے اقوال کے مطابق حدیث کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بارہ خلفاء کے زمانے تک اسلام اور مسلمانوں کا نظام سب ٹھیک ٹھاک
واستوار رہے گا اس نظام میں جو خلل واختلاط پیدا ہوگا وہ ان زمانے کے بعد ہوگا۔ شیعوں نے اس حدیث میں بارہ خلفاء سے مراد
اس پر محمول ومنطبق کیا ہے کہ وہ اہل بیت میں سے ہوں گے خواہ وہ منصب خلافت پر حقیقۃً فائز ہوں خواہ خلافت کا استحقاق رکھنے کے
باوجود منصب خلافت پر فائز نہ ہو سکیں۔

4280 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ هَذَا الدِّينُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً. قَالَ: فَكَبَّرَ النَّاسُ وَضَجُّوا، ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيفَةً، قُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَتِ، مَا قَالَ، قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا: آپ نے فرمایا: یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک بارہ خلفاء رہیں گے۔ اس پر لوگوں نے بلند آواز میں تکبیریں کہیں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پست آواز میں کوئی کلمہ ارشاد فرمایا تو میں نے اپنے والد سے دریافت کیا: ابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: وہ سب قریش سے تعلق رکھتے ہوں گے۔

4281 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ زَادَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فَقَالُوا: ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا، قَالَ: ثُمَّ يَكُونُ الْهَرْجُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے، تو قریش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض [illegible] ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر قتل و غارت ہوگی۔

4282 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدٍ، حَدَّثَهُمْ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ فِطْرٍ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ - قَالَ زَائِدَةُ فِي حَدِيثِهِ: لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا - حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِنِّي - أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي - يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي، وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي زَادَ فِي حَدِيثِ فِطْرٍ: يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا، وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَقَالَ: فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: لَا تَذْهَبُ، أَوْ لَا تَنْقَضِي، الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ

4280-إسناده صحيح. عامر: هو ابن شراحيل الشعبي، وداود: هو ابن أبي هند. وأخرجه مسلم (1821) من طريق داود بن أبي هند، و(1821) من طريق عبدالله بن عون، كلاهما عن الشعبي، به. وهو في "مسند أحمد" (20879)، و"صحيح ابن حبان" (6663).

مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَفْظُ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرٍ بِمَعْنَى سُفْيَانَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر دنیا ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے۔

زائدہ نامی راوی اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس ایک دن کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ لوگ اتفاق کریں گے کہ اور وہ (اللہ تعالیٰ) اُن (لوگوں) میں مجھ سے (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو بھیجے گا۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔ اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔

فطر نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جیسے وہ پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔

سفیان نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: دنیا اس وقت تک نہیں جائے گی (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ختم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والا شخص عرب کا حکمران نہیں ہوگا۔ اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمر اور ابوبکر نامی راویوں کی روایتوں کے الفاظ سفیان کی روایت جیسے ہیں۔

4283 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا فِطْرٌ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ، لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا

❁❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' آپ نے فرمایا ہے: اگر زمانہ ختم ہونے میں صرف ایک دن رہ جائے تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل سے یوں بھر دے گا جیسے پہلے وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔

4284 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ: وَسَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيحِ يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا

4283- إسناده صحيح. أبو الطفيل: هو عامر بن واثلة، وفطر: هو ابن خليفة، وهذا الأخير -وان رمي بالتشيع- لم يأت بما ينكر، وقد وافقه رواية ابن مسعود وغيره كما في الحديث السالف قبله. وقال العلامة العظيم آبادي: سنده حسن قوي. وأخرجه ابن أبي شيبة 15/ 198، وأحمد(773)، والبزار (493) وابن قانع في "معجم الصحابة"2/ 259، وأبو عمرو الداني في "الفتن "(561)، والبيهقي في "الاعتقاد" ص216، والبغوي في "شرح السنة "(4279) من طريق فطر بن خليفة، بهذا الإسناد. وأخرجه أحمد(773)، والبيهقي في "الاعتقاد" ص 215و 216من طريق فطر ابن خليفة، عن حبيب بن أبي ثابت، عن أبي الطفيل، عن علي بن أبي طالب. وحبيب ثقة أيضاً، فلا يضر هذا الاختلاف، لأن الحديث حيثما دار، دار على ثقة. وأخرج عبد الرزاق في "مصنفه "(20776)، ومن طريقه أبو عمرو الداني (422) و (552).

۞۞ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مہدی'' میرے خاندان سے تعلق رکھتا ہوگا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر نامی راوی بیان کرتے ہیں۔ میں نے اپنے استاد ابوالملیح کو سنا ہے وہ علی بن نفیل نامی راوی کی تعریف کر رہے تھے اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔

4285 - حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَهْدِيُّ مِنِّي، أَجْلَى الْجَبْهَةِ، أَقْنَى الْأَنْفِ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا، يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ.

۞۞ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہدی مجھ سے ہوگا اور وہ روشن پیشانی اور اونچی ناک کا مالک ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے پہلے ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات برس تک حکومت کرے گا۔

4286 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَـ ـنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ صَاحِبٍ لَهُ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَـ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ، فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَ ـلُ الشَّامِ، وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَ ـلْبٌ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا، فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ، وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ فَيَقْسِمُ الْمَالَ، وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ: تِسْعَ سِنِينَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: سَبْعَ سِنِينَ

۞۞ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص نکل کر مکہ چلا جائے گا۔ اہل مکہ سے تعلق رکھنے والے افراد اس کے پاس آئیں گے اور اسے نکلنے کے لئے کہیں گے۔ وہ اس بات کو ناپسند کرے گا تو وہ لوگ ''رکن'' اور ''مقام ابراہیم'' کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر ان کی طرف اہل شام کی طرف سے ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ ان لوگوں کو مکہ اور مدینہ کے درمیان ''بیداء'' کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا جب لوگ یہ دیکھیں گے تو شام اور عراق کے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر قریش سے تعلق رکھنے والا ایک شخص بڑا ہوگا جس کے ننھیال بنی کلب ہوں

گے۔ ان لوگوں کی طرف ایک لشکر بھیجے گا یہ لوگ ان پر غالب آ جائیں گے۔ یہ بنی کلب کا لشکر ہوگا۔ اس شخص کے لئے خرابی ہے جو بنی کلب کے مال غنیمت میں شامل نہیں ہوگا۔ پھر وہ (مہدی) مال کو تقسیم کرے گا اور لوگوں کے درمیان ان کے نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق حکومت کرے گا۔ وہ اسلام کو پوری دنیا میں پھیلا دے گا اور سات برس تک رہے گا پھر اس کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: بعض راویوں نے ''نو'' برس کا تذکرہ کیا ہے اور بعض راویوں نے سات برس کا تذکرہ کیا ہے۔

4287 - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ: تِسْعَ سِنِيْنَ

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: وَقَالَ غَيْرُ مُعَاذٍ، عَنْ هِشَامٍ: تِسْعَ سِنِيْنَ.

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں نو برس کا ذکر ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معاذ کے علاوہ دیگر راویوں نے ''نو'' برس کا ذکر کیا ہے۔

4288 - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا اَبُو الْعَوَّامِ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ مُعَاذٍ اَتَمُّ.

عبداللہ بن حارث نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے تاہم معاذ نامی راوی کی نقل کردہ حدیث زیادہ مکمل ہے۔

4289 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخَسْفِ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟ قَالَ: يُخْسَفُ بِهِمْ، وَلٰكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نِيَّتِهِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جس میں زمین میں دھنسائے جانے والے لوگوں کا قصہ بیان کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس شخص کا کیا انجام ہوگا جو زبردستی ساتھ لایا گیا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سب کو دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن انہیں ان کی نیت کے مطابق زندہ کیا جائے گا۔

1/4290 - قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَنَظَرَ اِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمّٰى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ، يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ، وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ - ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً - يَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا

امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنے سند کے ہمراہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف

دیکھا اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہوگا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے یہ نام دیا ہے اور عنقریب اس کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام تمہارے نبی علیہ السلام کے نام جیسا ہوگا۔ وہ اخلاق میں تمہارے نبی علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوگا لیکن ظاہری شکل وصورت میں تمہارے نبی علیہ السلام سے مشابہت نہیں رکھتا ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں' پھر اس کے بعد انہوں نے پورا قصہ بیان کیا جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ شخص زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔

2/4290 - وَقَالَ هَارُوْنُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ اَبِي الْحَسَنِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ: الْحَارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ، عَلٰى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَنْصُوْرٌ، يُوَطِّئُ - اَوْ يُمَكِّنُ - لِآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [illegible]ب عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ اَوْ قَالَ: اِجَابَتُهُ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہلال بن عمرو کہتے ہیں میں [illegible]ضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''ماوراء النہر'' سے ایک شخص نکلے گا جس کا نام حار[illegible]ث بن حراث ہوگا۔ اس کے ہراول دستے میں ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔ وہ محمد (ﷺ) کے گھر والوں کی اس طرح تائید [illegible] گا جیسے قریش نے نبی اکرم ﷺ کی تائید کی تھی۔ ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا واجب ہوگا۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی دعوت کو قبول کرنا لازم ہوگا۔

كِتَابُ الْمَلَاحِمِ

کتاب: (امت میں رونما ہونے والے اہم) معرکوں کا بیان

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي قَرْنِ الْمِائَةِ

باب: ایک صدی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4291 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ شَرَاحِيلَ بْنِ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيِّ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِيمَا أَعْلَمُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں، ہر ایک سو سال بعد، اس شخص کو بھیجے گا، جو ان کے لیے دین (کے کام) کی تجدید کرے گا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن نے یہ روایت نقل کی ہے، تاہم وہ شراحیل سے آگے نہیں بڑھا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ مَلَاحِمِ الرُّومِ

باب: رومیوں کے ساتھ جنگ کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

4292 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، قَالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ، فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ الْهُدْنَةِ، قَالَ: قَالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مِخْبَرٍ، رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ

4291-إسناده صحيح، وقد احتج بهذا الحديث أحمد بن حنبل، فقال: إن الله يقيض للناس في رأس كل مئة من يعلمهم السنن وينفي عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الكذب. وقد ذكره الحافظ في "توالي التأسيس" ص 49 - 46من طرق عن أحمد بن حنبل، ثم قال: وهذا يشعر بأن الحديث كان مشهوراً في ذلك العصر، ففيه تقوية للسند المذكور، مع أنه قوي لثقة رجاله وصححه أيضاً ملا علي القاري في "مرقاة المفاتيح" 248 /1قلنا: أبو علقمة: هو الفارسي المصري سماه ابن عدي: مسلم بن بشار. وهو في كتاب "الرجال" لابن وهب كما في "الكامل" لابن عدي123 /1، ومن طريقه أخرجه الطبراني في "الأوسط" "(6527)، وابن عدي في "الكامل في الضعفاء 123 /1 "، والحاكم522 /4، وأبو عمرو الداني في "الفتن "(364)، والبيهقي في "معرفة السنن والآثار "(422)، وفي "مناقب الشافعي"53 /1، والخطيب في "تاريخه"62 - 61 /2، وابن عساكر في "تاريخ دمشق"338 /51،

جُبَيْرٌ عَنِ الْهُدْنَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: سَتُصَالِحُوْنَ الرُّوْمَ صُلْحًا آمِنًا، فَتَغْزُوْنَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ، فَتُنْصَرُوْنَ، وَتَغْنَمُوْنَ، وَتَسْلَمُوْنَ، ثُمَّ تَرْجِعُوْنَ حَتّٰى تَنْزِلُوْا بِمَرْجٍ ذِيْ تُلُوْلٍ، فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيْبَ، فَيَقُوْلُ: غَلَبَ الصَّلِيْبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّوْمُ، وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ

⊛⊛ حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں: مکحول اور ابن ابوزکریا، خالد بن معدان کی طرف روانہ ہوئے، تو میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، خالد نے جبیر بن نفیر کے حوالے سے ایک روایت نقل کی، جو مصالحت کے بارے میں تھی، تو جبیر نے کہا: آپ لوگ چلیں، ہم حضرت ذی مخبر کی طرف چلتے ہیں، یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں، ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو جبیر نے ان سے (مسلمانوں اور عیسائیوں) کی مصالحت کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"عنقریب تم رومیوں کے ساتھ پُرامن صلح کرو گے اور ان کے ساتھ مل کر ایـ ـن سے جنگ کرو گے، جو ان کے پار رہتا ہوگا اور تم لوگ ان پر غالب آ جاؤ گے، تمہیں غنیمت بھی حاصل ہوگی، تم ـت بھی رہو گے۔ پھر تم وہاں سے واپس آ ؤ گے اور ٹیلوں والے ایک میدان پڑاؤ کرو گے، تو عیسائیوں میں سے ایـ ـس صلیب کو بلند کر کے یہ کہے گا: صلیب غالب آ گئی، تو ایک مسلمان غصے میں آ جائے گا، وہ اسے قتل کر دے ـ ـقت رومی معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے اور جنگ کے لیے کٹھے ہو جائیں گے"۔

4293- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِـ ـنَا أَبُوْ عَمْرٍو، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، وَزَادَ فِيْهِ: وَيَثُوْرُ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى أَسْلِحَتِهِمْ، فَيَقْـ ـكْرِمُ اللهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ، إِلَّا أَنَّ الْوَلِيْدَ جَعَلَ الْحَدِيْثَ عَنْ جُبَيْرٍ، عَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: وَرَوَاهُ رَوْحٌ، وَيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَا ـمَا قَالَ عِيْسٰى

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

"مسلمان اپنے اسلحے کی طرف جائیں گے اور لڑائی شروع کر دیں گے، تو اللہ تعالیٰ اس گروہ کو شہادت سے سرفراز کرے گا"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جو حضرت ذی مخبر کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4293- إسناده صحيح كسابقه وماسلف برقم (2767) . أبو عمرو: هو عبد الرحمن ابن عمرو الأوزاعي، والوليد: هو ابن مسلم. وهو في "صحيح ابن حبان" (6708) و (6709) من طريق الوليد بن مسلم، به.

رومیوں سے جنگ کے متعلق مسلم کی حدیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میراث کا تقسیم
ہونا موقوف نہ ہو جائے گا۔ یعنی یا تو کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کے کثرت سے مارے جانے کی وجہ سے میراث کی تقسیم بند ہو
جائے گی کیونکہ اس وقت جو تھوڑے بہت مسلمان بچیں گے ان کو اتنا ہوش کہاں ہوگا کہ وہ اپنے مرنے والے مورثوں سے ترکہ
تقسیم کی طرف دھیان دیں یا شرعی احکام پر عمل آوری میں کوتاہی کے سبب لوگ میراث تقسیم کرنا بند کر دیں گے اور یا یہ کہ مرنے
والے لوگ اپنے ذمہ اتنے قرض اور مطالبات چھوڑ جائیں گے کہ ان کی ادائیگی کرنے کے بعد ترکہ میں سے اتنا بچے گا ہی نہیں کہ اس
کی تقسیم کی نوبت آئے اور جب تک مال غنیمت سے خوش ہونا نہ چھوڑیں گے (یعنی قیامت قائم ہونے سے پہلے ایک بات تو یہ ہوگی
میراث کی تقسیم نہ ہو پائے گی اور دوسری بات یہ ہوگی کہ مسلمان غنیمت کے مال سے خوش نہیں ہوا کریں گے اور یہ خوش نہ ہونا یا تو اس
اعتبار سے ہوگا کہ مال غنیمت ملنا ہی بند ہو جائے گا اور جب مال ملے گا نہیں تو کوئی خوش کہاں سے ہوگا اور یا خوش نہ ہونے سے یہ مراد
ہے کہ جو لوگ مال غنیمت کی حفاظت و تقسیم کے ذمہ دار ہوں گے وہ خیانت و بددیانتی کا ارتکاب کرنے لگیں گے جس کی وجہ سے مال
غنیمت ایماندار اور بادیانت لوگوں کے لئے کسی خوشی کا باعث نہیں ہوگا) پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان دونوں باتوں کی
حقیقت کو واضح کرنے اور صورت واقعہ ظاہر کرنے کے لئے بیان کیا کہ دشمن یعنی کافر اہل شام سے لڑنے کے لئے فوج اور طاقت جمع
کریں گے۔ ادھر مسلمان بھی ان کافروں سے مقابلہ کے لئے لشکر اور طاقت جمع کریں گے دشمن سے مراد رومی ہیں، چنانچہ مسلمان
اپنے لشکر میں کچھ فوج منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور اگر واپس آئے تو فتح یاب اور غالب ہو کر
آئے۔ پس دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے اور جنگ شروع ہو جائے گی یہاں تک کہ دونوں
لشکروں کے درمیان رات حائل ہو جائے گی اور جنگ کو روک دے گی نیز دونوں فریق اپنے اپنے ٹھکانوں میں واپس آجائیں گے
اور ان میں سے نہ کوئی غالب و فتح یاب ہوگا اور نہ کوئی مغلوب و مفتوح البتہ دونوں طرف کی فوج کے وہ چیدہ اور منتخب دستے جو لڑنے
کے لئے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے یعنی دونوں طرف کے لشکروں نے اپنے جن چیدہ فوجیوں کو لڑنے کے لئے
آگے بھیجا ہوگا وہ اس دن کی جنگ میں کام آجائیں گے۔ اور باقی تمام فوجی اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آجائیں گے، اس طرح
اس دن کی جنگ میں دونوں فریق برابر سرابر رہیں گے، نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب پھر دوسرے دن مسلمان ایک دوسرے لشکر کو
منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور واپس آئے تو فتح یاب ہو کر آئے پس دونوں طرف کے لشکر ایک
دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے درمیان رات حائل ہو جائے گی اور دونوں طرف کی
فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آجائیں گی ان میں سے نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب البتہ دونوں طرف کی فوج کے وہ چیدہ
دستے جو لڑنے کے لئے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے پھر تیسرے دن مسلمان ایک اور لشکر کو منتخب کر کے آگے
بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور اگر واپس آئے تو فتح یاب ہو کر آئے، پس دونوں طرف کے لشکر کو ایک دوسرے کے
خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے گی اور دونوں اطراف کے فوجی اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آجائیں گے ان

میں سے نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب البتہ دونوں طرف کے چیدہ دستے جو لڑنے کے لئے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر
جائیں گے۔ اور پھر جب چوتھا دن ہوگا تو مسلمانوں کی باقی ماندہ فوج کفار سے جنگ کے لئے نکل کھڑی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان کے
ہاتھوں کفار کو شکست دلوائے گا۔ بہرحال اس دن نہایت سخت اور خوفناک جنگ ہوگی اور مسلمان جان توڑ کر لڑیں گے اور ایسا لڑیں
گے کہ اس طرح کی لڑائی کبھی نہیں دیکھی گئی ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی پرندہ لشکر والوں کے اوپر سے گزرنا چاہے گا تو ان کو پیچھے
نہیں چھوڑ پائے گا یعنی ان سے آگے نہیں گزر سکے گا کہ مر کر زمین پر گر پڑے گا مطلب یہ کہ اس لڑائی میں اس کثرت سے لوگ
مارے جائیں گے کہ پورا میدان جنگ لاشوں سے پٹا پڑا ہوگا اور اگر کوئی پرندہ ان لاشوں کے اوپر سے گزرنا چاہے گا تو آگے نہیں جا
پائے گا بلکہ لاشوں کے ناقابل برداشت بدبو کی وجہ سے مر کر گر پڑے گا یا یہ کہ وہ میدان جنگ اتنا وسیع اور طویل ہوگی کہ اگر کوئی
پرندہ اس کے ایک سرے سے اڑ کر دوسرے سرے تک جانا چاہے گا تو نہیں جا پائے گا بلکہ اڑتے اڑتے تھک جائے گا اور مر کر گر
پڑے گا۔ پھر جب ایک باپ کے بیٹے یعنی کسی ایک خاندان یا کسی ایک سلسلے کے لوگ کہ جن کی تعداد سو ہوگی اپنوں کو شمار کرنا شروع
کریں تو ان میں سے صرف ایک مل پائے گا یعنی جنگ ختم ہونے کے بعد باقی ماندہ لشکر کے لوگ جانی نقصان کا جائزہ لینا شروع
کریں گے، چنانچہ ہر شخص اپنے اقارب اور متعلقین کو شمار کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ اگر اس کے اقارب اور متعلقین سو کی تعداد میں
جنگ میں شریک ہوئے تھے تو ان سو لوگوں میں سے ایک ہی شخص زندہ بچا ہے باقی سب کام آگئے ہیں، حاصل یہ کہ اس جنگ میں
جانی نقصان اس کثرت سے ہوگا کہ زندہ بچ رہنے والوں کا تناسب سو میں ایک ہوگا پس ایسی صورت میں جب کہ مرنے والوں کی
تعداد اس قدر بڑی ہوگی کون سا مال غنیمت خوشی کا باعث ہوگا اور کونسی میراث تقسیم ہوگی؟ بہرحال مسلمان اسی حالت میں ہوں گے
کہ اچانک ان کو ایک سخت لڑائی کی خبر معلوم ہوگی، جو پہلی لڑائی سے بھی زیادہ بڑی اور بھیانک ہوگی، پھر مسلمان یہ آواز سنیں گے کہ
جیسے کوئی اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے اہل وعیال کے درمیان دجال پہنچ گیا ہے (یہ خبر سنتے
ہی وہ) مسلمان اپنے ہاتھ کی چیزوں یعنی مال غنیمت کی اشیاء کو کہ جو انہیں ملی ہوں گی پھینک پھینک کر دجال کی طرف متوجہ ہو جائیں
گے اور پہلے وہ اپنے دس سواروں کو آگے بھیجیں گے تاکہ دشمن کے بارے میں واقفیت بہم پہنچائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ مسلمان جن سواروں کو آگے بھیجیں گے یقینا میں ان کے اور ان کے باپ کے نام بھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان
کے گھوڑے کس رنگ کے ہوں گے نیز وہ بہترین سوار ہوں گے، یا یہ فرمایا کہ وہ اس زمانہ کے روئے زمین کے بہتر سواروں میں
سے ہوں گے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1361)

شرطہ" فوج کے اس جانباز دستہ کو کہتے ہیں جو لشکر کے بالکل آگے ہو اور اپنی جانیں تک قربان کر دینے کے عزم کے ساتھ
میدان جنگ میں سب سے پہلے کودے۔ "یتشرط" کا لفظ اسی سے مشتق ہے جو باب تفعل سے نکالا گیا ہے نیز یہ لفظ باب
افتعال سے "یشترط" بھی نقل کیا گیا ہے بہرحال یہ جملہ لاترجع الا غالبۃ اصل میں شرطۃ للموت کی صفت کاشفہ مبینہ موضحہ ہے جس
کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اپنے جس جانباز دستہ کو آگے بھیجے گا اس کو یہ ہدایت ہوگی کہ وہ کسی بھی حالت میں دشمن کے
مقابلے سے بھاگے گا نہیں بلکہ سخت سے سخت حالت میں بھی محاذ پر ڈٹا رہے، یہاں تک کہ دشمن کو فنا کے گھاٹ اتار کر سرخ رو لوٹے یا خود

نا کے گھاٹ اتر جائے۔ فیجعل اللہ الدبرۃ علیہم میں لفظ "دبر" ادبار کا اسم ہے۔

بعض روایتوں میں یہ لفظ دابر بھی منقول ہے لیکن معنی کے اعتبار سے دنوں میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں ہی سے مراد شکست اور ہزیمت ہے۔ "فبای غنیمۃ" حرف ف تفریعیہ یا فصیحہ ہے اور طیبی نے لکھا ہے کہ یہ جملہ نحوی ترکیب کے اعتبار سے جزاء ہے شرط محذوف کی کہ پہلے تو مبہم طور پر فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میراث کا تقسیم ہونا موقوف نہ ہو جائے گا اور مسلمان مال غنیمت سے خوش ہونا چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد جملہ کی وضاحت آگے کی عبارت عدو یجمعون الخ دشمن یعنی کافر اہل اسلام سے لڑنے کے لئے فوج اور طاقت جمع کریں گے الخ۔ کے ذریعے کی اور اس وضاحت کو مذکورہ صفت (یعنی بڑی بھیانک اور خوفناک جنگ ہونے اور اس میں اس قدر جانی نقصان ہونے) کے ساتھ مقید کیا کہ میراث اس لئے تقسیم نہیں ہوگی اور مسلمانوں کو مال غنیمت سے اس لئے خوشی نہیں ہوگی کہ جہاں اتنا زیادہ جانی نقصان ہوا اور اس قدر کثرت سے لوگ مارے گئے ہوں وہاں تقسیم کہاں اور خوشی کہاں؟

طلیعہ" کریمہ کے وزن پر ہے اور اس کے معنی اس شخص کے ہیں جس کو دشمن کی خبر لانے کے لئے آگے بھیجا جائے۔ چنانچہ ان دس سواروں سے مراد فوجی جاسوسوں کی وہ ٹکڑی ہے جس کو دشمن کے حالات، ساز و سامان اور قوت و تعداد کی خبر لانے کے لئے دشمن کے ٹھکانوں کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد" میں ان کے اور ان کے باپ کا نام جانتا ہوں الخ" اعجاز نبوت کی دلیل ہے، یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ سینکڑوں سال بعد وقوع پذیر ہونے والے کسی واقعہ سے متعلق افراد کے نام اور ان کے باپ کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، نیز یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کی کلیات و جزئیات کو محیط ہے اور اس نے جس چیز کے بارے میں جس قدر مناسب جانا اس قدر علم اپنے رسول کو بھی عطا فرما دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ رومی اعماق یا دابق میں آنہ دھمکیں گے اور پھر مدینہ والوں کا ایک لشکر ان کے مقابلے کے لئے نکلے گا جس میں اس دن یعنی اس وقت کے روئے زمین کے سب سے بہتر لوگ شامل ہوں گے جب لڑائی کے لئے صف بندی ہوگی تو رومی یہ کہیں گے کہ ہمارے ان لوگوں کے درمیان کہ جو ہمارے لوگوں کو قید کر کے لائے ہیں، جگہ خالی کر دو تا کہ ہم ان سے لڑیں (یعنی جن مسلمانوں نے اس سے پہلے ہمارے خلاف جہاد کیا اور ہمارے کچھ لوگوں کو قیدی بنا کر لے آئے ان مسلمانوں کو ہمارے مقابلہ پر لاؤ کیونکہ ہم تم سب مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ بدلہ اتارنے کے لئے صرف ان ہی مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ گویا رومی یہ بات اس لئے کہیں تا کہ مسلمان ان کی باتوں میں آ کر اپنی اجتماعیت کھو دیں اور باہمی تفریق کا شکار ہو جائیں) لیکن مسلمان ان کو جواب دیں گے کہ واللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم تمہارے اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کے درمیان جگہ خالی نہیں کر سکتے یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان مسلمان بھائیوں کو تو تمہارے مقابلہ پر لڑنے کے لئے آگے کر دیں اور خود ایک طرف ہو جائیں، اگر لڑیں تو ہم سب لڑیں گے اور ایک ساتھ لڑیں گے چنانچہ سارے مسلمان رومیوں سے لڑنا شروع کر دیں گے اور جب گھمسان کا رن پڑے گا تو ان مسلمانوں

میں سے ایک تہائی مسلمان پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوں گے، جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اور ایک تہائی مسلمان جام شہادت نوش کریں گے، جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید قرار پائیں گے۔ اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مدد ونصرت کے ذریعے رومیوں کے مقابلے پر کامیابی عطا فرمائے گا اور ان کے ہاتھوں رومیوں کے شہروں کو فتح کرائے گا ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی فتنہ میں نہیں ڈالے گا۔ پھر مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے (یعنی اس شہر کو کافروں کے قبضہ سے لے لیں گے) اور اس کے بعد اس وقت جب کہ وہ مسلمان مال غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے اور اپنی تلوار کو زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے اچانک شیطان ان کے درمیان یہ بات پھونک دے گا کہ مسلمانو! تم یہاں مصروف ہو جب کہ تمہاری عدم موجودگی میں مسیح دجال تمہارے گھروں میں پہنچ گیا ہے۔ اسلامی لشکر کے لوگ یہ سنتے ہی قسطنطنیہ سے نکل کھڑے ہوں گے لیکن شیطان کی یہ خبر سراسر جھوٹی ثابت ہوگی، البتہ جب مسلمان شام پہنچیں گے تو پھر دجال ظاہر ہوگا مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کریں گے اور صف بندی میں مشغول ہوں گے کہ نماز کا وقت آجائے گا اور مؤذن تکبیر کہنے کے لئے کھڑا ہو چکا ہوگا۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے منارے پر اتریں گے پھر قدس آئیں گے اور مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ پھر اللہ کا وہ دشمن یعنی دجال جو اس وقت مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنا شروع ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس حالت میں چھوڑ دیں اور قتل نہ کریں تو وہ سارا گھل جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کئے بغیر خود مر جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت ومرضی چونکہ یہ ہوگی کہ اس کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں واقع ہو اس لئے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کروائے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو یا کافروں کو اور یا سب کو دجال کا خون اپنے نیزے کے ذریعے دکھائے گا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس نیزے سے دجال کو قتل کریں گے اور جو اس کے خون سے آلودہ ہوگا اس کو لوگوں کو دکھائیں گے کہ دیکھو میں نے اس دشمن اللہ کا کام تمام کر دیا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1360)

"اعماق اطراف مدینہ میں ایک جگہ کا نام تھا اسی طرح" وابق" مدینہ کے ایک بازار کا نام تھا۔ لیکن ایک قول جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں مدینہ سے مراد شہر حلب ہے جو ملک شام میں واقع ہے اور اعماق ووابق حلب وانطاکیہ کے درمیان دو مقامات کے نام ہیں، چنانچہ کتاب ازہار میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مدینہ سے مراد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں جس زمانہ کے واقعہ کے بارے میں پیش گوئی فرمائی گئی ہے اس وقت مدینہ منورہ کسی طرح بھی تخریب کاری یا کسی اسلام دشمن حملہ سے بالکل محفوظ ومامن ہوگا بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ مدینہ سے مراد شہر دمشق ہے۔"

جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا، سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ان لوگوں کی موت کفر کی حالت میں ہوگی اور وہ کبھی بھی عذاب سے نجات نہیں پائیں گے۔

ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی فتنہ میں نہیں ڈالے گا" کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان اپنے جس ایمانی استقلال وعزیمت اور اسلامی شجاعت وبہادری کا ثبوت دیں گے اس کا انعام ان کو یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی کسی آفت وبلا میں نہیں ڈالے گا اور نہ

جان وخون کی کسی آزمائش سے دوچار کرے گا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو کبھی بھی عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا پس یہ اس بات کی بشارت ہے کہ ان لوگوں کا خاتمہ بخیر ہوگا۔ "قسطنطنیہ" کے بارے میں زیادہ مشہور اور صحیح قول یہ ہے کہ اصل میں یہ لفظ "قسطنطنیہ" ہے لیکن بعض حضرات نے قسطنطنیہ کو زیادہ صحیح کہا ہے

قسطنطنیہ تاریخ کا ایک مشہور شہر ہے جو اپنے زمانہ میں رومیوں کا دارالسلطنت تھا اور ان کے سب سے بڑے شہروں میں ایک بڑا شہر مانا جاتا تھا، یہ شہر قسطنطین بادشاہ کی طرف منسوب ہے جس نے اس کو ۳۳۰ء میں بسایا اور رومی سلطنت کا پایہ تخت قرار پایا۔ اب اس شہر کو جو آبنائے فاسفورس کے کنارے واقع ہے استنبول کہا جاتا ہے اور ترکی کی مملکت میں شامل ہے ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ یہ شہر صحابہ کے زمانہ میں فتح ہو گیا تھا اور تاریخی روایات کے مطابق دوسری مرتبہ یہ شہر ۱۴۵۳ء میں عثمانی ترکوں کے ذریعے فتح ہوا اور اب تک اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہے لیکن اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور پھر آخری زمانہ میں جب کہ قیامت قریب ہوگی، مسلمان اس کو فتح کریں گے اور اسی زمانہ میں کانے دجال کا ظہور ہوگا۔ فاذا جاء الشام (جب مسلمان شام پہنچیں گے) میں "شام" سے مراد "قدس" ہے جس کو "بیت المقدس" کہا جاتا ہے چنانچہ بعض روایتوں میں اس کی تصریح بھی ہے اور اس وقت بیت المقدس ملک شام ہی کی حدود میں تھا اب یہ فلسطین میں ہے جو ایک مستقل ملک ہے۔

مسلمانوں کی امامت کریں گے" کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت نماز تیار ہوگی اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے اور ان مسلمانوں میں حضرت امام مہدی بھی ہوں گے۔ لیکن ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کرنے کے لئے حضرت امام مہدی کو آگے بڑھائیں گے اور ان سے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت چونکہ تمہاری امامت کے لئے کہی گئی ہے اس لئے تم ہی نماز پڑھاؤ اس بات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس طرف اشارہ کرنا بھی ہوگا کہ اب مسلمانوں کے امیر و امام چونکہ تم ہو اس لئے مجھے بھی تمہاری اتباع کرنا چاہئے، نہ کہ تم میری اتباع کرو گے، میں مستقل طور پر امام و امیر بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میرا آنا صرف تمہاری مدد و معاونت اور تمہاری تائید و توثیق کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس نماز کی امامت فرمائیں گے۔

لیکن اس کے بعد نماز کی امامت برابر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ اس صورت میں کہا جائے گا کہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ فامھم (اور مسلمانوں کی امامت کریں گے) تو یہ تغلیباً ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی بعد میں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مسلمانوں کو نماز پڑھایا کریں گے، پس اس اعتبار سے اس وقت کی نماز کے بارے میں بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ یا یہ کہ امامت کریں گے" کے مجازی معنی مراد ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت مسلمانوں کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہیں گے۔

بَابٌ فِي أَمَارَاتِ الْمَلَاحِمِ

باب: ان معرکوں کی نشانیاں

4294 - حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَّالِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ، أَوْ مَنْكِبِهِ - ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا لَحَقٌّ كَمَا أَنَّكَ هَاهُنَا، أَوْ كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ يَعْنِي مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بیت المقدس کا آباد ہونا، یثرب کی آبادی ختم ہونے کا سبب بنے گا اور یثرب کی آبادی ختم ہونے کے نتیجے میں جنگ شروع ہوگی قسطنطنیہ فتح ہوگا تو دجال نکلے گا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس شخص کے زانوں پر، یا شاید اس کے کندھے پر مارا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ اس طرح ہوگا، جس طرح تم یہاں ہو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہو''۔

(راوی کہتے ہیں:) اس سے مراد یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (کے زانوں یا کندھوں پر ہاتھ مارا تھا)۔

شرح

بیت المقدس کی مکمل آبادکاری کو مدینہ منورہ کی تخریب کا سبب اس اعتبار سے قرار دیا گیا ہے کہ بیت المقدس اور اس کے علاقوں میں غیر مسلموں کا غلبہ ہو جائے گا اور وہ اس کے چپے چپے پر قابض و آباد ہو جائیں گے اور جب وہ دشمن اللہ بیت المقدس پر چھا جائیں گے تو ان کی نظریں مدینہ منورہ پر پڑیں گی اور وہ اس پاک شہر کی تخریب کا منصوبہ بنائیں گے جس کی وجہ سے مدینہ کے سارے لوگ اپنے شہر سے نکل کر ان دشمنان دین سے جنگ کرنے میں مشغول ہوں گے۔

یہاں حدیث میں مدینہ منورہ کا ذکر اس کے قدیم نام یثرب کے ذریعے کیا گیا ہے واضح رہے کہ لفظ یثرب اصل ثرب سے مشتق ہے جس کے معنی ہلاکت کے ہیں یا یہ کہ یثرب مدینہ کا ایک گاؤں تھا جس کو یثرب نامی شخص نے بسایا تھا، اسی کا نام سارے

4294- حديث ضعيف. عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان حسن الحديث إذا لم يأت بما ينكر أو يتفرد بما لا أصل له، وقد تفرد بهذا الحديث ولا يحتمل تفرد مثله به، ولهذا عده الحافظ الذهبي في ترجمته من "الميزان" في جملة مناكيره، على أنه اختلف عليه في إسناده، كما سيأتي. ومع ذلك جود إسناده ابن كثير في "النهاية" 94/ 1 وأخرجه أبو القاسم البغوي في "الجعديات" (3530)، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (520) والطبراني في "الكبير" 20/ (214)، وأبو محمد البغوي في "شرح السنة" (4252)، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" 56/ 520 من طريق علي بن الجعد، والطحاوي (519) من طريق الهيثم بن جميل، وابن أبي شيبة 15/ 135، والخطيب البغدادي في "تاريخه" 10/ 223 من طريق أبي النضر هاشم بن القاسم، ثلاثتهم عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، بهذا الإسناد.

شہر کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے تک یہ شہر یثرب ہی کہلاتا تھا، ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل دیا اور یہ شہر مدینۃ الرسول (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر کہا جانے لگا)، یہ معنی المدینہ سے بھی ادا ہوتے ہیں، لہٰذا عام طور پر المدینۃ کہا جاتا ہے یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا گیا ہے تو پھر اس حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب نام کیوں استعمال فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں مدینہ کو یثرب فرمانا، یثرب کہنے کی ممانعت نافذ ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جن حوادث وقائع کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب مذکورہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے قیامت کے قریب واقع ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کا وقوع پذیر ہونا دوسرے کے وقوع پذیر ہونے کی علامت اور نشانی ہوگی اگرچہ اس کا وقوع پذیر ہونا مدت اور تاخیر سے ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ اس حدیث میں تو فتح قسطنطنیہ کو دجال کے ظاہر ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے جب کہ پہلے جو حدیث گزری ہے اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان شیطان اچانک یہ اعلان کرے گا کہ تمہاری عدم موجودگی میں دجال تمہارے گھروں تک جا پہنچا ہے۔ اور جب مسلمان یہ اعلان سن کر دجال کی تلاش میں نکلیں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک جھوٹا اعلان تھا۔ پس ان دونوں حدیثوں میں تضاد کیوں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد محض قسطنطنیہ کی فتح کو دجال کے نکلنے کی علامت قرار دینا ہے کہ جب قسطنطنیہ فتح ہو جائے تو سمجھنا کہ اب دجال کا خروج ہوگا اور دجال کا خروج کس طرح ہوگا اور مسلمانوں کو اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوگا؟ پس حقیقت میں ان دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ علاوہ ازیں شیطان کے اس جھوٹے اعلان کا تعلق دجال کے خروج سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ وہ تو اس طرح کا جھوٹا اعلان صرف اس مقصد سے کرے گا، تاکہ مسلمانوں میں سراسیمگی اور بے اطمینانی پھیلا دی جائے اور وہ غنیمت کا مال تقسیم کرنے سے باز رہیں۔

بَابٌ فِي تَوَاتُرِ الْمَلَاحِمِ

باب: معرکوں کا یکے بعد دیگرے ہونا

4295 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ الْغَسَّانِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى، وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بڑی جنگ قسطنطنیہ کا فتح ہونا اور دجال کا ظہور سات مہینوں میں ہوگا''۔

4296 - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عِيسَى

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بڑی جنگ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا، چھ سال میں ہوگا اور ساتویں سال میں دجال کا ظہور ہوگا''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت عیسیٰ کی روایت سے زیادہ درست ہے۔

بَابٌ فِي تَدَاعِي الْأُمَمِ عَلَى الْإِسْلَامِ

باب: دوسری اقوام کا اسلام کے خلاف اکٹھا ہونا

4297 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا. فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ. فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عنقریب ایسا وقت آئے گا، جب دوسری امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو یوں بلائیں گی، جس طرح کھانے والے اپنے پیالے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، تو کسی نے عرض کی: کیا ان دنوں ہماری قلت اور کمی کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جی نہیں) بلکہ تم ان دنوں زیادہ تعداد میں ہوگے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دل سے تمہاری ہیبت کو نکال دے گا اور تمہارے دل میں وہن ڈال دے گا۔

سائل نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہن سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا سے محبت کرنا اور موت کو ناپسند کرنا''

بَابٌ فِي الْمَعْقِلِ مِنَ الْمَلَاحِمِ

باب: ان جنگوں کے درمیان مسلمانوں کے مرکز کا بیان

4298 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فُسْطَاطَ

الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا: دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ.

حضرت ابودرداء نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بڑی جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (یعنی پڑاؤ) غوطہ کے مقام پر ہوگا، جو ایک شہر کی ایک طرف ہے جس شہر کا نام دمشق ہے اور جو شام کا سب سے بہترین شہر ہے''۔

4299 - قَالَ أَبُو دَاوُدَ حُدِّثْتُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''عنقریب لوگ شہر (یعنی قسطنطنیہ) کا محاصرہ کرلیں گے، یہاں تک کہ ان کی سب سے دور کی چھاؤنی سلاح کے مقام پر ہوگی''۔

4300 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَسَلَاحُ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ.

زہری فرماتے ہیں: سلاح خیبر کے قریب ہے۔

بَابُ ارْتِفَاعِ الْفِتْنَةِ فِي الْمَلَاحِمِ

باب: جنگوں کے دوران فتنہ ختم ہوجانا

4301 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، قَالَ هَارُونُ فِي حَدِيثِهِ: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ سَيْفَيْنِ، سَيْفًا مِنْهَا، وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ اس امت میں دو تلواریں جمع نہیں کرے گا، ان میں سے ایک تلوار ان کی اپنی ہوگی اور ایک ان کے دشمن کی ہوگی''۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ تَهْيِيجِ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ

باب: ترکوں اور حبشیوں سے بلاوجہ لڑائی مول لینے کی ممانعت

4302 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي سُكَيْنَةَ، رَجُلٌ مِنَ

الْمُحَرَّرِينَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ، وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ

ابوسکینہ، ایک صحابی کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''حبشیوں کو اس وقت تک ان کے حال پر رہنے دو، جب تک وہ تمہارے درپے نہیں ہوتے اور ترکوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو، جب تک انہوں نے تمہیں چھوڑا ہوا ہے''۔

شرح

یہاں ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے تو یہ حکم دیا ہے کہ آیت (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً التوبہ: 36) (یعنی مشرکین سے قتال کرو وہ جہاں کہیں بھی ہوں) پس جب اس حکم میں عموم ہے تو حبشیوں اور ترکوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یعنی ان پر حملہ نہ کرو اور ان کے ملکوں اور شہروں پر چڑھائی سے گریز کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حبشہ اور ترک کا معاملہ اس آیت کے عمومی حکم سے خارج اور مخصوص استثنائی نوعیت رکھتا تھا کیونکہ جغرافیائی پوزیشن کے اعتبار سے یہ دونوں ملک اس زمانے کی اسلامی طاقت کے مرکز سے بہت دور دراز فاصلے پر واقع تھے اور اسلامی چھاؤنیوں اور ان ملکوں کے درمیان دشت و بیاباں کا ایک ایسا دشوار گزار سلسلہ حائل تھا جس کو عام حالات میں عبور کرنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنا پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان دونوں ملکوں کے خلاف کوئی اقدامی کاروائی نہ کی جائے اور ان لوگوں سے اس وقت تک کوئی تعرض نہ کیا جائے جب تک کہ وہ خود تم سے چھیڑ نہ نکالیں، پس اگر وہ تمہارے خلاف جارحیت کا ارتکاب کریں۔

اور اپنی فوج و طاقت جمع کر کے مسلمانوں کے شہروں اور اسلامی مراکز پر چڑھ آئیں تو اس صورت میں ان کے خلاف تبرد آزما ہو جانا اور ان کے ساتھ جنگ و قتال کرنا فرض ہوگا۔ یا ایک بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسلام کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ اسلام اور مسلمانوں کے پاس اتنی طاقت اور اس قدر ذرائع نہیں تھے کہ وہ اتنے دور دراز علاقوں تک اسلام کی پیش رفت کو بڑھاتے، چنانچہ بعد میں جب مذکورہ آیت نازل ہوئی اور اسلام کو طاقت میسر ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم منسوخ قرار پا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم حبشیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو تا کہ وہ تم سے کچھ نہ کہیں اور تم سے تعرض نہ کریں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کعبہ کا خزانہ ایک حبشی ہی نکالے گا جس کی دونوں پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔

(ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1368)

حدیث کے آخر میں جس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کا تعلق آخر زمانہ سے ہے جبکہ قیامت بالکل قریب ہوگی اس وقت اہل حبشہ کو غلبہ حاصل ہوگا اور ان کا بادشاہ اپنا لشکر لے کر مکہ پر چڑھ آئے گا اور کعبۃ اللہ کو ڈھا دے گا اور اس خزانہ کو نکال لے گا

جو خانہ کعبہ کے نیچے مدفون ہے، چنانچہ حدیث میں کعبہ کے خزانہ کو نکالنے والے جس حبشی کا ذکر کیا گیا ہے اس سے یا تو حبشہ کا بادشاہ مراد ہے یا پھر لشکر مراد ہے نیز خزانہ سے مراد وہ پورا خزانہ ہے جو کعبہ اقدس کے نیچے مدفون ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ خزانہ سے مراد وہاں اسباب ہے جو نذر کے طور پر وہاں آتا ہے اور خانہ کعبہ کا خادم اس کو جمع کرتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ایک حبشی خانہ کعبہ کا خزانہ نکال لے گا یا ایک اور روایت میں یوں فرمایا گیا ہے کہ ایک حبشی خانہ کعبہ کو تباہ و برباد کر دے گا تو یہ بات قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد وحرما آمنا (امن وامان والا حرم) کے خلاف اور معارض نہیں ہے کیونکہ حبشیوں کے ذریعہ خانہ کعبہ کی تخریب وتباہی کا یہ واقعہ قیامت کے قریب پیش آئے گا جبکہ روئے زمین پر کوئی شخص اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا اور امنا کے معنی یہ ہیں کہ کعبہ اقدس قیامت تک مامون ومحفوظ رہے گا۔

لہٰذا جب روئے زمین پر اللہ اللہ کہنے والوں تک کا کوئی اثر موجود نہ رہے گا اور جب قیامت ہی آجائے گی تو پھر اور کیا چیز باقی رہ جائے گی کہ کعبہ بھی باقی رہے۔ ویسے یہ بات بھی بجائے خود وزن دار ہے۔ لیکن بعض حضرات نے ایک اور وضاحت بیان کی ہے اور اس کو زیادہ صحیح کہا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ جو امن والا حرم قرار دیا ہے تو اس کے غالب احوال کے اعتبار سے قرار دیا ہے یعنی خانہ کعبہ کی اصل حقیقت تو یہی رہے گی کہ وہ با امن حرم کے طور پر ہمیشہ ہر قسم کی تخریب وپلیدگی سے محفوظ ومامون رہے گا۔ مگر کبھی کبھار ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا سخت حادثہ پیش آجائے جس سے اس کی تخریب کاری ہو چنانچہ کعبہ کی تاریخ میں ایسے حادثات پہلے بھی پیش آچکے ہیں جنہوں نے اس کو نقصان پہنچایا جیسا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کی طرف سے اہل مکہ کے خلاف حجاج بن یوسف کے حملے کے دوران خانہ کعبہ کی سخت تخریب ہوئی یا قرامطہ کا واقعہ پیش آیا کہ اس نے خانہ کعبہ کو سخت نقصان پہنچایا۔

بس اگر زمانہ آئندہ میں بھی کعبہ کی تخریب کا پیش آنے والا کوئی واقعہ پیش آئے تو وہ واقعہ حرما امنا کے خلاف نہیں ہوگا یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ با امن حرام قرار دینے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو یہ حکم فرمایا کہ جو بھی شخص اس مقدس شہر اور حرم محترم میں آئے اس کو امن وعافیت عطا کرو اور یہاں کسی کے ساتھ بھی تعرض نہ کرو، چنانچہ منقول ہے کہ جب زندیقوں کی جماعت قرامطہ کا سردار فساد وتباہی مچا چکا اور لوگوں کے قتل وغارت گری اور شہریوں کو لوٹ مار سے فارغ ہوا تو ایک دن کہنے لگا کہ اللہ کا یہ فرمان کہاں گیا کہ آیت (ومن دخلہ کان امنا) (یعنی جو بھی شخص اس حرم محترم میں داخل ہوا اس کو امن وعافیت حاصل ہو گئی؟) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس نے کہا کہ قرآن کریم کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کبھی بھی اہل مکہ اور خانہ کعبہ کی تخریب اور نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوسکتا بلکہ اس فرمان الٰہی کی مراد یہ حکم دینا ہے کہ جو شخص حرم محترم میں داخل ہو جائے اس کو امن وعافیت عطا کرو اور اس میں لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے ذریعے کسی کے ساتھ تعرض نہ کرو۔

بَابٌ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

باب: ترکوں کے ساتھ جنگ کا تذکرہ

4303 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيَّ، عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ، قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ، يَلْبَسُونَ الشَّعْرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک مسلمان ترکوں سے جنگ نہیں کریں گے، یہ ایسے لوگ ہوں گے، جن کے چہرے چمڑے کی ڈھالوں مانند ہوں گے اور یہ لوگ بالوں سے بنے ہوئے لباس پہنتے ہوں گے''۔

4304 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ السَّرْحِ، وَغَيْرُهُمَا، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رِوَايَةً، قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ، ذُلْفَ الْأُنُفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تم اس قوم کے ساتھ لڑائی نہیں کرو گے، جن کے جوتے بالوں سے بنے ہوتے ہیں، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تم اس قوم سے لڑائی نہیں کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناکیں چپٹی ہوں گی اور ان کے چہرے چمڑے کی ڈھالوں جیسے ہوں گے''۔

4305 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ، حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَدِيثٍ: يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْأَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ، قَالَ: تَسُوقُونَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتَّى تُلْحِقُوهُمْ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فَأَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْأُولَى، فَيَنْجُو مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُو بَعْضٌ، وَيَهْلَكُ بَعْضٌ، وَأَمَّا فِي الثَّالِثَةِ، فَيُصْطَلَمُونَ أَوْ كَمَا قَالَ

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: جس میں یہ الفاظ ہیں:

''چھوٹی آنکھوں والی قوم تمہارے ساتھ لڑائی کرے گی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ترک تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مرتبہ تم انہیں دھکیلو گے، یہاں تک کہ انہیں جزیرہ عرب کے کنارے تک پہنچا دو گے، جہاں تک پہلی مرتبہ ان کے دھکیلے جانے کا تعلق ہے، تو ان میں سے جو فرار اختیار کرے گا، وہ بچ جائے گا، جہاں تک دوسری مرتبہ دھکیلے جانے کا تعلق ہے، تو ان میں سے

کچھ لوگ بچ جائیں گے اور ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے، لیکن جہاں تک تیسری مرتبہ دھکیلے جانے کا تعلق ہے، تو وہ سرے سے ختم ہو جائیں گے (راوی کہتے ہیں: شاید جیسے بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا)

شرح

یعنی الترک" کے الفاظ راوی کے ہیں خواہ وہ صحابی ہو یا تابعی یعنی یا تو خود حضرت بریدہ نے یا ان سے روایت کرنے والے تابعی نے قوم صغار الاعین چھوٹی آنکھوں والی قوم کے بارے میں یعنی الترک کے ذریعے وضاحت کی اس قوم سے مراد ترک قوم ہے۔" جزیرۃ العرب" جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے۔ اس وقت کے جغرافیائی نقشہ کے مطابق حجاز، یمامہ اور یمن کے علاقوں کا نام تھا، اس علاقے کو جزیرۃ العرب اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ تقریبا چاروں طرف سے پانی سے گھرا ہوا ہے اس کے جنوب میں بحر عرب، مشرق میں خلیج عربی اور خلیج عمان، مغرب میں بحر احمر اور اس کے شمال میں دریائے فرات ہے۔ اوکما قال (یا اس کے مانند فرمایا) یہ جملہ کسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس صورت میں کہتے ہیں جب کہ حدیث بیان کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ حدیث کے معنی تو پوری طرح یاد ہیں جس کو میں نے بیان کر دیا ہے، البتہ حدیث کے اصل الفاظ پوری طرح یاد نہیں ہیں۔ گویا یہ جملہ حدیث کے راوی کے کمال احتیاط پر دلالت کرتا ہے۔

بَابٌ فِيْ ذِكْرِ الْبَصْرَةِ

باب: بصرہ کا تذکرہ

4306 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ، عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ: دِجْلَةُ، يَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ، يَكْثُرُ أَهْلُهَا، وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ - قَالَ ابْنُ يَحْيَى: قَالَ أَبُو مَعْمَرٍ: وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ - فَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ، صِغَارُ الْأَعْيُنِ، حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ، فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ: فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْبَرِّيَّةِ وَهَلَكُوا، وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَكَفَرُوا، وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ، وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ

٭٭ مسلم بن ابوبکرہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے میں پڑاؤ کریں گے، جس کا نام بصرہ ہے وہ ایک دریا کے کنارے ہوگا جس کا نام دجلہ ہوگا، اس پر ایک پل ہوگا، اس کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور وہاں دوسرے علاقوں کے آنے والے لوگ رہتے ہوں گے"۔

ابن یحییٰ نے ابو عمر کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"یہ مسلمانوں کا شہر ہوگا، جب آخری زمانہ آئے گا، تو بنو قنطوراء آئیں گے، جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی، وہ لوگ دریا کے کنارے پر پڑاؤ کریں گے، تو شہر کے لوگ تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک حصہ اپنے بیلوں کی دم پکڑے گا اور وہ جنگل کی طرف جائے گا، وہ لوگ ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے، دوسرا گروہ ان سے اپنی جان کی امان حاصل کرے گا، یہ لوگ کافر شمار ہوں گے اور ایک گروہ اپنی اولاد کو ایک طرف کرے گا اور ان کے ساتھ لڑائی کرے گا، یہ لوگ شہید ہوں گے"۔

4307 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا مُوسَى الْحَنَّاطُ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا أَنَسُ، إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا، وَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ: الْبَصْرَةُ - أَوِ الْبُصَيْرَةُ - فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا، أَوْ دَخَلْتَهَا، فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا، وَكِلَاءَهَا، وَسُوقَهَا، وَبَابَ أُمَرَائِهَا، وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيهَا، فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ، وَقَوْمٌ يَبِيتُونَ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"اے انس! لوگ نئے شہر آباد کریں گے، جن میں سے ایک شہر ہوگا جس کا نام بصرہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) بصیراء، اگر تمہارا وہاں سے گزر ہو، یا تم اس شہر میں داخل ہو، تو وہاں کی تھور زدہ زمین اور وہاں کی گھاس اور وہاں کے بازاروں اور وہاں کے امرا [illegible] دروازوں سے بچ کے رہنا اور اس شہر کے اطراف کے علاقے میں رہنا، کیونکہ اس شہر میں دھنس جانا ہوگا، [illegible] کی بارش اور زلزلے ہوں گے، وہاں ایسے لوگ ہوں گے، جو رات گزاریں گے، تو اگلے دن صبح وہ بندر اور خنـ[illegible] چکے ہوں گے"۔

4308 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، [illegible] إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: انْطَلَقْنَا حَاجِّينَ، فَإِذَا رَجُلٌ، فَقَالَ لَنَا: [illegible]ـكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا: الْأُبُلَّةُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ [illegible] أَوْ أَرْبَعًا، وَيَقُولَ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ خَلِيلِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ [illegible]ـثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ، لَا يَقُومُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهَرَ

ابراہیم بن صالح بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے، وہاں ایک شخص تھا، اس نے ہم سے کہا: تمہارے پڑوس میں ایک بستی ہے، جس کا نام ابلہ ہے، ہم نے جواب دیا: جی ہاں، اس شخص نے کہا: تم میں سے کون مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لیے دو رکعات (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) چار رکعات نوافل ادا کرے گا اور یہ کہے گا: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے (ایصال ثواب) ہے، میں نے

اپنے خلیل حضرت ابوالقاسم ﷺ کو یہ الفاظ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا، ان کے علاوہ اور کوئی بھی شہدائے بدر کے ساتھ نہیں اٹھے گا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مسجد دریا کے کنارے ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْحَبَشَةِ

باب: حبشہ کا تذکرہ

4309 - حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ اَحْمَدَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ، فَاِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ اِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''حبشیوں کو اس وقت تک ان کے حال پر چھوڑے رکھو، جب تک وہ تمہارے درپے نہیں ہوتے، کیونکہ خانہ کعبہ کے خزانے کو چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی شخص ہی نکالے گا۔

بَابُ اَمَارَاتِ السَّاعَةِ

باب: علامات قیامت

4310 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، عَنْ اَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ اَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ اِلَى مَرْوَانَ بِالْمَدِينَةِ، فَسَمِعُوهُ يُحَدِّثُ فِي الْآيَاتِ: اَنَّ اَوَّلَهَا الدَّجَّالُ، قَالَ: فَانْصَرَفْتُ اِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَمْ يَقُلْ شَيْئًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اِنَّ اَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، اَوِ الدَّابَّةُ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، فَاَيَّتُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَالْاُخْرَى عَلَى اَثَرِهَا، قَالَ عَبْدُ اللهِ، وَكَانَ يَقْرَاُ الْكُتُبَ: وَاَظُنُّ اَوَّلَهُمَا خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا

❀❀ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ مدینہ منورہ میں مروان کے پاس آئے تو ان لوگوں نے انہیں (قیامت سے پہلے کی) نشانیوں کے بارے میں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ان میں سب سے پہلی نشانی دجال کی ہوگی راوی کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے ان کے سامنے یہ بات بیان کی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے کچھ نہیں کہا (یعنی اس نے غلط بات بیان کی ہے) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''سب سے پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہوگا (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) چاشت کے

وقت ایک جانور کا لوگوں کے سامنے آنا ہوگا، ان میں سے جو بھی نشانی دوسری سے پہلے ہوگی، تو دوسری اس کے فوراً بعد ہوگی"۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اس وقت تحریریں بھی دیکھتے جا رہے تھے، میرا خیال ہے ان دونوں میں پہلے سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے کا ظہور ہوگا۔

4311- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَهَنَّادٌ، الْمَعْنَى، قَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ، عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ - وَقَالَ هَنَّادٌ: عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ - عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، فَذَكَرْنَا السَّاعَةَ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ تَكُونَ - أَوْ لَنْ تَقُومَ - السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ قَبْلَهَا عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَالدَّجَّالُ، وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَالدُّخَانُ، وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ، خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ، مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ

❁❁ حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالا خانہ کے سائے میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے، ہم نے قیامت کا تذکرہ کیا، تو ہماری آوازیں بلند ہو گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں نمودار نہیں ہو جاتیں، سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، جانور کا ظہور، یاجوج ماجوج کا خروج، دجال، حضرت عیسیٰ بن مریم، دھواں اور تین مرتبہ دھنسنا۔

ایک دھنسنا مغرب میں ہوگا اور ایک دھنسنا مشرق میں ہوگا اور ایک دھنسنا جزیرہ عرب میں ہوگا اور آخر میں یمن سے، عدن کے ایک گڑھے سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ہانک کر میدان حشر کی طرف لے جائے گی۔

قیامت آنے کی دس بڑی نشانیوں کا بیان

حدیث میں قیامت کی جن دس بڑی نشانیوں اور علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں پہلی نشانی کے طور پر دھویں کا ذکر ہے، چنانچہ وہ ایک بڑا دھواں ہوگا جو ظاہر ہو کر مشرق سے مغرب تک تمام زمین پر چھا جائیگا اور مسلسل چالیس روز تک چھایا رہے گا اس کی وجہ سے تمام لوگ سخت پریشان ہو جائیں گے، مسلمان تو صرف دماغ وحواس کی کدورت اور زکام میں مبتلا ہوں گے مگر منافقین و کفار بیہوش ہو جائیں گے اور ان کے ہوش وحواس اس طرح مختل ہو جائیں گے کہ بعضوں کو کئی دن تک ہوش نہیں آئے گا واضح رہے کہ قرآن کریم میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آیت (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ الدخان:10) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین کے قول کے مطابق اس آیت میں اسی دھویں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن حضرت ابن مسعود اور ان کے تابعین کے نزدیک اس آیت میں دھویں سے مراد غلہ کا وہ قحط ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قریش مکہ پر نازل ہوا تھا اور جس کا حقیقی سبب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بد دعا تھی کہ اے اللہ! تو ان لوگوں پر (جو سرکشی اور اسلام دشمنی میں حد سے

بڑھ گئے ہیں سات سال کا قحط نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر نازل فرمایا تھا، چنانچہ اس بددعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو سخت ترین غذائی قحط میں مبتلا کیا یہاں تک کہ وہ چمڑے، ومردے اور دوسری الا بلا چیزیں کھانے لگے تھے اس عرصہ میں انہیں فضا میں دھویں کی مانند ایک چیز نظر آتی تھی جس کو وہ اپنے اوپر منڈلاتے ہوئے دیکھا کرتے تھے جیسا کہ کوئی بھوکا ضعف وکمزوری کی شدت کے سبب اپنی آنکھوں کے آگے تاریکی محسوس کرتا ہے اور فضا میں بھری ہوئی ہوا اس کو دھویں کی شکل میں دکھائی دیتی ہے، ویسے بھی جب کسی علاقہ میں قحط سالی پھیل جاتی ہے تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے پورے ماحول میں خشکی اور گردوغبار کی جو کثرت ہو جاتی ہے وہ فضا کو اس طرح مکدر کر دیتی ہے کہ چاروں طرف دھویں کی صورت میں اندھیرا معلوم ہونے لگتا ہے۔

دابۃ الارض" سے مراد ایک عجیب الخلقت اور نادر شکل کا جانور ہے جو مسجد حرام میں کوہ صفا ومروہ کے درمیان سے برآمد ہوگا اور جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ان الفاظ واخرجنا لھم دابۃ من الارض کے ذریعہ کیا گیا ہے! علماء نے لکھا ہے کہ وہ جانور چوپایہ کی صورت میں ہوگا جس کی درازی ساٹھ گز کی ہوگی اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس عجیب الخلقت جانور کی شکل یہ ہوگی کہ چہرہ انسانوں کی طرح پاؤں اونٹ کی طرح گردن گھوڑے کی طرح سرین ہرن کی طرح سینگ بارہ سنگے کی طرح اور ہاتھ بندر کی طرح ہوں گے! نیز اس کے نمودار ہونے کی صورت یہ ہوگی کہ کوہ صفا جو کعبہ کی مشرقی جانب واقع ہے، یکایک زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور اس میں سے یہ جانور نکلے گا، اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری ہوگی تمام شہروں اور علاقوں میں اتنی تیزی کے ساتھ دورہ کرے گا کہ کوئی فرد بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور دوڑ میں اس کا مقابلہ کر کے اس سے چھٹکارا نہ پا سکے گا جہاں جہاں جائے گا ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا جو صاحب ایمان ہوگا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء سے چھوئے گا۔

اور اس کی پیشانی پر" مومن" لکھ دے گا اور جو کافر ہوگا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے سیاہ مہر لگا دے گا اور اس کے منہ پر کافر لکھ دے گا! بعض حضرات نے کہا ہے کہ دابۃ الارض تین مرتبہ نکلے گا ایک دفعہ تو حضرت امام مہدی کے زمانہ میں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور پھر آخری دفعہ آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد۔

آفتاب کے مغرب کی طرف سے نکلنے کے سلسلے میں وضاحت آگے آنے والی ایک حدیث کی تشریح میں بیان ہوگی! آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد ہوگا، چنانچہ آپ ایک دن شام کے وقت آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارہ پر اتریں گے اور پھر دجال کو تلاش کر کے اس کو دروازہ لد پر قتل کریں گے" لد" شام میں ایک موضع کا نام ہے اور بعض حضرات نے اس کو فلسطین کے ایک موضع کا نام بتایا ہے واضح رہے کہ یہاں حدیث میں جن دس نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی ترتیب کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ان میں سے سب سے پہلے جس نشانی کا ظہور ہوگا وہ دھواں ہے، اس کے بعد دجال نکلے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے، پھر دابۃ الارض نکلے گا اور پھر آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا یہ بات اس لئے کہی جاتی

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر اہل ایمان کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ سارے کفار مسلمان ہو نگے ان کا ایمان مقبول ہوگا، اس کے برخلاف اگر یہ کہا جائے کہ مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع ہونا، دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے پہلے ہوگا تو ظاہر ہے کہ جو کفار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمان ہوں گے ان کا ایمان مقبول قرار نہ پائے کیونکہ آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اس وقت کسی کافر کا ایمان قبول کرنا معتبر نہیں ہوگا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان قبول کرنے والے تمام لوگوں کا ایمان معتبر ہوگا اور وہ مسلمان مانے جائیں گے۔

پس حدیث میں مذکورہ نشانیوں کو جس ترتیب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے وہ ان نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے کی اصل ترتیب نہیں ہے اور نہ یہاں اصل ترتیب کا ذکر کرنا مراد ہے بلکہ اصل مقصد ان نشانیوں کو ایک جگہ ذکر کرنا ہے سو بلا لحاظ ترتیب ان کو ایک جگہ ذکر کر دیا گیا لہٰذا یہ اشکال وارد نہیں ہوسکتا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے واقعہ سے پہلے ہوگا تو یہاں نزول آفتاب کے بعد کیوں ذکر کیا گیا۔

یاجوج ماجوج" دراصل دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث ابن نوح کی اولاد میں سے ہیں، یہ دونوں قبیلے بہت وحشی مگر طاقتور تھے ان کا خاص مشغلہ لوٹ مار اور زمین پر فساد پھیلانا تھا، یہ قبیلے جس گھاٹی میں رہا کرتے تھے اس کو ذوالقرنین نے ایک ایسی دیوار سے جس کی بلندی اس گھاٹی کے دونوں طرف کے پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچتی ہے اور موٹائی ۶۰ گز کی ہے، بند کرا دیا تھا تا کہ لوگ ان قبیلوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہ سکیں، جب قیامت آنے کو ہوگی اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو دیوار ٹوٹ جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خسوف کا ذکر فرمایا" کے بارے میں ابن مالک نے کہا ہے کہ عذاب الٰہی کے طور پر زمین کا دھنس جانا مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں واقع ہو چکا ہے لیکن احتمال ہے کہ یہاں حدیث میں جن تین خسوف کا ذکر فرمایا ہے وہ پہلے واقع ہو چکنے والے خسوف کے علاوہ ہوں گے اور ان سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔

اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی" میں زمین حشر سے مراد ملک شام کا وہ علاقہ ہے جہاں وہ آگ لوگوں کو لے جا کر چھوڑے گی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس آگ کی ابتداء ملک شام سے ہوگی، یا یہ کہ ملک شام کو اس قدر وسیع و فراخ کر دیا جائے گا کہ پورے عالم کے لوگ ں میں جمع ہو جائیں گے بہر حال حدیث کے اس جملہ کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اس آگ کا لوگوں کو ہانکنا حشر کے بعد ہوگا۔

اگر زمین حشر سے مراد میدان حشر لیا جاتا تو یقیناً یہ مفہوم پیدا ہوتا اور اس پر اعتراض بھی واقع ہوتا، لیکن جب یہاں میدان حشر " مراد ہی نہیں ہے تو پھر کوئی اعتراض بھی پیدا نہیں ہوسکتا! نیز ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ وہ آگ حجاز کی سرزمین سے نمودار ہوگی، جب کہ یہاں حدیث میں اس کا یمن کی جانب سے نمودار ہونا بیان کیا گیا ہے) لہٰذا قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ قیامت کی نشانی کے طور پر جس آگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک نہیں دو ہوں گی اور وہ دونوں، لوگوں کو گھیر کر ہانک کر زمین حشر (یعنی ملک شام) کی طرف لے جائیں گی۔ یا یہ کہ وہ آگ تو ایک ہی ہوگی جو ابتداء میں یمن کی جانب سے نکلے گی لیکن اس کا ظہور حجاز کی

نرز مین سے ہوگا۔اس موقع پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں بخاری کی جو روایت ہے اس میں یہ فرمایا گیا
ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے گھیر ہانک کر مغرب کی طرف
لے جائے گی جب کہ حقیقت میں وہ آگ سب سے آخری علامت ہوگی جیسا کہ یہاں حدیث میں مذکور ترتیب سے بھی واضح ہوتا
ہے، پس اس تضاد کو اس تاویل کے ذریعہ دور کیا جائے گا کہ آگ کی سب سے آخری نشانی مذکورہ آگ ہوگی۔
اور بخاری کی روایت میں آگ کو جو سب سے پہلی نشانی قرار دیا گیا ہے تو وہ اس اعتبار سے کہ آگ، قیامت کی ان نشانیوں
میں سے سب سے پہلی نشانی ہوگی جن کے بعد دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی بلکہ ان نشانیوں کے وقوع پذیر
ہونے کے ساتھ ہی صور پھونکا جائے گا، ان کے برخلاف یہاں حدیث میں جن نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ہر ایک نشانی
کے بعد بھی دنیا کی چیزیں باقی رہیں گی۔ ایک ایسی ہوا کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی یہ روایت بظاہر اس
روایت کے خلاف ہے جس میں آگ کا ذکر ہے پس ان دونوں روایتوں کے درمیان مطابقت و یکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ کہا
گیا ہے کہ اس دوسری روایت میں لفظ ناس (لوگوں) سے مراد کفار ہیں اور ان کو ہانکنے والی آگ ہوا کے سخت جھکڑ کے ساتھ ملی ہوئی
ہوگی تاکہ ان کفار کو سمندر میں دھکیلنے کا عمل زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پورا ہو، نیز مذکورہ آگ جس کا پانی آگ کی صورت میں تبدیل
ہوجائے گا، چنانچہ قرآن کریم ان الفاظ واذا البحار سجرت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ تبدیل ہوجائے گا چنانچہ قرآن کریم کے ان
الفاظ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کے برخلاف مومنین کے لئے جو آگ ہوگی وہ محض ان کو ڈرانے کے لئے ہوگی
اور کوڑے کی طرح اس کا کام یہ ہوگا کہ انہیں ہانک کر زمین حشر اور موقف اعظم کی طرف لے جائے۔

4312- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا، فَذَاكَ حِينَ: (لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا) (الأنعام: 158) الْآيَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک سورج مغرب کی طرف سے نہیں نکل آتا، جب وہ نکل آئے گا اور
لوگ اسے دیکھ لیں گے، تو زمین پر موجود تمام لوگ ایمان لے آئیں گے، یہ وہ وقت ہوگا (جس کے بارے میں قرآن
نے یہ کہا ہے:)

4312- إسناده صحيح. أبو زرعة: هو ابن عمرو بن جرير بن عبد الله البجلي، وعمارة: هو ابن القعقاع بن شبرمة، ومحمد بن الفضيل: هو ابن غزوان الضبي مولاهم، وأحمد بن أبي شعيب الحراني: هو أحمد بن عبد الله بن أبي شعيب. نسب هنا لجده. وأخرجه البخاري (4635)، ومسلم (157)، وابن ماجه (4068)، والنسائي في "الكبرى" (11112) و(11113) من طريق عمارة بن القعقاع، به. وأخرجه بلفظه وبنحوه البخاري (4636) و(6506) و(7121)، ومسلم (157) و(158) و(2703) و(2947)، والترمذي (3326)، والنسائي في "الكبرى" (11115) من طرق عن أبي هريرة. وهو في "مسند أحمد" (7161)، و"صحيح ابن حبان" (629) و(6790) و (6838).

''اس وقت ایسے کسی شخص کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہیں کمائی تھی''

تین باتوں کے ظاہر ہونے کے بعد ایمان قابل قبول نہ ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تین باتیں جب ظہور میں آجائیں گی تو پھر کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اور کفر سے توبہ کرنا کہ جس نے اس سے پہلے ایمان قبول نہیں کیا ہوگا، کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ اس شخص کا اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل کرنا فائدہ مند ہوگا اگر اس نے اس سے پہلے وہ نیک عمل نہ کیا ہوگا (یعنی اس وقت گناہوں سے توبہ کرنا بھی معتبر نہ ہوگا) اور وہ تین باتیں یہ ہیں، آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا۔

(مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 33)

مطلب یہ ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر چونکہ قیامت کا آنا متعین ہو جائے گا اور اس وقت اس دنیا کی پر فریب زندگی کا پردہ اس طرح چاک ہو جائے گا کہ آخرت کی زندگی اور وہاں کے احوال، نظر و مشاہدہ میں آجائیں گے اس لئے اس وقت کفر اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان قبول کرنا معتبر نہیں ہوگا کیونکہ ایمان تو وہی معتبر ہے جو غیب پر یقین کے ساتھ ہو۔ یہاں حدیث میں مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو باقی دونوں سے پہلے ذکر کیا گیا ہے جب کہ وقوع پذیر ہونے کے اعتبار سے اس کا نمبر بعد میں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کے قبول ہونے کا اصل مدار اسی پر ہے یعنی توبہ اور ایمان کا قبول نہ ہونا اسی وقت ہوگا جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا، لہٰذا پہلے اس کا ذکر کیا گیا اور اس کے ساتھ دو اور نشانیوں یعنی دجال اور دابۃ الارض کے نکلنے کو بھی ملا دیا گیا۔

قیامت کی پہلی نشانی کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ظاہر ہونے کے اعتبار سے قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا اور ان سے اس کا بات کرنا ہے ان دونوں مذکورہ نشانیوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی اس کے جلد ہی بعد دوسری ظاہر ہو جائے گی۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 32)

طیبی نے اس حدیث کی وضاحت میں کہا ہے کہ اگر یہاں اشکال پیدا ہو کہ آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا قیامت کی سب سے پہلی نشانی نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے تو دھوئیں اور دجال کا ظہور ہو چکا ہوگا؟ تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ جن چیزوں کو قیامت کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ نشانیاں ہیں جو قیامت کے وقت قریب آجانے کی علامت ہیں اور دوسری وہ نشانیاں ہیں جو قیام قیامت کے وجود اور اس کے آجانے پر دلالت کریں گی پس پہلی قسم کی نشانیوں سے سب سے پہلی نشانی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور پھر آخری کی باقی نشانیوں میں سے دھواں، دجال کا نکلنا اور اس طرح کی دوسری علامتیں ہیں دوسری قسم کی نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا زلزلہ اور اس آگ کا نمودار ہونا ہے جو لوگوں کو گھیر ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

چنانچہ مغرب کی طرف سے آفتاب کے طلوع ہونے کو سب سے پہلی نشانی اس اعتبار سے فرمایا گیا ہے کہ اسی نشانی سے دوسری قسم کی نشانیوں کی ابتداء ہوگی۔ وخروج الدابۃ علی الناس میں لفظ خروج کا عطف طلوع الشمس پر ہے جو لفظ اول کی خبر ہے، اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ سب سے پہلی نشانی، ایک سے زائد ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہوگا لہٰذا ابن مالک نے کہا ہے کہ خروج میں حرف واؤ شاید کہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اس صورت میں عبارت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ" قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا یا چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا اور ان سے اس کا بات کرنا ہے" یہ وضاحت نہ صرف یہ کہ حدیث کہ آخری الفاظ **ایھما ما کانت الخ** کے مطابق ہے بلکہ اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یوں ہے کہ **او خروج الدابۃ علی الناس**۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نشانیوں کے واقع ہونے کے درمیان جو وقفہ ہوگا وہ دوسری نشانیوں کے درمیانی وقفوں کی بہ نسبت بہت کم ہوگا، چنانچہ اگر مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا پہلے ہوا تو دابۃ الارض کا نکلنا اس کے فورا بعد ہوگا اور اگر پہلے دابۃ الارض نکلے گا تو مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا اس کے فورا بعد ہوگا! واضح رہے کہ ان دونوں علامتوں کی ترتیب اور تقدم وتاخر کے سلسلے میں تعین کے ساتھ وحی نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس بات کو مبہم چھوڑ دیا گیا تھا البتہ اتنا بتادیا گیا کہ یہ دونوں علامتیں اپنی نوعیت کی اور دوسری علامتوں سے پہلے ظاہر ہوں گی! نیز اس موقع پر یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ جس حدیث میں یہ منقول ہے کہ۔۔۔ **ان اولھا خروج الدجال** (یعنی قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت دجال کا نکلنا ہے) تو وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

سورج کو اجازت نہ ملنے کا بیان

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن جب کہ آفتاب غروب ہو رہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے، جانتے ہو یہ آفتاب کہاں جا رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آفتاب جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے، پھر حضور رب العزت میں حاضری کی اجازت مانگتا ہے، اس کو اجازت عطا ہوتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ مشرق کی طرف لے جائے اور وہاں سے طلوع کرے اور یاد رکھو وہ وقت جلد ہی آنے والا ہے جب آفتاب (اپنے معمول کے مطابق سجدہ کرے گا لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اور اجازت چاہے گا لیکن اس کو اجازت عطا نہیں ہوگی اور یہ حکم دیا جائے گا کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف لوٹ جا چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ **والشمس تجری لمستقر لھا** (یعنی آفتاب اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (آفتاب کے مستقر کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ آفتاب کا مستقر یعنی اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے۔" (بخاری، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 34)

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں **فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش** کے الفاظ قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ہیں جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ **حتٰی بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمیۃ** کیونکہ اس آیت کی

مراد اصل حد نظر کو بیان کرتا ہے، جب کہ یہاں حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سورج ڈوبنے کی جو بات فرمائی گئی ہے اس کی مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے پہنچ کر مستقر ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اس کے مستقر ہونے کی کیفیت وحقیقت کیا ہوتی ہے تو اس کا ادراک اظہار انسانی علم کے احاطہ سے باہر ہے۔ لفظ تستاذن میں استیذان سے مراد "حضور حق میں حاضری کی اجازت چاہنا۔" لیا گیا ہے، لیکن اس لفظ کا زیادہ واضح مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ آفتاب عرش کے نیچے سجدہ ریز ہونے کے بعد اپنے معمول کے مطابق طلوع کرنے کی اجازت چاہتا ہو اور اس کو وہ اجازت ہوتی ہے۔ آفتاب کا مستقر عرش کے نیچے ہے" کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے جاتا ہے اور وہاں سجدہ کرتا ہے پھر وہ اجازت طلب کرتا ہے جس پر اس کو اجازت دی جاتی ہے واضح رہے کہ مذکورہ آیت (وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یٰس:38) کی تفسیر میں بیضاوی نے مستقر" کے کئی معنی بیان کئے ہیں، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے" مستقر" کی اس وضاحت کو قطعاً ذکر نہیں کیا ہے جو بخاری ومسلم کی مذکورہ بالا حدیث میں بیان ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے اور جس سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ" مستقر" سے کیا مراد ہے۔

بَابٌ فِيْ حَسْرِ الْفُرَاتِ عَنْ كَنْزٍ

باب: فرات سے خزانے کا ظاہر ہونا

4313 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنِيْ عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُوْنِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

❁❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''عنقریب فرات سونے کے خزانے کو ظاہر کرے گا، جو شخص وہاں موجود ہو، وہ اس میں سے کچھ نہ لے''۔

شرح

اس خزانہ میں سے کچھ لینے کی ممانعت اس بنا پر ہے کہ اس کی وجہ سے تنازعہ اور قتل وقتال کی صورت پیش آئے گی جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت کی گئی ہے! اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس خزانہ میں سے کچھ بھی لینا اس لئے ممنوع ہے کہ خاص طور پر اس خزانہ میں سے کچھ حاصل کرنا آفات اور بلاؤں کے اثر کرنے کا موجب ہوگا اور ایک طرح سے یہ بات قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے! نیز بعض حضرات نے یہ لکھا کہ اس ممانعت کا سبب یہ ہے کہ وہ خزانہ مغضوب اور مکروہ مال کے حکم میں ہوگا جیسا کہ قارون کا خزانہ لہٰذا اس خزانہ سے فائدہ حاصل کرنا حرام ہوگا۔

4314 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ، حَدَّثَنِيْ عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''وہ سونے کے پہاڑ کو ظاہر کرے گا''۔

شرح

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی بات کو دو مختلف موقعوں پر مختلف الفاظ میں بیان فرمایا گیا، لہٰذا دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ نکلے گا کہ دریائے فرات کے نیچے سے سونے کا ایک عظیم خزانہ برآمد ہوگا جس کی مقدار پہاڑ کے برابر ہوگی۔ تاہم یہ احتمال بھی ہے کہ یہاں حدیث میں پہاڑ کے برابر سونے کہ جس کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ اس خزانہ کے علاوہ ہوگا جس کا ذکر پہلی حدیث میں کیا گیا ہے اور "سونے کے پہاڑ" سے مراد سونے کی کان ہے۔

بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ

باب: دجال کا خروج

لفظ دجال کی توضیح

لفظ دجال دجل سے مشتق ہے جو بروزن نصر باب دَجَلَ يَدْجُلُ کا مصدر ہے۔ اس کا معنی خلط سلط کرنا، جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، ملمع سازی کرنا وغیرہ ہے اور یوں دجال کا معنی بہت زیادہ جھوٹا اور دھوکے باز۔

امام ابن اثیر رحمہ اللہ نے دجال کا معنی بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں اَیْ كَذَّابُونَ مُمَوِّهُونَ۔ یعنی دجال سے مراد جھوٹے اور خلاف واقعہ بات سنانے والے لوگ ہیں۔

لفظ دجال کی تشریح میں مزید فرماتے ہیں کہ وَاَصلُ الدَّجلِ الخَلْطُ دراصل دجل خلط ملط کر دینے کا نام ہے۔

لسان العرب میں ہے کہ وَالدَّجلپ المَسِيحُ الكَذَّابُ وَاِنَّمَا دَجلُهُ سِحرُهُ وَكِذبُهُ

دجال سے مراد ہے جھوٹا مسیح اور یقیناً اس کے دجل سے مراد اسکا جادو اور اسکا جھوٹ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ مسیح دجال یہود کا ایک آدمی ہے جو اس امت کے آخر میں ظاہر ہوگا۔ اس کا نام دجال اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دے گا۔

المعجم الوسیط میں لفظ دجال کا معنی یوں مذکور ہے کہ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اور خلاف حقیقت بات کا دعوی کرنے والا۔

نیز لفظ دجال کی جمع دجاجلہ ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ مسیح کا ایک معنی "بہت سیاحت کرنے والا شخص ہے۔

اور چونکہ دجال اپنے فتنے کو پھیلاتا ہوا پوری دنیا کی سیاحت کرے گا اس لیے اسے مسیح کہا جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت صاحب قاموس کی اس توضیح سے بھی ہوتی ہے۔ دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ پوری زمین اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

4315 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ، وَأَبُو مَسْعُودٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: لَأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ، إِنَّ مَعَهُ بَحْرًا مِنْ مَاءٍ، وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ، فَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ، وَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ نَارٌ، فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دجال اور اس کے ساتھ موجود کچھ چیزوں کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہوں، بے شک اس کے ساتھ پانی کا سمندر ہوگا اور آگ کا دریا ہوگا، تو جو آگ محسوس ہو رہی ہوگی، وہ درحقیقت پانی ہوگا اور جو پانی محسوس ہو رہا ہوگا، وہ درحقیقت آگ ہوگی، تم میں سے جو اسے پائے وہ پانی حاصل کرنا چاہتا ہو، تو وہ اس میں سے پیئے، جسے وہ آگ سمجھ رہا ہو، تو اسے پانی مل جائے گا۔

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

فتنہ دجال کا بڑا فتنہ ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے جب کہ مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اور اس کی وہ آنکھ ایسی ہوگی جیسے وہ انگور کا ایک پھولا ہوا دانا ہے۔"

(بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 36)

اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں ہے یہ جملہ دراصل آگے کی عبارت "اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے الخ" کی تمہید کے طور پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی بتائی ہوئی باتوں کی روشنی میں تم اللہ تعالیٰ کی حقیقت سے آگاہ ہو اور اس کی ذات کو تم نے اس کی صفات کاملہ کے ساتھ پہچان رکھا ہے، لہٰذا جب دجال کا ظہور ہو اور وہ اپنی شعبدہ بازیوں اور فریب کاریوں کے ذریعہ تمہیں تمہارے رب کے بارے میں گمراہ کرنا چاہے تو تم گمراہ نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی نقصان وعیب کی نفی کرنا مراد ہے نہ کہ اس کی ذات کے لئے کوئی جسمانی عضو کو صحیح وسالم ثابت کرنا مراد ہے گویا اصل مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی جنس سے نہیں ہے اور نہ اس کی آدمیوں جیسی آنکھ ہے چہ جائیکہ وہ کانا ہو۔ لفظ طافیۃ یہاں ی کے ساتھ منقول ہے ویسے بعض روایتوں میں یہ لفظ ہمزہ کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

اس کے لغوی معنی " بلند کے ہیں لہٰذا عنبۃ طافیۃ کا مفہوم ہے انگور کا پھولا ہوا دانا واضح رہے کہ دجال کی آنکھ کے سلسلہ میں یہ روایت اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ انہا لیست بناتئۃ ولا حجراء یعنی اس کی وہ آنکھ نہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی اور دونوں روایتوں کے درمیان منافات اس اعتبار سے نہیں ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں باتیں اس کی آنکھوں میں پائی جائیں، یعنی اس کی ایک آنکھ تو اس طرح کی کانی ہوگی جیسے انگور کا پھولا دانا اور دوسری آنکھ اس طرح کی ہوگی کہ نہ تو

وہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی تورپشتی نے کہا ہے کہ وہ دجال کی جسمانی حالت خصوصاً آنکھ کے بارے میں جو احادیث منقول ہیں۔

ان سب میں بہت زیادہ باہمی تضاد وتعارض ہے اور بسا اوقات ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے مثلاً یہاں جو حدیث نقل ہوئی ہے اس میں تو یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اس کی آنکھ طافیہ (بلند) ہوگی جیسا کہ انگور کا کوئی پھولا ہوا دانا ہوتا ہے، ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ جاحظ العین یعنی ابھری ہوئی آنکھ والا ہوگا اور ابھری ہوئی آنکھ نہ تو ابھری ہوئی ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی ہوگی پس ان تمام روایات میں مطابقت کے لئے یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کی آنکھ کی جو مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں ان کا تعلق دونوں آنکھوں کے ایک دوسرے سے مختلف ہونا ہے یعنی ایک آنکھ اس طرح کی ہوگی اور ایک اس طرح کی اس کی تائید عبداللہ کی مذکورہ بالا روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں دجال کا دائیں آنکھ سے کانا ہونا نقل کیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں جو روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس میں یہ ہے کہ وہ ممسوح العین (یعنی مٹی ہوائی آنکھ والا ہوگا) اور اس کی آنکھ پر موٹا ناخنہ ہوگا، نیز ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا ان روایتوں کے درمیان مطابقت کرنے کے لئے بھی یہی کہا جائے گا کہ اس کی آنکھ کے عیب دار ہونے کی جو مختلف نوعیتیں بیان کی گئیں ہیں وہ الگ الگ دونوں آنکھوں کے اعتبار سے ہیں یعنی اس کی ایک آنکھ تو بالکل غائب ہوگی اور دوسری بھی عیب دار ہوگی۔ اس طرح اس کی دونوں آنکھوں پر "عور" کا اطلاق ہوسکتا ہے کیونکہ عور کے اصل معنی عیب کے ہیں لہٰذا اس کی دائیں آنکھ بھی عیب دار ہوگی اور بائیں آنکھ بھی۔

4316- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ، الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلَا وَإِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبًا كَافِرٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جس بھی نبی کو معبوث کیا گیا، اس نے اپنی امت کو کانے، جھوٹے دجال سے ڈرایا ہے، خبردار! وہ کانا ہوگا تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے، اس شخص کی دو آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔

شرح

ایسا کوئی نبی نہیں گزرا الخ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دجال کے ظاہر ہونے کا متعینہ وقت کسی پر بھی ظاہر نہیں فرمایا بس اس قدر معلوم ہے کہ وہ قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا اور چونکہ قیامت آنے کا متعین وقت کسی کو نہیں معلوم ہے اس لئے دجال کے ظاہر ہونے کا متعین وقت بھی کسی کو نہیں معلوم۔ ک ف ر سے کفر کا لفظ مراد ہے، چنانچہ مصابیح اور مشکوٰۃ کے نسخوں میں یہ تینوں حرف اسی طرح علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہیں اور اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ گویا دجال کے چہرے پر کفر کا لفظ اسی طرح لکھا ہوگا نیز اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دجال دراصل تباہی وہلاکت یعنی کفر کی طرف بلانے والا اور کفر کے پھیلنے کا باعث ہوگا نہ کہ فلاح

ونجات کی طرف بلانے والا ہوگا، اس سے بچنا اور اس کی اطاعت نہ کرنا واجب ہوگا درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے حق میں ایک بڑی نعمت ہے کہ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر کا لفظ نمایاں ہوگا جس سے ہر صاحب ایمان کو اس کے مکرو فریب سے بچنے میں آسانی ہوگی۔

دجال اور اس کے نظریہ جنت ودوزخ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" آگاہ رہو کہ دجال کے بارے میں ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی اور نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کو نہیں بتائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور وہ اپنے ساتھ جنت ودوزخ کی مانند دو چیزیں لائے گا پس وہ جس چیز کو جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی لہٰذا میں تمہیں اس دجال سے ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 38)

مطلب یہ ہے کہ دجال کے پاس چونکہ بڑی زبردست طلسماتی طاقت ہوگی اس لئے وہ اپنے ساتھ ایک بہت بڑا باغ اور آگ کا پھندا لئے پھرے گا جس کو وہ اپنی جنت اور دوزخ سے تعبیر کرے گا! یا جنت سے مراد آسائش وراحت کے سامان یا اس کے الطاف وعنایات ہیں اور دوزخ سے مراد رنج وکلف کی چیزیں اور اس کی ایذا رسانیاں ہیں۔" حقیت میں وہ آگ ہوگی۔" کی وضاحت ایک شارح نے یہ کی ہے کہ کسی شخص کا دجال کی اس جنت میں داخل ہونا اور اس کو قبول کرنا درحقیت عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا اور دوزخ میں جانے کا راستہ اختیار کرنا ہے اسی پر قیاس کر کے دوسرا جزیوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ دجال جس چیز کو دوزخ کہے گا حقیقت میں وہ بہشت ہوگی، یعنی جو شخص اس کی اطاعت نہیں کرے گا اور اس کی وجہ سے وہ اس کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ شخص درحقیقت دجال کی تکذیب کرنے اور اس کے آگے جھکنے سے انکار کر دینے کے سبب بہشت میں داخل ہوگا! ایک وضاحت تو یہ ہے، لیکن زیادہ قریبی مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال جس چیز کو اپنی جنت اور جس چیز کو اپنی دوزخ بتائے گا اور ان میں جن لوگوں کو داخل کرے گا وہ دونوں کے لئے بالکل برعکس ثابت ہوں گی اور ان کا فعل الٹا ہو جائیگا یعنی جن لوگوں کو تکلیف واذیت میں مبتلا کرنے کے لئے اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ ان کے لئے رنج وتکلیف کے بجائے اطمینان وراحت کی جگہ بن جائے گی۔

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے ہے القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار (قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے) یعنی قبر کا ماحول اور اس کا فعل بندوں کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، جس بندے سے اللہ خوش ہوتا ہے اس کے لئے اس کی قبر رنج وکلفت کی آلام گاہ ہو جاتی ہے اور اس کے قبیل سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یانار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم (اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کا سبب بن جا) نیز یہی حال اس مکدر دنیا کا ہے جس کو" قید خانہ" کہا گیا ہے لیکن یہی قید خانہ اپنی تمام تر سختیوں اور تنگیوں کے باوجود ان عارفین اور اہل اللہ کے لئے جنت کا روپ اختیار کر لیتا ہے جو مقام رضا پر فائز ہوتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر یہاں کی ہر تنگی وسختی کو صبر وعزیمت اور خوش دلی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتن۔ کہ ان مردان حق آگاہ کے لئے دو جنتیں ہیں، ایک تو یہی دنیا ان کے لئے جنت بن جاتی ہے اور ایک جنت انہیں عقبیٰ میں ملے

گی۔

اسی لئے عارفین کی نظر میں دنیا بالکل برعکس معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک دنیا کی نعمت وراحت درحقیقت نعمت یعنی عذاب ہوتی ہے اور یہاں کی نقمت حقیقت میں نعمت ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ حدیث کا اصل مقصد چونکہ لوگوں کو دجال کی فریب کاریوں سے ڈرانا ہے اس لئے اس موقع پر صرف پہلے جز، یعنی دجال کی جنت کی حقیقت کے ذکر پر اکتفا فرمایا گیا، اگرچہ بعض دوسری حدیثوں میں دوسرے جزء یعنی اس کی دوزخ کی حقیقت کو بھی صریح بیان فرمایا گیا ہے پس مفہوم کے اعتبار سے اس موقع پر پوری عبارت گویا یوں ہوگی کہ" پس وہ جس چیز کو جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی اور جس چیز کو دوزخ کہے گا حقیقت میں وہ جنت ہوگی۔ دجال کے سلسلے میں عمومی طور پر ہر نبی علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد پھر آخر میں خاص طور پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کرنا اس حقیقت کی بناء پر ہے کہ مشاہیر انبیاء میں انہیں کی ذات مقدم ہے۔

دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہونے کا بیان

حضرت حذیفہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دجال اس حالت میں ظاہر ہوگا کہ اس ساتھ پانی ہوگا اور آگ ہوگی، تاہم لوگ جس چیز کو پانی سمجھیں گے وہ حقیقت میں جلانے والی ہوگی اور جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا اور شیریں پانی ہوگا پس تم میں سے جو شخص اس کو (یعنی دجال اس کی تکذیب سے ناراض ہو کر اس کو اپنی آگ میں ڈال دے گا) کیونکہ حقیقت میں وہ (آگ نہیں ہوگی بلکہ نہایت شیریں اور پسندیدہ پانی ہوگا۔" (بخاری ومسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں کہ۔" دجال ممسوح العین ہوگا (یعنی اس کی ایک آنکھ کی جگہ پیشانی کی طرح بالکل سپاٹ ہوگی کہ وہاں آنکھ کا کوئی نشان بھی نہیں ہوگا) اور اس پر (یعنی دوسری آنکھ پر) بھاری ناخنہ ہوگا گویا اس کی ایک آنکھ تو بالکل غائب ہی ہوگی اور دوسری آنکھ پر بھی گوشت یا کھال کا ایک موٹا ٹکڑا ہوگا، یا یہ معنی ہیں کا اس غائب آنکھ پر ناخنہ ہوگا) اور اس کی آنکھوں کے درمیان کافر" کا لفظ لکھا ہوگا۔ اور اس لفظ کو ہر مؤمن پڑھے گا خواہ وہ لکھنا (اور پڑھنا) جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

(مشکوٰۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 39)

اس کے ساتھ پانی ہوگا" میں" پانی" سے مراد اسباب عیش وراحت میں سے وہ چیز ہے جس کا بظاہر بہت قریبی تعلق پانی سے ہوگا اور جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنی اتباع کی طرف مائل کرے گا، اسی طرح" آگ" سے مراد وہ چیز ہے جو بظاہر اذیت وتکلیف میں مبتلا کرنے والی ہوگی ورنہ حقیقت کے اعتبار سے ان لوگوں کو کوئی تکلیف واذیت نہیں پہنچائے گی جو اس (دجال) کو جھٹلائیں گے اور اس کی اتباع کرنے سے انکار کر دیں گے۔ لوگ جس چیز کو پانی سمجھیں گے الخ کا مطلب یہ ہے کہ دجال جن چیزوں کو ان لوگوں کی نظر میں عیش وراحت کی چیزیں کر کے دکھائے گا یا جن چیزوں کو وہ اذیت وتکلیف پہنچانے والے اسباب ظاہر کرے گا وہ حقیقت کے اعتبار سے برعکس ہوں گی مثلاً جن کو اپنی اتباع کرنے کے صلہ میں اس پانی سے نوازے گا۔

آخر الامر وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ میں جلیں گے اسی طرح وہ جن لوگوں کو اپنی نافرمانی کی سزا کے طور پر آگ کے سپرد کرے گا اس آگ کو اللہ تعالیٰ ٹھنڈک اور راحت پہنچانے کے لئے، پانی کی تاثیر عطا کر دے گا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے لئے نمرود کی آگ کو ٹھنڈا اور باعث راحت بنا دیا گیا تھا پس حاصل یہ نکلا کہ جو چیزیں دجال کے ذریعہ ظاہر ہوں گی اور فتنہ کا باعث بنیں گی ان کی حقیقت وہ نہیں ہوگی جو بظاہر نظر آئے گی بلکہ وہ طلسماتی اور خیالی چیزیں ہوں گی جیسا کہ طلسم جاننے والے شعبدہ باز اپنے کرتب دکھاتے ہیں لیکن جیسا کہ پہلے بتایا گیا، یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے ذریعہ ظاہر ہونے والی چیزیں حقیقی ہی ہوں گی مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے حکم سے ان کی تاثیر الٹی ہو جائے گی کہ پانی تو جلائے گا اور آگ ٹھنڈک پہنچائے گی۔ کیونکہ وہ نہایت شیریں اور پسندیدہ پانی ہوگا۔" یعنی بظاہر آگ نظر آنے والی چیز یا تو حقیقت کے اعتبار سے یا ماہیت کے بدل دیئے جانے کے اعتبار سے اور یا آخری مآل وانجام کے اعتبار سے، پانی ہوگا جو ٹھنڈک وراحت پہچانے کا باعث بنے گا! واضح رہے کہ حدیث میں اس موقع پر اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

اور صرف ایک ہی جزء کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے، ورنہ حقیقت میں یہاں اس دوسرے جزء کا مفہوم بھی پوشیدہ ہے کہ اور اس کو چاہئے کہ وہ اس کے پانی (یعنی اس کے اسباب عیش وراحت کی طرف مائل ہو کر اس (دجال) کی تصدیق واتباع نہ کرے کیونکہ حقیقت میں وہ پانی نہیں ہوگا بلکہ ایک طرح کا عذاب وحجاب ہوگا۔" دجال ممسوح العین ہوگا الخ" کے سلسلہ میں، جیسا کہ ترجمہ کے دوران وضاحت کر دی گئی ہے، یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ناخنہ کا تعلق اسی آنکھ سے ہے جس کو ممسوح فرمایا گیا ہے حالانکہ یہ بات موزوں نہیں ہے کیونکہ) ممسوح العین کے معنی ہی یہ ہیں کہ معنی لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ ناخنہ اس کی آنکھ پر ہوگا جو دوسری جانب ہوگی، ہاں اگر" ممسوح سے مراد محض" عیب" لیا جائے تو اس صورت میں حدیث کے الفاظ اپنے ظاہری معنی پر محمول ہو سکتے ہیں۔

4317 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ: ك ف ر

❁❁ شعبہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''ک ف ر'' لکھا ہوگا۔

4318 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ

❁❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے، تاہم اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''ہر مسلمان اسے پڑھ سکے گا''

4319 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَاللهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ، مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، أَوْ لِمَا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ هَكَذَا قَالَ

❁❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص دجال (کے ظہور) کے بارے میں سنے، وہ اُس سے بچنے کی کوشش کرے، اللہ کی قسم! آدمی اس کے پاس آئے گا اور وہ یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ مومن ہے، لیکن اس کی طرف سے پیش کیے جانے والے شبہات کی وجہ سے اس کی پیروی کرنے لگے گا (یہاں الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

4320 - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي بَحِيرٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوا، إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ أَفْحَجُ، جَعْدٌ أَعْوَرُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ، لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ، وَلَا جَحْرَاءَ، فَإِنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُمْ، فَاعْلَمُوا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَلِيَ الْقَضَاءَ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میں تمہیں دجال کے بارے میں بتا رہا تھا، لیکن اس کے باوجود مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہیں پوری طور سمجھ نہیں آئے گی، دجال چھوٹے قد کا شخص ہوگا، وہ دونوں ٹانگیں زیادہ کھول کے چلے گا، اس کے بال گھنگریالے ہوں گے، اس کی ایک طرف کی آنکھ کی جگہ بالکل سپاٹ ہوگی، نہ ابھری ہوئی ہوگی اور نہ ہی دھنسی ہوئی ہوگی، اگر تمہیں پھر بھی مشکل ہو، تو تم یہ بات جان لو کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرو بن اسود نامی راوی قضاء کے منصب پر فائز ہوا تھا۔

دجال کی فریب کاریوں کا بیان

حضرت نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال (کے نکلنے) اس کی فریب کاریوں اور اس کے فتنہ میں لوگوں کے مبتلا ہونے) کا ذکر فرمایا اگر دجال نکلے اور (بالفرض) میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں اور دلیل کے ذریعہ اس پر غالب آؤں) اور اگر دجال اس وقت نکلا جب میں نہ ہوں گا تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے اس سے جھگڑنے والا ہوگا اور میرا وکیل دخلیفہ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ ہے دجال جوان ہوگا اس کے بال گھونگریالے ہوں گے اور اس کی آنکھ پھولی ہوگی گویا میں اس کو قطن کے بیٹے عبدالعزی سے تشبیہ دے سکتا ہوں پس تم میں سے جو شخص اس کو پائے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورت کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے" اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو چاہیے کہ وہ۔۔۔اس کے سامنے سورت کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے مامون و محفوظ رکھیں گی (جان لو) دجال اس راستہ سے نمودار ہوگا جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا (پس) اے اللہ کے بندو! (اس وقت جب کہ دجال نکلے) تم (اپنے دین پر) ثابت قدم رہنا" راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے (یہ سن کر) عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کتنے دنوں زمین پر رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس دن،

(اور زمانہ کی طوالت کے اعتبار سے ان میں سے) ایک دن تو ایک سال کے برابر ہوگا۔

اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے مطابق (یعنی ہمیشہ کے دنوں کی طرح) ہوں گے" ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دنوں میں سے جو ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس روز ہماری ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دن کا حساب لگانا ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمین پر کتنا زیادہ تیز چلے گا (یعنی اس کی رفتاری کی کیا کیفیت ہوگی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس مہینہ یعنی ابر کی مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو! وہ ایک ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے گا (یعنی اپنی اتباع کی طرف بلائے گا اور برائی کے راستہ پر لگائے گا) لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے یعنی اس کے فریب میں آ کر اس کی اتباع کرنے لگیں) پھر وہ (اپنے تابعداروں کو نوازنے کے لئے) ابر کو بارش برسانے کا حکم دیگا تو ابر بارش برسائے گا اور زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا تو زمین سبزہ اگائے گی۔

پھر جب شام کو اس قوم کے (وہ) مویشی آئیں گے جو چرنے کے لئے صبح کے وقت جنگل و بیابان گئے تھے تو ان کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے اور ان کی کوکھیں (خوب کھانے پینے کی وجہ سے) تن جائیں گی پھر اس کے بعد دجال ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے گا (یعنی اپنی خدائی کی طرف بلائے گا اور کہے گا کہ مجھے اپنا پروردگار تسلیم کرو) لیکن اس قوم کے لوگ اس کی دعوت کو رد کر دیں گے (یعنی وہ اس کی بات کو قبول نہیں کریں گے اور اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیں گے اور وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اس قوم کی طرف سے پھیر دے گا) پھر اس قوم کے لوگ قحط وخشک سالی اور تباہ حالی کا شکار ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ مال واسباب سے وبالکل خالی ہاتھ ہو جائیں گے،

اس کے بعد دجال ایک ویرانہ پر سے گزرے گا اور اس کو حکم دے گا وہ اپنے خزانوں کو نکال دے چنانچہ وہ ویرانہ دجال کے حکم کے مطابق اپنے خزانوں کو اگل دے گا اور) وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہولیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار ہوتے ہیں، پھر دجال ایک شخص کو جو جوانی سے بھرپور یعنی نہایت قوی وتوانا جوان ہوگا اپنی طرف بلائے گا اور (اس بات سے غصہ ہو کر کہ وہ اس کی الوہیت سے انکار کر دے گا، یا محض اپنی طاقت وقدرت ظاہر کرنے اور اپنے غیر معمولی کارناموں کی ابتداء کے لئے) اس پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارے گا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے جیسا کہ تیر نشانے پے پھینکا جاتا ہے (یعنی اس کے جسم کے وہ دونوں ٹکڑے ایک دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر جا کر گریں گے جتنا فاصلہ تیر چلانے والے اور اس کے نشانے کے درمیان ہوتا ہے اور بعض حضرات نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اس کی تلوار کا ہاتھ اس کے جسم پر اس طرح پہنچے گا جس طرح تیر اپنے نشانے پر پہنچتا ہے) اس کے بعد دجال اس نوجوان (کے جسم کے ان ٹکڑوں) کو بلائے گا، چنانچہ وہ زندہ ہو کر دجال کے طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت اس کا چہرہ نہایت بشاش، روشن اور کھلا ہوا ہوگا غرضیکہ دجال اسی طرح کی فریب کاریوں اور گمراہ کرنے والے کاموں میں مشغول ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائے گا جو دمشق کے شرقی جانب کے سفید منارہ پر سے اتریں گے، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو فرشتوں کے پروں پر

رکھے ہوئے (آسمان سے نازل ہونگے وہ جس وقت اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے سر سے چاندی کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے، یہ ناممکن ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مرنہ جائیں (یعنی جو بھی کافر ان کے سانس کی ہوا پائے گا مر جائے گا) اور ان کے سانس کی ہوا ان کی حد نظر تک جائے گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ وہ اس کو باب لد پر پائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے مکروفریب اور فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گردوغبار صاف کریں گے۔

اور ان کو ان درجات ومراتب کی بشارت دیں گے جو وہ جنت میں پائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس یہ وحی آئے گی کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے لڑنے کی قدرت وطاقت کوئی نہیں رکھتا۔ لہٰذا تم میرے بندوں کو جمع کر کے کوہ طور کی طرف لے جاؤ اور ان کی حفاظت کرو، پھر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو ظاہر کرے گا جو ہر بلند زمین کو پھلانگتے ہوئی اتریں گے اور دوڑیں گے، (ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ جب ان سب سے پہلی جماعت بحیرہ طبریہ کو خالی دیکھ کر) کہے گی کہ اس میں کبھی پانی تھا اس کے بعد یاجوج ماجوج آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ جبل خمر تک پہنچ جائیں گے اور پھر کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو ختم کر دیا ہے، چلو آسمان والوں کا خاتمہ کر دیں، چنانچہ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا (تا کہ وہ اس بھرم میں رہیں کہ ہمارے تیر واقعۃ آسمان والوں کا کام تمام کر کے واپس آئے ہیں، گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ڈھیل دے دی جائے گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ وہ تیر فضا میں پرندوں کو لگیں گے اور ان کے خون سے آلودہ ہو کر واپس آئیں گے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دجال کا فتنہ زمین ہی تک محدود نہیں رہیں گا بلکہ زمین کے اوپر بھی پھیل جائے گا) اس عرصہ میں اللہ کے نبی اور ان کے رفقاء یعنی حضرت عیسیٰ اور اس وقت کے مؤمن کوہ طور پر روکے رکھے جائیں گے اور (ان پر اسباب معیشت کی تنگی وقلت اس درجہ کو پہنچ جائے گی کہ) اس کے لئے بیل کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے بہتر ہوگا (جب یہ حالت ہو جائے گی تو) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے لئے دعا وزاری کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں نغف یعنی کیڑے پڑ جانے کی بیماری بھیجے گا جس کی صورت میں ان پر اللہ کا قہر اس طرح نازل ہوگا کہ سب کے سب ایک ہی وقت موت کے گھاٹ اتر جائیں گے) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (اس بات سے آگاہ ہو کر) پہاڑ سے زمین پر آئیں گے اور انہیں زمین پر ایک بالشت کا ٹکڑا بھی ایسا نہیں ملے گا جو یاجوج ماجوج کی چربی اور بدبو سے خالی ہو (اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔

تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹ کی گردن جیسی لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کو بھیجے گا جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے" اور مسلمان یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ترکشوں کو سات سال تک جلاتے رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک زوردار بارش بھیجے گا جس سے کوئی بھی مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا پتھر کا اور خواہ صوف کا ہو نہیں بچے گا وہ بارش زمین کو

دھو کر آئینہ کی مانند صاف کر دے گی پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھلوں" یعنی اپنی پیداوار کو نکال اور اپنی برکت کو واپس لا ، چنانچہ (زمین کی پیداوار اس قدر بابرکت اور باافراط ہوگی کہ) دس سے لے کر چالیس آدمیوں تک کی پوری جماعت ایک انار کے پھل سے سیر ہو جائے گی اور اس انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے، نیز دودھ میں برکت دی جائے گی، (یعنی اونٹ اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ بہت ہوگا) یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی، دودھ دینے والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک بکری آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے کافی ہوگی۔ بہر حال لوگ اسی طرح کی خوش حال اور امن وچین کی زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جوان کی بغل کے نیچے کے حصہ کو پکڑے گی (یعنی اس ہوا کی وجہ سے ان کی بغلوں میں ایک درد پیدا ہوگا) اور پھر وہ ہوا ہر مؤمن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی اور صرف بدکار شریر لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح مختلط ہو جائیں گے اور ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ اس پوری روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے علاوہ دوسری روایت کو ان الفاظ تطرحہم بالنہبل تا سبع سنین کے کہ اس کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 41)

تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں۔" میں اس طرف اشارہ ہے کہ بالفرض اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں دجال کا ظہور ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلیل وحجت کے ذریعہ اس پر غالب آنے کے لئے اپنی امت میں سے کسی معاون ومددگار کی مدد کا محتاج نہیں تھے! بہر حال مذکورہ بالا جملہ کی وضاحت کے سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ بات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھی کہ دجال کا ظہور زمانہ نبوی کے بعد ہوگا جیسا کہ دوسری احادیث اور دیگر دلائل وقرائن سے واضح ہے لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ جملہ ارشاد فرمانا دراصل دجال کے ظاہر ہونے کی حقیقت کو زیادہ یقین کے ساتھ بیان کرنے اور مؤکد کرنے، اس کے ظہور کے وقت مبہم ہونے کی طرف اشارہ کرنے اور جن لوگوں کا دجال سے سابقہ پڑنے والا ہے ان کو اس کے فتنہ سے چوکنا کرنے کے پیش نظر تھا۔

تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے اس سے جھگڑنے والا" کا مطلب یہ ہے کہ دجال کے ظاہر ہونے کے وقت جو مسلمان اس دنیا میں ہوں گے ان میں سے ہر ایک کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کے شر سے بچنے کے لئے شرعی وقطعی اور عقلی دلائل کے ذریعہ اس سے بحث ومباحثہ کرے اور اس پر غالب آئے لیکن یہ بات فرض کر لینے کے بعد کہ دجال بحث ومباحثہ کو سننے اور دلائل کو تسلیم کرنے والا ہوگا ورنہ اس جملہ کے اصل معنی یہ ہوں گے کہ اس وقت ہر مؤمن کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ دجال کی تکذیب کرے، اس کی بات کو قبول کرنے اور اس کو تکلیف واذیت پہنچانے کی صورت اختیار کر کے اس کے شر سے اپنے کو بچائے۔" میرا دکیل وخلیفہ ہر مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ ہے" میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مومن ومسلمان کا حافظ وناصر ہوگا اور دجال کے فتنہ سے بچنے میں مدد دے گا۔

پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کامل یقین رکھنے والا مومن ہمیشہ مدد ونصرت پاتا ہے اگر چہ ان کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم وامام موجود نہ ہو، اس اعتبار سے حدیث فرقہ امامیہ کے خلاف مضبوط دلیل ہے۔" دجال جوان ہوگا" سے یہ ثابت ہوا کہ ابن صیاد

پر دجال کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، ان الفاظ سے اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ سفید بالوں کی صورت میں کسی شخص کو جو وقار حاصل ہوتا ہے اس سے دجال محروم ہوگا۔ "عبدالعزیٰ ابن قطن" ایک یہودی کانا تھا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مشرک تھا کیونکہ "عزیٰ" ایک بت کا نام ہے۔

اس کی ظرف عبد یعنی بندہ کی نسبت رکھنے والا مشرک ہی ہوسکتا ہے، اس کی تائید بعض حضرات کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ اس عبدالعزیٰ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں مرچکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو عبدالعزیٰ کے ساتھ تشبیہ دی تو اس میں جزم کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ "گویا" کا لفظ اظہار شک کے لئے نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یعنی عبدالعزیٰ، اس کا تعارف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف یا خواب میں حاصل ہوا تھا اس لئے اس کے ساتھ دجال کو تشبیہ دیتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانے کا لفظ استعمال فرمایا جیسا کہ کسی خواب کو بیان کرنے کا یہی اسلوب معتبر ہے۔ سورت کہف کی ابتدائی آیتوں سے مراد شروع سے ان یقولون الا کذبا تک کی آیتیں ہیں آیتوں کو دجال کے سامنے پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ان میں جو مضامین مذکورہ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت، اس کی کتاب اور آیات بینات کے ثبوت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور رسول کی اس اعجازی شان پر دلالت کرتے ہیں جس کی برکت سے دجال کے محیر العقول کارنامے ملیامیٹ ہوکر رہ جائیں گے۔ اور اس کی اتباع کرنے والے ہلاکت وتباہی کے علاوہ اور کچھ نہیں پائیں گے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ علیہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ سورت کہف کی ابتدائی آیتیں یہ خاصیت رکھتی ہیں کہ ان کا پڑھنے والا دجال کے فتنہ سے امن وحفاظت میں رہے گا جیسا کہ اصحاب کہف نے اپنے زمانے کی سب سے بڑی طاقت سے شر وفتنہ سے امان ونجات پائی تھی واضح رہے کہ بعض احادیث میں ان آیتوں کو رات میں سوتے وقت بھی پڑھنا منقول ہے! مسلم کی دوسری روایت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ فانها جوارکم من فتنة (کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے محفوظ ومامون رکھیں گی) تو اکثر صحیح نسخوں میں "جوار" کا لفظ جیم کے زیر اور آخر میں ر کے ساتھ ہے، جس کے معنی اس پروانہ راہ داری کے ہیں جس کی بنیاد پر کوئی شخص سفر کرتا ہے اور راستہ میں اس کو کوئی روک ٹوک نہیں کرتا پھر بعض شروح میں "جوار" جیم کے زبر اور پیش کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ جیم کے زیر کے ساتھ ہی فصیح ہے۔

اس موقع پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حصن حصین میں سورت کہف کے تعلق سے متعدد روایتیں منقول ہیں مثلاً ایک روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے سورت کہف پڑھ لی اس کو اس کے پاس سے لے کر مکہ مکرمہ تک کی نورانیت حاصل ہوتی ہے اور دس شخصوں نے اس سورت کی آخری دس آیتیں پڑھیں اور پھر اس کے زمانہ میں دجال نکل آئے تو دجال اس پر تسلط پانے میں ناکام رہے گا ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے سورت کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھ لیں وہ دجال سے محفوظ ہوگیا ان آخری دونوں روایتوں میں دس آیتوں اور تین آیتوں کی صورت میں جو ظاہری تضاد ہے اس کو ختم کرنے کے لئے یوں تو بہت سے اقوال ہیں لیکن زیادہ واضح قول یہ ہے کہ سورت کہف کا کم سے کم حصہ کہ جس کا پڑھنا دجال کے شر سے محفوظ رکھے گا تین آیتیں ہیں

اور ان تین آیتوں کو حفظ کر لینا اولیٰ ہے لہٰذا یہ بات زیادہ حصہ مثلاً دس آیتوں کے پڑھنے یا اس کو حفظ کرنے کے منافی نہیں ہے۔" اور وہ دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔" سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ دجال جن شہروں اور علاقوں سے گزرے گا صرف انہی جگہوں پر فتنہ وفساد پھیلانے پر اکتفا نہیں کرے گا۔

بلکہ وہ اپنے دائیں بائیں اور ادھر ادھر، جہاں خود نہیں جا سکے گا اپنے لشکر اور اپنے تابعداروں کی جماعت بھیجے گا، اس طرح اس کے فتنہ و شر سے کوئی مومن امن میں نہیں ہوگا اور ایسی کوئی جگہ باقی نہیں بچے گی جہاں اس کا فتنہ نہ پہنچے۔ اے اللہ کے بندو، تم ثابت قدم رہنا۔" یہ خطاب ان مومنین سے ہے جو دجال کے زمانہ میں ہوں گے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے صحابہ کرام سے فرمائی کہ اگر بالفرض تم دجال کا زمانہ پاؤ تو اس وقت دین پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

چالیس دن" کے سلسلے میں یہ ملحوظ رہے کہ یہاں مسلم کی روایت میں تو دجال کی مدت قیام چالیس دن فرمائی گئی ہے جب کہ آگے آنے والی ایک حدیث میں یہ مدت چالیس سال بیان کی گئی ہے پس بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ چالیس سال بیان کرنے والی حدیث صحت واسناد کے اعتبار سے اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس کو مسلم کی اس روایت کے معارض قرار دیا جا سکے اور بالفرض اس کو اس درجہ کی صحیح حدیث بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ ان دونوں حدیثوں میں جو الگ الگ دو مدتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک مدت تو وہ ہے جس میں دنیا والوں پر اس کا ظہور ہی نہیں ہوگا بلکہ اس دنیا میں اس کی موجودگی غیر معلوم ہوگی اور دوسری مخصوص مدت ہے جس کے دوران دنیا والوں پر ظاہر رہے گا اور انہیں تعین کے ساتھ اس کی موجودگی کا علم ہوگا۔" نماز پڑھنے کے لئے ایک دن حساب لگانا ہوگا۔" کا مطلب یہ ہے کہ جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں کے اعتبار سے فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے اور جب ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت عصر کی نماز پڑھی جائے اور جب عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے، جو عام دنوں میں عصر، مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو اس وقت مغرب کی نماز پڑھی جائے۔ اسی حساب سے عشاء وفجر کی نماز پڑھی جائے۔

غرضیکہ پانچوں نمازیں اس اندازے اور حساب سے پڑھی جائیں گی یہاں تک کہ وہ دن، ایک برس کے برابر ہو کر گزر جائے نیز یہی اندازہ اور حساب ان دنوں میں اختیار کیا جائے گا جو ایک مہینہ اور ایک ہفتہ کے برابر ہوں گے واضح رہے کہ مذکورہ دنوں کی طوالت کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ حقیقت میں اتنے ہی طویل ہوں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ شب وروز کی گردش کو مختصر سے مختصر اور طویل سے طویل کر سکتا ہے اس بارے میں بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ وہ دن حقیقت میں اس قدر طویل نہیں ہوں گے بلکہ ہجوم افکار اور کثرت آلام کی بنا پر اس قدر طویل معلوم ہوں گے تو یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے اس کی سب سے بڑی دلیل صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ سوال کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں یہ جواب دینا کہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دن کا حساب لگانا ہوگا۔

نیز بعض حضرات جو یہ اشکال ظاہر کرتے ہیں کہ نماز تو وقتوں یعنی سورج کے طلوع وغروب وغیرہ کے اعتبار سے مقرر ہوتی ہے اور جب اس طلوع وغروب وغیرہ کا وقت ہی نہیں ہوگا تو نمازیں کس طرح پڑھی جائیں گی؟ تو یہ اشکال بالکل لغو ہے، حقیقت یہ ہے

سے رنگے ہوئے ہوں گے۔ واذا رفعه تحدر منه مثل جمان اللؤلؤ. (اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے بالوں سے چاندی کے دانوں کی مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ان سے ٹپکنے والے پسینہ کے قطرے اس قدر صاف اور سفید ہوں گے جیسا کہ موتیوں کی طرح چاندی کے دانے ہوتے ہیں۔ نہایہ میں لکھا ہیں کہ لفظ جمان عذاب کے وزن پر ہے اور اس کے معنی ہیں چاندی کے بنے ہوئے بڑے بڑے موتی اس کا واحد جمانۃ ہے۔

طیبی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پسینہ کے قطروں کو پہلے تو بڑائی میں جمان کے ساتھ تشبیہ دی اور پھر صفائی اور خوشنمائی کے اعتبار سے جمان کو موتی کے ساتھ تشبیہ دی! اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ لفظ" جمان" میم کی تشدید کے ساتھ تو چھوٹے موتی کو کہتے ہیں اور جمان جیم کی تشدید کے بغیر، ان دانوں کے کہتے ہیں جو چاندی کے بنائے گئے ہوں اور یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں اور حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنا سر جھکائیں گے تو ان کے سر کے بالوں میں نورانی قطرے ظاہر ہونگے اور جب سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے ٹپک پڑیں گے یہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادابی وتازگی اور ان کے جمال واطراوت سے کنایہ ہے۔" یہ ناممکن ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مر نہ جائے" اس جملہ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حکم میں خود دجال شامل کیوں نہیں ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کو اس حکمت ومصلحت کے پیش نظر اس حکم سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو اور وہ اس کے خون سے آلودہ اپنا نیزہ لوگوں کو دکھائیں تاکہ مؤمنین کے ذہن میں دجال کا ساحر وفریب کار ہونا ظاہر ہو اور اپنی آنکھوں سے اس کے فریب کا پردہ چاک ہوتے دیکھ لیں یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی ہوا سے کافروں کا مرجانا ان کی ایک ایسی کرامت ہوگی جو ان کے آسمان سے اترنے کے وقت یا اس کے کچھ بعد تک ظاہر رہے گی اور پھر جب وہ دجال کی طرف متوجہ ہوں گے تو یہ کرامت اٹھالی جائے گی، چنانچہ کسی کرامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت ظاہر رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ کرامت ان کے معمول کے مطابق ہر آنے والے سانس کی نہیں ہوگی بلکہ اس کا تعلق صرف اس مخصوص سانس سے ہوگا جس سے کسی کافر کو مارنا مقصود ہوگا سبحان اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اعجازی شان کے کیا کہنے، ایک وہ وقت تھا جب وہ اپنی پھونک سے مردہ کو زندہ کردیتے تھے۔

اور ایک وقت ہوگا کہ ان کے سانس کی ہوا سے زندہ لوگ موت کے گھاٹ اتریں گے۔ لد (لام کے پیش اور دال کی تشدید کے ساتھ) شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ لد بیت المقدس کے ایک گاؤں کا نام ہے اور بعض حضرات کے نزدیک وہ فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے۔" حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گرد وغبار صاف کریں گے" ہو سکتا ہے کہ چہروں سے گرد وغبار کا صاف کرنا اپنے ظاہری معنی پر محمول ہو، کہ واقعۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام از راہ لطف وکرم ان لوگوں کے چہروں سے گرد وغبار صاف کریں گے، یا اس جملہ کے ذریعہ اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے دلوں سے دجال کا خوف دور کریں گے اور ان کو راحت واکرام کے اسباب فراہم کرکے ان کی تعب وکلفت کو ختم کریں گے۔

بحیرہ طبریہ" اضافت کے ساتھ ہے اور لفظ" بحیرہ" اصل میں بحرۃ کی تصغیر ہے جس کے معنی اس جگہ کے ہیں جہاں پانی جمع ہوتا

ہے جیسے سمندر بڑا اور دریا چھوٹا، چنانچہ بحیرہ کے معنی چھوٹے دریا یعنی جھیل کے ہیں، بحیرہ طبریہ اس جھیل کو کہتے ہیں جو ملک شام کے علاقہ طبریہ میں واقع ہے۔ "جبل خمر" ایک پہاڑ کا نام ہے خمر اصل میں گھنی جھاڑی کو کہتے ہیں یا اس زمین کو کہتے ہیں جو درختوں اور جھاڑیوں میں چھپی ہوئی ہو، چنانچہ اس پہاڑ پر درخت اور گھنی جھاڑیاں بہت ہیں اس لئے اس کو جبل خمر کا نام دیا گیا۔ ان کے لئے بیل کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے بہتر ہوگا" کے ذریعہ اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ لوگوں کو اشیاء کی قلت اور بے تحاشا گرانی اس طرح گھیرے گی کہ معمولی چیز بڑی سے بڑی قیمت پر مشکل سے دستیاب ہوگی۔ مثلاً جانور کے تمام اعضاء میں سب سے سستا کلہ کا گوشت سمجھا جاتا ہے مگر اس وقت ان لوگوں کے نزدیک اسی کلہ کا گوشت ایک سو دینار میں بھی بہت غنیمت معلوم ہوگا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دوسرے اجزاء کے گوشت کی اہمیت ان کے نزدیک کیا ہوگی اور وہ کس قدر بیش قیمت ہوں گے۔ "وہ پرندے ان کی لاشوں کو "نہبل" میں ڈال دیں گے) یہ لفظ نون کے زبر ہ کے جزم اور ب کے زبر کے ساتھ "نہبل" ہے اور مشکوۃ کے اکثر نسخوں میں اسی طرح منقول ہے، یہ دراصل ایک جگہ کا نام ہے جو بیت المقدس کے علاقہ میں واقع ہے۔ لیکن مجمع البحار میں کرمانی سے منقول ہے کہ یہ لفظ میم کے ساتھ "منہل" ہے جس کے معنی زمین میں گہرے گڑھے کے ہیں! قاموس میں لام کے باب اور میم کی فصل میں لفظ "منہل" کی معنی پہاڑ سے گر پڑنے کے لکھے ہیں نیز کہا ہے کہ ترمذی نے دجال سے متعلق حدیث میں فطرحھم بالنھبل (یعنی "نہبل" کا لفظ ذکر کیا ہے جب کہ زیادہ صحیح میم کے ساتھ "منہل" ہے۔ جس سے کوئی بھی مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا پتھر اور صوف کا ہو نہیں بچے گا۔" میں مٹی اور پتھر کے مکان سے شہری علاقے اور صوف (یعنی خیموں اور چھپر) کے مکان سے دیہاتی اور جنگلی علاقے مراد ہیں، حاصل یہ کہ وہ بارش ہر جگہ اور ہر علاقہ میں برسے گی، ایسی کوئی جگہ نہیں ہوگی جہاں اس بارش کا پانی نہ پہنچے اور کوئی دیوار و خیمہ وغیرہ اس پانی کو کسی بھی جگہ سے روک نہیں سکے گا! واضح رہے کہ لفظ لایکن "ی کے زبر اور کاف کے پیش کے ساتھ کن سے بھی منقول ہے اور ی کے پیش کاف کے زبر کے ساتھ "اکنان" سے بھی نقل کیا گیا ہے، ویسے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی حفاظت و پوشیدگی۔

اور اس انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔" کے بارے میں ایک شارح نے کہا ہے کہ "چھلکے سے انار کے اوپر کا آدھا چھلکا مراد ہے اصل میں "قحف" اس گول ہڈی (یعنی کھوپڑی) کو کہتے ہیں جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور لکڑی کے پیالہ کو بھی "قحف" کہتے ہیں لہٰذا اس مشابہت کی وجہ سے حدیث میں انار کے چھلکے کو "قحف" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ "الفأام من الناس" (لوگوں کی ایک بڑی جماعت) میں لفظ "فأام" دجال کے وزن پر ہمزہ کے ساتھ ہے اور عام بول چال میں ہمزہ کو ی سے بدل دیتے ہیں، بہر حال یہ لفظ "آدمیوں کی جماعت۔" کے معنی میں ہے اور یہاں اس سے مراد لوگوں کی اتنی بڑی جماعت ہے جس پر قبیلہ" سے زیادہ لوگوں کا اطلاق ہو، جیسا کہ "قبیلہ کا اطلاق، لوگوں کی اس جماعت پر ہوتا ہے جو "فخذ" سے زیادہ ہو اور "فخذ" یہاں ف کے زبر اور خ کے جزم کے ساتھ ہے، جس کے معنی صرف عزیز و اقربا کی جماعت کے ہیں اور اس کا اطلاق لوگوں کی اس جماعت پر ہوتا ہے جو "بطن" سے کم ہو اور "بطن" کا اطلاق "قبیلہ، سے بھی کم جماعت پر ہوتا ہے! ویسے فخذ "خ" کے زیر کے ساتھ یعنی ش کے جزم کے ساتھ بھی) کے معنی "ران" کے آتے ہیں۔

اور پھر وہ ہوا ہر مومن ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی" میں ہوا کی طرف روح قبض کرنے کی نسبت مجازی ہے، حقیقت میں روح کو قبض کرنے کا کام ملک الموت (یعنی موت کے فرشتے) کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارواح قبض کرتا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بیان ہو چکی ہے کہ مؤمن اور مسلم دونوں ایک ہی ہیں، جو مؤمن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مؤمن ہے، البتہ ان دونوں کے درمیان جو لطیف فرق علماء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مؤمن تو تصدیق قلبی کے اعتبار سے کہتے ہیں جس کا تعلق باطن سے ہوتا ہے اور مسلمان ظاہری انقیاد اطاعت کے اعتبار سے کہتے ہیں، للہذا یہاں ان دونوں کو الگ الگ بیان کرنے سے مراد تاکید بھی ہے اور تعمیم بھی اس حکم کے دائرے سے کوئی بھی باہر نہ رہے۔" جو آپس میں گدھوں کی طرح مختلط ہو جائیں گے" کے بارے میں بعض شارحین نے کہا ہے کہ یہاں اختلاط سے مراد جماع کرنا یعنی وہ لوگ بے حیاء اور بے لحاظ ہو کر علانیہ لوگوں کے سامنے جماع کریں گے جیسا کہ گدھے کرتے ہیں چنانچہ" ھرج" کا لفظ جماع کے معنی میں بھی آتا ہے۔

اور انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی" کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو اس وقت اس دنیا میں صرف وہی بدکار واشرار لوگ (یعنی کفار و فجار ہوں گے، ان کے برعکس لوگ یعنی مؤمنین وصالحین نہ اس وقت اس دنیا میں موجود ہوں گے اور نہ ان پر قیامت قائم ہوگی چنانچہ آگے ایک حدیث آرہی ہے اس میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ روئے زمین پر اللہ اللہ کہنا بند نہ ہو جائے یعنی قیامت اسی وقت آئے گی جب روئے زمین پر ایک بھی اللہ کا نام لیوا باقی نہیں رہے گا۔

4321 - حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمُؤَذِّنُ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ. قُلْنَا: وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قَالَ: لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ.

❁❁ حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر وہ اس وقت نکلا، جب میں تمہارے درمیان موجود ہوا، تو میں تمہاری طرف سے خود اس سے مقابلہ کروں گا اور اگر وہ اس وقت نکلا، جب میں تمہارے درمیان موجود نہ ہوا، تو ہر شخص اپنی ذات کا دفاع کرے، اور اللہ تعالیٰ میری جگہ ہر مسلمان کا نگہبان ہوگا، تم

4321- إسناده صحيح. وقد جاء تصريح الرواة بسماع بعضهم من بعض عند أحمد ومسلم، فأمن تدليس التسوية من الوليد- وهو ابن مسلم- ومن صفوان بن صالح- وهو الدمشقي. -ابن جابر: هو عبد الرحمن بن يزيد بن جابر. وأخرجه مطولاً ومختصراً مسلم (2937)، والترمذي (2390)، والنسائي في "الكبرى" (7970) و (10717) من طريق عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، بهذا الإسناد. وقال الترمذي: حديث غريب حسن صحيح. وأخرجه ابن ماجه (4075)

جب تم میں سے کوئی شخص اس کو پائے تو وہ اس کے لیے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے، یہ اس کے فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہوگی۔ ہم نے عرض کی: وہ کتنا عرصہ زمین میں رہے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس دن، جن میں سے ایک دن ایک سال کی طرح ہوگا، ایک دن ایک مہینے کی طرح ہوگا، ایک دن ایک ہفتے کی طرح ہوگا اور باقی کے دن تمہارے عام دنوں کی مانند ہوں گے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا، کیا اس دن میں ہمارے لیے ایک دن اور ایک رات کی نماز پڑھ لینا کافی ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی نہیں! تم وقت کا اندازہ لگالینا (اور اس حساب سے نمازیں ادا کرتے رہنا) پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی حصے میں موجود سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے، وہ لد نامی دروازے کے پاس اسے پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔

4322 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَذَكَرَ الصَّلَوَاتِ مِثْلَ مَعْنَاهُ

یہی روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں راوی نے نمازوں کے بارے میں حسب سابق روایت نقل کی ہے۔

4323 - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ، يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مَنْ حَفِظَ مِنْ خَوَاتِيمِ سُورَةِ الْكَهْفِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ قَتَادَةَ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات باقاعدگی سے تلاوت کرلیا کرے گا، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"جو شخص سورۂ کہف کی آخری آیات یاد کرے گا"

شعبہ نے قتادہ کے حوالے سے سورۂ کہف کے آخری حصے کا ذکر کیا ہے۔

4324 - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ آدَمَ، عَنْ أَبِي

4323- حديث صحيح دون قوله: "فيصلي عليه المسلمون"، وهذا إسناد منقطع، فإن قتادة -وهو ابن دعامة السدوسي- لم يسمع من عبد ... نص على ذلك ابن معين، نقله عنه ابن أبي حاتم في "المراسيل" (633)، ومع ذلك فقد صحح هذا الإسناد الحافظ ابن حجر في "الفتح" 6/ 493، وقال الحافظ ابن كثير في "النهاية" 1/ 188: هذا إسناد جيد قوي. وأخرجه الطيالسي (2575)، وابن أبي شيبة 15/ 158 - 159، وإسحاق بن راهويه (43)، وأحمد (9270) و(9632 - 9634)، والطبري في "تفسيره" 3/ 291 و6/ 22، وابن حبان (6814) و(6821)، والآجري في "الشريعة" ص380، والحاكم 2/ 595 من طرق عن قتادة، به. وأخرجه عبد الرزاق (20845)، وعنه ... (44)

هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ - يَعْنِي عِيسَى - وَإِنَّهُ نَازِلٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ

❀❀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میرے اور ان کے یعنی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے، وہ نزول کریں گے، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے، کیونکہ وہ درمیانے قد کے مالک ہوں گے اور ان کا رنگ سرخ وسفید ہوگا، انہوں نے ہلکے زرد رنگ کا لباس پہنا ہوگا، یوں محسوس ہوگا جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے، حالانکہ انہیں پانی نہیں لگا ہوگا، وہ اسلام کے لیے لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو ماردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو ختم کردے گا، وہ دجال کو ہلاک کردیں گے اور زمین میں 40 سال تک رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے''۔

بَابٌ فِي خَبَرِ الْجَسَّاسَةِ

باب: جساسہ کا تذکرہ

4325 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: إِنَّهُ حَبَسَنِي حَدِيثٌ كَانَ يُحَدِّثُنِيهِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ عَنْ رَجُلٍ كَانَ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا، قَالَ: مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، اذْهَبْ إِلَى ذٰلِكَ الْقَصْرِ، فَأَتَيْتُهُ، فَإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ، مُسَلْسَلٌ فِي الْأَغْلَالِ، يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الدَّجَّالُ، خَرَجَ نَبِيُّ الْأُمِّيِّينَ بَعْدُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَطَاعُوهُ أَمْ عَصَوْهُ؟ قُلْتُ: بَلْ أَطَاعُوهُ، قَالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ

❀❀ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک واقعہ کی وجہ سے میں دیر سے آیا ہوں، جو مجھے تمیم داری نے بیان کیا: اس نے ایک شخص کے حوالے سے یہ بات مجھے بتائی: میں نے سمندری سفر کے دوران ایک جزیرہ میں، ایک عورت کو دیکھا، جو اپنے بال کھینچ رہی تھی، میں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ اس عورت نے جواب دیا: میں جساسہ ہوں، تم اس محل کے پاس جاؤ، میں وہاں آیا، تو وہاں ایک شخص تھا جو اپنے بال کھینچ رہا تھا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا وہ

تیزی سے اچھل رہا تھا، میں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں دجال ہوں، کیا امیین کے نبی کا ظہور ہو گیا ہے؟
میں نے جواب دیا: جی ہاں! اس نے دریافت کیا: لوگوں نے ان کی فرمانبرداری کر لی ہے یا ان کی نافرمانی کی ہے؟ میں نے
کہا: انہوں نے ان کی فرمانبرداری کر لی ہے، تو اس نے کہا: یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔

4326 - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا الْمُعَلِّمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي: أَنِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَخَرَجْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَ: لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِنِّي مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَهْبَةٍ، وَلَا رَغْبَةٍ، وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا، فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ، وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ، حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ، وَجُذَامٍ، فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ، وَأَرْفَئُوا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ، فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ،

فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرَةُ الشَّعْرِ، قَالُوا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي هَذَا الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا، فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - وَسَأَلَهُمْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ، وَعَنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، قَالَ: إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ، وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مَرَّتَيْنِ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: حَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا: نماز جمع کرنے والی ہے (یعنی تم لوگ اکٹھے ہو جاؤ گے) تو میں نکلی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو منبر پر تشریف فرما ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو؟ میں نے تمہیں کیوں اکٹھا کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں کسی چیز کی خوشخبری سنانے کے لیے یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے نہیں جمع کیا، بلکہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے، کیونکہ تمیم داری ایک عیسائی شخص تھا وہ آیا اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کر لیا، اس نے مجھے

ایک بات بتائی جو اس بات کی تائید میں ہے، جو میں نے تمہیں دجال کے بارے میں کہی تھی، اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک بحری جہاز میں سوار ہو کر تیس آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا، جن کا تعلق لخم (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جزام قبیلے سے تھا ایک مہینے تک موجیں انہیں لے کے چلتی رہیں، پھر وہ سورج کے غروب ہونے والی سمت میں ایک جزیرے تک پہنچ گئے، وہ ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر جزیرے میں داخل ہو گئے، وہاں انہیں ایک جانور ملا جس کی دم بھاری تھی اور جسم پر بال بہت زیادہ تھے انہوں نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو، تم کون ہو؟ اس جانور نے جواب دیا: میں جساسہ ہوں تم لوگ اس عبادت خانے میں موجود اس شخص کے پاس جاؤ، کیونکہ اسے تمہاری دی ہوئی اطلاعات کے بارے میں دلچسپی ہے، راوی کہتے ہیں: جب اس عورت نے ہمارے سامنے ایک مرد کا نام لیا، تو ہم ڈر گئے کہ کہیں وہ عورت شیطان نہ ہو، ہم لوگ تیزی سے وہاں سے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ اس عبادت خانے میں داخل ہو گئے، وہاں ایک انتہائی لمبا تڑنگا انسان موجود تھا، ہم نے ایسا لمبا تڑنگا شخص کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ مضبوطی سے بندھا ہوا تھا، اس کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے تھے، اس کے بعد راوی نے پورا واقعہ نقل کیا ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: اس نے ان لوگوں سے بیسان کے کھجوروں کے باغ اور زغر کے چشمے اور اُمی نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، پھر اس نے بتایا کہ میں دجال ہوں، عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شام کے سمندر میں ہے، یا یمن کے سمند میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی، پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سن کر یہ بات یاد کی ہے، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے۔

4327 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَكَانَ لَا يَصْعَدُ عَلَيْهِ إِلَّا يَوْمَ جُمُعَةٍ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ ذَكَرَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَابْنُ صُدْرَانَ بَصْرِيٌّ، غَرِقَ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابْنِ مِسْوَرٍ، لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ غَيْرُهُ.

❀❀ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی، پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے آپ ﷺ اس سے پہلے کبھی جمعے کے دن کے علاوہ اس پر نہیں چڑھے تھے (اس کے بعد راوی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن صدران بصری نامی راوی ابن مسور کے ساتھ سمندر میں ڈوب گئے تھے، ان لوگوں میں سے اس روای کے علاوہ اور کوئی نہیں بچا تھا۔

4328 - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِنَّهُ بَيْنَمَا أُنَاسٌ يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ، فَنَفِدَ طَعَامُهُمْ، فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ، فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ، فَلَقِيَتْهُمْ

الْجَسَّاسَةُ قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَ: امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا. قَالَتْ: فِي هَذَا الْقَصْرِ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ. قَالَ: هُوَ الْمَسِيحُ. فَقَالَ: لِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ. قَالَ: شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ هُوَ ابْنُ صَيَّادٍ. قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ. قَالَ: وَإِنْ مَاتَ. قُلْتُ: فَإِنَّهُ أَسْلَمَ. قَالَ: وَإِنْ أَسْلَمَ. قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ. قَالَ: وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا:

''کچھ لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے ان کا کھانا ختم ہو گیا تھا، انہیں ایک جزیرہ دکھائی دیا تو کھانے کی تلاش میں وہ اس کے اندر داخل ہو گئے، ان کی ملاقات جساسہ سے ہوئی۔

ولید بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابوسلمہ سے دریافت کیا: جساسہ سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک عورت ہے جو اپنی کھال اور سر کے بال کھینچ رہی تھی، اس عورت نے کہا: اس محل (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے) جس میں یہ مذکور ہے: محل میں موجود شخص نے بیسان کے نخلستان اور زغر کے چشمے کے بارے میں دریافت کیا اور بتایا: وہ دجال ہے۔

راوی کہتے ہیں: ابوسلمہ نے مجھ سے کہا: اس حدیث میں کچھ چیزیں مجھے یاد نہیں رہی ہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ دجال ابن صیاد ہے، میں نے کہا: وہ تو مر چکا ہے، انہوں نے کہا: اگرچہ وہ مر چکا ہے (پھر بھی دجال وہی ہے) میں نے کہا: وہ تو مسلمان ہو گیا تھا، انہوں نے کہا: اگرچہ وہ مسلمان ہو گیا تھا (پھر بھی دجال وہی ہے) میں نے کہا: وہ تو مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا تھا، تو انہوں نے کہا: اگرچہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا تھا (پھر بھی دجال وہی ہے)

بَابٌ فِي خَبَرِ ابْنِ صَائِدٍ

باب: ابن صائد کا تذکرہ

ابن صیاد کی حقیقت

ابن صیاد کا اصل نام "صاف" تھا اور بعض حضرات نے "عبداللہ" کہا ہے وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ کا باشندہ تھا یا اصل باشندہ تو کہیں اور کا تھا لیکن مدینہ آ کر وہاں کے یہودیوں میں شامل ہو گیا تھا! ابن صیاد سحر و کہانت کا زبردست ماہر تھا اور اس وجہ سے اس کی شخصیت بڑی پراسرار بن کر رہ گئی تھی اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے اس کی حقیقت کو مختصر طور پر یوں ظاہر کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑا فتنہ تھا جس میں مسلمانوں کو مبتلا کر کے ان کا امتحان لیا گیا تھا اس کے حالات بڑے مختلف تھے اور اس بنا پر صحابہ کرام کے درمیان بھی اس کی حیثیت کے تعین میں اختلاف تھا، چنانچہ کچھ صحابہ کرام کا خیال یہ تھا ابن صیاد وہی دجال ہے جس کے بارے میں خبر دی گئی ہے کہ وہ دنیا میں ظاہر ہوگا اہل ایمان کو گمراہ کرے گا لیکن اکثر حضرات کا کہنا یہ تھا کہ ابن صیاد بڑا دجال تو نہیں ہے لیکن ان چھوٹے دجالوں میں سے ایک ضرور ہے جو مختلف زمانوں میں پیدا ہوتے رہیں گے۔

اور جن کا اصل مقصد فتنہ وفساد پھیلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہوگا! جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ اس امت میں دجال پیدا ہوتے رہیں گے، جو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے آخر الذکر حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ابن صیاد اگرچہ پہلے کافر وکاہن تھا لیکن آخر میں مسلمان ہوگیا تھا، پھر اس نے حج بھی کیا مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا، اس کی اولاد بھی ہوئی اور وہ مدینہ ومکہ میں رہا کرتا تھا جب کہ دجال کافر ہوگا اور کفر ہی کی حالت میں مارا جائے گا اس کے اولا دنہیں ہوگی اور مکہ ومدینہ میں اس کا داخلہ تک ممنوع ہوگا چہ جائیکہ وہ ان مقدس شہروں میں بود وباش اختیار کرے۔

حضرت تمیم داری کی اس حدیث کو بھی ان حضرات کی پوری دلیل قرار دیا جاسکتا ہے جو دجال کے سلسلہ میں پیچھے گزر چکی ہے! بہر حال ابن صیاد کی حیثیت دحقیقت مبہم تھی، اس کے بارے میں تعین ویقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اصل حیثیت پر سے پردہ نہیں اٹھایا بلکہ اس کو مبہم رکھا جیسا کہ اس باب میں منقول احادیث سے معلوم ہوگا۔

4329 - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَائِدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَهُوَ غُلَامٌ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَأْتِيكَ؟ قَالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي قَدْ خَبَّأْتُ لَكَ خَبِيئَةً وَخَبَّأَ لَهُ: (يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) (الدخان: 10)، قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ - يَعْنِي الدَّجَّالَ - وَإِلَّا يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ فِي قَتْلِهِ

❀❀ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اصحاب کے ہمراہ ابن صائد کے پاس سے گزرے ان اصحاب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، ابن صائد اس وقت بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، وہ خود بھی بچہ تھا، اسے اندازہ نہیں ہوا، یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اس کی پشت پر مارا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ راوی کہتے ہیں: ابن صائد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور بولا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں کے رسول ہیں، پھر ابن صیاد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تمہارے پاس کیا آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا معاملہ تم پر خلط ملط ہو گیا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: میرے ذہن میں ایک بات ہے (تم بتاؤ کہ وہ کیا ہو سکتی ہے؟)

نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت سوچی تھی:

''جب آسمان واضح دھواں لے کر آئے گا''

ابن صیاد نے کہا یہ ''دخ'' ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو، تم اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکو گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تو یہ (وہی دجال ہے) تو پھر تم اس پر قابو نہیں پا سکو گے اور اگر یہ وہ نہیں ہے، تو پھر اسے قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق ابن خطاب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں شامل ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے اور انہوں نے اس کو (یہودیوں کے ایک قبیلہ) بنو مغالہ کے محل میں بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا، وہ اس وقت سن بلوغ کے قریب ہو چکا تھا، ابن صیاد ان سب کی آمد سے بے خبر (اپنے کھیل میں مصروف) رہا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا اور (جب وہ متوجہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے (یہ سن کر بڑی غصیلی نظروں سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں یعنی ناخواندہ لوگوں کے رسول ہو اور پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (پکڑ لیا) اور خوب زور سے بھینچا اور فرمایا" میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ (اچھا یہ بتا) تو کیا دیکھتا ہے یعنی غیب کی چیزوں سے تجھ پر کیا منکشف ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کبھی تو میرے پاس سچی خبر آتی ہے اور کبھی تو میرے پاس سچا فرشتہ آتا ہے اور کبھی جھوٹا شیطان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب سن کر) فرمایا کہ تیرا معاملہ سب گڈمڈ ہو گیا" پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے اور جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کے لئے چھپائی تھی وہ یہ آیت (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ) 44۔الدخان:10) تھی اس نے جواب دیا کہ وہ پوشیدہ بات (جو تمہارے دل میں ہے) " درخ" ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا دور ہٹ! تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (یہ صورت حال دیکھ کر) عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن صیاد اگر وہی دجال ہے (جس کے آخر زمانہ میں نکلنے کی اطلاع دی گئی ہے) تو پھر تم اس پر مسلط نہیں ہو سکو گے یعنی اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکو گے کیونکہ اس کو قتل کرنا تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے

مقدر ہے) اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس کے بعد (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابی ابن کعب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں پہنچ کر) کھجور کی شاخوں کے پیچھے چھپنے لگے تا ابن صیاد (اپنے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی سے) بے خبر رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ باتیں سن لیں اور اس طرح چھپ کر ابن صیاد کی باتوں کو سننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور صحابہ کرام بھی جان لیں کہ وہ آخر ہے کیا آیا کوئی کاہن ہے یا جادوگر یا کچھ اور؟ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص سے فتنہ پردازی کا خوف ہو اس کی حقیقت کو ظاہر کرنا اور لوگوں پر اس کے احوال منکشف کرنا جائز ہے) اس وقت ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا اور اس چادر کے اندر سے گنگنانے کی آواز آرہی تھی (جس کا کوئی مفہوم سمجھ میں آتا تھا) (دیکھ کر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا" اگر ابن صیاد کی ماں اس کو نہ ٹوکتی (اور میری موجودگی سے باخبر نہ کرتی) وہ اپنی حقیقت کو ظاہر کر دیتا (یعنی اس کی باتوں سے یہ معلوم ہو جاتا وہ کون ہے اور کیا ہے) حضرت عبداللہ (ابن عمر کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ دینے کے لئے) لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جو اس کو سزاوار ہے، پھر دجال کا ذکر کیا (بایں احتمال کہ شاید ابن صیاد دجال ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فتنہ پردازی اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ اس میں دجال کی بعض خصلتیں پائی جاتی تھیں دجال کا ذکر کرنا اور اس کے احوال سے آگاہ کرنا مناسب جانا) اور فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی علیہ السلام ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور (ان انبیاء سے پہلے) نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تم سے دجال کے بارے میں ایک ایسی بات اور ایک ایسی علامت بتاتا ہوں جو کسی اور نبی علیہ السلام نے اپنی قوم سے نہیں بتائی ہے، سو تم جان لو کہ دجال کانا ہوگا اور یقیناً اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 62)

امیوں" سے اس کی مراد اہل عرب تھے، کیونکہ اس زمانہ میں اکثر اہل عرب پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے! اور اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں میں سے ایک طبقہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تو نہیں تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اہل عرب کا رسول مانتے تھے بہر حال یہ بات (یعنی ابن صیاد کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی اس طرح دینا) اس کی ان لغو باطل باتوں میں سے ایک تھی جو شیطان کاہنوں کو القا کیا کرتا ہے، ویسے منطقی طور پر بھی اس کے یہ الفاظ زبردست تضاد و تناقض کے حامل تھے کیونکہ نبی ہر حال میں سچا ہوتا ہے خواہ وہ کسی ایک قوم و علاقہ میں مبعوث ہوا ہو یا پوری نوع انسانیت کے لئے) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت عامہ کا اعلان کیا۔ اور تمام نوع انسان کو اپنی رسالت کی دعوت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو صرف اہل عرب کے ساتھ مخصوص کرنا سراسر باطل ٹھہرا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خوب زور سے بھینچا" میں بھینچا" لفظ رص کا ترجمہ ہے جو رکے زبر اور ص کے ساتھ ہے اور جس کے اصل معنی" دو چیزوں کو استوار کرنا اور آپس میں ایک دوسرے سے جوڑنا ملانا" ہے" اسی لئے مضبوط اور استوار بنیاد کو بنائے مرصوص کہا جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کو پکڑ کر اور اس کے اعضاء جسم کو ایک دوسرے سے ملا کر زور سے بھینچا اور علامہ
نووی نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے علاقہ میں کتاب کے جو صحیح نسخے ہیں ان میں یہ لفظ فرفضہ یعنی ف اور ض کے ساتھ ہے، جو رفض سے
ہے اور جس کے معنی "چھوڑنے" کے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوال وجواب اور اس
کی کٹ حجتی سے صرف نظر کر لیا۔ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا کا مطلب یہ تھا کہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں
پر ایمان لایا ہوں اور یہ بھی یقینی ہے کہ تو ان میں سے نہیں) ہاں اگر بفرض محال تو بھی ان میں سے ہوتا تو میں تجھ پر بھی ایمان لاتا!
لیکن یہ فرض کرنے والی بات اسی صورت میں جائز ہوگی جب یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اپنے خاتم النبیین
ہونے کے علم سے پہلے کہی تھی، اگر اس وقت آپ کا خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا تو یہ بفرض محال والی بات
مراد نہیں لی جاسکتی اس مسئلہ کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور کوئی اور شخص اس سے
معجزہ کا مطالبہ کرنے کے باوجود اس کو اس لئے قتل نہیں کیا کہ اول تو وہ بہت چھوٹی عمر کا تھا اور چھوٹی عمر والوں کو قتل کرنا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ممنوع تھا، دوسرے یہ کہ یہودی ان دنوں ذمی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اس بات پر صلح کر رکھی
تھی کہ ان کے حال پر رہنے دیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ ابن صیاد بھی یہودیوں ہی کا ایک فرد تھا ان کے خلیفوں میں سے تھا، اس لئے
اس کو قتل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ "کبھی تو میرے پاس سچی خبر آتی اور کبھی جھوٹی خبر۔" کے بارے میں بعض شارحین نے کہا ہے کہ ابن صیاد
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص تیرے پاس آتا ہے وہ تجھ سے کیا کہتا ہے اور اس کی کہی ہوئی باتیں
تیرے لئے کیسی ثابت ہوئی ہیں؟

ابن صیاد نے مذکورہ جملہ کے ذریعہ اس سوال کا جواب دیا اس کا حاصل یہ تھا کہ ایک آنے والا مجھے کچھ باتیں بتاتا جاتا ہے،
ان میں سے کوئی سچی ہوجاتی ہے اور کوئی جھوٹی چنانچہ کاہنوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ شیطان ان پر جھوٹی سچی، ہر طرح کی خبریں القا
کرتا ہے۔ "تیرا معاملہ سب گڈمڈ ہوگیا" مطلب یا تو یہ تھا کہ تیرے پاس چیزوں اور اطلاعات کا تو ذخیرہ ہے وہ سب بیکار اور
لاحصل ہے کیونکہ ان میں سے سچی باتیں بھی جھوٹی باتوں کے ساتھ مل کر کرنا قابل اعتبار ہوگئی ہیں یا یہ مطلب تھا کہ تیری حیثیت اور
تیرے احوال کو ناقابل اعتماد بنادیا گیا ہے کیونکہ تیرے پاس تو شیطان آتا ہے جو تجھے جھوٹی سچی خبریں سنا جاتا ہے اس بات کے
ذریعہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دعویٰ رسالت کو جھوٹا قرار دیا کیونکہ کسی رسول کے پاس جھوٹی خبریں نہیں آیا کرتیں
جب کہ اس نے خود اپنی زبان سے اس کا اقرار کیا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کردیا کہ تو صرف کاہن ہے اور کاہنوں کا یہی
حال ہوا کرتا ہے۔ تو رسول و نبی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ "میں نے تیرے لئے دل میں ایک بات چھپائی ہے" یعنی تجھے اگر یہ دعویٰ ہے کہ
تجھ پر خدائی راز تک منکشف ہوجاتے ہیں اور کوئی شخص آکر تجھے غیب کی باتیں بتا کر جاتا ہے تو ذرا یہ بتا کہ اس وقت میرے دل میں
کیا ہے، میں نے تیرے تعلق سے ایک بات اپنے دل میں رکھی ہے؟

اس بات کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کا امتحان لیا تا کہ صحابہ کرام پر اس کی حقیقت واضح ہوجائے اور وہ جان
لیں کہ یہ نرا کاہن ہے شیطان اس کے پاس آکر اس کو جھوٹی سچی باتیں سکھا جاتا ہے۔ "وہ پوشیدہ بات دخ ہے" د کے پیش اور زبر

کے اور خ کے تشدید کی ساتھ درخ" کے معنی دھوئیں کے ہیں! ابن صیاد اس پوری آیت کو تو بتانے میں کامیاب نہیں ہو سکا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل میں سوچ رکھی تھی، البتہ اس نے اس آیت کا ایک ناقص لفظ ضرور بتا دیا اس بات سے بھی اس کا کاہن ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ کہانت میں یہی ہوتا ہے کہ شیطان کسی بات کا کوئی ایک ادھورا اور ناقص جز اڑا کر لے آتا ہے اور اس کو کاہنوں کے دل میں ڈال دیتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت آہستہ سے صحابہ کو بتایا ہو کہ میں نے یہ آیت اپنے دل میں سوچی ہے اور شیطان نے بھی یہ بات سن لی ہو اور پھر اس نے ابن صیاد کو اس کا القا کر دیا ہو۔

دور ہٹ تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا" "دور ہٹ" لفظ اخساء کا ترجمہ ہے جس کے ذریعہ اہانت وحقارت کا اظہار کیا جاتا ہے اور عام طور پر کتے اور سور کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے کہ کسی کتے اور سور کو ہانکنے اور لوگوں سے دور ہٹانے کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے: بہر حال جب ابن صیاد کی حقیقت واضح ہو گئی کہ اس کا حال وہی ہے جو کاہنوں کا ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے القا کرنے کے سبب کچھ ادھوری باتیں معلوم ہو گئیں، تو بس کاہن ہی ہے اور کاہن ہی رہے گا اس سے آگے تو ہرگز نہیں بڑھ سکتا، اپنی حد میں رہنا اور آئندہ رسالت کا دعوی کرنے کی جرأت نہ کرنا کہ وہ میرا مقام ہے۔

اس کو قتل کرنے میں تمہارے کوئی بھلائی نہیں ہے" کا مطلب یہ تھا کہ یہ چونکہ ذمی ہے اور ان یہودیوں میں سے ہے جو اہل ذمہ ہیں، علاوہ ازیں ایک نابالغ اور چھوٹی عمر کا بھی ہے اس لئے اس کو قتل کرنا کوئی فائدہ کی بات نہیں ہے چونکہ بعض قرائن ابن صیاد کے دجال ہونے پر دلالت کرتے تھے اس لئے آپ نے بطور شک یہ بات ارشاد فرمائی" کہ یہ واقعی دجال ہے تو تم اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکو گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اور یقینا اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے" یعنی وہ دوسرے سے حاسہ بینائی ہی سے پاک ومنزہ ہے چہ جائیکہ اس کی ذات میں کانے پن جیسا کوئی عیب ہو واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ کسی نبی نے اپنی قوم کو یہ نہیں بتایا کہ دجال کانا ہے تو اس بارے میں یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو دجال کے احوال کا اتنا تفصیلی علم ہی نہیں تھا کہ دجال کانا ہوگا یا کیسا ہوگا؟ یا یہ کہ یہ علم تو ہر نبی کو ہوگا مگر کسی نے اپنی قوم کو یہ نہیں بتایا کہ دجال کانا ہوگا۔

ابن صیاد کاہن تھا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان سب کی ملاقات مدینہ کے ایک راستہ میں ابن صیاد سے ہو گئی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے جواب میں کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا۔" میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اچھا یہ بتا) تو کیا چیز دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک تخت کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" تو ابلیس کے تخت کو سمندر پر دیکھتا ہے! پھر فرمایا۔" اس کے علاوہ اور کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد نے کہا کہ دو سچوں کو دیکھتا ہوں (جو سچی خبریں لایا کرتے ہیں) اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں (جو جھوٹی خبریں لایا کرتا ہے) یا دو

جھوٹوں کو دیکھتا ہوں اور ایک سچے کو اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے مخاطب ہو کر) فرمایا اس کے لیے صورت حال (یعنی کہانت) کو گڈمڈ کر دیا گیا ہے، اس کو چھوڑ دو (یعنی یہ تو ٹھیک ٹھیک بات کرنے کے بھی قابل نہیں ہے کہ اس کا کوئی جواب دیا جائے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 63)

تو ابلیس کے تخت کو سمندر پر دیکھتا ہے۔" کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ ابلیس پانی کے اوپر اپنا تخت بچھا کر اس پر اپنا دربار قائم کرتا ہے اور وہیں سے اپنے چیلوں اور اپنے ساتھیوں کی ٹولیوں کو دنیا میں بھی فتنہ و فساد پھیلانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے روانہ کرتا ہے یا دو جھوٹوں کو دیکھتا ہوں اور ایک سچے کو یہ یا تو راوی نے اپنا شک ظاہر کیا ہے کہ اس موقع پر روایت کے الفاظ اس طرح ہیں یا یہ کہ خود ابن صیاد ہی نے اس شک کے ساتھ بیان کیا ہو میں یا تو دو سچوں اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں یا دو جھوٹوں اور ایک سچے کو اور یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا معاملہ جس طرح خلط واحتمالات میں گرا ہوا تھا اور اس کے احوال جس طرح نظام و استقلال اور استقامت و یقین سے خالی تھے اس کا تقاضا ہی یہ تھا کہ اس کو کسی بھی صورت جزم و یقین حاصل نہ ہوا چنانچہ وہ کبھی اس طرح دیکھتا تھا اور کبھی اس طرح۔

14330 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: وَاللَّهِ، مَا أَشُكُّ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ دجال "ابن صیاد" ہی ہے۔

4331 - حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَحْلِفُ بِاللَّهِ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ الدَّجَّالُ، فَقُلْتُ: تَحْلِفُ بِاللَّهِ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کا حلف اٹھا کر یہ کہا: ابن صیاد ہی دجال ہے، میں نے کہا: آپ اللہ کے نام کا حلف اٹھا رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں، اسی بات پر اللہ کے نام کا حلف اٹھاتے ہوئے سنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انکار نہیں کیا۔

4332 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حرہ کے دن، ہم نے ابن صیاد کو غیر موجود پایا۔

قیامت سے پہلے تیس جھوٹے دجالوں کے آنے کا بیان

4333 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ دَجَّالُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس دجال نہیں آئیں گے، ان میں سے ہر ایک اس بات کا دعویدار ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے''۔

4334 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَّالًا، كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللهِ، وَعَلَى رَسُولِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس دجال ظہور پذیر نہیں ہوں گے، ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے رسول کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہوگا''۔

4335 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَرَى هَذَا مِنْهُمْ؟ يَعْنِي الْمُخْتَارَ، فَقَالَ عَبِيدَةُ: أَمَا إِنَّهُ مِنَ الرُّءُوسِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، راوی کہتے ہیں: جب انہوں نے یہ بات نقل کی، تو میں نے دریافت کیا: کیا آپ کے خیال میں یہ ان لوگوں میں سے ہے، یعنی مختار؟ تو عبیدہ نے کہا: یہ تو ان کا سردار ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ
باب: حکم دینا اور منع کرنا

4336 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُولُ: يَا هَذَا، اتَّقِ اللهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: (لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ) إِلَى قَوْلِهِ (فَاسِقُونَ) (المائدة: 81)، ثُمَّ قَالَ: كَلَّا وَاللهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بنی اسرائیل میں داخل ہونے والا سب سے پہلا نقص یہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے ملتا تھا تو اسے کہتا تھا: اے بندے! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے رک جاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے، پھر وہ اگلے دن اسے ملتا، تو اسے منع نہیں کرتا تھا، کیونکہ اس نے اس کے ساتھ کھانا، پینا اور بیٹھنا ہوتا تھا، جب لوگوں نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اختلافات پیدا کر دیئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی ہے''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تم لوگ ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے اور ظالم کے ہاتھ کو پکڑتے رہو گے اور حق کی طرف اسے زبردستی لے جاؤ گے اور اسے حق کا پابند کرو گے۔

4337 - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ الْحَنَّاطُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ، زَادَ: أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، وَرَوَاهُ خَالِدٌ الطَّحَّانُ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

''یا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلافات پیدا کر دے گا، یا پھر وہ تمہیں اپنی رحمت سے اس طرح دور کر دے گا، جس طرح انہیں دور کیا تھا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4338 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، الْمَعْنَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ، وَتَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا: (عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) (المائدة: 105)، قَالَ: عَنْ خَالِدٍ، وَإِنَّا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ وَقَالَ عَمْرٌو: عَنْ هُشَيْمٍ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا، ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ كَمَا قَالَ خَالِدٌ أَبُو أُسَامَةَ، وَجَمَاعَةٌ، وَقَالَ شُعْبَةُ فِيهِ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ

بِالْمَعَاصِي هُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ

❁❁ قیس بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد یہ بیان فرمایا:

''اے لوگو! تم لوگ ایک آیت تلاوت کرتے ہو اور اس کا غلط مطلب بیان کرتے ہو (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

''تم پر اپنا خیال رکھنا لازم ہے، جب تم ہدایت پا جاؤ، تو جو گمراہ ہے، وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا''

ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں گے اور اس کا ہاتھ نہیں روکیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا''

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''جس قوم میں گناہ ہونے لگیں اور لوگ انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہوں، لیکن نہ روکیں، تو ان سب پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ایک اور سند کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''جب کسی قوم میں گناہوں پر عمل ہونے لگے اور (اسے روکنے کی قدرت رکھنے والے لوگ) ان لوگوں سے زیادہ ہوں، جو گناہوں پر عمل کرتے ہیں''۔

4339 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، أَظُنُّهُ عَنِ ابْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ، فَلَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا

❁❁ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص کسی ایسی قوم میں ہو، جس میں گناہوں پر عمل کیا جاتا ہو، اور وہ لوگ اس بات کی قدرت رکھتے ہوں کہ اسے ختم کر سکیں اور پھر وہ اسے ختم نہ کریں، تو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کرے گا''

شرح

دنیا میں جس طرح کامیاب لوگوں کا ایک معیار رکھا جاتا ہے مثلاً: ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، ٹیچر، وغیرہ، ایسے ہی اللہ کے ہاں بھی کامیاب اور اچھے لوگوں کا ایک معیار ہے۔ جس کی مختلف کیٹا گریز ہیں مثلاً، اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والا، نماز کی پابندی کرنے والا، اللہ کی مخلوق کا خیال رکھنے والا۔۔۔۔ وغیرہ۔ لیکن ایک بندہ ایسا بھی ہے جو اللہ کے ہاں اس قدر مقبول ہے کہ کئی عابدوں کی عبادت ایک طرف اور اس ایک بندے کے عمل ایک طرف ہے۔ ایسا کون سا بندہ ہے۔۔۔؟ تو جناب ایسا بندہ ہے ایک "باعمل عالم دین" یعنی ایک ایسا بندہ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کے لیے سرگرم ہے اور نیکی کی تلقین میں مشغول ہونے کے ساتھ برائی کے خوفناک چہرے سے بھی ڈراتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ہی تو اللہ کا یہ فرمان عالی شان ہے" كنتم خير امت

اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر " (آل عمران 110) ساتھ میں ان الفاظ کا ذکر کرکے مومن اور غیر
مومن کے درمیان فرق کی مہر بھی ثبت کر دی" والمومنون والمومنات بعضھم اولیا بعض یامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر " (توبہ 71)

یہاں پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی کتاب الاحیا 2/280 میں فرماتے ہیں کہ
اللہ نے اس آیت سے مومنین کو خاص کر دیا ہے یعنی جو بندہ اس فرض سے روگردانی کرے گا گویا وہ مومن ہی نہیں ہے۔ جبکہ امام
قرطبی رحمہ اللہ اپنی تفسیر 4/47 میں بیان کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مومن اور منافق کے درمیان فرق
کر دیا ہے۔ دوسرا پہلو جو اس آیت میں رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں نہ صرف مومن مردوں کو خطاب کیا گیا ہے بلکہ اس میں مومن
عورتیں بھی شامل ہیں۔ اور طاقت کے مطابق اس فرض کو سرانجام دینے کی پابند ہیں۔ موجودہ نام نہاد روشن خیال دور میں یہ ذمہ داری
خواتین پر عام حالات سے زیادہ بڑھ کر عائد ہوتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: کچھ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صاحب ثروت لوگ تو
بہت سارا اجر وثواب کما لیتے ہیں وہ ویسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں، جیسے ہم پڑھتے ہیں۔ اور اسی قدر روزے رکھتے ہیں جس قدر ہم
رکھتے ہیں۔ لیکن وہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ (جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ یوں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں)
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " کیا اللہ نے تمہارے لئے ایسی چیزیں نہیں بنائیں جن کو تم بھی صدقہ کر سکتے ہو؟ یقیناً ہر تسبیح (سبحان
اللہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے، ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے، امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے۔ (مسلم 1006)

مذکورہ حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک ایسا صدقہ ہے جہاں
تک ایک مفلوک الحال آدمی کی رسائی بھی آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ یہ ایک ایسا پیمانہ ہے جس سے انسان اپنے ایمان کی کمزوری
اور مضبوطی کو ماپ سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، جو اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ زبان
سے روکے اور جو اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا وہ کم سے کم اس کو دل میں ہی برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے" (مسلم 49)
اب آپ دیکھیں کہ ایمان کے تین درجے بنا دیے گئے اور ان کو معلق بھی برائی کے روکنے کے ساتھ کر دیا، ہاتھ سے روکو،
مضبوط ترین ایمان۔ زبان سے روکو، درمیانہ ایمان۔ دونوں میں سے کسی کی طاقت نہیں رکھتے تو دل میں برا کہو کمزور ترین
ایمان۔ اب ہماری حالت کا اندازہ کریں شادی بیاہ میں مہندی، تیل، ڈھول، باجا کی صورت میں ڈارے ہوتے ہیں اور ہم زبان
ہلانے سے بھی قاصر ہو جاتے ہیں اور دکھ کی بات یہ ہے کہ آج کل اہل علم کے ہاں بھی ایسی چیزیں کسی حد تک پائی جاتی نظر آرہی
ہیں۔ بعض لوگوں کا ایمان تو زمین کے اس حصے میں چلا گیا ہے کہ جہاں سے اس کے دل میں دستک بھی نہیں ہوتی کہ " میاں جی یہ
کام برائی والا ہے" بلکہ ایسی خرافات کو انجوائے کیا جاتا ہے۔

ایک چھوٹی سی مثال بس میں لگی ٹیپ سے بھی لے سکتے ہیں تا کہ بندہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور کمزوری کا اندازہ لگا لے ہم یہ سوچ کر کچھ نہیں کہتے کہ کونسا کسی نے یہ طوفان بدتمیزی بند کر دینا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی بند کرے یا نہ کرے کوئی رکے یا نہ رکے پر آپ تو اللہ کے ہاں بری ہیں نہ کہ آپ نے دیکھا اور ان تک حق بات کو پہنچا دیا۔

حضرت درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں۔" کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا:" جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو اور سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرنے والا ہو۔ (مسند احمد 6/432)

اس حدیث سے کسی حد تک یہ بات بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ تقویٰ کا معیار بھی اللہ تعالیٰ نے اسی نیکی کے حکم اور برائی سے ڈرانے کو ہی رکھا ہے۔

مندرجہ بالا مختصری باتوں اور احادیث کو لا کر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ اللہ نے ایمان ،تقویٰ، اور اپنی قربت کا معیار صرف اور صرف نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے کو ہی رکھا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو آج ہم کو قدم قدم پر میسر ہے لیکن ساتھ میں انتہائی مشکل کام بھی ہے کیوں کہ جیسے ہی آپ کسی کو کچھ کہتے ہیں فوراً آپ کو یہ بات سننے کو ملتی ہے۔" جاؤ صوفی صاحب کام کرو ہم نے دیکھیں ہیں بڑے متقی جو یہ سب کرتے ہیں" یا اس قسم کے اور جملے جن کو سننے کے بعد انسان ایک بار یقیناً یہ کہتا ہے دفع کرو ان لوگوں کو جو مرضی کرتے رہیں لیکن یہ بات غلط ہے کوئی کچھ بھی کہے پر علم والوں کو یہ کام کرنا ہی ہوگا۔ نہیں تو اللہ کے سامنے جواب دینا پڑے گا کہ علم تھا، جانتے تھے پھر لوگوں تک کیوں نہیں پہنچایا۔؟ تب کی ندامت آج کی مشکلات سے بہت زیادہ تکلیف دے ہوگی۔ (احیاء العلوم)

اس لئے محبت کے ساتھ امن اور نیکی کا پیغام دیں۔ اور اپنی بساط کے مطابق ہاتھ سے روکنے کی بھی کوشش کیا کریں اللہ ہم سب کو ہمت نصیب کرے اور اپنے دین کا کام اچھے انداز سے کرنے کی توفیق دے۔

4340 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ - وَقَطَعَ هَنَّادٌ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ، وَفَاهُ ابْنُ الْعَلَاءِ: - فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

⊛⊛ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص کوئی برائی دیکھے، وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اسے ختم کر سکتا ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کر دے''

یہاں راوی نے کچھ الفاظ مختلف بیان کیے ہیں، آگے چل کے یہ الفاظ ہیں:

''اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو اپنی زبان کے ذریعے (اسے روکنے کی کوشش کرے) اگر وہ اپنی زبان کے ذریعے (روکنے کی) استطاعت نہ رکھتا ہو، تو اپنے دل میں (اسے برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے''۔

4341 - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، كَيْفَ تَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: (عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ) (المائدة: 105) ؟ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ - يَعْنِي - بِنَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ، وَزَادَنِي غَيْرُهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ

ابوامیہ شیبانی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: اے ابوثعلبہ! آپ اس آیت کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

''تم پر اپنے آپ کی (فکر کرنا) لازم ہے'' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم نے ایک ایسے شخص سے اس کے بارے میں دریافت کیا ہے، جو اس کے بارے میں علم رکھتا ہے، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بلکہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو، یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ کنجوسی کی پیروی ہونے لگی ہے اور خواہش نفس کے پیروکاری ہونے لگی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے، اور ہر رائے دینے والا اپنی رائے کے بارے خود پسندی کا شکار ہے، تو اس وقت تم پر صرف اپنے آپ کو بچانا لازم ہے، تم دوسروں کی فکر چھوڑ دو، تمہارے بعد صبر کے دن آنے والے ہیں، ان میں صبر کرنا، یوں محسوس ہوگا، جیسے آگ کا انگارہ پکڑنا، اس وقت میں عمل کرنے والے کو، اس جیسے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا''

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ان لوگوں میں سے پچاس عمل کرنے والوں جتنا ثواب ملے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں سے پچاس عمل کرنے والوں جتنا اجر ملے گا''۔

4342 - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، حَدَّثَهُمْ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ أَوْ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً، تَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ، قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ، وَأَمَانَاتُهُمْ، وَاخْتَلَفُوا، فَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَقَالُوا: وَكَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُونَ مَا

تَعْرِفُونَ، وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ، وَتُقْبِلُونَ عَلَى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ، وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اس زمانے میں تم لوگوں کا کیا عالم ہوگا؟ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کو چھان لیا جائے گا، اور صرف چھان بورا باقی رہ جائے گا، ان کے معاہدوں میں (وعدہ خلافی) اور ان کی امانتوں میں (خیانت) مل جائے گی، وہ لوگ ایک دوسرے سے اختلاف رکھیں گے اور وہ یوں ہو جائیں گے، نبی اکرم ﷺ نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں، لوگوں نے عرض کی:

یارسول اللہ! اس وقت ہمارا کیا ہوگا؟ (یا ہمیں کیا کرنا چاہیے؟) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے اختیار کرنا، جسے تم نیکی سمجھتے ہو، اور اسے چھوڑ دینا، جسے تم برائی سمجھتے ہو اور تم صرف اپنی فکر کرنا اور دوسروں کی فکر چھوڑ دینا''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول کی ہے۔

4343 - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ أَبِي الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ، وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ، وَكَانُوا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ، جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ؟ قَالَ: الْزَمْ بَيْتَكَ، وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ، وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم نبی اکرم ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جب تم لوگوں کو دیکھو کہ ان کے وعدوں میں وعدہ خلافی شامل ہوگئی ہے اور امانت کا معاملہ کم حیثیت کا ہوگیا ہے اور لوگ اس طرح ہو گئے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے فرمایا: راوی کہتے ہیں: میں اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کے قریب ہوا، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے، میں اس وقت کیا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو اور اپنی زبان پر قابو رکھو، جسے تم نیکی سمجھتے ہو، اس پر عمل کرو اور جسے تم برائی سمجھتے ہو اس سے بچ جاؤ، اور تم صرف اپنا خیال رکھنا اور دوسرے لوگوں کے معاملے کو چھوڑ دینا''۔

4344 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے''۔

(یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

4345 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ الْعُرْسِ ابْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ، كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا - وَقَالَ مَرَّةً: أَنْكَرَهَا - كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا، كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا

حضرت عرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب زمین میں کوئی غلطی کی جائے، تو جو شخص وہاں موجود ہو، وہ اسے ناپسند کرے (ایک مرتبہ راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) وہ اس کا انکار کرے، تو یہ اس طرح ہوگا کہ جس طرح وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا اور جو شخص وہاں موجود نہیں تھا، وہ اگر اس غلطی سے راضی ہو، تو یہ اس طرح ہوگا، جیسے وہ بھی وہاں موجود تھا''۔

4346 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ مُغِيرَةَ ابْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، قَالَ: مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

''جو شخص وہاں موجود ہو اور اسے برا سمجھے، تو وہ یوں ہوگا، جیسے وہاں موجود نہیں تھا''

4347 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَهَذَا لَفْظُهُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَنْ يَهْلَكَ النَّاسُ حَتَّى يَعْذِرُوا، أَوْ يُعْذِرُوا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

ابوبختری بیان کرتے ہیں: ایک صحابی نے مجھے یہ بات بتائی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لوگ اس وقت تک ہلاکت کا شکار نہیں ہوں گے، جب تک وہ اپنی ذات کے حوالے سے معذور (یعنی گنہگار) نہیں ہو جاتے''۔

4347- إسناده صحيح. أبو البختري: هو سعيد بن فيروز ويقال: سعيد بن فيروز ابن أبي عمران الطائي مولاهم. وأخرجه أبو عبيد القاسم بن سلام في "غريبه" 1/ 131، وأحمد (18289) و (22506)، وابن أبي الدنيا في "العقوبات" (1)، وأبو القاسم البغوي في "الجعديات" (132)، والقضاعي في "مسند الشهاب" (886)، وأبو محمد البغوي في "شرح السنة" (4157) من طريق شعبة بن الحجاج، بهذا الإسناد.

(راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے آپ کو معذور قرار نہیں دیتے (گناہوں کا برملا اعتراف نہیں کرتے)۔

بَابُ قِيَامِ السَّاعَةِ

باب: قیامت قائم ہونا

4348- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: أَرَأَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ، يُرِيدُ بِأَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دنوں میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا، تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا: تمہاری اس رات کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ آج سے ٹھیک ایک سو سال کے بعد' کوئی شخص باقی نہیں ہوگا' جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: تو لوگ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو گئے جو ایک سو سال کے بارے میں تھا، نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا: آج جو روئے زمین پر موجود ہے، وہ باقی نہیں رہے گا اور آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی۔ (روئے زمین پر موجود ہر شخص اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوگا)

قیامت کے قریب ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک مہینہ پہلے یہ فرماتے ہوئی سنا کہ تم لوگ مجھ سے قیامت کا وقت پوچھا کرتے ہو (کہ پہلا صور کب پھونکا جائے گا اور دوسرا کب) تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا متعین وقت صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جس پر سو سال کا عرصہ گزرے اور وہ اس کے بعد بھی زندہ رہے۔ (مسلم، مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 80)

اس کا متعینہ وقت صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے" کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمایا کہ تم لوگ قیامت کبریٰ کے آنے کا وقت مجھ سے کیا پوچھتے ہو، مجھے تو خود اس کا متعینہ وقت معلوم نہیں ہے کسی کو بھی اس سے باخبر نہیں کیا ہے، صرف وہی جانتا ہے کہ وہ قیامت کب آئے گی ہاں قیامت صغریٰ اور وسطیٰ کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ تمہیں بتائے دیتا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے بارے میں آگاہ فرمایا۔" اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے الخ" کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت وسطیٰ" کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس وقت میرے زمانہ میں جو لوگ موجود ہیں اور نسل

ہمارے سامنے ہے اس کا خاتمہ سو برس کی مدت میں ہو جائے گا اس مدت کے بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا اس نسل کے خاتمہ کے ساتھ گویا ایک عہد ختم ہو جائے گا اور ایک نئے عہد (قرآن) کی ابتداء ہوگی جو آنے والی نسل کا عہد ہوگا۔ پس پرانی نسل اور پرانے عہد کے خاتمہ اور اس کے بعد نئی نسل اور نئے عہد کی ابتداء کا نام قیامت وسطی ہے اور اسی طرح ہر انسان کی موت اس کے اعتبار سے "قیامت صغری" ہے! واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد کی نسل کے خاتمہ کے ذریعہ طبقہ صحابہ کی مدت حیات کی طرف اشارہ فرمایا کہ میرے صحابہ۔ جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سلمان وغیرہ سو برس سے بھی زائد تک حیات رہے! اور اگر یہ کہا جائے، جو زیادہ صحیح بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سو سال کی مدت کا ذکر فرمایا اس کی ابتداء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے وقت سے مانی جانی چاہیے) جیسا کہ آگے آنے والی حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے تو اس اعتبار سے "اکثر و غالب کی قید کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

چنانچہ بعض حضرات نے اپنی یہ تحقیق بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے وقت جتنے صحابہ حیات تھے یا اس زمانہ میں جو دوسرے اولیاء اللہ پیدا ہوئے وہ سب اس وقت سے ۱۰۰ سال پورے ہونے سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام اس دنیا میں زندہ ہیں یا نہیں: بعض اکابر علماء نے اس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام کی موت پر استدلال کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اس ارشاد گرامی کے وقت روئے زمین پر جو لوگ موجود اور حیات تھے ان میں حضرت خضر علیہ السلام بھی تھے لہٰذا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق یہ ضروری ہے کہ وہ دو سو سال کی اس مدت کے بعد اس دنیا میں زندہ نہ رہے ہوں اور وفات پا گئے ہوں۔

لیکن دوسرے علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا معاملہ بالکل خصوصی نوعیت کا ہے اور ان کی ذات مذکورہ ارشاد گرامی کے دائرہ سے باہر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی امت کے بارے میں یہ خبر دی تھی کہ میری امت کے وہ لوگ جو اس وقت موجود و حیات ہیں، ۱۰۰ سو سال کے اندر وفات پا جائیں گے اور ظاہر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا تعلق اس امت سے نہیں ہے کیونکہ کوئی بھی نبی کسی دوسرے نبی کی امت میں سے نہیں ہوتا بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اس ارشاد گرامی میں "علی الارض" (روئے زمین پر) کی قید نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مذکورہ مفہوم کے دائرے سے باہر کر دیا تھا کیونکہ یہ دونوں اس وقت روئے زمین پر نہیں تھے بلکہ پانی پر تھے۔

امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے چار حضرات زندہ ہیں اور ان میں سے دو یعنی حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام تو روئے زمین پر ہیں اور دو یعنی حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں! یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مشائخ سے تواتر کے ساتھ بعض ایسے واقعات منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اس دنیا میں زندہ موجود ہیں اگر چہ بعض حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ "خضر" دراصل ایک منصب ہے جس پر ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی ہستی فائز رہتی ہے اور اس کے فرائض میں مخلوق اللہ کو مدد و فائدہ پہنچاتا ہے لیکن اولیاء کاملین کے منقولات و حالات سے انہی خضر علیہ السلام کا زندہ موجود ہونا ثابت ہوتا ہے جو بنی اسرائیل میں سے ایک نبی اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے ساتھی ومصاحب تھے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

4349 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يُعْجِزَ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ مِنْ نِصْفِ يَوْمٍ

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ اس امت کونصف دن سے عاجز نہیں رکھے گا''۔

4350 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنِي صَفْوَانُ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ، قِيلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ ذَلِكَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مجھے یہ امید ہے کہ میرے امت اپنے پروردگار کے بارگاہ میں، اس لیے عاجز نہیں ہوگی، کہ وہ نصف دن تک انہیں موخر رکھے''۔

حضرت سعد سے دریافت کیا گیا: نصف دن کتنا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا''پانچ سوسال کا''۔

شرح

آدھے دن" کو پانچ سوسال" کے بقدر قرار دینا اس آیت کے پیش نظر ہے کہ وان یوما عندربک کالف سنۃ مما تعدون۔ یعنی اللہ کے نزدیک اس کا دن اتنا ہوتا ہے جتنا کہ تمہارے (شب وروز کے) حساب سے ایک ہزار سال ہوتے ہیں پس جب وہ دن ہمارے شب وروز کی گردش کے حساب کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہوتو آدھا دن یقینا پانچ سوسال کے برابر ہوگا۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا مطلب کہ میری یہ امت اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس قدر قرب اور جتنا بلند مرتبہ رکھتی ہے وہ اس بات کا یقین رکھنے کے لئے کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو کم سے کم پانچ سوسال تک توضرور ہی امن وحفاظت میں رکھے گا اس کو ہلاک نہیں کرے گا اور دنیا میں اس کی بقاوقیام کی مدت کو اس سے کم نہیں کرے گا اس سے زیادہ چاہے جتنی کردے پس اس ارشاد گرامی کے ذریعہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اب سے پانچ سوسال پہلے تو قیامت آئے گی اور اس امت کا خاتمہ نہیں ہوگا ہاں اس مدت کے بعد اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا۔

اور بعض حضرات نے اس ارشاد گرامی کی مراد یہ بیان کی ہے اللہ تعالیٰ کم سے کم پانچ سوسال تک توضرور اس امت کو شدائد وعقوبات سے محفوظ و مامون اور سلامت رکھے گا اور اس کو ایسی آفات میں مبتلا نہیں کرے گا جس سے پوری امت ہلاک وختم ہو جائے۔ اس موقع پر اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی بعض کتابوں میں ثابت کیا ہے کہ دنیا میں امت کی بقاوقیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک ہزار سال کے بعد پانچ سوسال سے آگے متجاوز نہیں ہوگا۔

کِتَابُ الحُدُودِ

یہ کتاب حدود کے بیان میں ہے

حد کے معانی ومقاصد کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حد کا لغوی معنی روکنا ہے اسی لئے دربان کا حداد کہا جاتا ہے۔جبکہ اصطلاح شرع میں حد اس سزا کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے حق کیلئے مقرر کی جائے۔اور اسی دلیل کے پیش نظر قصاص کو حد نہیں کہا جاتا کیونکہ قصاص بندے کا حق ہے۔اور تعزیر کو بھی حد نہیں کہا جاتا کیونکہ اور تعیین سزا معدوم ہے۔اور حد کا مقصد اصلی یہ ہے کہ لوگوں کیلئے تکلیف دہ اشیاء پر ان کو خبردار کیا جائے۔جبکہ طہارت اصلیہ مقصد نہیں ہے کیونکہ اس کی مشروعیت کافروں کے حق میں بھی ہے۔(ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

حد کی تعریف کا بیان

حد کی جمع حدود ہے۔لغت میں حد دو چیزوں کے درمیان فصل کرنیوالی چیز کو کہتے ہیں (محیط المحیط ج1 ص358) یا کسی چیز کے منتہی کو بھی حد کہتے ہیں (تاج العروس ج2 ص231)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حد کی تعریف یوں کی گئی ہے: لغت میں حد منع کرنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں حد وہ سزا ہے جس کی مقدار معین ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب کی گئی ہے تا کہ لوگوں کو ان جرائم سے باز رکھے۔تعزیر بھی حد نہیں کیونکہ اسکی مقدار متعین نہیں اور قصاص بھی حد نہیں کیونکہ وہ مقتول کے وارث کا حق ہے۔(در المختار، کتاب الحدود، ص4 ج166) چنانچہ حد شرعاً اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ یا اسکے رسول کی جانب سے مقرر ہو۔

حدود حد کی جمع ہے اور حد کے اصل معنی ہیں ممنوع نیز اس چیز کو بھی حد کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اصطلاح شریعت میں " حدود" ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہیں اور ساتھ ہی متعین ہیں جیسے چوری، زنا، شراب نوشی کی سزائیں۔لفظ حد کے اصل معنی ممنوع یا حائل اگر پیش نظر ہوں تو واضح ہوگا کہ شرعی سزاؤں کو" حدود" اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ سزائیں بندوں کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے روکتی ہیں اور ان کا خوف انسان اور جرم کے درمیان حائل رہتا ہے

"حدود اللہ "محارم کے معنی میں بھی منقول ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ایت (**تلک حدود اللہ فلا تقربوھا**)

اسی طرح مقادیر شرعی یعنی تین طلاقوں کا مقرر ہونا وغیرہ کے معنی میں بھی منقول ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت (**تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا**) لیکن واضح رہے کہ ان دونوں میں بھی "حدود" کا اطلاق اصل معنی "ممنوع "ہی کے اعتبار سے ہے کہ محارم کی قربت (یعنی ان سے نکاح وخلوت) بھی ممنوع ہے اور مقادیر شرعی سے تجاوز کرنا بھی ممنوع ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حد کی اصل یہ ہے کہ جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو کر ان کے اختلاط کو روک دے جیسے دو گھروں کے درمیان حد فاصل۔ زانی وغیرہ کی حد کو حد اس لیے کہا گیا کہ وہ زانی وغیرہ کو اس حرکت سے روک دیتی ہے۔ اس کتاب میں زنا اور چوری وغیرہ کی روایات میں جو ایمان کی نفی آئی ہے اس کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: والصحیح الذی قالہ المحققون ان معناہ لا یفعل ھذہ المعاصی وھو کامل الایمان وانما تاولناہ لحدیث ابی ذر من قال لا الہ الا اللہ وان زنی وان سرق الخ یعنی محققین علماء نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ شخص کامل الایمان نہیں رہتا، یہ تاویل حدیث ابوذر کی بنا پر ہے جس میں ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا اگرچہ زنا یا چوری کرے۔ اور حدیث عبادہ میں زنا اور چوری کے بارے میں یوں ہے کہ جو شخص ان گناہوں کو کرے گا اگر دنیا میں اس پر قائم ہوگئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی ورنہ وہ اللہ کی مرضی پر ہے چاہے معاف کر دے چاہے اسے عذاب کرے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب الحدود)

حد کے دیگر معانی کا بیان

حد کا معنی انتہا۔ احاطہ۔ ایک چیز کا دوسری چیز سے جدا کرنا۔ ایک ملک اور دوسرے ملک کی درمیانی سرحد۔ باز رکھنا اور گناہگار کو سزا دینا۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں وہ احکام امر و نہی جن کے مطابق مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے۔ قانون شریعت یا اسلامی شریعت میں کسی جرم کی وہ سزا جو تبدیل نہ کی جا سکے۔ مثلاً زنا کی پاداش میں سنگساری، شراب پینے کے عوض درے سے مارنا یا چور کا ہاتھ کاٹ دینا۔ اسلام میں ان جرائم کا ارتکاب انسانی نہیں احکام خداوندی کی حدود سے تجاوز کرنا ہے اس لیے مجرم کو سزا بھی خدا کی مقرر کردہ ہی دی جاتی ہے۔ فلسفہ اور منطق کی اصطلاح میں حد کے معنی تعریف کے ہیں۔ تعریفات جرجانی میں حد وہ صفات ہیں جو ایک چیز کو دوسرے سے ممیز کرتی ہیں۔ علم الافلاک میں حد برج کے ساتھ ملحقہ علاقے کے معنی میں آتا ہے۔ علم تصوف میں حد سے مراد انسان اور مخلوق ہے اور اس کے مقابلے میں خدا تعالیٰ کی ذات کو لامحدود کہا جاتا ہے۔

حد قائم کرنے کی برکت کا بیان

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو نافذ کرنا اللہ کی زمین میں چالیس روز کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: حدیث نمبر 695)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نقل فرمایا حد قائم کرنا ایک ملک میں بہتر ہے اس ملک والوں کیلئے چالیس رات تک بارش ہونے سے بہتر ہے۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1209)

اسلامی سزاؤں کی حکمتوں کا بیان

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں بعض معاصی کے ارتکاب پر شریعت نے حد مقرر کی ہیں۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کے ارتکاب سے زمین پر فساد پھیلتا ہے۔ نظام تمدن میں خلل پیدا ہوتا ہے اور مسلم معاشرے کی طمانیت اور سکون قلب رخصت ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ معاصی کچھ اس قسم کی ہوتی ہیں کہ دو چار بار ان کا ارتکاب کرنے سے ان کی لت پڑ جاتی ہے۔ا

در پھران سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی معاصی میں محض آخرت کے عذاب کا خوف دلانا اور نصیحت کرنا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ ایسی عبرتناک سزا مقرر کی جائے کہ اس کا مرتکب ساری زندگی کے لیے معاشرے میں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور سوسائٹی کے دیگر افراد کے لیے سامانِ عبرت بنا رہے۔ اور اسکے انجام کو دیکھ کر بہت کم لوگ اس قسم کے جرم کی جرا ت کریں۔ اسلام نے لت پڑ جانے والی برائیوں پر سزائیں مقرر کی ہیں جس میں معاشرہ کی خیر رکھی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ ج2 ص158)

اسلامی سزاؤں کا نفاذ عین فطرت کے مطابق ہے اور انہیں ظالمانہ کہنے والے انسانی عفت وعصمت کے دشمن ہیں۔

ہمیں اعتراف ہے کہ قرآن کریم اور سنت نبوی میں سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں لیکن جن لوگوں کی نظر ان سزاؤں کی سنگینی پر جاتی ہے انہیں اس پر بھی نظر کرنی چاہیے کہ جس فعل پر یہ سزائیں مقرر کی گئیں ہیں وہ فعل کس قدر گھناؤنا اور کس قدر انسانیت سوز ہے۔ آج وہ لوگ جو اسلامی سزاؤں کو غیر مہذب، وحشیانہ اور ظالمانہ بتلا رہے ہیں اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں غیر مرد کے پاس دیکھ لیں تو یقیناً غیرت سے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں (اگر چہ اس حالت میں دیکھنے کے باوجود شرعاً از خود سزا دینے یا قتل کرنے کی ممانعت ہے) اس لیے کہ یہ انسانی فطرت ہے، تعجب ہے جب شریعت زانی مرد اور زانی عورت کی وہی سزا تجویز کرتی ہے تو نافہم لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور اس سزا کو غیر مہذب اور وحشیانہ کہنے لگتے ہیں۔ جبکہ اسلام نے سزا کے جاری کرنے میں انتہائی احتیاط برتنے کا حکم دیا ہے اور جرم کے ثابت ہونے پر سخت سے سخت شرائط مقرر کی ہے اور پھر اس جرم کے ارتکاب کے بعد شبہ کی بنیاد پر حد کو ساقط کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا ہے۔

تعجب ہے کہ خود تو اپنی بیوی کو مشتبہ حالت میں دیکھ کر قتل کرنے پر تل جائیں اور جب شریعت انتہائی واضح شہادتوں کے بعد وہی فیصلہ کرے تو وہ سزا انہیں وحشیانہ نظر آنے لگے۔

☆ زنا ایک خبیث ترین فعل ہونے کے ساتھ ایک بڑا گھناؤنا جرم ہے جو پوری انسانیت کے لیے تباہی کا باعث ہے۔ خاندانی شرافت اور نسب کے لیے باعث ذلت ہے، لہٰذا اگر اسلام غیر شادی شدہ زانی مرد اور غیر شادی شدہ زانی عورت کو 100 کوڑے مارنے اور شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کو سنگسار کرنے کی سزا صادر کرے تو کیا یہ عین فطرت نہیں تاکہ معاشرہ اور پوری انسانیت فساد سے بچ جائے۔

☆ یہی حال چوری کا ہے، فرض کیجئے کہ ایک چور سارے گھر کو لوٹ لیتا ہے، اگر اسی اثناء مالک مکان اسے دیکھ لے اور اسکے ہاتھ میں اسلحہ بھی ہو تو کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟ ظاہر ہے نہیں بلکہ فوراً اس پر گولی چلا دے گا ورنہ کم از کم اسکے پاؤں میں گولی مار کر اسے بیکار کر دے گا۔ یہی جرم ثابت ہونے کے بعد شریعت صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا دے تو اسے وحشیانہ سزا قرار دینا کہاں کا انصاف ہے۔

☆ یہی حال حد قذف کا ہے اگر کوئی شخص کسی کی پاکدامن بیٹی پر زنا کی تہمت لگا دے تو ایک غیرت مند آدمی اپنی بیٹی کی عصمت وعفت پر داغ کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتا بلکہ ممکن ہے پاک دامن بیٹی کا بدلہ چکانے کے لیے تہمت لگانے والے کا کام تمام کر دے۔ اگر یہی جرم ثابت ہونے کے بعد اسلام تہمت لگانے والے پر 80 دُرے لگانے کا حکم صادر کرتا ہے تو یہ وحشیانہ سزا

کیسے ہوئی۔

☆ یہی صورت حال شرب خمر کی حد میں ہے جس سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں انسان جب نشے میں ہوتا ہے تو اول فول بکنے لگتا ہے۔ اول فول بکتے وقت عموماً وہ تہمتیں لگاتا ہے لہٰذا شراب نوشی کی حد بھی وہی ہونی چاہیے جو حد قذف کی ہے، جب صحابہ کرام اس بات پر متفق ہو گئے تو حضرت عمر نے تمام ممالک محروسہ میں یہ حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا کہ شراب نوشی کی حد 80 کوڑے ہیں، اسی روایت کی بنیاد پر امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کی حد 80 کوڑے ہیں اور اسی پر پوری امت کا اجماع ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ج10 ص326)

اسلامی سزائیں عین فطرت کے مطابق ہیں، جرم کی سختی اور اسکے ضرر کے مقابلہ میں وہ قطعاً سخت نہیں ہیں۔ جو لوگ انسانی حقوق کے نام پر اس فطرت کو بدلنا چاہتے ہیں وہ انسانی فطرت کے خلاف آمادہ جنگ ہیں۔

بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ

باب: جو شخص مرتد ہو جائے اس کا حکم

مرتد کی سزا قتل ہونے کا بیان

4351 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ عَلِيًّا، عَلَيْهِ السَّلَام أَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُحْرِقَهُمْ بِالنَّارِ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ، وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام، فَقَالَ: وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ

❁❁ عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتد ہو جانے والے کچھ لوگوں کو جلوا دیا، اس بات کی اطلاع حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انہوں نے فرمایا: میں انہیں آگ کے ذریعے نہ جلاتا، کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح کا عذاب نہ دو"

لیکن میں نے انہیں قتل کروا دینا تھا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو"

4351- إسناده صحيح. أيوب: هو ابن أبي تميمة السختياني، وإسماعيل بن إبراهيم: هو المعروف بابن عُلَيَّة. وأخرجه البخاري (3017) و (6922)، وابن ماجه (2535)، والترمذي (1525)، والنسائي في "الكبرى" (3509) و (3510) من طرق عن أيوب السختياني، والنسائي (3511) من طريق قتادة، كلاهما عن عكرمة، به. ورواية ابن ماجه والنسائي الثانية والثالثة مختصرة بلفظ: "من بدل دينه فاقتلوه."

وهو في "مسند أحمد" (1871)، و"صحيح ابن حبان" (4476) و (5606).

جب اس بات کی اطلاع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے کہا: ابن عباس کا ستیا ناس ہو۔ (یعنی انہوں نے مجھے یاد کیوں نہ دلایا)

قرآن وسنت اور اجماع کے مطابق قتل مرتد کا بیان

قرآن وسنت، اجماع امت اور فقہائے امت کا یہی فیصلہ ہے اور عقل ودیانت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا اویصلبوا اوتقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم۔" (المائدۃ: ۳۴،۳۳)

ترجمہ: "یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو، کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جائیں یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کردیے جائیں اس جگہ سے، یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے، مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت کے ذیل میں تمام مفسرین ومحدثین نے عکل وعرینہ کے ان لوگوں کا واقعہ لکھا ہے جو اسلام لائے تھے، مگر مدینہ منورہ کی آب وہوا ان کو راس نہ آئی تو ان کی شکایت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے ساتھ بھیج دیا، جہاں وہ ان کا دودھ وغیرہ پیتے رہے، جب وہ ٹھیک ہوگئے تو مرتد ہوگئے اور اونٹوں کے چرواہے کو قتل کرکے صدقہ کے اونٹ بھگالے گئے، جب مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرلیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیدھے ہاتھ اور اُلٹے پاؤں کاٹ دیئے اور وہ حرہ میں ڈال دیئے گئے، پانی مانگتے رہے، مگر ان کو پانی تک نہ دیا، یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

اسی لئے امام بخاری نے اس آیت کے تحت عنوان بھی اسی انداز کا قائم فرمایا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ چونکہ مرتد اور محارب تھے اس لئے ان کو قتل کیا گیا، چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے الفاظ ہیں:

"باب لم یسق المرتدون المحاربون حتی ماتوا۔" (ص:۱۰۰۵، ج:۲)

اگرچہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے علاوہ دوسرے ائمہ کرام اس کے قائل ہیں کہ محارب جیسے کفار ہوسکتے ہیں، ویسے مسلمان بھی ہوسکتے ہیں، لیکن اتنی بات واضح ہے کہ اس آیت کی روشنی میں ایسے لوگ جو مرتد ہوجائیں، اور اللہ ورسول سے محاربہ کریں، وہ واجب القتل ہیں۔

سزائے مرتد کے سلسلہ میں صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات اور حضرات صحابہ کرام کا عمل بھی منقول ہے، ذیل میں اس سلسلہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱:... عن عکرمة قال: اتی علی رضی الله عنه بزنادقة فاحرقهم، فبلغ ذالك ابن عباس، فقال: لو كنت انا لم احرقهم لنهی رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: لا تعذبوا بعذاب الله، ولقتلتهم لقول رسول الله صلی الله علیه وسلم: من بدل دینه فاقتلوه۔

(بخاری ص ۱۰۲۳ ج ۲، ص: ۴۲۳ ج:۱، ابوداؤد ص: ۲۴۲ ج:۲، نسائی ص: ۱۶۹ ج:۲، ترمذی ص:۱۷۶ ج:۱، مسند احمد ص: ۲۱۷ ج:۱، ص: ۲۸۲، ۲۸۳ ج:۱، سنن کبریٰ بیہقی ص: ۱۹۵ ج:۸، مستدرک حاکم ص: ۵۳۸ ج:۳، مشکوٰۃ ص: ۳۰۷)

ترجمہ:... "حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندیق لائے گئے تو انہوں نے ان کو آگ میں جلا دیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ قصہ معلوم ہوا تو فرمایا: میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایسا عذاب نہ دو جو اللہ تعالیٰ (جہنم میں) دیں گے، میں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "جو شخص دین تبدیل کرے، اس کو قتل کردو" کے تحت قتل کردیتا۔"

۲:... عن عکرمة قال قال ابن عباس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من بدل دینه فاقتلوه۔ (نسائی ص:۱۶۹ ج:۲، سنن ابن ماجه ص:۱۸۲)

ترجمہ:... "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دین تبدیل کرکے مرتد ہوجائے، اس کو قتل کردو۔"

۳:... عن ابن عباس رضی الله عنه قال: کان عبدالله بن سعد بن ابی سرح یکتب لرسول الله صلی الله علیه وسلم، فازله الشیطن، فلحق بالکفار فامر به رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یقتل یوم الفتح، فاستجار له عثمان بن عفان فاجاره رسول الله صلی الله علیه وسلم...۔

(ابوداؤد ص ۲۵۱ ج:۲، نسائی ۱۶۹ ج:۲)

ترجمہ:... "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی تھا، اسے شیطان نے بہکایا تو وہ مرتد ہوکر کفار سے مل گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم فرمایا، (جس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے، ناقل) مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے پناہ طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پناہ دے دی (چنانچہ وہ بعد میں دوبارہ مسلمان ہوگیا)۔"

۴:... عن انس ان علیا اتی بناس من الزط یعبدون وثناً فاحرقهم، قال ابن عباس رضی الله عنه انما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من بدل دینه فاقتلوه۔ (سنن نسائی ص:۱۶۹ ج:۲، مسند احمد ص: ۳۲۳ ج:۱)

ترجمہ:... "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زط (سوڈان) کے کچھ لوگ لائے گئے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے تھے اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو آگ میں جلا دیا، اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص اسلام چھوڑ کر مرتد ہوجائے، اس کو قتل کردو۔"

۵: ... عن ابی موسیٰ قال اقبلت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... فقال:... ولکن اذھب انت یا ابا موسیٰ او یا عبداللہ بن قیس الی الیمن، ثم اتبعہ معاذ بن جبل، فلما قدم علیہ القی لہ وسادۃ قال: انزل واذا رجل عندہ موثق قال: ما ھذا؟ قال: کان یہودیاً فاسلم ثم تہود، قال: اجلس! قال: لا اجلس حتی یقتل، قضاء اللہ ورسولہ ثلث مرات فامر بہ فقتل... الخ۔

(بخاری ص: ۱۰۲۳، ج: ۲، مسلم ص: ۱۲۱، ج: ۲، ابوداؤد ص: ۲۴۲، ج: ۲، نسائی ص: ۱۶۹، ج: ۲، سنن کبریٰ بیہقی ص: ۱۹۵، ج: ۸)

ترجمہ: "حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ابو موسیٰ یا عبداللہ بن قیس! یمن جاؤ، اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل ؓ کو بھی میرے پیچھے یمن بھیج دیا، حضرت معاذ ؓ یمن پہنچے اور ان کے بیٹھنے کے لئے مسند لگائی گئی تو انہوں نے دیکھا کہ (حضرت ابو موسیٰ ؓ کے پاس) ایک آدمی بندھا ہوا ہے، حضرت معاذ ؓ نے پوچھا: اس کا کیا قصہ ہے؟ فرمایا: یہ شخص پہلے یہودی تھا، پھر اسلام لایا اور اب مرتد ہو گیا ہے، آپ ؓ نے فرمایا: جب تک اس کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق قتل نہیں کر دیا جاتا، میں نہیں بیٹھوں گا، انہوں نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ ؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا، جب وہ قتل ہو گیا تو حضرت معاذ ؓ تشریف فرما ہوئے۔"

۶: ... عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... لا یحل دم رجل مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلاث: الثیب الزانی، والنفس بالنفس، والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ۔

(ابوداؤد ص: ۲۴۲، ج: ۲، نسائی ۱۶۵، ج: ۲، ابن ماجہ ص: ۱۸۲، سنن کبریٰ بیہقی ۱۹۴، ج: ۸، ترمذی ص: ۲۵۹، ج: ۱، مسلم ص: ۵۹، ج: ۲)

ترجمہ:..... "حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کلمہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دے، اس کا خون بہانا جائز نہیں، سوائے ان تین آدمیوں کے: ایک وہ جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے، دوسرا وہ جو کسی کو ناحق قتل کر دے اور تیسرا وہ جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔"

۷:... عن حارثۃ بن مضرب انہ اتی عبداللہ فقال: ما بینی وبین احد من العرب حنۃ، وانی مررت بمسجد لبنی حنیفۃ، فاذا ہم یومنون بمسیلمۃ، فارسل الیہم عبداللہ فجیء بہم فاستتابہم، غیر ابن النواحۃ، قال لہ: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لولا انک رسول لضربت عنقک، فانت الیوم لست برسول، فامر قرظۃ بن کعب، فضرب عنقہ فی السوق، ثم قال: من اراد ان ینظر الی ابن النواحۃ قتیلا بالسوق۔ "(ابوداؤد ص: ۲۴۲، ج: ۲)

ترجمہ:..... "حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ ؓ نے فرمایا کہ) میرے اور عرب کے درمیان کوئی عداوت نہیں ہے، پھر فرمایا: میں مسجد بنو حنیفہ کے پاس سے گزرا، وہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ماننے والے تھے، حضرت عبداللہ ؓ نے ان کی طرف قاصد بھیجا، تاکہ ان سے توبہ کا مطالبہ کرے، پس سب سے توبہ کا مطالبہ کیا

کیا سوائے ابن نواحہ کے' آپ ؓ نے اس سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا' (اس لئے کہ وہ مرتد ہونے کے علاوہ مرتد مسیلمہ کا قاصد تھا' ناقل) پس آج تم قاصد نہیں ہو' اس کے بعد آپ ؓ نے (حاکم کوفہ) قرظہ بن کعب کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے' چنانچہ بازار ہی میں اس کو قتل کر دیا گیا' اور فرمایا: جو ابن نواحہ کو دیکھنا چاہے' وہ بازار میں قتل شدہ موجود ہے۔"

۸:...عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده معاوية بن حيدة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه' ان الله لا يقبل توبة عبد كفر بعد اسلامه۔ (مجمع الزوائد: ص:۲۶۱' ج:۶)

ترجمہ:..."حضرت معاویہ بن حیدہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا دین تبدیل کرے' اس کو قتل کر دو' بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول نہیں کرتے' جو اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے۔"

۹:...عن معاذ بن جبل ؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له حين بعثه الى اليمن: ايما رجل ارتد عن الاسلام فادعه' فان تاب' فاقبل منه' وان لم يتب' فاضرب عنقه' وايما امرأة ارتدت عن الاسلام فادعها' فان تابت' فاقبل منها' وان ابت فاستتبها۔ (مجمع الزوائد: ۲۶۳' ج:۶)

ترجمہ:..."حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن بھیجا تو فرمایا: جو شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے' اسے اسلام کی دعوت دو' اگر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلو' اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن اڑا دو' اور جونسی عورت اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے' اسے بھی دعوت دو' اگر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلو' اگر توبہ سے انکار کرے تو برابر توبہ کا مطالبہ کرتے رہو (یعنی اس کو قتل نہ کرو)۔"

۱۰:...عن جرير قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اذا ابق العبد الى الشرك فقد حل دمه۔ (ابوداؤد' ص:۲۴۳' ج:۲' مشکوٰۃ' ص:۳۰۷)

ترجمہ:..."حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اسلام سے کفر کی طرف واپس لوٹ جائے' اس کا قتل کرنا حلال ہو جاتا ہے۔"

۱۱:...عن الحسن رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه۔ (نسائی ص:۱۶۹' ج:۲)

ترجمہ:..."حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلے' اس کو قتل کر دو۔"

۱۲:...عن زيد بن اسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من غيّر دينه فاضربوا عنقه۔

(موطا امام مالک ص:۶۴۰' جامع الاصول ص:۴۷۹' ج:۳)

ترجمہ:..."حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام چھوڑ کر دوسرا

دین اپنائے اس کی گردن کاٹ دو۔"

امام مالک علیہ الرحمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

قال مالك و معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم فيما نرى والله اعلم من غيّر دينه فاضربوا عنقه، وانه من خرج من الاسلام الى غيره مثل الزنادقة واشباههم، فان اولئك اذا ظهر عليهم قتلوا، ولم يستتابوا، لانه لا يعرف توبتهم وانهم كانوا يسرون الكفر ويعلنون الاسلام فلاارى يستتاب هؤلاء، ولايقبل منهم قولهم، واما من خرج من الاسلام الى غيره واظهر ذلك فانه يستتاب فان تاب، والا قتل، ذلك لو ان قوما كانوا على ذلك رايت ان يدعوا الى الاسلام ويستتابوا فان تابوا قبل ذلك منهم، وان لم يتوبوا قتلوا، ولم يعن بذلك فيما نرى والله اعلم، من خرج من اليهودية الى النصرانية ولا من النصرانية الى اليهودية، ولا من يغيّر دينه من اهل الاديان كلها الا الاسلام فمن خرج من الاسلام الى غيره واظهر ذلك فذلك الذي عنى به۔

(موطا امام مالک ص: ۶۴۰ میر محمد کتب خانہ کراچی)

یعنی امام مالک علیہ الرحمہ سے ارتداد کی تعریف میں منقول ہے کہ کوئی شخص اسلام سے نکل کر کسی دوسرے مذہب میں داخل ہو جائے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے جیسے کوئی زندیق ہو جائے ایسے لوگوں کے بارہ میں اصول یہ ہے کہ جب زندیق پر غلبہ و تسلط حاصل ہو جائے تو اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ ان لوگوں کی سچی توبہ کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ لوگ کفر کو چھپاتے ہیں اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں پس میرا (امام مالک) خیال یہ ہے کہ ان کے کفر کی بنا پر ان کو قتل کر دیا جائے ہاں اگر کوئی اسلام سے نکل کر مرتد ہو جائے تو اس سے توبہ کرائی جائے توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "من بدل دينه فاقتلوه" کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لے وہ مرتد ہے لہٰذا وہ شخص مرتد نہیں کہلائے گا جو اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر تھا اور اس نے اپنا وہ مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا دین و مذہب اختیار کر لیا لہٰذا نہ تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ ہی اس کو قتل کیا جائے گا مثلاً: اگر کوئی یہودی نصرانی بن جائے یا کوئی نصرانی مجوسی بن جائے خواہ وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو نہ تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ ہی اس کو قتل کیا جائے گا۔

۱۴:...عن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن عبد القاري رحمه الله، عن ابيه انه قال: قدم على عمر بن الخطاب رضي الله عنه، رجل من قبل ابي موسى الاشعري، فساله عن الناس فاخبره؛ ثم قال له عمر بن الخطاب: هل كان فيكم من مُغربة خبر؛ فقال نعم، رجل كفر بعد اسلامه، قال: فما فعلتم به؛ قال: قربناه فضربنا عنقه، فقال عمر: افلا حبستموه ثلاثا، واطعمتموه كل يوم رغيفا، واستتبتموه لعله يتوب و يراجع امر الله؛ ثم قال عمر اللّٰهم اني لم احضر، ولم آمر، ولم ارض اذ بلغني۔ (موطا امام مالک ص: ۶۴۰ میر محمد کتب خانہ، جامع الاصول ص: ۴۷۹، ج: ۳)

ترجمہ: ”حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حضرت ابوموسیٰ ﷺ کی جانب سے یمن کا ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا' آپ ﷺ نے پہلے تو وہاں کے لوگوں کے حالات معلوم کئے' پھر اس سے پوچھا کہ وہاں کی کوئی نئی یا انوکھی خبر؟ اس نے کہا: جی ہاں! ایک آدمی اسلام لایا تھا' مگر بعد میں وہ مرتد ہوگیا' آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: ہم نے اس کو پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی' آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے پہلے اسے تین دن تک قید کر کے اس سے توبہ کا مطالبہ کیوں نہ کیا؟ ممکن ہے وہ توبہ کر لیتا؟ پھر فرمایا: اے اللہ! نہ میں وہاں حاضر تھا' نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور جب مجھے اس کی اطلاع ملی تو میں ان کے اس فعل پر راضی بھی نہیں ہوں۔“

گویا مرتد کے قتل سے پہلے استحباباً اس کو توبہ کا ایک موقع ملنا چاہئے تھا' چونکہ مرتد کو وہ موقع نہیں دیا گیا' تو حضرت عمر ﷺ نے ترک مستحب کی اس بے احتیاطی کو بھی برداشت نہیں کیا اور اس سے برأت کا اظہار فرمایا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ مرتد کی سزا کے بارہ میں فقہائے امت کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”والعمل على هذا عند اهل العلم في المرتد واختلفوا في المرأة اذا ارتدت عن الاسلام فقالت طائفة من اهل العلم تقتل وهو قول الاوزاعي واحمد واسحق وقالت طائفة منهم تحبس ولا تقتل وهو قول سفيان الثوري وغيره من اهل الكوفة۔“ (ترمذی ابواب الحدود باب ما جاء فی المرتد ص:۲۷۰' ج:۱)

ترجمہ:...... ”مرتد مرد کے بارہ میں اہل علم کا یہی موقف ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے' ہاں اگر کوئی خاتون مرتد ہو جائے تو امام اوزاعی' احمد اور اسحق کا موقف ہے کہ اسے بھی قتل کیا جائے' لیکن ایک جماعت کا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے' بلکہ قید کر دیا جائے' اگر توبہ کر لے تو فبہا' ورنہ زندگی بھر اسے جیل میں رکھا جائے۔ سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔“

قتل مرتد سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

چنانچہ ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ بالاتفاق اس کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے' اس کے شبہات دور کئے جائیں' اس کو توبہ کی تلقین کی جائے اور دوبارہ اسلام کی دعوت دی جائے' اگر اسلام لے آئے تو فبہا' ورنہ اسے قتل کر دیا جائے' ملاحظہ ہو ائمہ اربعہ کی تصریحات:

فقہ حنفی:...... چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

”واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعياذ بالله. عرض عليه الاسلام فان كانت له شبهة كشفت عنه ويحبس ثلاثة ايام فان اسلم والاقتل۔“ (ہدایہ اولین ص:۵۸۰' ج:۱)

ترجمہ:...... ”اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ! اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے' اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے' اس کو تین دن تک قید رکھا جائے' اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک' ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔“

فقہ شافعی:...... فقہ شافعی کی شہرۂ آفاق کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

"اذا ارتد الرجل وجب قتله سواء كان حرا او عبدا... وقد انعقد الاجماع على قتل المرتد."

(المجموع شرح المہذب ص:۲۲۸ ج:۱۹)

ترجمہ:..... "اور جب آدمی مرتد ہو جائے تو اس کا قتل واجب ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام اور قتل مرتد پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔"

فقہ حنبلی:..... فقہ حنبلی کی معرکۃ الآرا کتاب المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

"واجمع اهل العلم على وجوب قتل المرتد وروى ذلك عن ابى بكر و عمر و عثمان و على و معاذ و ابى موسى و ابن عباس و خالد (رضى الله عنهم) وغيرهم ولم ينكر ذلك فكان اجماعا۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ص:۷۴ ج:۱۰)

ترجمہ:..... "قتل مرتد کے واجب ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے یہ حکم حضرت ابوبکر عمر عثمان علی معاذ ابوموسیٰ ابن عباس خالد اور دیگر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے اور اس کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا اس لئے یہ اجماع ہے۔"

فقہ مالکی:..... فقہ مالکی کے عظیم محقق ابن رشد مالکی علیہ الرحمہ کی مشہور زمانہ کتاب "بدایۃ المجتہد" میں ہے:

"والمرتد اذا ظفر به قبل ان يحارب فاتفقوا على انه يقتل الرجل لقوله عليه الصلوة والسلام: "من بدل دينه فاقتلوه۔" (بدایۃ المجتہد ص:۳۴۳ ج:۲)

ترجمہ:..... "اور مرتد جب لڑائی سے قبل پکڑا جائے تو تمام علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جو شخص اپنا مذہب بدل کر مرتد ہو جائے اس کو قتل کردو۔"

عام طور پر اسلام دشمن عناصر ملاحدہ اور زنادقہ سیدھے سادے مسلمانوں اور سادہ لوح انسانوں کو ذہنی تشویش اور شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے اور انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ سوچنے کی بات ہے کہ ایک انسان اپنا آبائی مذہب تبدیل کرنے پر کیوں مجبور ہوتا ہے؟ یقیناً اس کو اپنے دین و مذہب میں کوئی کمی کوتاہی یا نقص نظر آیا ہوگا جب ہی تو وہ اس انتہائی اقدام پر مجبور ہوا ہے؟ لہٰذا جب کوئی شخص غور و فکر کے بعد اسلام کو اپنا سکتا ہے تو دلائل و براہین کی روشنی میں وہ اس کو چھوڑنے کا حق بھی رکھتا ہے پس اس کی تبدیلی مذہب پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے؟

بظاہر یہ سوال معقول نظر آتا ہے جبکہ حقائق اس سے یکسر مختلف ہیں چنانچہ اگر اس پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ارتداد کی وجہ اسلام میں کسی قسم کا نقص یا کمی کوتاہی نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے اسلام دشمنوں کی ایک منظم سازش ہے اور وہ یہ کہ اسلام دشمنوں کی روز اوّل سے یہ سعی و کوشش رہی ہے کہ کسی طرح حق کے متلاشیوں کو جادۂ مستقیم سے بچلا کر ضلال و گمراہی کے گہرے غاروں میں دھکیل دیا جائے چنانچہ شروع میں تو انہوں نے کھل کر اپنے اس مشن کو نبھانے کی کوشش کی مگر جب ماہتاب نبوت آفتاب نصف النہار بن کر چمکنے لگا اور اس کی چکاچوند روشنی کے سامنے باطل نہ ٹھہر سکا تو ائمہ کفر و ضلال نے ردائے نفاق اوڑھ کر اس کے خلاف زیر

ریں سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا۔

چنانچہ صبح کو وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے تو شام کو اسلام سے بیزاری کا سوانگ رچا کر مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی سازش کرتے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وقالت طائفة من اهل الكتاب آمنوا بالذى انزل على الذين آمنوا وجه النهار واكفروا آخره لعلهم يرجعون. (آل عمران: ۷۲)

ترجمہ: "اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے (حق سے پھیرنے کی یہ سازش تیار کی اور آپس میں) کہا کہ تم (ظاہری طور پر) ایمان لے آؤ اس (دین و کتاب) پر جو اتارا گیا ایمان والوں پر دن کے شروع میں اور اس کا انکار کر دو اس کے آخری حصہ میں تاکہ اس طرح یہ لوگ پھر جائیں (دین و ایمان سے)۔"

گویا وہ یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ اگر اسلام میں کوئی کشش یا صداقت ہوتی تو سوچ سمجھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے اس سے باہر کیوں آتے؟ یقیناً جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے خیر باد کہہ رہے ہیں، انہوں نے ضرور اس میں کوئی کمی یا کمزوری دیکھی ہوگی؟

حالانکہ جن لوگوں نے اسلامی احکام و آداب کا مطالعہ اور غور و فکر کر کے اسے قبول کیا اور نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، تاریخ گواہ ہے کہ ان میں سے کبھی کسی نے اس سے بیزاری تو کیا اس پر سوچا بھی نہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہرقل میں حضرت ابوسفیان اور ہرقل کے مکالمہ میں اس کی وضاحت و صراحت موجود ہے، چنانچہ جب ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ملنے پر ابوسفیان سے، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے حریف تھے، یہ پوچھا کہ:

... هل يرتد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطة له؛ قال: لا...۔

ترجمہ:...... "ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی اس کو ناپسند کر کے یا اس سے ناراض ہو کر مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔"

پھر اسی حدیث کے آخر میں ہرقل نے اپنے ایک ایک سوال اور ابوسفیان کے جوابات کی روشنی میں اس کی وضاحت کی کہ میں اپنے سوالوں اور تیرے جوابات کی روشنی میں، جن نتائج پر پہنچا ہوں، وہ یہ ہیں کہ:

... وسألتك هل يرتد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطة، فزعمت ان لا، وكذالك الايمان اذا خالط بشاشة القلوب. (بخاری ص: ۶۵۳، ج: ۲)

ترجمہ:...... "اور میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی شخص اسلام سے ناراض ہو کر یا اس سے متنفر ہو کر کبھی مرتد بھی ہوا ہے؟ تو آپ نے کہا تھا کہ ایسا نہیں ہوا، تو سنو! یوں ہی ہے کہ شرح صدر کے ساتھ جب ایمان کسی کے دل میں اتر جاتا ہے تو نکلا نہیں کرتا۔"

چونکہ اسلام جبر و تشدد کا مذہب نہیں اور نہ ہی کسی کو جبراً وقہراً اسلام میں داخل کیا جاتا ہے بلکہ قرآن وحدیث میں وضاحت و صراحت کے ساتھ یہ بات مذکور ہے کہ جو شخص دل و جان سے اسلام قبول نہ کرے نہ صرف یہ کہ اس کا اسلام معتبر نہیں بلکہ ایسا شخص قرآنی اصطلاح میں منافق ہے اور منافق جہنم کے نچلے درجے کی بدترین سزا کا مستحق ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

-ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار.- (النساء:۱۴۵)

ترجمہ:...... "بے شک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے۔"

اسی لئے جبراً وقہراً اسلام میں داخل کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

-لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي.- (البقرہ:۲۵۶)

ترجمہ:...... "دین اسلام میں داخل کرنے کے لئے کسی جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا جاتا' اس لئے کہ ہدایت' گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔"

لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ جو شخص برضا و رغبت اسلام میں داخل ہو جائے اور اسلام قبول کر لے اسے مرتد ہونے کی بھی اجازت دے دی جائے' یہ بالکل ایسے ہے جیسے ابتداء فوج میں بھرتی ہونے کے لئے کوئی جبر اور زبردستی نہیں کی جاتی' لیکن اگر کوئی شخص اپنی رضا و رغبت سے فوج میں بھرتی ہو جائے تو اب اسے اپنی مرضی سے فوج سے نکلنے یا فوجی نوکری چھوڑنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر فوج کا یہ قانون جائز ہے تو اسلام کا یہ دستور کیونکر جائز نہیں؟

اس کے علاوہ عقل و شعور کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو جائے اسے اسلام سے برگشتگی اور مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے' کیونکہ بالفرض اگر نعوذ باللہ! کسی کو اسلام یا اسلامی تعلیمات میں کوئی شک و شبہ تھا تو اس نے اسلام قبول ہی کیوں کیا تھا؟ لہٰذا ایسا شخص جو اپنی مرضی اور رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہو چکا ہے' اب اسے مرتد ہونے کی اس لئے اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اسلام چھوڑ کر نہ صرف اپنے دین و مذہب کو بدلتا ہے' بلکہ اس قبیح اور بدترین فعل کے ذریعہ وہ دین و شریعت' اسلامی تعلیمات' اسلامی معاشرہ کو داغ دار کرنے' اسلامی تعلیمات کو مطعون و بدنام کرنے اور نئے مسلمان ہونے والوں کی راہ روکنے کی بدترین سازش کا مرتکب ہوا ہے' اس لئے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کی مثال کھلے کافر کی تھی' لیکن اب اس کی حیثیت اسلام کے باغی کی ہے' اور دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جو شخص کسی ملک کا شہری نہ ہو اور وہ اس ملک کے قوانین کو تسلیم نہ کرے تو اسے اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا' لیکن جب کوئی شخص کسی ملک کی شہریت اپنا لے تو اسے اس ملک کے شہری قوانین کا پابند کیا جائے گا' چنانچہ اگر کوئی خود سر کسی ملک کی شہریت کا دعویدار بھی ہو اور اس کے احکام و قوانین اور اصول وضوابط کے خلاف اعلان بغاوت بھی کرے تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں' لہٰذا اگر کوئی شخص کسی ملک' اس کے قوانین وضوابط یا کسی ملک کے سربراہ سے بغاوت کی پاداش میں سزائے موت کا مستحق ہے' تو کیا وجہ ہے کہ اسلام' اسلامی قوانین اور پیغمبر اسلام سے بغاوت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق نہ ہو؟

اگر دیکھا جائے اور اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو سزائے ارتداد کا یہ اسلامی قانون عین فطرت ہے' جس میں نہ صرف مسلمانوں

کا بلکہ اسلامی مملکت کے تمام شہریوں کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ دینِ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اس دین و مذہب میں دنیا کی فوز و فلاح اور نجاتِ آخرت کا مدار ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

۱:...... "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ:...... "آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔"

۲:... "و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔" (آل عمران:۸۵)

ترجمہ:...... "اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین و مذہب کو اپنائے گا اللہ کے ہاں اسے قبولیت نصیب نہیں ہوگی اور وہ آخرت میں خسارہ میں ہوگا۔"

لہٰذا جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا مرتکب ہوا ہے اس کی مثال اس باؤلے کتے یا ہلکے انسان کی ہے جسے اپنا ہوش ہے اور نہ دوسروں کا اگر کوئی "عقل مند" اس کی جان پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دے تو بتلایا جائے کہ وہ انسانیت کا دوست ہے یا دشمن؟ ٹھیک اسی طرح مرتد کی جان بخشی کرنا بھی معاشرہ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور اس کی ہلاکت اسلامی معاشرہ کے لئے امن و عافیت اور سکون و اطمینان کا ذریعہ ہے۔

"تمام مہذب ملکوں حکومتوں اور مہذب قوانین میں باغی کی سزا موت ہے اور اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے لیکن اس میں بھی اسلام نے رعایت دی ہے دوسرے لوگ باغیوں کو کوئی رعایت نہیں دیتے گرفتار ہونے کے بعد اگر اس پر بغاوت کا جرم ثابت ہو جائے تو سزائے موت نافذ کر دیتے ہیں وہ ہزار معافی مانگے توبہ کرے اور قسمیں کھائے کہ آئندہ بغاوت کا جرم نہیں کروں گا اس کی ایک نہیں سنی جاتی اور اس کی معافی ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے اسلام میں بھی باغی یعنی مرتد کی سزا قتل ہے مگر پھر بھی اسے اتنی رعایت ہے کہ تین دن کی مہلت دی جاتی ہے اس کو تلقین کی جاتی ہے کہ توبہ کرلے معافی مانگ لے تو سزا سے بچ جائے گا افسوس ہے کہ پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

اگر امریکا کے صدر کا باغی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے اور اس کی سازش پکڑی جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں روس کی حکومت کا تختہ الٹنے والا پکڑا جائے یا جنرل ضیاء الحق کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا پکڑا جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر دنیا کے کسی مہذب قانون اور کسی مہذب عدالت کو کوئی اعتراض نہیں لیکن تعجب ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی پر اگر سزائے موت جاری کی جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ سزا نہیں ہونی چاہئے اسلام تو باغی مرتد کو پھر بھی رعایت دیتا ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جائے اس کے شبہات دور کئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے معافی مانگ لے تو کوئی بات نہیں اس کو معاف کر دیا جائے گا لیکن اگر تین دن کی مہلت اور کوشش کے بعد بھی وہ اپنے ارتداد پر اڑا رہے توبہ نہ کرے تو اللہ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے کیونکہ یہ ناسور ہے خدانخواستہ کسی کے ہاتھ میں ناسور ہو جائے تو ڈاکٹر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اگر انگلی میں ناسور ہو جائے تو انگلی کاٹ دیتے ہیں اور سب دنیا جانتی ہے

کہ یہ ظلم نہیں' بلکہ شفقت ہے' کیونکہ اگر ناسور کو نہ کاٹا گیا تو اس کا زہر پورے بدن میں سرایت کر جائے گا' جس سے موت یقینی ہے' پس جس طرح پورے بدن کو ناسور کے زہر سے بچانے کے لئے ناسور کو کاٹ دینا ضروری ہے اور یہی دانائی اور عقلمندی ہے' اسی طرح ارتداد بھی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے' اگر مرتد کو توبہ کی تلقین کی گئی' اس کے باوجود اس نے اسلام میں دوبارہ آنے کو پسند نہیں کیا تو اس کا وجود ختم کر دینا ضروری ہے' ورنہ اس کا زہر رفتہ رفتہ ملتِ اسلامیہ کے پورے بدن میں سرایت کر جائے گا۔ الغرض مرتد کا حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک اور پوری امت کے علماء اور فقہاء کے نزدیک یہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں اور یہی عقل و دانش کا تقاضا ہے اور اسی میں امت کی سلامتی ہے۔"

ان مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا ہوگا کہ اسلام اور اسلامی آئین' ہر غیر مسلم و کافر کی جان کے درپے نہیں' بلکہ اسلامی آئین و دستور صرف اور صرف ان فتنہ پردازوں کا راستہ روکتا ہے اور انہیں کڑی سزا کا مستحق گردانتا ہے جو معاشرہ کے امن و امان کے دشمن اور اسلام سے بغاوت کے مرتکب ہوں' بایں ہمہ اسلام و اسلامی آئین ایسے لوگوں کو بھی فوراً کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا' بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے' اگر وہ سدھر جائیں تو فبہا' ورنہ اس بدترین سزا کے لئے تیار ہو جائیں' اس کے باوجود بھی اگر کوئی بدنصیب اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی جان کا دشمن بنا رہے تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

جیسا کہ ارتداد و مرتد کی تعریف کے ذیل میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا دین و مذہب اختیار کر لے' وہ مرتد ہے' اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

اس پر یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے علاوہ دوسرے ملاحدہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر دوسرے مذاہب کے پیروکار اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو سکتے ہیں' تو ایک مسلمان اپنا مذہب تبدیل کیوں نہیں کر سکتا؟ اگر کسی یہودی اور عیسائی کے مسلمان ہونے پر قتل کی سزا لاگو نہیں ہوتی تو ایک مسلمان کے یہودیت یا عیسائیت قبول کرنے پر اسے کیوں واجب القتل قرار دیا جاتا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی ہندو یا قادیانی' مسلمان ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان نعوذ باللہ! قادیانی یا ہندو کیوں نہیں بن سکتا؟

عام طور پر اربابِ کفر و شرک اس سوال کو اس رنگ آمیزی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادا مسلمان نہ صرف اس سے متاثر ہوتا ہے' بلکہ سزائے ارتداد کو نعوذ باللہ! غیر معقول و غیر منطقی اور آزادی اظہار رائے و آزادی مذہب کے خلاف سمجھنے لگتا ہے' اس لئے ضرورت ہے کہ اس مغالطہ کے جواب میں بھی چند معروضات پیش کر دی جائیں:

الف: جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی' عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں' بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں' بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے یا غلط؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت و یہودیت اگر اپنے مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ کیوں ہوتے؟

اس سے ذرا اور آگے بڑھیے تو اندازہ ہوگا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا قتلِ ناحق ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے ورنہ بتلایا جائے کہ حضرات انبیائے کرام کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟ صرف یہی ناں کہ وہ فرماتے تھے کہ پہلا دین و شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے ذریعے نیا دین اور نئی شریعت آئی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات اور فوز و فلاح ہے۔

اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر فرض ہے کہ وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟ ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاک و پاکیزہ اور مقدس لہو بہایا گیا؟

اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟

مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خونِ ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ب:...... یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہ نمائی کے لئے حضرات انبیائے کرام اور رسل بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا' جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی انتہا یا تکمیل و اختتام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین و شریعت اور کتب کی کیفیت یکساں تھی یا مختلف؟

اگر بالفرض تمام انبیائے کرام کی شریعتیں ابدی و سرمدی تھیں تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ مثلاً اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی و سرمدی تھی اور اس پر عمل نجات آخرت کا ذریعہ تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا چاہئے تھا' اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت و عیسائیت کہاں سے آگئی؟

لیکن اگر بعد میں آنے والے دین' شریعت' کتاب اور نبی کی تشریف آوری سے' پہلے نبی کی شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی تھی...... جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے...... تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب کے آجانے کے بعد سابقہ شریعت اور نبی کی اتباع پر اصرار و تکرار کیوں کیا جاتا ہے؟

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب دوسرا نبی' شریعت اور کتاب آگئی اور پہلا دین' شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی' تو اس منسوخ شدہ دین' شریعت' کتاب اور نبی کے احکام پر عمل کرنا یا اس پر اصرار کرنا خود بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کردی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کردیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کردیا جائے' اب اگر کوئی عقل منداس نئے آئین و قانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور و قانون پر

عمل کرتے ہوئے نئے قانون کی مخالفت کرے' تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟

لہٰذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عمل مند کو رائج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر اسے بغاوت کی سزا دے' تو اس کا یہ فعل ظلم و تعدی ہوگا یا عدل و انصاف؟ کیا ایسے موقع پر کسی عقل مند و منصف مزاج کا یہ کہنا درست ہوگا کہ اگر جدید آئین و قانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین و قانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم و منسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے موت کیونکر نہیں؟

ج: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ادیان اور ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں' اس سلسلہ میں گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جا چکا ہے کہ سابقہ انبیا کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں' ورنہ نئے دین نئی شریعت اور نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟ تاہم سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے دین و شریعت اور نبی کی آمد سے متعلق اپنی امت کو بشارت دی ہے اور ان کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب و حكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه." (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: "اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔"

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت انجیل کے علاوہ خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

"ومبشرا برسول يأتي من بعدي اسمه احمد." (الصف:۶)

"اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد۔"

چنانچہ سابقہ انبیائے کرام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری نبوت اور دین و شریعت قیامت تک ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں' دنیائے یہودیت و عیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے' تو اس کا ثبوت لاؤ: "قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔" ہمارا دعویٰ ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے گا' جب کہ اس کے مقابلہ میں آقائے دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا' جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

۱:... "قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعاً." (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ:... "تو کہہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔"

۲:... وما ارسلناك الا رحمة للعالمين. (الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ:... "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر۔"

۳:... "ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين." (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:..... "محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین۔"

۲:... وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً ونذيراً ۔" (سبا:۲۸)

ترجمہ:..... "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔"

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا:

۱:... "انا خاتم النبيين لا نبي بعدي ۔" (ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

ترجمہ:..... "میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"

۲:... "انا آخر الانبياء وانتم آخر الامم ۔" (ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:..... "میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔"

۳:... لو كان موسىٰ حياً ما وسعه الا اتباعي ۔" (مشکوٰۃ ص:۳۰)

ترجمہ: "اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔"

اب جب کہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین وشریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا، اس لئے جو شخص اس جدید درائج قانون اور آئین کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین وشریعت یا کسی خود ساختہ مذہب، جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل وبے بنیاد ادیان ومذاہب..... مثلاً: ہندو، پارسی، سکھ، ذکری، زرتشتی اور قادیانی وغیرہ..... کا اتباع کرے گا، وہ باغی کہلائے گا۔ دین وشریعت، قرآن وسنت اور عقل ودیانت کی روشنی میں اس کی سزا وہی ہوگی جو ایک باغی کی ہونی چاہیے، اور وہ قتل ہے۔

خلفائے راشدین اور قتل مرتد کا بیان

افضل الناس بعد الانبیاء خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور مدینہ کے اردگرد میں بعض عرب مرتد ہو گئے تو خلیفہ وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شرعی حکم کے مطابق ان کے قتل کے لئے کھڑے ہو گئے اور عجب یہ کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا اسلامی سپہ سالار اس وقت ان کے قتل میں بوجہ نزاکت وقت تأمل کرتا ہے۔ لیکن یہ خدا کی حدود تھیں جن میں مساہلت سے کام لینا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر میں مناسب نہ تھا۔ اس لئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جواب میں بھی یہی فرمایا هيهات هيهات مضى النبي ﷺ وانقطع الوحي والله لا جاهدهم ما استمسك السيف في يدي. (تاریخ الخلفاء ص ۶۱ فصل فی ما وقع فی خلافتہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں گا جب تک میرا ہاتھ تلوار پکڑ سکے گا۔

یہاں تک کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی بحث کے بعد حق واضح ہو گیا اور اجماعی قوتوں سے مرتدین پر جہاد کیا گیا اور ان

میں سے بہت سے تہ تیغ کر دیئے گئے۔

حوالئی مدینہ سے فارغ ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کی طرف متوجہ ہوئے جو نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مرتد قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک لشکر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اس کی طرف روانہ کیا جس نے مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (فتح الباری، تاریخ الخلفاء ص ۶۳ فصل فی ما وقع فی خلافتہ طبع اصح المطابع کراچی)

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت مرتد ہے۔ اگر چہ وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے یا کوئی تاویل کرے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب جس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتل کرایا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اپنی اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہ کا اعلان کرتا تھا۔ (تاریخ طبری ج ۱ حصہ دوم ص ۱۰۰ اردو نفیس اکیڈمی لاہور)

پھر جس جرم میں اس کو مرتد واجب القتل سمجھا گیا وہ صرف یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ماننے کے باوجود اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کرتا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا بعینہ یہی حال ہے۔

پھر ۱۲ ہجری میں بحرین میں کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کے لئے علاء ابن الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ کو روانہ کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

اسی طرح عمان میں بعض لوگ مرتد ہو گئے تو ان کے قتل کے لئے عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن ابی جہل کو حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

اہل بخیر میں سے چند لوگ اسلام سے پھرے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعض مہاجرین کو ان کے قتل کے لئے بھیجا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

اسی طرح زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک مرتد جماعت کے قتل کے لئے حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

یہ تمام واقعات وہ ہیں جو اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ اور افضل الناس بعد الانبیاء کے حکم سے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں ان کا ظہور ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی جو کسی خلاف شرع حکم کو دیکھنا موت سے زیادہ ناگوار سمجھتی تھی۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ اگر معاذ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی کسی خلاف شریعت حکم کا ارادہ کرتے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی اطاعت کر لیتے اور خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگتے؟۔ لہٰذا یہ واقعات اور اسی طرح باقی تمام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کے واقعات تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا عمل نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی فتویٰ ہے کہ شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

خلیفہ ثانی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور قتل مرتد

آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مذکور الصدر تمام واقعات میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور شریک مشورہ تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چند مرتدین کے متعلق اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کو تین روز تک اسلام کی طرف بلانا چاہئے اور روزانہ ان کو ایک ایک روٹی دی جائے۔ اگر تین روز تک نصیحت کے بعد بھی ارتداد سے توبہ نہ کریں تو قتل کر دیا جائے۔ کنز العمال

ج۱ص ۳۱۲ تا ۳۱۳ اس قسم کی متعدد روایات ہیں

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی اور قتل مرتد

کنزالعمال میں بحوالہ بیہقی نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: من کفر بعد ایمانه طائعا فانه يقتل۔ (کنزالعمال ج۱ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۰ باب حکم الاسلام)

جو شخص ایمان کے بعد اپنی خوشی سے کافر ہو جائے اس کو قتل کیا جائے۔

سلیمان ابن موسیٰ نے حضرت عثمان کا دائمی طرز عمل یہی نقل کیا ہے کہ مرتد کو تین مرتبہ توبہ کرنے کے لئے فرماتے تھے۔ اگر قبول نہ کرتا قتل کر دیتے تھے۔ (کنزالعمال ج۱ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۱)

امام الحدیث عبدالرزاق نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتد حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس کو تین مرتبہ توبہ کی طرف بلایا۔ اس نے قبول نہ کیا تو قتل کر دیا۔ (کنزالعمال ج۱ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اہل عراق میں سے ایک مرتد جماعت کو گرفتار کیا اور ان کی سزا کے بارے میں مشورہ کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا

اعرض عليهم دين الحق فان قبلوها فخل عنهم وان لم يقبلوها فاقتلهم

(کنزالعمال ج۱ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۳)

ان پر دین حق پیش کرو۔ اگر قبول کرلیں تو ان کو چھوڑ دو۔ ورنہ قتل کر دو۔

خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتل مرتد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعض مرتدین کو قتل کیا۔

(بخاری ج۲ص ۱۰۲۳ باب حکم المرتد والمرتدہ)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے بنی ناجیہ کے قتال کے لئے لشکر بھیجا تو اس میں میں بھی شریک تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں میں تین فرقے ہیں۔ بعض پہلے نصاریٰ تھے پھر مسلمان ہوئے اور اسی پر ثابت قدم رہے۔ اور بعض نصاریٰ تھے اور ہمیشہ اسی مذہب پر رہے۔ اور بعض لوگ وہ تھے کہ پہلے نصرانیت چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے اور پھر نصرانیت کی طرف لوٹ گئے۔ ہمارے امیر نے اس تیسرے فرقے سے کہا کہ اپنے خیال سے توبہ کرو۔ اور پھر مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا تو امیر نے ہمیں حکم دیا۔ ہم سب ان پر ٹوٹ پڑے اور مردوں کو قتل اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

(کنزالعمال ج۱ص ۳۱۴ حدیث ۱۴۷۶ باب الارتداد واحکامہ)

4352 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے، میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون تین میں سے کسی ایک صورت میں جائز ہوسکتا ہے، شادی شدہ زانی، جان کے بدلے میں جان اور اپنے دین کو ترک کرکے (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا شخص''۔

4353- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ، فَإِنَّهُ يُرْجَمُ، وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ، فَإِنَّهُ يُقْتَلُ، أَوْ يُصْلَبُ، أَوْ يُنْفَى مِنَ الْأَرْضِ، أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا، فَيُقْتَلُ بِهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، اس کا خون تین میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہوسکتا ہے، ایک وہ شخص جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے، اسے سنگسار کردیا جائے گا، ایک وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے نکلے، اسے قتل کر دیا جائے گا، یا صلیب پر چڑھا دیا جائے گا، یا جلاوطن کر دیا جائے گا، یا پھر کسی نے کسی کو قتل کیا ہو، تو اس کے بدلے میں اسے قتل کیا جائے''۔

4354- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي، وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي، فَكِلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ، فَقَالَ: مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى - أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ؟ - قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ، قَالَ: لَنْ نَسْتَعْمِلَ - أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ - عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى - أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ - فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ، قَالَ: انْزِلْ، وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ، قَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ

4352- إسناده صحيح. عبد الله: هو ابن مسعود، ومسروق: هو ابن الأجدع، والأعمش: هو سليمان بن مهران، وأبو معاوية: هو محمد بن خازم الضرير. وأخرجه البخاري (6878)، ومسلم (1676)، وابن ماجه (2534)، والترمذي (1460)، والنسائي في "الكبرى" (3465) و(6898) من طريق سليمان الأعمش، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (3621)، و"صحيح ابن حبان" (4407) و(5976).

رَاجَعَ دِيْنَهُ دِيْنَ السُّوْءِ، قَالَ: لَا اَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، قَالَ: اجْلِسْ نَعَمْ، قَالَ: لَا حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ، ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: اَمَّا اَنَا فَاَنَامُ وَاَقُوْمُ، اَوْ اَقُوْمُ وَاَنَامُ، وَاَرْجُوْ فِيْ نَوْمَتِيْ مَا اَرْجُوْ فِيْ قَوْمَتِيْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو آدمی بھی تھے، ایک میرے دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف تھا، ان دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی سرکاری ذمہ داری) کی درخواست کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے ابوموسیٰ! تم کیا کہتے ہو؟ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) اے عبداللہ بن قیس! میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے، ان دونوں نے مجھے اس بارے میں نہیں بتایا، جو ان کے ذہن میں تھا، اور مجھے بھی یہ اندازہ نہیں تھا، یہ دونوں کسی سرکاری ذمے داری کی درخواست کریں گے، راوی بیان کرتے ہیں: یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ کے نیچے تھی، جس کی وجہ سے وہ کچھ اوپر کی طرف اٹھ گیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم یہ ذمہ داری کسی ایسے شخص کو نہیں دیں گے، جو اس کا طلب گار ہوگا، البتہ اے ابوموسیٰ! تم جاؤ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) اے عبداللہ بن قیس!، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیج دیا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، تو انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اتریں، انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے تکیہ رکھا وہاں ایک شخص بندھا ہوا موجود تھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا: یہ پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہو گیا، اس کے بعد اس نے اپنا دین تبدیل کر کے بُرا دین اختیار کر لیا (یعنی مرتد ہو گیا) تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا، جب تک اسے قتل نہیں کر دیا جاتا، جو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے، تو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا: ٹھیک ہے، آپ بیٹھیں، حضرت معاذ نے کہا: میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا، جب تک اسے قتل نہیں کر دیا جاتا، جو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے، ایسا تین مرتبہ ہوا، تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم کے تحت اسے قتل کر دیا گیا، پھر ان دونوں حضرات نے رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے بعد بات چیت کی، تو ان میں سے ایک نے یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے، تو میں سو بھی جاتا ہوں اور نوافل بھی پڑھتا ہوں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) میں نوافل بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اور مجھے اپنے سونے میں بھی اسی ثواب کی امید ہے، جو اپنے نوافل ادا کرنے میں ہوتی ہے"۔

4355 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحِمَّانِيُّ يَعْنِيْ عَبْدَ الْحَمِيْدِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى وَبُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَاَنَا بِالْيَمَنِ، وَرَجُلٌ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قَالَ: لَا اَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِيْ حَتّٰى يُقْتَلَ، فَقُتِلَ، قَالَ

4355- إسناده حسن من أجل عبد الحميد بن عبد الرحمن الحماني وطلحة بن يحيى - وهو ابن طلحة بن عبيد الله التيمي -، فهما صدوقان حسنا الحديث. وقال الحافظ في "الفتح" 12/ 275: هذه الرواية أقوى من رواية المسعودي عن القاسم. قلنا: يعني الرواية الآتية برقم (4357). وأخرجه البيهقي 8/ 206 من طريق أبي داود، بهذا الإسناد.

أَحَدُهُمَا: وَكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذٰلِكَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، میں ان دنوں (یمن کا) حکمران تھا، ایک شخص پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا پھر وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا، جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: میں اپنی سواری سے اس وقت تک نیچے نہیں اتروں گا، جب تک اسے قتل نہیں کر دیا جاتا، تو اسے قتل کر دیا گیا، یہاں ایک راوی یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس سے پہلے اسے توبہ کا موقع دے دیا گیا تھا۔

4356 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَأُتِيَ أَبُو مُوسَى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَدَعَاهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا، فَجَاءَ مُعَاذٌ، فَدَعَاهُ فَأَبَى، فَضَرَبَ عُنُقَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الِاسْتِتَابَةَ، وَرَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الِاسْتِتَابَةَ.

یہی واقعہ ایک اور سند کے ہمراہ ابوبردہ کے حوالے سے منقول ہے، وہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جو اسلام کو چھوڑ کے مرتد ہو گیا تھا، تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیس دن تک، یا اس کے قریب (دنوں تک) اسے اسلام کی دعوت دی، پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے بھی اسے دعوت دی، اس نے تسلیم نہیں کیا، تو اس کی گردن اڑا دی گئی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبدالمالک نامی راوی نے ابوبردہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، اس میں انہوں نے توبہ کروانے کا ذکر نہیں کیا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، اس روایت میں بھی توبہ کروانے کا ذکر نہیں کیا ہے"۔

4357 - حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَلَمْ يَنْزِلْ حَتّٰى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس وقت تک سواری سے نیچے نہیں اترے، جب تک اس شخص کی گردن نہیں اڑا دی گئی، انہوں نے اس شخص سے توبہ بھی نہیں کروائی۔

4358 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ، فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن سعد بن ابوسرح' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، شیطان نے اسے بہکایا، تو وہ کفار کے ساتھ جا کر مل گیا، فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان کی درخواست کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان دے دی۔

4359 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ، اخْتَبَأَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَايِعْ عَبْدَ اللهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ؟ فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللهِ مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن عبداللہ بن سعد، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا وہ اسے لے کر آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! عبداللہ سے بیعت لے لیجیے (یعنی اسلام کی بیعت لے لیجیے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا، ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی درخواست پر عمل نہیں کیا، تین مرتبہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لے لی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تمہارے درمیان کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا جب میں نے اس سے بیعت لینے سے ہاتھ روک لیا تھا، تو وہ اٹھ کر اس کی طرف جاتا اور اسے قتل کر دیتا؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں اندازہ نہیں ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں کیا ہے؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ کے ذریعے ہماری طرف اشارہ کر دیتے (تو ہم اس پر عمل کر لیتے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

4360 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ، فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب کوئی غلام مفرور ہو کر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے، تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے"

4360-حديث صحيح، وهذا إسناد اختلف في وقفه ورفعه على أبي إسحاق - وهو عمرو بن عبد الله السبيعي - لكن لا يضر وقف من وقفه، لأنه ثبت مرفوعاً من غير طريق أبي إسحاق السبيعي، ولأنه في حكم المرفوع. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (3501) عن قتيبة بن سعيد، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي (3502) من طريق القاسم بن يزيد، عن إسرائيل بن يونس السبيعي، عن جده، به. وخالف القاسمَ خالدُ بن عبد الرحمن وأحمد بن خالد الوهبي عند النسائي (3503) و (3504) فروياه عن إسرائيل، عن جده، موقوفاً. وأخرجه مرفوعاً مسلم (69) من طريق داود بن أبي هند والنسائي (3498) من طريق منصور بن المعتمر، ومسلم (70)، والنسائي (3499) من طريق جرير بن عبد الحميد،

بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: جو شخص نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کرے اس کا حکم

4361 - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: أَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک نابینا شخص تھا، جس کی ایک ام ولد تھی، وہ نبی اکرم ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ شخص اسے روکتا تھا، لیکن وہ عورت باز نہیں آتی تھی، وہ شخص اسے ڈانٹتا تھا، لیکن وہ عورت پھر بھی باز نہیں آتی تھی، ایک رات اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ گفتگو شروع کی، آپ ﷺ کو برا کہنا شروع کیا، تو اس نابینا نے ایک برچھا لے کر اس عورت کے پیٹ پر رکھا اور اس پر وزن ڈال کر اس عورت کو قتل کر دیا، اس عورت کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ایک بچہ گرا، تو وہاں اتنا خون تھا کہ وہ اس میں لت پت ہو گیا، اگلے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس صورت حال کا ذکر کیا گیا، لوگ اکٹھے ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ کہتا ہوں کہ خواہ وہ جو شخص بھی ہے، جس نے یہ کیا ہے، اگر میرا اس پر کوئی حق ہے تو وہ کھڑا ہو جائے، راوی کہتے ہیں: تو وہ دیہاتی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا وہ لڑکھڑا رہا تھا وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس عورت کا قاتل ہوں، وہ آپ ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ رکتی نہیں تھی، میں اسے ڈانٹتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے دو بچے بھی ہیں، جو موتیوں کی طرح ہیں، اس کا میرے ساتھ بڑا اچھا تعلق تھا، گزشتہ رات اس نے آپ ﷺ کو برا کہنا شروع کیا اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو میں نے برچھا لے کر اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر وزن ڈال کر اسے قتل کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''خبردار! تم لوگ گواہ ہو جاؤ، اس عورت کا خون رائیگاں ہے''۔

4362 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلہ گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

4363 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَتَغَيَّظَ عَلَى رَجُلٍ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَأَذْهَبَتْ كَلِمَتِي غَضَبَهُ، فَقَامَ، فَدَخَلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: مَا الَّذِي قُلْتَ آنِفًا؟ قُلْتُ: ائْذَنْ لِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ، قَالَ: أَكُنْتَ فَاعِلًا لَوْ أَمَرْتُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ، مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَفْظُ يَزِيدَ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَيْ لَمْ يَكُنْ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْ يَقْتُلَ رَجُلًا إِلَّا بِإِحْدَى الثَّلَاثِ الَّتِي قَالَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُفْرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ، أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ، وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتُلَ

ابوبرزہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انہیں ایک شخص پر غصہ آیا، انہوں نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، راوی کہتے ہیں: میری بات پر ان کا غصہ ختم ہو گیا، وہ کھڑے ہوئے گھر کے اندر تشریف لے گئے، انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا اور فرمایا: ابھی تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، انہوں نے دریافت کیا: اگر میں تمہیں ہدایت کرتا، تو کیا تم نے ایسا کر لینا تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی انسان کے لیے (یہ درست) نہیں ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ یزید کے نقل کردہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ کسی شخص کو قتل کریں، سوائے تین میں سے کسی ایک صورت کے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرنا، شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرنا، یا پھر جان کے بدلے میں جان''

نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں حق حاصل تھا کہ آپ کسی کو قتل کروادیں۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا۔قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور مفاہیم کے ردوبدل سے یہ الفاظ کہے،قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے،اس کا خون حلال اور مباح ہے(کتاب الشفاء)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فبہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمین دین ورسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کردو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔(المعجم الصغیر للطبرانی،باب العین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کردیا جائے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کردیا جائے۔(سنن نسائی،کتاب تحریم الدم،حدیث(4077)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑادی جائے۔(فتح القدیر،کتاب السیر)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلادیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابوبکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا (مصنف عبدالرزاق،کتاب الجہاد،حدیث(9470)

حضور انور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابوعفک

تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بدکردار آدمی کو ختم کر دے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابوعفک کے پاس گئے دراں حالیکہ وہ سو رہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے کھبو دی۔ ابوعفک چیخا اور آنجہانی ہو گیا۔ (کتاب المغازی، للواقدی، سریۃ قتل ابی عفک، (163/1)

حویرث بن نقید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا۔ ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حویرث نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حویرث نے خود کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔

(کتاب المغازی للواقدی، 281/2))

بخاری شریف کی روایت ہے۔ معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرفتار کروالیا اور فرمایا ایک سچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا، اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جا سکتے۔ پھر فرمایا اے زبیر! اے عاصم! اس کا سر قلم کر دو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔ جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔ جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، (574/3)

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (احکام القرآن للرازی، سورۂ توبہ، (128/3)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔ اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوگئی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔ گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔ کیونکہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبدالرحمن الجزیری فرماتے ہیں۔ اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو؛ اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا؛ اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا؛ عقل توازن کے کھو جانے کا، او غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (الفقہ علی المذاہب اربعہ، ۵/۱۹۹)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مسالک یہی ہیں۔

علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہو گیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے؛ اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوگی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔ اور یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب الردۃ)

علامہ خیر الدین رملی حنفی فتاوی بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہر طور حداً قتل کرنا ضروری ہے۔ اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابل تسبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حد تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہی سیدنا ابوبکر علیہ الرحمہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابولیث علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ (فتاوی شامی)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصۃ الفتاوی میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی اہانت کرے، آپ اکے دینی معاملات یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین ومجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔ (خلاصہ الفتاویٰ)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا، یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الشفاء)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ

مبسوط میں ابن کنانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکمِ وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الشفاء، ج ص، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکمِ قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہلِ مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کرے اور

توہین رسالت کا مرتکب ہوتو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ اگر گالی دینے والا ذمی ہوتو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔ علامہ ابن سحنون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا، اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا، اور یہ آئمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ (الصارم المسلول، ص ۵)

امام ابوعبید القاسم بن سلام فرماتے ہیں۔ کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کیے گئے ہجو کے ابیات میں سے ایک سطر بھی حفظ کی: اس انسان نے کفر کیا۔ اور بعض سلف نے کہا ہے کہ: جو انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی روایات نقل کرتا ہو اس سے حدیث لینا بالاجماع حرام ہے۔ (شفاء؛ امتاع الاسماع۔ احکام القرآن ۸۶/۳)

علامہ احمد بن وردیر مالکی علیہ الرحمہ اقرب المسالک کی شرح الصغیر میں لکھتے ہیں: من سب نبیا مجمعا علی نبوته، او عرض بسبّ نبی، بان قال عند ذکره، اما انا فلست بزان او سارق فقد کفر. و کذان الحق بنبی نقصاً، ون ببدنه کعرج؛ وشلل، او وفور علمه، ذ کل نبی اعلم اہل زمانه و سیدہم اعلم الخلق۔

جس نے کسی ایسے نبی کو گالی دی جس کی نبوت پر سب کا اتفاق ہے یا اس کام کیا جو گالی سے مشابہ ہے (یعنی عیب نکالا) اس طرح کہ اس کے تذکرہ کے وقت کہا: اے پر میں نہ ہی زانی ہوں اور نہ ہی چور ہوں۔ اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایسے ہی اگر اس نے کسی نبی پر کوئی نقص (کوتاہی) لگایا؛ (مثلاً اس نے کہا بیشک اس کے بدن میں لنگڑا پن ہے یا شل ہے یا ان کے علم وافر ہونے پر نقص لگایا (اس سے بھی وہ کافر ہو جائے گا) اس لیے کہ ہر نبی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ان کا سردار اور تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔ (شرح الصغیر ۴/ ۴۳۳)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے مالکیہ نے ایسے گستاخ ذمی کے قتل کے حکم پر قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: اور اگر وہ اپنی قسموں کو توڑیں اور عہد شکنی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں بدگوئیاں کریں، تو ان کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ (التوبہ)

اس آیت قرآنی کے علاوہ علمائے مالکیہ نے سرکار دوعالم کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو اس کی گستاخیوں کی سبب سے قتل کروایا تھا۔ اس گستاخ کے علاوہ اور دوسرے گستاخ بھی تعمیل حکم نبوی ایس قتل کیے گئے تھے۔ (الشفاء)

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دین یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعات میں نقص وعیب نکالے یا اسے ایسا شبہ لاحق ہو، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت اور نقص وعیب کا پہلو نکلتا ہو، وہ دشنام دہندہ ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اور وہ یہ کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی کسی شاخ کو نہ مستثنیٰ کیا جائے اور نہ اس میں شک وشبہ روا رکھا جائے خواہ گالی صراحتاً دی جائے یا اشارۃً۔ وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

پر لعنت کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانا چاہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بددعا کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز کے بارے میں رکیک، بے ہودہ اور جھوٹی بات کرے یا جن مصائب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے ان کی سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگائے یا بعض بشری عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ الفتویٰ کا عہدِ صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ (الصارم المسلول)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن ماردی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذاء رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی اکی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ علیہ الرحمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی کی ہے، آپ اپر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کر دیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں۔ کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی انے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحا قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی ﷺ پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۴/۲۱۴)

حافظ ابن کثیر ا لکھتے ہیں: نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ پر عیب لگایا اور تنقیص وتحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر و تنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۲/۳۴۴)

علامہ شربینی شافعی علیہ الرحمہ مغنی المحتاج میں لکھتے ہیں: جو کسی رسول کی تکذیب کرے یا اسے گالی دے یا ان کی ذات میں یا

نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے سو وہ کافر ہو جائے گا۔ (مغنی المحتاج ۱۳۹/۹)

باقی آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ یہ لکھتے ہیں: مسائل اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی نصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا عہد و معاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کر دیتا ہے جس طرح امام نے خود امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شرعی سزا ۱۷۱)

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیوں کہ اس کے نبی علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۲۱۴/۷)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الام میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دین اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (الصارم المسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سحنون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذاب خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(درمختار، نسیم الریاض، شرح الشفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تہمت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب المغنی میں کہا ہے۔ بیشک جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ پر بہتان لگائے اسے قتل کیا جائے گا' اگرچہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے' خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ

ﷺ پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ بیشک آپ ﷺ کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی ہے؛ اور آپ ﷺ کے نسب میں طعن ہے۔ (المغنی ۱۲/ ۵۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ جو کوئی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (الکافی: ۱۵۹۴)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی' اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے' جو ساقط نہیں ہوتا۔ (لوامع النوار البھیۃ ۱/ ۳۹۷)

جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیصِ شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے؛ خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہلِ مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجبِ قتل ہے۔ یہ اسی طرح جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابو طالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم ﷺ کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (الصارم المسلول)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو گالی دینے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحقِ قتل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (فتاویٰ شامی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار انمول کتب تصنیف فرما کر اتمامِ حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخِ رسول ﷺ کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حدِ قتل قرار دی گئی ہے۔

گستاخانِ رسول ﷺ کا انجام واقعات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایسی رفعتیں اور ایسی بلندیاں عطا فرمادی ہیں کہ آپ ﷺ کی عظمت کا سورج ہمیشہ کے لیے نصف النہار ہو گیا..... ان بلندیوں تک پہنچنا تو دور کی بات ان کی حقیقت اور کنہہ کی معرفت بھی انسانی دسترس سے باہر ہے۔ ''ورفعنا لك ذكرك'' کا مژدہ سنا کر جہاں آپ ﷺ کی شان اقدس کو اوج ثریا پر

پہنچایا گیا وہیں اس شان وعظمت کی حفاظت کا ایسا بندوبست فرمایا گیا کہ جس بدبخت نے جب بھی اس کی طرف اپنا ناپاک ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی قدرت نے اس کو قیامت تک کے لئے رسوائے زمانہ بنا کر نشان عبرت بنا دیا۔ آیئے! آج ایسے ہی چند بد بخت گستاخوں کے انجام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس طرح ابولہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا، ویسے ہی اس کا بیٹا بھی گستاخ رسول تھا۔ اس بدبخت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی تکلیف پہنچائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ان الفاظ سے بددعا فرمائی:

''اے اللہ! اس پر تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما''۔

اسے جب اس کو اس نقصان کی دعا کا پتہ چلا تو باوجود کافر ہونے کے نیند حرام ہوگی۔ ہر وقت وہ اس خطرے سے دوچار رہتا تھا کہ کب محمد [۔ صلی اللہ علیہ وسلم] کی بددعا رنگ لائے گی اور قدرت اس سے انتقام لے گی۔ ایک دفعہ وہ تجارتی قافلے کے ہمراہ سفر پر رواں دواں تھا کہ رات کا اندھیرا چھا گیا۔ اس نے لوگوں سے کہا: سارے قافلے والے سامان میرے اردگرد رکھ دو اور خود بھی میرے آس پاس حلقہ بنا کر پڑاؤ ڈالو تا کہ کوئی جانور حملہ آور نہ ہو سکے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ مگر رات کے کسی وقت نجانے کہاں سے کوئی درندہ آیا اور اس ملعون کو چیر پھاڑ کر چلا گیا۔ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انجام لوگوں نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھا، نجانے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرت میں کیا بنے گا۔

(۲) ایک عیسائی پادری نے اپنی تقریر شروع کرتے ہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی شروع کر دی۔ اتفاق سے وہاں قریب ہی ایک تاتارخانی سپاہی کا شکاری کتا بندھا ہوا تھا۔ اس کتے کے کان میں جب پادری کے الفاظ پڑے تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ سخت طیش میں آ گیا ہے اور پھر اس نے اپنی رسی چھڑا کر پادری پر حملہ کر دیا۔

لیکن عین اسی لمحے لوگ آگے بڑھے، پادری کو اس عذاب سے خلاصی دلائی اور کتے کو دوبارہ باندھ دیا گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر بعض لوگوں نے پادری سے کہا کہ تم نے ایک قابل احترام ہستی کے بارے میں نازیبا باتیں کہیں، اس لئے کتے نے تم پر حملہ کر دیا۔

لیکن اس بدبخت کا اصرار تھا کہ میں چونکہ تقریر کے دوران اشارے کر رہا تھا، اس لئے کتا یہ سمجھا کہ میں اس پر حملہ آور ہونے لگا ہوں۔

بس اس لیے اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ یہ کہہ کر پادری نے دوبارہ اپنی تقریر شروع کر دی اور کچھ دیر بعد پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ کہنا شروع کر دیے۔ کتے نے دوبارہ وہ الفاظ سنے تو وہ پھر طیش میں آ گیا۔ اور اس نے اپنی رسی چھڑائی اور اس بدبخت پر حملہ آور ہو گیا۔ اب کی بار کتے نے اس کی گردن کو دبوچ لیا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ وہ بدبخت انسان تڑپ تڑپ کر مر نہیں گیا۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے سے قدرت کا یہ انتقام دیکھ کر وہاں موجود چالیس ہزار افراد نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

(۳) غزوہ احد میں دشمنان اسلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

بھاری پتھر پھینکا، جس کی وجہ سے آپ ﷺ گر پڑے۔ آپ ﷺ کا سامنے کا دانت مبارک شہید ہو گیا۔ چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا اور نچلے ہونٹ سے خون بہنے لگا۔ رسول ﷺ ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر گئے، جس کو ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے میدان جنگ میں کھودا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی گود میں لے کر آپ ﷺ کو باہر نکالا۔ عبداللہ بن قمیہ نے بھی آپ ﷺ کو بڑی اذیت پہنچائی تھی اور آپ ﷺ کے چہرے مبارک کو بھی زخمی کیا تھا۔

طبرانی کی روایت میں ہے کہ اس نے رسول ﷺ کا چہرہ انور زخمی کیا اور دانت مبارک بھی شہید کیے تھے۔ یہ کہتا تھا: میرا یہ وار سنبھال اور میں قمیہ کا بیٹا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے اس کا یہ فخریہ قول سن کر فرمایا: قمئک اللہ۔ اللہ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ اس بددعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کیا، جس نے سینگ مار مار کر اس کا جوڑ جوڑ الگ کر دیا۔

اے مسلمانو! ہم اپنے آقا ﷺ کی حرمت وناموس کا انتقام لینے کے لیے اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو آئیے! سب مل کر یہ دعا ہی کر لیں۔ "اے اللہ! ان گستاخوں میں سے ہر ایک پر اپنے کتوں میں سے ایک ایک کتا مسلط فرما"۔ (آمین ثم آمین)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا اور اس کا انجام

قرآنی نصوص، احادیث مبارکہ، عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، فتاویٰ ائمہ اور اجماع امت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل ہے اس کی معافی کو قبول نہ کیا جائے۔ لہٰذا مسلم ممالک کے حکمرانوں کو چاہیے کہ ان کے اس منافقانہ طرز عمل سے متاثر ہونے کے بجائے ایک غیور مسلمان کا موقف اختیار کریں۔ جس کا نقشہ اس رسالے کے اگلے صفحات قارئین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

یہود ونصاریٰ شروع دن سے ہی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہتے چلے آ رہے ہیں۔ کبھی یہودیہ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں، کبھی مردوں نے گستاخانہ قصیدے کہے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار پڑھے اور کبھی نازیبا کلمات کہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شان نبوت میں گستاخی کرنے والے بعض مردوں اور عورتوں کو بعض مواقع پر قتل کروا دیا۔ کبھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دے کر اور کبھی انہیں پورے پروگرام کے ساتھ روانہ کر کے۔ کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خود گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کو چیر دیا اور کسی نے نذر مان لی کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور قتل کروں گا۔ کبھی کسی نے یہ عزم کر لیا کہ خود زندہ رہوں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ۔ اور کبھی کسی نے تمام رشتہ داریوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھنے کے لئے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودیوں کے سردار کا سر آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ جو گستاخان مسلمانوں کی تلواروں سے بچے رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کن عذابوں میں مبتلا کیا اور کس رسوائی کا وہ شکار ہوئے اور کس طرح گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر نے اپنے اندر رکھنے کے بجائے باہر پھینک دیا تاکہ دنیا کیلئے عبرت بن جائے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام کیا ہے انہیں تمام روایات وواقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے یہ

اوراق اپنوں اور بیگانوں کو پیغام دے رہے ہیں کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور بات کا حلیہ نہ بگاڑنا۔ ذات اور بات کا حلیہ بگاڑنے سے امام الانبیاء علیہما السلام کی شان اقدس میں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ اپنی دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھو گے۔ رسوائی مقدر بن جائے گی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والوں کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں۔

(ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا) (احزاب 57)۔
بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

آیئے گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام دیکھئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسی حوالے سے کارہائے نمایاں ملاحظہ فرمایئے اور اسی بارے میں ائمہ سلف کے فرامین وفتاویٰ بھی پڑھیے پھر فیصلہ فرمایئے کہ ان حالات میں عالم اسلام کی کیا ذمہ داری ہے۔

یہودیہ عورت کا قتل:

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

(ان یھودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ، فخنقھا رجل حتی ماتت، فاطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمھا) (رواہ ابوداود، کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک یہودیہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ام ولد کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

ایک اندھے شخص کی ایک ام ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی وہ اسے منع کرتا تھا وہ گالیاں دینے سے باز نہیں آتی تھی وہ اسے جھڑکتا تھا مگر وہ نہ رکتی تھی ایک رات اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیں اس نے ایک بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اسے زور سے دبا دیا جس سے وہ مرگئی۔ صبح اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا۔ جو کچھ کیا۔ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک نابینا آدمی کھڑا ہو گیا۔ اضطراب کی کیفیت میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے آکر کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے منع کرتا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے سے باز نہیں آتی تھی۔ میں اسے جھڑکتا تھا مگر وہ اس

کی پرواہ نہیں کرتی تھی اس کے بطن سے میرے دو ہیروں جیسے بیٹے ہیں اور وہ میری رفیقہ حیات تھی گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا میں نے زور سے اسے دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا تم گواہ رہو اس کا خون ہدر ہے۔

(ابوداود، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، نسائی تحریم الدم، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سب نبيا قتل، ومن سب اصحابه جلد)

(رواہ الطبرانی الصغیر صفحہ 236 جلد 1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے مارے جائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

(كنت عند ابى بكر رضى الله عنه. فتغيظ على رجل. فاشتد عليه. فقلت: ائذن لى يا خليفة رسول الله اضرب عنقه قال: فاذهبت كلمتى غضبه. فقام فدخل. فارسل الى فقال: ما الذى قلت آنفا؟ قلت: ائذن لى اضرب عنقه. قال: اكنت فاعلا لو امرتك؟ قلت: نعم قال: لا والله ما كانت لبشر بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم) (رواہ ابوداود، کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ بھی جواباً بدکلامی کرنے لگا۔ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ میرے ان الفاظ کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ختم ہو گیا۔ آپ وہاں سے کھڑے ہوئے اور گھر چلے گئے۔ گھر جا کر مجھے بلوایا اور فرمانے لگے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے مجھے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا۔ کہا تھا۔ کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے اجازت دیں میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر میں تم کو حکم دے دیتا۔ تو تم یہ کام کرتے؟ میں نے عرض کیا اگر آپ رضی اللہ عنہ حکم فرماتے تو میں ضرور اس کی گردن اڑا دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نہیں۔ اللہ کی قسم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں کہ اس سے بدکلامی کرنے والے کی گردن اڑا دی جائے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی ہی گردن اڑائی جائے گی۔

عصماء بنت مروان کا قتل:

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

(هجت امراة من خطمة النبي صلى الله عليه وسلم فقال: (من لي بها؟) فقال رجل من قومها انا يا رسول الله، فنهض فقتلها فاخبر النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: (لا ينتطح فيها عنزان)

خطمہ - قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس عورت سے کون نمٹے گا" اس کی قوم کے ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کام میں سرانجام دوں گا، چنانچہ اس نے جا کر اسے قتل کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس کے معاملے میں کوئی دو آپس میں نہ ٹکرائیں۔ (الصارم المسلول 129)

بعض مورخین نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

عصماء بنت مروان بنی امیہ بن زید کے خاندان سے تھی وہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء و تکلیف دیا کرتی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ عمیر بن عدی الخطمی کو جب اس عورت کی ان باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا۔ تو کہنے لگا۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو عمیر بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے۔ تو اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر نے اپنے ہاتھ سے عورت کو ٹٹولا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ عمیر نے بچے کو اس سے الگ کر دیا۔ پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی۔ پھر نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے۔ جی ہاں۔ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

عمیر کو اس بات سے ذرا ڈر سا لگا کہ کہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں۔ پس یہ کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی مرتبہ سنا گیا عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اردگرد دیکھا پھر فرمایا تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ (الصارم المسلول 130)

ابو عفک یہودی کا قتل:

مورخین شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو عفک یہودی کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ:

(ان شيخا من بني عمرو بن عوف يقال له ابو عفك وكان شيخا كبيرا قد بلغ عشرين ومائة سنة حين قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة، كان يحرض على عداوة النبي صلى الله عليه وسلم ولم

یدخل فی الاسلام، فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر ظفرہ اللہ بما ظفرہ، فحسدہ وبغی فقال، وذکر قصیدۃ تتضمن ھجو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذم من اتبعہ) (الصارم المسلول 138)

بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ جسے ابوعفک کہتے تھے وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا اس کی عمر 120 سال تھی جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر بھڑکاتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے غزدہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطاء فرمائی تو اس شخص نے حسد کرنا شروع کر دیا اور بغاوت و سرکشی پر اتر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت میں ہجو کرتے ہوئے ایک قصیدہ کہا۔ اس قصیدے کو سن کر سالم بن عمیر نے نذر مان لی کہ میں ابوعفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود مر جاؤں گا۔ سالم موقع کی تلاش میں تھا۔ موسم گرما کی ایک رات ابوعفک قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور اس کے جگر پر تلوار رکھ دی جس سے وہ بستر پر چیخنے لگا۔ لوگ اس کی طرف آئے جو اس کے اس قول میں ہم خیال تھے وہ اسے اس کے گھر لے گئے۔ جس کے بعد اسے قبر میں دفن کر دیا اور کہنے لگے اس کو کس نے قتل کیا ہے؟ اللہ کی قسم اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تو ہم اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔

انس بن زنیم الدیلمی کی گستاخی:

انس بن زنیم الدیلمی۔ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اس کو قبیلہ خزاعہ کے ایک بچے نے سن لیا اس نے انس پر حملہ کر دیا انس نے اپنا زخم اپنی قوم کو آ کر دکھایا۔

واقدی نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی قبیلہ خزاعہ کے چالیس سواروں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد طلب کرنے کیلئے گیا انہوں نے آ کر اس واقع کا تذکرہ کیا جو انہیں پیش آیا تھا جب قافلہ والے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس بن زنیم الدیلمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (الصارم المسلول 139)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت:

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من یکفینی عدوی "میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو قتل کر دیا۔" (الصارم المسلول 163)

مشرک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(ان رجلا من المشرکین شتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من یکفینی عدوی ؟) فقام الزبیر بن العوام فقال : انا فبارزہ، فاعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلبہ) (الصارم المسلول: ۱۷۳)

"مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن
کی کون خبر لے گا؟ تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔"

کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

کعب بن اشرف ایک سرمایا دار متعصب یہودی تھا اسے اسلام سے سخت عداوت اور نفرت تھی جب مدینہ منورہ میں بدر کی فتح
کی خوش خبری پہنچی۔ تو کعب کو یہ سن کر بہت صدمہ اور دکھ ہوا۔ اور کہنے لگا۔ اگر یہ خبر درست ہے کہ مکہ کے سارے سردار اور اشراف
مارے جا چکے ہیں تو پھر زندہ رہنے سے مر جانا بہتر ہے۔ جب اس خبر کی تصدیق ہوگی تو کعب بن اشرف مقتولین کی تعزیت کے لئے
مکہ روانہ ہوا مقتولین پر مرثیے لکھے۔ جن کو پڑھ کر وہ خود بھی روتا اور دوسروں کو بھی رلاتا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قتال کے لئے لوگوں کو جوش دلاتا رہا۔ مدینہ واپس آ کر اس نے مسلمان عورتوں کے
خلاف عشقیہ اشعار کہنے شروع کر دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں بھی اشعار کہے۔ کعب مسلمانوں کو مختلف طرح کی
ایذائیں دیتا۔ اہل مکہ نے کعب سے پوچھا کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین۔ تو اس نے جواب دیا کہ تمہارا دین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرکات کی وجہ سے اسکے قتل کا پروگرام بنایا اور قتل کے
لئے روانہ ہونے والے افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی قبرستان تک چھوڑنے آئے۔ چاندنی رات تھی پھر فرمایا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ
تمہاری مدد کرے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: (قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (من لکعب بن
الاشرف. فانه قد اذی الله ورسوله؟) فقام محمد بن مسلمة فقال: انا یا رسول الله اتحب ان اقتله؟
قال نعم قال: فاذن لی ان اقول شیا. قال: قل)

(رواہ البخاری کتاب المغازی باب قتل کعب بن الاشرف، رواہ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب قتل کعب بن الاشرف طاغوت الیهود)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم! کو تکلیف دی ہے اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی
اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ مجھ کو یہ پسند ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض
کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ کہنے کی اجازت دے دیں یعنی ایسے مبہم کلمات اور ذو معنی الفاظ جنہیں میں کہوں اور وہ سن کر
خوش وخرم ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اجازت ہے۔"

محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے آ کر اس سے کہا کہ یہ شخص (اشارہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا) ہم
سے صدقہ مانگتا ہے اس نے ہمیں تھکا مارا ہے اس لئے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ جواباً کعب نے کہا۔ ابھی آگے دیکھنا اللہ کی قسم
بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ چونکہ ہم نے اب ان کی اتباع کر لی ہے جب تک ہم اس کا انجام نہ دیکھ لیں اسے چھوڑنا

مناسب نہیں ہے۔ میں تم سے ایک دووسق غلہ قرض لینے آیا ہوں کعب نے کہا۔ میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ تم کیا چیز چاہتے ہو۔ کہ میں گروی رکھ دوں۔ کعب نے کہا۔

اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا تم عرب کے خوبصورت جوان ہو تمہارے پاس ہم اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ کعب نے کہا۔ پھر اپنے بیٹوں کو گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ ہم اپنے بیٹوں کو گروی کس طرح رکھ سکتے ہیں۔ کل انہیں اس پر ہر کوئی گالیاں دے گا کہ آپ کو ایک دووسق غلے کے عوض گروی رکھا گیا تھا۔ یہ ہمارے لئے بڑی عار ہوگی البتہ ہم آپ کے پاس اپنے اسلحہ کو گروی رکھ سکتے ہیں جس پر کعب راضی ہو گیا محمد بن مسلمہ نے کعب سے کہا کہ میں دوبارہ آؤں گا۔

دوسری دفعہ محمد بن مسلمہ کعب کے پاس رات کے وقت آئے۔ ان کے ہمراہ ابونائلہ بھی تھے یہ کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر انہوں نے اس کے قلعے کے پاس جا کر آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا۔ تو اس کی بیوی نے کہا مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہے کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابونائلہ ہیں اگر شریف آدمی کو رات کے وقت بھی نیزہ بازی کیلئے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے محمد بن مسلمہ اور ابونائلہ کے ہمراہ ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر بھی تھے۔

محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے سر کے بال ہاتھ میں لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو پھر تم اس کو قتل کر ڈالنا۔ کعب چادر لپٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کا جسم خوشبو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا۔ میں نے آج سے زیادہ عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ کعب نے کہا۔ میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو عطر میں ہر وقت بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں محمد بن مسلمہ نے کہا۔ کیا مجھے تمہارے سر کو سونگھنے کی اجازت ہے؟ کعب نے کہا اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کعب کا سر سونگھا اس کے بعد اس کے ساتھیوں نے سونگھا پھر انہوں نے کہا۔ دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ کعب نے کہا۔ اجازت ہے۔ پھر جب محمد بن مسلمہ نے پوری طرح سے اسے قابو کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر رات کے آخری حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا: افلحت الوجوہ ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوئے۔ انہوں نے جواباً عرض کیا ووجھک یارسول اللہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے بعد کعب بن اشرف کا قلم کیا ہوا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (فتح الباری 7/272)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارَبَةِ

باب: ڈاکہ زنی کے بارے میں جو کچھ منقول ہے

4364 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ

قَوْمًا مِنْ عُكْلٍ - أَوْ قَالَ: مِنْ عُرَيْنَةَ - قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَانْطَلَقُوا، فَلَمَّا صَحُّوا، قَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارِهِمْ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ، فَقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ، وَأَرْجُلُهُمْ، وَسُمِرَ أَعْيُنُهُمْ، وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَهَؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا، وَقَتَلُوا، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ، وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) عرینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اونٹنیوں کے پاس چلیں جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ان کے پیشاب اور ان کے دودھ کو پئیں، جب وہ لوگ چلے گئے، تو وہاں تندرست ہو گئے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے، اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دن کے ابتدائی حصے میں ملی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں لوگ روانہ کیے، ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ وہ لوگ انہیں پکڑ کے لے آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے، ان کی آنکھوں میں سلائیں پھیر دیں گئیں اور انہیں پتھریلی زمین پر ڈال دیا گیا، وہ پانی مانگتے تھے، انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔

ابوقلابہ کہتے ہیں: یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے چوری کی، قتل کیا، ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

4365 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ، وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ، وَأَرْجُلَهُمْ، وَمَا حَسَمَهُمْ،

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت سلائیں گرم کی گئیں اور وہ ان کی آنکھوں میں پھیر دی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں داغ نہیں لگوائے (یعنی خون بند کروانے کی کوشش نہیں کی)۔

4366 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا، ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِمْ قَافَةً، فَأُتِيَ بِهِمْ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي ذَلِكَ: (إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا) (المائدۃ: 33) الْآيَةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا، انہیں لایا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:

''وہ لوگ، جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے''۔

4367- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، وَقَتَادَةُ، وَحُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتَّى مَاتُوا

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت میں کٹوا دیئے''

اس روایت کے آغاز میں یہ الفاظ ہیں: وہ لوگ اونٹوں کو ہانک کر لے گئے اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے زمین کو چاٹ رہا تھا، یہاں تک کہ وہ لوگ (اسی حالت میں) مر گئے۔

4368- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ نَهَى عَنِ الْمُثْلَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خِلَافٍ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَسَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ، عَنْ ثَابِتٍ، جَمِيعًا عَنْ أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرَا: مِنْ خِلَافٍ، وَلَمْ أَجِدْ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ قَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ، إِلَّا فِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ

❀❀ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''پھر مثلہ کرنے سے منع کر دیا گیا''

اس روایت میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹے گئے تھے، یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، اور ان دونوں نے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹے گئے تھے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ کی نقل کردہ روایت کے علاوہ اور کسی روایت میں یہ الفاظ مجھے نہیں ملے کہ ان کے

4367- إسناده صحيح. حميد: هو ابن أبي حميد الطويل، وقتادة: هو ابن دعامة السدوسي، وثابت: هو ابن أسلم البناني، وحماد: هو ابن سلمة. وأخرجه مختصراً الترمذي (72) و (1951) و (2164) من طريق حماد بن سلمة، به وأخرجه النسائي في "الكبرى" (3483) من طريق حماد بن سلمة، عن قتادة وثابت، به. وأخرجه البخاري (5685) من طريق سلام بن مسكين، عن ثابت وحده، به. وأخرجه البخاري (4192) و (5727)، ومسلم (1671)، والنسائي (290) و (3481) و (3482) من طريق سعيد بن أبي عروبة، والبخاري (5686)، ومسلم (1671) من طريق همام بن يحيى، والبخاري (1501) من طريق شعبة بن الحجاج، ثلاثتهم عن قتادة وحده، به. وأخرجه مسلم (1671)، والنسائي (7527) من طريق هشيم بن بشير، وابن ماجه (2578) و (3503) من طريق عبد الوهاب الثقفي، والنسائي (3477) من طريق عبد الله بن عمر وغيره، و (3478) و (7524) من طريق إسماعيل بن جعفر المدني، و (3479) و (7525) من طريق خالد بن الحارث و (3480) من طريق ابن أبي عدي، كلهم عن حميد الطويل وحده، به.

ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت میں کاٹے گئے تھے۔

4369 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِلَالٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ - قَالَ اَحْمَدُ: هُوَ يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ نَاسًا اَغَارُوا عَلَى اِبِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَاقُوهَا، وَارْتَدُّوا عَنِ الْاِسْلَامِ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَاُخِذُوا، فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ. قَالَ: وَنَزَلَتْ فِيهِمْ آيَةُ الْمُحَارَبَةِ، وَهُمُ الَّذِيْنَ اَخْبَرَ عَنْهُمْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْحَجَّاجَ حِيْنَ سَاَلَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا اور انہیں ہانک کر لے گئے، وہ لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو، جو مومن شخص تھا قتل کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا، انہیں پکڑ کر لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: محاربہ کے حکم سے متعلق آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کو بتایا تھا، جب اس نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تھا۔

4370 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا قَطَعَ الَّذِيْنَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ، وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ، عَاتَبَهُ اللهُ تَعَالَى فِي ذٰلِكَ، فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: (اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا) (المائدة: 33) الْآيَةَ

ابوزناد بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے (ہاتھ پاؤں) کٹوا دیئے، جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے جانور چوری کیے تھے، اور آپ ﷺ نے ان لوگوں کی آنکھوں میں آگ کی سلائیاں پھیروا دیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں عتاب کرتے ہوئے یہ آیت نازل کی:

"بے شک، وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہے، زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا بدلہ یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا انہیں مصلوب کر دیا جائے"

4371 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا، ح وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: كَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ يَعْنِي حَدِيْثَ اَنَسٍ

محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: یہ روایت حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت۔

4372 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ) (المائدة: 33) اِلٰى قَوْلِهِ: (غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ) (البقرة: 173)، نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْمُشْرِكِيْنَ، فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ، لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ اَنْ يُقَامَ فِيْهِ الْحَدُّ الَّذِيْ اَصَابَهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''بے شک وہ لوگ' جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں' اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں' ان کی جزاء یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے' یا مصلوب کر دیا جائے' یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹ دیئے جائیں' یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے'' یہ آیت یہاں تک ہے

''مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا''

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی، ان پر قابو پانے سے پہلے ان میں سے جو شخص توبہ کر لیتا ہے، تو یہ چیز اس کے لیے اس بارے میں رکاوٹ نہیں بنے گی، کہ اس پر وہ حد قائم کی جائے، جو اس پر لاگو ہوتی ہے۔

شرح

مذکورہ احادیث میں آیت میں پندرہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر: (۱) اس آیت کے سبب نزول میں علماء کا اختلاف ہے، جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ عرنیین کے بارے میں نازل ہوئی، ائمہ نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلہ یا عرینہ قبیلہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہیں مدینہ طیبہ کی ہوا راس نہ آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹوں کے پاس جانے کا حکم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے پیشاب اور ان کے دودھ پئیں، وہ چلے گئے جب وہ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر دن کے آغاز میں پہنچی آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے دن چڑھنے کے ساتھ ہی انہیں پکڑ کر لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور اور پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی سلاخیں ڈالی گئیں اور پتھریلے ٹیلے پر ڈالے گئے وہ پانی طلب کرتے رہے لیکن انہیں پانی نہ دیا گیا، ابوقلابہ نے کہا: یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے چوری کی، قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

ایک روایت میں ہے ان کی آنکھوں میں کیل گرم کر کے لگانے کا حکم دیا تو ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں لگائی گئیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور نہیں داغا نہ گیا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے پیروں کے نشان دیکھنے والے بھیجے، پس انہیں لایا، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ نازل کیا۔ (آیت) ''انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا'' الآیۃ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۲۴۴) ایک روایت میں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے زمین چاٹ رہا تھا حتی کہ وہ مر گئے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

بخاری میں ہے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ میں بھیجا حتی کہ میں نے انہیں پالیا جب کہ وہ اپنے شہر کے قریب پہنچ چکے تھے ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے،

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کہتے تھے پانی، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: آگ۔ اہل سیرت وتواریخ نے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے چرواہے کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے تھے اور ان کی آنکھوں میں کانٹے چبھوئے تھے حتی کہ وہ مر گیا تھا، اسے مدینہ طیبہ میں مردہ داخل کیا گیا تھا، اس کا نام یسار تھا اور وہ نوبیا تھا، یہ مرتدین کا فعل چھ ہجری میں ہوا تھا، بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل کرنے کے بعد آگ سے جلا دیا تھا۔

(تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۴۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ضحاک سے مروی ہے کہ یہ اہل کتاب کی ایک قوم کے سبب نازل ہوئی ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان عہد تھا، انہوں نے عہد کو توڑا تھا اور ڈاکہ ڈالا تھا اور زمین میں فساد برپا کیا تھا۔ (تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۴۹)

مصنف ابی داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا: (آیت) ''انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوتنفعوا من الارض، ذلک لھم خزیہ فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم. الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم''۔

مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے جو توبہ کرلے گا اس سے پہلے کہ اس پر قدارت حاصل ہو جائے، اس پر حد قائم کرنے سے مانع نہ ہوگا اس جرم کی وجہ سے جو اس نے کیا تھا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، جلد ۲، صفحہ ۲۴۵، ۲۴۴)

جن علماء نے فرمایا یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہوئی ہو وہ عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ ہیں، یہ ضعیف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد (آیت) ''قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف''۔ (الانفال: ۳۸) اور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد الاسلام یھدم ما قبلہ''۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد ۱ صفحہ ۷۶) (مسلم)

اس کا رد کرتا ہے، پہلا قول صحیح ہے، کیونکہ احادیث کی نصوص اس کے بارے میں ثابت ہیں امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور اصحاب الرائے نے کہا: یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمانوں میں سے نکلیں، ڈاکہ ڈالیں اور زمین میں فساد برپا کریں، ابن المنذر نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول صحیح ہے، ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے لیے حجت قائم کرتے ہوئے

کہا: اس آیت میں دلیل ہے کہ یہ مشرکوں کے علاوہ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ یہ ارشاد ہے: (آیت) ''الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم''۔ علماء کا اجماع ہے کہ مشرکین جب ہمارے ہاتھوں میں آ جائیں اور وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کے خون حرام ہوں گے، پس یہ دلیل ہے کہ یہ آیت اہل اسلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

طبری نے بعض اہل علم سے حکایت کیا ہے اس آیت نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرنیین کے بارے میں فعل کو منسوخ کر دیا،

(تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۰۱)

پس حدود پر امر موقوف ہو گیا، محمد بن سیرین نے روایت کیا ہے فرمایا: یہ حدود کے نزول سے پہلے تھا، یعنی حضرت انس کی حدیث، ابوداؤد نے یہ ذکر کیا ہے ان میں سے ایک قوم نے کہا: جن میں لیث بن سعد بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرینہ کے وفد کے ساتھ جو کیا تھا وہ منسوخ ہو گیا، کیونکہ مرتد کا مثلہ جائز نہیں، ابوالزناد نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اونٹ چوری کرنے والوں کے ہاتھ کاٹے اور ان کی آنکھوں میں آگ سے گرم کر کے سلاخیں لگائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب فرمایا اس بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) ''انما جزؤا الذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا'' الآیہ۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود جلد ۲، صفحہ ۲۴۴)

ابوالزناد، نے کہا: جب مثلہ سے منع کیا گیا تو دوبارہ کبھی ایسا نہ کیا، ایک جماعت سے حکایت ہے کہ یہ آیت اس فعل کے لیے ناسخ نہیں، کیونکہ وہ مرتدین کے بارے واقع ہوا خصوصاً صحیح مسلم میں اور کتاب النسائی وغیرہما میں ثابت ہے فرمایا: ان لوگوں کی آنکھوں میں سلاخیں پھیری تھیں۔ (صحیح مسلم، کتاب القسامہ، جلد ۲، صفحہ ۵۸)

کیونکہ یہ قصاص تھا، یہ آیت محارب مومن کے بارے میں ہے،

میں کہتا ہوں: یہ عمدہ قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ کا بھی یہی معنی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) ''الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم'' یہ معلوم ہے کہ کفار کے احکام قدرت کے بعد توبہ کے ساتھ ان سے عقوبت کے زوال میں مختلف نہیں ہوتے جس طرح قدرت سے پہلے ساقط ہوتے ہیں اور مرتد نفس ردت کے ساتھ قتل کا مستحق ہوتا ہے، بغیر محاربت کے اسے نہ جلاوطن کیا جاتا ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے ہیں اور نہ اس کا راستہ چھوڑا جاتا ہے بلکہ اسے قتل کیا جاتا ہے اگر اسلام قبول نہ کرے، اور اسے سولی پر بھی نہیں چڑھایا جاتا پس یہ دلیل ہے کہ آیت جس پر مشتمل ہے اس سے مراد مرتد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا: (آیت) ''قل للذین کفروا ان ینتهوا یغفرلهم ما قد سلف''۔ (الانفال: ۳۸) اور محاربین کے بارے میں فرمایا (آیت) ''الا الذین تابوا'' یہ واضح ہے جو کچھ ہم نے باب کی ابتدا میں ثابت کیا ہے اس میں نہ کوئی اشکال ہے نہ لوم ہے اور نہ عتاب ہے کیونکہ وہ کتاب کا مقتضی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) ''فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم''۔ (بقرہ: ۱۹۴) پس انہوں نے مثلہ کیا تھا تو ان کا مثلہ کیا گیا مگر یہ احتمال ہے کہ عتاب اس وجہ سے ہوا اگر صحیح ہے کہ قتل میں زیادتی ہوئی تھی اور وہ سلاخیں گرم کر کے انکی آنکھوں میں ڈالنا تھا اور انہیں

پیاسا چھوڑ دینا تھا حتی کہ وہ مر گئے واللہ اعلم۔

طبری نے سدی سے حکایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کی آنکھوں میں سلائیں نہیں ڈالیں تھیں، اس کا ارادہ فرمایا تھا، پس اس سے منع کے بارے میں یہ آیت نازل ہوگئی۔ (تفسیر طبری، جلد ۶ صفحہ ۲۵۲)

یہ بالکل ضعیف ہے کیونکہ اخبار ثابت کرتی ہیں کہ سلائیں انکی آنکھوں میں ڈالی گئی تھیں، بخاری میں ہے: سلائیں گرم کی گئیں اوران کی آنکھوں میں لگائی گئیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود، جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۵)

علماء کے درمیان اختلاف نہیں کہ اس آیت کا حکم اہل اسلام میں محاربین میں مرتب ہے اگر چہ مرتدین یا یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (آیت) ''انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ''۔ میں استعارہ اور مجاز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے نہ محاربہ کیا جاتا ہے اور نہ اس پر غلبہ پایا جاتا ہے، کیونکہ وہ صفات کمال کا حامل ہے اس کے لیے اضداد وانداد سے تنزیہ واجب ہے معنی یہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ سے محاربہ کرتے ہیں اپنے اولیاء کو اپنی ذات سے تعبیر فرمایا ان کی ذات کی بڑائی بیان کرنے کے لیے، جس طرح الفقراء الضعفاء''۔ کو اپنی ذات سے تعبیر فرمایا: (آیت) ''من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا''۔ (بقرہ: ۲۴۵) یہ فقراء پر مہربانی پر برانگیختہ کرنے کے لیے فرمایا اس کی مثال سنت میں ہے: استطعمتک فلم تطعمی (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ جلد ۲، صفحہ ۳۱۶)

میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تھا، اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے، سورۃ بقرہ میں گزر چکی ہے۔

مسئلہ نمبر: (۲) علماء کا ان کے بارے میں اختلاف ہے جو محاربہ کے اسم کے مستحق ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے نزدیک محارب وہ ہے جو لوگوں پر شہر میں یا جنگل میں حملہ کرے اوران کے نفسوں اوران کے اموال کی وجہ سے مختلف اقوال مروی ہیں انہوں نے ایک مرتبہ ایک مرتبہ مصر میں محاربہ کو ثابت کیا اور ایک مرتبہ نفی کی، ایک طائفہ نے کہا: اس کا حکم شہر یا گھروں میں، راستوں میں، دیہاتوں میں برابر ہے، اوران کی حدود ایک ہیں، یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوثور کا قول ہے، ابن المنذر نے کہا: اسی سے یہ ہے، کیونکہ تمام پر محاربہ کا اسم واقع ہوتا ہے، کتاب عموم پر دلالت کرتی ہے، کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی قوم کو آیت سے بغیر حجت کے نکالے، ایک طائفہ نے کہا: شہر میں محاربہ نہ ہوگا، بلکہ شہر سے باہر ہوگا، یہ سفیان ثوری، اسحاق، نعمان کا قول ہے، دھوکہ دینے والا محارب کی طرح ہے دھوکہ دینے والا وہ ہے جو مال حاصل کرنے کے لیے کسی انسان کو قتل کرتا ہے۔ اگر ہتھیار کو نہ لہرایا لیکن اس پر اس کے گھر میں داخل ہوا یا سفر میں اس کو ملا اوراسے زہر کھلا دیا، اسے قتل کیا تو اس کو حدا قتل کیا جائے گا، نہ کی قصاصا قتل کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر: (۳) محارب کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے، ایک جماعت نے کہا: اس کے فعل کے مقدار اس پر سزا ہوگی، جس نے لوگوں کو ڈرایا اور مال لیا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں برعکس کاٹے جائیں گے، اگر مال لیا اور قتل کیا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور پھر اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، جب قتل کرے اور مال نہ لوٹے تو اسے قتل کیا جائے گا اگر نہ مال لوٹا ہو اور نہ قتل کیا ہو تو

اسے جلاوطن کیا جائے گا۔ (تفسیر طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۰۸)

یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

ابو مجلز، نخعی، عطا خراسانی وغیرہم سے مروی ہے امام ابو یوسف نے کہا: جب مال بھی لوٹا ہوا اور قتل بھی کیا ہو تو اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور اسے سولی پر قتل کیا جائے گا۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹)

لیث نے کہا: نیزہ کے ساتھ سولی پر لٹکا ہوا قتل کیا جائے گا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اور جب مال لے گا اور قتل نہیں کرے گا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں برعکس کاٹے جائیں گے جب مال لے گا اور قتل بھی کرے گا تو سلطان کو اس میں اختیار ہوگا اگر چاہے تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے اگر چاہے تو ہاتھ پاؤں نہ کاٹے اور اسے قتل کر دے اور سولی پر لٹکا دے۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہر صورت میں قتل ہوگا، اسی طرح کا قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب مال لوٹے گا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اسے داغا جائے گا پھر بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اسے داغا جائے گا اور اسے چھوڑ دیا جائے گا، کیونکہ یہ جنایت حرابۃ کی وجہ سے چوری پر زائد ہے، جب قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا، جب مال لوٹے گا اور قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اور سولی پر لٹکایا جائے گا۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تین دن سولی پر لٹکایا جائے گا، فرمایا: اگر کوئی شخص آیا ڈرایا، دھمکایا اور دشمن کے لیے معاون تھا تو اسے قید کیا جائے گا، امام احمد نے فرمایا: اگر قتل کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا اگر مال لے گا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے، جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ایک قوم نے کہا: قتل سے پہلے سولی پر لٹکانا مناسب نہیں اس طرح تو اس کے اور اس کی نماز، کھانے، پینے کے درمیان حائل ہوا جائے گا، شافعی سے حکایت کیا گیا ہے کہ سولی پر لٹکا کر قتل کرنا ناپسند سمجھتا ہوں، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے مثلہ سے منع کیا تھا ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ظاہر آیت پر امام کو اختیار دیا گیا ہے اسی طرح مالک نے فرمایا اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہ سعید بن مسیب، عمر بن عبد العزیز، مجاہد ضحاک نخعی کا قول ہے تمام نے فرمایا: امام کو محاربین کے حکم میں اختیار ہے وہ ان پر ان احکام میں سے جو چاہے لگائے جو قتل اور سولی پر لٹکانے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور جلاوطن کرنے میں واجب کیے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن میں جہاں ''او'' آیا ہے اس میں اختیار ہے یہ قول ظاہر آیت کے زیادہ قریب ہے اور پہلے قول والے جنہوں نے کہا: ''او'' ترتیب کے لیے ہے اگرچہ ان کا اختلاف ہے، مگر تو ان کے اقوال کو پائے گا کہ وہ محارب پر دو حدوں کو جمع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: اسے قتل کیا جائے گا اور اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، بعض نے کہا: اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور قتل کیا جائے گا، بعض نے کہا: اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور جلاوطن کیا جائے گا، اس طرح نہ آیت ہے اور نہ ''او'' کا معنی لغت میں اس طرح ہے، یہ نحاس کا قول ہے، پہلے قول والوں نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے جو طبری نے حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے محارب کا حکم پوچھا تو جبریل نے کہا: جو لوگوں کو ڈرائے، مال لوٹے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کے مال لوٹنے کی وجہ

سے اور اس کا پاؤں کاٹا جائے گا اس کے ڈرانے کی وجہ سے اور جو قتل کرے اسے قتل کرو اور جوان جرموں کو جمع کرے اسے سولی پر لٹکاؤ، ابن عطیہ نے کہا: صرف ڈرانے والے کے لیے جلاوطنی باقی ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۵، دارالکتب العلمیہ)

اور ڈرانے والا قاتل کے حکم میں ہے لیکن اس کے باوجود اس میں استحسانا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہلکا عذاب وعقاب دیکھتے ہیں۔

مسئلہ نمبر: (٤) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''اوینفوا من الارض''۔ اس کے معنی میں اختلاف ہے، سدی نے کہا: اسے گھوڑوں اور پیدل لوگوں کے ساتھ تلاش کیا جائے گا حتی کہ اسے لایا جائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حد قائم کی جائے گی یا وہ طلب کرنے والوں سے دارالسلام سے بھاگ کر نکل جائے، حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک اور مالک بن انس حسن، سدی، ضحاک، قتادہ، سعید بن جبیر، ربیع بن انس اور زہری رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے، رمانی نے اپنی کتاب میں اس کو بیان کیا ہے، امام شافعی سے مروی ہے وہ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالے جائیں گے اور انہیں تلاش کیا جائے گا تاکہ ان پر حدود قائم کی جائیں، یہ لیث بن سعد اور زہری کا بھی قول ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا: اسے شہر سے نکالا جائے گا جس میں اس نے ایسی حرکت کی اور دوسرے شہر کی طرف بھیجا جائے گا اس کو زانی کی طرح قید کیا جائے گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا اور کوفیوں نے کہا: ان کی نفی سے مراد انہیں قید کرنا ہے پس اسے دنیا میں وسعت سے، دنیا کی تنگی کی طرف جلاوطن کیا جائے گا۔

وہ اس طرح ہو جائے گا گویا جب وہ قید کیا گیا ہے تو زمین سے جلاوطن کیا گیا ہے مگر اپنی قرارگاہ سے، انہوں نے بعض قیدیوں کے ان اشعار سے حجت پکڑی ہے:

خرجنا من الدنيا ونحن من اهلها فلسنا من الاموات فيها ولا الاحيا:

اذا جاءنا السجان يوم لحاجة عجبنا وقلنا جاء هذا من الدنيا:

مکحول نے حکایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب پہلے شخص ہیں جنہوں نے جیلوں میں قید کیا، فرمایا: میں اسے قید رکھوں گا حتی کہ میں اس سے توبہ جان لوں اور میں انہیں ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جلاوطن نہیں کروں گا کہ یہ انہیں اذیت دے گا۔

(معالم التنزیل، جلد ۲، صفحہ ۲۹۸)

ظاہر یہ ہے کہ الارض سے مراد ایسی زمین ہے جس میں مصیبت نازل ہوتی ہے پہلے زمانہ میں بھی لوگ اس زمین سے اجتناب کرتے تھے جس میں گناہ ہوتے تھے، اسی سے حدیث ہے ''جو شخص اپنے سینے کے ساتھ مقدس زمین کی طرف جھکا''۔

امام کے لیے مناسب ہے کہ اگر اس محارب کا خوف ہو کہ وہ دوبارہ ڈاکہ اور فساد کی طرف لوٹے گا تو وہ اسے اس شہر میں قید کر دے جس کی طرف جلاوطن کیا گیا ہے اگر یہ خوف نہیں ہے کہ وہ جنایت کی طرف لوٹے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا، ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا صریح مذہب ہے کہ اسے جلاوطن کیا جائے گا اور جہاں جلاوطن کیا جائے گا وہاں اسے قید کر دیا جائے گا، یہ اغلب ہے اس کے بارے میں جس کا دوبارہ ڈاکہ کرنے کا اندیشہ ہو، طبری نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور

یہ واضح ہے، کیونکہ جس زمین میں مصیبت نازل ہوئی ہے یہ آیت کی نص ہے اور خوف کی بناء پر اس کے بعد اسے قید کیا جائے گا اگر وہ توبہ کر لیے اور اس کی حالت بہتر سمجھی جائے تو چھوڑ دیا جائے گا۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۰، دار الکتب العلمیہ)

مسئلہ نمبر: (۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ''او ینفوا من الارض''۔ نفی کا معنی ہلاک کرنا ہے اس سے اثبات اور نفی ہے، نفی کا معنی ختم کرنے کے ساتھ ہلاک کرنا ہے، اسی سے النفایہ ہے جو ردی مال کے لیے بولا جاتا ہے اسی سے النفی اس پانی کو کہتے ہیں جو ڈول سے نکل جاتا ہے۔

راجز نے کہا:

كان متنيه من النفي مواقع الطير على الصفي:

مسئلہ نمبر: (۶) ابن خویز منداد نے کہا: محارب جو مال لے گا اس میں نصاب کا اعتبار نہیں ہوگا جس طرح چوری کرنے والے میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے، بعض علماء نے فرمایا اس نصاب میں (۱/۴) دینار کی رعایت رکھی جائے گی، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے نے فرمایا: ڈاکو کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر جب وہ اتنا مال لے جس پر چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس پر محارب کے حکم کے ساتھ حکم لگایا جائے گا، یہ صحیح قول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر (۱/۴) دینار کی چوری میں قطع ید مقرر فرمائی اور حرابۃ میں کوئی چیز متعین نہیں فرمائی بلکہ محارب کی جزا کا ذکر فرمایا پس یہ اس بات کا تقاضا ہے کہ ایک دانہ پر بھی محاربہ کی جزا مکمل ہے، یہ اصل پر اصل قیاس ہے اس میں اختلاف ہے۔

اعلیٰ کا ادنی کے ساتھ قیاس اور ادنی کا اسفل کے ساتھ قیاس ہے اور یہ عکس القیاس ہے یہ کیسے صحیح ہے کہ محارب کو چور پر قیاس کیا جائے وہ چوری مال لیتا ہے اگر محسوس کرے کہ کوئی بیدار ہو گیا ہے تو بھاگ جاتا ہے حتی کہ اگر چور ہتھیار کے ساتھ کسی کے گھر میں داخل ہوا گر اسے منع کیا جائے یا شور مچایا جائے اور وہ اس پر لڑے تو وہ محارب ہے اس پر محارب کا حکم جاری ہوگا قاضی بن عربی نے کہا: میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے ایام میں تھا تو ایک شخص ایک چور کو پکڑ کر لے آیا وہ چھری کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا وہ گھر کے مالک کے دل پر چھری لے کر اسے روکے رہا جب کہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کے ساتھی مال لوٹتے رہے، میں نے ان پر محاربین کا حکم لگایا، یہ اصل دین سے ۔۔۔۔۔۔ کی بلندی کی طرف بڑھو، اور جاہلین کی پستی سے نکلو۔

(احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۰۱)

میں کہتا ہوں: الیفع کا مطلب پہاڑ کی چوٹی ہے اس سے غلام یفعۃ ہے جب بچہ بلوغت کی طرف بلند ہو، الحضیض، وادی کی نچلی سطح کو کہتے ہیں اسی طرح اہل لغت نے کہا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۷) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حرابہ میں قتل کیا جائے گا جو قتل کرے گا اگرچہ مقتول قاتل کا ہم پلہ نہ بھی ہو، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں:۔

(۱) مکافات کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ اس نے قتل کیا ہے پس اس میں مکافات کا اعتبار ہوگا جس طرح قصاص ہے یہ ضعیف

قول ہے، کیونکہ قول یہاں صرف قتل پر نہیں ہے وہ فساد عام پر ہے لوگوں کو اس نے ڈرایا اور مال چھینا تھا۔ (۲) (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۰۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) ''انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا'' اللہ تعالیٰ نے محارب پر حدود قائم کرنے کا حکم دیا جب دو چیزیں جمع ہیں محاربۃ اور فساد فی الارض اور شریف وضیع، رفیع ودانی کا فرق نہیں۔

مسئلہ نمبر: (۸) جب ڈاکو نکلیں اور قافلہ سے قتال کریں اور بعض ڈاکو قتل ہو جائیں اور بعض قتل نہ ہوں تو سب کو قتل کیا جائے گا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا جس نے قتل کیا، یہ بھی ضعیف ہے، کیونکہ جو جنگ میں حاضر ہوتے ہیں وہ مال غنیمت میں شریک ہوتے ہیں اگرچہ تمام جنگ کرتے نہیں ہیں، قتل پر جو معاون ہوتا ہے اس پر بھی اتفاق ہے اور وہ جاسوسی کرنے والا ہے تو محارب اولی اس جرم میں شامل ہوگا۔ (احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ صفحہ ۶۰۲)

مسئلہ نمبر: (۹) جب محارب (ڈاکو) لوگوں کو ڈرائیں اور ڈاکہ ڈالیں تو انہیں دعوت اسلام دیئے بغیر امام کا انہیں قتل کرنا واجب ہے اور مسلمانوں پر ان کے قتل پر تعاون واجب ہے اور مسلمانوں سے ان کی اذیت روکنا واجب ہے، اگر وہ شکست کھا جائیں تو ان کا پیچھا نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ انہوں نے قتل کیا ہو اور مال لوٹا ہو، اگر انہوں نے ایسا کیا ہوگا تو ان کو پکڑنے کے لیے اور جنایت کی حد قائم کرنے کے لیے ان کا پیچھا کیا جائے گا اور زخمیوں کا تعاقب نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ اس نے قتل کیا ہو، اگر ڈاکو پکڑے گئے اور ان کے پاس مال تھا جو کسی خاص شخص کا تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا مگر یہ کہ اس نے قتل کیا ہو، اگر ڈاکو پکڑے گئے اور ان کے پاس مال تھا جو کسی خاص شخص کا تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا یا اس کے ورثاء کو دیا جائے گا، اگر اس کا مالک نہ ملے تو وہ بیت المال میں رکھا جائے اور جنہوں نے کسی کا مال تلف کیا ہوگا تو وہ اس کے ضامن ہوں گے اور ان کے لیے دیت نہ ہوگی جنہوں نے قتل کیا جب توبہ سے پہلے ان قدرت ہو جائے گی اگر وہ توبہ کریں گے اور توبہ کرتے ہوئے آئیں گے تو یہ صورت ہوگی۔

مسئلہ نمبر: (۱۰) امام کو ان پر کوئی اختیار نہیں اور ان سے وہ حد ساقط ہوگی جو اللہ کے لیے ان پر تھی وہ آدمیوں کے حقوق کے بدلے پکڑے جائیں گے ان سے نفس اور زخم کا قصاص لیا جائے گا اور ان پر وہ ہوگا جو انہوں نے مال اور خون میں سے ضائع کیا ہوگا وہ مقتول کے اولیاء کے لیے ہوگا، ان کے لیے عفو اور ہبہ جائز ہوگا جس طرح محاربین کے علاوہ دوسرے مجرموں کے لیے ہوتا ہے یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابوثور رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے کا مذہب ہے۔

جو مال ان کے پاس ہوگا وہ لے لیا جائے گا اور جس کو وہ ہلاک کر چکے ہوں گے اس کی قیمت کی ضمانت دیں گے، کیونکہ یہ غصب ہے اس کی ملکیت ان کے لیے جائز نہیں وہ مال مالکوں کو دیا جائے گا یا امام اپنے پاس رکھے گا حتی کہ وہ اس کا مالک جان لے، صحابہ اور تابعین کی ایک قوم نے کہا: مال طلب نہیں کیا جائے گا مگر وہ جو موجود ہوگا اور جو ہلاک ہو چکا ہوگا وہ طلب نہیں کیا جائے گا یہ طبری نے ولید بن مسلم کی روایت سے امام مالک سے روایت کیا ہے، حضرت علی ﷺ کے فعل سے یہی ظاہر ہے جو انہوں نے حارثہ بن بدر غدانی سے کیا تھا وہ محارب تھا پر اس نے پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لی تھی تو آپ نے اس کے لیے اموال اور خون کے سقوط کی تحریر لکھی۔ (المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۱۸۶ دارالکتب العلمیہ)

ابن خویز منداد نے کہا: محارب کے بارے میں امام مالک سے روایت مختلف ہے جب اس پر حد قائم کی جائے گی اور اس کے لیے مال نہ ہوگا تو کیا جو اس نے لیا تھا اس کا بطور دین پیچھا کیا جائے گا یا ساقط ہو جائے گا جیسے چور سے ساقط ہو جاتا ہے؟ مسلمان اور ذمی اس میں برابر ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱۱) اہل علم کا اجماع ہے کہ سلطان اس کا والی ہوتا ہے جس پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے، اگر محارب کسی شخص کا بھائی یا باپ ڈاکہ میں قتل کرتا ہے تو خون طلب کرنے والے کے لیے محاب (ڈاکو) کے امر سے کچھ نہیں ہے، ولی کے لے معاف کرنا جائز نہیں، امام اس پر حد قائم کرے گا، علماء نے اس کو اللہ کی حدود کے قائم مقام بنایا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ محاربین کے احکام تھے ہم نے بڑے بڑے احکام جمع کر دیئے اور عجیب اقوال جو اس آیت کی تفسیر میں کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱۲) مجاہد نے کہا: اس آیت میں محاربہ سے مراد زنا اور چوری ہے اور یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی کی زبان پر بیان فرمایا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور زانی کو کوڑے لگائے جائیں گے اور اسے جلاوطن کیا جائے گا اگر وہ کنوارہ ہوگا، اور زانی کو رجم کیا جائے گا اگر وہ شادی شدہ مسلمان ہوگا، اور محارب کے احکام اس آیت میں اس کے مخالف ہیں مگر جو ہتھیار کے لہرانے کے ساتھ لوگوں کو ڈرانے کا ارادہ کرے تاکہ فروج پر غلبہ پائے یہ بہت بڑا ڈاکہ ہے اور مال لینے سے بھی زیادہ قبیح ہے۔ یہ (آیت) "ویسعون فی الارض فسادا"۔ کے معنی میں داخل ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۳) ہمارے علماء نے فرمایا: چور سے اللہ کی قسم اٹھوائی جائے گی اگر وہ چوری سے باز آجائے گا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ انکار کرے گا تو قتل کیا جائے گا، اگر تو نے چور کو قتل کر دیا تو وہ برا مقتول ہے اور اس کا خون رائیگاں ہے۔

نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتایئے اگر میرے مال پر تجاوز کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سے اللہ کی قسم لے"۔ اس شخص نے کہا: اگر وہ مجھ سے انکار کریں؟ فرمایا: "اللہ کی قسم لے" اس نے کہا: اگر وہ مجھ پر انکار کریں؟ فرمایا "اللہ کی قسم لے"۔ اس نے کہا: اگر وہ مجھ پر انکار کریں؟ فرمایا "تو اس سے لڑ اگر تو قتل ہو جائے گا تو جنت میں ہوگا اور اگر تو اسے قتل کرے گا تو وہ آگ میں ہوگا"۔

بخاری و مسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن اس میں قسم کا ذکر نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ: بتایئے اگر کوئی شخص میرا مال لینے کے ارادہ سے آئے؟ فرمایا "تو اسے اپنا مال نہ دے"۔ اس نے کہا: بتایئے اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ فرمایا: "تو شہید ہے"۔ اس نے کہا: اگر میں اسے قتل کر دوں؟ فرمایا: "وہ دوزخ میں ہے"۔ ابن المنذر نے کہا: ہم نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے وہ چوروں سے لڑنے اور ان سے اپنے نفسوں اور اپنے اموال کا دفاع کرنے کا نظریہ رکھتے تھے، یہ حضرت ابن عمر، حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، نعمان رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب ہے۔ عوام اہل علم کا بھی یہی قول ہے کہ ایک شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے نفس، اہل اور مال کے دفاع میں لڑے جب ظلم کا ارادہ کیا گیا ہو، یہ ان اخبار کی وجہ سے ہے جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں

جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت کو خاص نہیں فرمایا اور نہ کسی حال کو خاص فرمایا ہے، مگر سلطان اگر ظلم کرے تو بھی خروج نہ کرے،
اہل حدیث کی جماعت کا اجماع ہے کہ اگر اپنے نفس اور مال کا دفاع ممکن نہ ہو مگر سلطان پر خروج کے ساتھ اور اس سے جنگ کے
ساتھ تو سلطان سے نہ لڑے اور نہ اس پر خروج کرے، یہ ان اخبار کی وجہ سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جن میں ظلم
وجور کے باوجود صبر کا حکم ہے اور ان سے نہ لڑنے اور ان سے خروج نہ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ نماز قائم کریں،

میں کہتا ہوں: ہمارے مذہب میں اختلاف ہے جب کوئی خفیف چیز طلب کی جائے جیسے کپڑا، کھانا وغیرہ تو کیا وہ انہیں دی
جائے گی یا ان سے جنگ کی جائے گی؟ یہ اختلاف ایک اصل پر مبنی ہے وہ یہ ہے کیا ان سے قتال کا حکم ہے، کیونکہ یہ برائی کو روکنا
ہے یا ضرر کے دفع کرنے کے باب سے ہے؟ اس بنا پر قتال سے پہلے ان کو دعوت دینے میں اختلاف ہے۔

مسئلہ نمبر: (۱۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) "ذالك لهم خزی فی الدنیا"۔ محاربت کی شفاعت اور اس کے ضرر
کے عظیم ہونے کی وجہ سے دنیا میں ان کے لیے رسوائی ہے، محاربت کا نقصان بہت بڑا ہے، کیونکہ اس میں لوگوں پر کسب کا راستہ
مسدود کرتا ہے، کیونکہ اکثر لوگوں کی معیشت تجارت ہوتی ہے اور تجارت کا رکن اور ستون زمین میں سفر کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: (آیت) "واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل الله"۔ (المزمل: ۲۰) جب راستہ پر ڈرایا جائے گا تو
لوگ سفر سے رک جائیں گے اور وہ گھروں کو لازم پکڑنے کے محتاج ہوں گے اور تجارت کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اس کی معیشت
رک جائے گی، اللہ تعالیٰ نے ڈاکوؤں پر سخت حدود کو مشروع فرمایا یہ دنیا میں رسوائی ہے تاکہ انہیں برے فعل سے روکا جائے اور
تجارت کا باب کھولا جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مباح فرمایا ہے جو تجارت کرنا چاہے اور آخرت میں محاربت پر
عذاب عظیم کی وعید سنائی ہے یہ معصیت دوسری معصیتوں سے خارج اور مستثنیٰ ہوگی۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے
جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جس نے ان جرموں کا ارتکاب کیا پھر اسے دنیا میں اس کی سزا دی گئی تو وہ اس کے لیے
کفارہ ہے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الحدود جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۴)

یہ بھی احتمال ہے کہ رسوائی اس کے لیے ہو جس کو سزا دی گئی اور آخرت کا عذاب اس کے لیے ہو جو دنیا میں سزا سے بچ گیا اور
یہ گناہ دوسرے گناہوں کے قائم مقام ہو، اور مومن ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن جتنا گناہ بڑا ہوگا سزا اتنی
بڑی ہوگی پھر وہ شفاعت یا قبضہ کے ذریعہ وہ نکلے گا پھر یہ وعید، مشیت کے نفاذ کے ساتھ مشروط ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
(آیت) "یغفر مادون ذلك لمن یشاء"۔ (النساء: ۴۸)

خوف ان پر وعید کے حساب سے اور معصیت کی برائی کے اعتبار سے ان پر غالب ہوگا۔

مسئلہ نمبر: (۱۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) "الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم"۔ اللہ تعالیٰ نے
ان توبہ کرنے والوں کی استثناء فرمائی جو قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لیں اور ان سے اپنے حق کے سقوط کی خبر دی فرمایا: (آیت)
"فاعلموا ان الله غفور رحیم"۔ رہا قصاص اور انسانوں کے حقوق تو وہ ساقط نہیں ہوتے، اور جو قدرت کے بعد توبہ کر لے آیت کا ظاہر
اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کو توبہ نفع نہ دے گی اور اس پر حدود قائم کی جائیں گی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا

ایک قول ہے کہ ہر حد توبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔(زاد المسیر ،جلد ۲، صفحہ ۲۰۶)
اس کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کا تعلق انسانوں کے حقوق سے ہے خواہ وہ قصاص ہو یا کوئی اور ہو قدرت پائے جانے سے پہلے توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے فرمایا: استثنا سے مراد مشرک ہے جب وہ قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کرے اور ایمان لے آئے تو اس سے حدود ہو جائیں گی، یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ وہ قدرت پائے جانے کے بعد ایمان لائے گا تو بالاجماع اسے قتل کیا جائے گا بعض نے فرمایا: محاربین سے حد ساقط نہ ہوگی، ان پر قابو پائے جانے کے بعد، واللہ اعلم۔
کیونکہ وہ توبہ میں جھوٹ کے ساتھ اور اس میں تصنع کے ساتھ متہم ہیں جب امام کا ہاتھ انہیں پکڑ لے گا یا اس لیے جب ان پر قابو پایا گیا تو وہ ایسے مقام پر ہو گئے کہ انہیں سزا دی جائے اور ان کی توبہ قبول نہ کی جائے جیسا کہ پہلی امتوں میں جو عذاب کے ساتھ ملتبس تھا یا وہ غرغرہ کی حالت تک پہنچ گیا ہے پھر اس نے توبہ کی ہے جب قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کرلیں تو ان پر کوئی تہمت نہیں ہے یہ اسے نفع بخش ہے جیسا کہ اس کا بیان سورۃ یونس میں آئے گا، رہے شرابی، زانی اور چور جب وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور ان سے توبہ معروف ہو جائے پھر انہیں امام کی طرف لے جایا جائے تو امام کے لیے اسے حد لگانا مناسب نہیں، اگر انہیں امام کے پاس لے جایا جائے پھر وہ کہیں: ہم نے توبہ کی تو وہ نہیں چھوڑے جائیں گے وہ اس حالت میں محاربین کی طرح تب جب ان پر غلبہ پایا گیا، واللہ اعلم۔(تفسیر قرطبی، لاہوری)

بَابٌ فِي الْحَدِّ يُشْفَعُ فِيهِ

باب: کسی حد کے بارے میں سفارش کرنے کا حکم

4373 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا؟ - يَعْنِي - رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُسَامَةُ، أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا

4373- إسناده صحيح. عروة: هو ابن الزبير بن العوام، وابن شهاب: هو محمد بن مسلم ابن شهاب الزهري، والليث: هو ابن سعد. وأخرجه البخاري (3475) و(3732) و(3733) و(4304) و(6787) و(6788)، ومسلم (1688)، وابن ماجه (2547)، والترمذي (1493)، والنسائي في "الكبرى" (7341 - 7349) من طرق عن الزهري، به. إلا أن النسائي في الموضع الثاني قال: أتي النبي - صلى الله عليه وسلم - بسارق، وهو مخالف لرواية الجماعة عن الزهري. وهو في "مسند أحمد" (24138) و(25297)، و"صحيح ابن حبان" (4402).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت پریشان ہوئے، جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، ان لوگوں نے کہا: اس عورت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون بات کر سکتا ہے؟ پھر انہوں نے سوچا، یہ جرأت صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں بات کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اسامہ! کیا تم اللہ تعالیٰ کی ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے کہ جب ان میں سے کوئی صاحب حیثیت شخص چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تھا، تو وہ اس پر حد جاری کر دیتے تھے، اللہ کی قسم! اگر محمد کی صاحبزادی فاطمہ نے چوری کی ہوتی، تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا''۔

4374- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا، وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ، قَالَ: فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى ابْنُ وَهْبٍ، هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ فِيهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ: إِنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ فَقَالَ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ، وَرَوَى مَسْعُودُ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: سَرَقَتْ قَطِيفَةً مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فَعَاذَتْ بِزَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مخزومی عورت کوئی چیز مانگ کر لے جاتی تھی اور پھر مکر جاتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد لیث کی نقل کردہ روایت کی مانند روایت ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ زہری کے حوالے سے یہ بات منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک عورت نے چوری کی، یہ فتح مکہ کے موقع کی بات ہے، یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ ابن شہاب کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ایک عورت نے عاریت کے طور پر کوئی چیز لی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ایک عورت نے چوری کی، پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ میں آ گئی۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔ اس روایت کو سفیان بن عیینہ سے نقل کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے، بعض راویوں نے یہ کہا ہے: وہ عورت عارضی استعمال کے لیے کوئی چیز لیتی تھی (اور واپس نہیں کرتی تھی) جبکہ بعض راویوں نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس عورت نے چوری کی تھی، ایک سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ الفاظ منقول ہیں: اس عورت نے عارضی استعمال کے لیے کوئی چیز لی، اس کے بعد پوری حدیث ہے۔

جبکہ دیگر راویوں نے زہری کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چوری کی، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

4375- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَيْدٍ - نَسَبَهُ جَعْفَرٌ إِلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''معزز لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کیا کرو، البتہ حدود کا حکم مختلف ہے''

بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْحُدُودِ مَا لَمْ تَبْلُغِ السُّلْطَانَ

باب: حد کے مقدمات، جب تک قاضی تک نہیں پہنچتے اس وقت تک انہیں معاف کرنا

4376- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَافَوُا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ، فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''حدود کے مقدمات کو اپنے درمیان ہی معاف کر دیا کرو، مجھ تک حد سے متعلق جو مقدمہ پہنچے گا، اس کو لاگو کرنا لازم ہوگا''

بَابٌ فِي السَّتْرِ عَلَى أَهْلِ الْحُدُودِ

باب: اہل حدود کی پردہ پوشی

4377- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَاعِزًا، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: لَوْ سَتَرْتَهُ

بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ

❁❁ یزید بن نعیم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے چار مرتبہ (زنا کا ارتکاب کرنے) اقرار کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ھزال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اگر تم اپنے کپڑے کے ذریعے اس پر پردہ ڈال دیتے، تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر تھا"

4378 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ هَزَّالًا أَمَرَ مَاعِزًا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرَهُ

ابن منکدر بیان کرتے ہیں: حضرت ہزال رضی اللہ عنہ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتائیں۔

بَابٌ فِي صَاحِبِ الْحَدِّ يَجِيءُ فَيُقِرُّ

باب: حد کا مجرم اگر خود آکر اقرار کرلے

4379 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيدُ الصَّلَاةَ، فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ، فَتَجَلَّلَهَا، فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا، فَصَاحَتْ، وَانْطَلَقَ، فَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ، فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَتْ: إِنَّ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقُوا، فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَوْهَا بِهِ، فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هَذَا، فَأَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الرَّجُلَ الْمَأْخُوذَ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا: ارْجُمُوهُ، فَقَالَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، أَيْضًا عَنْ سِمَاكٍ

❁❁ علقمہ بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں، ایک عورت گھر سے نکلی وہ نماز کے لیے جانا چاہ رہی تھی، اس کو ایک شخص ملا، اس نے اس عورت پر حملہ کر کے اس سے اپنی خواہش پوری کی، وہ عورت چیختی رہی لیکن وہ شخص چلا گیا، پھر ایک اور شخص وہاں سے گزرا، تو اس عورت نے کہا: اس شخص نے میرے ساتھ یہ یہ کچھ کیا ہے، کچھ مہاجرین وہاں سے گزرے، تو اس عورت نے کہا: اس شخص نے میرے ساتھ یہ یہ کیا ہے پھر وہ لوگ گئے، انہوں نے اس شخص کو پکڑا، جس کے

بارے میں عورت نے یہ بیان کیا تھا کہ اس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، وہ اس شخص کو لے کر اس عورت کے پاس آئے، اس عورت نے کہا: جی ہاں! یہ وہ شخص ہے، وہ لوگ اس شخص کو لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، جب نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اس عورت کا مجرم شخص کھڑا ہوا، جس نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ جرم کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: تم چلی جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کر دی ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں اچھے کلمات کہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی وہ شخص جسے پکڑا گیا تھا اور جس شخص نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا: اسے سنگسار کر دو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے، اگر تمام اہل مدینہ ایسی توبہ کر لیتے، تو یہ ان سب کی طرف سے قبول ہوتی''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسباط بن نصر نے بھی یہ روایت سماک سے نقل کی ہے۔

بَابٌ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ

باب: حد میں تلقین کرنا

4380 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ، مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلَى، فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ، وَجِيءَ بِهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا، جس نے اعتراف کر لیا تھا، لیکن اس کے پاس سے سامان نہیں ملا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی: اس نے عرض کی: جی ہاں! (یعنی میں نے چوری کی ہے) نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ اپنی بات دوہرائی، پھر آپ ﷺ کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اسے لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو، اس

4380-صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة أبي المنذر مولى أبي ذر فلم يرو عنه غير إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة. حماد: هو ابن سلمة. وأخرجه ابن ماجه (2597)، والنسائي في "الكبرى" (7322) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (22508). وله شاهد من حديث أبي هريرة عند الطحاوي في "شرح معاني الآثار" 3/ 168، والدارقطني (3163)، والحاكم 4/ 381، والبيهقي 8/ 271.

نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ طلب کرتا ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ دعا کی: اے اللہ! اس کی توبہ قبول کرلے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَعْتَرِفُ بِحَدٍّ وَلَا يُسَمِّيهِ

باب: آدمی کا کسی قابل حد جرم کا اعتراف کرنا لیکن اس کا نام نہ لینا

4381 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ، أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ: إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ تَوَضَّأْتَ حِينَ أَقْبَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ صَلَّيْتَ مَعَنَا حِينَ صَلَّيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اذْهَبْ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ عَفَا عَنْكَ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا ہے، آپ مجھ پر حد جاری کردیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم آئے تھے اس وقت تم نے وضو کرلیا تھا؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: جب ہم نے نماز ادا کی، تو کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تم سے درگزر کرلیا ہے۔

بَابٌ فِي الْامْتِحَانِ بِالضَّرْبِ

باب: مار پیٹ کر کے تفتیش کرنا

4382 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَرَازِيُّ، أَنَّ قَوْمًا، مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ سُرِقَ لَهُمْ مَتَاعٌ، فَاتَّهَمُوا أُنَاسًا مِنَ الْحَاكَةِ، فَأَتَوُا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ، فَأَتَوُا النُّعْمَانَ، فَقَالُوا: خَلَّيْتَ سَبِيلَهُمْ بِغَيْرِ ضَرْبٍ، وَلَا امْتِحَانٍ، فَقَالَ النُّعْمَانُ: مَا شِئْتُمْ، إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَضْرِبَهُمْ فَإِنْ خَرَجَ مَتَاعُكُمْ فَذَاكَ، وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُمْ مِثْلَ مَا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِهِمْ، فَقَالُوا: هَذَا حُكْمُكَ؟ فَقَالَ: هَذَا حُكْمُ اللهِ، وَحُكْمُ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا أَرْهَبَهُمْ بِهَذَا الْقَوْلِ، أَيْ لَا يَجِبُ الضَّرْبُ إِلَّا بَعْدَ الِاعْتِرَافِ

4381- إسناده صحيح. أبو عمار: هو شداد بن عبد الله القرشي الدمشقي، والأوزاعي: هو عبد الرحمن بن عمرو الفقيه المشهور. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (7274 - 7272) من طرق عن الأوزاعي، و (7275) من طريق عكرمة بن عمار، كلاهما عن أبي أمامة. وأخرجه النسائي (7271)

ازہر بن عبداللہ حرازی بیان کرتے ہیں: کلاع قبیلے کے کچھ لوگوں کا سامان چوری ہو گیا، انہوں نے اس بارے میں جولاہوں پر الزام عائد کیا، ان لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی صحابی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، انہوں نے انہیں کئی دن قید میں رکھا پھر چھوڑ دیا، وہ لوگ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے: آپ نے ان کی پٹائی کیے بغیر ان سے تفتیش کیے بغیر انہیں چھوڑ دیا ہے، تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو میں ان کی پٹائی کر دیتا ہوں، اگر تمہارا سامان مل گیا تو ٹھیک ہے، ورنہ میں اس کے بدلے میں تمہاری بھی اتنی پٹائی کروں گا، جتنی ان کے پٹائی کی ہو گی، ان لوگوں نے دریافت کیا: کیا یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ اللہ کا فیصلہ ہے اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصل میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو اس بات کے ذریعے ڈرانا چاہ رہے تھے، یعنی مار پیٹ اس وقت ہوتی ہے، جب اعتراف ہو چکا ہو۔

بَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ

باب: چور کا ہاتھ کس چیز کی چوری پر کاٹا جائے گا

4383 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک چوتھائی دینار (یا اس سے زیادہ کی قیمت والی چیز) کی چوری پر ہاتھ کٹوا دیا تھا۔

4384 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَوَهْبُ بْنُ بَيَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ح وحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری) پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا''۔

احمد بن صالح نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''ایک چوتھائی دینار یا زیادہ (قیمت والی چیز کی چوری پر) ہاتھ کاٹا جائے گا''

4383-إسناده صحيح. عمرة: هي بنت عبد الرحمن بن سعد بن زرارة، والزهري: هو محمد بن مسلم بن شهاب، وسفيان: هو ابن عيينة. وأخرجه البخاري (6789)، ومسلم (1684)، وابن ماجه (2585)، والترمذي (1511)، والنسائي في "الكبرى" (7361) و(7365) و(7366) و(7368) من طرق عن ابن شهاب الزهري، به. وأخرجه البخاري (6791)، ومسلم (1684)، والنسائي (7369) و(7370) و(7374) و(7375) و(7376) و(7379) و(7380) و(7383) من طرق عن عمرة بنت عبد الرحمن، عن عائشة. وأخرجه موقوفاً على عائشة النسائي (7367) و(7371 - 7373) و(7377)

4385 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کٹوادیا تھا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

4386 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، أَنَّ نَافِعًا، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، حَدَّثَهُمْ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ کٹوادیا تھا، جس نے عورتوں کے چبوترے سے ڈھال چوری کی تھی، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

4387 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ، وَهَذَا لَفْظُهُ، وَهُوَ أَتَمُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ دِينَارٌ، أَوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ

قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، وَسَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِهِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری کی وجہ سے، ایک شخص کا ہاتھ کٹوادیا تھا، جس کی قیمت ایک دینار (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) دس درہم تھی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

سرقہ کے معنی ومفہوم کا بیان

سرقہ سین کے زبر اور را کے زیر کے ساتھ چوری کے معنی میں ہے اور اصطلاح شریعت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی مکلف کسی کے ایسے محرز مال میں سے کچھ یا سب خفیہ طور پر لے لے جس میں نہ تو اس کی ملکیت ہو اور نہ شبہ ملکیت ہو۔

علامہ طیبی شافعی نے کہا ہے کہ قطع السرقۃ میں اضافت بحذف مضاف مفعول کی طرف ہے یعنی معنی کے اعتبار سے یہ عنوان یوں ہے باب قطع اہل السرقۃ ہے۔

اسلامی شریعت میں کسی کا قیمتی مال حرز سے نکال کرلے جانا بغیر کسی حق ملکیت یا اس کے شبہ کے سرقہ کہلاتا ہے اور سرقہ کرنے والے کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ چوری کے مال کی کم سے کم مالیت نصاب کہلاتی ہے، چنانچہ نصاب کے بقدر یا اس سے زائد مال کی چوری ہوگی تو حد سرقہ کی پہلی شرط پوری ہوجائے گی۔ چوری کے مال کا قیمتی ہونا ضروری ہے مختلف فقہاء کے ہاں اس کی مختلف قیمتیں متعین کی گئیں ہیں تاہم کم ازکم دس درہم پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ایک قول مروی ہے کہ اگر چوری چوتھائی دینار کے برابر ہوتو اس پر حد جاری ہوئی ، دوسری روایت میں پانچ درہم کی قیمت بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر وعمر کے زمانے میں ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا، پوچھا کہ ڈھال کی کیا قیمت ہوا کرتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پانچ درہم۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک چور نے کپڑا چرایا تو امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جس پر اعتراض کیا گیا کہ اس کپڑے کی مالیت دس درہم سے کم ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اس کپڑے کی مالیت کا اندازہ لگائیں جو آٹھ درہم بتایا گیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم واپس لے لیا۔ اسلامی شریعت کا ایک مصدقہ اصول ہے کہ بعد والا حکم ناسخ ہوتا ہے اور پہلے والے فیصلے کو منسوخ کر دیتا ہے چنانچہ نصاب کے بارے میں اگر چہ بہت سے اقوال ہیں لیکن دس درہم پر اکثریت کا اتفاق ہے کیونکہ خلافت راشدہ کے آخری زمانے میں اسی پر تعامل رہا۔ دس درہم کی فی زمانہ جو قیمت ہوگی وہ وقت کے لحاظ سے اس زمانے میں چوری کا نصاب ہوا کرے گی۔

حدیث کے مطابق چور کیلئے سخت وعید کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت زانی زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایمان نہیں رہتا اسی طرح سے جو چوری کا ارتکاب کرتا ہے تو ایمان اس کے ساتھ نہیں رہتا اور جس وقت (شرابی) شراب پیتا ہے تو اس وقت ایمان نہیں ہوتا اور جس وقت کوئی شخص لوٹ مار کرتا ہے کہ جس کی جانب لوگ دیکھیں تو وہ ایمان دار نہیں رہتا۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1174 حدیث متواتر، حدیث مرفوع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خداوند قدوس چور پر لعنت بھیجے وہ انڈے کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے وہ رسی کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے (یعنی معمولی سے مال کے واسطے ہاتھ کا کٹ جانا قبول اور منظور کرتا ہے جو کہ خلاف عقل ہے)۔ (سنن نسائی: جلد سوم: حدیث نمبر 1177)

سرقہ کی لغوی تشریح کا بیان

یہ کتاب سرقہ ہے اور سرقہ کا لغوی معنی یہ ہے کہ چوری چھپے کسی دوسرے کی چیز کو اٹھالینا ہے۔ اور اسی سے استراق سمع ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سوائے اس شیطان کے جو چوری چھپے سن لے' اور سرقہ کے لغوی معنی میں شرعی طور کچھ اوصاف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب ان کو بیان کریں گے۔ اور شرعی معنی میں ابتدائی طور پر اور انتہائی طور پر دونوں طرح سے لغوی معنی کا اعتبار کیا گیا ہے یا صرف انتہائی طور پر لغوی معنی کی رعایت کی گئی ہے۔ جس طرح کسی نے چوری چھپے دیوار میں نقب لگایا اور مالک سے لڑائی کرتے ہوئے سر عام مال لے گیا۔ جبکہ بڑی چوری یعنی ڈکیتی میں نگران (حکمران) کی آنکھ سے چوری کرنا ہے کیونکہ حکمران ہی سپاہیوں کے ساتھ راستوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جبکہ چھوٹی چوری میں مالک یا اس کے نائب کی آنکھوں سے چوری کرتے ہوئے مال کو چرانا ہے۔ (ہدایہ، کتاب سرقہ، لاہور)

چوری کے جرم پر بیان کردہ شرعی حد کا بیان

اور جب کسی عاقل و بالغ شخص نے دس دراہم کی چوری کر لی یا کوئی اس طرح چیز چوری کر لی جس کی قیمت ڈھلے ہوئے دس دراہم کے برابر ہو اور محفوظ جگہ سے چوری کی ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو تو چور پر قطع ید واجب ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا'' اور عقل و بلوغت کا اعتبار اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان کے بغیر جنایت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ قطع جنایت کی سزا ہے۔ اور کثیر مال کا تقرر ضروری ہے کیونکہ قلیل مال میں رغبت کم ہوتی ہے۔ ہاں کم مال کوئی پوشیدہ طریقے سے نہیں لیتا پس اس سے چوری کا رکن ثابت نہ ہوگا۔ اور سزا کی حکمت بھی حاصل نہ ہوگی کیونکہ سزا کی حکمت اس مال میں ثابت ہوتی ہے جس کا وقوع کثیر ہو۔ اور وہ دس دراہم مقرر کرنا ہمارا مذہب ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ نصاب چار دینار ہے۔ جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کا نصاب تین دراہم ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام مالک علیہما الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت چرانے پر ہاتھ کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت کم از کم تین دراہم کا اندازہ ہے۔ اور کم پر عمل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ اقل میں یقین ہوتا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک دینار کی قیمت بارہ دراہم تھی اور تین دراہم اس کا چوتھائی ہے۔

ہماری (احناف) کی دلیل یہ ہے کہ حد کو دور کرنے کیلئے وسیلہ بناتے ہوئے اس باب میں اکثر کو اختیار کرنا افضل ہے۔ کیونکہ قلیل میں عدم جنایت کا شبہ ہے اور شبہ حد کو ختم کرنے والا ہے۔ اور اس کی تائید نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارکہ سے ہوتی ہے۔ ایک دینار یا دس دراہم میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور دراہم کا لفظ عرف عام میں ڈھلے ہوئے سکے کو کہتے ہیں۔ اور یہی عرف دراہم کے مضروب کی شرط کی وضاحت کرتا ہے۔ جس طرح قدوری کے اندر امام قدوری علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ اور ظاہر الروایت بھی یہی ہے اور سب سے زیادہ صحیح بھی یہی ہے۔ تاکہ جنایت کی رعایت کو مکمل کیا جا سکے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے چاندی کے دس ٹکڑے چوری کیے جن کی قیمت دس ڈھلے ہوئے سکوں سے تھوڑی ہو تو قطع واجب نہ ہوگا اور دراہم میں سات مثقال والے کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ کثیر شہروں میں یہی مشہور ہے۔ اور ماتن کا کہنا کہ ''أَوْ مَا يَبْلُغُ قِيمَتُهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ'' میں اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ غیر دراہم کا اعتبار دراہم کی قیمت کے ساتھ کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ سونا نہ ہی ہوں۔ اور چوری کرنا ایسے محفوظ مقام سے ہو جس میں شبہ نہ ہو۔ کیونکہ شبہ حد کو ختم کرنے والا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

حدود کا شبہ سے ساقط ہو جانے کا بیان

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو امام کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1461)

عبداللہ بن حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں حدود کو معاف کر دیا کرو پس جو حد مجھ تک پہنچی تو بیشک وہ واجب ہوگئی۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 982)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حد شرعی مجھ پر لاحق ہو چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد کو مجھ پر جاری فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سامنے سے آیا تھا تو نے وضو کیا تھا فرمایا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ہمارے ساتھ نماز پڑھی جب ہم نے نماز پڑھی کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ جا چلے جاؤ بیشک اللہ نے (وضو اور نماز کے طفیل) تیرے گناہ معاف فرما دیے۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 987)

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں قاعدہ فقہیہ

الحدود تندرء بالشبہات۔ (الاشباہ ص ۲۴) حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ شک وشبہ سے شرعی حدود اٹھالی جاتی ہیں۔

اس قاعدہ کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حدود کو ساقط کرو جب تم ان میں ساقط کرنے کی گنجائش پاؤ۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۸۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

چوری کی حد کے لیے شرائط کا بیان

چوری پر سزا کی تنفیذ کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱، مال مسروق مال منقول ہو (یعنی چوری کا مال منتقل ہونے کے قابل ہو)۔

۲، شرعا مال متقوم ہو (یعنی قیمت رکھنے والا مال ہو)۔ مال محرز ہو (جو مال حفاظت میں ہو)۔

۳، بقدر نصاب ہو (یعنی جس مال پر نصاب پورا ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہو)۔ (التشریع الجنائی 543/2)

یعنی وہ مال جس کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہوئے قیمتی بھی ہو اور جس کے بیچنے پر فائدہ بھی ہو سکے اور چوری کرتے وقت وہ مال کھلا ہو، کسی باڑ یا تالا شدہ مکان یا چوکیدارہ میں نہ ہو، ان میں سے اگر ایک شرط نہ پائی گئی تو حد ساقط ہو جائے گی۔

علامہ عبدالرحمن جزیری لکھتے ہیں۔

۴، حاکم کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ چوری کا مال ایسا مال غنیمت نہ ہو جس میں چور کا بھی حصہ تھا یا مال بیت المال کا نہ ہو۔ اس لیے کہ بیت المال میں سارق کا بھی حصہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال خمس (زمین سے نکلے ہوئے خزانہ اور مال غنیمت) میں چوری کرنے والے کے لیے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ نہیں فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس میں اسکا بھی حصہ ہے۔ ۵، جبر کی صورت میں بھی سارق کا فعل موجب حد نہیں متصور ہوگا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ 155/5)

داہنے ہاتھ اور دوبارہ چوری پر بایاں پاؤں کاٹنے کا بیان

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (المائدہ، ۳۸)

اور جو مرد یا عورت چور ہو۔ تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

اور اس کی چوری دو مرتبہ کے اقرار یا دو مردوں کی شہادت سے حاکم کے سامنے ثابت ہو اور جو مال چرایا ہے وہ دس درہم سے کم کا نہ ہو۔ (جس طرح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے)۔ یعنی داہنا اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں اَيْمَانَهُمَا آیا ہے۔ پہلی مرتبہ کی چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا پھر دوبارہ اگر کرے تو بایاں پاؤں، اس کے بعد بھی اگر چوری کرے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے۔ چور کا ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے اور مال مسروق موجود ہو تو اس کا واپس کرنا بھی واجب اور اگر وہ ضائع ہو گیا ہو تو ضمان واجب نہیں۔ (تفسیر احمدی، خزائن العرفان مائدہ، ۳۸)

چوری کی سزا قطع ید ہونے کا بیان

حضرت ابن مسعود کی قرأت میں (فاقطعوا ايمانهما) ہے لیکن یہ قرأت شاذ ہے گو عمل اسی پر ہے لیکن وہ عمل اس قرأت کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے دلائل کی بناء پر ہے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا طریقہ اسلام سے پہلے بھی تھا اسلام نے اسے تفصیل وار اور منظم کر دیا اسی طرح قسامت دیت فرائض کے مسائل بھی پہلے تھے لیکن غیر منظم اور ادھورے۔ اسلام نے انہیں ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے دویک نامی ایک خزاعی شخص کے ہاتھ چوری کے الزام میں قریش نے کاٹے تھے اس نے کعبے کا غلاف چرایا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوروں نے اس کے پاس رکھ دیا تھا۔

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ چوری کی چیز کی کوئی حد نہیں تھوڑی ہو یا بہت محفوظ جگہ سے لی ہو یا غیر محفوظ جگہ سے بہر صورت ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت عام ہے تو ممکن ہے اس قول کا یہی مطلب ہو اور دوسرے مطالب بھی ممکن ہیں۔ ایک دلیل ان حضرات کی یہ حدیث بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے کہ انڈا چراتا ہے اور ہاتھ کٹواتا ہے رسی چرائی ہے اور ہاتھ کاٹا جاتا ہے،

نصاب سرقہ میں مذاہب فقہاء کا بیان

جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوری کے مال کی حد مقرر ہے۔ گو اس کے تقرر میں اختلاف ہے۔ امام مالک کہتے ہیں تین درہم سکے والے خالص یا ان کی قیمت یا زیادہ کی کوئی چیز چنانچہ صحیح بخاری مسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹنا مروی ہے اور اس کی قیمت اتنی ہی تھی۔ حضرت عثمان نے اترنج کے چور کے ہاتھ کاٹے تھے جبکہ وہ تین درہم کی قیمت کا تھا۔ حضرت عثمان کا فعل گویا صحابہ کا اجماع سکوتی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پھل کے چور کے ہاتھ بھی کاٹے جائیں گے۔

حنفیہ اسے نہیں مانتے اور ان کے نزدیک چوری کے مال کا دس درہم کی قیمت کا ہونا ضروری ہے۔ اس میں شافعیہ کا اختلاف ہے پاؤ یا دینار کے تقرر میں۔

امام شافعی کا فرمان ہے کہ پاؤ دینار کی قیمت کی چیز ہو یا اس سے زیادہ۔ ان کی دلیل بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ پاؤ دینار میں پھر جو اس سے اوپر ہو اس میں کاٹنا چاہیے مسلم کی ایک حدیث میں ہے چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر پاؤ دینار پھر اس سے اوپر میں۔ پس یہ حدیث اس مسئلے کا صاف فیصلہ کر دیتی ہے اور جس حدیث میں تین درہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ کاٹنے کو فرمانا مروی ہے وہ اس کے خلاف نہیں اس لئے کہ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا۔ پس اصل چوتھائی دینار ہے نہ کہ تین درہم۔ حضرت عمر بن خطاب حضرت عثمان بن عفان حضرت علی بن ابی طالب بھی یہی فرماتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز لیث بن سعد اوزاعی شافعی اسحاق بن راہویہ ابوثور داؤد بن علی ظاہری کا بھی یہی قول ہے۔

ایک روایت میں امام اسحق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ خواہ ربع دینار ہو خواہ تین درہم دونوں ہی ہاتھ کاٹنے کا نصاب ہے۔ مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹ دو اس سے کم میں نہیں۔ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا تو چوتھائی دینار تین درہم کا ہوا۔ نسائی میں ہے چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہ کاٹا جائے۔ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا ڈھال کی قیمت کیا ہے؟ فرمایا پاؤ دینار۔

امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا ہے کہ جس ڈھال کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چور کا ہاتھ کاٹا گیا اس کی قیمت نو درہم تھی چنانچہ ابوبکر بن شیبہ میں یہ موجود ہے اور عبداللہ بن عمر سے۔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر و مخالفت کرتے رہے ہیں اور حدود کے بارے میں اختیار پر عمل کرنا چاہئے اور احتیاط زیادتی میں ہے اس لئے دس درہم نصاب ہم نے مقرر کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر شافعی بعض فقہی مذاہب کے تائیدی دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض سلف کہتے ہیں کہ دس درہم یا ایک دینار حد ہے علی ابن مسعود ابراہیم نخعی ابوجعفر باقر سے یہی مروی ہے۔ سعید بن جبیر فرماتے ہیں پانچوں نہ کاٹی جائیں مگر پانچ دینار پچاس درہم کی قیمت کے برابر کے مال کی چوری میں۔ ظاہریہ کا مذہب ہے کہ ہر تھوڑی بہت چیز کی چوری پر ہاتھ کٹے گا انہیں جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ اولاً تو یہ اطلاق منسوخ ہے لیکن یہ جواب ٹھیک نہیں اس لئے تاریخ نسخ کا کوئی یقینی علم نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انڈے سے مراد لوہے کا انڈا ہے اور رسی سے مراد کشتیوں کے قیمتی رسے ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ فرمان باعتبار نتیجے کے ہے یعنی ان چھوٹی چھوٹی معمولی سی چیزوں سے چوری شروع کرتا ہے آخر قیمتی چیزیں چرانے لگتا ہے اور ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور افسوس کے اوپر چور کو نادم کرنے کے فرما رہے ہیں کہ کیسا رذیل اور بیخوف انسان ہے کہ معمولی چیز کیلئے ہاتھ جیسی نعمت سے محروم ہوجاتا ہے۔

مذکور ہے کہ ابوالعلام معری جب بغداد میں آیا تو اس نے اس بارے میں بڑے اعتراض شروع کئے اور اس کے جی میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ میرے اس اعتراض کا جواب کسی سے نہیں ہوسکتا تو اس نے ایک شعر کہا کہ اگر ہاتھ کاٹ ڈالا جائے تو دیت میں پانچ سو دلوائیں اور پھر اسی ہاتھ کو پاؤ دینار کی چوری پر کٹوادیں یہ ایسا تناقض ہے کہ ہماری سمجھ میں تو آتا ہی نہیں خاموش ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مولا ہمیں جہنم سے بچائے۔ لیکن جب اس کی یہ بکواس مشہور ہوئی تو علماء کرام نے اسے جواب دینا چاہا تو یہ بھاگ گیا پھر

جواب بھی مشہور کر دیئے گئے۔

قاضی عبدالوہاب نے جواب دیا تھا کہ جب تک ہاتھ امین تھا تب تک ثمین یعنی قیمتی تھا اور جب یہ خائن ہو گیا اس نے چوری کر لی تو اس کی قیمت گھٹ گئی۔ بعض بزرگوں نے اسے قدرے تفصیل سے جواب دیا تھا کہ اس سے شریعت کی کامل حکمت ظاہر ہوتی ہے اور دنیا کا امن وامان قائم ہوتا ہے، جو کسی کا ہاتھ بیوجہ کاٹ دینے کا حکم دیا تا کہ چوری کا دروازہ اس خوف سے بند ہو جائے۔ پس یہ تو عین حکمت ہے اگر چوری میں بھی اتنی رقم کی قید لگائی جاتی تو چوریوں کا انسداد نہ ہوتا۔ یہ بدلہ ہے ان کے کرتوت کا۔ مناسب مقام یہی ہے کہ جس عضو سے اس نے دوسرے کو نقصان پہنچایا ہے، اسی عضو پر سزا ہو۔ تا کہ انہیں کافی عبرت حاصل ہو اور دوسروں کو بھی تنبیہ ہو جائے۔ اللہ اپنے انتقام میں غالب ہے اور اپنے احکام میں حکیم ہے۔ جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اللہ کی طرف جھک جائے، اللہ اسے اپنا گناہ معاف فرما دیا کرتا ہے۔ ہاں جو مال چوری میں کسی کا لے لیا ہے چونکہ وہ اس شخص کا حق ہے، لہٰذا صرف توبہ کرنے سے وہ معاف نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ مال جس کا ہے اسے نہ پہنچائے یا اس کے بدلے پوری پوری قیمت ادا کرے۔ جمہور ائمہ کا یہی قول ہے، صرف امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ "جب چوری پر ہاتھ کٹ گیا اور مال تلف ہو چکا ہے تو اس کا بدلہ دینا اس پر ضروری نہیں"۔

دارقطنی وغیرہ کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ "ایک چور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا، جس نے چادر چرائی تھی، آپ نے اس سے فرمایا، میرا خیال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی ہوگی، انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! میں نے چوری کی ہے تو آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو جب ہاتھ کٹ چکا اور آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا توبہ کرو، انہوں نے توبہ کی، آپ نے فرمایا اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی" (رضی اللہ عنہ)

ابن ماجہ میں ہے کہ "حضرت عمر بن سمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ مجھ سے چوری ہو گئی ہے تو آپ مجھے پاک کیجئے، فلاں قبیلے والوں کا اونٹ میں نے چرالیا ہے۔ آپ نے اس قبیلے والوں کے پاس آدمی بھیج کر دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا اونٹ تو ضرور گم ہو گیا ہے۔ آپ نے حکم دیا اور ان کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا وہ ہاتھ کٹنے پر کہنے لگے، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میرے جسم سے الگ کر دیا، تو نے میرے سارے جسم کو جہنم میں لے جانا چاہا تھا" (رضی اللہ عنہ)

ابن جریر میں ہے کہ "ایک عورت نے کچھ زیور چرا لیے، ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسے پیش کیا، آپ نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، جب کٹ چکا تو اس عورت نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میری توبہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا تم تو ایسی پاک صاف ہو گئیں کہ گویا آج ہی پیدا ہوئی"۔ اس پر آیت (فمن تاب) نازل ہوئی۔

مسند میں اتنا اور بھی ہے کہ اس وقت اس عورت والوں نے کہا ہم اس کا فدیہ دینے کو تیار ہے لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ یہ عورت مخزوم قبیلے کی تھی اور اس کا یہ واقعہ بخاری ومسلم میں بھی موجود ہے کہ چونکہ یہ بڑی گھرانے کی عورت تھی، لوگوں میں بڑی تشویش پھیلی اور ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ کہیں سنیں، یہ واقعہ غزوہ فتح میں ہوا تھا، بالآخر یہ طے ہوا کہ حضرت اسامہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، وہ ان کے بارے

ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں، حضرت اسامہ نے جب اس کی سفارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناگوار گزرا اور غصے سے فرمایا! اسامہ تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کررہا ہے؟ اب تو حضرت اسامہ بہت گھبرائے اور کہنے لگے مجھ سے بڑی خطا ہوئی، میرے لئے آپ استغفار کیجئے۔ شام کے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی خصلت پر تباہ وبرباد ہوگئے کہ ان میں سے جب کوئی شریف شخص بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی معمولی آدمی ہوتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کریں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دوں۔ پھر حکم دیا اور اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں پھر اس بیوی صاحبہ نے توبہ کی اور پوری اور پختہ توبہ کی اور نکاح کرلیا، پھر وہ میرے پاس اپنے کسی کام کاج کیلئے آتی تھیں اور میں اس کی حاجت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردیا کرتی تھی۔ (رضی اللہ عنہا)

"مسلم میں ہے ایک عورت لوگوں سے اسباب ادھار لیتی تھی، پھر انکار کر جایا کرتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا" اور روایت میں ہے یہ زیور ادھار لیتی تھی اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم حضرت بلال کو ہوا تھا۔ کتاب الاحکام میں ایسی بہت سی حدیثیں وارد ہیں جو چوری سے تعلق رکھتی ہیں۔ فالحمد للہ۔ جمیع مملوک کا مالک ساری کائنات کا حقیقی بادشاہ، سچا حاکم، اللہ ہی ہے۔ جس کے کسی حکم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جس کے کسی ارادے کو کوئی بدل نہیں سکتا، جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب کرے۔ ہر ہر چیز پر وہ قادر ہے اس کی قدرت کامل اور اس کا قبضہ سچا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، مائدہ ۳۸)

چوری کی سزا اور اس کا نصاب

یہ بات تو عنوان ہی سے معلوم ہوگئی کہ اسلامی قانون چور کی سزا قطع ید ہاتھ کاٹ دینا ہے لیکن اس بارے میں فقہاء کا باہم اختلاف ہے کہ کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے؟ چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ نصاب سرقہ مال کی وہ مقدار جس پر قطع ید کی سزا دی جائے گی کم از کم دس درہم تقریباً ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے اس سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی اور حضرت امام شافعی چوتھائی دینار سونا یا تین درہم چاندی اور یا اس قیمت کی کسی بھی چیز کو نصاب سرقہ قرار دیتے ہیں ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں چوتھائی دینار چرانے والے کو قطع ید کی سزا دینا مذکور ہے اور اس وقت چوتھائی دینار تین درہم کے برابر تھا اور ایک دینار کی مالیت بارہ درہم کے برابر تھی۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ : حدیث (لا قطع الا فی دینار او عشرۃ دراھم)

"ایک دینار یا دس درہم سے کم کی چوری پر قطع ید نہیں ہے۔"

نیز ھدایہ کے قول کے مطابق اس بارے میں "اکثر" پر عمل کرنا "اقل" پر عمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ معاملہ ایک انسانی عضو کے کاٹنے کا ہے اور "اقل" میں عدم جنایت کا شبہ ہوسکتا ہے۔

واضح رہے کہ فقہاء کے اس اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ایک

ڈھال کی چوری پر دی گئی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی کی طرف سے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت ڈھال کی قیمت تین درہم تھی جب کہ حنفیہ کی طرف سے شمنی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں اس کی قیمت دس درہم تھی حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سے ابن ابی شیبہ نے یہی نقل کیا ہے نیز کافی میں بھی یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا دی گئی تھی تو اس کی قیمت دس درہم تھی۔

نصاب سرقہ میں امام شافعی کی مستدل حدیث

حضرت عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چور کا ہاتھ اسی صورت میں کاٹا جائے جب کہ اس نے چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی مالیت کی چوری کی ہو۔" (بخاری ومسلم مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 744)

یہ حدیث حضرت امام شافعی کے اس مسلک کی دلیل ہے کہ چوتھائی دینار سے کم مالیت کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گویا ان کے نزدیک نصاب سرقہ کی کم سے کم مقدار چوتھائی دینار ہے ملا علی قاری نے اپنی کتاب میں اس حدیث کے تحت بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے جو اختلافی اقوال ہیں ان کو نقل کر کے امام ابوحنیفہ کے مسلک کو بڑی مضبوط دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

نصاب سرقہ میں امام مالک کی مستدل حدیث

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کے چرانے پر جس کی قیمت تین درہم تھی، چور کا داہنا ہاتھ کٹوا دیا تھا۔" (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 745)

علامہ شمنی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس روایت کے معارض ہے جو ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سے نقل کی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اس ڈھال کی قیمت دس درہم تھی حضرت ابن عباس اور عمرو ابن شعیب سے بھی اسی طرح منقول ہے نیز شیخ ابن ہمام نے بھی ابن عمر اور ابن عباس سے یہی بات نقل کی ہے کہ اس ڈھال کی قیمت دس درہم تھی اور عینی نے ھدایہ کے حاشیہ میں بھی یہی لکھا ہے چنانچہ اسی بنیاد پر ابوحنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ قطع ید ہاتھ کاٹنے کی سزا اسی چور پر نافذ ہوگی جس نے کم سے کم دس درہم کے بقدر مال کی چوری کی ہو اس سے کم مالیت کی چوری پر یہ سزا نہیں دی جائے گی جہاں تک ابن عمر کی روایت کا تعلق ہے جس سے اس ڈھال کی قیمت تین درہم متعین کی حالانکہ حقیقت میں وہ ڈھال دس درہم کی مالیت کی تھی جیسا کہ اکثر روایتوں سے ثابت ہوا اس موقع پر شیخ عبدالحق اور ملا علی قاری نے اپنی اپنی شرح میں بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اہل علم ان کی کتابوں سے مراجعت کر سکتے ہیں۔

نصاب سرقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کی مستدل حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا ڈھال کی چوری کرنے کی وجہ سے جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی (یہ حدیث دلیل ہے حضرت امام ابوحنیفہ کی امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن سلمہ اور سعدان بن یحیی نے ابن اسحاق سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 993 حدیث مرفوع)

نصاب سرقہ میں احناف کے مؤقف کی ترجیح کا بیان

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، حجفہ یا ترس ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا اور یہ دونوں (ڈھالیں) قیمت والی ہیں۔ (صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر ۱۱۱۹)

صحیح مسلم کی اس حدیث میں ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ لہٰذا چوری کا نصاب کم از کم ڈھال ٹھہرا کیونکہ اس سے کم نصاب میں عدم حد کے سبب شبہ پیدا ہو گیا ہے اور قانون یہ ہے کہ شبہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا احناف کے مؤقف کے مطابق نصاب سرقہ کم از کم دس دراہم ہے۔

نصاب سرقہ میں بعض احادیث و آثار کا بیان

یہ حکم، جیسا کہ واضح ہے، ایک اصولی نوعیت کا حکم ہے اور قرآن نے اپنے اسلوب کے مطابق اس کی اطلاقی تفصیلات مثلاً یہ کہ چور کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں یا ایک اور اگر ایک تو کون سا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ سے صراحتاً تعرض نہیں کیا، تاہم حکم کے الفاظ اور اس کو محیط عقلی قرائن اس حوالے سے پوری رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھی کی روشنی میں اپنے عمل کے ذریعے سے ان پہلوؤں کی وضاحت فرمائی ہے۔

عقل عام اور اخلاقیات قانون کے مسلمہ تصورات کے تناظر میں اس صورت کے لیے بیان کی ہے جب با قاعدہ منصوبہ بندی کر کے مالک کی حفاظت اور نگرانی میں پڑے ہوئے کسی مال کو چرایا جائے۔ اتفاقاً موقع پا کر کسی غیر محفوظ چیز کو اٹھا لینا سرے سے اس کے دائرہ اطلاق میں ہی نہیں آتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص راستے میں چلتے ہوئے کسی کے باغ سے کچھ پھل توڑ لے یا کسی کھلی جگہ پر بغیر حفاظت کے پڑے ہوئے غلے میں سے کچھ لے لے یا راہ چلتے کسی جانور کو ہنکا لے جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔

امام شافعی نے حکم کو محیط ان عقلی قرائن کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کی مذکورہ صورتوں کو قطع ید سے مستثنیٰ قرار نہ دیا ہوتا تو قرآن مجید کے ظاہر کی رو سے ہر اس شخص کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوتا جس نے سرقہ کا ارتکاب کیا ہو ۲ حالانکہ ہماری بیان کردہ توجیہ سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ استثنا قرآن کے عموم میں کوئی تخصیص پیدا نہیں کرتا، بلکہ درحقیقت سرقہ کے صحیح مصداق کی تعیین و توضیح کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر آپ کی تصریحات موجود نہ ہوتیں تو بھی قانونی دانش ان صورتوں کو قرآن کی بیان کردہ سزا سے لازماً مستثنیٰ قرار دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہا نے اس استثنا کو منصوص صورتوں تک محدود رکھنے کے بجائے اسے ایک عمومی ضابطے پر محمول کیا ہے اور اس کی روشنی میں چوری کی بہت سی دیگر صورتوں کو بھی قطع ید سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اس ضمن میں چوری کی سزا کے نفاذ کے لیے سرقہ مال کی مقدار کا مسئلہ بالخصوص توجہ طلب ہے۔ قرآن نے یہاں کسی مخصوص نصاب کی شرط کی تصریح نہیں کی، لیکن یہ شرط حکم کے پس منظر میں موجود ہے، اس لیے کہ قانون کا موضوع جرم کی اسی صورت کو بنایا جاتا ہے جسے عقلاً و عرفاً کسی با قاعدہ قانونی سزا کا مستوجب سمجھا جائے، جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ معمولی اور حقیر

چیزوں کی چوری سے صرف نظر کیا جاتا ہے اور اس ضمن میں قانون کو بالعموم حرکت میں نہیں لایا جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
مضمر اسی شرط کو واضح کرتے ہوئے چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے ایک ڈھال کی قیمت کو معیار قرار دیا اور آپ کے دور میں عموی طور پر
اسی پر عمل ہوتا رہا۔ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی چور کا ہاتھ ایک زرہ یا ڈھال
سے کم قیمت کے مال میں نہیں کاٹا گیا۔

یہاں تنقیح طلب سوال یہ ہے کہ کیا ڈھال کو معیار قرار دینے کا حکم شرعی حیثیت رکھتا ہے اور ہر زمانے میں ہر معاشرے کے
لیے اسی کو واجب الاتباع معیار کی حیثیت حاصل ہے؟ فقہا نے ڈھال کی قیمت کی تعیین میں اختلاف کے باوجود اصولی طور پر
ڈھال ہی کو شریعت کا مقرر کردہ غیر متبدل نصاب سرقہ قرار دیا ہے، تاہم اکابر صحابہ اور تابعین کی آرا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مقرر کردہ معیار، یعنی ڈھال کی قیمت کو نہیں، بلکہ اس کے پیچھے کارفرما اصول، یعنی قیمتی اور غیر قیمتی چیز میں فرق کو اصل اہمیت کا حامل
سمجھتے تھے۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لم تقطع يد سارق على عهد النبي صلى الله عليه وسلم في ادنى من ثمن المجن ترس او حجفة وكان كل واحد منهما ذا ثمن. (بخاری، رقم ۶۲۹۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی چور کا ہاتھ زرہ یا ڈھال سے کم قیمت چیز میں نہیں کاٹا گیا اور یہ دونوں چیزیں قیمتی تھیں۔

ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں: لم یکن یقطع علی عهد النبي صلى الله عليه وسلم في الشيء التافه. (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۸۱۱۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

اسی طرح جلیل القدر تابعی عروہ بن زبیر فرماتے ہیں: كان السارق على عهد النبي صلى الله عليه وسلم يقطع في ثمن المجن وكان المجن يومئذ له ثمن ولم يكن يقطع في الشيء التافه. (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۸۱۱۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت میں کاٹا جاتا تھا، کیونکہ اس وقت ڈھال ایک قیمتی چیز سمجھی جاتی تھی۔ کسی معمولی چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

صحابہ کے فتاویٰ اور فیصلوں کے مطالعہ سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے مختلف مقدمات میں، مقدمے کی نوعیت کے لحاظ سے، کسی مخصوص نصاب کی پابندی کیے بغیر قطع ید کی سزائیں دی یا تجویز کی ہیں اور قیمتی اور غیر قیمتی اشیا میں اپنے اپنے ذوق اور صواب دید کے لحاظ سے فرق قائم کیا ہے:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے لوہے کا ایک خود چرانے پر جس کی قیمت ایک چوتھائی دینار تھی، چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر

کاٹا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی چیز کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جس کو میں پانچ یا تین درہم میں بھی لینا پسند نہ کرتا۔

حضرت عمرہ بیان کرتی ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مقدمے میں تین درہم کا ایک لیموں چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔ لیکن ایک دوسرے مقدمے میں ایک آدمی کو، جس نے کپڑا چرایا تھا، حضرت عمر کے پاس لایا گیا تو انھوں نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، تاہم حضرت عثمان نے کہا کہ اس کپڑے کی قیمت دس درہم سے کم ہے۔ چنانچہ تحقیق کی گئی تو اس کپڑے کی قیمت آٹھ درہم نکلی پس حضرت عمر نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے چار درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کو درست قرار نہیں دیا۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ پانچ انگلیوں کا ہاتھ پانچ درہم چرانے پر ہی کاٹا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جوتوں کا ایک جوڑا چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ مکے کے راستے میں لوگوں کے چابک چرایا کرتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر دوبارہ تم نے ایسا کیا تو میں تمھارے ہاتھ کاٹ دوں گا۔

اسی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے دور اول میں فقہا کے ایک گروہ نے ڈھال یا اس کی قیمت کو معیار ماننے یا صحابہ سے منقول فتاویٰ اور فیصلوں میں سے کسی کو اختیار کرنے کے بجائے قیاس کے اصول پر ایک دوسرا معیار پیش کیا اور کہا کہ چونکہ بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب کم سے کم چالیس بکریاں ہے، اس لیے چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے بھی کم از کم چالیس درہم کو نصاب قرار دینا چاہیے۔

داؤد اصفہانی نے اسی بنیاد پر یہ رائے اختیار کی ہے کہ قلیل یا کثیر مال کی حد بندی اور اس کی بنیاد پر نصاب سرقہ کی تعیین کا مدار اصلاً عرف و عادت پر ہے۔ امام رازی، ان کے استدلال کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نحن لا نوجب القطع فی سرقة الحبة الواحدة ولا فی سرقة التبنة الواحدة بل فی اقل شیء یجری فیه الشح والضنة وذلك لان مقادیر القلة والكثرة غیر مضبوطة فربما استحقر الملك الكبیر آلافًا مولفة وربما استعظم الفقیر طسوجا ولما كانت مقادیر القلة والكثرة غیر مضبوطة وجب بناء الحكم علی اقل ما یسمی مالاً۔ (رازی، مفاتیح الغیب ۱۷۸/۶)

ہم ایک دانے یا ایک تنکے کی چوری پر نہیں، بلکہ اس کم سے کم مقدار پر قطع ید کو لازم ٹھہراتے ہیں جس کے بارے میں انسان اپنے اندر بخل اور کنجوسی محسوس کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قلت اور کثرت کی کوئی متعین مقدار طے نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ ایک عظیم بادشاہ ہزاروں لاکھوں کی رقم کو حقیر سمجھ سکتا ہے، جبکہ ایک فقیر ممکن ہے کہ ایک طسوج کو بھی بہت بڑی چیز خیال کرے۔ چونکہ قلت اور کثرت کی کوئی متعین مقدار طے نہیں کی جاسکتی، اس لیے قطع ید کے حکم کا مدار اس کم سے کم مقدار پر رکھنا پڑے گا جسے مال کہا جاسکتا

ہو۔

اب اگر سرقہ میں نصاب مقرر کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ معمولی چیزوں کی چوری پر سزا نہ دی جائے، بلکہ کسی ایک چیز کی چوری پر قطع ید کی سزا نافذ ہو جو عقلاً و عرفاً کسی خاص قدر و قیمت کی حامل ہو تو ظاہر ہے کہ ہر معاشرے کا عرف مختلف ہوتا ہے اور اس میں قدر و قیمت رکھنے والی چیزیں بھی ایک جیسی نہیں ہوسکتیں۔ عرب کے بدوی معاشرے میں ڈھال وغیرہ کو ایک قیمتی چیز کی حیثیت حاصل تھی اور اس بنا پر اس کو معیار مقرر کرنا بھی درست تھا، لیکن ظاہر ہے کہ دوسرے معاشروں میں صورت حال اس سے مختلف ہے۔ اس بات کو درست مان لینے کا تقاضا یہ ہے کہ ڈھال کو تمام معاشروں اور زمانوں کے لیے معیار قرار دینے کے بجائے اس کا تعین ہر علاقے اور ہر دور کے اہل حل وعقد کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے جو اپنے اپنے عرف، ضروریات اور حالات کے لحاظ سے حد سرقہ کے لیے نصاب متعین کریں۔

سرقہ بیضہ والی حدیث کے نسخ وتاویل کا بیان

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ وہ بیضہ چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

(بخاری، مسلم، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 746)

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بلا تعین گنہگاروں پر لعنت بھیجنا جائز ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد آیت (الا لعنة الله على الظالمين سے بھی ثابت ہے ہاں کسی شخص کو متعین کر کے یعنی اس کا نام لے کر اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے۔

نصاب سرقہ کے سلسلے میں یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ چوتھائی دینار یا تین درہم سے بھی کم مالیت کی چوری پر قطع ید کی سزا جاری ہوسکتی ہے جب کہ چاروں ائمہ میں سے کسی کے بھی مسلک میں چوتھائی دینار یا تین درہم سے کم میں قطع ید کی سزا نہیں ہے اس اعتبار سے یہ حدیث تمام ائمہ کے مسلک کے خلاف ہے لہٰذا ان سب کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں بیضہ سے بیضہ آہن مراد ہے کہ جسے خود کہا جاتا ہے اور جس کو مجاہدین اور فوجی اپنے سروں پر پہنتے ہیں اسی طرح رسی سے کشتی کی رسی مراد ہے جو بڑی قیمتی ہوتی ہے علاوہ ازیں بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں انڈے اور رسی کے چرانے پر قطع ید کی سزا دی جاتی تھی مگر بعد میں اس کو منسوخ قرار دے دیا گیا،

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کی مراد یہ ہے کہ اس کو چوری کی عادت اسی طرح پڑتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی اور کمتر چیزیں چراتے چراتے بڑی بڑی اور قیمتی چیزیں چرانے لگتا ہے جس کے نتیجے میں اس کو قطع ید کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔

نصاب سرقہ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹا ایک ڈھال چوری کرنے کے بدلے میں جس کی قیمت تین درہم تھی۔ اس باب میں حضرت سعد، عبداللہ بن عمرو، ابن عباس ابوہریرہ، ام ایمن سے بھی روایات منقول

ہیں۔ حضرت ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے بعض صحابہ کرام کا اسی پر عمل ہے حضرت ابوبکر بھی ان میں شامل ہیں انہوں نے پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا حضرت عثمان اور حضرت علی سے منقول ہے کہ انہوں نے چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹا۔ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید سے منقول ہے کہ پانچ درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے۔ بعض فقہاء تابعین کا اس پر عمل ہے۔

امام مالک، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چیز چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دینار یا دس درہم سے کم کی چیز میں ہاتھ نہ کاٹا جائے یہ حدیث مرسل ہے اسے قاسم بن عبدالرحمن نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے لیکن قاسم کا ابن مسعود سے سماع نہیں۔ بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری، اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1487)

بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ

باب: کس چیز کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

4388 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ، فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ، فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ، فَوَجَدَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ، فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ، فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ، وَلَا كَثَرٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ مَرْوَانَ أَخَذَ غُلَامِي، وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَ يَدِهِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِي إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَشَى مَعَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ حَتَّى أَتَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ، وَلَا كَثَرٍ، فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْكَثَرُ: الْجُمَّارُ

محمد بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: ایک غلام نے کسی شخص کے باغ میں سے کھجور کا ایک پودا چوری کیا اور اسے اپنے آقا کے باغ میں لگا دیا، اس پودے کا اصل مالک اپنے پودے کو تلاش کرنے کے لیے نکلا، تو اس نے اسے پالیا، پھر اس نے اس غلام کے خلاف مروان بن حکم کے سامنے مقدمہ پیش کیا، جو مدینہ منورہ کا ان دنوں گورنر تھا، مروان نے اس غلام کو قید کر دیا اور اس کا ہاتھ کٹوانے کا ارادہ کیا، تو اس غلام کا آقا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے اسے بتایا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ثمر (پھل) کثر (کھجور کے درخت کا گوند) کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا''

اس شخص نے کہا کہ مروان نے میرے غلام کو پکڑ لیا ہے اور وہ اس کا ہاتھ کٹوانا چاہتا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ اس کے پاس چلیں اور آپ اسے یہ بتائیں جو آپ ﷺ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنا ہے، تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے اس کے ساتھ گئے اور مروان بن حکم کے پاس آئے حضرت رافع نے اس سے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''پھل اور کثر (یعنی کھجور کے درخت کا گوند کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا''

تو مروان کے حکم کے تحت اس غلام کو چھوڑ دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کثر جمار (یعنی کھجور کے درخت کا گوند) ہے۔

4389- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَجَلَدَهُ مَرْوَانُ جَلَدَاتٍ وَخَلَّى سَبِيلَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: مروان نے اسے کچھ کوڑے لگوائے اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

4390- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ: مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ، وَالْعُقُوبَةُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَرِينُ: الْجُوخَانُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

آپ ﷺ سے (درخت پر) لٹکی ہوئی کھجور کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو ضرورت مند منہ میں اسے ڈال کر (کھالے) اور اپنے پلو میں کچھ نہ رکھے، تو اس پر کوئی (سزا یا گناہ) لازم نہیں ہوگا، اور جو اس میں سے کچھ لے کر چلا جائے، تو اس پر اس سے دوگنا ادائیگی کا تاوان ہوگا، اور سزا بھی ہوگی، اور جب اسے سکھانے کی جگہ پر محفوظ کر لیا گیا ہو، تو جو اس کے بعد اس میں سے چوری کرے گا، اگر اس چوری شدہ سامان کی قیمت ڈھال کی قیمت جتنی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو شخص اس سے کم کی چوری کرے گا، تو اسے دوگنی ادائیگی جرمانے کے طور پر ادا کرنا ہوگی اور سزا بھی ملے گی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جرین سے مراد ''جوخان'' ہے (یعنی جہاں کھجور کو خشک کیا جاتا ہے اور ذخیرہ کیا جاتا ہے۔)

معمولی اشیاء کی چوری عدم حد کا بیان

ہر وہ معمولی چیز جو دار الاسلام میں مباح طریقے سے مل جاتی ہو جس طرح لکڑی، گھاس، بانس، مچھلی، پرندہ، شکاری جانور، وغیرہ

ہوا ان پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حقیر چیز کی چوری پر قطع ید نہ تھا۔

ہر وہ چیز جس کی جنس مباح ہو اور اس میں رغبت نہ ہو تو وہ حقیر ہے کیونکہ اس میں دلچسپی کم ہے اور اس کو دینے میں طبیعت بخل کرنے والی نہیں ہے اور مالک کیلئے ناگوار بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اسی دلیل کے سبب نصاب سے کم چوری پر حد واجب نہیں ہے کیونکہ ان اشیاء کی حفاظت ناقص ہوتی ہے کیا آپ غور نہیں کرتے کہ لکڑی دروازں کے باہر رکھی ہوتی ہے اور گھر میں تعمیری کاموں کیلئے لے جاتے ہیں جبکہ اس میں کوئی احراز نہیں ہے۔ پرندے اڑ جانے والے ہیں اور شکاری جانور بھاگ جانے والے ہیں لہٰذا جب یہ اشیاء اپنی اصلی حالت پر ہوں اور ان میں لوگوں کی شرکت ہو تو ان کی یہ شرکت مباح ہونے کا شبہ پیدا کرنے والی ہے۔ اور شبہ سے حد دور ہونے والی ہے۔

اور خشک نمکین مچھلی اور تازہ مچھلی یہ دونوں سمک میں داخل ہیں اور لفظ طیر میں مرغی، بطخ، اور کبوتر داخل ہیں اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی مطلق ہونے کے سبب کہ پرندوں میں قطع ید نہیں ہے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ تر مٹی، خشک مٹی اور گوبر کے سوا ہر چیز میں قطع ید ہے امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ جبکہ ہماری بیان کردہ دلیل ان کے خلاف حجت ہے۔ (ہدایہ کتاب الحدود، لاہور)

عرف میں غیر محفوظ چیزوں کی چوری پر عدم حد کا بیان

علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حقیر چیزیں جو عادۃً محفوظ نہ رکھی جاتی ہوں اور باعتبار اصل کے مباح ہوں اور ہنوز ان میں کوئی ایسی صنعت بھی نہ ہوئی ہو جس کی وجہ سے قیمتی ہو جائیں ان میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا جیسے معمولی لکڑی، گھاس، نرکل، مچھلی، پرند، گیرو (لال مٹی)، چونا، کوئلے، نمک، مٹی کے برتن، پکی اینٹیں۔ اسی طرح شیشہ اگرچہ قیمتی ہو کہ جلد ٹوٹ جاتا ہے اور ٹوٹنے پر قیمتی نہیں رہتا۔ اسی طرح وہ چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے دودھ، گوشت، تربوز، خربزہ، ککڑی، کھیرا، ساگ، ترکاریاں اور تیار کھانے جیسے روٹی بلکہ قحط کے زمانہ میں غلہ گیہوں، چاول، جو وغیرہ بھی اور تر میوے جیسے انگور، سیب، ناشپاتی، بہی، انار اور خشک میوے میں ہاتھ کاٹا جائیگا جیسے اخروٹ، بادام وغیرہ جبکہ محفوظ ہوں۔ اگر درخت پر سے پھل توڑے یا کھیت کاٹ لے گیا تو قطع نہیں، اگرچہ درخت مکان کے اندر ہو یا کھیت کی حفاظت ہوتی ہو اور پھل توڑ کر یا کھیت کاٹ کر حفاظت میں رکھا اب چرائے گا تو قطع ہے۔ (بہار شریعت، کتاب الحدود)

جلد خراب ہونے والی اشیاء کی چوری پر عدم حد کا بیان

اور جو چیزیں جلد خراب ہونے والی ہیں جس طرح دودھ، گوشت اور تازہ پھل ہیں ان کو چرانے پر حد واجب نہ ہوگی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ثمر اور کثر میں قطع ید نہیں ہے۔ اور کثر کھجور کے درخت کا گوند ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کھجور کے چھوٹے پودے ہیں۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ طعام (کھانے) میں قطع ید نہیں ہے اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جلد خراب ہو جانے والی ہے جس طرح کھانے کیلئے فوری طور پر تیار شدہ چیز ہے اور وہ اشیاء جو اس کے حکم میں ہیں جس طرح گوشت اور پھل ہے

اسی دلیل کے سبب گندم اور شکر میں بہ اتفاق قطع ید ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ ان چیزوں میں بھی قطع ید نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثر میں قطع ید نہیں ہے۔ مگر جب اس کو کھیت میں رکھے تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

ہم کہتے ہیں کہ استثناء عرف کے مطابق ہے اور اہل عرب خشک کھجور کو کھیتوں میں رکھنے کے عادی تھے۔ جبکہ خشک پھلوں میں ہمارے نزدیک بھی حد واجب ہے۔ فرمایا: درخت پر واقع پھل اور کھیت کی کٹائی کے بغیر چوری پر قطع ید نہ ہوگا کیونکہ یہ محفوظ نہیں ہوتے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

میوے کی چوری پر عدم حد میں فقہی مذاہب

حضرت رافع ابن خدیج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درخت پر لگے ہوئے میوے اور کھجور کے سفید گابھے کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔

(مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 747)

حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھلوں اور کھجوروں کے خوشوں کی چوری کرنے پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ بعض راوی، یحییٰ بن سعید سے وہ محمد بن یحییٰ بن صبان سے وہ اپنے چچا واسع بن صبان سے وہ رافع سے اور وہ نبی کریم سے اسی حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں مالک بن انس اور کئی راوی یہ حدیث یحییٰ بن سعید سے وہ محمد بن یحییٰ بن صبان سے وہ رافع بن خدیج سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اور اس میں واسع بن صبان کا ذکر نہیں کرتے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1490)

یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی مستدل ہے وہ اس کی بنیاد پر فرماتے ہیں کہ تر میوہ پھل چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا خواہ وہ میوہ محرز ہو یا غیر محرز۔ غیر محرز کی تعریف پیچھے گذر چکی ہے اسی پر گوشت دودھ اور ان چیزوں کو بھی قیاس کیا گیا ہے جو دیر پا نہ ہوں اور جلدی ہی خراب و متغیر ہو جاتی ہوں کہ ان کی چوری میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا امام اعظم علاوہ دوسروں نے ان سب چیزوں کی چوری میں قطع ید کی سزا کو واجب کیا ہے چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ چیزیں جو بہت معمولی اور حقیر ہوں اور جو دارالسلام میں ہر شخص کے لئے مباح کے درجہ میں ہوں جیسے گھاس لکڑی نرسل مچھلی پرندہ ہڑتال اور چونا وغیرہ ان کی چوری کرنے والا بھی قطع ید کا سزاوار نہیں ہوگا۔

حضرت عمرو ابن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت پر لگے ہوئے پھلوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ان پھلوں میں سے کچھ اس وقت چرائے جب کہ ان کو درختوں سے توڑ کر جمع کر لیا گیا ہو اور ان (چرائے ہوئے پھلوں) کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت کے برابر ہو تو وہ قطع ید کا سزاوار ہوگا۔ " (ابوداؤد، نسائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھل کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے کیونکہ وہ محرز نہیں ہے ہاں جب وہ

پھل درخت پر سے توڑ لیئے گئے اوران کو خشک ہونے کے لئے کھلیان میں جمع کر دیا گیا تو اب ان کی چوری میں قطع ید کی سزا واجب ہوگی کیونکہ اس صورت میں وہ محرز ہو گئے ہیں۔اس اعتبار سے یہ حدیث امام ابوحنیفہ کے سوا جمہور علماء کی دلیل ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ پھل جب تک خشک نہیں ہوا ہے اس کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے خواہ وہ پھل محرز ہو یا غیر محرز۔اس حدیث کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ حدیث میں" جب کہ ان کو توڑ کر جمع کر لیا گیا ہو" کی قید کا تعلق ان پھلوں کے خشک ہو جانے کے بعد سے ہے جیسا کہ عرب میں رواج تھا(کہ جس طرح درخت سے پھلوں کو توڑ کر خشک ہونے کے لئے کھلیان وغیرہ میں پھیلا دیا جاتا ہے تھا اس طرح پھلوں کو ان کے خشک ہونے کے بعد کسی جگہ جمع بھی کر دیا جاتا تھا) اور حنفیہ کے نزدیک بھی ان پھلوں کی چوری میں قطع ید کی سزا جاری ہوگی جو خشک ہونے کے بعد کھلیان وغیرہ میں جمع کیے گئے ہیں۔ پھل جب تک خشک نہ ہوں اس وقت تک ان کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہوگی خواہ وہ درخت پر لگے ہوئے ہوں یا ان کو توڑ کر کھلیان وغیرہ میں جمع کر دیا گیا ہو جیسا کہ "ثمر" (تازہ پھل) کے بارے میں پچھلی حدیث میں بیان کیا جا چکا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات مدنظر رہنی چاہیئے کہ یہ حدیث نہ صرف پچھلی حدیث (لا قطع فی ثمر ولا کثر) کے مطلق مفہوم کے معارض ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد حدیث (ولا قطع فی الطعام) (کھانے کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے) کے بھی معارض ہے چونکہ حدود کے باب میں ضروری ہے کہ مسلمان کی جان اور اس کے اعضاء کے تحفظ کے پیش نظر حد جاری کرنے میں حتی الامکان احتیاط و رعایت کے تمام گوشوں کو ملحوظ رکھا جائے اور ہر ایسے نکتہ و پہلو کو ترجیح دی جائے جس سے نفاذ حد کم سے کم قابل عمل رہے اس لئے ان احادیث کے تعارض کی صورت میں اس حدیث کو ترجیح دی جانی چاہیئے جس کا مفہوم پھل کی چوری کے سلسلے میں بالکل مطلق ہے اس موقع پر بھی ملا علی قاری نے اپنی کتاب مرقات میں بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اہل علم ان کی کتاب سے مراجعت کر سکتے ہیں۔

معمولی اشیاء کی چوری پر عدم حد میں مذاہب اربعہ

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ ایک ڈھال کی قیمت سے کم کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ایک ڈھال کی قیمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دس درہم، بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما تین درہم، بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پانچ درہم اور بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چوتھائی دینار ہوتی تھی۔اسی اختلاف کی بنا پر فقہا کے درمیان کم سے کم نصاب سرقہ میں اختلاف ہوا ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سرقہ کا نصاب دس درہم ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی دینار۔

(پھر بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے گی۔مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ لا قطع فی ثمرۃ ولا کثر (پھل اور ترکاری کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے)۔ لا قطع فی طعام (کھانے کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔)۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ لم یکن قطع السارق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الشیء التافہ (حقیر چیزوں کی چوری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا)۔حضرت علی رضی اللہ

عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا کہ لا قطع فی الطیر (پرندے کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے)۔ نیز سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہما نے بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا اور اس معاملہ میں بھی صحابہ کرام میں سے کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے۔ ان مآخذ کی بنیاد پر مختلف ائمہ فقہ نے مختلف چیزوں کو قطع ید کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترکاریاں، پھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہے، کھیل اور گانے بجانے کے آلات وہ چیزیں ہیں کن کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔ نیز جنگل میں چرتے ہوئے جانوروں کی چوری اور بیت المال کی چوری میں بھی وہ قطع ید کے قائل نہیں ہیں۔ اسی طرح دوسرے ائمہ نے بھی بعض چیزوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان چوریوں پر سرے سے کوئی سزا ہی نہ دی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان جرائم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

بَابُ الْقَطْعِ فِي الْخُلْسَةِ وَالْخِيَانَةِ

باب: اچک لینے یا خیانت کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹنا

4391- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ مِنَّا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لوٹنے والے پر (ہاتھ کو) کاٹنے کی سزا لازم نہیں ہوگی اور جو شخص اعلانیہ طور پر کوئی چیز لوٹتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں''

4392- وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ

اسی سند کے ساتھ یہ بات بھی منقول ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خیانت کرنے والے پر (ہاتھ کاٹنے) کی سزا لازم نہیں ہوگی''

4393- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، زَادَ وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَانِ الْحَدِيثَانِ لَمْ يَسْمَعْهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سَمِعَهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ يَاسِينَ الزَّيَّاتِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُمَا الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:
''اچکنے والے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا لازم نہیں ہوگی''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات ابن جریج نے ابوزبیر سے نہیں سنی ہیں، تاہم امام احمد بن حنبل کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ یہ فرماتے ہیں: ابن جریج نے یہ دونوں روایات یٰسین زیات سے سنی ہیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات مغیرہ بن مسلم نے ابوزبیر کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ

باب: جو شخص محفوظ جگہ سے کوئی چیز چوری کرے اس کا حکم

4394- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ حُمَيْدٍ ابْنِ أُخْتِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنُ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ، فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا، أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا؟ قَالَ: فَهَلَّا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ زَائِدَةُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جُعَيْدِ بْنِ حُجَيْرٍ، قَالَ: نَامَ صَفْوَانُ، وَرَوَاهُ مُجَاهِدٌ، وَطَاوُسٌ، أَنَّهُ كَانَ نَائِمًا فَجَاءَ سَارِقٌ فَسَرَقَ خَمِيصَةً مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ، وَرَوَاهُ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: فَاسْتَلَّهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَاسْتَيْقَظَ، فَصَاحَ بِهِ فَأُخِذَ، وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ، وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ، فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ، فَأُخِذَ السَّارِقُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنی چادر پر، مسجد میں سویا ہوا تھا، جس کی قیمت تیس درہم تھی، ایک شخص آیا اور اس نے وہ اچک لی، پھر وہ شخص پکڑا گیا، اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: کیا آپ تیس درہم (قیمت والی چیز) کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟ میں اسے یہ فروخت کرتا ہوں، میں اس کی قیمت کا اس کے ساتھ ادھار کر لیتا ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

4394- صحيح بطرقه وشاهده، كما بيناه في "مسند أحمد "(15303) و (15306) و (15310) . وقد صححه ابن عبد الهادي في "تنقيح التحقيق" 3/ 324، ونقله عنه الزيلعي في "نصب الراية" 3/ 369، فقال: حديث صفوان حديث صحيح، رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأحمد في "مسنده" من غير وجه عنه. أسباط: هو ابن نصر الهمداني. وأخرجه بنحوه ابن ماجه (2595)، والنسائي في "الكبرى" (7323) و (7324) و (7326 - 7330) من طرق عن صفوان بن أمية. وهو في "مسند أحمد "(15303). ويشهد له حديث عبد الله بن عباس عند الطبراني (7326) من طريق إبراهيم بن ميسرة، والدارقطني (3469)، والحاكم 4/ 380

نے فرمایا: اسے میرے پاس لانے سے پہلے تم نے ایسا کیوں نہیں کیا:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے اسی دوران ایک چور آیا اور اس نے ان کے سر کے نیچے سے ان کی چادر چرا لی، ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ان کے سر کے نیچے سے چادر کھینچ لی، وہ بیدار ہو گئے انہوں نے شور مچایا، تو وہ چور پکڑا گیا۔

زہری نے یہ روایت صفوان بن عبداللہ کے حوالے سے نقل کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: وہ مسجد میں سو گئے انہوں نے اپنی چادر کو تکیہ بنا لیا، ایک چور آیا اس نے ان کی چادر لی، انہوں نے اس چور کو پکڑ لیا، اسے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بَابٌ فِي الْقَطْعِ فِي الْعَوَرِ إِذَا جُحِدَتْ

باب: عاریت کے طور پر لی ہوئی کسی چیز کو واپس کرنے کے انکار پر ہاتھ کاٹنا

4395- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ - قَالَ مَخْلَدٌ: عَنْ مَعْمَرٍ - عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا، فَقُطِعَتْ يَدُهَا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَوْ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، زَادَ فِيهِ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا، فَقَالَ: هَلْ مِنَ امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ؟ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ، فَلَمْ تَقُمْ، وَلَمْ تَتَكَلَّمْ وَرَوَاهُ ابْنُ غَنَجٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: فِيهِ فَشَهِدَ عَلَيْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت چیزیں عارضی استعمال کے لیے لیتی تھی، پھر بعد میں واپس دینے سے انکار کر دیتی تھی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا کوئی عورت ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی وہ عورت اس وقت وہاں موجود تھی، لیکن وہ کھڑی نہیں ہوئی اس نے کوئی بات نہیں کی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: اس کے خلاف گواہی دے دی گئی۔

4396- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ - تَعْنِي - حُلِيًّا عَلَى

أُنَاسٍ يُعْرَفُونَ، وَلَا تُعْرَفُ هِيَ، فَبَاعَتْهُ، فَأُخِذَتْ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِقَطْعِ يَدِهَا، وَهِيَ الَّتِي شَفَعَ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَقَالَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے کچھ معروف لوگوں سے زیور عارضی استعمال کے لیے لیے جبکہ اس عورت کی معروف حیثیت نہیں تھی، پھر اس نے وہ زیورات فروخت کر دیئے، اسے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کی ہدایت کی، یہ وہی عورت ہے، جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تھی، اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے وہ بات ارشاد فرمائی تھی، (جو نقل کی گئی ہے)

4397 - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِقَطْعِ يَدِهَا، وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، زَادَ فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والی ایک عورت ساز و سامان عارضی طور پر لیتی تھی اور پھر (واپس کرنے سے) انکار کر دیتی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''تو نبی اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا''

بَابٌ فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا

باب: مجنون کا چوری کرنا' یا قابل حد جرم کا ارتکاب کرنا

4398 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سوئے ہوئے شخص سے، جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا، پاگل سے، جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا اور بچے سے، جب تک وہ بڑا (یعنی بالغ) نہیں ہو جاتا''

4399 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

4398-إسناده صحيح. حماد: هو ابن أبي سليمان النخعي، وإبراهيم: هو ابن يزيد النخعي، والأسود: هو ابن يزيد النخعي خال إبراهيم. وأخرجه ابن ماجه (2041)، والنسائي في "الكبرى" (5596) من طريق حماد بن سلمة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (24694)، و"صحيح ابن حبان" (142).

قَالَ: اُتِيَ عُمَرُ بِمَجْنُونَةٍ قَدْ زَنَتْ، فَاسْتَشَارَ فِيهَا اُنَاسًا، فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ اَنْ تُرْجَمَ، مُرَّ بِهَا عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا شَاْنُ هٰذِهِ؟ قَالُوا: مَجْنُونَةُ بَنِي فُلَانٍ زَنَتْ، فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ اَنْ تُرْجَمَ، قَالَ: فَقَالَ: ارْجِعُوا بِهَا، ثُمَّ اَتَاهُ، فَقَالَ: يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَبْرَاَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا بَالُ هٰذِهِ تُرْجَمُ؟ قَالَ: لَا شَيْءَ، قَالَ: فَاَرْسِلْهَا، قَالَ: فَاَرْسَلَهَا، قَالَ: فَجَعَلَ يُكَبِّرُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل عورت کو لایا گیا، جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس عورت کے بارے میں مشورہ لیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس سے گزرے (جب اسے سنگسار کرنے کے لیے لے جایا جا رہا تھا) تو انہوں نے دریافت کیا: اس عورت کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ بنو فلاں سے تعلق رکھنے والی پاگل عورت ہے، اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا ہے کہ اسے سنگسار کر دیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے واپس لے کر جاؤ، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے: اے امیر المومنین! کیا آپ یہ بات نہیں جانتے کہ تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، پاگل شخص سے، جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا، سوئے ہوئے شخص سے، جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا اور بچے سے، جب تک وہ سمجھدار (یعنی بالغ) نہیں ہو جاتا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: پھر اس کو کیوں سنگسار کیا جائے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر کوئی سزا لاگو نہیں ہو گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر آپ اسے چھوڑ دیں: راوی کہتے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا اور ساتھ اللہ اکبر کہنے لگے۔

4400 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، نَحْوَهُ، وَقَالَ اَيْضًا: حَتّٰى يَعْقِلَ، وَقَالَ: وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يُفِيقَ، قَالَ: فَجَعَلَ عُمَرُ يُكَبِّرُ،

یہی روایت ایک سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: "یہاں تک کہ وہ سمجھدار ہو جائے"

اور یہ الفاظ ہیں: "پاگل سے، یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو جائے"

اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا۔

4401 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ اَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مُرَّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَعْنٰى عُثْمَانَ، قَالَ: اَوَمَا تَذْكُرُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلٰى عَقْلِهِ حَتّٰى يُفِيقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَخَلّٰى عَنْهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس سے (اس کے بعد حسب

سابق حدیث ہے) جس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو یہ بات یاد نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، ایسے پاگل سے جس کی عقل مغلوب ہو چکی ہو، جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا، سوئے ہوئے شخص سے، جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا اور بچے سے، جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے ٹھیک کہا ہے، راوی کہتے ہیں: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔

4402 - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، الْمَعْنَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، قَالَ هَنَّادٌ الْجَنْبِيُّ: قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ قَدْ فَجَرَتْ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَمَرَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَخَذَهَا فَخَلَّى سَبِيلَهَا، فَأُخْبِرَ عُمَرُ، قَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَبْرَأَ، وَإِنَّ هَذِهِ مَعْتُوهَةُ بَنِي فُلَانٍ، لَعَلَّ الَّذِي أَتَاهَا وَهِيَ فِي بَلَائِهَا، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَدْرِي، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام، وَأَنَا لَا أَدْرِي

ہناد جنبی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا، جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے، انہوں نے اس عورت کو چھڑوا دیا اس بات کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلا کر لاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور بولے: اے امیر المومنین! آپ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے بچے سے جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا، سوئے ہوئے شخص سے جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا اور پاگل سے جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتا''

اور یہ عورت بنو فلاں کی پاگل عورت ہے، شاید جس وقت اس کے ساتھ کسی شخص نے یہ جرم کیا، اس وقت یہ اپنی آزمائش کی کیفیت (پاگل پن کے دورے) میں ہو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں یہ نہیں جانتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے: میں بھی نہیں جانتا (کہ اُس نے اِس خاص کیفیت میں جرم کیا تھا، یا اس کے بغیر کیا تھا؟)

4403 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ

قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ فِيهِ: وَالْخَرِفِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سوئے ہوئے شخص سے،

جب تک وہ بیدار نہیں ہو جاتا، بچے سے، جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا، اور پاگل سے، جب تک وہ عقل مند نہیں ہو جاتا''
امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں لفظ ''خرف'' زائد ہے۔

بَابٌ فِي الْغُلَامِ يُصِيبُ الْحَدَّ

باب: نابالغ بچے کا' قابلِ حد جرم کا ارتکاب کرنا

4404 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، حَدَّثَنِي عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ قَالَ: كُنْتُ مِنْ سَبْيِ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَكَانُوا يَنْظُرُونَ، فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ.

❁❁ عطیہ قرظی بیان کرتے ہیں: میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں تھا، لوگوں نے جائزہ لیا، جس شخص کے زیر ناف بال اُگ چکے تھے، اسے قتل کر دیا گیا، جس کے نہیں اُگے تھے، اسے نہیں قتل کیا گیا، تو میں ان لوگوں میں شامل تھا، جن کے زیر ناف بال نہیں اُگے تھے۔

4405 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَكَشَفُوا عَانَتِي، فَوَجَدُوهَا لَمْ تَنْبُتْ، فَجَعَلُونِي مِنَ السَّبْيِ

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ان لوگوں نے میرے زیر ناف حصے کا جائزہ لیا، تو انہوں نے پایا، وہاں بال نہیں اُگے ہیں، انہوں نے مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا۔

4406 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

❁❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ اُحد کے دن، انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی، نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی، پھر غزوہ خندق کے موقع پر انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دیدی۔

4407 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ نَافِعٌ، حَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الْحَدُّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ

4404-إسناده صحيح. سفيان: هو ابن سعيد الثوري، ومحمد بن كثير: هو العبدي. وأخرجه ابن ماجه (2541)، والترمذي (1675)، والنسائي في "الكبرى" (8567) من طريق سفيان الثوري، به. وهو في "مسند أحمد" (18776)، و"صحيح ابن حبان" (4780).

نافع بیان کرتے ہیں: میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ حدیث سنائی، تو انہوں نے کہا: یہ چھوٹے اور بڑے (یعنی بالغ اور نابالغ کے درمیان عمر کی) حد ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْرِقُ فِي الْغَزْوِ أَيُقْطَعُ؟

باب: چور کا جنگ کے دوران چوری کرنا، کیا اس پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟

4408 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ شِيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ، وَيَزِيدَ بْنِ صُبْحٍ الْأَصْبَحِيِّ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ فِي الْبَحْرِ، فَأُتِيَ بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهُ: مِصْدَرٌ، قَدْ سَرَقَ بُخْتِيَّةً، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ، وَلَوْلَا ذَلِكَ لَقَطَعْتُهُ

جنادہ بن ابوامیہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت بسر بن ارطاۃ کے ہمراہ سمندر میں سفر کر رہے تھے، ایک چور کو لایا گیا، جس کا نام مصدر تھا، اس نے ایک بختی اونٹنی چوری کی تھی، تو حضرت بسر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"سفر کے دوران ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا"

اگر یہ فرمان نہ ہوتا، تو میں اس کا ہاتھ کٹوا دیتا۔

بَابٌ فِي قَطْعِ النَّبَّاشِ

باب: کفن چور کا ہاتھ کاٹنا

4409 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ - يَعْنِي الْقَبْرَ -. قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ - أَوْ مَا خَارَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ، أَوْ قَالَ: تَصْبِرُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: يُقْطَعُ النَّبَّاشُ لِأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا عالم ہوگا؟ جب لوگوں کو موت لاحق ہو جائے گی اور اس وقت میں غلام کے عوض میں گھر ہوگا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی 'گھر' سے مراد قبر تھی) میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند کریں (میں وہی کروں گا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر صبر کرنا

لازم ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) تم صبر کرنا۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حماد بن ابوسلیمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، کیونکہ وہ مردے کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔

کفن چور پر عدم حد کا بیان

اور کفن چور کے ہاتھ کو نہ کاٹا جائے گا۔ یہ حضرت امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام شافعی علیہما الرحمہ نے کہا کہ ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کفن چرایا ہم اس کو ہاتھ کاٹیں گے۔ کیونکہ کفن متقوم مال ہے اور متقوم مال کی طرح حفاظت میں ہے۔

طرفین کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ چھپنے والے پر قطع ید نہیں ہے اور اہل مدینہ کی زبان میں مختفی کفن چور کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ملکیت میں شبہہ پیدا ہو چکا ہے اس لئے میت کے حق میں کوئی ملکیت نہیں ہے اور وارث کو بھی کوئی ملکیت حاصل نہیں ہوتی جبکہ میت کی ضرورت مقدم ہے اور اس کے مقصود یعنی ڈانٹ ڈپٹ میں بھی خلل پیدا ہو چکا ہے کیونکہ اس طرح کی جنایت بہ ذات نادر الوجود ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث غیر مرفوع ہے یا پھر وہ سیاست محمول کی جائے گی اور جب قبر بند تالے میں ہو تب صحیح قول کے مطابق اختلاف ہے اور اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح جب کسی نے قافلہ میں تابوت میں رکھی ہوئی میت کا کفن چوری کرلیا تب بھی یہی اختلاف ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

امانت میں خیانت کی یا مال لوٹ لیا یا اُچک لیا تو قطع نہیں۔ اسی طرح قبر سے کفن چورانے میں قطع نہیں اگرچہ قبر مقفل مکان میں ہو بلکہ جس مکان میں قبر ہے اُس میں سے اگر علاوہ کفن کے کوئی اور کپڑا وغیرہ چورایا جب بھی قطع نہیں بلکہ جس گھر میں میت ہو وہاں سے کوئی چیز چورائی تو قطع نہیں، ہاں اگر اس فعل کا عادی ہو تو بطور سیاست ہاتھ کاٹ دیں گے۔ ذی رحم محرم کے یہاں سے چورایا تو قطع نہیں اگرچہ وہ مال کسی اور کا ہو اور ذی رحم محرم کا مال دوسرے کے یہاں تھا وہاں سے چورایا تو قطع ہے۔ شوہر نے عورت کے یہاں سے یا عورت نے شوہر کے یہاں سے یا غلام نے اپنے مولی یا مولی کی زوجہ کے یہاں سے یا عورت کے غلام نے اس کے شوہر کے یہاں چوری کی تو قطع نہیں۔ اسی طرح تاجروں کی دوکانوں سے چورانے میں بھی قطع نہیں ہے جبکہ ایسے وقت چوری کی کہ اس وقت لوگوں کو وہاں جانے کی اجازت ہے۔ (درمختار، کتاب الحدود)

بَابٌ فِي السَّارِقِ يَسْرِقُ مِرَارًا

باب: ایک چور کا بار بار چوری کرنا

4410- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ الْهِلَالِيُّ، حَدَّثَنَا جَدِّي، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: جِيءَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اقْتُلُوهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا سَرَقَ. فَقَالَ: اقْطَعُوهُ. قَالَ: فَقُطِعَ. ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ. فَقَالَ: اقْتُلُوهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا سَرَقَ. فَقَالَ اقْطَعُوهُ. قَالَ: فَقُطِعَ. ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّالِثَةَ. فَقَالَ: اقْتُلُوهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا سَرَقَ. فَقَالَ: اقْطَعُوهُ. ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ. فَقَالَ: اقْتُلُوهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّمَا سَرَقَ. قَالَ: اقْطَعُوهُ. فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ. فَقَالَ اقْتُلُوهُ. قَالَ جَابِرٌ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ. ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ، وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک چور کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل کر دو، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا (ہاتھ) کاٹ دو، راوی کہتے ہیں: تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اسے دوسری مرتبہ (چوری کے الزام میں) لایا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا (ہاتھ) کاٹ دو، راوی بیان کرتے ہیں: اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اسے تیسری مرتبہ (چوری کے جرم میں) لایا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا کاٹ دو، پھر اس شخص کو چوتھی مرتبہ (چوری کے جرم میں) لایا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اسے قتل کر دو، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا کاٹ دو، پھر اسے پانچویں مرتبہ (چوری کے جرم میں) لایا گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے قتل کر دو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اسے لے کر گئے اور ہم نے اسے قتل کر دیا، پھر ہم نے اسے گھسیٹ کر ایک کنویں میں ڈالا اور اس پر پتھر ڈال دیئے۔

چوری میں تعدد پر حد سرقہ کا بیان

اور جب کسی شخص نے کوئی سامان چرایا اور اس چوری میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا اس کے بعد وہ مال مالک کو واپس کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد چور دوبارہ وہی مال پھر چوری کر لیا اور وہ مال اسی حالت میں موجود بھی ہے تو اب چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جبکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے ایک روایت اسی طرح ہے اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چور دوبارہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ اور اس ارشاد گرامی میں کوئی تفصیل ذکر نہیں ہوئی ہے پس دوسری جنایت پہلی کی طرح کامل ہے۔ بلکہ تقدم کے سزا کے اعتبار سے پہلی سے زیادہ بری ہے اور یہ اسی طرح ہو جائے گا کہ جب مالک نے چور کو کوئی سامان فروخت کر دیا اور اس کے بعد مالک نے اس سے وہ سامان خرید لیا اور اس کے بعد اس چور نے وہ سامان چور کر لیا ہو۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ قطع ید نے عصمت کے مقام کو ساقط کر دیا ہے جس طرح بعد میں ان شاء اللہ معلوم ہو جائے گا۔

مالک کی طرف مال واپس کرنے کے سبب اگرچہ عصمت واپس لوٹنے والی ہے مگر محل، ملکیت، قیام موجب قطع کی طرف نظر کرتے ہوئے یہ کہیں گے کہ سقوط عصمت کا شبہہ برقرار ہے بہ خلاف اس صورت کے جس کو امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے بیان کیا

ہے۔ کیونکہ تبدیل سبب کے سبب ملکیت تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ چور کا دوبارہ چوری کرنا شاذ و نادر ہے۔
اس لئے کہ وہ زجر کی مشقت کو برداشت کرچکا ہے پس اس پر حد قائم کرنا مقصد سے خالی ہوگا جبکہ مقصد جنایت کو کم کرنا ہے یہ اسی طرح ہوجائے گا جس طرح محدود فی القذف والے نے دوبارہ پہلے مقذوف پر تہمت لگائی۔

فرمایا: اور جب چوری شدہ مال اپنے اصلی حالت سے بدل گیا ہے یعنی وہ سوت تھا اس کو کسی نے چوری کرلیا اور چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ مالک کو واپس کردیا اس کے بعد مالک نے کپڑے کی بُنائی کرالی اس کے بعد اس کو اسی چور نے چوری کرلیا تو اب اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا کیونکہ عین بدل چکا ہے۔ پس سوت کو غصب کرنے والا بننے کے سبب اس کا مالک ہوجائے گا اور ہر مسئلہ میں تبدیل کا یہی قانون ہے۔ (قاعدہ فقہیہ) اور جب محل بدل چکا ہے تو محل کے متحد ہونے اور اسی محل میں قطع ید کے پائے جانے کے سبب شبہ ختم ہوچکا ہے پس دوبارہ قطع ید واجب ہوجائے گا۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے، قاعدہ

تبدل الملك يوجب تبدلا في العين. (نور الانوار)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے سبب ملکیت میں تبدیلی آجائے یعنی وہ سبب جس کی وجہ سے ملکیت تھی وہ سبب بھی تبدیل ہوجائے تو اسکی وجہ سے اس کی ذات میں تبدیلی ہوجائے گی اور حکم بھی تبدیل ہوجائے گا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انہوں نے وہ رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کیا، آپ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ کیلئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

کیونکہ جب تم نے اسے حاصل کیا تو وہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور جب تمہاری ملکیت میں آگیا اور پھر تم نے ہمیں دیا تو وہ ہمارے لئے ہدیہ ہوگا کیونکہ ملکیت کی تبدیلی عین یعنی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ (نور الانوار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اسے خرید کر آزاد کردے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم جب ملکیت میں آئے گا تو وہ آزاد ہوجائے گا اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بالعموم فرمایا: جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہوگیا تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی) (ہدایہ اخیرین ج ۴ ص ۴۴۹، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

ذی رحم محرم پر ملکیت حاصل ہونے پر وہ سبب جو عام غلاموں میں ہوتا ہے وہ تبدیل ہوگیا کیونکہ سبب غلامیت سے زیادہ قوی سبب ذی رحم محرم ہونا ہے اور قوی سبب کے ہوتے ہوئے ضعیف سبب ساقط ہوجاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ذی رحم محرم ہوں گے وہ اپنے رشتہ دار کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہوجائیں گے۔

بَابٌ فِي تَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ

باب: چور کے ہاتھ کو اس کی گردن میں لٹکا دینا

4411 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ، قَالَ: سَأَلْنَا فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ، أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ، فَقُطِعَتْ يَدُهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا، فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ

عبدالرحمن بن محیریز بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے چور کا ہاتھ گردن میں لٹکانے کے بارے میں دریافت کیا، کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس کا (کٹا ہوا ہاتھ) اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمَمْلُوكِ إِذَا سَرَقَ

باب: جب غلام چوری کرے، تو اسے فروخت کر دینا

4412 - حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب غلام چوری کرے، تو اسے فروخت کر دو، خواہ نصف اوقیہ کے عوض میں کرو''

سارق غلام کی حد میں مذاہب اربعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غلام چوری کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ نش کے بدلے میں اس کو بیچنا پڑے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

نش نون کے زبر اور شین کے ساتھ) نصف اوقیہ یعنی بیس درہم کو کہتے تھے مراد یہ ہے کہ چوری کرنے والے غلام کو بیچ ڈالو اگرچہ اس کو کتنی ہی کم قیمت میں کیوں نہ بیچنا پڑے کیونکہ چوری کا ارتکاب کر کے وہ عیب دار ہو گیا ہے اور عیب دار غلام کو اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں ہے۔

حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور اکثر اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ اگر غلام چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے خواہ وہ

4411-إسناده ضعيف لضعف الحجاج -وهو ابن أرطاة- ثم هو مدلس وقد عنعن. وبه أعل الحديث النسائي في "المجتبى" (4983)، والزيلعي في "نصب الراية" 3/ 370، وقال أبو بكر بن العربي في "عارضة الأحوذي" 6/ 227: لم يثبت. وأخرجه ابن ماجه (2587)، والترمذي (1513)، والنسائي في "الكبرى" (7433) و (7434) من طريق حجاج بن أرطاة، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (23946).

بھگوڑا ہو یا غیر بھگوڑا۔ اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر خاوند بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کا مال چرائے یا کوئی غلام اپنے مالک یا اپنے مالک کی بیوی اور یا اپنی مالکہ کے خاوند کے مال کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ عام طور پر خاوند بیوی کو ایک دوسرے کے مال پر اور غلام کو اپنے آقا اور اس کے گھر والوں کے مال و اسباب پر خود ان کی اجازت سے دسترس حاصل ہوتی ہے اس صورت میں حرز کی شرط پوری طرح نہیں پائی جاتی جو قطع ید کی سزا کے لئے ضروری ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجْمِ

باب: سنگسار کرنا

4413 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا) (النساء: 15)، وَذَكَرَ الرَّجُلَ بَعْدَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ جَمَعَهُمَا، فَقَالَ: (وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا) (النساء: 16)، فَنَسَخَ ذَلِكَ بِآيَةِ الْجَلْدِ، فَقَالَ: (الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ)

عکرمہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کا ارتکاب کرے، تو اس کے خلاف چار گواہ پیش کرو، اگر وہ گواہی دیں، تو انہیں گھروں میں بند رکھو، یہاں تک کہ انہیں موت آجائے، یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر کردے''

پھر اللہ تعالیٰ نے عورت کے بعد مرد کا ذکر کیا اور پھر ان دونوں کو اکٹھا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''تم میں سے جو بھی دونوں (یعنی مرد اور عورت) اس کا ارتکاب کریں، تو انہیں ایذاء پہنچاؤ، اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اصلاح کرلیں، تو ان دونوں سے درگزر کرو''

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) تو کوڑے لگانے سے متعلق آیت نے اسے منسوخ کردیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد میں سے ہر ایک کو ایک سو کوڑے لگاؤ''

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو، اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے، اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہیے

(النور:٢)

زنا کا لغوی معنی

زنا کا لغوی معنی ہے پہاڑ پر چڑھنا، سائے کا سکڑنا، پیشاب کو روک لینا، حدیث میں ہے: **لا یصلی احد کم و ھو زناء** تم میں سے کوئی شخص پیشاب روکنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔ (مسند الربیع بن حبیب ج ۱ ص ۰۰۰، مکتبۃ الثقافۃ العربیہ بیروت)

اسی طرح حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔ اس حدیث کی سند قوی ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۰۷۲، موارد الظمآن رقم الحدیث: ۱۹۵، تلخیص الحبیر رقم الحدیث: ۵۶۶، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۱۷۷۱،۷۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کھانا آجائے تو نماز (کامل) نہیں ہوتی اور نہ اس وقت جب نمازی پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۶۰، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۸۹، شرح السنہ رقم الحدیث: ۸۰۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳۴ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)۔

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ زنا کا معنی ہے کسی عورت کے ساتھ بغیر شرعی کے وطی (مباشرت) کرنا۔

(مختار الصحاح ۱۷، النہایہ ج ۲ ص ۲۸۴، المفردات ج ۱ ص ۲۸۴)

قاضی عبد النبی بن عبد الرسول احمد نگری لکھتے ہیں:

الزنا: اس اندام نہانی میں وطی (مباشرت، جماع) کرنا جو وطی کرنے والے کی ملکیت یا ملکیت کے شبہ سے خالی ہو۔

(دستور العلماء ج ۲ ص ۱۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ)

سید مرتضیٰ حسین زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

لغت میں زنا کا معنی کسی چیز پر چڑھنا ہے اور اس کا شرعی معنی ہے کسی ایسی شہوت انگیز اندام نہانی میں حشفہ (آلہ تناسل کے سر) کو داخل کرنا جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ (تاج العروس ج ۱۰ ص ۱۶۵، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ)۔

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک زنا کی تعریف

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اہل علم کا اس شخص کے زانی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو کسی ایسی عورت کی قبل (اندام نہانی) میں وطی کرے جو حرام ہو اور وطی کسی شبہ سے نہ ہو اور دبر (سرین) میں وطی کرنا بھی اس کی مثل زنا ہے کیونکہ یہ بھی اس عورت کی فرج (شرمگاہ) میں وطی کرنا ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے اور نہ ملکیت کا شبہ ہے۔ لہٰذا یہ قبل (اندام نہانی) میں وطی کی طرح ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (النساء: ۱۵) تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کا کام کرتی ہیں۔

اور دبر میں وطی کرنا بھی بے حیائی کا کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے متعلق فرمایا: (الاعراف: ۸۰) کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو؟

یعنی مرد، مردوں کی دُبر میں وطی کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے قوم لوط کے لوگ عورتوں کی دُبر میں وطی کرتے تھے پھر مردوں کی دُبر میں وطی کرنے لگے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص مردہ عورت سے وطی کرے تو اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد ہے اور یہی امام اوزاعی کا قول ہے، کیونکہ اس نے آدم زاد کی فرج میں وطی کی ہے پس یہ زندہ عورت سے وطی کے مشابہ ہے، نیز اس لئے کہ یہ بہت عظیم گناہ ہے کیونکہ اس میں بے حیائی کے ارتکاب کے علاوہ مردہ کی عزت کو بھی پامال کرنا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے اور یہ حسن کا قول ہے۔ ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی قول ہے مردہ سے وطی کرنا وطی نہ کرنے کی مثل ہے، کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی اور لوگ اس سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے زجر کو مشروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حد کو زجر کے لئے مشروع کیا گیا ہے..... اور نابالغ لڑکی سے زنا کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے وطی کرنا ممکن ہو تو اس سے وطی کرنا زنا ہے اور اس سے وطی کرنے پر بالغہ سے وطی کی طرح حد واجب ہوگی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: اگر کسی شخص نے محرم سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح بالاجماع باطل ہے، اور اگر اس سے وطی کرلی تو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق پر اس پر حد واجب ہے۔ حسن، جابر بن زید، امام مالک، امام شافعی، امام ابویوسف، امام محمد، اسحاق، ابوایوب، ابن ابی خیثمہ کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ثوری کا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے، کیونکہ یہ ایسی وطی ہے جس (کے جواز) میں شبہ پیدا ہوگیا ہے اس لئے اس وطی سے حد واجب نہیں ہوگی، جیسے کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کر خرید کر اس سے وطی کرے۔ اور شبہ کا بیان یہ ہے کہ اس نے محرم سے نکاح کرلیا اور نکاح اباحت وطی کا سبب ہے (اور حضرت آدم کی شریعت میں محارم مثلاً بہن سے نکاح جائز تھا) اس شبہ کی وجہ سے اس پر حد لازم نہیں ہوگی۔ (لیکن ایسے شخص کو تعزیراً قتل کردیا جائے گا، کیونکہ ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے شادی کرلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ (یعنی اس پر حد جاری نہیں کی)۔ نیز حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محرم سے وطی کرے اس کو قتل کردو۔

(جامع ترمذی ص ۲۲۱ مطبوعہ نور محمد کراچی، اور یہی امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں کہ امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد واجب ہے، کیونکہ اس نے ایسی عورت کے ساتھ وطی کی ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور اس میں ملکیت کا کوئی شبہ نہیں ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے جیسا کہ جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت براء کہتے ہیں میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی درآں حالیکہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہاں جارہے ہیں، انہوں نے کہا ایک شخص نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرلیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی گردن مارنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ نیز جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص محرم سے وطی کرے اس کو قتل کردو۔''

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ امام احمد یہ قول راجح ہے کیونکہ یہ حدیث کے مطابق ہے۔ نیز علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ جو شخص

بغیر نکاح کے محرم سے زنا کرے اس میں بھی وہی اختلاف ہے جو نکاح کے بعد وطی کرنے میں اختلاف ہے۔

(المغنی لابن قدامہ ج ۹ ص ۵۵ ۔ ۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

فقہاء شافعیہ کے نزدیک زنا کی تعریف

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: مراد اپنی حشفہ (سپاری) کو کسی ایسی فرج (اندام نہانی) میں داخل کر دے جو طبعاً مشتہیٰ ہو اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو اس وطی پر حد واجب ہوتی ہے اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کی حد رجم ہے اور اس کے ساتھ اس کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے، اور اگر غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہو تو اس کی حد کوڑے اور شہر بدر کرنا ہے، اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔

محصن ہونے کی تین شرطیں ہیں: پہلی شرط مکلف ہونا ہے، اس لئے بچہ اور مجنون پر حد نہیں لگے گی لیکن ان کو زجر و توبیخ کی جائے گی، دوسری شرط ہے حریت پس غلام، ام ولد اور جس کا بعض حصہ غلام ہو محصن نہیں ہیں، اور تیسری شرط ہے نکاح صحیح ہونا۔

(روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین ج ۱۰ ص ۸۶، مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

فقہاء مالکیہ کے نزدیک زنا کی تعریف

علامہ ابو عبداللہ شتانی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ ابن حاجب مالکی نے زنا کی یہ تعریف کی ہے، "کسی ایسے فرد کی فرج میں عمداً وطی کرے جو اس کی ملک میں بالاتفاق نہ ہو" فرج کی قید سے وطی خارج ہو گئی جو غیر فرج میں ہو، اور آدمی کی قید سے وہ وطی خارج ہو گئی جو جانور کے ساتھ وطی ہو، کیونکہ جانور کے ساتھ وطی کرنے میں حد نہیں، تعزیر ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۴۴۵، دار الکتب العلمیہ بیروت طبع قدیم)

فقہاء احناف کے نزدیک زنا کی تعریف

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں جو شخص دار العدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتہاۃ عورت کی قبل (اندامِ نہانی) میں وطی کرے دراں حالیکہ وہ قبل حقیقتاً ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۳) علامہ ابن ہمام نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ (فتح القدیر ج ۷ ص ۳۳ سکھر)

اس تعریف کی قیود کی وضاحت حسب ذیل ہے:

وطی: عورت کی اندام نہانی میں بقدر سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہوگی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہوگی۔

حرام: کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہو تو اس کو حرام کہا جائے گا، اگر چہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھا لیا گیا، بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی (رقم: ۱۴۲۳) اور امام ابو داؤد (رقم: ۴۴۰۱) نے

روایت کیا ہے۔

قبل

عورت کی اندام نہانی کو کہتے ہیں اس قید کی وجہ سے مرد یا عورت کی دُبر (سرین) میں وطی امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، اس کے برخلاف امام ابو یوسف، امام محمد اور فقہاء مالکیہ، اور فقہاء حنبلیہ عورت کی دُبر میں وطی کو بھی زنا قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ دُبر میں وطی کو لواطت کہتے ہیں اور اس کی حد میں صحابہ کا اختلاف تھا اگر یہ زنا ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا، نیز زنا اس لئے حرام ہے کہ اس سے نسبت مشتبہ ہوتا ہے اور بچہ ضائع ہوتا ہے اور لواطت میں صرف نطفہ ضائع ہوتا ہے جیسا کہ عزل میں ہے۔

عورت: اس قید کی وجہ سے جانور کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ ایک نادر چیز ہے اور طبعیت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

زندہ: اس قید کی وجہ سے مردہ کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ بھی ایک نادر امر ہے اور طبعیت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

مشتہاۃ: یعنی اس عورت سے وطی کی جائے جس پر شہوت آتی ہو اتنی چھوٹی لڑکی جس پر شہوت نہ آتی ہو اس سے وطی کرنا زنا نہیں ہے۔ (ہر چند کہ اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہوگی)۔

حالتِ اختیار: یعنی وطی کرنے والے کو اختیار ہو، اسی طرح حد کے وجوب کے لئے وطی کرانے والی عورت کا مختار ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے مکرہ (جس پر جبر کیا گیا ہو) پر حد نہیں ہے، کیونکہ حافظ الہیثمی نے امام طبرانی کی متعدد اسانید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے: حضرت عقبہ بن عامر، حجرت عمران بن حصین، حضرت ثوبان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے خطاء، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کے گناہ کو) اٹھالیا گیا۔

(مجمع الزوائد ج ۷ ص۔ ۲۵۰، دار الکتاب العربی)

اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر جبر کر کے اس کے ساتھ وطی کی جائے تو اس پر حد نہیں ہے، لیکن مرد میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور محققین مالکیہ کے نزدیک اگر مرد پر جبر کر کے اس سے وطی کرائی جائے تو اس پر حد ہے نہ تعزیر۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد لگائی جائے گی کیونکہ اس کے آلہ کا منتشر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اکراہ نہیں ہے۔ اور وہ اپنے اختیار سے وطی کر رہا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرد پر بھی حد نہیں ہے کیونکہ انتشار اس کے مرد ہونے کی دلیل ہے، اختیار کی دلیل نہیں ہے۔ امام ابو یوسف، اور امام محمد کا بھی یہی نظریہ ہے۔

دار العدل:

دار العدل سے مراد دار اسلام ہے، کیونکہ دار الحرب اور دار الکفر میں قاضی کو حد جاری کرنے کی قدرت نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص دار الحرب میں یا دار الکفر میں زنا کرے گا تو بھی وہ اسلامی سزا سو کوڑوں یا رجم کا مستحق ہے، لیکن چونکہ قاضی اسلام، دار الکفر

یا دارالحرب میں اسلام سزائیں نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے اس لئے اس پر حد جاری نہیں ہوگی، دارالکفر میں بھی زانی سزا کا مستحق ہے اور اس کا یہ فعل گناہ ہے جیسا کہ سود، چوری، ڈاکہ، قتل اور دیگر جرائم اور دارالحرب میں ناجائز اور گناہ ہیں، اسی طرح زنا بھی وہاں ناجائز اور گناہ ہے۔

احکام اسلام کا التزام: اس قید کی وجہ سے حربی مستامن خارج ہے، کیونکہ اس نے احکا اسلام کا التزام نہیں کیا، مسلمان اور ذمی اور زنا کریں گے تو ان پر حدی جاری کی جائے گی۔

حقیقت ملک سے خالہ ہونا: اگر کسی شخص نے ایسی باندی سے وطی کرلی جو مشترکہ ہے اس کی اور کسی کی ملکیت میں ہے، یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جو اس کی محرم تھی تو چونکہ وہ حقیقتاً اس کی ملکیت میں تھی اس لئے اس کا یہ فعل ہر چند کہ ناجائز ہے لیکن زنا نہیں ہے اور اس پر حد نہیں ہے۔

حقیقتِ نکاح سے خالی ہونا: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض یا نفاس میں وطی کرلی یا روزہ دار یا محرمہ بیوی سے وطی کرلی یا ایلاء یا ظہار کے بعد وطی کرلی تو ہر چند کہ یہ فعل گناہ ہے لیکن زنا نہیں ہے، کیونکہ عورت حقیقتاً اس کے نکاح میں موجود ہے۔

شبہ ملک سے خالی ہونا: جب ملک یا نکاح میں شبہ ہو جائے تو حد نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۴۲۴) شبہات کی بناء پر حدود ساقط کردو۔

مثلاً اگر کسی شخص نے بیٹے کی باندی سے وطی کرلی تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کو یہ شبہ ہوا ہو کہ بیٹے کے مال کا میں مالک ہوں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا: (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۹۱) تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔

اسی طرح مکاتب کی باندی سے وطی کرنا بھی زنا نہیں ہے، کیونکہ مکاتب جب تک پوری رقم ادا نہ کرے مالک کا غلام ہے سو اس کی باندی بھی اس کی ملکیت ہے۔

شبہ نکاح سے خالی ہونا

یعنی عقد نکاح میں شبہ نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے بغیر ولی یا بغیر گواہ کے نکاح کر کے وطی کرلی، یا نکاح متعہ کر کے وطی کرلی تو اس کا یہ فعل زنا نہیں ہے خواہ وہ اس نکاح کے عدم جواز کا اعتقاد رکھتا ہو کیونکہ اس نکاح کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس نکاح میں شبہ آگیا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے نسبی، رضاعی یا سسرالی کے رشتہ سے کسی محرم سے نکاح کرلیا یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرلیا یا کسی عورت سے اس کی عدت میں نکاح کرلیا اور اس عقد نکاح کی وجہ سے وطی کرلی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو نکاح کی حرمت کا علم ہو، کیونکہ اس وطی میں اس کو شبہ لاحق ہوگیا ہے۔ لہٰذا یہ وطی زنا نہیں ہے البتہ اس پر تعزیز ہے۔

فقہاء مالکیہ، فقہاء شافعیہ، فقہاء حنبلیہ، امام ابویوسف اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ جو وطی ابداً حرام ہو اس سے حد لازم آتی ہے

اور یہ نکاح باطل ہے اور اس کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ البتہ جو وطی ابداً حرام نہ ہو جیسے بیوی کی بہن یا جس نکاح میں اختلاف ہو جیسے بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح، اس وطی کی وجہ سے حد لازم نہیں آتی۔

امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء کے درمیان منشاء اختلاف یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب نکاح کا اہل شخص اس محل میں نکاح کرے جو مقاصد نکاح کے قابل ہو تو وہ نکاح وجوب حد سے مانع ہے، خواہ وہ نکاح حلال ہو یا حرام اور خواہ وہ تحریم متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ اور خواہ اس کو حرمت کا علم ہو یا نہ ہو، جمہور فقہاء اور صاحبین کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس عورت سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا ابداً حرام ہو یا اس کی تحریم پر اتفاق ہو تو اس نکاح سے وطی پر حد لازم آتی ہے اور اگر وہ نکاح ابداً حرام نہ ہو یا اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو پھر اس نکاح سے وطی پر حد لازم نہیں آتی۔ (بدائع صنائع ج ۷ ص ۳۵، مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۴۵، المہذب ج ۲ ص ۲۶۸، المیزان الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۷، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ۲۵۱، المغنی ج ۸ ص ۱۷۴، رحمۃ الامۃ ج ۲ ص ۱۳۶)

حد زنا کی شرائط

حد زنا جاری کرنے کے لئے جن شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ زنا کرنے والا بالغ ہو، نابالغ پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۲۔ زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۳۔ جمہور فقہاء کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، شادی شدہ کافر پر فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد جاری نہیں ہوتی، البتہ اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک زنا اور شراب خوری کی کافر پر کوئی حد نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور اس نے حقوق الٰہیہ کا التزام نہیں کیا، فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر کافر نے کافرہ کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے، البتہ تادیباً اس کو سزا دی جائے گی اور اگر اس نے مسلمان عورت سے جبراً زنا کیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر باہمی رضامندی سے زنا کیا تو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

۴۔ زانی مختار ہو اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد ہے اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔

۵۔ عورت سے زنا کرے، اگر جانور سے وطی کی ہے تو مذاہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے، البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک جانور کو بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کو کھانا جائز ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔

۶۔ ایسی لڑکی سے زنا کیا ہو جس کے ساتھ عادتاً وطی ہو سکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہوتی۔

۷۔ زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر اس نے کسی اجنبی عورت کو یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بیوی یا باندی ہے، اور زنا کر لیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے، جس عقد نکاح کے جواز یا عدم جواز میں

اختلاف ہو اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے، مثلاً بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح ہو، اور جو نکاح بالاتفاق ناجائز ہے جیسے محارم سے نکاح یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک حد ہے۔

۸۔ اس کو زنا کی حرمت کا علم ہو اگر وہ جہل کا دعویٰ کرے اور اس سے جہل متصور ہو تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۹۔ عورت غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۱۰۔ عورت زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزدیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر حد ہے۔

۱۱۔ مرد کا حشفہ (آلہ تناسل کا سر) عورت کی قبل (اندام نہانی) میں غائب ہو جائے اگر عورت کی دُبر میں وطی کرے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے، اسی طرح لواطت (اغلام) پر بھی حد نہیں ہے، اگر اجنبی عورت کے پیٹ یا رانوں سے لذت حاصل کی تو اس پر بھی تعزیر ہے۔

۱۲۔ زنا دار السلام میں کیا جائے، دار الکفر یا دار الحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ قاضی اسلام کو وہاں حد جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (لفقہ الاسلامی بیروت، ۱٤۰۵ھ)

احصان کی تحقیق

فقہاء اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر وہ غیر محصن ہے تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے اس لئے احصان کا معنی سمجھنا ضروری ہے۔

سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

احصان کا اصل میں معنی ہے منع کرنا، عورت اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے محصنہ ہوتی ہے، جوہری نے ثعلب سے نقل کیا ہے ہر پاک دامن عورت محصنہ ہے اور ہر شادی شدہ عورت محصنہ ہے۔ حاملہ عورت کا بھی محصنہ کہتے ہیں کیونکہ حمل نے اس کو دخول سے ممنوع کر دیا۔ مرد جب شادی شدہ ہو تو محصن ہے۔ حضرت ابن مسعود نے "فاذا احصن فان اتین بفاحشة" کی تفسیر میں کہا باندی کا احسان اس کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا باندی کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا ہے۔ زجاج نے محصنین غیر مسافحین کی تفسیر میں کہا مرد کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا اور پاک دامن (غیر زانی) ہونا ہے اور فرج کا احصان، زنا سے رکنا ہے، اور احصنت فرجها کا معنی پاکدامن رہنا اور زنا سے باز رہنا ہے اور والمحصنت من النساء کا معنی شادی شدہ خواتین ہے۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۱۷۹، ۱۳۰۶ھ)

(۱) عقل (۲) بلوغ (۳) حریت (٤) اسلام (٥) نکاح صحیح (٦) خاوند اور بیوی دونوں کا ان صفات پر ہونا (۷) نکاح صحیح کے بعد خاوند کا بیوی سے وطی کرنا لہٰذا بچہ، مجنون، غلام، کافر نکاح فاسد، عدم وطی اور زوجین کے ان صفات پر نہ ہونے سے احصان ثابت نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۸۔ مطبوعہ کراچی، ۱٤۰۰ھ)

زنا کی ممانعت، اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق قرآن مجید کی آیات

(بنی اسرائیل:۳۲) اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک وہ بے حیائی کا کام ہے اور برا راستہ ہے۔

(النور:۲) زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو، اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے، اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہیے۔

(الفرقان:۲۹-۲۸) اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے، اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ سخت عذاب کا سامنا کرے گا قیامت کے دن اس کے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ذلت والے عذاب میں رہے گا۔

اے نبی جب آپ کے پاس مومن عورتیں ان چیزوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جس کو وہ خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے گھڑلیں اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی حکم عدولی کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیں اور ان کے لئے استغفار کریں۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

زنا کی ممانعت، مذمت اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق احادیث اور آثار

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہل برقرار رہے گا، شراب پی جائے گی اور زنا کا ظہور ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۸۰، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۶۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۲۰۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۴۰۴۵، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث:۴۰۰۵، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث:۱۱۹۹)

(۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے سامنے سے گزرتی ہے تاکہ لوگوں کو اس خوشبو آئے وہ عورت زانیہ ہے۔ (یعنی وہ عورت لوگوں کے دلوں میں زنا کی تحریک پیدا کرتی ہے)

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۴۱۷۳، سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۷۸۶، مسند احمد ج۴ ص۳۹۴، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث:۵۵۷، مسند البزار رقم الحدیث:۱۵۵۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۴۴۲۴، المستدرک ج۲ ص۳۹۶، سنن بیہقی ج۳ ص۲۴۶)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ (سردار یا حاکم) اور متکبر فقیر۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۰۷، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث:۷۱۳۸، شعب الایمان رقم الحدیث:۵۰۴۰)

(۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ محبت رکھتا ہے اور تین آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے۔ جن تین آدمیوں سے اللہ محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں: ایک شخص لوگوں کے پاس جا کر سوال کرے، اس

کا سوال ان کے ساتھ کسی رشتہ داری کی بناء پر نہ ہو، اور وہ لوگ اس کو منع کر دیں، پھر ایک شخص ان کے پیچھے سے جائے اور چپکے سے اس کو دے دے، اور اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو، یا وہ شخص جس کو اس نے عطیہ دیا تھا اور وہ لوگ جو رات کو سفر کریں حتیٰ کہ نیند ان کو بہت زیادہ مرغوب ہو جائے پھر وہ ٹھہر جائیں اور اپنے سر رکھ کر سو جائیں پھر ان میں سے ایک شخص بیدار ہو کر نماز میں قیام کرے اور میری حمد و ثنا کرے اور میری آیت کی تلاوت کرے، اور وہ شخص جو کسی لشکر میں ہو اس کا دشمن سے مقابلہ ہو وہ لشکر شکست کھا جائے اور وہ شخص آگے بڑھ کر حملہ کرے حتیٰ کہ وہ شخص شہید ہو جائے یا فتح یاب ہو، اور جن تین آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں: بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور مالدار ظالم۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۵٦۸، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱٦۱٤، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۱۲۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۸۹، مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۲٤۵٦، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۳٤۹، المستدرک ج ۲ ص ۱۱۳)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا...... اس موقع پر آپ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات کی وجہ سے۔ پس جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، اللہ اکبر کہو اور نماز پڑھو، اور صدقہ کرو پھر فرمایا: اے امت! اللہ کی قسم! کسی شخص کو اللہ سے زیادہ اس پر غیرت نہیں آتی کہ اس کا بندہ زنا کرے یا اس کی بندی زنا کرے۔ اے اُمتِ! اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ضرور کم ہنسو اور تم ضرور زیادہ روؤ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۰٤٤، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۰۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۷۷، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱٤۷۱، ۱٤۷۰)

(٦) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے، پھر کوئی شخص جو اللہ چاہتا وہ خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے فرمایا بے شک آج رات (خواب میں) دو فرشتے آئے اور وہ مجھے اٹھا کر لے گئے، انہوں نے مجھ سے کہا آپ چلیے میں ان کے ساتھ چلتا رہا...... میں نے دیکھا کہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں ایک تنور کی مثل میں تھے اس کا بالائی حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ کشادہ تھا اور اس کے نیچے سے آگ جل رہی تھی جب آگ کے شعلے بھڑکتے تو وہ لوگ اوپر اٹھ جاتے اور جب آگ کم ہوتی تو وہ نیچے گر جاتے...... فرشتوں نے بتایا وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۰٤۷، ۱۳۸٦، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۷۵، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۹٤، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷٦۵۸)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے زنا کیا یا شراب پی اللہ اس سے ایمان کو نکال لیتا ہے جیسے انسان اپنے سر سے قمیص اُتارتا ہے۔

(المستدرک ج ۱ ص ۲۲، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳٦٦، الکبائر للذہبی ص ۸۳۔ ۸۲، الترغیب والترہیب للمنذری ج ۳ ص ۲۵۲، دار الحدیث قاہرہ)

(۸) حضرت ام المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت اس وقت تک اچھے حال میں رہے گی جب تک ان کی اولاد زنا کی کثرت سے نہ ہو، اور جب ان کی اولاد زنا کی کثرت سے ہوگی تو عنقریب

اللہ ان میں عام عذاب نازل فرمائے گا۔ (مسند احمد ج ٦ ص ٣٣٣، مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ٧٠٩١، مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٧)

(٩) امام طبرانی نے حضرت شریک، ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل جاتا ہے، پس اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ٧٢٢٤، شعب الایمان رقم الحدیث: ٥٣٦٦، مجمع الزوائد ج ١ ص ١٠١، الترغیب والترہیب للمنذری رقم الحدیث: ٣٥٢٩، حافظ عسقلانی نے کہا اس کی سند جید ہے ج ١٢ ص ٦١، الاصابہ ج ٣ ص ٣٤٩، قدیم)۔

(١٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اور جس وقت کوئی لٹیرا کسی شریف آدمی کو لوٹتا ہے اور لوگ اس کی نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ٥٥٧٨، صحیح مسلم رقم الحدیث: ٥٧، سنن الترمذی رقم الحدیث: ٢٤٨٧، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٣٩٣٦، شعب الایمان رقم الحدیث: ٥٣٦٣، تاریخ دمشق الکبیر جز ٥ ص ٨٦، ٨٥، رقم الحدیث: ١٢٢٤١، ١٢٢٤، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤٢١ھ)

(١١) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا ظہور ہوتا ہے اس قوم کے دلوں میں رعب ڈال دیتا جاتا ہے اور جس قوم میں زنا بہ کثرت ہوتا ہے ان میں موت بہ کثرت ہوتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان سے رزق منقطع ہو جاتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلے کرتی ہے ان میں خون ریزی زیادہ ہوتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے ان پر اللہ دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج ٣ ص ٣٤٦، المؤطا رقم الحدیث: ١٠٢٠، الاستذکار ج ١٤ ص ٢١١۔ ٢١٠، رقم الحدیث: ٢٠٠٩٠)

(١٢) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے زیادہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اللہ کو شریک بناؤ حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، اس نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تم کھانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دو، اس نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو، پھر اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: آیت............ (الفرقان: ٦٨)

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہ کسی ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا اس کو عذاب کا سامنا ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم رحمۃ اللہ علیہ الحدیث: ٦٨٦١، صحیح مسلم رقم الحدیث: ٨٦، سنن الترمذی رقم رحمۃ اللہ علیہ الحدیث: ٣١٨٢، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٢٣١٠، سنن النسائی رقم الحدیث: ٤٠١٣، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ١٠٩٨٧)

(١٢) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زنا سے بچتے رہو، کیونکہ اس میں چار خصلتیں ہیں:

(١) اس سے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔

(٢) رزق منقطع ہو جاتا ہے۔

(۳) رحمان ناراض ہوتا ہے۔

(٤) اور دوزخ میں خلود ہوتا ہے۔ (یعنی بہت دیر تک رہنا)

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۰۹۲، مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٤، اس کی سند میں عمرو بن جمیع متروک ہے)

(١٤) حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عرب کی ہلاک ہونے والی عورتو! مجھے سب سے زیادہ تم پر زنا کا اور شہوت خفیہ (ریاکاری) کا خوف ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۲۲)

(١٥) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، بوڑھا، زانی، امام کذاب اور متکبر فقیر۔

(مسند البزار رقم الحدیث: ۱۳۰۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۲٤، مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٥)

(١٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل ذمہ پر ظلم کیا جائے تو دشمنوں کی حکومت ہوجائے گی اور جب کثرت کے ساتھ زنا کیا جائے گا تو لوگ بہ کثرت قید ہوں گے اور جب قوم لوط کا عمل بہ کثرت کیا جائے گا تو اللہ مخلوق کے اوپر سے اپنا ہاتھ اٹھائے گا، پھر یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتے ہیں۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۷۵۲، حافظ الہیثمی نے کہا اس کی سند میں عبدالخالق بن زید بن واقد ضعیف ہے، مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٥)

(١٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۸۳۹٦، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۰، حافظ الہیثمی نے کہا اس کی سند میں ایک راوی ہے موسیٰ بن سہل اس کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی ثقات ہیں)

(١٨) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ معمر زانی اور متکبر فقیر کی طرف نہیں دیکھے گا۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۱۳۱۹۰، حافظ الہیثمی نے کہا اس کا ایک راوی ابن لہیعہ ہے اس کی حدیث حسن بھی ہوتی ہے اور ضعیف بھی مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٥)

(١٩) حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا متکبر مسکین، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳٦، حافظ الہیثمی نے کہا اس کے ایک راوی الصباح بن خالد کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٥)

(٢٠) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا سات آسمان اور سات زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی فروج کی بدبو سے اہل دوزخ کو بھی ایذا ہوگی۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۱۵٤۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۷، مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٥)۔

(٢١) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدھی رات کو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ایک منادی ندا کرتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا ہو تو اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی سائل ہو تو

اس کو عطا کیا جائے، کوئی مصیبت زدہ ہو تو اس کی مصیبت دور کر دی جائے پس ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا قبول کر لی جائے گی سوا اس عورت کے جو پیسے لے کر زنا کراتی ہے اور سوا اس شخص کے جو ظالمانہ ٹیکس لیتا ہے۔ (مسند احمد ج ٤ ص ٢٢، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ٢٧٩، حافظ منذری نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے الترغیب والترہیب ج ارقم الحدیث: ١١٦٣، مجمع الزوائد ج ٣ ص ٨٨)

(٢٢) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی و نے فرمایا زانیوں کے چہروں میں آگ بھڑک رہی ہوگی۔ (الترغیب والترہیب ج ٣ رقم الحدیث: ٣٥٢٤، مجمع الزوائد ج ٦ ص ٢٥٥، اس کی سند پر اعتراض ہے)

(٢٣) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا فقر پیدا کرتا ہے۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ٥٤١٨، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ٣٥٢٥)

(٢٤) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سویا ہوا تھا میرے پاس دو شخص آئے ان دونوں نے مجھے میری بغلوں سے پکڑ کر اٹھایا اور مجھے ایک سخت چڑھائی والے پہاڑ پر لے گئے، اور مجھ سے کہا اس پر چڑھیے میں نے کہا اس میں کی طاقت نہیں رکھتا، انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے چڑھنا آسان کر دیں گے، پھر میں چڑھا حتیٰ کہ میں اس پہاڑ کے وسط میں پہنچ گیا، ناگاہ میں نے بہت زور کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ دوزخ کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ہیں، (الی قولہ) ہم چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آرہی تھی، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ مقتولین کفار ہیں، پھر مجھے آگے لے گئے وہاں ایسے لوگ تھے جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آرہی تھی گویا کہ وہ پاخانے کی بدبو تھی میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں ہیں: الحدیث (صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ١٩٨٦، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٧٤٨٥)

(٢٥) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے گویا کہ وہ اس کے اوپر سائبان ہو اور جب وہ اس سے توبہ کرتا ہے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٦٩٠، سنن الترمذی رقم الحدیث: ٢٦٢٧، المستدرک ج ١ ص ٢٢، سنن بیہقی ج ١٠ ص ٣٦٦)

(٢٦) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ہم اکٹھے جاتے۔ آپ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں سے ملاپ رکھو، رشتہ داروں سے میل جول سے زیادہ جلد پہنچنے والا اور کوئی ثواب نہیں ہے اور بغاوت سے (یا زنا سے) بچو کیونکہ اس سے زیادہ جلد پہنچنے والا اور کوئی عذاب نہیں ہے، اور تم ماں باپ کی نافرمانی سے بچو کیونکہ ایک ہزار سال کی مسافت سے جنت کی خوشبو آتی ہے اور ماں کبریائی صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ٣ رقم الحدیث: ٣٠١٩، مجمع الزوائد ج ٥ ص ١٢٥)

(٢٧) راشد بن سعد المقرائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن کی کھال آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھی۔ میں نے کہا اے جبریل سے گزرا جس سے سخت بدبو آرہی تھی میں نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کرانے کے لئے خود کو مزین کرتی تھیں اور وہ

کام کرتی تھیں جوان کے لئے جائز نہ تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۶۷۵، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۳)

(۲۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عادتاً زنا کرنے والا بت پرست کی مثل ہے۔ (مساوی الاخلاق للخرائطی رقم الحدیث: ۴۷۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۱، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر ج ۲۳ ص ۱۷۲ رقم الحدیث: ۴۹۳۱ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

حافظ منذری نے کہا صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عادی شرابی بت پرست کی طرح اللہ سے ملاقات کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ زنا شراب نوشی سے بڑا گناہ ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۷، بیروت، ۱۴۱۴ھ)

(۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بستی میں زنا اور سود کا ظہور ہو انہوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کرلیا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(المستدرک ج ۲ ص ۳۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۴۲۳، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۴۱۷)

(۳۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں زنا اور سود کا ظہور ہوا انہوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کرلیا۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۴۹۸۱، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۴، ۲۷۷۰، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۱۸)

(۳۱) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم زنا کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ حرام ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔ یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اگر کوئی شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو یہ اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے (یعنی ان کی اس کی سزا اس سے کم ہے) کہ وہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

(مسند احمد ج ۶ ص ۸، اس کے راوی ثقات ہیں، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۷)

(۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے گا، اس کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا اور نہ اس کو پاک کرے گا اور فرمائے گا دوزخ میں دوزخیوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (مساوی الاخلاق للخرائطی رقم الحدیث: ۴۰۵، مسند الفردوس الدیلمی رقم الحدیث: ۲۳۷۱، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۸)۔

(۳۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا جس کا شوہر غائب ہو، قیامت کے دن اللہ ایک اژدھے کو اس کے اوپر قادر کردے گا۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۲۷۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۲۳۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۹، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۸)

(۳۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھتا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو قیامت کے اژدھوں میں سے کوئی سیاہ اژدھا جھنجھوڑ رہا ہو۔ (الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۰، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقات ہیں، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۸)۔

(۳۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجاہدین کی بیویوں کی حرمت، جہاد پر نہ

جانے والوں کے لیے ان کی ماؤں کی مثل ہے اور مجاہد جس شخص کے اوپر اپنی اہلیہ کو چھوڑ کر جائے اور وہ اس میں خیانت کرے تو اس کو قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گا، لے لے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ کیا تم ایسا سمجھتے ہو کہ وہ اس کی نیکی چھوڑ دے گا؟ (صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۸۷۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۲۴۹۶، سنن نسائی رقم الحدیث:۳۱۸۹)

(۳۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک عابد نے ساٹھ سال اپنے گرجے میں اللہ کی عبادت کی، پھر بارش ہوئی اور زمین سرسبز ہوگئی۔ راہب نے اپنے گرجے سے باہر جھانکا اور سوچا کہ میں گرجے سے باہر نکل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں اور زیادہ نیکی حاصل کروں۔ وہ گرجے سے اُترا، اس کے ہاتھ میں ایک روٹی یا دو روٹیاں تھیں، جس وقت وہ باہر کھڑا تھا تو ایک عورت آکر اس سے ملی وہ دونوں ایک دوسرے سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ اس عابد نے اس سے اپنی خواہش پوری کر لی، پھر اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر وہ ایک ترم تالاب میں نہایا، اس کے بعد ایک سائل آیا تو اس نے ان دو روٹیوں کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کی ساٹھ سال کی عبادت کا زنا کے گناہ کے ساتھ وزن کیا گیا تو گناہ کا پلڑہ بھاری نکلا، پھر ان روٹیوں کی نیکی کا وزن کیا گیا تو نیکیوں کا پلڑہ بھاری نکلا سو اس کو بخش دیا گیا۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا بیان ہے ساٹھ سال کی عبادت ایک زنا کے گناہ سے ضائع کر دی اور دو روٹیوں کو صدقہ کرنے کی نیکی سے اس کے گناہ بخش دیا، وہ جس گناہ پر چاہے پکڑ لیتا ہے اور جس نیکی کو چاہتا ہے نواز دیتا ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث:۳۷۰، الترغیب والترہیب رقم الحدیث:۳۰۳۱، ۱۳۸۷، ۱۲۹۹)

(۳۷) شعبی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم (سنگسار) کیا تو کہا میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے رجم کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۸۱۲)

(۳۷) شیبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم (سنگسار) کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے سوچا سورۂ نور کے نزول سے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۲۸۱۳، صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۷۰۲)

اس سوال کا منشاء یہ ہے کہ اگر رجم سورۂ نور کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے تو ہوسکتا ہے کہ سورۂ نور کے نازل ہونے کے بعد وہ منسوخ ہوگیا ہو کیونکہ سورۂ نور میں زانیوں کو کوڑے مارنے کا حکم ہے اور اگر سورۂ نور کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سو کوڑے مارنے کا حکم رجم کرنے کے منافی نہیں ہے یعنی کنوارے اگر زنا کریں تو ان کو سو کوڑے مارے جائیں اور اگر شادہ شدہ زنا کریں تو ان کو رجم (سنگ سار) کیا جائے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ سورۂ نور کے نزول کے بعد رجم کیا گیا ہے کیونکہ سورۂ نور کے نزول کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں کہ تین قول ہیں، ۴ ہجری، ۵ ہجری اور ۶ ہجری اور صحیح یہ ہے کہ سورۂ نور شعبان ۵ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور رجم اس کے بعد کیا گیا ہے کیونکہ رجم کے موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ ۷ ہجری میں اسلام لائے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے ساتھ ۹ ہجری میں مدینہ آئے تھے۔ (فتح الباری ج ۱۴ ص ۷۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ)

(۳۹) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

اور اس نے بتایا کہ وہ زنا کر چکا ہے اور اس نے چار مرتبہ قسم کھا کر اپنے متعلق زنا کرنے کا اقرار کیا اور وہ شخص شادی شدہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو رجم (پتھر مار مار کر ہلاک) کر دیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤١٨، سنن الترمذی رقم الحدیث: ١٤٣٢، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٧١٥٨، مسند احمد رقم الحدیث: ١٥١٥٠، عالم الکتب بیروت)

(٤٠) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے حکم لو، مجھ سے حکم لو، اللہ نے زنا کرنے والیوں کی سزا کی راہ بیان فرما دی اگر کنواری کنوارے کے ساتھ زنا کرے تو ان کو سو کوڑے مارو، اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دو، اور اگر شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو ان کو رجم (سنگسار) کر دو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٢٩٠، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤١٦، ٤٤١٥، سنن الترمذی رقم الحدیث: ١٤٣٤، سنن الترمذی رقم الحدیث: ١٤٣٤، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ١١٠٩٣، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٢٥٥٠)

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے زانیہ عورتوں کے متعلق فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی سزا کی سبیل بیان فرمائے گا اس حدیث میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا کی راہ بیان کر دی ہے اور اپنا وعدہ پورا فرما دیا ہے، سورۃ النساء کی وہ آیت یہ ہے:

(النساء: ١٥)

تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان کے خلاف تم اپنوں میں سے چار گواہ طلب کرو، پس اگر وہ شہادت دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو حتیٰ کہ موت ان کی زندگیاں پوری کر دے یا اللہ ان کو کوئی اور سزا مقرر فرما دے۔

سو جس سزا کے مقرر کرنے کا سورۃ نساء میں ذکر کیا گیا تھا وہ کنواری عورت کو کوڑے مارنے اور شادی شدہ کا رجم کرنے کا حکم ہے۔ کوڑے مارنے کا حکم سورۃ نور میں ہے اور رجم کرنے کا ذکر ان احادیث میں ہے، ہم نے رجم کے ثبوت میں ٥٣ احادیث مرفوعہ، ٤ آثار صحابہ اور ٥ فتاویٰ تابعین ذکر کیے ہیں، ان کی تفصیل شرح صحیح مسلم ج ٤ ص ٨١٦۔٨٠٤ میں مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ اور یہ اس قدر کثیر احادیث اور آثار ہیں کہ یہ کہنا صحیح ہے کہ رجم کا حکم تواتر سے ثابت ہے۔

میں نے یہاں پر زنا کی ممانعت اور اس کی دنیاوی اور اُخروی سزا کے متعلق چالیس احادیث ذکر کی ہیں، احادیث تو ان کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن نبی ﷺ نے چالیس احادیث کی تبلیغ کرنے پر جو نوید سنائی ہے میں نے اس کے حصول کی امید میں چالیس احادیث ذکر کی ہیں، وہ حدیث یہ ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جس شخص نے میری امت کو اُن کے دین سے متعلق چالیس حدیثیں پہنچائیں، اللہ اس کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ فقیہ ہوگا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ١٧٢٦، ١٧٢٥، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر جز ٥٤ ص ١١١، ٩٩، رقم الحدیث: ١١٨٢٨، ١١٨٣٨، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤٢١ھ، المطالب العالیہ رقم الحدیث: ٣٠٧٦، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ٨٦٣٧، حافظ سیوطی نے اس حدیث کو صحیح ہونے کی رمز کی ہے، جمع الجوامع رقم الحدیث: ٢١٨٥٨، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ٢٥٨)

یہ چالیس احادیث میں نے زنا سے ترہیب اور تخویف کی ذکر کی ہیں آخر میں، میں زنا سے بچنے کی ترغیب کے سلسلہ میں بھی

ایک حدیث درج کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نظر کسی عورت کے حسن کی طرف (بلا قصد) پڑ جائے پھر وہ اپنی نظیر پھیر لے اللہ اس کے دل میں اس کی عبادت میں حلاوت اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۵٤٣۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱٤۱۰ھ)

زنا کی حد میں عورت کے ذکر کو مقدم کرنے کی توجیہ

قرآن مجید میں احکام بیان کرنے کا عام اسلوب یہ ہے کہ صرف مردوں پر کسی حکم کو فرض کیا جاتا ہے اور عورتیں اس حکم میں بالتبع داخل ہو جاتی ہیں لیکن اس آیت میں زنا کرنے والی عورتوں اور مردوں دونوں کا ذکر کیا گیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ عورتوں کے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں زنا کا سبب اور اس کا محرک عورت ہوتی ہے، عورت سے جنسی لذت حاصل کرنے کے لئے مرد فعل زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور (المائدہ: ۳۸) چور مرد اور چور عورت کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔

اس آیت میں چور مرد کا ذکر چور عورت سے پہلے فرمایا کیونکہ اکثر و بیشتر اس فعل کو صدور مرد سے ہوتا ہے۔

کوڑے مارنے کے مسائل اور فقہی احکام

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس چیز کے ساتھ کوڑے لگائے جائیں گے، وہ چابک ہو یا درخت کی شاخ اور وہ چابک یا شاخ متوسط ہو نہ بہت سخت ہو، نہ بہت نرم ہو۔ حدیث میں ہے:

امام مالک، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص نے اپنے اوپر زنا کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مارنے کے لئے ایک چابک منگوایا تو ایک ٹوٹا ہوا چابک لایا گیا، آپ نے فرمایا اس سے سخت لاؤ تو درخت کی ایک نئی شاخ لائی گئی جس کے پھل بھی نہیں اُتارے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس سے ذرا کم لاؤ، پھر ایک استعمال شدہ اور نرم شاخ لائی گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کوڑے مارنے کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! اب وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ کی حدود کے ارتکاب سے باز آ جاؤ اور جس شخص نے ان ناپاک کاموں میں سے کوئی کام کر لیا اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ستر کے ساتھ اپنا پردہ رکھے، کیونکہ جس کا جرم ہم پر ظاہر ہوگا، اس کے اوپر اللہ کی کتاب کو جاری کر دیں گے۔

(موطا امام مالک رقم الحدیث: ۱۵۸۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱٤۲۰ھ)

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس شخص پر کوڑے لگائے جائیں اس کے کپڑے اُتارے جائیں یا نہیں، امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے یہ کہا کہ اس کے کپڑے اور عورت کے کپڑے نہ اُتارے جائیں البتہ وہ کپڑے اُتار دیئے جائیں جو ضرب سے بچاتے ہوں۔ امام اوزاعی نے کہا مرد کے کپڑے اُتروانے میں امام کو اختیار ہے چاہے اس کے کپڑے اُتروائے چاہے نہیں۔ شعبی اور نخعی نے کپڑے اُتارنے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا کہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں غالباً ان کی مراد یہ ہے۔ ثوری بھی یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے جو کہا ہے کہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ مرد کے ستر کے علاوہ اس کے کپڑے اُتار دیئے جائیں۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ حد جاری کرتے وقت انسان کے کن اعضاء پر کوڑے مارے جائیں؟ امام مالک نے کہا کہ حدود اور تعزیرات میں صرف پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں۔ امام شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا کہ چہرے اور نازک اعضاء کے سوا تمام جسم پر کوڑے مارے جائیں، سر پر مارنے میں اختلاف ہے۔ جمہور نے کہا کہ سر کو بچایا جائے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ سر پر ضرب لگائی جائے، حضرت عمر اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ سر پر ضرب لگائی جائے، امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ھلال بن اُمیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کو پیش کیا، تب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف کے کوڑے لگائے جائیں گے، اس نے کہا یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے اوپر کسی مرد کو دیکھے تو کیا وہ گواہوں کو تلاش کرنے جائے گا؟ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ تم گناہوں کو پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف لگائی جائے گی، پھر لعان کے احکام نازل ہوئے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۶۷۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۵۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۷۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۲۴۷۷، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۸۲۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۴۵۱)

کوڑوں کے ساتھ ایسی ضرب لگائی جائے، جس سے چوٹ لگے، درد ہو لیکن زخم نہ آئے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ تمام قسم کی حدود میں ضرب مساوی ہو اس سے کوئی زخم نہ پڑے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ تعزیر میں سخت ضرب لگائی چاہیے، زنا کی ضرب شراب نوشی کی ضرب سے زیادہ شدید ہے اور شراب نوشی کی ضرب قذف (تہمت) کی ضرب سے زیادہ شدید ہے۔

پہلے شراب نوشی کی حد میں اختلاف تھا۔ عبدالرحمن بن ازھر بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو نشہ میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا جو آپ کے پاس تھے، تمہارے ہاتھ میں جو چیز آئے اس سے اس کو مارو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی اٹھا کر اس پر ماری، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو نشہ میں تھا، انہوں نے اس کو چالیس کوڑے مارے۔

ابن وبرہ کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا حضرت خالد بن ولید نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ لوگ اب شراب بہت پینے لگے ہیں اور اس کی سزا معمولی سمجھتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا یہ کبار اصحاب تمہارے سامنے بیٹھے ہیں ان سے پوچھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے کہ جب آدمی نشہ میں ہوتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو لوگوں پر تہمت لگاتا ہے اور تہمت لگانے والے کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔ حضرت عمر نے مجھ سے کہا حضرت علی نے جو کہا ہے وہ حضرت خالد کو پہنچا دو پھر انہوں نے اسی (۸۰) کوڑے مارے اور حضرت عمر نے بھی اسی (۸۰) کوڑے مارے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۱۵۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

زانی کو کوڑے مارنے کے بعد شہر بدر کرنے میں مذاہب فقہاء

اگر زانی مرد یا زانیہ عورت محصن نہ ہو تو قرآن مجید میں اس کی سزا سو کوڑے مارنا بیان فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(النور: ۲) زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کے سو کوڑے مارو۔

بعض احادیث میں سو کوڑے مارنے کے علاوہ ایک سال کے لئے شہر بدر کرنے کا بھی حکم ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۳۰۶ میں ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا غیر شادی کے زنا کی حد میں سو کوڑوں کے علاوہ شہر بدر کرنا بھی داخل ہے یا نہیں؟

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ غیر شادی شدہ کے زنا کرنے کی حد میں جمہور کا یہ نظریہ ہے کہ اس کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے شہر بدر بھی کیا جائے۔ خلفاء راشدین سے بھی یہی مروی ہے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے، فقہاء تابعین میں سے عطاء، طاؤس، ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور ابو ثور کا بھی یہی نظریہ ہے۔ امام اشافعی اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور یہی امام احمد کا مذہب ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد بن حسن یہ کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں کو شہر بدر کرنا انہیں فتنہ میں ڈالنے کے لئے کافی ہے، اور ابن مسیب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب نوشی کی بناء پر خیبر میں جلاوطن کر دیا۔ وہ ہرقل کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا تب حضرت عمر نے فرمایا: اس کے بعد میں کبھی کسی کو شہر بدر نہیں کروں گا۔ نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کوڑے لگانے کا حکم دیا ہے اور اگر شہر بدر کرنے کو واجب قرار دیا جائے تو نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ۱۰ ص۔ ۱۳۰، دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ)

زانی اور زانیہ کو شہر بدر کرنے میں فقہاء احناف کا موقف اور دلائل

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی (صاحب ہدایہ) لکھتے ہیں: غیر شادی شدہ کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع نہیں کیا جائے گا امام شافعی حد میں ان دونوں سزاؤں کو جمع کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع ترمذی)

کنوارہ کنواری کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دو۔

نیز اس سے زنا کا دروازہ بند ہو جائے گا، کیونکہ دوسرے شہر میں ان کے جان پہچان والے کم ہوں گے۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاجلدوا پس کوڑے مارو، اللہ تعالیٰ نے کل سزا سو کوڑے بیان کی ہے اور اس کے علاوہ کنوارے شخص کی اور کوئی سزا بیان نہیں کی (پس اگر ایک سال شہر بدر کرنے کو زنا کی حد کا جز قرار دیا جائے تو اخبار آحاد سے نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی اور یہ جائز نہیں ہے، اس کے برخلاف شادی شدہ کو رجم کرنا اخبار آحاد سے نہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ سے قرآن مجید کے عام کو خاص کرنا جائز ہے، اس لئے یہ کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں الزانی سے مراد کنوارہ زانی ہے اور کوڑے مارنے کا حکم کنواروں کے بارے میں ہے اور شادی زدہ زانی کی سزا یعنی اس کو رجم کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت کی جائے گی۔

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں: زانی کو شہر بدر کرنا زنا کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے کیونکہ اپنے شہر میں تو خاندان والوں سے حیا آئے گی اور دوسرے شہر میں اس کو زنا کرنے سے کوئی حجاب نہیں ہوگا۔ نیز دوسرے شہر میں اس کے کھانے، پینے، رہائش، کپڑوں اور علاج معالجہ کی ضروریات کا کوئی کفیل نہیں ہوگا اس وجہ سے یہ خطرہ ہے کہ شہر بدر کی ہوئی عورتیں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زنا کو کسب معاش بنالیں اور یہ زنا کی بدترین قسم ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے شہر بدر کرنا کافی ہے۔ اور جس حدیث میں کنوارے کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع کیا ہے وہ اسی طرح منسوخ ہے جس طرح اس حدیث کا وہ حصہ منسوخ ہے جس میں شادی شدہ کی حد میں رجم اور کوڑوں کو جمع کیا گیا ہے، کیونکہ پوری حدیث اس طرح ہے کنوارہ، کنواری کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کردو۔ اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور پتھروں سے رجم کردو۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

علامہ ابوالحسن کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حدیث میں کوڑے مارنے کے ساتھ شہر بدر کرنے کا حکم ہے اسی حدیث میں رجم کے ساتھ کوڑے مارنے کا بھی ذکر ہے اور جب جمہور فقہاء باوجود اس حدیث کے رجم کی سزا کے ساتھ کوڑے مارنے کا اضافہ نہیں کرتے تو کنوارے کی سزا میں کوڑے مارنے کے ساتھ شہر بدر کرنے کا اضافہ کیوں کرتے ہیں۔ یہ صراحتاً ترجیح بلا مرجح ہے بلکہ ترجیح یا بالمرجوع ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ذکر کردہ حد پر زیادتی لازم آتی ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواسی زیر بحث حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: شادی شدہ کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کو جمع کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے کہا ان کو جمع کرنا واجب ہے پہلے کوڑے لگائے جائیں پھر رجم کیا جائے۔ حضرت علی، حسن بصری، اسحاق بن راہویہ، داؤد، اہل ظاہر اور بعض اصحاب شافعی کا یہی قول ہے، اور جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ صرف رجم کرنا واجب ہے۔ قاضی عیاض نے بعض محدثین سے نقل کیا ہے کہ جب شادی شدہ زانی بوڑھا ہو تو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے اور اگر جوان ہو تو صرف رجم کیا جائے۔ یہ مذہب باطل اور بے اصل ہے۔ اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث کثیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے شادی شدہ کو صرف رجم کرنے پر اقتصار کیا جیسا کہ حضرت ماعز اور غامدیہ کے قصہ سے ظاہر ہے (صحیح مسلم ج ۲ ص ٦٥ مطبوعہ نور محمد) نیز احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر شادی شدہ کو صرف کوڑے مارے اور شہر بدر نہیں کیا اور کثیر آثار صحابہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ عنقریب واضح کریں گے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی (صاحب ہدایہ) لکھتے ہیں: ہاں! اگر امام کے نزدیک شہر بدر کرنے میں مصلحت ہو تو وہ جس قدر عرصہ مناسب سمجھے شہر بدر کرسکتا ہے، یہ تعزیر اور سیاست ہے کیونکہ بعض اوقات اس کا فائدہ ہوتا ہے اس لئے یہ امر امام کی رائے پر موقوف ہے اور بعض صحابہ سے جو شہر بدر کرنے کی روایت ہے وہ بھی تعزیر اور سیاست پر محمول ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۴۹۳۔ ۴۹۲، مکتبہ امدادیہ ملتان)

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات اور فقہاء احناف کے دلائل

ائمہ ثلاثہ نے شہر بدر کرنے کی جن روایات سے استدلال کیا ہے وہ صرف تین صحابہ کی روایات ہیں حضرت عبادہ بن صامت،

حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ، اور جو روایت صرف تین صحابہ سے مروی ہو وہ خبر متواتر یا خبر مشہور نہیں ہے صرف خبر واحد ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ احادیث خبر مشہور ہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ نبی نے کسی غیر شادی شدہ زانی کو شہر بدر کیا یا شہر بدر کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فعل بطور حد کیا ہو بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے یہ فعل بطور تعزیر کیا ہو لہٰذا ان احادیث سے شہر بدر کرنے کا حد ہونا ثابت نہیں ہوا۔

غیر شادی شدہ زانی کو صرف کوڑے مارنے کے ثبوت میں احادیث

امام ابوداؤد کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے جس کا اس نے نام بھی لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے پاس کسی شخص کو بھیج کر اس سے اس کے متعلق پوچھا اُس عورت کا زنا کرنے سے انکار کیا تو آپ نے اس شخص کو کوڑے مارے اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:٤٤٦٦، بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو بکر بن لیث کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چار بار یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے پھر آپ نے فرمایا: اس عورت کے خلاف گواہ لاؤ، عورت نے کہا خدا کی قسم یارسول اللہ! یہ شخص جھوٹا ہے، پھر آپ نے اسی کو اسی کوڑے حد قذف لگائی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:٤٤٦٧)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو بکر لیث کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چار با یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے پھر آپ نے فرمایا: اس عورت کے خلاف گمراہ لاؤ، عورت نے کہا خدا کی قسم یارسول اللہ! یہ شخص جھوٹا ہے، پھر آپ نے اس کو اسی کوڑے حد قذف لگائی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:٤٤٦٧)

حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ اگر غیر شادی شدہ باندی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو، اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو، پھر اس کو بیچ دو خواہ رسی کے ایک ٹکڑے کے عوض بیچنا پڑے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث:٢٨٣٧، صحیح مسلم رقم الحدیث:١٧٠٤، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:٤٤٦٩، سنن الترمذی رقم الحدیث:١٤٣٣)

ان دونوں حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر محصن کو حد میں سو کوڑے مارے یا سو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا نہ شہر بدر کرنے کا حکم دیا اس لئے جن احادیث میں شہر بدر کرنے کا حکم ہے وہ سیاست پر محمول ہیں۔

رجم کی تحقیق

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ مسلمان مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی حد رجم ہے اور فقہاء اسلام میں سے

کسی مستند شخص نے اس اجماع کی مخالفت نہیں کی۔ بعض خارجیوں نے اس اجماع کی اگر مخالفت کی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ ہمارے زمانے میں منکرینِ حدیث کی ایک جماعت پیدا ہوئی جنہوں نے سنت کی حجیت کا انکار کیا اور مستشرقین نے اسلام کے خلاف جو کچھ زہر اُگلا اس کو انہوں نے قبول کرلیا۔ ان لوگوں نے جہاں اسلام کے اور بہت سے اجماعی اور مسلمہ عقائد کا انکار کیا ہے ان میں سے ایک رجم کا مسئلہ ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں زانی کی سزا صرف کوڑے مارنا ہے اور جن احادیث میں رجم کا ذکر ہے وہ اخبار آحاد ہیں اور خبر واحد سے قرآن مجید کو منسوخ کرنا جائز نہیں ہے۔

منکرین سنت کا یہ قول قطعاً باطل اور مردود ہے اوّل تو یہ غلط ہے کہ قرآن مجید میں رجم کا اصلاً ذکر نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاراً رجم کا ذکر موجود ہے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہم واضح کریں گے اور ثانیاً یہ مفروضہ بھی غلط ہے کہ رجم کا حکم اخبار آحاد سے ثابت ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رم کا حکم پچاس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اور یہ احادیث معناً اخبار متواترہ ہیں۔

قرآن مجید سے رجم کا ثبوت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (المائدۃ: ٤٣)

اور وہ کیسے آپ کو منصف بنائیں گے حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے!

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ٤٣٢٥ میں ہے) یہود زنا کرنے والوں سے یہ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا اور اگر رجم کا حکم دیں تو ان سے دور رہنا۔

علامہ ابن کثیر نے ان آیات کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ سنن ابوداؤد میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کا مقدمہ لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ نے فرمایا تم اپنے مذہب کے دو سب سے بڑے عالموں کو لاؤ وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لائے آپ نے ان کو قسم دے کر پوچھا ان زنا کرنے والوں کا حکم تورات میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں ہے کہ جب چار آدمی یہ گواہی دیں کہ انہوں نے ان کو اس طرح زنا کرتے دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے تو ان کو رجم کر دیا جائے، آپ نے فرمایا تم ان کو رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا ہماری حکومت چلی گئی اور ہم قتل کو ناپسند کرتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہوں کو بلایا اور چار آدمیوں نے آکر یہ گواہی دی کہ انہوں نے اس طرح دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے، تب رسول اللہ و نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات کے حکم کے مطابق انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔

(تفسیر ابن کثیر ج ٢ ص ٢٩ـ٢٨، دار الفکر بیروت، ١٤١٩ھ)

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (تفسیر کبیر ج ٤ ص ٣٦٢)

اس آیت میں حکم اللہ سے مراد بالخصوص رجم ہے کیونکہ یہودیوں نے رخصت حاصل کرنے کے لئے آپ کو حکم بنایا تھا۔

قرآن مجید اور احادیث میں جو یہ ذکر ہے کہ تورات میں حکم اللہ یعنی رجم موجود ہو، اس کی تفصیل تورات میں حسب ذیل ہے:

پر اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے۔ تو وہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازہ پر

نکال لائیں اور اس کے شہر کے لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مرجائے کیونکہ اس نے اسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ کے گھر میں فاحشہ پن کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا (استثناء: ۲۲۔۲۱)

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مرجائیں لڑکی کو اس لیے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لئے کہ اس نے اپنی ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا (استثناء: ۲٤۔۲۳)

یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ تورات میں آج تک یہ آیت موجود ہے حالانکہ ہر دور میں تورات میں تحریف ہوتی رہی، بلکہ قدرتِ خداوندی دیکھئے کہ یہ آیت انجیل میں بھی موجود ہے، یوحنا کی انجیل میں ہے:

اور فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی اور اسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا اے استاد! یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے؟ انہوں نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا تا کہ اس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں مگر یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا جب وہ اس سے سوال کرتے ہی رہے تو اس نے سیدھے ہو کر ان سے کہا کہ جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کو پتھر مارے

(یوحنا: باب ۸ آیت: ۸۔۲)

تورات اور انجیل کے ان اقتباسات سے یہ واضح ہو گیا کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم پچھلی آسمانی کتابوں میں موجود تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اس وقت (نزولِ قرآن کے وقت) کی موجودہ کتابوں کا جو مصدق قرار دیا ہے وہ اسی حکم کے اعتبار سے ہے اور اللہ کی قدرت ہے کہ ہزار ہا تحریفات کے باوجود رجم کا یہ حکم تورات اور انجیل میں آج بھی موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دو زانی یہودیوں کے متعلق جو رجم کا فیصلہ فرمایا تھا اس کے متعلق سورۂ مائدہ میں جو آیات نازل ہوئی تھیں، اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (المائدہ: ٤۸)

ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے اور آنحالیکہ یہ ان آسمانی کتابوں کی مصدق اور نگہبان ہے جو اس کے سامنے ہیں سو آپ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے اور جو حق کے پاس آیا ہے، اس سے دور ہو کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ لگیے۔

نبی ﷺ کے سامنے آسمانی کتابیں تورات اور انجیل موجود تھیں اور خود قرآن مجید ناطق اور شاہد ہے کہ ان کتابوں میں تحریف کی جا چکی ہے، ان کے باوجود قرآن مجید فرماتا ہے کہ قرآن کا مصدق اور نگہبان ہے اور جس چیز کا قرآن مجید مصدق ہے وہ رجم کا حکم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم اللہ قرار دیا ہے اور اسی کا قرآن مجید نگہبان ہے اور یہ وجہ ہے کہ آئے دن کی تحریفات کے باوجود تورات اور انجیل میں رجم کا حکم آج بھی موجود ہے اور یہ قرآن مجید کا معجزہ اور اس کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

رجم کی منسوخ التلاوت آیت

امام بیہقی متوفی ٤۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عرض کیا: اس آیت کو لکھ دیجئے تو آپ نے اس بات کو ناپسند کیا، اور جب غیر شادی شدہ بوڑھا زنا کرے تو اس کو صرف کوڑے لگائے جاتے ہیں اور جب شادی شدہ شخص زنا کرے تو اس کو رجم کیا جاتا ہے، اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا۔ (المستدرک ج ٤ ص ٣٦٠، مکہ مکرمہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدد طرق اور اسانید سے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس کے منسوخ التلاوت ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے الفاظ میں اختلاف ہے بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:

انہوں نے جو لذت حاصل کی ہے (اس وجہ سے رجم کرو)

نیز اس آیت کے الفاظ کے عموم پر عمل نہیں ہوتا کیونکہ مطلقاً بوڑھے شخص کو رجم نہیں کیا جاتا بلکہ اس بوڑھے شخص کو رجم کیا جاتا ہے جو شادی شدہ ہو اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں، جیسا کہ حضرت عمرو بن العاص نے واضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ (فتح الباری ج ١٢ ص ١٤٣، لاہور)

اس آیت کے منسوخ التلاوت ہونے پر ایک دفعہ ایک فاضل شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ حدیث میں ہے: (مشکوٰۃ ص ٣٢)

میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا

پھر حدیث سے یہ آیت کیسی منسوخ ہوگئی؟ میں نے اس کے جواب میں کہا کلام اللہ سے مراد قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کے الفاظ منضبط ہیں اور وہ الفاظ تواتر سے ثابت ہیں اور اس آیت کے الفاظ غیر منضبط ہیں اور ان الفاظ کا ثبوت تواتر سے نہیں ہے اس لئے یہ الفاظ قرآن مجید نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے منسوخ التلاوت ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

آیت رجم کی بحث

میرے شیخ علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا: لوگو! میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا کہنا میرے لئے مقدر کر دیا گیا ہے، میں نہیں جانتا شاید میری موت میرے سامنے ہو، جو شخص میرے بات کو سمجھ کر اسے یاد رکھے اسے چاہیے کہ جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہو وہاں تک میری بات لوگوں کو بتا دے اور جسے خوف ہو کہ اس بات کو نہ سمجھ سکے گا تو میں اسے اپنے اوپر جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا وہ بات یہ ہے کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس میں رجم کی آیت بھی تھی، ہم نے وہ آیت پڑھی اور اسے سمجھ اور اسے یاد رکھا، رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور حضور کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے خوف ہے کہ طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی کہنے والا کہہ دے کہ خدا کی قسم اللہ کی کتاب میں ہم رجم کی آیت نہیں پاتے تو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں۔ اللہ کی کتاب میں رجم برحق ہے ہر اس آزاد مرد اور عورت پر جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا، بشرطیکہ شرعی گواہ قائم ہو جائیں یا (عورت کا) حمل ظاہر ہو جائے یا اقرار ہو۔ (بخاری شریف جلد ثانی ص ١٠٠٩، صحیح مسلم ج ٢ ص ٦٥، موطا امام مالک ص ٦٨٥)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن مجید کی آیت الزانیۃ والزانی میں سو کوڑوں کی سزا کا ذکر آزاد غیر شادی شدہ زانی

اور زانیہ کے لیے ہی ہے اور رجم کی سزا کا تعلق غیر شادی شدہ سے نہیں بلکہ وہ شادی شدہ کے لئے مخصوص ہے۔ صرف اتنی بات میں وارد ہے اور ہم بارہا بتا چکے ہیں کہ وہ احادیث جن میں رجم کی سزا مذکور ہے وہ متواتر المعنی ہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت ہیں جس طرح قرآن کی آیات وحی الٰہی ہیں اسی طرح سنت اور حدیث نبوی بھی وحی الٰہی ہے اور اسی بناء پر اس کا دلیل شرعی ہونا ہم قرآن مجید سے ثابت کر چکے ہیں، جو چیز قرآن سے ثابت ہو، اس سے جس حکم کا ثبوت ہو جائے وہ عین قرآن کے مطابق ہے، اسے خلافِ قرآن کہنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

دیکھئے قبلہ اولیٰ کے قبلہ ہونے کا حکم قرآن میں وارد نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے، اسی طرح پانچ نمازیں، ان کی تعداد رکعات اور ادا کرنے کی ترتیب مثلاً نماز میں رکوع، سجود، قیام اور قعود اور ان سب ارکان کی ترتیب سب سنت نبوی سے ثابت ہے، اگر سنت اور حدیث کو نظر انداز کر کے صرف اقیمو الصلوٰۃ اور اتو الزکوٰۃ کو سامنے رکھ لیا جائے تو نہ اقامت صلوٰۃ کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے نہ ہی ایتاء زکوٰۃ کے فریضہ سے سبکدوش ہونا ممکن ہے اس لئے سنت اور حدیث کو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا تا کہ قرآن کے معنی سمجھ میں آ جائیں اور مرادِ الٰہی کے مطابق احکام قرآنیہ پر عمل کرنا ممکن ہو۔

آیت رجم کا نزول اور اس کا منسوخ التلاوت ہونا احادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود ہم نزول الفاظ اور نسخ تلاوت کے قطعی اور متواترہ کا قول نہیں کرتے لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ رجم کے معنی تواتر اور قطعیت کے ساتھ قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (المائدہ:۴۳)

اور اے رسول وہ یہودی کس طرح آپ کو اپنا حکم بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، جس میں اللہ کا حکم پایا جاتا ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۴۰۰-۳۹۹، مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۴۰۷ھ)

رجم کی احادیث متواترہ

رجم کی صحیح مرفوع متصل احادیث ترپین (۵۳) صحابہ سے مروی ہیں جن کو مسلم اور مستند جلیل القدر محدثین نے اپنی تصانیف میں متعدد اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ ثقہ تابعین کی چودہ (۱۴) مرسل روایات ہیں چودہ (۱۴) آثار صحابہ اور پانچ (۵) فتاویٰ تابعین ہیں جن کو اکابر محدثین اسانید کثیرہ کے ساتھ اپنی مصنفات میں درج کیا ہے یہ کل چھیاسی (۸۶) احادیث ہیں۔ ہم نے جن اعداد و شمار کا ذکر کیا ہے، یہ ان کتب احادیث سے حاصل کئے گئے ہیں جو ہمارے پاس موجود اور دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار کتب احادیث ہیں جو ہماری دسترس سے باہر ہیں اس لئے حتمی اور قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ رجم کے سلسلہ میں کتنی احادیث مرفوعہ، مرسلہ، آثار صحابہ اور فتاویٰ تابعین موجود ہیں۔ بہر حال ہم نے جو اعداد و شمار تتبع اور تلاش سے حاصل کئے ہیں ان کی بناء پر یہ اطمینان اور یقین ہو جاتا ہے کہ رجم کا ثبوت جن احادیث سے ہے وہ معناً متواتر ہیں اور اس عدد سے اس بات پر شرح صدر ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث اس قوت میں ہیں کہ ان سے قرآن مجید کی وضاحت کی جا سکتی ہے اور ان احادیث متواترہ کی بناء پر یہ قول صحیح اور برحق ہے کہ قرآن مجید میں جس زانیہ اور زانی کو سزا سو کوڑے مارنا بیان ہے اس سے آزاد اور غیر محصن (غیر شادی شدہ) زانی اور زانیہ مراد ہیں۔ رہے آزاد اور محصن (شادی شدہ) زانیہ اور زانی تو ان کی حد رجم کرنا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں

اس کا بیان ہے۔
منکرین رجم یہ شبہ وارد کرتے ہیں کہ سنت سے قرآن مجید کے عموم قطعی کی تخصیص کیسے کی جا سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ الزانیہ والزانی میں عموم قطعی نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں باندیوں کے زنا کی سزا کے متعلق ہے: (النساء: ۲۵) یعنی باندیوں کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔

یعنی باندیوں کی سزا پچاس کوڑے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آیت نور میں جو زانیوں کی سزا سو کوڑے بیان کی گئی ہے اس سے ہر زانی اور زانیہ مراد نہیں ہے بلکہ آزاد زانیہ اور زانی مراد ہے کیونکہ باندیوں کی سزا سورۃ نساء میں اس کی نصف بیان کی گئی ہے اور جب اس آیت میں خود قرآن مجید سے تخصیص ہوگئی تو اس کا عموم قطعی نہ رہا اور یہ ہر زانیہ اور زانی کو شامل نہیں ہے، اس لئے اگر سنت متواترہ سے اس میں تخصیص کی جائے اور اس بناء پر اس کو غیر شادی شدہ زانیوں کے ساتھ مختص قرار دیا جائے تو اس میں کیا استبعاد ہے!

رہے آزاد اور شادی شدہ زانی تو ان کی سزا رجم ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں اس کا بیان ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے نکاح کرے گا اور زانیہ عورت صرف زانی مرد یا مشرک مرد سے نکاح کرے گی اور مومنوں پر اس (نکاح) کو حرام کر دیا گیا ہے۔ (النور: ۳)

زانیہ کے لئے صرف زانی سے نکاح کی اجازت کی احادیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے ام مهزول نامی ایک عورت سے نکاح کرنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی وہ عورت زنا کرتی تھی اور اس پر اُجرت لیتی تھی تو نبی ﷺ نے اس شخص کے سامنے یہ آیت پڑھی: ....(النور: ۳)

(مسند احمد ج ۲ ص ۵۹ قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: ۶۴۸۰، ۷۰۹۹، ۷۱۰۰، شیخ احمد محمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اس کے راویوں کی توثیق بھی کی گئی ہے۔ حاشیہ مسند احمد ج ۶ ص ۳۵ ـ ۳۴، دار الحدیث قاہرہ، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۱۸۱۹، حافظ الہیثمی نے کہا امام احمد کی سند صحیح ہے، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۷۴، سنن بیہقی ج ۷ ص ۱۵۳، المستدرک ج ۲ ص ۳۹۶)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مرثد بن ابی مرثد ایک ایسا شخص تھا جو مکہ سے قیدیوں کو لا کر انہیں مدینہ پہنچاتا تھا، مکہ میں ایک زانیہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا وہ مرثد کی دوست تھی، اس نے مکہ کے کسی قیدی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کو مدینہ پہنچائے گا، اس نے کہا میں مکہ گیا حتیٰ کہ ایک چاندنی رات میں، میں مکہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے پہنچا پس عناق آ گئی۔ میں نے دیوار کے ساتھ کسی شخص کا سایا دیکھا تھا میں جب وہاں پہنچا تو میں نے اس کو پہچان لیا، اس نے کہا مرثد ہے؟ میں نے کہا مرثد ہوں، اس نے کہا خوش آمدید، میرے پاس آؤ، میں اس رات اس کے پاس ٹھہرا۔ میں نے اسے کہا اے عناق! اللہ نے زنا کو حرام کر دیا ہے، اس عورت نے (مکہ کے لوگوں سے) کہا اے خیمے والو! یہ شخص تمہارے قیدیوں کو چھڑا کر لے جاتا ہے، سو آٹھ آدمیوں نے میرا پیچھا کیا میں الخندمہ (مکہ کا ایک پہاڑ) کی طرف گیا اور کسی غار

میں گھس گیا وہ غار کے سر پر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے وہاں پیشاب کیا اور ان کا پیشاب میرے سر پر پڑا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے اندھا کر دیا، میں اپنے اس (قیدی) ساتھی کے پاس پلٹا وہ بہت بھاری جسم کا تھا حتیٰ کہ اذ کرگھاس کے پاس پہنچا اور میں نے اس کی بیڑیاں کھولیں، پھر میں اس کو اٹھا کر لے گیا اور وہ بھی میری مدد کرتا رہا، حتیٰ کہ میں اسے لے کر مدینہ پہنچ گیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا میں عناق سے نکاح کر لوں؟ میں نے یہ سوال دو مرتبہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور مجھ کوئی جواب نہیں دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوگئی: زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرک عورت سے نکاح کرے گا، اور زانیہ عورت صرف زانی مرد یا مشرک مرد سے نکاح کرے گی اور مومنوں پر اس (نکاح) کو حرام کر دیا گیا ہے۔ (النور: ۳)

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۷۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۵۱، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۲۲۸، المستدرک ج ۲ ص ۱۶۶، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۱۵۳)

زانیہ سے مومن کے نکاح کی ممانعت کی توجیہات

سورۃ النور: ۳، اور مذکور الصدر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان مرد زانیہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اور کوئی مسلمان عورت زانی مرد سے نکاح نہیں کر سکتی، اس مسئلہ میں فقہاء کے مسالک حسب ذیل ہیں:

(۱) یہ ممانعت عام نہیں ہے بلکہ ام مہزول اور عناق کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ابھی احادیث کے حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۲) ابوصالح نے کہا یہ ممانعت اہل الصفہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۳) حسن بصری نے کہا یہ ممانعت ہر زانی اور ہر زانیہ کے لئے عام نہیں ہے بلکہ اس زانی اور زانیہ کے ساتھ مخصوص ہے جس کو حد میں کوڑے لگ چکے ہوں اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس زانی کو کوڑے مارے جا چکے ہوں، وہ صرف اپنی مثل کے ساتھ نکاح کرے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۵۲، المستدرک ج ۲ ص ۲۶۶، مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۴، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۴۲۹۷)

(۴) اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اکثر اور غالب زنا کرنے والے اپنی مثل زانیہ سے ہی نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہیں۔ کرخی نے کہا ہے کہ فاسق خبیث جو زنا کرتا ہے وہ کسی نیک خاتون سے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتا، وہ اپنی مثل فاسقہ یا مشرکہ سے نکاح کرنے کو پسند کرتا ہے، اسی طرح فاسقہ خبیثہ عورت کسی نیک باشرع اور متقی مرد سے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتی بلکہ اس سے متنفر ہوتی ہے (جیسا کہ اس دور میں آزاد اور فیشن ایبل الٹرا ماڈرن لڑکیاں کسی نمازی داڑھی رکھنے والے شخص سے نکاح کرنے سے نفرت کرتی ہیں) بلکہ وہ اپنے جیسے فاسق (آزاد فیشن زدہ) مرد سے نکاح کرنے کو پسند کرتی ہیں اور یہ حکم عام، اکثر اور غالب افراد کے اعتبار سے ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نیک کام تو صرف پرہیز گار لوگ کرتے ہیں حالانکہ بعض اوقات فاسق لوگ بھی نیک کام کر لیتے ہیں، اسی طرح اس آیت کا محمل یہ ہے کہ زنا کرنے والا مرد اور زنا کرنے والی عورت صرف اپنے جیسے شخص سے نکاح کرنا پسند کرتے

ہیں۔

زانیہ سے مؤمن کے نکاح کی ممانعت کا منسوخ ہونا

(۵) علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ۶٦٧ھ لکھتے ہیں: (النور: ۳۲)

تم میں سے جو مرد اور عورت بے نکاح ہوں، ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا بھی۔

اس آیت میں مطلقاً بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ زنا کار ہوں یا نہ ہوں اور جن سے ان کا نکاح کیا جائے خواہ وہ زنا کار ہوں یا نہ ہوں۔

ابوجعفر النحاس نے کہا یہ اکثر فقہاء اور اہل فتویٰ کا قول ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہو اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور اس کے علاوہ دوسرے شخص کے لئے بھی اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عمر، سالم، جابر بن زید، عطا، طاؤس، امام مالک بن انس اور امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی قول ہے، امام شافعی نے کہا سعید بن مسیب کا قول صحیح ہے کہ یہ آیت ان شاء اللہ منسوخ ہے۔

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور دونوں کو سو سو کوڑے مارے پھر ان کا ایک دوسرے کیساتھ نکاح کر دیا اور ان کو ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیا۔ حضرت عمر، ابن مسعود اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس کا اول زنا ہے اور اس کا آخر نکاح ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی کے باغ سے پھل چوری کرے پھر اس کے مالک سے اس باغ کے پھل خرید لے، اس نے جو چوری کی تھی وہ حرام ہے اور جو مال خریدا ہے وہ حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی نے اسی اثر سے استدلال کیا ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج۱۲ ص۱۰۷۔۱۰۶ ملخصاً مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱٤۱۵ھ، تبیان القرآن، سورہ نور، لاہور)

4414- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ، عَنْ شِبْلٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: السَّبِيلُ: الْحَدُّ قَالَ سُفْيَانُ: (فَآذُوهُمَا) (النساء: 16): الْبِكْرَانِ. (فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ) (النساء: 15): الثَّيِّبَاتُ

۞۞ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''السبیل'' سے مراد حد ہے۔ سفیان کہتے ہیں: ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ، اس سے مراد یہ ہے: جب وہ کنوارے ہوں، ان کو گھروں میں روک لو، اس سے مراد وہ عورتیں ہیں، جو شادی شدہ ہوں۔

4415- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذُوا عَنِّي، خُذُوا

4415- إسناده صحيح. الحسن: هو ابن أبي الحسن البصري، وقتادة: هو ابن دعامة السدوسي، ويحيى: هو ابن سعيد القطان. وأخرجه مسلم (1690)، وابن ماجه (2550)، والنسائي في "الكبرى" (7105) من طريق قتادة بن دعامة، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي (7104) من طريق يونس بن عبيد، عن الحسن البصري، به. وهو في "مسند أحمد" (22666) و (22703)، و"صحيح ابن حبان" (4427) و (4443).

عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا: الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَمْيٌ بِالْحِجَارَةِ، وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھ سے احکام حاصل کرلو، مجھ سے احکام حاصل کرلو، اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے طریقہ مقرر کردیا ہے:

''شادی شدہ نے اگر شادی شدہ کے ساتھ زنا کیا ہو، تو انہیں ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور پتھر مارے جائیں گے، کنوارہ اگر کنواری کے ساتھ زنا کرتا ہے، تو ایک سو کوڑے لگائیں جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کردیا جائے گا''

4416 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ، بِإِسْنَادِ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ، قَالَ: جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

''ایک سو کوڑے ہوں گے اور سنگسار کرنا ہوگا''

4417 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ رَوْحِ بْنِ خُلَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْوَهْبِيَّ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِهَذَا الْحَدِيثِ - فَقَالَ نَاسٌ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: يَا أَبَا ثَابِتٍ، قَدْ نَزَلَتِ الْحُدُودُ، لَوْ أَنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ امْرَأَتِكَ رَجُلًا كَيْفَ كُنْتَ صَانِعًا؟ قَالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ حَتَّى يَسْكُتَا، أَفَأَنَا أَذْهَبُ فَأَجْمَعُ أَرْبَعَةَ شُهَدَاءَ؟ فَإِلَى ذَلِكَ قَدْ قَضَى الْحَاجَةَ، فَانْطَلَقُوا فَاجْتَمَعُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَمْ تَرَ إِلَى أَبِي ثَابِتٍ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا ثُمَّ قَالَ: لَا لَا، أَخَافُ أَنْ يَتَتَابَعَ فِيهَا السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ،

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى وَكِيعٌ، أَوَّلَ هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَإِنَّمَا هَذَا إِسْنَادُ حَدِيثِ ابْنِ الْمُحَبِّقِ، أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ لَيْسَ بِالْحَافِظِ، كَانَ قَصَّابًا بِوَاسِطَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: (جب یہ آیت نازل ہوئی:) تو کچھ لوگوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوثابت! حدود کا حکم نازل ہوگیا ہے، اگر آپ اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاتے ہیں، تو آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا: میں انہیں تلوار مار کر خاموش کردوں گا (یعنی قتل کردوں گا) کیا میں اس موقع پر چار گواہ ڈھونڈنے جاؤں گا؟ اتنی دیر تک وہ اپنی خواہش پوری کر کے چلا بھی گیا ہوگا، لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے

ہوئے ، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے ابوثابت کو ملاحظہ فرمایا؟ اس نے یہ بات کہی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (اس طرح کی صورت حال میں) گواہ کے طور پر تلوار ہی کافی ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ نشے کے شکار لوگ اور غصے کے تیز لوگ یکے بعد دیگرے ایسا کرنا شروع کر دیں گے"

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، یہ سند حضرت ابن محبق رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فضل بن دلہم نامی راوی حافظ حدیث نہیں ہے، یہ واسط میں قصاب تھا۔

4418- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، وَرَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ الزَّمَانُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللهُ تَعَالَى، فَالرَّجْمُ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا كَانَ مُحْصَنًا، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ، أَوِ اعْتِرَافٌ، وَايْمُ اللهِ، لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَكَتَبْتُهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا اور ان پر کتاب نازل کی، تو جو کچھ آپ پر نازل ہوا، اس میں سنگسار کرنے سے متعلق آیت بھی تھی، جسے ہم نے تلاوت کیا اور اسے محفوظ کیا، نبی اکرم ﷺ نے سنگسار کروایا، آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب طویل زمانہ گزر جائے گا، تو کوئی شخص یہ نہ کہے: کہ ہمیں اللہ کی کتاب میں سنگسار کرنے سے حکم کے متعلق آیت نہیں ملتی، تو وہ شخص ایک ایسے فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائے گا، جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا، سنگسار کرنا حق ہے، اس شخص کو جو زنا کا مرتکب ہوتا ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، جبکہ وہ شادی شدہ ہو اور اس کا جرم ثابت ہو جائے، یا عورت حاملہ ہو جائے، یا مجرم اعتراف کر لے، اللہ کی قسم! اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے، تو میں اس آیت کو نوٹ کروا دیتا۔

بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ

باب: حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنگسار کرنے کا تذکرہ

4419- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي، فَأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبِي:

ائْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَإِنَّمَا يُرِيدُ بِذَلِكَ رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجًا، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَعَادَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي زَنَيْتُ، فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللهِ، حَتَّى قَالَهَا أَرْبَعَ مِرَارٍ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَبِمَنْ؟ قَالَ: بِفُلَانَةٍ، فَقَالَ: هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ بَاشَرْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ جَامَعْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ، فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ جَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهُ، فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ، فَيَتُوبَ اللهُ عَلَيْهِ

❁❁ یزید بن نعیم ہزال اپنے والد (نعیم بن ہزال) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ میرے والد (حضرت ہزال رضی اللہ عنہ) کا زیر پرورش یتیم لڑکا تھا، اس نے قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کرلیا، تو میرے والد نے اس سے کہا: تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور تم نے جو کچھ کیا ہے، اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤ، تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں، میرے والد اس کے ذریعے یہ چاہتے تھے کہ اس کے لیے کوئی راستہ نکل آئے، راوی بیان کرتے ہیں: وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق مجھے پر سزا لاگو کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرلیا، اس نے دوبارہ عرض کی: یارسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے مطابق مجھے سزا دیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرلیا، اس نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم کے تحت مجھے سزا دیں، یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ یہ کلمات کہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے چار مرتبہ یہ کلمات کہہ دیے ہیں، تم نے کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں عورت کے ساتھ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس کے ساتھ لیٹے تھے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے ساتھ صحبت کی تھی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا، تو اسے پتھریلی زمین کی طرف لے جایا گیا جب اسے سنگسار کیا گیا اور اسے پتھر لگے، تو اسے تکلیف ہوئی تو وہ بھاگا، صرف عبداللہ بن انس اس تک پہنچ سکے، باقی لوگ اس تک نہیں پہنچ سکے، تو حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کا پایا نکالا، وہ اسے مار کر اسے قتل کردیا، پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ تاکہ وہ توبہ کرتا اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا۔

4420 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ذَكَرْتُ لِعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قِصَّةَ مَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ، فَقَالَ: لِي حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ مَنْ شِئْتُمْ مِنْ

رِجَالِ اَسْلَمَ مِمَّنْ لَا اَتَّهِمُ. قَالَ: وَلَمْ اَعْرِفْ هٰذَا الْحَدِيْثَ. قَالَ: فَجِئْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: اِنَّ رِجَالًا مِنْ اَسْلَمَ يُحَدِّثُوْنَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ حِيْنَ ذَكَرُوْا لَهُ جَزَعَ مَاعِزٍ مِنَ الْحِجَارَةِ حِيْنَ اَصَابَتْهُ: اَلَا تَرَكْتُمُوْهُ، وَمَا اَعْرِفُ الْحَدِيْثَ. قَالَ: يَا ابْنَ اَخِيْ، اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ، اِنَّا لَمَّا خَرَجْنَا بِهِ فَرَجَمْنَاهُ، فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ صَرَخَ بِنَا: يَا قَوْمُ رُدُّوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاِنَّ قَوْمِيْ قَتَلُوْنِيْ، وَغَرُّوْنِيْ مِنْ نَفْسِيْ، وَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ قَاتِلِيْ، فَلَمْ نَنْزِعْ عَنْهُ حَتّٰى قَتَلْنَاهُ، فَلَمَّا رَجَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ: فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ وَجِئْتُمُوْنِيْ بِهِ لِيَسْتَثْبِتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ، فَاَمَّا لِتَرْكِ حَدٍّ فَلَا. قَالَ: فَعَرَفْتُ وَجْهَ الْحَدِيْثِ

ترجمہ: محمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے عاصم بن عمر کے سامنے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: حسن بن محمد بن علی بن ابوطالب (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن) نے مجھے یہ بات بتائی، وہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں "کہ تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا" مجھے یہ بتایا کہ تم اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے جس شخص کے بارے میں یہ چاہو جس پر میں تہمت عائد نہیں کرتا (اس سے اس بارے میں پوچھ سکتے ہو) انہوں نے یہ بتایا: میں اس حدیث سے واقف نہیں تھا، میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، میں نے کہا: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ پتھر لگنے کی وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا؟ (میں نے کہا:) میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں اس حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں، میں ان لوگوں میں شامل تھا، جنہوں نے اسے پتھر مارے تھے، جب ہم اسے ساتھ لے کر نکلے اور ہم نے اسے پتھر مارنے شروع کیے، تو جیسے ہی اسے پتھر لگے اس نے پکار کر ہمیں کہا: اے لوگو! مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لے جاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے مروا دیا ہے انہوں نے میری جان کے بارے میں مجھے غلط فہمی کا شکار کیا ہے، انہوں نے تو مجھے یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل نہیں کریں گے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) لیکن ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹے، یہاں تک کہ ہم نے اسے قتل کر دیا، جب ہم واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا اور اسے میرے پاس لے کر کیوں نہیں آئے؟ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا) کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ثابت قدم رہنے کا کہتے، اس کا یہ مطلب نہیں تھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد کو ختم کر دینا تھا۔

راوی کہتے ہیں: تو مجھے حدیث کے اصل پس منظر کا پتہ چلا۔

4421 - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الْحَذَّاءَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ اِنَّهُ زَنٰى، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَاَعَادَ عَلَيْهِ

مِرَارًا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَسَأَلَ قَوْمَهُ: أَمَجْنُونٌ هُوَ؟ قَالُوا: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ قَالَ: أَفَعَلْتَ بِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ. فَانْطُلِقَ بِهِ فَرُجِمَ. وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

✿✿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا، انہوں نے چند مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بات دہرائی، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنا منہ پھیر لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کے افراد سے دریافت کیا: کیا یہ پاگل ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اسے کوئی بیماری نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے واقعی یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، تو اسے لے جایا گیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

4422 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ جِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا قَصِيرًا، أَعْضَلَ، لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أَنَّهُ قَدْ زَنَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَعَلَّكَ قَبَّلْتَهَا؟ قَالَ: لَا، وَاللهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى الْآخِرُ، قَالَ: فَرَجَمَهُ، ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: أَلَا كُلَّمَا نَفَرْنَا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ، أَمَا إِنَّ اللهَ إِنْ يُمَكِّنِّي مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا نَكَلْتُهُ عَنْهُنَّ

✿✿ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، وہ ایک چھوٹے قد کے تنومند شخص تھے، ان کے جسم پر (اوپری حصے پر) چادر نہیں تھی، انہوں نے چار مرتبہ اپنے خلاف یہ گواہی دی تھی کہ انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم نے صرف اس عورت کا بوسہ لیا ہو، انہوں نے عرض کی: جی نہیں اللہ کی قسم! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"خبردار! جب بھی ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں، تو کوئی شخص پیچھے رہ جاتا ہے جو (عورتوں کو مانوس کرنے کے لیے) یوں آواز نکالتا ہے، جس طرح بکرا (بکری کو اپنے پاس کرنے کے لیے) آواز نکالتا ہے، پھر وہ کسی عورت کو تھوڑی سی (لذت) دے دیتا ہے، بے شک اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے کسی شخص پر قابو دیا، تو میں اسے عبرت کا نشان بنا دوں گا"۔

4423 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ قَالَ: فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ، قَالَ سِمَاكٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ،

✿✿ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم پہلی روایت زیادہ مکمل ہے، اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اسے واپس کیا تھا۔

سماک کہتے ہیں: میں نے یہ روایت سعید بن جبیر کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اسے چار مرتبہ واپس کیا تھا۔

4424 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ اَبِي عَقِيلٍ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قَالَ شُعْبَةُ. فَسَاَلْتُ سِمَاكًا عَنِ الْكُثْبَةِ. فَقَالَ: اللَّبَنُ الْقَلِيلُ

شعبہ بیان کرتے ہیں: میں نے سماک سے (حدیث میں استعمال ہونے والے لفظ) کثبہ کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد تھوڑا سا دودھ ہے۔

4425 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ: اَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ، قَالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي، قَالَ: بَلَغَنِي عَنْكَ اَنَّكَ وَقَعْتَ عَلٰى جَارِيَةِ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: نَعَمْ. فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ. فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تمہارے بارے میں جو اطلاع مجھ تک پہنچی ہے، کیا وہ درست ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: میرے بارے میں آپ ﷺ تک کیا اطلاع پہنچی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے بنو فلاں کی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے عرض کی: جی ہاں! اس شخص نے چار مرتبہ یہ گواہی دی، راوی کہتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا۔

4426 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، اَخْبَرَنَا اَبُو اَحْمَدَ. اَخْبَرَنَا اِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ، فَطَرَدَهُ. ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ. فَقَالَ: شَهِدْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دو مرتبہ زنا کا اعتراف کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں واپس کر دیا، پھر وہ آئے انہوں نے دو مرتبہ زنا کرنے کا اعتراف کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دیدی ہے، تم لوگ اسے لے جاؤ اور اسے سنگسار کر دو۔

4427 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنِي يَعْلٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ. اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا اَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلٰى يَعْنِي ابْنَ حَكِيمٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ: لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ، اَوْ غَمَزْتَ، اَوْ نَظَرْتَ، قَالَ: لَا. قَالَ: اَفَنِكْتَهَا، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ بِرَجْمِهِ. وَلَمْ يَذْكُرْ مُوسٰى. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَهٰذَا لَفْظُ وَهْبٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ تم نے صرف بوسہ لیا ہو یا چٹکی بھری ہو یا صرف دیکھا ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! راوی کہتے ہیں: اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

موسیٰ نامی راوی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہونے کا ذکر نہیں کیا ہے، اور روایت کے یہ الفاظ وہب کے نقل کردہ ہیں۔

4428 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الصَّامِتِ، ابْنَ عَمِّ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَخْبَرَهُ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: جَاءَ الْاَسْلَمِيُّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ اَنَّهُ اَصَابَ امْرَاَةً حَرَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: اَنِكْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَتّٰى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ مِنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَمَا يَغِيبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ، وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَدْرِي مَا الزِّنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَاْتِي الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهِ حَلَالًا، قَالَ: فَمَا تُرِيدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟ قَالَ: اُرِيدُ اَنْ تُطَهِّرَنِي، فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِهِ يَقُولُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: انْظُرْ اِلٰى هٰذَا الَّذِي سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتّٰى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: اَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟ فَقَالَا: نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ، فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، مَنْ يَاْكُلُ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِيكُمَا اٰنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِي اَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْقَمِسُ فِيهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے اپنے بارے میں یہ گواہی دی کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ حرام طور پر صحبت کی ہے، اس نے چار مرتبہ یہ گواہی دی، ہر مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض کرتے رہے، پانچویں مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم نے اس کے ساتھ صحبت کی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہاں تک کہ تمہاری شرمگاہ اس کی شرمگاہ کے اندر داخل ہوگئی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: جس طرح سلائی سرمے دانی کے اندر غائب ہو جاتی ہے اور رسی ڈول کے اندر چلی جاتی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو زنا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! میں نے اس کے ساتھ حرام طور پر وہ کام کیا ہے، جو کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ حلال طور پر کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اب تم یہ بتا کر کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کردیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے سنگسار کردیا گیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے دو آدمیوں کو سنا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو دیکھو، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی پردہ پوشی کی لیکن اس نے اپنے آپ کو نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اسے

کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو کچھ نہیں کہا، پھر آپ ﷺ کچھ دیر چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک مردہ گدھے کے پاس سے ہوا جس کے پاؤں اوپر کی طرف اٹھے ہوئے تھے، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم دونوں یہاں ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں نیچے اترو اور اس گدھے کا گوشت کھاؤ، ان دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اسے کون کھائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابھی کچھ دیر پہلے تم نے اپنے بھائی کی عزت پر جو حملہ کیا تھا، وہ اس (مردار گدھے کا گوشت) کھانے سے زیادہ شدید ہے، اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، وہ (یعنی حضرت ماعز رضی اللہ عنہ) اس وقت جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔

4429 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عَمِّ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهِ زَادَ: وَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: رُبِطَ اِلَى شَجَرَةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وُقِفَ

؎؎ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، جس میں یہ الفاظ زائد ہیں: بعض راویوں نے اس بارے میں مجھ سے مختلف نقل کیا ہے، بعض نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں، اسے ایک درخت کے ساتھ باندھا گیا تھا، اور بعض نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اسے کھڑا کر دیا گیا تھا۔

4430 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ جَاءَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: اُحْصِنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ فِي الْمُصَلّٰى. فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ. فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

؎؎ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، آپ ﷺ نے پھر منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے بارے میں چار مرتبہ یہ گواہی دی، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم پاگل ہو؟ اس نے عرض کی:

4430-إسناده صحيح. وهو في "مصنف عبد الرزاق "(13337)، ومن طريقه أخرجه البخاري (6820)، ومسلم بإثر (1691)، والترمذي (1492)، والنسائي في "الكبرى "(2094) و (7138). لكن انفرد محمود بن غيلان عن عبد الرزاق عند البخاري بقوله: وصلى عليه. قال البيهقي 8/ 218: وهو خطأ، وانظر تمام الكلام على هذا الاختلاف فيما سلف برقم (3186). وأخرجه البخاري (5270) و (6814)، ومسلم بإثر (1691)، والنسائي (7136) من طريق يونس بن يزيد الأيلي، ومسلم بإثر (1691)، والنسائي (7137) من طريق ابن جريج، كلاهما عن الزهري، به. وسكتا في روايتيهما عن الصلاة عليه. وهو في "مسند أحمد "(14462)، و"صحيح ابن حبان" (3094) و (4440).

جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اسے عیدگاہ میں سنگسار کر دیا گیا، جب اسے پتھر لگے، تو وہ بھاگا، اسے پکڑ لیا گیا اور سنگسار کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں اچھے کلمات ارشاد فرمائے، لیکن آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

4431 - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، ح وحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، وَهٰذَا لَفْظُهُ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ اَبِي نَضْرَةَ، عَنْ اَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَمَّا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، خَرَجْنَا بِهِ اِلَى الْبَقِيعِ، فَوَاللهِ، مَا اَوْثَقْنَاهُ، وَلَا حَفَرْنَا لَهُ، وَلٰكِنَّهُ قَامَ لَنَا - قَالَ اَبُوْ كَامِلٍ: - قَالَ: فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْمَدَرِ، وَالْخَزَفِ فَاشْتَدَّ، وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ، حَتّٰى اَتَى عَرْضَ الْحَرَّةِ، فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ حَتّٰى سَكَتَ، قَالَ: فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ، وَلَا سَبَّهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، تو ہم اسے ساتھ لے کر بقیع (کے میدان) کی طرف گئے، اللہ کی قسم! نہ تو ہم نے اسے باندھا، نہ ہی اس کے لیے کوئی گڑھا کھودا، وہ ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا، یہاں ابوکامل نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ہم نے اسے ہڈیاں، کچے پتھر اور کنکریاں ماریں، وہ بھاگا، تو ہم بھی اس کے پیچھے بھاگے، یہاں تک کہ وہ پتھریلی زمین کی طرف آیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا، ہم نے اسے وہاں کے بڑے بڑے پتھر مارے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا (یعنی انتقال کر گیا) راوی بیان کرتے ہیں: تو نبی اکرم ﷺ نے نہ تو اس کے لیے دعاء مغفرت کی اور نہ ہی اسے برا کہا۔

4432 - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ اَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ، قَالَ: ذَهَبُوا يَسُبُّوْنَهُ فَنَهَاهُمْ، قَالَ: ذَهَبُوا يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ فَنَهَاهُمْ، قَالَ: هُوَ رَجُلٌ اَصَابَ ذَنْبًا حَسِيبُهُ اللهُ

ابونضرہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، لیکن یہ مکمل نہیں ہے، راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اسے برا کہنا چاہا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع کر دیا، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے اس کے لیے دعاء مغفرت کرنا چاہی، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع کر دیا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ ایک ایسا شخص ہے، جس نے گناہ کا ارتکاب کیا، تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے گا''

4433 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا اَبِي، عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنْكَهَ مَاعِزًا

ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو سونگھا بھی تھا (کہ کہیں وہ نشے کی حالت میں تو نہیں ہیں۔)

4434 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَهْوَازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَتَحَدَّثُ أَنَّ الْغَامِدِيَّةَ وَمَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ رَجَعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - لَمْ يَطْلُبْهُمَا، وَإِنَّمَا رَجَمَهُمَا عِنْدَ الرَّابِعَةِ

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے اصحاب یہ کہا کرتے تھے: کاش غامدیہ عورت اور ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اعتراف کرنے کے بعد رجوع کر لیتے (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر وہ دونوں اعتراف کرنے کے بعد واپس نہ آتے، تو نبی اکرم ﷺ انہیں نہ بلواتے، نبی اکرم ﷺ نے چوتھی مرتبہ (اعتراف کرنے) پر انہیں سنگسار کروایا تھا۔

4435 - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ، قَالَ عَبْدَةُ: أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُلَاثَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَّ خَالِدَ بْنَ اللَّجْلَاجِ حَدَّثَهُ، أَنَّ اللَّجْلَاجَ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا يَعْتَمِلُ فِي السُّوقِ، فَمَرَّتِ امْرَأَةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا، فَثَارَ النَّاسُ مَعَهَا، وَثُرْتُ فِيمَنْ ثَارَ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: مَنْ أَبُو هَذَا مَعَكِ؟ فَسَكَتَتْ، فَقَالَ شَابٌّ حَذْوَهَا: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: مَنْ أَبُو هَذَا مَعَكِ؟ قَالَ الْفَتَى: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَعْضِ مَنْ حَوْلَهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، قَالَ: فَخَرَجْنَا بِهِ فَحَفَرْنَا لَهُ حَتَّى أَمْكَنَّا، ثُمَّ رَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى هَدَأَ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَنِ الْمَرْجُومِ، فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: هَذَا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْخَبِيثِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَهُوَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، فَإِذَا هُوَ أَبُوهُ، فَأَعَنَّاهُ عَلَى غُسْلِهِ وَتَكْفِينِهِ وَدَفْنِهِ، وَمَا أَدْرِي قَالَ: وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ، أَمْ لَا، وَهَذَا حَدِيثُ عَبْدَةَ وَهُوَ أَتَمُّ.

خالد بن لجلاج بیان کرتے ہیں: ان کے والد حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بتایا: وہ بازار میں بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے، اسی دوران ایک عورت گزری جس نے ایک بچے کو اٹھایا ہوا تھا، تو لوگ اس کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی اٹھنے والوں میں شامل تھا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو نبی اکرم ﷺ یہ دریافت کر رہے تھے: یہ جو بچہ تمہارے ساتھ ہے، اس کا باپ کون ہے؟ وہ عورت خاموش رہی، اس کے مقابل ایک نوجوان بولا: یارسول اللہ! میں اس کا باپ ہوں، نبی اکرم ﷺ اس عورت کے طرف متوجہ ہوئے آپ نے دریافت کیا: تمہارے ساتھ جو ہے، اس کا باپ کون ہے؟ اس نوجوان نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس بچے کا باپ ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اپنے آس پاس موجود لوگوں کی طرف دیکھا، آپ ﷺ ان سے اس نوجوان کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے تھے، لوگوں نے عرض کی: ہمیں صرف بھلائی کا علم ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس

بوان سے دریافت کیا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، تو اسے سنگسار کر دیا گیا، راوی بیان کرتے ہیں: ہم اسے لے کر نکلے، ہم نے اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے اس میں گاڑ دیا، پھر ہم نے اسے پتھر مارے، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر ایک شخص آیا اس نے سنگسار شدہ شخص کے بارے میں دریافت کیا: ہم اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، ہم نے عرض کی: یہ شخص اس خبیث کے بارے میں دریافت کرتا ہوا آیا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، تو وہ آنے والا شخص اس کا باپ تھا، ہم نے اس کو غسل دینے اور کفن دینے اور دفن کرنے میں اس کی مدد کی۔

راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے نمازِ جنازہ ادا کرنے کا ذکر کیا تھا، یا نہیں کیا تھا، روایت کے یہ الفاظ عبدہ کے نقل کردہ ہیں اور یہ روایت زیادہ مکمل ہے۔

4436 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، جَمِيعًا قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، وَقَالَ: هِشَامٌ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الشُّعَيْثِيُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ هٰذَا الْحَدِيثِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے، تاہم اس میں روایت کا کچھ حصہ ہے۔

4437 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلم إِلَى الْمَرْأَةِ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے یہ اعتراف کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے آپ کے سامنے اس عورت کا نام بھی ذکر کیا، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو پیغام بھجوایا اور اس عورت سے اس بارے میں دریافت کیا، تو اس نے زنا کرنے سے انکار کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس مرد کو حد کے طور پر کوڑے لگوائے اور آپ ﷺ نے اس عورت کو سزا نہیں دی۔

4438 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ح وحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ الْمَعْنَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ الْحَدَّ، ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصَنٌ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا عَلَى جَابِرٍ، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِنَحْوِ ابْنِ وَهْبٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا زَنَى فَلَمْ يُعْلَمْ

بِإِحْصَانِهِ فَجُلِدَ ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس مرد پر حد کے کوڑے لگائے گئے پھر یہ بات بتائی گئی کہ وہ شادی شدہ ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کے طور پر نقل کی گئی ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ یہی روایت منقول ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے، راوی بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے زنا کا ارتکاب کیا، یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ شادی شدہ ہے، اسے کوڑے لگا دیے گئے، پھر پتہ چلا کہ وہ شادی شدہ ہے، تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔

4439 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَلَمْ يُعْلَمْ بِإِحْصَانِهِ فَجُلِدَ، ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا، اس مرد کے شادی شدہ ہونے کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا، اسے کوڑے لگوائے گئے، پھر پتہ چلا کہ وہ شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔

سنگسار کے حکم سے متعلق بحث ونظر کا بیان

دلیل نمبر1: - وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا۔

جو بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر اپنوں میں سے چار مرد، پھر اگر وہ گواہی دیں تو بند رکھو ان عورتوں کو گھر میں، یہاں تک کہ ان کو موت اٹھا لے، یا اللہ ان کے لیے کوئی راہ مقرر کر دے۔ (سورۃ النساء:15)

اس آیت مبارکہ میں ان عورتوں کے بارے میں جو زنا کی مرتکب ہوں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے جرم پر چار مسلمان مردوں کی شہادت قائم کی جائے اور شہادت سے ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہو جائے۔ اس کی تفسیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کے ذریعے یہ فرمائی ہے کہ زنا کا مرتکب شادی شدہ (محصن) ہو تو اس کو رجم (سنگسار) کیا جائے اور غیر شادی شدہ (غیر محصن) ہو تو اس کو سو 100 کوڑے لگائے جائیں۔

كان نبي الله صلى الله عليه وسلم اذا انزل عليه كرب لذلك وتربد له وجهه قال فانزل عليه ذات يوم فلقي كذلك فلما سري عنه قال خذوا عني فقد جعل الله لهن سبيلاً: الثيب بالثيب والبكر بالبكر، الثيب جلد مائة ثم رجم بالحجارة، والبكر جلد مائة ثم نفي سنة. (صحیح مسلم رقم 3200)

آپ علیہ السلام پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے چینی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور

چہرہ انور کا رنگ بدل جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام پر یہی کیفیت طاری ہوگئی اور جب وحی کی یہ کیفیت ختم ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راہ مقرر کر دی۔ شادی شدہ مرد وعورت اس کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا سو 100 کوڑے لگانا اور پھر "سنگسار" کرنا ہے۔ کنوارے مرد وعورت اس کے مرتکب ہوں تو 100 کوڑے پھر ایک سال کی جلاوطنی۔

فائدہ: غیر شادی شدہ کے لیے ایک سال کی جلاوطنی انتظامی فیصلہ ہے۔

دلیل نمبر 2: اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس آیت کی یہی تشریح وتفسیر صحیح بخاری جلد 2 ص 657 پر موجود ہے۔ قال ابن عباس رضی الله عنهما... لهن سبيلا يعني الرجم للثيب والجلد للبكر. یہ بالکل ایسے ہے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں ہے اور نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اور زکوٰۃ کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کا طریقہ آپ علیہ السلام نے بتایا ہے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نماز اور زکوٰۃ کا قرآن کریم نے حکم نہیں دیا وہ خارج از ملت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں زانی محصن [شادی شدہ] کی سزا رجم [سنگسار] ہے۔ یہ بھی حق تعالیٰ شانہ نے "أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا" کے مجمل الفاظ میں ذکر فرمائی ہے اور پھر اس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام نے بذریعہ وحی فرمائی ہے۔

دلیل نمبر 3: سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 41 تا 50 یہود کے "قصہ رجم" کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن کی وضاحت صحیح مسلم جلد 2 ص 70 پر موجود ہے۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم انى اول من احيى امرك اذا ماتوه فامر به فرجم. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیرے اس حکم کو زندہ کیا جسے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر [اس شخص کو] رجم [سنگسار] کر دیا گیا۔

دلیل نمبر 4: امام بغوی رحمہ اللہ نے اس قصہ کا خلاصہ یہ نقل کیا ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ جس کے لیے ان کی شریعت [تورات] میں رجم [سنگساری] کی سزا مقرر تھی مگر یہودیوں نے خواہش نفس کی پیروی میں اس پر عمل درآمد معطل کر رکھا تھا۔ جب ان کے یہاں یہ واقعہ پیش آیا تو اس خیال سے کہ "شریعت محمدی" ان کی شریعت تورات سے نرم ہے۔ انہوں نے یہ مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ چنانچہ ایک وفد ان مجرموں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے یہود نے بطور خاص یہ ہدایت کی تھی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مطلب کے مطابق فیصلہ کریں تو قبول کر لینا ورنہ نہیں۔ وفد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی کیا سزا ہے؟ [جواب دینے سے پہلے]۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ ان کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ سنا تو بوکھلا گئے اور تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ آپ ان سے یہ فرمائیں کہ وہ آپ کے فیصلے کو ماننے یا نہ ماننے کے بارے میں "ابن صوریہ" کو حکم [ثالث] بنالیں اور ابن صوریہ کے حالات اور صفات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے۔ آپ علیہ السلام نے یہودی وفد سے فرمایا: کیا تم اس نوجوان کو جانتے ہو؟ جو سفید

رنگ کا ہے مگر ایک آنکھ سے معذور ہے؟ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم پہنچاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا علمائے یہود میں روئے زمین پر اس سے بڑا عالم نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے بلاؤ، چنانچہ اسے بلایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ تورات میں اس جرم کی سزا کیا ہے؟ وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم آپ نے مجھ کو دی ہے اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ اگر غلط بیانی کروں گا تو تورات مجھے جلا ڈالی گی میں کبھی ظاہر نہ کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی طرح تورات میں بھی زانی کی سزا یہی ہے کہ ان دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ مگر جب ہمارے اشراف میں زنا کی کثرت ہوئی تو کچھ عرصہ تک تو یہ رہا کہ اشراف کو چھوڑ دیتے اور پسماندہ طبقے پر حد جاری کرتے لیکن ہم نے یہ طے کیا کہ رجم کی بجائے ایک ایسی سزا مقرر کر دی جائے جو شریف و وضیع سب پر جاری ہو سکے وہ تھی منہ کالا کر دینا جوتے لگانا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا "اللھم انی اول من احیا امرك اذا اماتوہ" یا اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا، جبکہ انہوں نے اس کو مٹا ڈالا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان دونوں کو رجم [سنگسار] کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ

$11 اس حکم کو "ما انزل اللہ" [اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ] کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل کرنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔ اس معاملے پر کسی قسم کی رعایت روا رکھنے سے "لا تتبع اھواءھم" [ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں] کہہ کر شدت سے منع فرمایا۔

$12 جو لوگ اس "ما انزل اللہ" سے پہلو تہی کرتے ہیں ان کو دوڑ کر کفر میں گرنے والے اور زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود دل کا کافر فرمایا۔ "الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ"۔

$13 جو اس حکم خداوندی کو تسلیم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں ان کو صاف صاف الفاظ میں کافر، ظالم اور فاسق فرمایا ہے۔ سورۃ مائدہ: آیت نمبر 44 تا 46

جب رجم کے حکم کی قرآن کریم اتنی شد و مد کے ساتھ تاکید کرتا ہے اور اس سے پہلو تہی کرنے اور تسلیم نہ کرنے والوں کو اسلام کے زبانی دعویدار مگر دل کے کافر، ظالم اور فاسق کہتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کی کون سی آیت یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی سنت ہے جس نے اس شدید اور مؤکد حکم کو منسوخ کر دیا ہو؟

دلیل نمبر 5: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت [اختلاف الفاظ کے ساتھ] موجود ہے: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دو شخص آئے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے دوسرے نے کہا ہاں! یا رسول اللہ واقعی ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنا واقعہ بیان کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں بیان کرو اس نے کہا میرا ایک بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم [سنگساری] کی سزا جاری ہوگی، میں نے اس کے فدیہ میں اس شخص کو سو

بکریاں اور ایک لونڈی دی۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے اور رجم [سنگساری] کی سزا اس کی بیوی پر ہے: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاقضین بینکما بکتاب اللہ المائۃ الشاۃ والخادم رد علیک وعلی ابنک جلد مائۃ وتغریب عام واغد یاانیس فاغد الی امرأۃ ھذا فان اعترفت فارجمھا۔ (صحیح بخاری ج2 ص1008)

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا جاری ہوگی اور ہاں اے انیس! تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کرو۔

اس حدیث مبارک میں آپ علیہ السلام نے رجم [سنگساری] کی سزا کو قسم اٹھا کر کتاب اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر قرآن مجید میں سزائے رجم [سنگساری] مذکور نہیں ہے تو آپ علیہ السلام اس کو کتاب اللہ کی طرف منسوب کیوں کرتے؟

سوال نمبر 2:

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب سزا کے [اوپر بیان کردہ دونوں] واقعات کب وقوع پذیر ہوئے' یہ واقعات سورۃ النور کے نزول سے پہلے کے واقعات ہیں یا سورۃ النور کی ان آیات کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد طے فرمائی' اگر یہ دونوں واقعات آیات کے نزول سے پہلے کے ہیں تو کیا پھر رجم درست ہے؟"

جواب:

دلیل نمبر 1: رجم [سنگساری] کے موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جبکہ وہ اسلام ہی سات ہجری میں لائے ہیں۔ اسلم [ابوھریرۃ] عام خیبر (عمدۃ القاری ج1 ص331)

دلیل نمبر 2: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مزید کہا ہے "وابن عباس انما جاء مع امہ الی المدینۃ سنۃ تسع "اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور انہوں نے اپنی والدہ کے ساتھ سن 9 ہجری میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

دلیل نمبر 3: رجم [سنگساری] کا ایک واقعہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سن 9 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

دلیل نمبر 4: امت کے دو جلیل القدر محدث: علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی حنفی رحمہما اللہ دونوں فرماتے ہیں کہ اس بات پر دلیل موجود ہے کہ رجم کا حکم سورۃ النور کے نزول کے بعد ہوا" وقد قام الدلیل علی ان الرجم وقع بعد سورۃ النور" کیوں کہ سورۃ النور کا نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے قصہ میں ہوا تھا اور یہ واقعہ سن 4، 5 یا 6 ہجری میں ہوا تھا۔

(فتح الباری ج12 ص120، عمدۃ القاری تحت باب رجم المحصن)

اس لیے واقعہ سن 9 یا 10 ھ کا ہی ہوسکتا ہے یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ سورۃ النور کے نزول کے بعد بھی یہ حکم برقرار ہے۔

سوال نمبر 3: آپ کا تیسرا سوال یہ تھا کہ "کیا حیات طیبہ میں ان دو واقعات کے علاوہ کوئی تیسرا واقعہ موجود ہے؟"

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں آپ کے ذکر کردہ دو واقعات کے علاوہ بھی کئی واقعات ایسے ہیں جو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رونما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سزا رجم [سنگساری] نافذ فرمائی۔ چنانچہ

دلیل نمبر 1: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما کی حدیث تفصیلاً پہلے گزر چکی کہ آپ علیہ السلام نے زنا کے مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا تھا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کروں گا۔ چنانچہ خاتون نے جب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو "فامر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجمت" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم [سنگساری] کا حکم دے دیا، لہٰذا اس کو سنگسار کر دیا گیا۔

1: بخاری جلد 2 ص 1008، 2: مسلم جلد 2 ص 69، 3: ابوداؤد ص 606، 4: نسائی ج 2 ص 308، 5: ترمذی ص 172، 6: ابن ماجہ ص 186، 7: مؤطا امام مالک ص 349۔

دلیل نمبر 2: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے لیے گھر سے نکلی تو راستے میں ایک شخص نے اُسے پکڑا اور اپنے نفس کی پیاس بجھائی۔ اس پر وہ عورت چیخی چلائی تو وہ مجرم بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی دوران ایک آدمی وہاں سے گزرا تو وہ عورت (بدحواسی کی وجہ سے) یہ کہہ رہی تھی کہ اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔ اسی اثناء میں مہاجرین کی ایک جماعت بھی اُس عورت کی طرف آنکلی۔ تو وہ عورت یہی کہہ رہی تھی: "اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔" چنانچہ یہ حضرات بھاگے اور اُس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت کا خیال تھا کہ اُس نے اُس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ وہ اس شخص کو پکڑ لائے اور عورت سے پوچھا: یہی وہ شخص ہے؟ عورت بولی: ہاں! یہ وہی ہے۔ وہ اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے رجم [سنگسار] کر دیا جائے۔ اس سزا کا سننا تھا کہ اصل مجرم کھڑا ہو گیا اور حضور کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اصل مجرم میں ہوں، میں نے ہی اس کے ساتھ زیادتی کی۔

صورت حال واضح ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: جا (تو بے قصور تھی)، اللہ نے تجھے معاف کر دیا اور اُس بے قصور شخص سے بھی کلمات خیر ارشاد فرمائے۔ پھر اصل مجرم کے بارے میں جس نے اُس عورت سے بدکاری کی تھی، ارشاد فرمایا: "أرجموه" اسے رجم کر دو۔ (ترمذی ج 1 ص 269)

دلیل نمبر 3: حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بازار میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک عورت بچے کو اٹھائے ہوئی گزری، لوگ اس کے ساتھ ہولیے میں بھی ان میں شریک ہو گیا۔ عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس بچے کا باپ کون ہے؟ عورت خاموش رہی ایک نوجوان نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا باپ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے پھر اس عورت سے سوال کیا، نوجوان نے پھر کہا: میں اس کا باپ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے حاضرین سے تحقیق فرمائی کہ اس نوجوان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یہ تندرست ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس نوجوان سے

پوچھا کہ تم شادی شدہ ہو؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا "فامر به فرجم" اس کے بارے میں حکم فرمایا پس اس کو رجم کر دیا گیا۔ (سنن ابی داؤد ج2 ص609، مسند احمد ج3 ص479)

دلیل نمبر 4: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کتب حدیث میں مذکور ہے اس میں ہے کہ رجلا زنی بعد احصان فانه یرجم۔ شادی شدہ شخص اگر زنا کرے تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ج2 ص59، ابوداؤد ج2 ص598، نسائی ج2 ص165 تا 168)

یہ وہ روایات ہیں جن میں صراحتاً شادی شدہ زانی کی سزا رجم [سنگساری] نقل کی گئی ہے۔

ان تمام احادیث کو مجموعی نظر دیکھنے کے بعد اس امر میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ آپ علیہ السلام نے شادی شدہ زانی کی حد رجم [سنگساری] ارشاد فرمائی ہے اور کتب حدیث اور تاریخ میں دور نبوی کا کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا جس میں آپ علیہ السلام نے ایسے مجرم کو سنگسار کرنے کا حکم نہ فرمایا ہو۔

سوال نمبر 4: آپ کا سوال یہ ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار خلفاء راشد کا دور آیا، کیا خلفاء راشدین نے کسی کو پتھر مروائے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی ریاست 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئی، دنیا کی درجنوں ثقافتیں، زبانیں اور نسلیں اسلامی ریاست کے زیر سایہ آ گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا سزا تجویز کی؟ کیا ان کے ادوار میں مجرموں کو پتھر مارے گئے، اگر ہاں تو کیا پتھر مارنے والوں کو خلیفہ کی رضامندی حاصل تھی؟"

جواب: جی بالکل! خلفاء راشدین کے ادوار میں بھی شریعت کے اس حکم پر عمل کیا جاتا رہا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1: عن انس رضی الله عنه قال رجم رسول الله صلی الله علیه وسلم وابو بکر وعمر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم نافذ فرمایا اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما [کے دور میں بھی جب ایسے واقعات پیش آئے تو دونوں خلفاء] نے بھی رجم [سنگساری] کا حکم نافذ فرمایا۔

(مجمع الزوائد ج2 ص264، المطالب العالیہ ج2 ص116)

دلیل نمبر 2: مومنوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشہور خطبہ تقریباً حدیث کی تمام معتبر کتب بالخصوص صحیح بخاری ج2 ص1008 میں موجود ہے: قال عمر لقد خشیت ان یطول بالناس زمان حتی یقول قائل لا نجد الرجم فی کتاب الله فیضلوا بترك فریضة انزلها الله الا وان الرجم حق علی من زنی وقد احصن اذا قامت البینة او کان الحبل او الاعتراف وقد رجم رسول الله صلی الله علیه وسلم ورجمنا بعده۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ گزرے گا تو کوئی کہنے والا کہے گا کہ ہم کتاب اللہ میں رجم [سنگساری کا حکم] نہیں پاتے پس وہ ایک ایسے فریضے کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا چھوڑ کر گمراہ ہوں گے اور بے شک اس زانی پر جو شادی شدہ ہو رجم [سنگساری کی سزا] برحق ہے، جبکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو جائے یا وہ از خود اقرار

کرے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کی سزا نافذ فرمائی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سزا جوں کی توں نافذ کی۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی امام بخاری نے اس پر باب باندھ کر کئی اور بھی احادیث نقل فرمائی ہیں۔

امید ہے کہ آپ کو اپنے سوال (کہ ان دونوں واقعات میں اعتراف گناہ کے بعد سزا دی گئی، تفتیش یا گواہی کی بنیاد پر نہیں، کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شکایت، گواہی اور تفتیش کی بنیاد پر بھی کسی کو سنگسار کیا گیا؟ اگر نہیں تو کیا ہم تفتیش کے بعد کسی کو سنگسار کر سکتے ہیں؟) کا جواب مل چکا ہوگا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ "اذا قامت البینة" جب گواہ؛ گواہی دے دیں" اس کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر 3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ قد رجمت کہ اس عورت کو رجم [سنگسار] کر دیا گیا: (موطا امام مالک ص686)

دلیل نمبر 4: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا واقعہ موجود ہے۔ عن علی حین رجم المرأة یوم الجمعة قال رجمتها بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. (صحیح بخاری جلد 2 ص1006)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تو فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رجم [سنگسار] کیا ہے۔

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بہت ساری روایات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ سردست ان حضرات کے نام لکھنے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت نصر بن دہر رضی اللہ عنہ، حضرت ہزال رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامامہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

اجماع امت:

ظاہر بات ہے جس سزا پر قرآن کا حکم واضح طور پر موجود ہو، آپ علیہ السلام کی احادیث متواترہ ہوں، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نافذ کردہ فیصلے موجود ہوں اس میں کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟ چنانچہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت اس بات پر متفق ہے اور اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم (سنگساری) ہے، اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر 1: فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کے مصنف امام مرغینانی [صاحب ہدایہ] لکھتے ہیں "واذا وجب الحد مكان الزانی محصناً رجمه بالحجارة حتى يموت...وعلى هذا اجماع الصحابة" شادی شدہ زانی کی حد اس کو رجم کرنا ہے

پتھروں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مرجائے اوراس پرصحابہ کرام کا اجماع ہے۔(ہدایہ مع فتح القدیر ج5ص210)

دلیل نمبر2: شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں" (رجمه بالحجارة حتى يموت)عليه اجماع الصحابة ومن تقدم من علماء المسلمين "اس پرصحابہ کرام کا اجماع ہےاوروہ علماء مسلمین جو پہلے گزر چکے ہیں۔(ہدایہ مع فتح القدیر ج5ص210)

دلیل نمبر3: امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں"واجمع العلماء على وجوب جلد الزاني البكر مائة ورجم المحصن وهو الثيب ولم يخالف في هذا احد من اهل القبلة "اس پرعلماء کا اجماع ہے۔کہ غیرشادی شدہ زانی کی سزا سوکوڑے اورشادی شدہ زانی کی سزا رجم ہےاوراس کااہل قبلہ میں سے کوئی مخالف نہیں۔(شرح مسلم ج2ص65)

دلیل نمبر4: علامہ ابن حجرعسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: قال ابن بطال اجمع الصحابة وائمة الامصار على ان المحصن اذا زنى عامداً عالماً مختاراً فعليه الرجم۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ کرام اور ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ محصن [شادی شدہ] زانی باختیار اور جان بوجھ کر زنا کرے تو اس کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔(فتح الباری ج12ص143)

سوال نمبر5: آپ کا سوال ہے کہ"زنا کے گناہ کا فیصلہ کون کرسکتا ہے؟"

جواب: کتب فقہ میں آپ کے اس سوال کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ یہ حق صرف قاضی وقت کو ہے۔

سوال نمبر6: آپ کا سوال ہے کہ" کیا اسلام میں زنا کے علاوہ کوئی ایسا دوسرا گناہ' کوئی ایسا دوسرا جرم موجود ہے جس کی حدود کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہو؟"

جواب: اس کا جواب ہے کہ شریعت میں زنا جیسے قبیح جرم کے علاوہ کوئی ایسا گناہ نہیں جہاں سزا دیتے وقت چار گواہوں کی گواہی کی ضرورت پیش آئے۔

سوال نمبر7: گواہوں کے متعلق آپ کا سوال یہ تھا کہ"اور یہ چار گواہ بھی وہ لوگ ہوں جن کے تقویٰ' جن کی صداقت پر کوئی شخص اعتراض نہ کر سکے اور یہ چار صادق اور متقی لوگ اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیں' ہم نے یہ سارا عمل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اگر کسی ایک گواہ کی صداقت یا تقویٰ چیلنج ہوجائے تو کیا اس کے باوجود حد نافذ ہوسکتی ہے؟"

جواب: گواہوں کے بارے میں کتب فقہ میں یہ بات بہت وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایسے گواہوں کی گواہی قبول ہوگی جن میں 5 شرطیں پائی جاتی ہوں:

1: العقل (گواہ؛ سمجھدار ہو) 2: البلوغ (گواہ؛ بالغ ہو) 3: الحرية (گواہ؛ آزاد ہو) 4: الاسلام (گواہ؛ مسلمان ہو) 5: العفة عن الزنا (گواہ؛ خود زانی نہ ہو) (بدائع الصنائع ج5ص498)

اگر کسی گواہ میں مذکورہ پانچ شرائط میں سے کوئی شرط ختم ہوجائے یا وہ اپنے موقف سے انکار کر لے تو شریعت نے انسان کی عزت وحرمت کا خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدود شبہات کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔اس وجہ سے اب اس پر حد نافذ نہیں ہوگی۔البتہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر تعزیری کارروائی کی جاسکتی ہے۔

بَابُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهَا مِنْ جُهَيْنَةَ

باب: اس عورت کا تذکرہ، جس کو سنگسار کرنے کا نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا جس کا تعلق جہینہ قبیلے سے تھا

4440 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، اَنَّ هِشَامًا الدَّسْتُوَائِيَّ وَاَبَانَ ابْنَ يَزِيْدَ، حَدَّثَاهُمْ - الْمَعْنَى - عَنْ يَحْيَى، عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، اَنَّ امْرَاَةً - قَالَ فِيْ حَدِيْثِ اَبَانَ: مِنْ جُهَيْنَةَ - اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ اِنَّهَا زَنَتْ، وَهِيَ حُبْلَى، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيًّا لَهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَحْسِنْ اِلَيْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَجِئْ بِهَا، فَلَمَّا اَنْ وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا، فَاَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَصَلُّوْا عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، تُصَلِّيْ عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا، لَمْ يَقُلْ عَنْ اَبَانَ: فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا

❁❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور وہ حاملہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کے سرپرست کو بلوایا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب یہ بچے کو جنم دے دے، تو اسے لے کر آجانا، جب اس عورت نے بچے کو جنم دیا، تو وہ ولی اسے لے کر آیا، نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس عورت کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گے، پھر آپ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا آپ ﷺ نے لوگوں کو ہدایت کی، انہوں نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے اس کے نمازِ جنازہ ادا کی ہے، جس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے، کہ اگر وہ مدینہ کے ستر افراد کے درمیان تقسیم ہو، تو ان سب کے لیے کافی ہو، کیا تمہیں اس سے زیادہ افضل کوئی اور کام ملتا ہے

کہ اس نے اپنی جان قربان کر دی۔

4440- إسناده صحيح. أبو المهلب: هو الجرمي، عم أبي قلابة، مختلف في اسمه، وأبو قلابة: هو عبد الله بن زيد الجرمي، ويحيى: هو ابن أبي كثير، وهشام الدستوائي: هو ابن أبي عبد الله. وأخرجه مسلم (1696)، وابن ماجه (2555)، والترمذي (1500)، والنسائي في "الكبرى" (2095) و(7150) و(7151) و(7156) و(7157) من طريق يحيى بن أبي كثير بهذا الإسناد. وقد وقع خطأ في رواية الأوزاعي عن يحيى بن أبي كثير عند ابن ماجه والنسائي في الموضعين الثاني والخامس حيث سمى أبا المهلب: أبا المهاجر. وقد نبه عليه النسائي بإثر (7151)

ایک روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں: اس کے کپڑے سختی سے باندھ دیئے گئے۔

4441 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا يَعْنِي: فَشُدَّتْ

⊛⊛ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے۔

4442 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ امْرَأَةً - يَعْنِي - مِنْ غَامِدٍ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ فَجَرْتُ. فَقَالَ: ارْجِعِي، فَرَجَعَتْ. فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْغَدُ أَتَتْهُ. فَقَالَتْ: لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَى. فَقَالَ لَهَا: ارْجِعِي، فَرَجَعَتْ. فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ أَتَتْهُ. فَقَالَ لَهَا: ارْجِعِي حَتَّى تَلِدِي، فَرَجَعَتْ. فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ. فَقَالَتْ: هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ. فَقَالَ لَهَا: ارْجِعِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ فَجَاءَتْ بِهِ وَقَدْ فَطَمَتْهُ، وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ يَأْكُلُهُ، فَأَمَرَ بِالصَّبِيِّ فَدُفِعَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَأَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا. وَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ. وَكَانَ خَالِدٌ فِيمَنْ يَرْجُمُهَا. فَرَجَمَهَا بِحَجَرٍ فَوَقَعَتْ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِهَا عَلَى وَجْنَتِهِ. فَسَبَّهَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْلًا يَا خَالِدُ. فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ. وَأَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ

⊛⊛ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک عورت، یعنی غامد قبیلے سے تعلق رکھنے والی عورت، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: میں نے گناہ کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم واپس چلی جاؤ، وہ واپس چلی گئی، اگلے دن پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: شاید آپ ﷺ مجھے اسی طرح واپس کرنا چاہتے تھے، جس طرح آپ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو واپس کیا تھا، اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم واپس چلی جاؤ، وہ واپس چلی گئی، اگلے دن وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم واپس چلی جاؤ، جب تک تم بچے کو جنم نہیں دیتی، عورت واپس چلی گئی، جب اس نے بچے کو جنم دے دیا، تو وہ بچے کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میں اسے جنم دے دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور اسے دودھ پلاؤ، جب تک اس کا دودھ چھڑا نہیں دیتی (راوی کہتے ہیں:) پھر وہ عورت اس بچے کو اس وقت لے کر آئی، جب وہ اس کا دودھ چھڑوا چکی تھی اور بچے کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، جسے وہ کھا رہا تھا، اس بچے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا، تو اسے ایک مسلمان شخص کے حوالے کر دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا، تو اس کے لیے ایک گڑھا کھودا گیا اور نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اسے سنگسار کر دیا گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے سنگسار کرنے والوں میں شامل تھے، انہوں نے اس عورت کو ایک پتھر مارا، تو اس عورت کے خون کا ایک قطرہ، ان کے رخسار پر آ کر لگا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسے برا بھلا کہنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ٹھہر جاؤ اے

خالد! اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے، اگر بھتہ وصول کرنے والا شخص بھی ایسی توبہ کرے، تو اس کی مغفرت ہو جائے''

پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت، اس عورت کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

4443 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ زَكَرِيَّا اَبِيْ عِمْرَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ امْرَاَةً، فَحُفِرَ لَهَا اِلَى الثَّنْدُوَةِ

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: اَفْهَمَنِيْ رَجُلٌ عَنْ عُثْمَانَ.

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ الْغَسَّانِيُّ: جُهَيْنَةُ وَغَامِدٌ وَبَارِقٌ وَاحِدٌ

حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کو سنگسار کروایا، تو آپ ﷺ نے اس کے لیے سینے تک گڑھا کھدوایا۔

امام ابوداؤد ؒ فرماتے ہیں: ایک شخص نے عثمان کے حوالے سے یہ بات مجھے سمجھائی۔

امام ابوداؤد ؒ فرماتے ہیں: غسانی کہتے ہیں: جہینہ، غامد اور بارق ایک ہی قبیلہ ہے۔

4444 - قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ سُلَيْمٍ، بِاِسْنَادِهِ نَحْوَهُ زَادَ: ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِمَّصَةِ، ثُمَّ قَالَ: ارْمُوْا وَاتَّقُوا الْوَجْهَ. فَلَمَّا طَفِئَتْ اَخْرَجَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ: فِي التَّوْبَةِ نَحْوَ حَدِيْثِ بُرَيْدَةَ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

''پھر آپ ﷺ نے، اسے اتنی چھوٹی کنکریاں مروائیں، جو چنے جیسی ہوتیں ہیں''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پتھر مارو، لیکن لیکن چہرے پر مارنے سے بچنا''

جب وہ عورت مرگئی، تو آپ نے اسے باہر نکلوایا، آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ اس کی توبہ کے بارے میں آپ کے وہ الفاظ منقول ہیں، جو بریدہ کی نقل کردہ روایت میں ہیں۔

4445 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ، اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، وَقَالَ الْآخَرُ وَكَانَ اَفْقَهَهُمَا: اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، وَاْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ. قَالَ: تَكَلَّمْ. قَالَ: اِنَّ ابْنِيْ

4445-إسناده صحيح. ابن شهاب: هو محمد بن مسلم الزهري الإمام، ومالك: هو ابن أنس الإمام، وهو في "الموطأ" 2/822. وأخرجه البخاري (2314) و (6633)، ومسلم (1697) و (1698)، وابن ماجه (2549)، والترمذي (1496 - 1498)، والنسائي في "الكبرى" (5931) و (5932) و (7152 - 7155) و (11292)

كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا - وَالْعَسِيفُ: الْأَجِيرُ - فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ، وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً، وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کردیں، دوسرے شخص نے کہا، جوان دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا: جی ہاں! یارسول اللہ! آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کیجئے گا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں، تو میں کچھ عرض کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بولو! اس نے عرض کی: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا، اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا، لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا، تو میں نے اس کے فدیے کے طور پر ایک سو بکریاں اور ایک کنیز ادا کردی، پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا: تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا، البتہ اس کی عورت کو سنگسار کیا جائے گا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، میں تم دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ دونگا، جہاں تک تمہاری بکریوں اور کنیز کا معاملہ ہے، تو وہ تمہیں واپس مل جائیں گی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بیٹے کو ایک سو کوڑے لگوائے اور اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کردیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس اسلمی رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس عورت کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کرلے، تو اسے سنگسار کروادیں، اس عورت نے اعتراف کرلیا، تو انہوں نے اسے سنگسار کروادیا''۔

بَابٌ فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ

باب: دو یہودیوں کو سنگسار کرنے کا تذکرہ

4446- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا. فَقَالَ لَهُمْ

4446- إسناده صحيح. وهو في "الموطأ" 2/ 819. وأخرجه البخاري (1329) و (3635)، ومسلم (1699)، وابن ماجه (2556)، والترمذي (1501)، والنسائي في "الكبرى" (7175 - 7178) و (7294) و (11002) من طرق عن نافع، به. وروايات بعضهم مختصرة. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (7179) من طريق يحيى بن وثاب، عن ابن عمر: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- رجم يهوديا ويهودية. وهو في "مسند أحمد" (4498)، و"صحيح ابن حبان" (4431) و (4432) و (4434) و (4435).

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الزِّنَا؟ فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ. فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ. فَرَفَعَهَا فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: زنا کے بارے میں تم لوگ تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم ایسے لوگوں کو رسوا کرتے ہیں، انہیں کوڑے لگاتے ہیں، تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ غلط کہہ رہے ہو، تورات میں تو سنگسار کرنے کا حکم موجود ہے، وہ لوگ تورات لے کر آئے، انہوں نے اسے کھولا ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ سنگسار کرنے کے حکم سے متعلق آیت پر رکھ دیا، پھر وہ اس کے پہلے والے اور بعد والے حصے کو پڑھنے لگا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ، اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا، تو اس کے نیچے سنگسار کرنے کے حکم سے متعلق آیت موجود تھی، ان لوگوں نے کہا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیک کہا، اس میں سنگسار کرنے کے حکم سے متعلق آیت موجود ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں یہ حکم دیا، تو ان دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھکا ہوا تھا اور اسے پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

4447 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مَرُّوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُوْدِيٍّ قَدْ حُمِّمَ وَجْهُهُ، وَهُوَ يُطَافُ بِهِ، فَنَاشَدَهُمْ: مَا حَدُّ الزَّانِيْ فِيْ كِتَابِهِمْ؟ قَالَ: فَأَحَالُوْهُ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ. فَنَشَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَدُّ الزَّانِيْ فِيْ كِتَابِكُمْ؟ فَقَالَ: الرَّجْمُ، وَلٰكِنْ ظَهَرَ الزِّنَا فِيْ أَشْرَافِنَا، فَكَرِهْنَا أَنْ يُتْرَكَ الشَّرِيْفُ، وَيُقَامُ عَلَى مَنْ دُوْنَهُ، فَوَضَعْنَا هٰذَا عَنَّا. فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا مَا أَمَاتُوْا مِنْ كِتَابِكَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی کو لے کر گزرے، جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور وہ لوگ اسے چکر لگوا رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کیا کہ ان کی کتاب میں زانی کی سزا کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ بات اپنے میں سے ایک شخص کی طرف کر دی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قسم دے کر دریافت کیا

کہ تمہاری کتاب میں زنا کرنے والے کی سزا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: سنگسار کرنا، لیکن ہمارے معززین میں زنا عام ہو گیا تو ہمیں یہ اچھا نہیں لگا کہ ہم معزز آدمی کو چھوڑ دیں اور کم تر آدمی کو سزا دے دیں، تو ہم نے یہ سزا ہی ختم کر دی، پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اس یہودی کو سنگسار کر دیا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں، جو تیری کتاب کے اس حکم کو زندہ کر رہا ہے، جسے انہوں نے ختم کر دیا تھا''۔

4448- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مُرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُودٍ فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ: هَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ قَالَ لَهُ: نَشَدْتُكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى، أَهَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا، وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهَذَا لَمْ أُخْبِرْكَ، نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِنَا الرَّجْمَ، وَلَكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا، فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ، وَإِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقُلْنَا: تَعَالَوْا فَنَجْتَمِعُ عَلَى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ، فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ، وَتَرَكْنَا الرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوهُ، فَأَمَرَ بِهِ، فَرُجِمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ) (المائدة: 41) إِلَى قَوْلِهِ: (يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا) (المائدة: 41) إِلَى قَوْلِهِ (وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ) (المائدة: 44) فِي الْيَهُودِ إِلَى قَوْلِهِ (وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ) (المائدة: 45) فِي الْيَهُودِ إِلَى قَوْلِهِ (وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ) (المائدة: 47) قَالَ: هِيَ فِي الْكُفَّارِ كُلُّهَا، يَعْنِي هَذِهِ الْآيَةَ

❁❁ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی کو نبی اکرم ﷺ کے پاس سے لے جایا گیا، جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور اسے مارا بھی گیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو بلوایا اور دریافت کیا: کیا تم لوگ زنا کرنے والے کی حد یہی پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک شخص کو بلوایا اور اس سے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم لوگ اپنی کتاب میں زنا کرنے والے کے حد یہی پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے، جی نہیں! اگر آپ نے مجھے یہ واسطہ نہ دیا ہوتا، تو میں آپ کو نہ بتاتا، ہم اپنی کتاب میں زنا کرنے والے کی حد سنگسار کرنا پاتے ہیں، لیکن یہ ہمارے معززین میں زیادہ ہو گیا، تو جب ہم کسی معزز آدمی کو پکڑتے تھے تو اسے چھوڑ دیتے تھے جب کمزور شخص کو پکڑتے تھے، تو اس پر حد جاری کر دیتے تھے، تو ہم نے کہا: تم لوگ آگے بڑھو ہم لوگ کسی ایسی چیز پر متفق ہو جاتے ہیں، جسے ہم صاحب حیثیت اور کمزور ہر شخص پر لاگو کر سکیں، تو ہم اس بات پر اکٹھے ہوئے، کہ منہ کالا کر دیں گے اور کوڑے لگا دیں گے اور ہم نے سنگسار کرنے کو ترک کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں، جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا، اس وقت جب ان لوگوں نے اسے ختم کر دیا تھا''

تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:
''اے رسول! وہ لوگ جو کفر کی طرف تیزی کرتے ہیں، وہ تمہیں غمگین نہ کریں'' یہ آیت یہاں تک ہے ''وہ لوگ یہ کہتے ہیں اگر تمہیں یہ دے دیا گیا، تو اسے حاصل کرلو، اگر نہیں دیا گیا، تو اس سے بچ جاؤ''
یہ آیت یہاں تک ہے ''اور جو شخص اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا، جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، تو یہی لوگ کافر ہیں''
یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی
''اور جو لوگ اس چیز کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے جسے اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں'' اس سے مراد بھی یہودی ہے۔
یہ آیت یہاں تک ہے
''اور جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ فاسق ہیں''
(راوی کہتے ہیں:) یہ تمام آیات کفار کے بارے میں ہیں۔

4449 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ، حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودٍ، فَدَعَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْقُفِّ، فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ: إِنَّ رَجُلًا مِنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ، فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ. فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: بِالتَّوْرَاةِ، فَأُتِيَ بِهَا، فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ، فَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ ثُمَّ قَالَ: ائْتُونِي بِأَعْلَمِكُمْ، فَأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ، نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ یہودی آئے، وہ نبی اکرم ﷺ کو وادی قُف میں لے گئے، نبی اکرم ﷺ ان کے پاس، ان کی ایک درس گاہ میں آئے، ان لوگوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، تو آپ ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے تکیہ رکھ دیا، نبی اکرم ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تورات لے کر آؤ، اسے لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے نیچے سے تکیہ نکالا اور تورات کو اس کے اوپر رکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھ پر، اور جس نے تجھے نازل کیا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہوں، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس اپنے سب سے بڑے عالم کو لے کے آؤ، تو ایک نوجوان کو لایا گیا۔ اس کے بعد راوی نے سنگسار کرنے سے متعلق واقعہ نقل کیا ہے، جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نافع کے حوالے سے نقل کردہ روایت کی مانند ہے۔

4450 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ، وَيَعِيهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ وَهُوَ اَتَمُّ - قَالَ: زَنٰى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَامْرَاَةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اذْهَبُوا بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ، فَاِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيفِ، فَاِنْ اَفْتَانَا بِفُتْيَا دُوْنَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا، وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ اَنْبِيَائِكَ، قَالَ: فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي اَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: يَا اَبَا الْقَاسِمِ، مَا تَرٰى فِي رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا؟ فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى اَتٰى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ. فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اَحْصَنَ؟ قَالُوا: يُحَمَّمُ، وَيُجَبَّهُ، وَيُجْلَدُ، وَالتَّجْبِيهُ: اَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلٰى حِمَارٍ، وَتُقَابَلَ اَقْفِيَتُهُمَا، وَيُطَافَ بِهِمَا، قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ، اَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اِذْ نَشَدْتَنَا، فَاِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: فَمَا اَوَّلُ مَا ارْتَخَصْتُمْ اَمْرَ اللّٰهِ؟ قَالَ: زَنٰى ذُو قَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا، فَاَخَّرَ عَنْهُ الرَّجْمَ، ثُمَّ زَنٰى رَجُلٌ فِي اُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ، فَاَرَادَ رَجْمَهُ، فَحَالَ قَوْمُهُ دُوْنَهُ، وَقَالُوا: لَا يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ، فَاصْطَلَحُوا عَلٰى هٰذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاِنِّي اَحْكُمُ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنَا اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ (اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ اَسْلَمُوا) (المائدة: 44)، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں سے تعلق رکھنے والے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کرلیا، ان میں سے کسی ایک نے دوسرے سے کہا: تم ہمیں اس نبی کے پاس لے جاؤ، کیونکہ وہ ایک ایسے نبی ہیں، جن کو تخفیف کے احکام کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے، اگر تو انہوں نے ہمیں کوئی ایسا جواب دیا، جو سنگسار کرنے سے کم ہوا، تو ہم اسے قبول کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کو حجت کے طور پر پیش کردیں گے ہم یہ کہیں گے: یہ ایک ایسا فتویٰ ہے، جو تیرے نبی نے دیا ہے، راوی کہتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے اصحاب کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے، ان لوگوں نے عرض کی: اے ابوالقاسم! ایسے مرد اور عورت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہو، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی درسگاہ والے گھر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں، جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تھی، تم لوگ تورات میں ایسے شخص کی کیا سزا پاتے ہو؟ جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرلیتا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا: یہ کہ اس کا منہ کالا کیا جائے، اسے گدھے پر الٹا بٹھایا جائے اور اس کی پٹائی کی جائے۔ (راوی کہتے ہیں:) تجبیہ سے مراد یہ ہے کہ زنا کرنے والوں کو گدھے پر بٹھایا جائے اور ان کی پشت ایک دوسرے کی طرف ہو اور پھر ان کا چکر لگوایا جائے، راوی بیان کرتے ہیں: ان میں سے ایک نوجوان خاموش رہا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ کیا کہ وہ خاموش ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ شدت کے ساتھ، اسے قسم دی، تو وہ بولا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! جب

آپ ﷺ نے ہمیں یہ قسم دی ہے، تو (میں یہ بتانے پر مجبور ہوں) کہ ہم تورات میں سنگسار کرنے کی سزا پاتے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں رخصت کو سب سے پہلے کیوں اختیار کیا؟ اس نے جواب دیا: ہمارے ایک بادشاہ کے قریبی رشتے دار نے زنا کیا، تو اسے سنگسار نہیں کیا گیا، پھر ایک خاندان کے ایک شخص نے گناہ کیا باشاہ نے اسے سنگسار کرنے کا ارادہ کیا، تو اس کے قبیلے کے لوگ رکاوٹ بن گئے، انہوں نے کہا: ہمارے ساتھی کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا، جب تک تم اپنے بندے کو لا کر اسے سنگسار نہیں کرتے، تو ان لوگوں نے آپس میں اس صلح پر اتفاق کر لیا (کہ ایسے شخص کا منہ کالا کروا دیا جائے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تورات میں جو موجود ہے، میں اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں، نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

زہری کہتے ہیں: ہم تک یہ روایت پہنچی ہے، یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

''بے شک ہم نے تورات نازل کی ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس کے مطابق ان انبیاء نے فیصلے دیئے ہیں، جو مسلمان تھے'' (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ بھی ان انبیاء کرام میں سے ایک تھے۔

4451 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ، يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: زَنَى رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَقَدْ أُحْصِنَا، حِينَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وَقَدْ كَانَ الرَّجْمُ مَكْتُوبًا عَلَيْهِمْ فِي التَّوْرَاةِ، فَتَرَكُوهُ وَأَخَذُوا بِالتَّجْبِيهِ، يُضْرَبُ مِائَةً بِحَبْلٍ مَطْلِيٍّ بِقَارٍ، وَيُحْمَلُ عَلَى حِمَارٍ، وَجْهُهُ مِمَّا يَلِي دُبُرَ الْحِمَارِ، فَاجْتَمَعَ أَحْبَارٌ مِنْ أَحْبَارِهِمْ، فَبَعَثُوا قَوْمًا آخَرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: سَلُوهُ عَنْ حَدِّ الزَّانِي، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ فِيهِ: قَالَ: وَلَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ دِينِهِ، فَيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ، فَخُيِّرَ فِي ذَلِكَ، قَالَ: (فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہودیوں سے تعلق رکھنے والے ایک مرد اور عورت نے زنا کر لیا، وہ دونوں شادی شدہ تھے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، ان لوگوں پر تورات میں سنگسار کرنے کی سزا لازم کی گئی تھی، انہوں نے اسے ترک کر دیا اور گدھے پر الٹا بٹھا کر گھومنے کی سزا کو اختیار کر لیا، نیز ایسے شخص کو تار کول لگی ہوئی رسی کے ساتھ سو مرتبہ مار دیا جاتا تھا، اسے گدھے پر بٹھایا جاتا تھا اور اس کا منہ گدھے کی پیٹھ کی طرف رکھا جاتا تھا، ان کے علماء اکٹھے ہوئے انہوں نے کچھ دوسرے لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور بولے: تم ان سے زنا کرنے والے کی سزا کے بارے میں دریافت کرو، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی، جس میں یہ الفاظ ہیں: ''کیونکہ نبی اکرم ﷺ ان کے دین سے تعلق نہیں رکھتے تھے، تو اب آپ ﷺ نے ان کے درمیان فیصلہ کرنا تھا، اس بارے میں آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا (اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی)

''اگر وہ تمہارے پاس آتے ہیں، تو تم ان کے درمیان فیصلہ کرو، یا اعراض کرو''

4452 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ مُجَالِدٌ: أَخْبَرَنَا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَتِ الْيَهُودُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَيَا، فَقَالَ: ائْتُونِي بِأَعْلَمِ رَجُلَيْنِ مِنْكُمْ، فَأَتَوْهُ بِابْنَيْ صُورِيَا، فَنَشَدَهُمَا: كَيْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هَذَيْنِ فِي التَّوْرَاةِ؟ قَالَا: نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ رُجِمَا، قَالَ: فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تَرْجُمُوهُمَا؟ قَالَا: ذَهَبَ سُلْطَانُنَا، فَكَرِهْنَا الْقَتْلَ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّهُودِ، فَجَاءُوا بِأَرْبَعَةٍ، فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهِمَا

⊛⊛ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہودی اپنے ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے دو بڑے عالموں کو لے کر میرے پاس آؤ، تو وہ لوگ صوریا کے دو صاحبزادوں کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم دے کر دریافت کیا: تم دونوں نے ان دونوں کے بارے میں تورات میں کیا حکم پایا ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا: ہم تورات میں یہ پاتے ہیں کہ جب چار لوگ گواہی دے دیں کہ انہوں نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں یوں دیکھا ہے جس طرح سلائی سرمے دانی میں ہوتی ہے، تو ان دونوں مرد اور عورت کو سنگسار کر دیا جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تم نے ان دونوں کو سنگسار کیوں نہیں کیا؟ ان دونوں نے جواب دیا: ہماری حکومت رخصت ہو چکی ہے، اس لیے ہم قتل کرنے کو پسند نہیں کرتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہوں کو بلایا، وہ لوگ چار گواہ لے کر آئے، انہوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں یوں دیکھا ہے، جس طرح سلائی سرمے دانی میں ہوتی ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

4453 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ فَدَعَا بِالشُّهُودِ فَشَهِدُوا،

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ مذکور نہیں ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہوں کو بلوایا اور انہوں نے گواہی دی۔

4454 - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، بِنَحْوٍ مِنْهُ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4455 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَسَنٍ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً زَنَيَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور عورت کو سنگسار کروایا تھا، ان دونوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِحَرِيمِهِ

باب: آدمی کا اپنی محرم عورت کے ساتھ زنا کرنا

4456 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَطُوفُ عَلَى إِبِلٍ لِي ضَلَّتْ، إِذْ أَقْبَلَ رَكْبٌ - أَوْ فَوَارِسُ - مَعَهُمْ لِوَاءٌ، فَجَعَلَ الْأَعْرَابُ يَطِيفُونَ بِي لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَتَوْا قُبَّةً، فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهَا رَجُلًا فَضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَذَكَرُوا أَنَّهُ أَعْرَسَ بِامْرَأَةِ أَبِيهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں اپنا گم شدہ اونٹ ڈھونڈ رہا تھا، اسی دوران سامنے سے کچھ گھوڑ سوار آئے، ان کے ساتھ ایک جھنڈا بھی تھا، دیہاتیوں نے میرے گرد گھومنا شروع کر دیا کیونکہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خاص قرب حاصل تھا، جب وہ ایک قبہ کے پاس آئے، انہوں نے اس میں سے ایک شخص کو نکالا اور اس کی گردن اڑا دی، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا: اس نے اپنی باپ کی بیوی کے ساتھ شادی کی ہے۔

4457 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قُسَيْطٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقِيتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ، فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَآخُذَ مَالَهُ

یزید بن براء اپنے والد (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میری ملاقات اپنے چچا سے ہوئی، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے ان سے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں، اور اس کا مال حاصل کر لوں۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ

باب: آدمی کا اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ زنا کرنا

4458 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ

4456- إسناده ضعيف لاضطرابه كما بيناه في "مسند أحمد" (18557). أبو الجهم: هو سليمان بن الجهم، ومطرف: هو ابن طريف الحارثي، وخالد بن عبد الله: هو الواسطي. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (5466) من طريق جرير بن عبد الحميد، و(7182) من طريق أبي زبيد، كلاهما، عن مطرف به. وهو في "مسند أحمد" (18608) و(18620).

بْنِ سَالِمٍ، اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاَتِهِ، فَرُفِعَ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَهُوَ اَمِيرٌ عَلَى الْكُوفَةِ، فَقَالَ: لَاَقْضِيَنَّ فِيكَ بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ مِائَةً، وَاِنْ لَمْ تَكُنْ اَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، فَوَجَدُوهُ قَدْ اَحَلَّتْهَا لَهُ، فَجَلَدَهُ مِائَةً قَالَ قَتَادَةُ: كَتَبْتُ اِلٰى حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، فَكَتَبَ اِلَيَّ بِهٰذَا

حبیب بن سالم بیان کرتے ہیں: ایک شخص جس کا نام عبدالرحمن بن حنین تھا، اس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی، یہ مقدمہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہوا، وہ اس وقت کوفہ کے گورنر تھے، انہوں نے فرمایا: میں تمہارے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دوں گا، اگر وہ عورت اس کنیز کو تمہارے لیے حلال کر دیتی ہے، تو میں تمہیں ایک سو کوڑے لگاؤں گا، اور اگر وہ تمہارے لیے حلال نہیں کرتی، تو میں تمہیں پتھروں کے ذریعے سنگسار کروا دوں گا، تو اس عورت نے اس شخص کے لیے اس کنیز کو حلال قرار دیا، تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو کوڑے لگوائے۔

قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا، تو انہوں نے یہ روایت مجھے لکھ کر بھیجی۔

4459 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِي بِشْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الرَّجُلِ يَاْتِي جَارِيَةَ امْرَاَتِهِ، قَالَ: اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهُ جُلِدَ مِائَةً، وَاِنْ لَمْ تَكُنْ اَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسے شخص کے بارے میں نقل کرتے ہیں: جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر وہ عورت اس کنیز کو اس شخص کے لیے حلال قرار دیتی ہے، تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر وہ اس کنیز کو اس شخص کے لیے حلال قرار نہیں دیتی، تو میں اسے سنگسار کر دوں گا''۔

4460 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي رَجُلٍ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاَتِهِ، اِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ، وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا، فَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ، فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا

4458- إسناده ضعيف لاضطرابه، كما قال الترمذي بإثر الحديث (1518)، والنسائي فيما نقله عنه المنذري في "اختصار السنن" 6/ 271، وابن عدي في "الكامل" في ترجمة حبيب بن سالم 2/ 813، وقال البخاري فيما نقل عنه الترمذي في "العلل الكبير" 2/ 615: أنا أتقي هذا الحديث. وقال الخطابي: هذا الحديث غير متصل، وليس العمل عليه. قلنا: لكن قال البخاري فيما نقله عنه الترمذي في "العلل" 2/ 616: سمعت إسحاق بن منصور يذكر عن أحمد وإسحاق أنهما قالا بحديث حبيب بن سالم عن النعمان. وقال النسائي في "الكبرى" بإثر الحديث (7195): ليس في هذا الباب شيء صحيح يحتج به. أبان: هو ابن يزيد العطار. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (5529) و (7190) من طريق أبان بن يزيد العطار، بهذا الإسناد. وقال في آخره: قال قتادة: فكتبت إلى حبيب بن سالم، فكتب إليَّ بهذا. وأخرجه ابن ماجه (2551)، والترمذي (1517)، والنسائي (5530) و (7189)

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَى يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَمَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ، وَسَلَّامٌ، عَنِ الْحَسَنِ هٰذَا الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرْ يُونُسُ، وَمَنْصُورٌ، قَبِيصَةَ

❁❁ حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دیا جس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کی تھی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اگر مرد نے اس کے ساتھ زبردستی کی، تو وہ کنیز آزاد شمار ہوگی اور مرد پر یہ لازم ہوگا کہ اس کنیز کی مالکن کو اس جیسی کنیز (یا قیمت) ادا کرے اور اگر کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ اس کے ساتھ صحبت کی تھی، تو وہ کنیز مرد کی ملکیت ہوگی اور مرد پر لازم ہوگا کہ وہ اس کنیز کی مالکن کو اس کی مانند (کنیز یا اس کی رقم) ادا کرے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4461 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: وَاِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ لِسَيِّدَتِهَا

❁❁ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: اگر اس کنیز نے رضامندی کے ساتھ اس کے ساتھ یہ عمل کیا تھا، تو اس کنیز کی قیمت جتنا مال اس کی مالکن کو ادا کرنا ہوگا۔

بَابٌ فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ

باب: جو شخص قوم لوط جیسا عمل کرتا ہے، اس کا حکم

4462 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ، وَالْمَفْعُولَ بِهِ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو مِثْلَهُ وَرَوَاهُ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ، وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4460-إسناده ضعيف لجهالة قبيصة بن حريث، وقال البخاري: في حديثه نظر، وقال النسائي: لا يصح حديثه، وقال العقيلي: في هذا الحديث اضطراب (قلنا: يعني في متنه)، وقال الخطابي: حديث منكر، وقبيصة بن حريث غير معروف، والحجة لا تقوم بمثله. وقد روى هذا الحديث من طريقين آخرين ضعيفين عن قتادة فجاء فيهما ذكر جون بن قتادة، بدل قبيصة كما بيناه في "المسند" (20063). وجون مجهول. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (13417)، ومن طريقه أخرجه النسائي في "الكبرى" (5531) و (7195). وهو في "مسند أحمد" (20060) و (20069).

"تم جس ایسے شخص کو پاؤ جس نے قوم لوط کا سا عمل کیا ہو تو یہ عمل کرنے والے اور جس کے ساتھ یہ عمل کیا گیا، ان کو قتل کر دو"۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث کے طور پر منقول ہے۔

4463 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهَوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدًا، يُحَدِّثَانِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي الْبِكْرِ يُؤْخَذُ عَلَى اللُّوطِيَّةِ، قَالَ: يُرْجَمُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر کنوارہ قوم لوط کا سا عمل کرتا ہے، تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عاصم کی نقل کردہ روایت عمرو بن ابوعمرو کی نقل کردہ روایت کو ضعیف قرار دیتی ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ أَتَى بَهِيمَةً

باب: جو شخص جانور کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے

4464 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوهَا مَعَهُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ قَالَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا، وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذَلِكَ الْعَمَلُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هَذَا بِالْقَوِيِّ

❁❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرے، اسے قتل کر دو اور اس کے ساتھ جانور کو بھی قتل کر دو"۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا، جانور کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرا خیال ہے کہ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ اس کا گوشت کھایا جائے، جبکہ اس کے ساتھ یہ عمل کیا گیا ہو۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

4465 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، أَنَّ شَرِيكًا، وَأَبَا الْأَحْوَصِ، وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ حَدَّثُوهُمْ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ عَطَاءٌ، وَقَالَ الْحَكَمُ: أَرَى أَنْ يُجْلَدَ، وَلَا يُبْلَغَ بِهِ الْحَدَّ وَقَالَ الْحَسَنُ: هُوَ

بِمَنْزِلَةِ الزَّانِي

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جو شخص کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے، اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے اور حکم کہتے ہیں: میرا خیال ہے، اسے کوڑے لگائے جائیں گے، جو حد تک نہ پہنچتے ہوں۔ حسن کہتے ہیں: وہ زنا کرنے والے شخص کی مانند ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عاصم کی نقل کردہ روایت عمرو بن ابوعمرو کی نقل کردہ روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بَابٌ اِذَا اَقَرَّ الرَّجُلُ بِالزِّنَا وَلَمْ تُقِرَّ الْمَرْاَةُ

باب: جب مرد زنا کا اقرار کرلے، اور عورت اقرار نہ کرے (تو کیا کیا جائے؟)

4466 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا اَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَاَقَرَّ عِنْدَهُ اَنَّهُ زَنَى بِامْرَاَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَرْاَةِ، فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَاَنْكَرَتْ اَنْ تَكُونَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ کے سامنے یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے اس عورت کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو بلوایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس بارے میں دریافت کیا، تو اس عورت نے زنا کرنے کا انکار کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو کوڑے لگوائے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

4467 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ الْبُرْدِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ فَيَّاضٍ الْاَبْنَاوِيِّ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَقَرَّ اَنَّهُ زَنَى بِامْرَاَةٍ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَهُ مِائَةً، وَكَانَ بِكْرًا، ثُمَّ سَاَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْاَةِ، فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، فَجَلَدَهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ ثَمَانِينَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بکر بن لیث قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ اعتراف کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے چار مرتبہ یہ اعتراف کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک سو کوڑے لگوائے، کیونکہ وہ کنوارہ تھا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عورت کے خلاف ثبوت مانگا، اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس نے جھوٹ بولا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جھوٹا الزام لگانے پر 80 کوڑے

لگوائے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ دُونَ الْجِمَاعِ، فَيَتُوبُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَهُ الْإِمَامُ

باب: جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے کے علاوہ کچھ کر لے اور پھر امام کے' اسے پکڑنے سے پہلے وہ توبہ کر لے

4468- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، قَالَا: قَالَ عَبْدُ اللهِ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ، فَأَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا، فَأَنَا هٰذَا، فَأَقِمْ عَلَيَّ مَا شِئْتَ. فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ سَتَرَ اللهُ عَلَيْكَ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ، فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَدَعَاهُ، فَتَلَا عَلَيْهِ، (وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ) (هود: 114) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ كَافَّةً؟ فَقَالَ: لِلنَّاسِ كَافَّةً

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: میں نے مدینہ منورہ کے آخری کنارے کے قریب ایک عورت کے ساتھ بوس وکنار کیا، میں نے اس کے ساتھ صحبت نہیں کی، اب میں موجود ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جو چاہے سزا دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر پردہ رکھا تھا، تم اپنی ذات پر پردہ رکھتے (تو یہ مناسب ہوتا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، وہ شخص چلا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے ایک اور شخص کو بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

''دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو'' یہ آیت کے آخر تک ہے۔

تو حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ اس کے لیے مخصوص ہے؟ یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سب لوگوں کے لیے ہے۔

بَابٌ فِي الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ

باب: ایسی کنیز جو محصنہ نہ ہو، اور وہ زنا کا ارتکاب کرے

4469- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ

4468- حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل سماك - وهو ابن حرب - وقد توبع. الأسود: هو ابن يزيد النخعي، وعلقمة: هو ابن قيس النخعي، وإبراهيم: هو ابن يزيد النخعي، وأبو الأحوص: هو سلّام بن سليم. وأخرجه مسلم (2763)، والترمذي (3372)، والنسائي في "الكبرى" (7283) من طريق أبي الأحوص، والنسائي (7282) من طريق أبي عوانة اليشكري، ومسلم (2763)

تُحْصَنْ، قَالَ: إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ، وَالضَّفِيرُ: الْحَبْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی کنیز کے بارے میں دریافت کیا گیا، جو شادی شدہ نہ ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ زنا کرتی ہے، تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر وہ زنا کرتی ہے، تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر زنا کرتی ہے، تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر زنا کرتی ہے، تو اسے فروخت کردو، خواہ ایک رسی کے عوض میں کردو۔

ابن شہاب کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ تیسری یا چوتھی مرتبہ راوی نے یہ کہا: ضفیر سے مراد رسی ہے۔

4470 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَحُدَّهَا، وَلَا يُعَيِّرْهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَإِنْ عَادَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَلْيَجْلِدْهَا، وَلْيَبِعْهَا بِضَفِيرٍ، أَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کسی شخص کی کنیز زنا کا ارتکاب کرے، تو وہ شخص اس پر حد جاری کرے، البتہ عار نہ دلائے، ایسا تین مرتبہ ہو گا، اگر چوتھی مرتبہ وہ پھر ایسا کرتی ہے، تو اس کو کوڑے مارے اور رسی کے عوض میں اسے فروخت کردے''۔ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) بالوں کی رسی کے عوض میں فروخت کردے۔

4471 - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِي كُلِّ مَرَّةٍ: فَلْيَضْرِبْهَا كِتَابُ اللهِ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ: فَإِنْ عَادَتْ فَلْيَضْرِبْهَا كِتَابُ اللهِ، ثُمَّ لِيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ یہ فرمایا: وہ اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق اسے مارے، لیکن اسے عار نہ دلائے۔ چوتھی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: اگر وہ پھر ایسا کرے، تو اسے اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق مارے اور پھر اسے فروخت کردے، خواہ بالوں کی بنی ہوئی رسی کے عوض میں کرے۔

بَابٌ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ

باب: بیمار پر حد جاری کرنا

4472 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ:

اَخْبَرَنِي اَبُو اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَنْصَارِ، اَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى اُضْنِيَ، فَعَادَ جِلْدَةً عَلَى عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ، فَهَشَّ لَهَا، فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُوْدُوْنَهُ اَخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوْا لِي رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالُوْا: مَا رَاَيْنَا بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ، لَوْ حَمَلْنَاهُ اِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ، مَا هُوَ اِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنْ يَاْخُذُوْا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ، فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً

ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری صحابی نے اسے بتایا کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص بیمار ہوگیا، وہ اتنا کمزور ہوگیا کہ صرف اس کی ہڈیوں پر کھال باقی رہ گئی، کسی شخص کی کنیز اس کے ہاں آئی، اسے دیکھ کر اس کی خواہش بیدار ہوئی، اس نے اس کنیز کے ساتھ صحبت کرلی، جب اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس عیادت کرنے کے لیے آئے تو اس نے لوگوں کو اس بارے میں بتایا اور بولا: تم لوگ نبی اکرم ﷺ سے میرے بارے میں مسئلہ دریافت کرو، ایک کنیز میرے ہاں آئی، تو میں نے اس کے ساتھ صحبت کرلی، لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا، ان لوگوں نے عرض کی: ہم نے کسی شخص میں وہ بیماری نہیں دیکھی، جو اس شخص میں ہے، اگر ہم اٹھا کر اسے آپ کے پاس لائیں، تو اس کی ہڈیاں الگ الگ ہوجائیں گی، اس کی یہ حالت ہے کہ صرف اس کی ہڈیوں پر چمڑا باقی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ اس کے لیے کوئی ایسی ڈالی حاصل کریں، جس میں ایک سو باریک شاخیں ہوں اور پھر وہ لوگ اسے ایک ہی مرتبہ ماردیں۔

4473 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، اَخْبَرَنَا اِسْرَائِيْلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلَى، عَنْ اَبِي جَمِيْلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: فَجَرَتْ جَارِيَةٌ لِآلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، انْطَلِقْ فَاَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ، فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا بِهَا دَمٌ يَسِيْلُ لَمْ يَنْقَطِعْ، فَاَتَيْتُهُ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، اَفَرَغْتَ قُلْتُ: اَتَيْتُهَا وَدَمُهَا يَسِيْلُ، فَقَالَ: دَعْهَا حَتَّى يَنْقَطِعَ دَمُهَا، ثُمَّ اَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ، وَاَقِيْمُوا الْحُدُوْدَ عَلَى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُو الْاَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ الْاَعْلَى، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْاَعْلَى فَقَالَ فِيْهِ: قَالَ: لَا تَضْرِبْهَا حَتَّى تَضَعَ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے گھرانے کی ایک کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم جاؤ اور اس پر حد جاری کرو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آیا تو میں نے دیکھا اس کا خون بہہ رہا تھا، وہ ابھی منقطع نہیں ہوا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے علی! کیا تم فارغ ہوگئے؟ میں نے عرض کی: جب میں اس کنیز کے پاس آیا تو اس کا خون بہہ رہا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے چھوڑ دو! جب تک اس کا خون بہنا منقطع نہیں ہوجاتا، پھر اس پر حد قائم کرنا، جو لوگ تمہارے زیر ملکیت ہیں، تم ان پر حدود قائم کیا کرو۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
"تم اسے اس وقت تک نہ مارنا، جب تک وہ بچے کو جنم نہیں دیتی" تاہم پہلی روایت زیادہ درست ہے۔

بَابٌ فِي حَدِّ الْقَذْفِ

باب: قذف کی حد

4474 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ، وَهٰذَا حَدِيثُهُ، أَنَّ ابْنَ أَبِي عَدِيٍّ، حَدَّثَهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي، قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ ذَاكَ، وَتَلَا - تَعْنِي - الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ، أَمَرَ بِالرَّجُلَيْنِ وَالْمَرْأَةِ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ

✿✿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب میری براءت کے بارے میں آیت نازل ہوگئی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کی، جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں اور ایک خاتون کے بارے میں حکم دیا، تو انہیں حد لگائی گئی۔

4475 - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرْ عَائِشَةَ، قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ مِمَّنْ تَكَلَّمَ بِالْفَاحِشَةِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ. قَالَ النُّفَيْلِيُّ: وَيَقُولُونَ: الْمَرْأَةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ

✿✿ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا، جنہوں نے اس تہمت کو زیادہ پھیلایا تھا، وہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ تھے، نفیلی بیان کرتے ہیں: انہوں نے یہ بیان کی ہے، وہ خاتون سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر (اس کے ثبوت میں) چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو تم ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی شہادت کو کبھی بھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں سوا ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بے حد مہربان ہے (النور: ۵۔۴)

قذف کا لغوی معنی

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ قذف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قذف بالحجارۃ کا معنی ہے پتھر پھینکنا اور قذف المحصنۃ کا معنی ہے پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا اور یہ مجاز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قذف کا معنی ہے گالی دینا اور حدیث میں ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک کے ساتھ تہمت لگائی، اصل میں قذف کا معنی ہے پھینکنا پھر یہ لفظ گالی دینے

اور زنا کی تہمت میں استعمال ہوا۔ (تاج العروس ٦ ص ٢١٧، مصر)

قذف کا شرعی معنی

علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ ھ قذف کا اصلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قذف کا شرعی معنی ہے کسی محصن (مسلمان پاک دامن) کو زنا کی تہمت لگانا اور فتح القدیر میں ہے: اس پر اجماع ہے کہ حد کا تعلق اس کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن مجید ہے: ''جو لوگ محصنات (مسلمان اور پاک دامن) عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور پھر اس پر چار مرد گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو'' اسی آیت میں لفظ رمی سے زنا کی تہمت مراد ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو دیگر گناہوں کی تہمت لگائی تو اس پر حد قذف واجب نہیں ہوگی بلکہ تعزیر واجب ہوگی، اور اس آیت میں جو چار گواہ نہ لانے کی شرط لگائی ہے اس سے زنا کی تہمت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صرف زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی ضرورت ہے۔ ہر چند کہ اس آیت میں محصنات کا لفظ ہے جو مونث کا صیغہ ہے لیکن یہ حکم مردوں کو بھی شامل ہے اور یہ بات نہیں کہ صرف عورت کو زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف واجب ہوتی ہے بلکہ مسلمان اور پاک دامن عورت یا مرد جس کو بھی زنا کی تہمت لگائی گئی اور اس کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائے جاسکیں تو تہمت لگانے والے پر حد قذف واجب ہوگی۔ (البحر الرائق ج ٥ ص ٣٠۔ ٢٩، مطبوعہ مصر ١٣١١ھ)

قرآن مجید کی روشنی میں قذف کا حکم

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: (النور: ٤)

اور جو لوگ مسلمان پاک دامن عورتوں کو (زنا کی) تہمت لگائیں پھر چار مرد گواہ نہ لائیں ان کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کو قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ (النور: ٢٣)

بے شک جو لوگ پاک دامن بے خبر، مسلمان عورتوں کو (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

احادیث کی روشنی میں قذف کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس شخص کے قتل کو حق کے سوا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ موڑنا اور پاک دامن مسلمان بے خبر عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٢٧٦٦، صحیح مسلم رقم الحدیث: ٨٩، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٢٨٧٤، سنن النسائی رقم الحدیث: ٣٦٧١، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ١١٣٦١)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری برأت نازل ہوگئی تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور قرآن مجید کی تلاوت کی اور منبر سے اُترنے کے بعد آپ نے دو مردوں اور ایک عورت پر حد لگانے کا حکم دیا سو ان کو حد لگائی گئی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤٧٤، سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣١٨٠، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٢٥٦٧) (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤٧٥)

محمد بن اسحاق نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا جن دو مردوں اور ایک عورت نے تہمت لگائی تھی آپ نے ان کو حد قذف لگانے کا حکم دیا، حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور عورت حمنہ بنت جحش تھیں۔

احصان کی شرائط میں مذاہب فقہاء

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی مکلف شخص محصن کو زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد قذف واجب ہوتی ہے اور احصان کی پانچ شرائط ہیں:

(۱) عقل (۲) حریت (۳) اسلام (٤) زنا سے پاک دامن ہونا (٥) وہ شخص اتنا بڑا ہو کہ جماعت کر سکتا ہو یا اس سے جماع کیا جا سکتا ہو۔

تمام متقدمین اور متاخرین علماء نے احصان میں ان شرائط کا اعتبار کیا ہے۔ البتہ داؤد ظاہری نے یہ کہا ہے کہ غلام کو تہمت لگانے سے بھی حد واجب ہوگی۔ امام احمد سے بلوغ کے متعلق مختلف روایات منقول ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ شرط ہے، امام شافعی، ابوثور اور فقہاء احناف کا بھی یہی قول ہے کیونکہ بلوغ مکلف ہونے کی ایک شرط ہے اس لئے عقل کے مشابہ ہے اور اس لئے کہ بچہ کے زنا سے حد واجب نہیں ہوتی اس لئے اگر بچہ کسی کو زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد بھی نہیں ہونی چاہیے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ بلوغ کی شرط نہیں ہے کیونکہ وہ آزاد، صاحب عقل اور پاک دامن ہے اور اس تہمت سے اس کو عار لاحق ہوتا ہے اور اس قول کا صدق ممکن ہے اس لئے وہ بڑے شخص کے مشابہ ہے یہ امام مالک اور اسحاق کا قول ہے، اس روایت کی بناء پر اس کو کم از کم اتنا بڑا ہونا چاہیے جو جماع کر سکتا ہو اور لڑکا کم از کم دس سال کا اور لڑکی نو سال کی ہو۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ج۱۰ ص۱۹٤، دار الفکر بیروت، ۱٤۰٤ھ)

احصان کی شرائط میں مذہب احناف

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: احصان یہ ہے کہ جس شخص کو تہمت لگائی گئی ہے وہ (۱) آزاد، (۲) عاقل (۳) بالغ (٤) مسلمان اور (٥) زنا کے فعل سے پاک دامن ہو۔ آزاد ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ قرآن مجید میں آزاد پر احصان کا اطلاق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (النساء: ۲۵) ان لونڈیوں کی سزا آزاد عورتوں کی نصف ہے۔

اور عقل و بلوغ کی شرط اس لئے ہے کہ بچہ اور مجنون کو زنا کی تہمت سے عار لاحق نہیں ہوتا کیونکہ ان سے فعل زنا کا تحقق نہیں ہوتا اور اسلام کی شرط اس لئے ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سنن دارقطنی) جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔

اور زنا سے پاک دامن ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ جو پاک دامن نہ ہو اس کو عار لاحق نہیں ہوگا اور تہمت لگانے والا اس تہمت میں سچا ہوگا۔

کوڑے مارنے کا حکم

علامہ المرغینانی لکھتے ہیں: امام کو ایسے کوڑے کے ساتھ مارنے کا حکم دینا چاہیے جس میں گرہ یا پھل نہ ہوں (یعنی درخت کی

ایسی شاخ سے مارا جائے جس میں گرہ نہ ہو اور نہ پھل ہوں) اور متوسط ضرب کے ساتھ مارنا چاہیے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوڑے مارنے لگے تو انہوں نے درخت کی شاخ سے پھل کاٹ دیئے اور متوسط ضرب وہ ہوتی ہے کہ نہ تو اس سے چوٹ کا نشان پڑے اور نہ ایسی ضرب ہو جس سے بالکل تکلیف نہ ہو، کیونکہ پہلی صورت میں ہلاکت کا خدشہ ہے اور دوسری صورت میں کوڑے لگانے کا مقصد فوت ہو جائے گا، مجرم جس کے کوڑے لگائے جائیں اس کے کپڑے اُتار لئے جائیں اور صرف چادر (تہبند) باقی رہے اور اس کے جسم کے تفرق اعضاء پر کوڑے مارے جائیں کیونکہ ایک جگہ کوڑے مارنے سے اس کی ہلاکت کا خدشہ ہے اور اس کے سر، چہرہ اور شرمگاہ پر کوڑے نہ مارے جائیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حد لگانے والے سے فرمایا اس کے چہرے اور شرمگاہ سے اجتناب کرو، تمام حدود میں مجرم کو کھڑا کر کے کوڑے مارے جائیں کیونکہ حضرت علی نے فرمایا: مردوں کو کھڑا کر کے کوڑے ماریں، کوڑے مارتے وقت کوڑے مارنے والا کوڑے کو اپنے سر سے اوپر نہ اٹھائے۔ کوڑے مارے جانے میں مرد اور عورت کے مساوی احکام ہیں۔ البتہ عورت کے صرف فالتو کپڑے اُتارے جائیں گے سارے کپڑے اُتار کر یا صرف تہبند میں حد نہیں لگائی جائے گی اور اس کو بٹھا کر حد لگائی جائے گی۔ (ہدایہ اولین، ۴۹۰۔۴۸۹، ملتان)

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ کوڑے مارنے کے لئے درخت کی ایسی شاخ لی جائے جس میں کوئی گرہ ہو نہ کوئی پھل ہو، نہ وہ سوکھی ہوئی خشک شاخ ہو، اگر وہ خشک شاخ ہو تو اس کو چھیل کر نرم کر لیا جائے۔ کیونکہ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ حکم کیا جاتا تھا کہ درخت کی شاخ سے پھل کاٹ لئے جائیں پھر اس کو دو پتھروں کے درمیان رکھ کے کوٹ کر نرم کیا جائے پھر اس سے کوڑے لگائے جاتے۔ علامہ بن ہمام کہتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ ایسی شاخ میں کوئی گرہ یا پھل ہو، کیونکہ امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے لائق حد رم کیا ہے مجھ پر حد جاری کیجئے، نبی ﷺ نے کوڑا منگوایا تو ایک سخت ٹہنی لائی گئی جس میں پھل تھے آپ نے فرمایا اس سے کم لاؤ پھر ایک نرم شاخ لائی گئی آپ نے فرمایا اس سے کچھ زیادہ لاؤ، پھر ایک درمیانی شاخ لائی گئی۔ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے پھر آپ نے اس سے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ متوسط شاخ سے کوڑے لگائے جائیں۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۱۶۔۱۵، سکھر)

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان اور پاک دامن مرد یا عورت پر کسی مکلف نے زنا کی تہمت لگائی اور اس پر چار گواہ نہیں پیش کئے تو اس پر اسی (۸۰) کوڑے حد لازم ہوگی۔

جس پر حد قذف لگ چکی ہو اس کی شہادت قبول کرنے میں اختلاف فقہاء

جو شخص کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگائے پھر اس پر چار گواہ نہ پیش کر سکے اس کے متعلق تین حکم بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے مارو، دوسرا یہ کہ ان کی شہادت کو کبھی قبول نہ کرو اور تیسرا یہ کہ وہی فاسق ہیں۔ اس کے بعد فرمایا سوا ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

اس پر اجماع ہے کہ اس استثناء کا تعلق کوڑے مارنے کی سزا کے ساتھ نہیں ہے یعنی اگر کسی شخص نے تہمت لگانے کے بعد اس

تہمت سے رجوع کرلیااور یہ کہا کہ میں نے جھوٹ بولا تھا تو اس کو پھر بھی اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے۔ البتہ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ اس توبہ کے بعد اس کی شہادت قبول کی جائے گی یا نہیں۔ قاضی شریح، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی توبہ اب بھی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کی شہادت کو کبھی بھی قبول نہ کرو اور اس سے استثناء کا تعلق توبہ قبول نہ کرنے کے ساتھ ہے یعنی تہمت لگانے کے بعد اس نے توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو پھر اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔ (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

ائمہ ثلاثہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ صحیح بخاری میں ہے:

حضرت ابوبکرہ، شب بن معبد اور نافع نے حضرت مغیرہ بن شعبہ پر زنا کی تہمت لگائی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تینوں کو اسی، اسی (۸۰، ۸۰، ۸۰) کوڑے مارے کیونکہ یہ چار گواہ نہیں پیش کر سکے تھے۔ پھر فرمایا کہ جو ان میں سے توبہ کرلے گا اس کی شہادت قبول کرلی جائے گی۔ شبل اور نافع نے اپنے آپ کو جھوٹا قرار دیا اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے قول پر قائم رہے۔
(صحیح البخاری کتاب الشہادات)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

زہری نے عید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ، نافع اور شبل نے حضرت مغیرہ کے خلاف زنا کی شہادت دی اور زیادہ ابن ابوسفیان نے ان کی شہادت کے خلاف شہادت دی، حضرت عمر نے ان تینوں کو کوڑے مارے اور فرمایا تم میں سے جس نے اپنی شہادت سے رجوع کرلیا اس کی شہادت قبول کرلی جائے گی۔ حضرت ابوبکرہ نے اپنی شہادت سے رجوع کرنے سے انکار کردیا۔ ان چاروں نے حضرت مغیرہ کو الرقطاء ام جمیل بنت عمرو الھلالیہ کے پیٹ کے اوپر دیکھا، انہوں نے جا کر حضرت عمر سے شکایت کی حضرت عمر نے حضرت مغیرہ کو معزول کردیا اور ان کی جگہ حضرت ابوموسیٰ کا بصرہ کا گورنر بنا دیا، اور حضرت مغیرہ کو حاضر کیا گیا۔ اول الذکر تینوں نے ان کے خلاف زنا کی شہادت دی اور زیاد بن ابوسفیان نے قطعی شہادت نہیں دی اور کہا میں نے بہت قبیح منظر دیکھا تھا اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ فعل کیا تھا یا نہیں۔

تب حضرت عمر نے ان تینوں پر حد قذف جاری کی۔ حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے کہ زیاد نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا میں نے ان کا زور زور سے سانس سنا اور اس کے بعد کیا ہوا اس کا مجھے پتہ نہیں۔

(فتح الباری ج ۵ ص ۲۸۴۔ ۲۸۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ، تبیان القرآن، سورہ نور، لاہور)

بَابُ الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ

باب: شراب نوشی کی حد

خمر (شراب) کے معنی ومفہوم کا بیان

قاموس میں لکھا ہے کہ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے استعمال (یعنی جس کو پینے) سے نشہ ومستی پیدا ہو جائے۔ اور وہ انگور کے شیرے کی صورت میں ہو یا عام کہ وہ انگور کا شیرہ ہو یا کسی چیز کا عرق وکاڑھا وغیرہ ہو، زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا عام مفہوم مراد لیا

یعنی نشہ لانے والی چیز خواہ وہ انگور کا شیرہ ہو یا کسی دوسری چیز کا شیرہ وغیرہ کیونکہ شراب مدینہ میں حرام ہوئی ہے اور اس زمانہ میں انگوری شراب کا کوئی وجود نہیں تھا بلکہ وہ کھجور سے بنائی جاتی تھی خمر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لغت میں خمر کے معنی ہیں ڈھانپنا چھپانا، خلط ملط کرنا اور چونکہ شراب انسان کی عقل کو ڈھانپ دیتی ہے اور اس کے فہم وشعور کی قوتوں کو خلط وخبط کر دیتی ہے اس لئے اس کو خمر کہا گیا۔

قرآن کے مطابق حرمت شراب کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (سورۃ مائدہ:۹۱)

''اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پاؤ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض اور شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تم کو یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟''

شراب اور جوا قطعی طور پر حرام کام ہیں۔ چونکہ یہ شیطانی عمل ہیں شیطان یہ چاہتا ہے۔ کہ بندے کو صراط مستقیم سے ہٹا کر ناکامی کے راستوں پر ڈال دے اسی شراب کی وجہ سے عزت، غیرت، گھربار، اولاد، پیسہ، کاروبار، وغیرہ سب برباد ہو جاتے ہیں سب سے بڑھ کر نقصان اس کے ایمان کا ہوتا ہے کیونکہ شراب اور ایمان کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایمان اور دائمی شراب نوشی کبھی جمع نہیں ہو سکتے ممکن ہے کی ان دونوں میں سے ایک دوسری کو نکال دے''۔ (سنن نسائی)

یہ دنیا تو چند روزہ ہے اور اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے چند لمحوں کے مقابلے میں اور چند لمحوں کی لذت کے لئے ہمیشہ کی زندگی برباد کرنا نہایت ہی گھاٹے کا اور خسارے کا سودہ ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو شراب جیسی لعنت سے بچایئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں بھی حرام کیں ہیں تو ان کے عوض ان سے بہتر عطا بھی کیں ہیں شراب حرام کی تو لذیذ مشروبات اور روح اور جسم کو فائدہ دینے والی چیزیں حلال کیں۔ کھانے کی گندی چیزیں حرام کیں تو پاکیزہ کھانے حلال کیے۔

شراب سے متعلق حکم نزول کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ''جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا'' اے اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں واضح اور بین (روشن) حکم نازل فرما تو اس وقت سورۃ بقرہ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی 'وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے ''ان دونوں میں بڑا گناہ ہے'' بس حضرت عمر رضی اللہ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت مبارکہ پڑھی گئی تو انہوں نے پھر یہ کہا اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے واضح حکم نازل فرما تب سورۃ نساء کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ''اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو'' جب نماز کھڑی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی اعلان کرتا تھا خبردار کوئی نشے والا نماز کے قریب نہ آئے''۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کو یہ آیت مبارکہ سنائی گئی انہوں نے پھر یہی کہا 'اے اللہ ہمارے لئے شراب کا واضح اور بین حکم نازل فرما پھر سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۹۱ نازل ہوئی۔ ''کیا تم باز آؤ گے یا نہیں؟'' تو حضرت عمر رضی اللہ نے کہا کہ ہم باز آ گئے۔ (سنن نسائی جلد سوم ص ۵۷۳ حدیث نمبر ۵۴۴۴) (سنن ابی داؤد جلد سوم ص ۵۴ حدیث نمبر ۳۱۸۵) (مسلم شریف)

احادیث کے مطابق حرمت شراب کا بیان

حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی کی حد (سزا میں کھجور کی ٹہنیوں (چھڑیوں) اور جوتوں سے مارا (یعنی مارنے کا حکم دیا) اور حضرت ابوبکر نے (اپنے دور خلافت میں شراب پینے والے کو چالیس کوڑے مارے۔" (بخاری، مسلم) اور روایت میں حضرت انس ہی سے یوں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شراب نوشی کی حد (سزا) میں چالیس کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارتے تھے یعنی مارنے کا حکم دیتے تھے۔ (مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 763)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زانی زنا نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو اور نہ شراب پینے والا شراب پیتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، اور نہ چوری کرنے والا چوری کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، اور نہ اچکا اچکنے کے وقت جب لوگ اس کی طرف آنکھ اٹھاتے ہیں مومن رہتا ہے، اور ابن شہاب سے بواسطہ سعید بن مسیب وابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح منقول ہے مگر اس میں نہبہ کا لفظ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1690 حدیث متواتر)

شراب کی حرمت نازل ہونے پر صحابہ کرام کا عمل:

حضرت عبداللہ یعنی ابن مبارک حضرت سلیمان تیمی سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں'' کہ اس دوران میں اپنے قبیلے کے لوگوں یعنی اپنے چچاؤں کے پاس کھڑا تھا اور میں لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ شراب کو حرام کر دیا گیا ہے جبکہ میں انکی خدمت کر رہا تھا میں انہیں تر کھجوروں سے بنائی گئی شراب پلا رہا تھا انہوں نے کہا کہ اسے الٹا دو تو میں نے اس کو الٹا دیا''۔ (نسائی جلد سوم ص ۵۸۰ حدیث نمبر ۵۴۴۵)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی زیر نگرانی یتیموں کے لئے کچھ شراب خریدی تھی۔ (اور ابھی یہ حرام نہیں ہوئی تھی) آپ ﷺ نے فرمایا ''اسے بہا دو اور مٹکے توڑ دو''۔

(ترمذی شریف ص ۶۵۶ حدیث نمبر ۱۳۰۲)

شراب کی حرمت کا سبب وعلت

شراب جس کو ام الخبائث" کہا گیا ہے، بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی جزو زندگی کا درجہ رکھتی تھی اس لئے بعثت نبوی کے بعد ابتداء اسلام میں بھی اس کا رواج برقرار رہا، اور عام طور پر لوگ اس کو پینے پلانے میں مبتلا رہے لیکن اس کی برائی اور اس کے نقصان کی وجہ سے مسلمانوں کے دل میں کھٹک بھی پیدا ہوتی تھی، اور حضرت عمر کے قول (انھا تذھب المال و تذھب العقل) (یہ شراب مال کو بھی برباد کرتی اور عقل کو بھی ختم کرتی ہے) کے پیش نظر لوگوں میں یہ احساس تمنا بھی روز بروز بڑھتا جاتا تھا کہ اس کی

اباحت جتنی جلد ختم ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے، ادھر چونکہ پوری سوسائٹی اس لعنت میں گرفتار تھی اور ایک ایسی عادت تھی جس کی جڑیں پورے معاشرے میں بہت دور تک پھیلی ہوئی تھیں اس لئے مصلحت شریعت یہ تھیں کہ اس کی حرمت کا نفاذ دفعتاً کرنے کی بجائے بتدریج روبہ عمل میں لایا جائے کہ شریعت کا مقصد بھی پورا ہو جائے اور لوگ اس لعنت سے بھی نجات پا جائیں، چنانچہ جب کچھ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی

(يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا) (البقرہ:۲۱۹)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور (بظاہر) ان میں لوگوں کے لئے کچھ فائدے ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدوں سے بہت بڑھا ہوا ہے۔"

جو سعید روحیں پہلے ہی سے شراب کے مضر اثرات کا احساس رکھتی تھیں اور جو لوگ اس کی برائی سے طبعاً بیزار تھے ان کے لئے تو بس اتنا ہی کافی تھا کہ قرآن کریم نے "شراب" کو گناہ کہہ دیا لہٰذا انہوں نے شراب نوشی قطعاً ترک کر دی لیکن چونکہ اس آیت میں شراب کی حرمت کا کوئی واضح اور قطعی حکم نہیں ہے اس لئے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے مے نوشی کا مشغلہ بدستور جاری رکھا۔ اور پھر اس سلسلہ میں یہ دوسری آیت نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (4۔النساء:43)

"اے ایمان والو! تم ایسی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ کہ تم نشہ کی حالت میں مست ہو، یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو۔"

اس آیت نے شراب نوشی کے جاری مشغلہ پر ایک ضرب لگائی، اور نماز کے اوقات میں شراب نوشی بالکل ترک کر دی گئی البتہ نماز کے علاوہ اوقات میں بعض لوگوں کے یہاں اب بھی شراب نوشی کا مشغلہ بند نہیں ہوا اور آخر کار ۳ھ میں یہ تیسری آیت نازل ہوئی جس میں حرمت شراب کو واضح کر دیا گیا یا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

شرابی پر اجرائے حد کی شرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر، بلا اکراہ شرعی، خمر کا ایک قطرہ بھی پیے تو اس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔ اسی طرح اگر پیاس سے مرا جاتا تھا اور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ واقع میں اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو حکم یہی دیا جائیگا کہ اسے معلوم ہے کیونکہ

دارالاسلام میں جہل عذر نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آ کر مشرف باسلام ہوا ہے۔ اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں ہے۔ (درمختار، کتاب الحدود)

4476 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَهٰذَا حَدِيثُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقِتْ فِي الْخَمْرِ حَدًّا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ، فَلُقِيَ يَمِيلُ فِي الْفَجِّ، فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا حَاذَى بِدَارِ الْعَبَّاسِ، انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، وَقَالَ: أَفَعَلَهَا؟ وَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِشَيْءٍ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، حَدِيثُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ هٰذَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی کی کوئی باقاعدہ سزا متعین نہیں کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے شراب پی اسے نشہ ہوگیا، وہ گلی میں لہرا کر چلنے لگا، اسے پکڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جانے لگا، جب وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے آیا، تو وہ کھسک کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوگیا اور ان سے لپٹ گیا، جب اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا اس نے ایسا کیا تھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ان روایات میں سے ایک ہے، جسے نقل کرنے میں اہل مدینہ منفرد ہیں اور روایت کے یہ الفاظ حسن بن علی نامی راوی کے نقل کردہ ہیں۔

4477 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، فَقَالَ: اضْرِبُوهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولُوا هٰكَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی ہوئی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اسے مارو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تو ہم میں سے کسی نے اپنے ہاتھ کے ذریعے مارا، کسی نے جوتے کے ذریعے مارا، کسی نے کپڑے کے ذریعے مارا، جب وہ وہاں سے واپس جانے لگا، تو حاضرین میں سے کسی نے

4476- وأخرجه النسائي في "الكبرى" (5271) و (5272) من طريق ابن جريج، بهذا الإسناد. وهو في "مسند أحمد" (2963). ويخالف هذا الحديث حديث أنس بن مالك الآتي عند المصنف برقم (4479) ولفظه عند مسلم (1706): أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أتي برجل قد شرب الخمر، فجلده بجريدتين نحو أربعين. وفي رواية أخرى عند مسلم (1706): أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يضرب بالنعال والجريد أربعين. ويخالفه أيضاً حديث حضين بن المنذر، عن علي بن أبي طالب الآتي عند المصنف (4480). وهو في "صحيح مسلم" (1707).

کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو، تم اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔

4478 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ اَبِي نَاجِيَةَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ، وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، وَابْنُ لَهِيعَةَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ فِيهِ بَعْدَ الضَّرْبِ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ: بَكِّتُوهُ فَاَقْبَلُوا عَلَيْهِ يَقُولُونَ: مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ، مَا خَشِيتَ اللّٰهَ، وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اَرْسَلُوهُ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: وَلَكِنْ قُولُوا: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ الْكَلِمَةَ وَنَحْوَهَا

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے، تاہم اس میں الفاظ ہیں: اس کی پٹائی ہو جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اسے تنبیہ کرو! تو لوگوں نے اسے یہ کہنا شروع کیا: کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں آیا، اللہ کا ڈر نہیں آیا، کیا تمہیں نبی اکرم ﷺ سے شرم نہیں آئی؟ پھر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یہ کہو: اے اللہ! تو اس کی مغفرت کر دے، اے اللہ! تو اس پر رحم کر، بعض راویوں نے کوئی کلمہ زیادہ نقل کیا ہے، یا اس کی مانند نقل کیا ہے۔

4479 - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ الْمَعْنَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ، وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعِينَ، فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ دَعَا النَّاسَ، فَقَالَ لَهُمْ: اِنَّ النَّاسَ قَدْ دَنَوْا مِنَ الرِّيفِ، -وَقَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْقُرَى وَالرِّيفِ- فَمَا تَرَوْنَ فِي حَدِّ الْخَمْرِ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: نَرَى اَنْ تَجْعَلَهُ كَاَخَفِّ الْحُدُودِ، فَجَلَدَ فِيهِ ثَمَانِينَ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ اَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ جَلَدَ بِالْجَرِيدِ، وَالنِّعَالِ اَرْبَعِينَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ضَرَبَ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ الْاَرْبَعِينَ

⊛⊛ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے شراب نوشی پر کھجور کی شاخوں اور جوتوں کے ذریعے پٹائی کروائی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو انہوں نے لوگوں کو بلوایا ان سے فرمایا: لوگ اپنی زرعی پیداوار کے قریب ہو گئے ہیں۔

یہاں مسدد نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: لوگ اپنے دیہاتوں اور کھیتوں میں چلے گئے ہیں، تو اب تم لوگ شراب نوشی کی حد کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو جواب دیا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس کی سزا، سب سے ہلکی حد کے طور پر، مقرر کر دیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی پر 80 کوڑے لگوائے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قتادہ نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: آپ ﷺ نے کھجور کی چھڑی اور

جوتوں کے ذریعے چالیس ضربیں لگوائیں تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: نبی اکرم ﷺ نے دو شاخوں کے ذریعے تقریباً چالیس ضربیں لگوائیں تھیں۔

شرابی کی حد میں اسی کوڑوں پر اجماع صحابہ کرام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں نشے کی حالت میں پائے جانے والے شخص کو جسے کسی بھی چیز سے نشہ ہوا ہو اسے چالیس کوڑے مارتے تھے، لیکن اپنی خلافت کے آخری ایام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاص واقعہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے اس جرم کی سزا اسی کوڑے جاری کردی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے ابو افرہ کلبی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے اور ان کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ ابو افرہ کلبی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ بکثرت مے نوشی اختیار کرتے جا رہے ہیں اور سزا کو کم سمجھ رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب بیٹھے ہیں ان سے دریافت کرلو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ شراب نوشی کی سزا اسی (80) کوڑے مقرر کردیں کیونکہ جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہوتا ہے اور نشہ میں ہذیان بکتا ہے اور لوگوں پر تہمت لگاتا ہے اسی لیے تہمت کی سزا ہی شراب نوشی کی سزا مقرر کردیں جو کہ 80 کوڑے ہے۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کی سزا 80 کوڑے مقرر کرنے کا فرمان جاری کردیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لیے بھی 80 کوڑے مقرر کی کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شراب نوش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیوں کے چالیس جوڑے مروائے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر جوتی کی جگہ ایک کوڑا مقرر کیا۔ شراب نوشی کے ساتھ اگر کوئی اور جرم بھی جمع ہو جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی سزا بھی حد کے ساتھ جمع کر دیتے، جیسے انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمن پر حد کے ساتھ تعزیر بھی جمع کی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کے دوران مے نوشی پر ایک شخص کو اسی درے شراب نوشی کے اور بیس کوڑے رمضان کی بے حرمتی کے بھی لگائے۔ جو شخص جتنی مرتبہ شراب پیے گا اتنی مرتبہ ہی اس پر حد جاری کی جائے گی۔ چنانچہ ابومحجن ثقفی نے آٹھ مرتبہ شراب پی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر آٹھ مرتبہ ہی حد جاری فرمائی۔

شرابی پر اس وقت حد جاری ہوگی جب اسکا نشہ اتر جائے گا اور کوڑے جو مارے جائیں گے وہ زیادہ شدید نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ہلکے لیکن درد پہنچانے والے ہوں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب چڑھائی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک ایسے شخص کے پاس بھیجتا ہوں جو تیرے ساتھ کوئی نرمی نہیں کرے گا۔ چنانچہ اسے مطیع بن اسود عدوی کے پاس بھیج دیا گیا اور ان سے کہا کہ اگلے دن صبح اس پر مے نوشی کی حد جاری کردینا۔ چنانچہ اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حدو گئے تو دیکھا کہ وہ اس مے نوش کو سخت قسم کے کوڑے مار رہے ہیں،
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کتنے مارے جاچکے ہیں جواب دیا کہ ساٹھ، حضرت عمر نے حکم دیا اس کوڑے کی شدت کے سبب باقی بیس چھوڑ دو۔ شراب نوشی کی حد میں چالیس کی بجائے اسی کوڑوں کا تقرر چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا اس لیے بعض فقہاء ان اضافی چالیس دروں کو تعزیر کا مقام دیتے ہیں تاہم جمہور علمائے امت کل اسی کی تعداد کو ہی حد گردانتے ہیں کیونکہ اس تعداد پر صحابہ کرام کا اجماع واقع ہوا ہے اور جس مقدس گروہ سے جمع وتدوین قرآن میں کسی غلطی کا احتمال نہیں ہوا تو کیا اس گروہ سے دیگر معاملات میں غلطی کے احتمال کے امکان سے قرآن مجید کی صحت مشکوک ہوسکتی ہے۔

4480 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الدَّانَاجُ، حَدَّثَنِي حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ هُوَ أَبُو سَاسَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَشَهِدَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَشَهِدَ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ رَآهُ شَرِبَهَا - يَعْنِي الْخَمْرَ - وَشَهِدَ الْآخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا، فَقَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، قَالَ: فَأَخَذَ السَّوْطَ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ، فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ، قَالَ: حَسْبُكَ، جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ، أَحْسَبُهُ قَالَ: وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، وَعُمَرُ ثَمَانِينَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ

⊛⊛ ابوساسان بیان کرتے ہیں: میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، ولید بن عقبہ کو ان کے پاس لایا گیا، حمران اور ایک اور شخص نے اس کے خلاف گواہی دی، ان میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس شخص کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے، جبکہ دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اس شخص کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ قے اسی وقت کرے گا، جب اس نے شراب پی ہوئی ہوگی، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس پر حد جاری کردیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اس پر حد جاری کردو، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ کی تپش کا نگران اسی کو بنائیں، جو اس کی ٹھنڈک کا نگران ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اس پر حد جاری کردو، انہوں نے کوڑا لیا، اسے مارنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ گنتی کرتے رہے، جب وہ چالیس تک پہنچ گئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس! اتنا ہی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چالیس کوڑے لگوائے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے، روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے لگوائے تھے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 80 کوڑے لگوائے تھے، تاہم ان میں سے ہر ایک طریقہ سنت ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہے (کہ چالیس کوڑے لگوائے جائیں)۔

4481 - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنِ الدَّانَاجِ، عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ، وَأَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، وَكَمَّلَهَا عُمَرُ

ثَمَانِينَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ الأَصْمَعِيُّ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا: وَلِّ شَدِيدَهَا مَنْ تَوَلَّى هَيِّنَهَا

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا كَانَ سَيِّدَ قَوْمِهِ حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی پر چالیس کوڑے لگوائے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس لگوائے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 80 کی تعداد میں پورا کیا، ان میں سے ہر ایک طریقہ سنت ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصمعی کہتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ "اس کی تپش کا نگران اسی کو بنائیں جو اس کی ٹھنڈک کا نگران ہے" اس سے مراد یہ ہے: سختی کا نگران اسے بنائیں، جو اس بارے میں نرمی کا نگران ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضین بن منذر ابوساسان اپنی قوم کے سردار تھے۔

شرح

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے (بھی) ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے زیادہ بڑا ہے اور یہ آپ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا چیز خرچ کریں آپ کہیے کہ جو ضرورت سے زائد ہو اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم تدبر کرو۔ (البقرہ، ۲۱۹)

قرآن مجید سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان:

اس سے پہلی آیت میں جہاد کا بیان کیا گیا تھا اور عرب میں شراب پینے کا عام رواج تھا اور شراب اور جہاد دونوں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ شراب کے نشہ میں انسان کو اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہتی تو ایسا شخص کافروں سے جہاد کب کرسکتا ہے نیز وہ شراب کے نشہ میں جوا کھیلا کرتے تھے اور جیتی ہوئی رقم غریبوں میں تقسیم کرتے تھے اور بہ ظاہر یہ اچھا کام تھا اس لیے صحابہ نے ان دونوں کا حکم معلوم کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگرچہ اس میں کچھ لوگوں کا فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے کیونکہ شراب کے نشہ سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا ہے اور گالم گلوچ کرتا ہے اور جوئے کے ذریعہ دوسروں کا امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

زید بن علی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خمر (شراب) کے متعلق تین آیتیں نازل کی ہیں ایک یہ آیت ہے (شراب پینے سے وقتی جوش اور ہیجان پیدا ہوتا ہے اور جوئے کے ذریعہ آسانی سے جیتی ہوئی رقم حاصل ہو جاتی ہے اور زمانہ جاہلیت میں یہ رقم غرباء پر خیرات کر دی جاتی تھی ان فوائد کی بناء لوگوں نے آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اگرچہ ان میں کچھ فائدہ ہے لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے) تب لوگوں نے شراب پینے کے معمول کو جاری رکھا حتی کہ دو آدمیوں نے شراب پی کہ نماز پڑھی اور نماز میں بدکلامی کی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

(آیت) یایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری حتی تعلموا ما تقولون"۔

(النساء: ۴۳-۴۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں تم نماز کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ تم یہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

پھر جو لوگ شراب پیتے تھے وہ نماز کے اوقات میں شراب سے اجتناب کرتے تھے' حتیٰ کہ ایک دن ابوالقموص نے نشہ کی حالت میں مقتولین بدر کے نوحہ اور مرثیہ میں چند اشعار پڑھے جن میں مقتولین بدر کی تعظیم اور تکریم کی' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ غضب میں گھبرائے ہوئے چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے جب اس نے آپ کو دیکھا تو آپ نے اس کو مارنے کے کوئی چیز اٹھائی' اس نے کہا: میں اللہ اور اس کے غضب سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں' بہ خدا! میں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا تب یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) "یأیھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنوہ لعلکم تفلحون. انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضآء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون"۔ (المائدہ: ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! خمر (شراب) جوا' بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیر محض ناپاک ہیں' ان سے اجتناب کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان کا صرف یہ ارادہ ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے' اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے' تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی تو کہا: ہم باز آئے' ہم باز آئے۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۲۱۱ 'مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' ۱۴۰۹ھ)

اس آیت میں شراب کی حرمت پر دس دلیلیں ہیں:

(۱) شراب کا ذکر' جوئے' بتوں کے چڑھاووں کی جگہ اور بتوں کے پاس فال نکالنے کے تیروں کے ساتھ کیا ہے اور یہ سب حرام ہیں۔

(۲) شراب کو رجس (نجس) فرمایا اور ہر نجس چیز حرام ہے۔

(۳) شراب کو شیطانی کام فرمایا اور شیطانی کام حرام ہیں۔

(۴) شراب پینے سے اجتناب کا حکم دیا' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا فرض ہوا اور جس سے اجتناب فرض ہو اس کا ارتکاب حرام ہے۔

(۵) حصول فلاح کو شراب سے اجتناب پر معلق فرمایا' اس لیے اس سے اجتناب فرض اور اس کا ارتکاب حرام ہوا۔

(۶) شراب کے سبب سے شیطان عداوت پیدا کرتا ہے' اور عداوت حرام ہے اور حرام کا سبب بھی حرام ہوتا ہے' لہٰذا شراب حرام ہوئی۔

(۷) شراب کے سبب سے شیطان بغض پیدا کرتا ہے اور بغض حرام ہے۔

(۸) شراب کی تاثیر سے شیطان اللہ کے ذکر سے روکتا ہے اور اللہ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔
(۹) شراب کی تاثیر سے شیطان نماز سے روکتا ہے اور نماز سے روکنا حرام ہے۔
(۱۰) اللہ تعالیٰ نے استفہاماً انتہائی بلیغ ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم (شراب نوشی سے) باز آنے والے ہو؟

احادیث سے خمر (شراب) کی تحریم کا بیان:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں خمر (شراب) پی وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زنا کرتے وقت زانی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور خمر پیتے وقت شرابی میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا اور چوری کرتے وقت چور میں ایمان (کامل) نہیں ہوتا۔
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب کو ادھ پکی کھجوروں اور چھواروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے کہا: خمر کو حرام کر دیا گیا، تو حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے انس! اٹھو اور اس تمام شراب کو انڈیل دو۔

حضرت ابو مالک یا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، خمر اور آلات موسیقی کو حلال کہیں گے اور عنقریب کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے جب شام کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر لوٹیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت لے کر آئے گا تو کہیں گے: کل آنا۔ اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا، اور دوسرے لوگوں (زنا، شراب اور آلات موسیقی کو حلال کرنے والوں) کو مسخ کر کے قیامت کے دن بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمر نے دعا کی کہ اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم بیان فرما تو سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) "یسئلونك عن الخمر والمیسر"۔ (البقرہ: ۲۱۹) عمر نے پھر دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) "یایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکری" (النساء: ۴۳) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے نداء کی کہ کوئی شخص نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے، عمر نے پھر دعا کی: اے اللہ! خمر کے متعلق شافی حکم نازل فرما تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) "فهل انتم منتهون"۔ (المائدہ: ۹۰) حضرت عمر نے کہا: ہم باز آ گئے۔
(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی، پاکستان، لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ چیز جو عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے اور ہر

نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے کسی نشہ آور چیز کو پیا اس کی چالیس دن کی نمازیں ناقص ہو جائیں گی‘ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو طینۃ الخبال سے پلائے۔ پوچھا گیا کہ طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: دوزخیوں کی پیپ۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۲‘ مطبوعہ مطبع مجتبائی‘ پاکستان‘لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خمر پر لعنت فرمائی ہے اور خمر پینے والے پر‘ پلانے والے پر‘ بیچنے والے پر‘ خریدنے والے پر‘ خمر کو (انگوروں سے) نچوڑنے والے پر‘ اس کو بنانے والے پر‘ خمر کو لادنے والے پر اور جس کے پاس لاد کر لائی جائے۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۱‘ مطبوعہ مطبع مجتبائی‘ پاکستان‘لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خمر پیے اس کو کوڑے مارو‘ اگر وہ چوتھی بار پیے تو اس کو قتل کر دو۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب‘ کراچی)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

حسن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خمر پینے کی بناء پر اسی کوڑے مارے۔

(المصنف ج ۷ ص ۳۷۹‘ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت‘ ۱۳۹۰ھ)

امام طحاوی روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص خمر پیے اس کو اسی کوڑے مارو۔

(شرح معانی الآثار ج ۳ ص ۹۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی‘ پاکستان‘ لاہور‘ ۱۴۰۴ھ)

خمر کی تعریف میں ائمہ مذاہب کا نظریہ اور امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر دلائل:

امام مالک‘ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور اس کے پینے پر حد واجب ہے خواہ قلیل مقدار میں پیے یا کثیر مقدار میں۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران‘ ۱۳۸۷ھ)

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے متعلق شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

قرآن مجید نے خمر کو حرام کیا ہے‘ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر اس کچے شیرے کا نام ہے جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے‘ اس کو دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے: (آیت) ”ارینی اعصر خمرا“ (یوسف: ۳۶) میں نے خمر کو نچوڑ رہا ہوں‘ یعنی انگوروں کو نچوڑ رہا ہوں جو خمر ہو جائیں گے۔ (المبسوط ج ۲ ص ۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت‘ ۱۳۹۸ھ)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف خمر حرام قطعی ہے‘ اس کا پینا‘ پلانا‘ بیچنا‘ خریدنا‘ رکھنا سب حرام قطعی ہے‘ خمر کے علاوہ تین مشروب اور حرام ہیں: ایک باذق ہے یعنی انگور کا پکا ہوا شیرہ جو پکنے کے بعد ایک تہائی رہ جائے یا جو پڑے پڑے جوش کھانے لگے اور جھاگ چھوڑ دے‘ دوسرا سکر ہے یعنی تازہ کھجوروں کا کچا شیرہ جب جھاگ چھوڑ دے‘ تیسرا نقیع الزبیب ہے یعنی کشمش کا کچا شیرہ جو

پڑے پڑے جھاگ چھوڑ دے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۹۰، ۲۸۸، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

ان تینوں مشروبات کی حرمت ظنی ہے اور ان کی نجاست خفیفہ ہے جب کہ نشہ آور مقدار میں پیا جائے اور اس سے کم مقدار میں یہ حرام ہیں نہ نجس۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

خمر کا ایک قطرہ بھی پی لیا جائے تو حد واجب ہوگی اور باقی تین شرابوں کے پینے سے اس وقت حد واجب ہوگی جب نشہ ہو جائے۔ (ہدایہ اخیرین ص ۴۹۵، مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ خمر تو بعینہ حرام ہے اور باقی نشہ آور مشروب اگر مقدار نشہ میں پیئے جائیں تو وہ بھی حرام ہیں اور اگر اس سے کم مقدار میں پیئے جائیں تو وہ حرام نہیں ہیں اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جو مشروب نشہ آور ہو وہ خمر ہو یا کوئی اور مشروب خواہ وہ قلیل مقدار میں پیا جائے یا کثیر مقدار میں وہ بہر حال حرام ہے' امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوحنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خمر (مطلقا) حرام کی گئی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر اور ہر مشروب میں سے نشہ آور (مقدار) کو حرام کیا گیا ہے۔ (مسند امام اعظم ص ۲۰۵، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

امام ابویوسف نے بھی اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ (کتاب الآثار ص ۲۲۸)

امام ابن ابی شیبہ۔ (امام ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ۵ ص ۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

اور امام دار قطنی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن دار قطنی ج ۴ ص ۲۵٦ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان) امام طبرانی تین مختلف اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب کو بعینہ حرام کیا گیا ہے اور ہر مشروب میں سے نشہ آور مقدار کو۔

(معجم کبیر ج ۱۰ ص ۳۳۹-۳۳۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ بعض سندوں کے ساتھ یہ حدیث صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۵۳ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ)

امام نسائی نے اس حدیث کو چار مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(سنن نسائی ج ٦ ص ۲۸۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۸ ص ۲۹۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

بَابٌ إِذَا تَتَابَعَ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ

باب: جب کوئی شخص بار بار شراب پیئے

4482 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

اَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ اِنْ شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ اِنْ شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ. ثُمَّ اِنْ شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب لوگ شراب پئیں، تو تم انہیں کوڑے لگاؤ، پھر جب پئیں، تو انہیں کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ پئیں، تو انہیں کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ پئیں تو انہیں قتل کردو''۔

4483 - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بِهٰذَا الْمَعْنَى قَالَ: وَاَحْسِبُهُ قَالَ فِي الْخَامِسَةِ: اِنْ شَرِبَهَا فَاقْتُلُوهُ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا فِي حَدِيْثِ اَبِي غُطَيْفٍ فِي الْخَامِسَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے: تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: پانچویں مرتبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: ''وہ پئیں، تو انہیں قتل کردو''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوغطیف کی روایت میں بھی اسی طرح ہے: پانچویں مرتبہ میں یہ فرمایا تھا۔

4484 - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا حَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا حَدِيْثُ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِي صَالِحٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْ شَرِبُوا الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُمْ. وَكَذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِي نُعْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَذَا حَدِيْثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّرِيدِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَفِي حَدِيْثِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَاِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ، اَوِ الرَّابِعَةِ، فَاقْتُلُوهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی مدہوش ہو جائے، تو تم اس کو کوڑے مارو، پھر اگر وہ مدہوش ہو تو اسے کوڑے مارو، پھر اگر وہ مدہوش ہو، تو اسے کوڑے مارو، اگر وہ چوتھی مرتبہ ایسا کرے تو اسے قتل کردو''۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:

''جب کوئی شراب پئے، تو اسے کوڑے مارو، جب وہ چوتھی مرتبہ پھر ایسا کرے، تو اسے قتل کردو''

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:

''اگر وہ چوتھی مرتبہ شراب پئے، تو اسے قتل کردو''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح منقول ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت شرید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے: تیسری مرتبہ (روای کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں) چوتھی مرتبہ پھر ایسا کرے تو اسے قتل کردو''

4485 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: اَخْبَرَنَا، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَاِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ. فَاُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ اُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ اُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ اُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ، وَرَفَعَ الْقَتْلَ، وَكَانَتْ رُخْصَةً. قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَ الزُّهْرِيُّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَمُخَوَّلُ بْنُ رَاشِدٍ، فَقَالَ لَهُمَا: كُونَا وَافِدَيْ اَهْلِ الْعِرَاقِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

قَالَ اَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الشَّرِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ، وَشُرَحْبِيلُ بْنُ اَوْسٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَاَبُو غُطَيْفٍ الْكِنْدِيُّ، وَاَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص شراب پئے، اسے کوڑے مارو، اگر وہ پھر ایسا کرے، تو پھر کوڑے مارو، اگر وہ پھر ایسا کرے، تو کوڑے مارو، اگر وہ تیسری مرتبہ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) چوتھی مرتبہ پھر ایسا کرے، تو اسے قتل کردو۔ راوی بیان کرتے ہیں: ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی تھی، انہوں نے اسے کوڑے لگوائے پھر اسے لایا گیا، تو انہوں نے پھر کوڑے لگائے، پھر اسے لایا گیا، انہوں نے پھر اسے کوڑے لگائے، پھر اسے لایا گیا، انہوں نے پھر اسے کوڑے لگائے اور قتل نہیں کیا، تو یہ رخصت ہوگئی۔

سفیان کہتے ہیں: جب زہری نے یہ روایت بیان کی، اس وقت ان کے پاس منصور بن معتمر اور مخول بن راشد موجود تھے، زہری نے ان دونوں سے کہا: آپ دونوں اہل عراق کے پاس میری یہ حدیث لے کر چلے جائیں۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

4486 - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ اَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَا اَدِي - اَوْ مَا كُنْتُ لِاَدِيَ - مَنْ اَقَمْتُ عَلَيْهِ حَدًّا، اِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ، فَاِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا، اِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ قُلْنَاهُ نَحْنُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس شخص کی دیت ادا نہیں کروں گا، جس پر میں نے حد جاری کی ہو، اور (وہ

اس دوران مرجائے) البتہ شراب نوشی کرنے والے کا معاملہ مختلف ہے، (یعنی اگر اس پر حد جاری ہوتے ہوئے، وہ مرجاتا ہے تو اس کی دیت ادا کروں گا) کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس کے بارے میں باقاعدہ سزا مقرر نہیں کی یہ سزا وہ ہے، جس کو ہم نے اپنے طور پر مقرر کیا تھا۔

4487 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ الْمِصْرِيُّ، ابْنُ أَخِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ وَهُوَ فِي الرِّحَالِ، يَلْتَمِسُ رَحْلَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَقَالَ لِلنَّاسِ: اضْرِبُوهُ فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْعَصَا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْمِيتَخَةِ - قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: الْجَرِيدَةُ الرَّطْبَةُ - ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرَابًا مِنَ الْأَرْضِ فَرَمَى بِهِ فِي وَجْهِهِ

❁❁ حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں گویا اس وقت بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، آپ لوگوں کی رہائشی جگہوں کے درمیان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رہائش تلاش کر رہے تھے، اسی درران ایک شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی، تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اس کی پٹائی کرو، تو ان میں سے کسی نے اسے جوتوں کے ذریعے مارا، کسی نے لاٹھی کے ذریعے مارا، اور کسی نے اسے میتخہ کے ذریعے مارا۔

ابن وہب کہتے ہیں: اس سے مراد تازہ شاخ ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے مٹی لی اور اس کے چہرے پر پھینک دی۔

4488 - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَزْهَرِ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ، فَحَثَى فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ، ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ، وَمَا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ، حَتَّى قَالَ لَهُمْ: ارْفَعُوا فَرَفَعُوا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِينَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أَرْبَعِينَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِينَ فِي آخِرِ خِلَافَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ، ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ

❁❁ عبداللہ بن عبدالرحمن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس شرابی کو لایا گیا، آپ ﷺ اس وقت حنین میں موجود تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے منہ پر مٹی چھینکی، پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، تو انہوں نے اپنے جوتوں کے ذریعے اور جو کچھ ہاتھ میں موجود تھا، اس کے ذریعے اس کی پٹائی کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: رک جاؤ' تو وہ رک گئے۔

جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی کے جرم میں چالیس کوڑے لگوائے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے ابتدائی دور میں چالیس کوڑے لگوائے، پھر انہوں نے اپنے عہد خلافت کے آخری دور میں 80

کوڑے لگوانا شروع کر دیئے، اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دونوں طرح کی سزا دیا کرتے تھے کبھی 80 کوڑے لگوادیتے تھے، کبھی چالیس لگوادیتے تھے، اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی سزا 80 کوڑے مقرر کر دی۔

4489 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْفَتْحِ، وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ، يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، فَأُتِيَ بِشَارِبٍ، فَأَمَرَهُمْ فَضَرَبُوْهُ بِمَا فِي أَيْدِيْهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالسَّوْطِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصًا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِنَعْلِهِ، وَحَثَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ، فَلَمَّا كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ: أُتِيَ بِشَارِبٍ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ ضَرَبَهُ، فَحَزَرُوْهُ أَرْبَعِيْنَ، فَضَرَبَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ، كَتَبَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ انْهَمَكُوْا فِي الشُّرْبِ، وَتَحَاقَرُوا الْحَدَّ وَالْعُقُوْبَةَ، قَالَ: هُمْ عِنْدَكَ فَسَلْهُمْ، وَعِنْدَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ، فَسَأَلَهُمْ، فَأَجْمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَضْرِبَ ثَمَانِيْنَ، قَالَ: وَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا شَرِبَ افْتَرٰى فَأَرٰى أَنْ يَجْعَلَهُ كَحَدِّ الْفِرْيَةِ

قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: أَدْخَلَ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، بَيْنَ الزُّهْرِيِّ، وَبَيْنَ ابْنِ الْأَزْهَرِ، فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَزْهَرِ، عَنْ أَبِيْهِ

حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فتح مکہ کی صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں اس وقت نو جوان شخص تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان میں سے گزرتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی رہائشی جگہ کے بارے میں دریافت کر رہے تھے، پھر آپ کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا، تو لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ موجود تھا، انہوں نے اس کے ذریعے اس کی پٹائی کرنا شروع کی، کسی نے لاٹھی کے ذریعے مارا، کسی نے عصاء کے ذریعے مارا، کسی نے جوتے کے ذریعے مارا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مٹی پھینکی، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، تو ان کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، انہوں نے لوگوں سے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے متعلق دریافت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو کس طرح مارا تھا؟ تو لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ چالیس ضربیں ہوں گی، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے چالیس ضربیں لگائیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ لوگ شراب کی طرف زیادہ مائل ہو گئے ہیں اور وہ اس کی سزا کو معمولی سمجھتے ہیں، انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں اپنے پاس موجود لوگوں سے دریافت کر لیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت ''مہاجرین اولین'' موجود تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: تو ان سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ ایسے شخص کو 80 ضربیں لگائی جائیں، راوی بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آدمی شراب پیئے گا، تو وہ جھوٹا الزام عائد کرے گا، تو میرا یہ خیال ہے کہ اس شخص کی سزا جھوٹا الزام عائد کرنے کی طرح کی ہونی چاہیے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عقیل بن خالد نامی راوی نے زہری اور حضرت ابن ازہر رضی اللہ عنہ کے درمیان، اس حدیث میں

عبداللہ بن عبدالرحمن کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے۔

بَابٌ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں حد جاری کرنا

4490- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الشُّعَيْثِيُّ، عَنْ زُفَرَ بْنِ وَثِيمَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ مسجد میں قصاص لیا جائے، یا اس میں شعر سنائے جائیں، یا اس میں حدود قائم کی جائیں۔

مساجد میں حد و تعزیر جاری نہ کی جائیں

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ مسجد میں کسی پر کوئی حد جاری کی جائے اور نہ کسی کو کوئی تعزیر دی جائے کیونکہ اس پر تمام علماء کا اجماع و اتفاق ہے اور اس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔

حدیث (قال جنبوا مساجد صبیانکم و مجانینکم ورفع اصواتکم وشرائکم وبیع واقامة حدودکم وجمروها فی جمعکم وضعوا علی ابوابها المطاهر)۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں سے، دیوانوں سے، شور مچانے سے، خرید و فروخت کرنے سے، اور حد قائم کرنے سے بچائے رکھو، اور جمعہ کے دن مسجدوں کو اگربتی کی دھونی دو نیز مسجدوں کے دروازوں پر طہارت (وضو) کی جگہ بناؤ۔

بَابٌ فِي التَّعْزِيرِ

باب: تعزیر کا بیان

تعزیر کے معنی و مفہوم کا بیان

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تعزیر بنا ہے عزر عزر کے معنی عظمت حقارت منع اور روک کے ہیں اور

4490- حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه؛ لأن زفر بن وَثيمة لم يلق حكيم ابن حزام وقد روى عنه موقوفا كذلك. الشعيثي: هو محمد بن عبد الله بن المهاجر. وأخرجه الطبراني في "الكبير" (3130)، وفي "مسند الشاميين" (1436)، والدارقطني (3101) و (3102)، والبيهقي 8/ 328 و 10/ 103، والحاكم 4/ 378 من طرق عن محمد بن عبد الله بن المهاجر الشعيثي، به. وأخرجه أحمد (15580) عن حجاج بن محمد، عن الشعيثي، عن زفر بن وثيمة، عن حكيم بن حزام موقوفاً عليه من قوله. وأخرجه مرفوعاً ابن أبي شيبة 10/ 42، وأحمد (15579)، والطبراني في "الكبير" (3131)، والدارقطني (3103)، وابن حزم في "المحلى" 11/ 123

اصطلاح شرح میں غیر مقرر سزا کو تعزیر کہتے ہیں جو حاکم اپنی رائے سے قائم کرے خاوند کا اپنی بیوی کو باپ کا بچوں کو اور استاد کا شاگردوں کو سزا دینا تعزیر کہلاتا ہے نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں سے ڈنڈا نہ ہٹاؤ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ استاد کا اپنے شاگردوں کو سزا دینا بطور تعزیر ہے نہ کہ بطور حد تو اب آیا تعزیر واجب ہے کہ نہیں تو حق یہ ہے کہ جن جرموں میں تعزیر کا حکم ہے۔ وہاں تعزیر دی جائے اور جن جرموں میں اس کا حکم نہیں وہاں واجب نہیں اور تعزیر مجرم کے لحاظ سے دی جائے مجرم سرکش کو تعزیر بھی سخت دی جائے۔ شریف آدمی اتفاقاً گناہ کر بیٹھے تو تعزیر معمولی کافی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۵، ص۸۶، نعیمی کتب خانہ گجرات)

تعزیر کی اصل ہے عزر جس کے لغوی معنی ہیں منع کرنا، باز رکھنا، ملامت کرنا۔ اصطلاح شریعت میں اس لفظ (تعزیر) کا استعمال اس سزا کے مفہوم میں کیا جاتا ہے جو حد سے کم درجہ کی ہو اور تنبیہ اور تادیب کے طور پر کسی کو دی جائے اور اس سزا کو تعزیر اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ آدمی کو اس فعل (گناہ و جرم) کے دوبارہ ارتکاب سے باز رکھتی ہے جس کی وجہ سے اسے وہ سزا (تعزیر) بھگتنی پڑی ہے۔

تعزیر کی تعریف اور اسکی سزا کا شرعی تعین

کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں شارع نے اس کے لیے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے تعزیر کا اختیار صرف بادشاہ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بیوی کو، آقا غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، استاد شاگرد کو تعزیر کر سکتا ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) تعزیر دینے کی بعض صورتیں یہ ہیں۔

(1) قید کرنا (2) کوڑے مارنا (3) گوشمالی کرنا (کانوں کو مروڑنا) (4) ترش روئی سے اس کی طرف غصہ کی نظر کرنا۔

قرآن کے مطابق تعزیر کا بیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. (حجرات،۱۱)

اے ایمان والو! نہ مرد مرد سے مسخرہ پن کریں، عجب نہیں وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ دو اور بُرے لقبوں سے نہ پکارو کہ ایمان کے بعد فاسق کہلانا برا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے، وہی ظالم ہے۔

دہشت گرد اور ہراس پھیلانے والے ناپسندیدہ لوگ

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو بدگمانی کرنے، تہمت رکھنے اپنوں اور غیروں کو خوفزدہ کرنے، خواہ مخواہ کی دہشت دل میں رکھ لینے سے روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ بسا اوقات اکثر اس قسم کے گمان بالکل گناہ ہوتے ہیں پس تمہیں اس میں پوری احتیاط چاہیے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تیرے مسلمان بھائی کی زبان سے جو کلمہ نکلا ہو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اسے بھلائی اور اچھائی پر محمول کر۔ ابن ماجہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبہ کرتے ہوئے فرمایا تو کتنا پاک گھر

ہے؟ تو کیسی بڑی حرمت والا ہے؟ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مومن کی حرمت اس کے مال اور اس کی جان کی حرمت اور اس کے ساتھ نیک گمان کرنے کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بہت بڑی ہے۔ یہ حدیث صرف ابن ماجہ میں ہی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بدگمانی سے بچو گمان سب سے بڑی جھوٹی بات ہے بھید نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ حاصل کرنے کی کوشش میں نہ لگ جایا کرو حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو سب مل کر اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو سہو۔ مسلم وغیرہ میں ہے ایک دوسرے سے روٹھ کر نہ بیٹھ جایا کرو، ایک دوسرے سے میل جول ترک نہ کرلیا کرو، ایک دوسرے کا حسد بغض نہ کیا کرو بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے آپس میں دوسرے کے بھائی بند ہو کر زندگی گذارو۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال اور میل جول چھوڑ دے۔

طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں میری امت میں رہ جائیں گی فال لینا، حسد کرنا اور بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ان کا تدارک کیا ہے؟ فرمایا جب حسد کرے تو استغفار کرلے۔ جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کر اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رک اسے پورا کر۔

ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص کو حضرت ابن مسعود کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کی ڈاڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں آپ نے فرمایا ہمیں بھید ٹٹولنے سے منع فرمایا گیا ہے اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہوگئی تو ہم اس پر پکڑ سکتے ہیں مسند احمد میں ہے کہ عقبہ کے کاتب وجین کے پاس گئے حضرت عقبہ گئے اور ان سے کہا کہ میرے پڑوس میں کچھ لوگ شرابی ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں داروغہ کو بلا کر انہیں گرفتار کرادوں، آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ انہیں سمجھاؤ بجھاؤ ڈانٹ ڈپٹ کردو، پھر کچھ دنوں کے بعد آئے اور کہا وہ باز نہیں آتے اب تو میں ضرور داروغہ کو بلاؤں گا آپ نے فرمایا افسوس افسوس تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری کرے اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے زندہ درگور کردہ لڑکی کو بچالیا۔ ابوداؤد میں ہے حضرت معاویہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر تو لوگوں کے باطن اور ان کے راز ٹٹولنے کے درپے ہوگا تو تو انہیں بگاڑ دے گا یا فرمایا ممکن ہے تو انہیں خراب کردے۔

حضرت ابودرداء فرماتے ہیں اس حدیث سے اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہ کو بہت فائدہ پہنچایا۔ ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ امیر اور بادشاہ جب اپنے ماتحتوں اور رعایا کی برائیاں ٹٹولنے لگ جاتا ہے اور گہرا اترنا شروع کر دیتا ہے تو انہیں بگاڑ دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تجسس نہ کرو یعنی برائیاں معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو تاک جھانک نہ کیا کرو اسی سے جاسوس ماخذ ہے تجسس کا اطلاق عموماً برائی پر ہوتا ہے اور تحسس کا اطلاق بھلائی ڈھونڈنے پر۔ جیسے حضرت یعقوب اپنے بیٹوں سے فرماتے ہیں: یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:87)، بچو تم جاؤ اور یوسف کو ڈھونڈو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور کبھی کبھی ان دونوں کا استعمال شر اور برائی میں بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے نہ تجسس کرو نہ تحسس کرو نہ حسد و بغض کرو نہ منہ موڑو بلکہ سب مل کر اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ امام اوزاعی فرماتے ہیں تجسس کہتے ہیں کسی چیز میں کرید کرنے کو اور تحسس کہتے ہیں ان لوگوں کی سرگوشی پر کان لگانے کو جو کسی کو اپنی باتیں سنانا نہ چاہتے ہوں۔ اور تدابر کہتے ہیں ایک دوسرے سے رک کر آزردہ ہو کر قطع تعلقات کرنے کو۔ پھر غیبت سے منع فرماتا ہے ابوداؤد میں ہے لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! غیبت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی کسی ایسی بات کا ذکر کرے جو اسے بری معلوم ہو تو کہا گیا اگر وہ برائی اس میں ہو جب بھی؟ فرمایا ہاں غیبت تو یہی ہے ورنہ بہتان اور تہمت ہے۔ ابو داؤد میں ہے ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ صفیہ تو ایسی ایسی ہیں مسدد راوی کہتے ہیں یعنی کم قامت، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی بات کہی ہے کہ سمندر کے پانی میں اگر ملا دی جائے تو اسے بھی بگاڑ دے اور ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسی شخص کی کچھ ایسی ہی باتیں بیان کی گئیں تو آپ نے فرمایا میں اسے پسند نہیں کرتا مجھے چاہے ایسا کرنے میں کوئی بہت بڑا نفع ہی ملتا ہو۔

ابن جریر میں ہے کہ ایک بی بی صاحبہ حضرت عائشہ کے ہاں آئیں جب وہ جانے لگیں تو صدیقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارے سے کہا کہ یہ بہت پست قامت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کی غیبت کی الغرض غیبت حرام ہے اور اس کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ لیکن ہاں شرعی مصلحت کی بنا پر کسی کی ایسی بات کا ذکر کرنا غیبت میں داخل نہیں جیسے جرح و تعدیل نصیحت و خیر خواہی جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فاجر شخص کی نسبت فرمایا تھا یہ بہت برا آدمی ہے اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا معاویہ مفلس شخص ہے اور ابوالجہم بڑا مارنے پیٹنے والا آدمی ہے۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جبکہ ان دونوں بزرگوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے نکاح کا مانگا ڈالا تھا اور بھی جو باتیں اس طرح کی ہوں ان کی تو اجازت ہے باقی اور غیبت حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ اسی لئے یہاں فرمایا کہ جس طرح تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے گھن کرتے ہو اس سے بہت زیادہ نفرت تمہیں غیبت سے کرنی چاہیے۔ جیسے حدیث میں ہے اپنے دیئے ہوئے ہبہ کو واپس لینے والا ایسا ہے جیسے کتا جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے اور فرمایا بری مثال ہمارے لئے لائق نہیں۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں ہے تمہارے خون مال آبرو تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسی حرمت تمہارے اس دن کی تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے۔ ابوداؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کا مال اس کی عزت اور اس کا خون مسلمان پر حرام ہے انسان کو اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی حقارت کرے۔

اور حدیث میں ہے اے وہ لوگو جن کی زبانیں تو ایمان لا چکیں ہیں لیکن دل ایماندار نہیں ہوئے تم مسلمانوں کی غیبتیں کرنا چھوڑ دو اور ان کے عیبوں کی کرید نہ کیا کرو یاد رکھو اگر تم نے ان کے عیب ٹٹولے تو اللہ تعالیٰ تمہاری پوشیدہ خرابیوں کو ظاہر کر دے گا یہاں تک کہ تم اپنے گھرانے والوں میں بھی بدنام اور رسوا ہو جاؤ گے، مسند ابویعلی میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ سنایا جس میں آپ نے پردہ نشین عورتوں کے کانوں میں بھی اپنی آواز پہنچائی اور اس خطبہ میں اوپر والی حدیث بیان فرمائی، حضرت ابن عمر نے ایک مرتبہ کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری حرمت و عظمت کا کیا ہی کہنا ہے لیکن تجھ سے بھی بہت زیادہ حرمت ایک ایماندار شخص کی اللہ کے نزدیک ہے۔ ابوداؤد میں ہے جس نے کسی مسلمان کی برائی کر کے ایک نوالہ حاصل کیا اسے جہنم

کی اتنی ہی غذا کھلائی جائے گی اسی طرح جس نے مسلمانوں کی برائی کرنے پر پوشاک حاصل کی اسے اسی جیسی پوشاک جہنم کی پہنائی جائے گی اور جو شخص کسی دوسرے کی بڑائی دکھانے سنانے کو کھڑا ہوا اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دکھاوے سناوے کے مقام میں کھڑا کر دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے ہیں جن سے وہ اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتیں لوٹتے تھے۔ (ابوداؤد) اور روایت میں ہے کہ لوگوں کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا معراج والی رات میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا جن میں مرد و عورت دونوں تھے کہ فرشتے انکے پہلوؤں سے گوشت کاٹتے ہیں اور پھر انہیں اس کے کھانے پر مجبور کر رہے ہیں اور وہ اسے چبا رہے ہیں میرے سوال پر کہا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو طعنہ زن، غیبت گو، چغل خور تھے، انہیں جبراً آج خود ان کا گوشت کھلایا جا رہا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

یہ حدیث بہت مطول ہے اور ہم نے پوری حدیث سورہ سبحٰن کی تفسیر میں بیان بھی کر دی ہے فالحمد اللہ۔ مسند ابو داؤد طیالسی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روزے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں نہ کہوں کوئی افطار نہ کرے شام کو لوگ آنے لگے اور آپ سے دریافت کرنے لگے آپ انہیں اجازت دیتے اور وہ افطار کرتے اتنے میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا جو آپ ہی کے متعلقین میں سے ہیں انہیں بھی آپ اجازت دیجئے کہ روزہ کھول لیں آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اس نے دوبارہ عرض کی تو آپ نے فرمایا وہ روزے سے نہیں ہیں کیا وہ بھی روزے دار ہو سکتا ہے؟ جو انسانی گوشت کھائے جاؤ انہیں کہو کہ اگر وہ روزے سے ہیں تو قے کریں چنانچہ انہوں نے قے کی جس میں خون جمے کے لوتھڑے نکلے اس نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا اگر یہ اسی حالت میں مر جاتیں تو آگ کا لقمہ بنتیں۔ اس کی سند ضعیف ہے اور متن بھی غریب ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص نے کہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں عورتوں کی روزے میں بری حالت ہے مارے پیاس کے مر رہی ہیں اور یہ دوپہر کا وقت تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی پر اس نے دوبارہ کہا کہ یا رسول اللہ! وہ تو مر گئی ہوں گی یا تھوڑی دیر میں مر جائیں گی آپ نے فرمایا جاؤ انہیں بلا لاؤ جب وہ آئیں تو آپ نے دودھ کا مٹکا ایک کے سامنے رکھ کر فرمایا اس میں قے کر اس نے قے کی تو اس میں پیپ خون جامد وغیرہ نکلی جس سے آدھا مٹکا بھر گیا پھر دوسری سے قے کرائی اس میں بھی یہی چیزیں اور گوشت کے لوتھڑے وغیرہ نکلے اور مٹکا بھر گیا، اس وقت آپ نے فرمایا انہیں دیکھو حلال روزہ رکھے ہوئے تھیں اور حرام کھا رہی تھیں دونوں بیٹھ کر لوگوں کے گوشت کھانے لگی تھیں (یعنی غیبت کر رہی تھیں) (مسند احمد)

مسند حافظ ابو یعلیٰ میں ہے کہ حضرت ماعز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے آپ نے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ وہ چار مرتبہ کہہ چکے پھر پانچویں دفعہ آپ نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ جواب دیا ہاں فرمایا جانتا ہے زنا کسے کہتے ہیں؟ جواب دیا ہاں جس طرح انسان اپنی حلال عورت کے پاس جاتا ہے اسی طرح میں نے حرام عورت سے کیا۔ آپ نے فرمایا اب تیرا مقصد کیا ہے؟ کہا یہ کہ آپ مجھے اس گناہ سے پاک کریں آپ نے فرمایا کیا تو نے اسی طرح دخول کیا تھا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور لکڑی کنویں میں؟ کہا ہاں یا رسول اللہ! اب آپ نے انہیں رجم کرنے یعنی پتھراؤ کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہ

رجم کر دیئے گئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اسے دیکھو اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی لیکن اس نے اپنے تئیں نہ چھوڑا یہاں تک کہ کتے کی طرح پتھراؤ کیا گیا۔ آپ یہ سنتے ہوئے چلتے رہے تھوڑی دیر بعد آپ نے دیکھا کہ راستے میں ایک مردہ گدھا پڑا ہوا ہے فرمایا فلاں فلاں شخص کہاں ہیں؟ وہ سواری سے اتریں اور اس گدھے کا گوشت کھائیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے کیا یہ کھانے کے قابل ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی جو تم نے اپنے بھائی کی بدی بیان کی تھی وہ اس سے بھی زیادہ بری چیز تھی۔ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ شخص جسے تم نے برا کہا تھا وہ تو اب اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسند احمد میں ہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ نہایت سڑی ہوئی مرداری بو والی ہوا چلی آپ نے فرمایا جانتے ہو؟ یہ بو کس چیز کی ہے؟ یہ بدبو ان کی ہے جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور روایت میں ہے کہ منافقوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے یہ بدبودار ہوا وہ ہے۔ حضرت سدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان ایک سفر میں دو شخصوں کے ساتھ تھے جن کی یہ خدمت کرتے تھے اور وہ انہیں کھانا کھلاتے تھے ایک مرتبہ حضرت سلمان سو گئے تھے اور قافلہ آگے چل پڑا پڑاؤ ڈالنے کے بعد ان دونوں نے دیکھا کہ حضرت سلمان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے انہیں خیمہ کھڑا کرنا پڑا اور غصہ سے کہا سلمان تو بس اتنے ہی کام کا ہے کہ پکی پکائی کھالے اور تیار خیمے میں آ کر آرام کرلے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت سلمان پہنچے ان دونوں کے پاس سالن نہ تھا تو کہا تم جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لئے سالن لے آؤ۔ یہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے دونوں ساتھیوں نے بھیجا ہے کہ اگر آپ کے پاس سالن ہو تو دے دیجئے آپ نے فرمایا وہ سالن کا کیا کریں گے؟ انہوں نے تو سالن پالیا۔

حضرت سلمان واپس گئے اور جا کر ان سے یہ بات کہی وہ اٹھے اور خود حاضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تو سالن نہیں نہ آپ نے بھیجا آپ نے فرمایا تم نے مسلمان کے گوشت کا سالن کھالیا جبکہ تم نے انہیں یوں کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (میتا) اس لئے کہ وہ سوئے ہوئے تھے اور یہ ان کی غیبت کر رہے تھے۔ مختار ابوضیا میں تقریباً ایسا ہی واقعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے اس خادم کا گوشت تمہارے دانتوں میں اٹکا ہوا دیکھ رہا ہوں اور ان کا اپنے غلام سے جبکہ وہ سویا ہوا تھا اور ان کا کھانا تیار نہیں کیا تھا صرف اتنا ہی کہنا مروی ہے کہ یہ تو بڑا سونے والا ہے ان دونوں بزرگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ ہمارے لئے استغفار کریں۔

مسند ابویعلی میں ہے جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی اس کی غیبت کی) قیامت کے دن اس کے سامنے وہ گوشت لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جیسے اس کی زندگی میں تو نے اس کا گوشت کھایا تھا اب اس مردے کا گوشت بھی کھا۔ اب یہ چیخے گا چلائے گا ہائے وائے کرے گا اور اسے جبراً وہ مردہ گوشت کھانا پڑے گا۔ یہ روایت بہت غریب ہے۔

پھر فرماتا ہے اللہ کا لحاظ کرو اس کے احکام بجا لاؤ اس کی منع کردہ چیزوں سے رک جاؤ اور اس سے ڈرتے رہا کرو۔ جو اس کی طرف جھکے وہ اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور جو اس پر بھروسہ کرے اس کی طرف رجوع

کرے وہ اس پر رحم اور مہربانی فرماتا ہے۔ جمہور علماء کرام فرماتے ہیں غیبت گو کی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس خصلت کو چھوڑ دے اور پھر سے اس گناہ کو نہ کرے پہلے جو کر چکا ہے اس پر نادم ہونا بھی شرط ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی حاصل کرلے۔ بعض کہتے ہیں یہ بھی شرط نہیں اس لئے کہ ممکن ہے اسے خبر ہی نہ ہو اور معافی مانگنے کو جب جائے گا تو اسے اور رنج ہوگا۔ پس اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جن مجلسوں میں اس کی برائی بیان کی تھی ان میں اب اس کی سچی صفائی بیان کرے اور اس برائی کو اپنی طاقت کے مطابق دفع کردے تو اولا بدلہ ہو جائے گا۔

مسند احمد میں ہے جو شخص اس وقت کسی مومن کی حمایت کرے جبکہ کوئی منافق اس کی مذمت بیان کر رہا ہو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو قیامت والے دن اس کے گوشت کو نار جہنم سے بچائے گا اور جو شخص کسی مومن پر کوئی ایسی بات کہے گا جس سے اس کا ارادہ اسے مطعون کرنے کا ہو اسے اللہ تعالیٰ پل صراط پر روک لے گا یہاں تک کہ بدلا ہو جائے یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے جو شخص کسی مسلمان کی بیعزتی ایسی جگہ میں کرے جہاں اس کی آبرو ریزی اور توہین ہوتی ہو تو اسے بھی اللہ تعالیٰ ایسی جگہ رسوا کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طالب ہو اور جو مسلمان ایسی جگہ اپنے بھائی کی حمایت کرے اللہ تعالیٰ بھی ایسی جگہ اس کی نصرت کرے گا۔ (ابوداؤد، تفسیر ابن کثیر، حجرات، ۱۱)

حدود اور تعزیر میں فرق

جس طرح حدود کا دائرہ حقوق اللہ ہونے کی بنا پر محدود ہے اسی طرح تعزیرات کا دائرہ حقوق العباد ہونے کی وجہ سے وسیع ہے حتی کہ مذکورہ جرائم کبیرہ میں بھی اگر کسی معقول وجہ کی بنا پر حدود اللہ جاری نہ ہو سکیں تو چونکہ ان کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے اس بنا پر حکومت مختلف سزاؤں کے لئے قانون بنانے کی مجاز ہے۔ جرائم رئیسہ کے لئے بھی حالات و زمانہ کی رعایت سے تعزیری قوانین وضع کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی عدالت کا قیام ضروری ہے جو ایسے مقدمات کی سماعت کرے جو محض اس بنا پر خارج کر دیئے گئے کہ ان کے لئے حدود کے درجہ کا ثبوت فراہم نہیں کیا جا سکا یا گواہ حضرات معیار پر پورے نہیں اترے اور اگر یہ انتظام نہ کیا گیا بلکہ جرائم رئیسہ کی سزا صرف حدود ہی رکھی گئیں تو مذکورہ جرائم کی بہت سی شکلیں ایسی پائی جائیں گی جن میں کوئی سزا نہ ہوگی اور جرم کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے گی۔

تعزیر میں حکومت کے اختیارات کافی وسیع ہیں تعزیر کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ اس کا معاملہ بھی حکومت کے سپرد ہے۔ الغرض تعزیرات کے باب میں حکومت کے اختیارات ہر لحاظ سے کافی وسیع ہیں جس قدر حالات بدلتے جا رہے ہیں اسی لحاظ سے جرائم کی رفتار میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جرائم میں تنوع پیدا ہوتا جا رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے اس سلسلہ میں کافی رہنمائی ملتی ہے ان تمام نظائر کو پیش نظر رکھتے ہوئے حالات و زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے بہترین تعزیراتی قوانین وضع کئے جا سکتے ہیں۔

تعزیری سزاؤں کا بیان

اور جس شخص نے کسی غلام یا باندی یا ام ولد یا کافر پر زنا کی تہمت لگائی تو اس کو سزا دی جائے گی کیونکہ اسکا یہ تہمت لگانا جرم ہے

اور احصان کے نہ ہونے سبب حد کا وجوب ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس میں تعزیر واجب ہوگی۔ اسی طرح جب کسی شخص نے مسلمان پر زنا کے سوا کسی اور چیز کی تہمت لگائی اور اس کو یا فاسق، یا کافر یا خبیث کہا، یا سارق کہا کیونکہ قاذف نے اس کو تکلیف پہنچائی ہے اور اس پر عیب لگایا ہے۔ اور حدود میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہے۔ پس تعزیر واجب ہو جائے گی لیکن پہلی تعزیر میں سخت سزا دی جائے گی کیونکہ یہ اسی جنس سے ہے جس میں حد واجب ہوتی ہے اور دوسری صورت میں امام کی رائے کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اور جب کسی نے دوسرے کو اے گدھے، اے خنزیر، کہا تو اس کو سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ کہنے والے نے اس پر کوئی عیب نہیں لگایا ہے کیونکہ مخاطب میں اشیاء معدوم ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہمارے عرف کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی کیونکہ یہ گالی شمار کی جاتی ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جس کو گالی دی گئی ہے اگر وہ شریف لوگوں میں سے ہے جس طرح فقہاء اور علوی خاندان کے لوگ ہیں تو کہنے والے کو سزا دی جائے گی۔ کیونکہ ان جملوں سے ان کو تکلیف پہنچاتا ہے اور جب وہ شخص یعنی جس کو گالی دی گئی ہے وہ عام لوگوں میں سے ہے تو گالی دینے والے کو سزا نہ دی جائے گی۔ اور سب سے اچھا قول یہی ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی دوسرے کو اے یہودی کہہ کر پکارے تو اسے بیس درے مارو اور جب کوئی اے ہیجڑے کہہ کر پکارے تو اسے بھی بیس درے مارو اور جو شخص کسی محرم عورت سے زنا کرے تو اسے قتل کر دو۔ اس حدیث کو ہم صرف ابراہیم بن اسماعیل کی سند سے جانتے ہیں اور ابراہیم بن اسماعیل کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے براء بن عازب، قرہ بن ایاس مزنی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہ حدیث کئی سندوں سے منقول ہے۔ ہمارے اصحاب کا اسی پر عمل ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جانتے ہوئے کسی محرم عورت سے جماع کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1504)

امام بیہقی نے روایت کی، کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے اے کافر، اے خبیث، اے فاسق، اے گدھے تو اس میں کوئی حد مقرر نہیں، حاکم کو اختیار ہے جو مناسب سمجھے سزا دے۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الحدود، باب من حد فی التعریض)

کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قائل خود کافر ہوگا یا نہیں اس میں دو صورتیں ہیں اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر اسے کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کفر جاننا ہے اور دین اسلام کو کفر جاننا کفر ہے۔ ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے، اور اس نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہوگا۔ (درمختار، کتاب الحدود)

یہ اس صورت میں ہے کہ وہ وجہ جس کی بنا پر اس نے کافر کہا ظنی ہو یعنی تاویل ہو سکے تو وہ مسلمان ہی کہا جائیگا مگر جس نے اسے کافر کہا وہ بھی کافر نہ ہوا۔ اور اگر اس میں قطعی کفر پایا جاتا ہے جو کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا تو وہ مسلمان ہی نہیں اور بیشک وہ کافر ہے اور اس کو کافر کہنا مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے بلکہ ایسے کو مسلمان جاننا یا اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

4491 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

⊛⊛ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دس سے زیادہ کوڑے (کسی بھی جرم کی سزا میں) نہ لگائے جائیں، البتہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حد میں (ایسا کیا جا سکتا ہے)''۔

4492 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ، اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بُرْدَةَ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

⊛⊛ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوبردہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا کا بیان

اور تعزیر کی سزا زیادہ سے زیادہ انتالیس (۳۹) کوڑے ہے جبکہ اس کی کم از کم سزا تین درے ہے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا پچھتر (۷۵) کوڑے ہیں۔ اور اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جس نے حد کے سوا میں حد سے زیادہ سزا دی وہ تجاوز کرنے والا ہے۔ اور تعزیر کو حد تک پہنچانا معتذر ہے لہٰذا طرفین نے حد کی کم از کم مقدار کا اندازہ کیا ہے۔ اور وہ قذف میں ایک غلام کی حد ہے۔ پس ان فقہاء نے سزا کو اسی طرف پھیر دیا ہے اور یہ مقدار چالیس کوڑے ہے۔ اور اس میں ایک کوڑا کم کر دیا جائے گا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے آزاد کی کم از کم حد کا اعتبار کیا ہے اس لئے کہ آزادی اصل ہے۔ اس کے بعد ایک روایت کے مطابق اس میں ایک درہ کم کر دیا جائے گا۔ امام زفر علیہ الرحمہ کا قول بھی یہی ہے اور قیاس کا تقاضہ بھی اسی طرح ہے اور جو روایت یہاں پر ذکر کی گئی ہے اس میں پانچ دروں سے کم کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ پس حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے ان کی تقلید کی ہے۔ پھر کتاب میں کم از کم مقدار تین درے بیان کی گئی ہے کیونکہ تین سے کم میں تو کوئی سزا ہی نہیں ہے۔

ہمارے مشائخ فقہاء نے کہا کہ تعزیر کی کم از کم سزا امام کے رائے پر موقوف ہے اور جس سے امام ڈرانے مقصد پالینا سمجھے گا وہ اس کا تعین کرے گا کیونکہ احوال عرف کی تبدیلی کے ساتھ انزجار تبدیل ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جرم کی مقدار کے مطابق ہوگی اور اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہر قسم کا جرم اس کے باب سے متعلق کیا جائے گا پس چھونا اور بوسہ لینے کو زنا کے قریب مانا جائے گا اور زنا کے سوا قذف کو حد قذف کے قریب تسلیم کیا جائے گا۔ (ہدایہ، کتاب الحدود، لاہور)

حضرت ابو بردہ بن دینار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو حدود مقرر کی ہیں ان میں سے دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا نہ دی جائے۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بطور تعزیر دس سے زیادہ کوڑے مارنے کی سزا دینا جائز نہیں ہے لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

اس بارے میں فقہاء کے اختلافی اقوال ہیں کہ بطور تعزیر زیادہ سے زیادہ کتنے کوڑے مارنے کی سزا دی جاسکتی ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کا قول یہ ہے کہ انتالیس سے زیادہ نہ ہو، جب کہ حضرت امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ پچھتر کوڑے ہوسکتے ہیں، البتہ کم سے کم تعداد کے بارے میں تین کوڑے پر سب کا اتفاق ہے، اسی طرح اس مسئلہ پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ تعزیر میں جو کوڑے مارے جائیں ان کی تعداد حد میں مارے جانے والی تعداد تک نہ پہنچے لیکن سختی وشدت میں اس سے بھی بڑھ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر تعزیر ضرب سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس ۱۰ کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ہو تو بیس، تیس کی ہو تو تیس لگائے یعنی جتنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اس سے کمی نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس یا زیادہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے تو انتالیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا کرے مثلاً قید کردے۔ کم از کم تین کوڑے یہ بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی کچھ حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔ اگر چند کوڑے مارے جائیں تو بدن پر ایک ہی جگہ ماریں اور بہت سے مارنے ہوں تو متفرق جگہ مارے جائیں کہ عضو بے کار نہ ہو جائے۔ (درمختار، کتاب الحدود)

بَابٌ فِي ضَرْبِ الْوَجْهِ فِي الْحَدِّ

باب: حد کے دوران چہرے پر مارنا

4493- حَدَّثَنَا اَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ اَبِي سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب بھی کوئی شخص (کسی کو) مارے، تو اس کے (چہرے پر مارنے سے) بچے''۔

بیوی کے چہرے پر مارنے کی ممانعت کا بیان

ازدواجی زندگی میں خوشیوں کے پھول اس وقت تک کھل نہیں سکتے جب تک کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق نہ جانیں اور ان کی ادائی کا عزم صمیم نہ کرلیں، نفرتیں مٹانے کے لئے دل میں خلوص ومحبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، یہ محبت بھی اللہ تعالیٰ

کے لئے ہوتے اسلام نے اسے فی اللہ کا نام دیا۔ شوہر پر بیوی کے حقوق بہت ہیں، چند اہم اور بڑے حقوق اور شوہر کی ذمہ داریاں یہاں ذکر کئے جا رہے ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شوہر پر بیوی کے حقوق سے متعلق عرض کیا گیا تو آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟ اس سے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے: قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ أَوِ اكْتَسَبْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو کھائے تو بیوی کو کھلا، جب تو پہنے تو اسے بھی پہنا، بیوی کے چہرہ پر نہ مار، اور گھر کے سوا کہیں اور اسے تنہا نہ چھوڑ۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 2144)

اس حدیث شریف میں شوہر کو دو ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی اور تین برائیوں سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا، بیوی کے کھانا پینا اور لباس کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ ہے، وہ جیسا کھاتا پیتا اور پہنتا ہے اسی معیار کا کھانا اور ویسا ہی عمدہ لباس بیوی کو دینا شوہر کا اہم فریضہ ہے۔

پھر جن تین برائیوں سے شوہر کو منع فرمایا ان میں ایک یہ ہے کہ بیوی کے چہرہ پر نہ مارے، ویسے بلا وجہ مار پیٹ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں البتہ بیوی نافرمان اور سرکش ہو جائے تو ہلکی سی مار مارنا جائز ہے مگر چہرہ پر نہیں مارنا چاہئے کیونکہ یہ تمام بدنی اعضاء میں سب سے اشرف و اعلی ہے۔

جس دوسری برائی سے شوہر کو منع کیا گیا وہ بیوی کو تنہا نہ چھوڑنا ہے، اس نصیحت کے مختلف معانی ہیں، لا تھجر کا ایک مفہوم یہ ہے کہ شوہر بیوی کو بلا ضرورت تنہا کہیں آنے جانے کی اجازت نہ دے، آج کل ہمارے معاشرہ میں یہ وبا بہت ہی عام ہوتی جا رہی ہے، گھر میں رہنے والی خواتین کو کھلے عام اجازت اور چھوٹ دی جا رہی ہے، وہ جہاں چاہے آئیں اور جائیں، شاپنگ، تفریح وغیرہ کے لئے تنہا نکلنا خواتین کے لئے کوئی عیب کی بات نہ رہی۔

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ شوہر بیوی سے زیادہ ناراض نہ رہے، اس کی غلطی پر تنبیہ بھی کرے، پھر اسے درگزر بھی کر دے۔

اس کا تیسرا مفہوم یہ ہے کہ سر عام یا دیگر اعزہ و اقارب کی موجودگی میں بیوی پر غصہ نہ ہو اور اس کو مورد ملامت نہ بنائے۔ تیسرا ممنوع عمل بیوی کے ظاہری یا باطنی عیوب اور اخلاقی خرابیوں کی بنا پر اس کو عار دلاتے رہنا اور اس کو قبیح و بدصورت کہنا اور بد دعا دینا یہ سب شوہر کی بداخلاقی میں شمار ہوتے ہیں۔

بیوی میں کسی بھی قسم کا عیب اس کو مکمل داغدار نہیں بناتا، حقیقت تو یہ ہے کہ انسان ہونے کی حیثیت سے بیوی اور شوہر دونوں میں بھی عیوب پائے جاتے ہیں، شوہر اپنی زندگی خوشگوار بنانا چاہتا ہے تو بیوی کے عیوب پر نہیں اس کی خوبیوں پر نظر رکھے۔

اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی

مسلمان کسی مومن بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی ایک عادت پسند نہ آئے تو دوسری صفت اسے پسند آئیگی۔
(صحیح مسلم، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث نمبر: 3721)

حدیث مذکور سے بیوی کا یہ حق معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی سی بات پر شوہر نفرتوں کی دیوار نہ بنائے، اس میں کوئی غلطی دیکھے تو حسن اخلاق اور پیار ومحبت کے دائرہ میں سمجھائے، محض نفرتوں کے ساتھ بیوی کا سامنا کیا جائے تو زندگی دوبھر ہو جائے گی، اور چونکہ عورتوں کی جبلت وعادت میں کچھ فرق وامتیاز ہوتا ہے جو مردوں کی طبیعت سے میل نہیں کھاتا، اس کو بالکل سیدھا کرنے سے ٹوٹنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

اسی لئے لطف ومہربانی، ملاطفت وحسن سلوک اور صبر وتحمل کے ساتھ ان سے نباہنے کی کوشش جاری رکھی جائے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَرْأَةَ كَالضِّلَعِ إِذَا ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ.
(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث نمبر: 3717)

یعنی عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے، اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو ٹوٹ جائے گی اور اسی حالت میں اسے چھوڑ دے تو فائدہ اٹھائے گا۔

ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے میں ہی کامیابی ہے، عورتوں کو بالکل سیدھا کرنے کی تمنا چھوڑ کر ان کو انکی حالت پر برقرار رکھنے سے ہی مرد کا فائدہ ہے۔ جیسا کہ کمان کو سیدھا کرنے سے وہ تیر اندازی کے قابل نہیں رہتی اور اس کی خوبی اس کے ٹیڑھے رہنے میں ہے۔

شرح سنن ابوداؤد جلد ہفتم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمدللہ! شرح سنن ابوداؤد کی یہ جلد مکمل ہو چکی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری غلطیوں وکوتاہیوں کو معاف کردے اور میں یہ بھی دعا کرتا ہوں۔

اے اللہ! میرے دین کو سنوار دے جو کہ میری آخرت کے کام کا حافظ اور نگہبان ہے اور میری دنیا کو سنوار دے کہ جس میں میری روزی اور زندگی ہے۔ اور میری آخرت کو سنوار دے کہ جس میں میری واپسی ہے۔ اور میری زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں زیادتی اور میری موت کو ہر شر سے میری راحت کا سبب بنادے۔ یا اللہ مجھ پر حق واضح فرما اور مجھے اس کی اتباع نصیب فرما اور مجھ پر باطل واضح فرما اور مجھے باطل سے بچنے کی توفیق عطاء فرمادے۔ یا اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مجھے حق وایمان پر استقامت نصیب فرما۔ اور دنیا میں آنے فتنوں سے مجھے اور تمام مسلمانوں کو محفوظ فرما۔ آمین۔

محمد لیاقت علی عفی عنہ